

الأصلية
في
مميز الصلوات
أردو

تأليف: علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
مترجم: مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ رحمانیہ



www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

الاصحاب

رضوان اللہ علیہم اجمعین

فی
متبذرات الصلح (اردو)

(صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا انسائیکلو پیڈیا)

الاصحاب

فی

متبذرات الصلوات

(اردو)

(صحابہ کرامؓ کی ان سیکلو پیڈیا)

جلد ۱

تالیف: www.KitaboSunnat.com مترجم:

حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مولانا محمد عامر شہزاد علوی

مکتبہ احسانیت

اقرا سنٹر عرقی سٹریٹ، اندو بازار لاہور





مکتبہٴ جامعہ

إقرأ سنتر، عرق سٹریٹ، اڈہ و بازار لاہور

جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	الاصحاب فی قسبہ النبی ﷺ (جلد ۱)
تالیف	حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ
مسترجم	مولانا محمد عامر شہزاد علوی
ناشر	مکتبہٴ جامعہ
مطبع	إقرأ سنتر، عرق سٹریٹ، اڈہ و بازار لاہور
	خضر حبیب پرنٹرز

www.KitaboSunnat.com

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

- ۱۵) ابرهہ بن الصباح الحبشی یا الحمیری..... //
- ۱۶) دوسرے ابرهہ..... //
- ۱۷) ابزی الخزاعی..... ۷۱
- ۱۸) ابیض بن اسود..... ۷۲
- ۱۹) ابیض بن حقال (حائے مہملہ کے ساتھ)..... //
- ۲۰) ابیض بن عبدالرحمن..... //
- ۲۱) ابیض بن ہنی..... ۷۳
- ۲۲) ابیض الحنی..... //
- ۲۳) ابیض (بے نسبت)..... //
- ۲۴) ابیض (ایک اور)..... //
- ۲۵) ابی بن امیہ..... //
- ۲۶) ابی بن ثابت الانصاری..... ۷۴
- ۲۷) ابی بن شریق (شین مجملہ کے فتح سے)..... //
- ۲۸) ابی بن عجلان الباہلی..... //
- ۲۹) ابی بن عمارہ (بکسر العین بعض نے ضمیمہ بھی کہا ہے) ۷۵
- ۳۰) ابی بن القشب الازدی..... //
- ۳۱) ابی بن کعب..... //
- ۳۲) ابی بن کعب..... //
- ۳۳) ابی بن مالک القشیری..... ۷۷
- ۳۴) ابی بن معاذ..... ۷۸

باب الالف جس کے بعد ثائے مشدہ ہے

- ۳۵) اثال بن النعمان الحنفی..... //
- ۳۶) البج العبدی (ہروزن احمد پہلے ٹا پھر باور آخر میں جم ہے) //
- ۳۷) اکوب (سابقہ نام کے وزن پر اس کے آخر میں با ہے) ۷۹

- کلمۃ الناصر..... ۴۹
- عرض مترجم..... ۵۱
- مقدمہ..... ۵۳
- فصل اول: صحابی کی تعریف..... ۵۶
- فصل ثانی: کسی شخصیت کی صحابی ہونے کی پہچان کا طریقہ ۵۸
- فصل ثالث: صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت..... ۵۹

حرف الف

باب الہزہ جس کے بعد الف ہے

- ۱) آبی اللحم الغفاری مقدمہ..... ۶۴
- باب الالف جس کے بعد باء ہے
- ۲) ابان بن سعید بن العاص..... //
- ۳) ابان المحاربی از بنی محارب..... ۶۷
- ۴) ابراہیم بن جابر..... //
- ۵) ابراہیم بن الحارث..... ۶۸
- ۶) ابراہیم بن عباد..... //
- ۷) ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف..... //
- ۸) ابراہیم بن قیس..... //
- ۹) ابراہیم، ابورافع..... //
- ۱۰) ابراہیم الطائفی..... ۶۹
- ۱۱) ابراہیم النجار..... //
- ۱۲) ابراہیم الاشہلی..... ۷۰
- ۱۳) ابرهہ الحبشی..... //
- ۱۴) ابرهہ بن شرحبیل..... //

باب الالف جس کے بعد ذال ہے

- ۸۷ (ز) الادرس الجعفی ۶۲
 // الادرع السلمی ۶۳
 // الادرع ابو الجعد الضمری ۶۴
 // (ز) ادريس ۶۵
 // (ز) ادھم بن حظرة اللخمي الراشدی ۶۶
 // اذينة بن سلمة ۶۷

باب الالف جس کے بعد ذال ہے

- ۸۸ (ز) اربد بن جبیر ۶۸
 // اربد بن مخشى ۶۹
 // اربد (خادم رسول ﷺ) ۷۰
 // ارطاة بن الحارث ۷۱
 // ارطاة بن كعب ۷۲
 // الارقم بن ابی الارقم ۷۳
 // الارقم بن ابی الارقم الزهری ۹۲
 // الارقم بن حُفَیة التجیبی ۷۵
 // الارقم بن عبد الله ۷۶
 // الارقم الجعفی ۷۷
 // (ز) الاریقط العبدی ۷۸
 // ازداد ۷۹
 // الازرق بن عقبه ۸۰
 // ازهر بن خمیصة ۸۱
 // ازهر بن عبدعوف ۹۳
 // ازهر بن منقر ۸۲
 // (ز) ازیهر ۸۳

باب الالف جس کے بعد ذال ہے

- ۸۴ ازهر بن عبدعوف ۹۳
 // ازهر بن منقر ۸۲
 // (ز) ازیهر ۸۳

۳۸ ائيلة الخزاعی ۷۹

باب الالف جس کے بعد جیم ہے

۳۹ اجمد بن عجیان (جیم یا کے ساتھ بروزن عثمان) //

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

- ۴۰ أَحَقَب //
- ۴۱ احمد بن حفص ۸۰
 // احمد ۴۲
 // احمر ۴۳
 // احمر بن شليم ۴۴
 // احمر بن سواء ۴۵
 // احمر بن ابو عسیب ۴۶
 // احمر بن قطن ۴۷
 // احمر بن مازن ۴۸
 // احمر بن معاویہ ۴۹
 // احمر مولی ام سلمی ۵۰
 // الاحمری ۵۱
 // الاحوص بن عبد ۵۲
 // الاحوص بن مسعود ۵۳
 // أُحَیْخَہ بن امیہ ۵۴
 // أُحَیْخَہ (حائے بہلین سے تغیر ہے) ۵۵
 // ۸۳

باب الالف جس کے بعد خاء ہے

- ۵۶ الاخرم ۸۴
 // الاخرم الھجمی ۵۷
 // الاخرم بن ابی العوجاء السلمی ۵۸
 // الاخضر بن ابی الاخضر الانصاری ۵۹
 // الاخنس السلمی ۶۰
 // الاخنس بن شریق ۶۱
 // ۸۶

الاصحاب في تيسر الصحاح (جلد اول)

۸

- ۱۳۰ اسماعیل //
- ۱۳۱ (ز) اسماعیل بن سعید ۱۱۳
- ۱۳۲ اسماعیل بن عبد اللہ الغفاری ۱۱۵
- ۱۳۳ اسمر بن ابیض //
- ۱۳۴ اسمر بن ساعد //
- ۱۳۵ اسمر بن مضر السطانی //
- ۱۳۶ الاسود بن ابیض ۱۱۶
- ۱۳۷ الاسود بن ابی الاسود التہدی //
- ۱۳۸ الاسود بن اصرم المحاربی //
- ۱۳۹ الاسود بن ابی البختری //
- ۱۴۰ الاسود البختری ۱۱۷
- ۱۴۱ الاسود بن ثعلبة الیربوعی ۱۱۸
- ۱۴۲ الاسود بن حازم //
- ۱۴۳ الاسود بن حرام //
- ۱۴۴ الاسود بن الخزاعی الاسلامی ۱۱۹
- ۱۴۵ الاسود بن خطامة الکنانی //
- ۱۴۶ الاسود بن خلف بن اسعد //
- ۱۴۷ الاسود بن خلف بن عید یفوث القرشی //
- ۱۴۸ الاسود بن ربیعہ ۱۲۰
- ۱۴۹ الاسود بن ربیعۃ الحنظلی ۱۲۱
- ۱۵۰ الاسود بن زید //
- ۱۵۱ الاسود بن سریع //
- ۱۵۲ الاسود بن سفیان ۱۲۲
- ۱۵۳ الاسود بن سلمہ ۱۲۳
- ۱۵۴ الاسود بن عبد اللہ //
- ۱۵۵ الاسود بن عبس //
- ۱۵۶ الاسود بن عمران البکری //
- ۱۵۷ الاسود بن عوف الزهرقی ۱۲۴
- ۱۵۸ الاسود بن عویم السدوسی //
- ۱۵۹ الاسود بن مسعود الثقفی //
- ۱۶۰ الاسود بن مالک //
- ۱۶۱ الاسود بن نوفل ۱۲۵
- ۱۶۲ الاسود بن وهب //
- ۱۶۳ الاسود بن هشام ۱۲۶
- ۱۶۴ الاسود //
- جن کا نام اُسید (ہمزہ کے زید اور سین کے زیر سے)**
ان کا ذکر
- ۱۶۵ اسید بن ابی اناس ۱۲۶
- ۱۶۶ اسید بن جاریہ ۱۲۸
- ۱۶۷ اسید بن سَعِیہ //
- ۱۶۸ (ز) اسید از اولاد فطیون //
- ۱۶۹ اسید بن صفوان //
- ۱۷۰ اسید المزنی ۱۲۹
- جس کا نام اُسید (پیش سے ہے) اس کا ذکر**
- ۱۷۱ (ز) اُسید بن اُحیحہ //
- ۱۷۲ (ز) اسید بن الاخنس //
- ۱۷۳ اسید بن ثعلبة الانصاری //
- ۱۷۴ اسید بن الجدعاء ۱۳۰
- ۱۷۵ اسید بن الحَضیر //
- ۱۷۶ (ز) اسید بن ساعدة ۱۳۱
- ۱۷۷ اسید بن سَعِیۃ الاسرائیلی //
- ۱۷۸ اسید بن ظہیر //
- ۱۷۹ اسید بن عمرو ۱۳۲
- ۱۸۰ اسید بن کعب قرظی //
- ۱۸۱ اسید بن یزید //
- ۱۸۲ اسید بن یحمر //

باب الالف جس کے بعد مین ہے

- ۲۱۸) الاعرج //
- ۲۱۹) الاعروس بن عمرو البشکری ۱۳۱
- ۲۲۰) الاعفی المازنی //
- ۲۲۱) الاعور بن بشامة //
- ۲۲۲) اعین بن ضبیعة ۱۳۲

باب الالف جس کے بعد فین ہے

- ۲۲۳) الاغر بن یسار //
- ۲۲۴) الاغر (ایک اور) بغیر نسبت ۱۳۳
- ۲۲۵) الاغلب بن جشم ۱۳۴

باب الالف جس کے بعد قاء ہے

- ۲۲۶) الافطس ۱۳۵
- ۲۲۷) افلح //
- ۲۲۸) اللح ۱۳۶
- ۲۲۹) الملح (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام) //
- ۲۳۰) افلح (ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام) //

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

- ۲۳۱) الاقرع بن حابس ۱۳۷
- ۲۳۲) الاقرع بن سفی العکی ۱۳۹
- ۲۳۳) الاقرع بن عبد اللہ الحمیری //
- ۲۳۴) الاقرع الغفاری ۱۵۰
- ۲۳۵) اقرم بن زید الخزاعی //
- ۲۳۶) الاقص بن سلمہ //
- ۲۳۷) الاقمر الوداعی ۱۵۱

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

- ۲۳۸) اکال بن النعمان الانصاری المازنی //
- ۲۳۹) اکبر الحارثی //
- ۲۴۰) اکدم بن الجون //

۱۹۳) اسید الجعفی //

۱۹۴) اُسیر (بغیر نسبت اس کے آخر میں را ہے) //

۱۹۵) اُسیر بن جابر ۱۳۳

۱۹۶) اسیر بن عروہ //

۱۹۷) اسیر الکندی //

۱۹۸) اسیر بن عمرو //

۱۹۹) اسیر بن عمرو ۱۳۴

۲۰۰) اُسیم //

باب الالف جس کے بعد شین ہے

- ۲۰۱) الاشج العبدی //
- ۲۰۲) اشرس بن غاضرة //
- ۲۰۳) اشرف ۱۳۵
- ۲۰۴) اشرف //
- ۲۰۵) الاشعث بن قیس //
- ۲۰۶) الاشعث الانصاری ۱۳۶
- ۲۰۷) اَشیم (بروزن احمد الضابی) ۱۳۷
- ۲۰۸) الاشیم //

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

- ۲۰۹) اصبح بن غیاث (شین اور ثا سے) //
- ۲۱۰) اصرم الشقری ۱۳۸
- ۲۱۱) اصرم //
- ۲۱۲) الاصم العامری //
- ۲۱۳) اصید بروزن احمد //
- ۲۱۴) (ز) اصید بن سلمہ بن قریظ ۱۳۹
- ۲۱۵) اَصیل (لام اور قفیر سے) //

باب الالف جس کے بعد ضاد ہے

- ۲۱۶) الاضط بن جنی ۱۴۰
- ۲۱۷) الاضط السملی //

- ۲۶۱ انس بن الحارث //
- ۲۶۲ انس بن زُئیم الكنانی ۱۶۶
- ۲۶۸ انس بن صرمة //
- ۲۶۹ انس بن ضُبَع ۱۶۹
- ۲۷۰ انس بن ظہیر //
- ۲۷۱ انس بن عباس //
- ۲۷۲ انس بن عبدة ۱۷۰
- ۲۷۳ انس بن فضالة //
- ۲۷۴ انس بن قتادة بن ربعه انصاری //
- ۲۷۵ انس بن قتادة الباهلی //
- ۲۷۶ انس بن قیس بن المنتفق العقیلی //
- ۲۷۷ انس بن مالک ۱۷۱
- ۲۷۸ انس بن مالک الکعبی القشیری ۱۷۳
- ۲۷۹ انس بن مخاشن //
- ۲۸۰ انس بن مُدرک //
- ۲۸۱ انس بن ابی مرثد غنوی ۱۷۵
- ۲۸۲ انس بن معاذ //
- ۲۸۳ انس بن النضر ۱۷۶
- ۲۸۴ انس بن هرلة //
- ۲۸۵ (ز) انس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ (رسول اللہ ﷺ کے غلام) //
- ۲۸۶ انس الجہنی //
- ۲۸۷ انسہ ۱۷۸
- ۲۸۸ انة المخنث //

انس نامی حضرات

- ۲۸۹ انیس بن جنادة ۱۷۹
- ۲۹۰ انیس بن الضحاک الاسلمی //
- ۲۹۱ انیس بن عتیک ۱۸۰
- ۲۹۲ انیس بن قتادة الباهلی //

- ۲۹۱ الاکوع الاسلمی ۱۵۳
- ۲۹۲ اکیدر دُوْمَة //
- ۲۹۳ اکیمہ بن عبادة اللیثی //
- ۲۹۴ اکینة ۱۵۴

باب الالف جس کے بعد لام ہے

- ۲۹۵ الاشور (ہمزہ کے زیر اور راء مخف ہے) //
- ۲۹۶ اللہ کے نبی الیاس علیہ السلام ۱۵۵

باب الالف جس کے بعد میم ہے

- ۲۹۷ اماماہ (توں سے) //
- ۲۹۸ امَد بن اَبَد الحضرمی //
- ۲۹۹ امرؤ القیس بن الاصبح الکلبی ۱۵۶
- ۳۰۰ امرؤ القیس بن عابس ۱۵۷
- ۳۰۱ (ز) امرؤ القیس بن الفاخر ۱۵۸
- ۳۰۲ امیة بن اسعد //
- ۳۰۳ امیة بن اسکر ۱۵۹
- ۳۰۴ امیة بن امیة الذبیانی ۱۶۲
- ۳۰۵ امیة بن ثعلبة //
- ۳۰۶ امیة بن صفارة //
- ۳۰۷ امیة بن ابی عیدة //
- ۳۰۸ امیة بن عوف کنانی ۱۶۳
- ۳۰۹ امیة بن لوزان //
- ۳۱۰ امیة بن مخشی خزاعی //

باب الالف جس کے بعد نون ہے

- ۳۱۱ انجشة الاسود الحادی ۱۶۴
- ۳۱۲ انس بن ارقم ۱۶۵
- ۳۱۳ انس بن ابی انس //
- ۳۱۴ انس بن اوس //
- ۳۱۵ انس بن اوس انصاری //

الکتاب فی تفسیر الصحاح

- ۱۸۷ اوس بن ثابت الانصاری (۳۱۸)
- ۱۸۸ دوسرے اوس بن ثابت الانصاری (۳۱۹)
- // اوس بن ثعلبہ (۳۲۰)
- // (ز) اوس بن ثعلبہ انصاری (۳۲۱)
- ۱۸۹ اوس بن جبر الانصاری (۳۲۲)
- // اوس بن جھیش النخعی (۳۲۳)
- // اوس بن حارثہ الطائی (۳۲۴)
- ۱۹۰ اوس بن حبیب انصاری (۳۲۵)
- // اوس بن الحدّثان (۳۲۶)
- ۱۹۱ اوس بن حذیفہ (۳۲۷)
- // اوس بن حذیفہ (۳۲۸)
- // اوس بن حوشب (۳۲۹)
- ۱۹۲ اوس بن خالد بن عبید (۳۳۰)
- // (ز) اوس بن خالد بن قرط (۳۳۱)
- // اوس بن خالد بن یزید (۳۳۲)
- ۱۹۳ (ز) اوس بن حذام الانصاری (۳۳۳)
- // اوس بن خولی (۳۳۴)
- ۱۹۴ اوس بن ساعدة الانصاری (۳۳۵)
- // اوس بن سعد (۳۳۶)
- ۱۹۵ اوس بن سعد (۳۳۷)
- // اوس بن سلامة (۳۳۸)
- // (ز) اوس بن سمعان الانصاری (۳۳۹)
- // (ز) اوس بن سويد الانصاری (۳۴۰)
- // اوس بن شرحبیل (۳۴۱)
- ۱۹۶ اوس بن الصامت (۳۴۲)
- ۱۹۷ اوس بن عابد الانصاری (۳۴۳)
- // اوس بن عبدالله (۳۴۴)
- ۱۹۸ اوس بن عتيك الانصاری (۳۴۵)

- ۲۹۳ انیس بن قتادة //
- ۲۹۴ انیس بن معاذ ۱۸۱
- ۲۹۵ انیس بن ابی مرثد الغنوی //
- ۲۹۶ انیس الاسلمی //
- ۲۹۷ انیس الانصاری ۱۸۲
- ۲۹۸ انیس //
- ۲۹۹ انیس //
- ۳۰۰ انیسہ //

انیف نامی حضرات

- ۳۰۱ انیف بن جشم ۱۸۳
- ۳۰۲ انیف بن حبیب //
- ۳۰۳ انیف بن ملة الجذامی //
- ۳۰۴ انیف بن وائلة //

باب الالف جس کے بعد حا ہے

- ۳۰۵ اہبان بن اکوع //
- ۳۰۶ اہبان بن الاکوع ۱۸۴
- ۳۰۷ اہبان بن اوس الاسلمی //
- ۳۰۸ اہبان بن صیفی الغفاری //
- ۳۰۹ اہبان بن عمرو ۱۸۵
- ۳۱۰ اہبان بن عیاذ //
- ۳۱۱ اہود بن عیاض الازدی //

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

- ۳۱۲ اوس بن الارقم الانصاری ۱۸۶
- ۳۱۳ اوس بن الاعور //
- ۳۱۴ (ز) اوس بن ارقم الانصاری //
- ۳۱۵ اوس بن اوس الثقفی //
- ۳۱۶ اوس بن ابی اوس الثقفی //
- ۳۱۷ اوس بن ثابت //

الاصول في تبيين الصحاح (ج ١) (جلد ١)

- ٢٠٣ اياس بن بكير (٣٤٣) //
- // اياس بن ثعلبه (٣٤٣) //
- // اياس بن رثاب (٣٤٥) //
- // اياس بن سلمه بن الاكوع (٣٤٦) //
- ٢٠٣ اياس بن سهل الجهني (٣٤٦) //
- // (ز) اياس بن شراحيل (٣٤٨) //
- // (ز) اياس بن عبدالامد (٣٤٩) //
- // اياس بن عبدالله (٣٨٠) //
- // (ز) اياس بن عبدالله الفهري (٣٨١) //
- // (ز) اياس بن عبدالله (٣٨٢) //
- ٢٠٥ اياس بن عبد (٣٨٣) //
- // اياس بن عيس (٣٨٣) //
- // اياس بن عدی الانصاري (٣٨٥) //
- ٢٠٦ اياس بن قتادة التميمي العنبري (٣٨٦) //
- // اياس بن معاذ الانصاري الاشعلي (٣٨٤) //
- ٢٠٤ اياس بن هلال (٣٨٨) //
- // اياس بن ودقة الانصاري (٣٨٩) //
- // ايسر (٣٩٠) //
- // (ز) ايقع بن عبدكلال الحميري (٣٩١) //
- ٢٠٨ ايماء بن رحضة (٣٩٢) //
- // ايمن بن حريم (٣٩٣) //
- ٢٠٩ ايمن ابن ام ايمن (٣٩٤) //
- ٢١٠ (ز) ايمن (٣٩٥) //
- // ايوب بن ميكرز (٣٩٦) //
- قسم ثاني از حرف الف
- جنمیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا
- باب البرزہ جس کے بعد الف ہے
- // آدم بن ربيعة (٣٩٤) //

- (ز) اوس بن عمرو الانصاري المازني (٣٣٦) //
- (ز) اوس بن عمرو (٣٣٦) //
- اوس بن عوف (٣٣٨) //
- اوس بن فائد (٣٣٩) //
- اوس بن قتادة الانصاري (٣٥٠) //
- اوس بن قيطي (٣٥١) //
- اوس بن مالك الاشجعي ١٩٩ (٣٥٢) //
- اوس بن مالك (٣٥٣) //
- اوس بن مالك الانصاري (٣٥٣) //
- اوس بن مالك (٣٥٥) //
- اوس بن معاذ ٢٠٠ (٣٥٦) //
- اوس بن المعلی (٣٥٤) //
- اوس بن معير (٣٥٨) //
- اوس بن مغراء الانصاري (٣٥٩) //
- اوس بن المنذر الانصاري (٣٦٠) //
- اوس بن يزيد (٣٦١) //
- اوس الانصاري (٣٦٢) //
- اوس الانصاري (دوسرے) ٢٠١ (٣٦٣) //
- اوس الکلابی (٣٦٣) //
- اوس المروني (راء جس کے بعد ہمزہ ہے) (٣٦٥) //
- اوس غلام رسول ﷺ ٢٠٢ (٣٦٦) //
- اوس (٣٦٤) //
- اوفي بن عرفطة (٣٦٨) //
- اوفي بن مولة تميمي عبري (٣٦٩) //
- اويس بن الصامت (٣٤٠) //
- باب الالف جس کے بعد ياء ہے
- اياد ابو السمح (٣٤١) //
- اياس بن اوس (٣٤٢) //

باب الہزہ جس کے بعد با ہے

۳۹۸ ابراہیم بن سید البشر محمد ﷺ ۲۱۱

۳۹۹ ابراہیم بن النبی ﷺ ۲۱۳

۴۰۰ ابراہیم بن حارث //

۴۰۱ ابراہیم بن حارث بن ہشام ۲۱۴

۴۰۲ ابراہیم بن خلاد //

۴۰۳ ابراہیم بن صالح //

۴۰۴ ابراہیم بن عبدالرحمن //

۴۰۵ ابراہیم بن عیثہ ۲۱۵

۴۰۶ ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعری //

۴۰۷ ابراہیم بن نعیم //

باب الہزہ جس کے بعد حائے مہملہ ہے

۴۰۸ احمد بن جعفر ۲۱۶

۴۰۹ احمر بن سلیم //

باب الہزہ جس کے بعد زاء ہے

۴۱۰ ازہر بن مکمل ۲۱۷

باب الہزہ جس کے بعد سین ہے

۴۱۱ اسامہ بن عبداللہ //

۴۱۲ اسحاق بن سعد //

۴۱۳ اسحاق بن سعد ۲۱۸

۴۱۴ اسعد بن سہل //

۴۱۵ اسیر بن عمرو //

۴۱۶ ایاس بن عمرو //

۴۱۷ ایوب بن یثیر ۲۱۹

قسم ثالث از حرف الف

باب الہزہ جس کے بعد باء ہے

۴۱۸ (ز) ابایوہ فارسی ۲۲۱

۴۱۹ (الباء) بروزن (فعل) //

۴۲۰ اُیبر (بائے تصغیر کے ساتھ) //

۴۲۱ ابیض بن ہنی //

۴۲۲ ابی بن اشیم النهشلی //

۴۲۳ ابی بن عمارہ ۲۲۲

۴۲۴ ابی بن قیس النخعی //

باب الہزہ جس کے بعد جیم ہے

۴۲۵ الاجدع بن مالک //

۴۲۶ الاجلع بن وقاص //

۴۲۷ (ز) الاجم بن قیس //

باب الہزہ جس کے بعد حاء ہے

۴۲۸ اجزاب بن اسید ۲۲۳

۴۲۹ الاحنف بن قیس //

باب الہزہ بعد حادال

۴۳۰ اذیم (تصغیر) تغلی ۲۲۵

۴۳۱ اذہم بن محرز الباہلی //

باب الہزہ جس کے بعد راء ہے

۴۳۲ (ز) اربذ بن عبداللہ البجلی //

۴۳۳ (ز) ارطاة ابن سہتہ //

۴۳۴ ارطاة بن کعب ۲۲۶

۴۳۵ ارطیان المزنی //

۴۳۶ الارقم بن ابی الارقم ۲۲۷

۴۳۷ (ز) ارکون الرومی //

۴۳۸ ارمی //

باب الہزہ جس کے بعد زاء ہے

۴۳۹ ازاد مرد بن هرمز فارسی ۲۲۸

۴۴۰ آزاد ۲۲۹

۴۴۱ ازہر بن حمضہ //

۴۴۲ ازہر بن سحاح //

۳۳۶ اشہب بن ورد (۳۶۸)

باب الالف جس کے بعد صا ہے

// اصبع بن حجر (۳۶۹)

۳۳۷ اصبع بن عمرو (۳۷۰)

// (ز) اصبع بن نباتہ (۳۷۱)

// اصحبة (۳۷۲)

۳۳۸ اصحمة بن ابجر النجاشی (۳۷۳)

۳۳۹ (ز) اصغر بن قیس (۳۷۴)

// اصخمہ (خا نقطے والی) (۳۷۵)

// (ز) اصمغ بن مظہر (۳۷۶)

باب الالف جس کے بعد ظاء ہے

// اظ بن ابی اظ (۳۷۷)

// اعبد بن لدکی (۳۷۸)

// اعور بن ورد (۳۷۹)

باب الالف اس کے بعد فین ہے

۳۴۰ اغلب العجلی (۳۸۰)

باب الالف جس کے بعد قاء ہے

// (ز) افلح (۳۸۱)

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

// (ز) افرع (مؤذن عمر رضی اللہ عنہ) (۳۸۲)

// اقیشر اسدی (۳۸۳)

باب الالف جس کے بعد گاف ہے

۳۴۱ اکئل بن شماخ (۳۸۴)

// اکثم بن صیفی (۳۸۵)

۳۴۲ اکدر بن حمام (۳۸۶)

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۳۴۵ امرؤ القیس بن عدی (۳۸۷)

۳۴۳ ازہر بن مروان (۳۸۸)

۳۴۴ ازہر بن یزید المرادی الحمصی (۳۸۹)

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۳۴۵ اسامہ بن الحارث الیذلی (۳۹۰)

// اسامہ بن قتادہ ابوسعده العسلی (۳۹۱)

// (ز) اسبق (خادم عمر رضی اللہ عنہ) (۳۹۲)

// (ز) اسد آیاد (۳۹۳)

// اسلم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علام) (۳۹۴)

// (ز) اسماء بن خارجہ (۳۹۵)

۳۴۱ اسماء بن خالد (۳۹۶)

// اسود بن اقیش نخعی (۳۹۷)

// اسود بن شراحیل (۳۹۸)

۳۴۲ اسود بن عامر (۳۹۹)

// اسود بن عبد شمس (۴۰۰)

// اسود بن قطبة (۴۰۱)

// اسود بن کلثوم العدوی (۴۰۲)

// (ز) الاسود بن مغراء (۴۰۳)

۳۴۳ اسود بن ہلال محاربی (۴۰۴)

// اسود بن یزید (۴۰۵)

// اسیخت (۴۰۶)

۳۴۴ اسیفج الجہنی (۴۰۷)

باب الالف جس کے بعد شین ہے

// (ز) اشرف بن حمیری (۴۰۸)

۳۴۵ اشعث بن عبد الحجر (۴۰۹)

// (ز) اشعث بن میناس الشکونی (۴۱۰)

// اشہب بن حارث (۴۱۱)

// اشہب بن ابن رمیلہ (۴۱۲)

باب الالف جس کے بعد وال

۵۱۱ اذینۃ الشقی //

باب الالف جس کے بعد را ہے

۵۱۲ ارید بن رقیش اسدی ۲۵۵

۵۱۳ ارطاة الطائی //

۵۱۴ ارطاة بن المنذر السکونی //

۵۱۵ ارقم الخزاعی //

باب الالف جس کے بعد زاء ہے

۵۱۶ ازهر بن قیس //

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۵۱۷ اسامہ بن مالک ۲۵۷

۵۱۸ اسد بن ربیعۃ الجعفری الشاعر //

۵۱۹ اسد بن زرارۃ //

۵۲۰ اسد بن صفوان //

۵۲۱ اسد التركي ۲۵۸

۵۲۲ (ز) اسعد بن ربیع //

۵۲۳ اسمر الدیلی //

۵۲۴ اسقف نجران //

۵۲۵ اسلم الراعی (چوپان) //

۵۲۶ اسلم (بغیر نسبت) ۲۵۹

۵۲۷ اسماء بن خارجہ اسلمی //

۵۲۸ اسماعیل بن ابی حکیم المزنی //

۵۲۹ اسماعیل بن زید //

۵۳۰ اسماعیل بن عبدالرحمن الانصاری ۲۶۰

۵۳۱ اسماعیل بن هشام //

۵۳۲ اسود بن حارثہ //

۵۳۳ اسود (غیر منسوب) ۲۶۱

۵۳۴ اسود بن عبدالاسد ۲۶۲

۲۳۶ امیۃ بن ابی عائد الہذلی ۲۸۸

باب الالف بعد حانوں

۲۳۷ انس بن حذیفہ ۲۸۹

۲۳۸ انس بن نواس ۲۹۰

۲۳۹ انس بن ہلال النمیری ۲۹۱

۲۴۰ انیف بن یزید ۲۹۲

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۲۴۱ اوس القرنی ۲۹۳

۲۴۲ اوس بن بجیر الطائی ۲۹۴

۲۴۳ اوس بن ثویب العللی ۲۹۵

۲۴۴ اوس بن جذیمہ الہجیمی ۲۹۶

۲۴۵ اوس بن ضَمْعَج الکوفی الحضرمی ۲۹۷

۲۴۶ اوس بن مغراء القرعی ۲۹۸

۲۴۷ اوسط بن عمرو ۲۹۹

۲۴۸ اویس بن عامر ۳۰۰

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۲۴۹ ایاس بن زید ۳۰۱

۲۵۰ ایاس بن صُبَیح ۳۰۲

قسم رابع از حرف الف

باب الالف جس کے بعد باء ہے

۲۵۱ ابان العبدی ۳۰۳

۲۵۲ ابجر المزنی ۳۰۴

۲۵۳ ابراہیم بن عبدالرحمن العذری ۳۰۵

۲۵۴ ابراہیم بن عبید ۳۰۶

۲۵۵ ابراہیم الانصاری ۳۰۷

۲۵۶ ابی بن بُی ۳۰۸

۲۵۷ ابایۃ بن اثال ۳۰۹

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۲۵۸ احب بن مالک ۳۱۰

۵۵۷ (ز) امیہ بن عمرو //

۵۵۸ امیہ ۲۷۶ //

۵۵۹ امیہ بن ابی مرثد الانصاری //

باب الالف جس کے بعد نون ہے

۵۶۰ انس بن اسید //

۵۶۱ انس بن ام انس ۲۷۷ //

۵۶۲ انس بن رافع //

۵۶۳ انس بن عبد اللہ //

۵۶۴ انس بن مالک ۲۷۸ //

باب الالف جس کے بعد ہاء ہے

۵۶۵ اہیان الفغاری //

۵۶۶ اوس بن اویس //

۵۶۷ اوس بن بشیر ۲۷۹ //

۵۶۸ اوس بن ثابت الانصاری //

۵۶۹ اوس بن حارثہ ۲۸۰ //

۵۷۰ اوس بن عرابہ //

۵۷۱ اوس بن محجن //

۵۷۲ اوس المزنی //

۵۷۳ اوس (بے نسبت) //

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۷۴ ایاس بن عبد اللہ الہزلی ۲۸۱ //

۵۷۵ ایاس بن مالک //

۵۷۶ ایاس بن معاویہ المزنی //

۵۷۷ ایاس (بے نسبت) ۲۸۲ //

۵۷۸ ایفیع بن عبد الکلاعی //

۵۷۹ ایمن بن یعلی ۲۸۳ //

۵۸۰ (ز) ایمن //

۵۸۱ ایمن (بے نسبت) //

۵۳۵ آسید (ابتداء میں زیر سن کے زیر سے) //

۵۳۶ (ز) آسید بن ثابت //

۵۳۷ (ز) اسید بن کرز القسری ۲۶۳ //

۵۳۸ (ز) اسید بن مالک //

۵۳۹ اُسید (پیش سے) //

۵۴۰ اُسیر (ہزہ کے زیر سے آخر میں را ہے) ۲۶۴ //

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۵۴۱ الاشج //

۵۴۲ اشج ابو الدنیا المغربی //

۵۴۳ الاشج بن سنان ۲۶۵ //

۵۴۴ اشعب بن ام حمیدہ //

۵۴۵ اشعث (ثا سے) //

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۵۴۶ صرم ۲۶۶ //

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۵۴۷ اعرابی //

۵۴۸ اعشی بن قیس //

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۵۴۹ اکیدر دومة //

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۵۵۰ امیہ بن خالد ۲۶۹ //

۵۵۱ امیہ بن خویلد ۲۷۰ //

۵۵۲ امیہ بن ابی الصلت الثقفی ۵۵۲ //

۵۵۳ امیہ بن سعد قرشی ۲۷۳ //

۵۵۴ امیہ بن عبد اللہ بن خالد ۲۷۵ //

۵۵۵ امیہ بن عبد اللہ بن عمرو //

۵۵۶ امیہ بن علی //



حرف الباء

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۵۸۲ باذام ۲۸۴

۵۸۳ باقوم //

۵۸۴ (ز) باقوم دیگر ۲۸۵

باب بالباء جس کے بعد جیم ہے

۵۸۵ بَجَاد (ابتداء میں زیر بحر جیم) //

۵۸۶ بجاد بن عمیر بن الحارث //

۵۸۷ بُجَید (تغیر ہے) ۲۸۶

۵۸۸ بُجَیر (آخر میں را ہے تغیر ہے) //

۵۸۹ بُجَیر بن بَجْرَة //

۵۹۰ بجیر بن ابی بجیر العبسی ۲۸۷

۵۹۱ بجیر بن زهیر //

۵۹۲ بجیر بن عبد اللہ //

۵۹۳ بجیر بن العوام ۲۸۸

۵۹۴ بجیر الخزاعی //

۵۹۵ بجیر //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۵۹۶ بَحَاث //

۵۹۷ بحر //

۵۹۸ بحیرا الراہب ۲۸۹

۵۹۹ بَحِیر (شروع میں زیر حاء کسور) //

۶۰۰ بحیر الانصاری ۲۸۹

۶۰۱ (ز) بحیر بن عقریة //

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۶۰۲ بدر بن عبد اللہ المزنی //

۶۰۳ بدر بن عبد اللہ الخطمی //

۶۰۴ (ز) بدر بن عبد اللہ (بے نسبت) ۲۹۰

۶۰۵ بدر ابو عبد اللہ //

۶۰۶ بدر ابو مالک //

۶۰۷ (ز) بدیل بن امّ اصْرَم //

۶۰۸ بدیل بن ام اصرم //

۶۰۹ بدیل بن عمرو الخطمی الانصاری ۲۹۱

۶۱۰ بدیل بن غید مناف //

۶۱۱ بدیل بن کلثوم //

۶۱۲ بدیل ۲۹۲

۶۱۳ بدیل (بے نسبت) //

۶۱۴ بدیل بن ورقاء //

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۶۱۵ بر بن عبد اللہ ابو هند الداری ۲۹۳

۶۱۶ البراء بن اوس //

۶۱۷ البراء بن حزم ۲۹۴

۶۱۸ البراء بن عازب //

۶۱۹ البراء بن عمرو ۲۹۵

۶۲۰ البراء بن مالک بن نصر الانصاری //

۶۲۱ البراء بن مالک (دوسرے) ۲۹۷

۶۲۲ البراء بن معرور //

۶۲۳ البراء بن معرور ۲۹۸

۶۲۴ البراء بن الاسود //

۶۲۵ بُرُح (شروع میں زیر اس کے بعد راء کسور آخر میں حا) //

۶۲۶ بُرُذَع بن زید //

۶۲۷ بُرُذَع بن زید الجذامی ۲۹۹

۶۲۸ (ز) بُرْدَة القطعی //

۶۲۹ بُرُز //

۶۳۰ بُرُز //

- ۳۰۷ بشر بن الحارث ۶۵۳
- // بشر بن الحارث ۶۵۵
- ۳۰۸ بشر بن الحارث بن قیس ۶۵۶
- // بشر بن حزن ۶۵۷
- // بشر بن حنظله الجعفی ۶۵۸
- // (ز) بشر بن ربیعہ الخثعمی ۶۵۹
- // بشر بن سُحیم ۶۶۰
- // بشر بن سفیان العتکی ۶۶۱
- ۳۰۹ بشر بن عاصم ۶۶۲
- ۳۱۰ بشر بن عبد اللہ الانصاری الخزرجی ۶۶۳
- // بشر بن عبد اللہ ۶۶۴
- // بشر بن عبد ۶۶۵
- ۳۱۱ بشر بن عُرْقُطَة ۶۶۶
- // بشر بن عصمة للہی ۶۶۷
- // بشر بن عصمة المزنی ۶۶۸
- ۳۱۲ بشر بن عطیة ۶۶۹
- // بشر بن عقربة الجهنی ۶۷۰
- ۳۱۳ بشیر بن عمرو ۶۷۱
- // بشر بن قدامة الضبابی ۶۷۲
- ۳۱۴ بشر بن قیس ۶۷۳
- // بشر بن المحتفز المزنی ۶۷۴
- // بشر بن المحتفز البصری ۶۷۵
- // (ز) بشر بن مسعود ۶۷۶
- // بشر بن معاذ الاسدی ۶۷۷
- ۳۱۵ بشر بن معاویہ ۶۷۸
- ۳۱۶ بشر بن المعلی ۶۷۹
- // بشر بن الهجنع البکائی ۶۸۰
- // بشر بن هلال العبدي ۶۸۱

- ۳۱۱ برمۃ بن معاویہ الاسدی ۶۸۱
- ۳۱۲ بریدۃ بن الحصب ۶۸۲
- ۳۱۳ بُرید (تصغیر) الاسلامی ۶۸۳
- ۳۱۴ بُرید ۶۸۴
- ۳۱۵ بُرید ۶۸۵
- ۳۱۶ بریر ۶۸۶
- ۳۱۷ بریر ۶۸۷

باب الباء جس کے بعد ذی ہے

- ۳۱۸ بُزَیع (شروع کا زبر کا ذی آخر میں بے نقط میں ہے) //

باب الباء جس کے بعد سین ہے

- ۳۱۹ بُسْبَسَة بن عمرو ۶۸۹
- ۳۲۰ بستانی الاسرائیلی ۶۹۰
- بُسر (با کے پیش سین کے سکون سے) نامی حضرات کا تذکرہ
- ۳۲۱ بُسر بن ارطاة ۶۹۱
- ۳۲۲ بسر بن ابی بسر المازنی ۶۹۲
- ۳۲۳ بسر بن جعاش ۶۹۳
- ۳۲۴ بسر بن راعی البعیر الاشجعی ۶۹۴
- ۳۲۵ بسر بن سفیان ۶۹۵
- ۳۲۶ بسر بن سلیمان ۶۹۶
- ۳۲۷ بسر بن عبد الرحمن الحضرمی ۶۹۷
- ۳۲۸ بسر بن عصمة المزنی ۶۹۸
- ۳۲۹ بسر سلمی (رافع کے والد) ۶۹۹
- ۳۳۰ بشرہ ۷۰۰
- ۳۳۱ (ز) بسطام ۷۰۱
- بشر (زیر اور نقطوں والے شین سے) نامی حضرات کا ذکر
- ۳۳۲ بشر بن بُیْرِق الانصاری ۷۰۲
- ۳۳۳ بشر بن براء بن معرور ۷۰۳

- ۶۰۸ بشر بن یزید الضعی //
- ۶۰۹ بشر الانصاری ۳۲۳
- ۶۱۰ بشیر الثقفی //
- ۶۱۱ بشیر الحارثی الکعبی //
- ۶۱۲ بشیر الغفاری //
- ۶۱۳ بشیر المعاری ۳۲۵
- ۶۱۴ بشیر والد رافع //
- بشر (پیش سے) نامی حضرات کا تذکرہ
- ۶۱۵ بشر //
- باب الباء جس کے بعد صاد ہے
- ۶۱۶ بَصْرَة بن اکثم الانصاری //
- ۶۱۷ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری ۳۲۶
- باب الباء جس کے بعد عین ہے
- ۶۱۸ بعجة بن زید الجذامی //
- باب الباء جس کے بعد غین ہے
- ۶۱۹ بغیض بن حبیب //
- باب الباء جس کے بعد قاف ہے
- ۶۲۰ بقیلة الاکبر الاشجعی //
- باب الباء جس کے بعد کاف ہے
- ۶۲۱ بکر بن امیة الضمری //
- ۶۲۲ بکر بن جکله //
- ۶۲۳ بکر بن الحارث الانصاری ۳۲۸
- ۶۲۴ بکر بن حارثة الجهنی //
- ۶۲۵ بکر بن حبیب الحنفی ۳۲۹
- ۶۲۶ (ز) بکر بن حذلم الاسدی //
- ۶۲۷ بکر بن شداح اللیثی //
- ۶۲۸ بکر بن عبدالله //
- ۶۲۹ بکر بن مبشر ۳۳۰

- ۶۸۲ بشر (بے نسبت) //
- ۶۸۳ بشر سلمی ۳۱۷
- ۶۸۴ بشر الغنوی //
- ۶۸۵ بشر الاسدی //
- بشر نامی (شروع میں زیر مشین کے زیر پھریا)
حضرات کا تذکرہ
- ۶۸۶ بشیر بن اکنال (شروع میں زیر کاف متحد) ۳۱۸
- ۶۸۷ بشیر بن انس //
- ۶۸۸ بشیر بن جابر //
- ۶۸۹ بشیر بن حارث انصاری //
- ۶۹۰ بشیر بن خصاصیہ ۳۱۹
- ۶۹۱ بشیر بن ابی زید انصاری //
- ۶۹۲ بشیر بن ابی زید انصاری //
- ۶۹۳ بشیر بن سعد //
- ۶۹۴ بشیر بن سعد ۳۲۰
- ۶۹۵ بشیر بن سعد //
- ۶۹۶ بشیر بن عبدالله انصاری الخزر جی //
- ۶۹۷ بشیر بن عبدالمنذر انصاری //
- ۶۹۸ بشیر بن عتیک //
- ۶۹۹ بشیر بن عرفطة الجهنی ۳۲۱
- ۷۰۰ بشیر بن عبس //
- ۷۰۱ (ز) بشیر بن کعب //
- ۷۰۲ بشیر بن ابی مسعود //
- ۷۰۳ بشیر بن معبد //
- ۷۰۴ بشیر بن معبد ۳۲۲
- ۷۰۵ (ز) بشیر بن معاویہ //
- ۷۰۶ بشیر بن نعمان ۳۲۳
- ۷۰۷ بشیر بن نہاس عیدی //

قسم ثانی از حروف الف

ان حضرات کا ذکر جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۶۵۳ بشیر بن ابی مسعود انصاری البدری ۳۳۶

۶۵۴ بشیر بن فدیك ۳۳۷

قسم ثالث از حروف باء

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے دور نبوی ﷺ پایا لیکن

ملاقات نہ ہو سکی چاہے وہ آپ کی زندگی میں مسلمان

ہوئے یا بعد میں

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۶۵۶ بابویہ الفارسی الکاتب ۳۳۸

۶۵۷ (ز) یاب (دونوں باء ہیں) ۳۳۹

۶۵۸ باذان الفارسی (آخر میں نون بعض میں بھی کہتے ہیں) //

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۶۵۹ بجاد بن قیس //

۶۶۰ بجالہ بن عبدة التمیمی العنبری ۳۴۰

۶۶۱ بجر بن الحارث //

۶۶۲ بخیر (جسم سے تغیر ہے) //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۶۶۳ بخیر بن الحویرث //

۶۶۴ بحیر (شروع کا زیر اور حا کا زیر) //

باب الباء جس کے بعد واء ہے

۶۶۵ (ز) بدر بن عامر الہذلی //

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۶۶۶ برود بن حارث یسکرتی //

باب الباء جس کے بعد شین

۶۶۷ (ز) بشار بن عدی //

۶۶۰ بکر //

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۶۶۱ (ز) بلال بن اخیحة //

۶۶۲ بلال بن بلبل //

۶۶۳ بلال بن حارث //

۶۶۴ بلال بن رباع الحبشی ۳۳۱

۶۶۵ بلال بن سعد //

۶۶۶ بلال بن مالک مزنی //

۶۶۷ بلال انصاری //

۶۶۸ (ز) بلال الفزاری ۳۳۲

۶۶۹ بکر //

۶۷۰ (ز) بلعام //

۶۷۱ (ز) بلقوم الرومی النجار //

۶۷۲ (ز) بلع بن مخشی //

۶۷۳ (ز) بلع الارض "زمین کے ٹکے ہوئے" ۳۳۳

۶۷۴ بکلیل (تغیر ہے) //

باب الباء جس کے بعد نون ہے

۶۷۵ بنۃ الجہنی (با کے بعد نون مشدود زبر والا) //

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۶۷۶ بہزاد ابو مالک //

۶۷۷ بہز القشیری ۳۳۴

۶۷۸ بھلول بن دویب النباش //

۶۷۹ بھیر (تغیر آخر میں را ہے) ۳۳۵

۶۸۰ بھیس بن سلمی تمیمی //

باب الباء جس کے بعد واء ہے

۶۸۱ بولا (بے نسبت) //

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۶۸۲ بیخرة ۳۳۶

قسم الرابع حرف باء

جن کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کتابوں میں ذکر

ہو گیا اور اس کا بیان

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۴۹۰ (ز) باب بن عُمیر

۴۹۱ باذان شاہِ ہند

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۴۹۲ بحیر بن بجرہ الطائی

۴۹۳ بحیر بن عبد بن الحضرمی

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۴۹۴ (ز) بحرۃ بن عامر

۴۹۵ بحیرا الراہب

۴۹۶ بُحَیْنہ

۴۹۷ (ز) بحیرۃ بن عامر

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

۴۹۸ (ز) البداء بن عاصم اللخمی

۴۹۹ (ز) البذاح بن عدی انصاری

۵۰۰ (ز) بُذَیْل (بے نسبت)

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

۵۰۱ بذیمۃ والد علی

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۵۰۲ البراء بن الجمہ

۵۰۳ البراء بن قبیصہ

۵۰۴ برذع بن زید

۵۰۵ بریح بن عرفجہ

۵۰۶ بریدہ بن سفیان الاسلمی

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۵۰۷ (ز) بُسْر (با کا پیش سین کا سکون)

۴۹۸ بشر بن ربیعہ

۴۹۹ بشر بن ربیعہ

۴۹۹ بشر بن رَدْنِیح

۴۹۹ (ز) بشر بن شُبْر (شین کا زیر اور با کا سکون)

۴۹۹ (ز) بشر بن عامر بن مالک العامری

۴۹۹ بشر بن عامر

۴۹۹ بشر بن قُحَیف

۴۹۹ بشر بن قُطَیْبہ

۴۹۹ بشر بن قیس

۴۹۹ بشر بن ثوری العجلی

۴۹۹ بشیر (بروزن عظیم)

باب الباء جس کے بعد طاء ہے

۴۹۹ البَطِین بن عبد اللہ الحنفی

باب الباء جس کے بعد ثمین ہیں

۴۹۹ بغیض بن شماس

۴۹۹ بغیض بن عامر

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۴۹۹ (ز) بعاطر الاسقف

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

۴۹۹ (ز) بکاء الراہب

۴۹۹ (ز) بکر بن عبد اللہ

۴۹۹ (ز) بکر بن علی

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۴۹۹ (ز) بہدل طائی

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۴۹۹ (ز) بیکاض بن سدید

۴۹۹ بیرح بن اسد الطاحی

۴۹۹ (ز) بیر زطن ہندی

حرف التاء

قسم اول حرف تاء

باب التاوی جس کے بعد لام ہے

- باب التاء جس کے بعد میم ہے
- ۳۶۱ التلب بن ثعلبہ (۸۴۰)
- تمام بن عبیدہ الاسدی (۸۴۱) //
- تمام الحبشی (۸۴۲) //
- (ز) تمام بن یھودا (۸۴۳) //
- تمیم بن اسید (۸۴۴) //
- ۳۶۲ تمیم بن اسید (۸۴۵)
- تمیم بن اوس الاسلامی (۸۴۶) //
- تمیم بن اوس (۸۴۷) //
- ۳۶۳ تمیم بن بشر (۸۴۸)
- تمیم بن جراحہ الثقفی (۸۴۹) //
- تمیم بن حارث (۸۵۰) //
- ۳۶۴ تمیم بن حجر الاسلامی (۸۴۱)
- تمیم بن ربیعہ (۸۴۲) //
- تمیم بن زید الانصاری (۸۴۳) //
- (ز) تمیم بن زید (دوسرے) (۸۴۴) //
- ۳۶۵ تمیم بن سعد تمیمی (۸۴۵)
- تمیم بن سلمہ (۸۴۶) //
- (ز) تمیم بن عبد عمرو (۸۴۷) //
- تمیم بن معبد (۸۴۸) //
- تمیم بن بشر (۸۴۹) //
- تمیم بن یزید (۸۵۰) //
- ۳۶۶ تمیم بن یعار (۸۵۱)
- تمیم (۸۵۲) //

۸۰۸ بُسُور (پیش سے اور سمین بغیر نقطوں کے ساکن) //

٨٠٩ بسبس بن عمرو الجهني ٣٥٥

بشر (ہا کے زیر اور شین کے سکون سے) نامی حضرات

بشر الحقیقی ۸۱۰ //

بشر بن صحر العبدی //

۸۱۲ بشر بن عمام //

۸۱۴ بشر الغنوی (عبداللہ بن بشر کے والد) ۳۵۶

بشیر) با کا زبر اور شین کے بعد یا کا اضافہ) نامی حضرات کا تذکرہ

۸۴ بشیر بن تیم //

۸۱۵ بشیر ابو حمیلہ //

٨١٦) بشير بن الحارث //

٨١٤ (ز) بشير بن راعي البعير ٣٥٤

۸۱۸ (ز) بشیر بن زید الانصاری //

بشیر بن عمرو ۸۱۱ //

۸۲۰) ہشیر (ایوب کے والد) //

۳۵۸ بشیر بن زید ضبیعی

۸۲۲ بُشیر (باکے پیش سے نصیغہ ہے) //

۸۳۳ (ز) بشیر المازنی ابو عبد الله //

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۸۴۳) بعجة بن عبد الله ۳۵۹

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۸۲۵ بَلَدُ //

۸۶ (ز) بلال بن حمّامه //

۸۶۷) بلال بن یحییٰ

٨٨٨ بلال الفزاري //

باب الباء جن کے بعد واؤ ہے

۸۲۹ بر دکان ۳۶۰

حرف الراء

باب الراء جس کے بعد الف ہے

- ۳۷۳ ثابت بن ائله انصاری اوسی (۸۶۱)
- // ثابت بن اقرم (۸۶۲)
- ۳۷۴ ثابت بن الجرع (۸۶۳)
- // ثابت بن حارث انصاری (۸۶۴)
- // ثابت بن حسان (۸۶۵)
- // ثابت بن خالد (۸۶۶)
- ۳۷۵ ثابت بن خنساء (۸۶۷)
- // ثابت بن دحداح (۸۶۸)
- ۳۷۶ ثابت بن دینار (۸۶۹)
- // ثابت بن ربیعہ (۸۷۰)
- // ثابت بن ربیع انصاری (۸۷۱)
- // ثابت بن رفاعہ انصاری (۸۷۲)
- // ثابت بن رؤفیع (۸۷۳)
- ۳۷۷ ثابت بن زید حارثی (۸۷۴)
- // ثابت بن زید (۸۷۵)
- // ثابت بن زید (۸۷۶)
- // ثابت بن زید بن ودیعہ (۸۷۷)
- // ثابت بن سفیان (۸۷۸)
- // ثابت بن سماک (۸۷۹)
- ۳۷۸ ثابت بن الصامت انصاری (۸۸۰)
- // ثابت بن الصامت (۸۸۱)
- // (ز) ثابت صہیب (۸۸۲)
- // ثابت بن الضحاک (۸۸۳)
- ۳۷۹ ثابت بن طریف المرادی (۸۸۵)
- // ثابت بن ابی عاصم (۸۸۶)

(ز) تمیم الحبشی (۸۵۲)

(ز) تمیم بن غنم کے غلام (۸۵۳)

باب الراء جس کے بعد واو ہے

التوام ابو دخان (۸۵۵)

باب الراء جس کے بعد یاء ہے

(ز) التیہان انصاری (۸۵۶)

باب الراء جس کے بعد میم ہے

تمام بن العباس (۸۵۷)

(ز) تمیم بن ایاس (۸۵۸)

تمیم بن غیلان (۸۵۹)

باب الراء جس کے بعد باء ہے

تبیع الحمیری (۸۶۰)

باب الراء جس کے بعد نیم ہے

تمیم بن خذلیم (۸۶۱)

تمیم بن مقبل (۸۶۲)

تمیم بن نذیر العدوی (۸۶۳)

(ز) تمیم بن ورقاء الخنعمی (۸۶۴)

قسم ثالث

جن کا ذکر لفظی غلطی سے صحابہ میں ہو گیا ہے

باب الراء جس کے بعد لام ہے

تلیل بن کلاب اللیثی (۸۶۵)

باب الراء جس کے بعد میم ہے

تمیم بن اسد الخزاعی (۸۶۶)

(ز) تمیم بن اوس الاسلمی (۸۶۷)

تمیم بن حمام انصاری (۸۶۸)

تمیم (بے نسبت) (۸۶۹)

باب الراء جس کے بعد یاء ہے

التیہان الانصاری (۸۷۰)

باب الثاء جس کے بعد عین بے نقطہ ہے

- ۳۸۷ (ز) ثعلبہ بن اوس ۹۲۲
- // ثعلبہ بن ابی بلتعہ ۹۲۵
- // (ز) ثعلبہ بن ثابت ۹۲۶
- // ثعلبہ بن حارث ۹۲۷
- // ثعلبہ بن حاطب ۹۲۸
- // ثعلبہ بن حاطب ۹۲۹
- ۳۸۸ (ز) ثعلبہ بن حرام ۹۳۰
- // ثعلبہ بن الحکم ۹۳۱
- // (ز) ثعلبہ بن خدام انصاری ۹۳۲
- ۳۸۹ ثعلبہ بن زہد تمیمی ۹۳۳
- // (ز) ثعلبہ بن زید ۹۳۴
- // ثعلبہ بن زید انصاری ۹۳۵
- // ثعلبہ بن ساعدہ ۹۳۶
- ۳۹۰ ثعلبہ بن سعد ۹۳۷
- // ثعلبہ بن سعہ ۹۳۸
- // ثعلبہ بن سلام ۹۳۹
- // (ز) ثعلبہ بن سوید انصاری ۹۴۰
- // ثعلبہ بن سہیل ۹۴۱
- // ثعلبہ بن صغیر ۹۴۲
- ۳۹۱ (ز) ثعلبہ بن عبد اللہ بن سام ۹۴۳
- // ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاری ۹۴۴
- ۳۹۲ ثعلبہ بن عید ۹۴۵
- // ثعلبہ بن عمرو جذامی ۹۴۶
- // (ز) ثعلبہ بن عمرو ۹۴۷
- // (ز) ثعلبہ بن عمرو ۹۴۸
- // ثعلبہ بن عنمہ ۹۴۹
- // (ز) ثعلبہ بن قیس ۹۵۰

- ۳۸۰ ثابت بن عامر ۹۸۷
- // ثابت بن عبید انصاری ۹۸۸
- // ثابت بن عتیک ۹۸۹
- // ثابت بن عدی ۹۹۰
- // ثابت بن عمرو ۹۹۱
- ۳۸۱ ثابت بن قیس ۹۹۲
- ۳۸۲ (ز) ثابت بن قیس ۹۹۳
- // ثابت بن قیس ۹۹۴
- ۳۸۳ (ز) ثابت بن قیس ۹۹۵
- // ثابت بن مخلد ۹۹۶
- // ثابت بن مسعود ۹۹۷
- // ثابت بن نعمان بن امیہ ۹۹۸
- // ثابت بن نعمان ۹۹۹
- // ثابت بن نعمان ۱۰۰۰
- ۳۸۴ ثابت بن نعمان ۱۰۰۱
- // ثابت بن ہزال ۱۰۰۲
- // ثابت بن ودیعہ ۱۰۰۳
- // ثابت بن ودیعہ بن خدام ۱۰۰۴
- // ثابت بن وقش ۱۰۰۵
- ۳۸۵ ثابت بن یزید ۱۰۰۶
- // ثابت بن یزید ۱۰۰۷
- // ثابت بن یزید (تس کا ذکر نہیں) ۱۰۰۸
- // (ز) ثابت بن یسار ۱۰۰۹
- ۳۸۶ ثابت ۱۰۱۰
- // (ز) ثابت الحجّی ۱۰۱۱
- // ثابت ۱۰۱۲
- باب الثاء جس کے بعد راء ہے
- // ثروان بن فزارة ۹۲۳

قسم ثانی از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۳۰۰ (ز) ثابت بن مری ۹۶۵

قسم ثالث از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

..... (ز) ثابت بن طریف المرادی ۹۶۶

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

..... (ز) ثعلبہ بن ابی رقیہ اللخمی ۹۶۷

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

..... (ز) ثمامہ بن اوس ۹۶۸

..... (ز) ثمامہ بن حزن ۹۶۹

..... (ز) ثمامہ الرومائی ان کے غلام ۹۷۰

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

..... (ز) ثور بن ثلثہ ۹۷۱

..... (ز) ثور بن قدامہ ۹۷۲

..... (ز) ثور بن مالک الکندی ۹۷۳

قسم رابع از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

..... (ز) ثابت بن اجدع ۹۷۴

..... (ز) ثابت بن ابی الاقلع ۹۷۵

..... (ز) ثابت بن ابی زید الانصاری ۹۷۶

..... (ز) ثابت بن الضحاک ۹۷۷

..... (ز) ثابت بن عمرو انصاری ۹۷۸

..... (ز) ثابت بن قیس انصاری ۹۷۹

..... (ز) ثابت بن قیس (دوسرے) ۹۸۰

..... (ز) ثابت بن مسعود ۹۸۱

..... (ز) ثابت بن معاذ انصاری ۹۸۲

..... (ز) ثعلبہ بن قیطی ۹۸۱

..... (ز) ثعلبہ بن ابی مالک القرظی ۹۸۲

..... (ز) ثعلبہ بن ودیعہ انصاری ۹۸۳

..... (ز) ثعلبہ تمیمی عنبری ۹۸۴

..... (ز) ثعلبہ انصاری ۹۸۵

..... (ز) ثعلبہ انصاری ۹۸۶

..... (ز) ثعلبہ (کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں) ۹۸۷

باب الثاء جس کے بعد قاف ہے

..... (ز) ثقاف بن عمرو العدوانی ۹۸۸

..... (ز) ثقب بن قزوہ ۹۸۹

..... (ز) ثقف بن عمرو ۹۹۰

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

..... (ز) ثمامہ بن اثال ۹۹۱

..... (ز) ثمامہ بن انس ۹۹۲

..... (ز) ثمامہ بن بحداد العیدی ۹۹۳

..... (ز) ثمامہ بن ابی ثمامہ ۹۹۴

..... (ز) ثمامہ بن حزن ۹۹۵

..... (ز) ثمامہ بن عدی قرشی ۹۹۶

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

..... (ز) ثوبان ۹۹۷

..... (ز) ثوبان انصاری ۹۹۸

..... (ز) ثوبان ۹۹۹

..... (ز) ثوبان العنسی ۱۰۰۰

..... (ز) ثوب (ابو مسلم خولانی کے والد) ۱۰۰۱

..... (ز) ثور بن عَزْرَة ۱۰۰۲

..... (ز) ثور السلمي ۱۰۰۳

..... (ز) ثور بن معن ۱۰۰۴

- ۹۹۳ ثابت بن معبد ۱۰۱۴ جابر بن رثاب
 ۹۹۴ ثابت بن المنذر ۱۰۱۵ جابر بن ابی سبرہ الاسدی
 ۹۹۵ ثابت بن وائلہ ۱۰۱۶ جابر بن سفیان
 ۹۹۶ ثابت بن وقش ۱۰۱۷ جابر بن سلیم
 ۹۹۷ ثابت بن یزید الانصاری ۱۰۱۸ جابر بن سمرہ
 ۹۹۸ ثابت بن یزید ۱۰۱۹ جابر بن شیبان
 ۹۹۹ ثابت انصاری ۱۰۲۰ جابر بن صخر
 ۱۰۰۰ ثعلبہ بن الجذع ۱۰۲۱ جابر بن ابی صعصعہ
 ۱۰۰۱ ثعلبہ بن زبیب العبیری ۱۰۲۲ جابر بن طارق
 ۱۰۰۲ ثعلبہ بن العلاء الکنانی ۱۰۲۳ جابر بن ظالم
 ۱۰۰۳ (ز) ثعلبہ بن معن ۱۰۲۴ جابر بن عباس
 ۱۰۰۴ ثعلبہ البهرانی ۱۰۲۵ جابر بن عبد اللہ
 ۱۰۰۵ ثعلب العبیری ۱۰۲۶ جابر بن عبد اللہ
 ۱۰۰۶ (ز) ثلثہ الاسدی ۱۰۲۷ جابر بن عبد اللہ
 ۱۰۰۷ ثلثہ الاسدی ۱۰۲۸ جابر بن عبد اللہ راسی
 ۱۰۰۸ جابان ۱۰۲۹ (ز) جابر بن عبد اللہ از انصار
 ۱۰۰۹ جابر بن الازرق الغاضری ۱۰۳۰ جابر بن عتیک
 ۱۰۱۰ جابر بن اسامہ الجہنی ۱۰۳۱ جابر بن عتیک
 ۱۰۱۱ جابر بن حابس ۱۰۳۲ جابر بن عتیک
 ۱۰۱۲ (ز) جابر بن حارث العبیدی ۱۰۳۳ جابر بن ابی صعصعہ
 ۱۰۱۳ جابر بن خالد ۱۰۳۴ جابر بن عمر انصاری
 ۱۰۱۴ جابر بن عوف ۱۰۳۵ (ز) جابر بن عوف
 ۱۰۱۵ جابر بن عوف الثقفی ۱۰۳۶ جابر بن عوف الثقفی
 ۱۰۱۶ جابر بن ماجد الصّدفی ۱۰۳۷ جابر بن ماجد الصّدفی
 ۱۰۱۷ جابر بن نعمان ۱۰۳۸ جابر بن نعمان
 ۱۰۱۸ جابر بن یاسر ۱۰۳۹ جابر بن یاسر
 ۱۰۱۹ (ز) جابر الاسدی ۱۰۴۰ (ز) جابر الاسدی
 ۱۰۲۰ جابر ابو مسلم الصّدفی ۱۰۴۱ جابر ابو مسلم الصّدفی

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

- ۱۰۰۰ ثعلبہ بن الجذع
 ۱۰۰۱ ثعلبہ بن زبیب العبیری
 ۱۰۰۲ ثعلبہ بن العلاء الکنانی
 ۱۰۰۳ (ز) ثعلبہ بن معن
 ۱۰۰۴ ثعلبہ البهرانی

باب الثاء جس کے بعد لام ہے

- ۱۰۰۵ الثلب العبیری
 ۱۰۰۶ (ز) ثلثہ الاسدی

باب الثاء جس کے بعد واو ہے

- ۱۰۰۷ (ز) ثوبان بن فزارہ العامری

ف جیم

قسم اول از حرف جیم

باب جیم جس کے بعد الف ہے

- ۱۰۰۸ جابان
 ۱۰۰۹ جابر بن الازرق الغاضری
 ۱۰۱۰ جابر بن اسامہ الجہنی
 ۱۰۱۱ جابر بن حابس
 ۱۰۱۲ (ز) جابر بن حارث العبیدی
 ۱۰۱۳ جابر بن خالد

- ۱۰۴۲ الجارود بن المعلی //
- ۱۰۴۳ الجارود بن المنذر العبیدی ۳۲۲
- ۱۰۴۴ جاریہ بن اصرم کلی اجداری //
- ۱۰۴۵ جاریہ بن جابر العصری //
- ۱۰۴۶ جاریہ بن حمیل //
- ۱۰۴۷ جاریہ بن زید //
- ۱۰۴۸ جاریہ بن ظفر الیمامی الحنفی //
- ۱۰۴۹ جاریہ بن عبداللہ الاشجعی ۳۲۳
- ۱۰۵۰ جاریہ بن قدامہ //
- ۱۰۵۱ جاریہ بن مجمع ۳۲۴
- ۱۰۵۲ جاہم بن العباس //
- باب جم جم کے بعد باء ہے**
- ۱۰۵۳ جبار بن الحارث ۳۲۵
- ۱۰۵۴ جبار بن الحکم السلمی //
- ۱۰۵۵ جبار بن سلمی (سین کے پیش سے) //
- ۱۰۵۶ جبار بن صخر ۳۲۶
- ۱۰۵۷ (ز) جبار النعلبی ۳۲۷
- ۱۰۵۸ (ز) جبار (بے نسبت) //
- ۱۰۵۹ جبار (زیر اور تخفیف سے) //
- ۱۰۶۰ جَبَاب //
- ۱۰۶۱ جبر بن انس //
- ۱۰۶۲ جبر بن انس //
- ۱۰۶۳ (ز) جبر بن ایاس ۳۲۸
- ۱۰۶۴ جبر بن عبداللہ قبطنی //
- ۱۰۶۵ (ز) جبر بن ابی عبیدہ ثقفی //
- ۱۰۶۶ جبر بن عتیک //
- ۱۰۶۷ جبر (بے نسبت) //
- ۱۰۶۸ (ز) جبر ۳۲۹
- ۱۰۶۹ (ز) جبر بن عبدالدار کے غلام //
- ۱۰۷۰ جبر الکندی ۳۳۰
- ۱۰۷۱ جیل (جم اور باء کے زیر سے) //
- ۱۰۷۲ (ز) جیلہ بن الازرق الحمصی ۳۳۱
- ۱۰۷۳ جیلہ بن اشعر خزاعی //
- ۱۰۷۴ جیلہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی بیاضی //
- ۱۰۷۵ جیلہ بن ثور حنفی ۳۳۲
- ۱۰۷۶ جیلہ بن جنادہ //
- ۱۰۷۷ جیلہ بن حارثہ //
- ۱۰۷۸ جیلہ بن سعید //
- ۱۰۷۹ جیلہ بن شراحیل کلی //
- ۱۰۸۰ جیلہ بن عمرو ۳۳۳
- ۱۰۸۱ جیلہ بن عمرو //
- ۱۰۸۲ جیلہ بن ابی کریم //
- ۱۰۸۳ جیلہ بن مالک //
- ۱۰۸۴ (ز) جِلَّہ (بے نسبت) ۳۳۴
- ۱۰۸۵ حبیب (جم دو باؤں سے تغیر ہے) //
- ۱۰۸۶ حبیب بن ایاس ۳۳۵
- ۱۰۸۷ حبیب بن بَحْنہ //
- ۱۰۸۸ حبیب بن الحباب //
- ۱۰۸۹ حبیب بن حویرث //
- ۱۰۹۰ حبیب بن حنہ //
- ۱۰۹۱ حبیب بن مالک نوفلی ۳۳۶
- ۱۰۹۲ حَبِیر بن مُطْعِم //
- ۱۰۹۳ حبیب بن نفیر کندی ۳۳۷
- ۱۰۹۴ حبیب بن نوفل //
- ۱۰۹۵ حبیب مولی کثیرۃ بنت سفیان //
- ۱۰۹۶ (ز) حبیر //

- ۱۱۳۱ (ز) جرثوم ابو ثعلبہ الخشنی //
- ۱۱۳۲ (ز) جَرَجْرَه الاسرائیلی //
- ۱۱۳۳ جَرَج //
- ۱۱۳۴ جر موز الہجیمی ۳۳۳ //
- ۱۱۳۵ (ز) جَرْهَم //
- ۱۱۳۶ جر السدوسی //
- ۱۱۳۷ جَرَو بن عمرو العذری ۳۳۵ //
- ۱۱۳۸ جَرُول بن مالک //
- ۱۱۳۹ جَرُول بن الاحنف //
- ۱۱۴۰ جَرُول بن عباس //
- ۱۱۴۱ جَرُول //
- ۱۱۴۲ جَرْهَد بن خُوَیْلَد ۳۳۶ //
- ۱۱۴۳ جَرِیج الاسرائیلی //
- ۱۱۴۴ جَرِیج الجندعی //
- ۱۱۴۵ جَرِیر بن الارقط //
- ۱۱۴۶ جَرِیر بن اوس ۳۳۷ //
- ۱۱۴۷ جَرِیر بن عبد اللہ //
- ۱۱۴۸ جَرِیر بن عبد اللہ الحمیری ۳۳۸ //
- ۱۱۴۹ جَرِیر بن مُعَدَّان الکندی //
- ۱۱۵۰ جَرِی الحنفی (جیم کے بعد را تفسیر ہے) //
- ۱۱۵۱ (ز) جَرِی بن عمرو العذری ۳۳۹ //
- ۱۱۵۲ (ز) جَرِی (بے نسبت) //
- جزء (جیم کے زبرزا کے سکون اور ہمزہ سے یازا کے زیر اور اس کے بعد یاء) نامی حضرات کا ذکر
- باب جیم جس کے بعد زاء ہے
- ۱۱۵۳ جزء بن انس السُلَمی //
- ۱۱۵۴ جزء بن الحَدَرَجَان //

- ۱۰۹۷ جبیلہ بن عامر //
- باب جیم جس کے بعد ثاء ہے
- ۱۰۹۸ جَبَامَہ ابن قیس ۳۳۸ //
- ۱۰۹۹ جَبَامَہ بن مساحق //
- ۱۱۰۰ (ز) جَبْجَات //
- ۱۱۰۱ (ز) جبیلہ ابن عامر //
- باب جیم جس کے بعد حاء ہے
- ۱۱۰۲ جَحْدَم بن فضالہ الجہنی ۳۳۹ //
- ۱۱۰۳ جَحْدَم الحُمسی //
- ۱۱۰۴ (ز) جَحْدَم (بے نسبت) //
- ۱۱۰۵ (ز) جَحْدَم الجُذیمی //
- ۱۱۰۶ جَحْدَمَہ (بے نسبت) ۳۴۰ //
- ۱۱۰۷ جَحْش الجہنی //
- ۱۱۰۸ (ز) جَحْش بن رِفَاب الاسدی //
- باب جیم جس کے بعد واء ہے
- ۱۱۰۹ جَذَار (شروع کے حرف کے زیر اور واء کی تخفیف سے) //
- ۱۱۱۰ (ز) جُدُّ جَدِّ الجندعی ۳۴۱ //
- ۱۱۱۱ جَد بن قیس //
- ۱۱۱۲ جُدْرہ (سین اور سکون سے) ۳۴۲ //
- ۱۱۱۳ جُدَیْع بن نُدَیْر (دونوں نام تفسیر سے ہیں) //
- ۱۱۱۴ جُدَی (تفسیر ہے) //
- ۱۱۱۵ جَدِیمہ بن عمرو العصری //
- ۱۱۱۶ الجَدَع الانصاری ثعلبہ بن زید //
- ۱۱۱۷ الجَدَع الانصاری //
- باب جیم جس کے بعد راء ہے
- ۱۱۱۸ الجَرَّاح الاشجعی ۳۴۳ //
- ۱۱۱۹ جَرَاد بن عبس //
- ۱۱۲۰ جَرَاد العقیلی //

- ۱۱۶۹ جعفر بن محمد //
- ۱۱۷۰ (ز) جعونه بن زیاد الشنی //
- ۱۱۶۱ (ز) جعونه بن فضله انصاری //
- ۱۱۶۲ جُعَل بن زیاد اشجعی ۳۵۹
- ۱۱۶۳ جُعَل بن سُرَاقه ضمری //
- ۱۱۶۴ (ز) جُعَل (بے نسبت) //

باب جیم جس کے بعد قاف ہے

- ۱۱۶۵ جفیش بن النعمان الکندی ۳۶۰
- ۱۱۶۶ جفینہ الجهنی ۳۶۱
- ۱۱۶۷ جلاس بن سويد //
- ۱۱۶۸ (ز) جلاس بن صلیت الیربوعی ۳۶۲
- ۱۱۶۹ جُلاس بن عمرو الکندی //
- ۱۱۷۰ جُلَیب (بے نسبت جلب کی تغیر) ۳۶۳
- ۱۱۷۱ جُلَیحہ بن عبد اللہ //
- ۱۱۷۲ جلیحہ بن شجار العافقی //

باب جیم جس کے بعد میم ہے

- ۱۱۷۳ جمانه الباهلی //
- ۱۱۷۴ جَمْرہ بن عَوْف ۳۶۴
- ۱۱۷۵ جمرہ بن نعمان //
- ۱۱۷۶ (ز) جمرہ (بے نسبت) //
- ۱۱۷۷ جمہان الاعفی ۳۶۵
- ۱۱۷۸ (ز) الْجَمُوح الانصاری //
- ۱۱۷۹ (ز) الجموح بن عثمان //
- ۱۱۸۰ جمیع بن مسعود //
- ۱۱۸۱ جمیل الغفاری //
- ۱۱۸۲ جمیل بن اسید الفہری //
- ۱۱۸۳ جمیل بن ردام العذری ۳۶۶
- ۱۱۸۴ جمیل بن عامر //

- ۱۱۷۵ (ز) جزء بن سہیل السملی ۳۵۰
- ۱۱۷۶ جزء السدوسی //
- ۱۱۷۷ جزء العذری //
- ۱۱۷۸ جزء بن عباس //
- ۱۱۷۹ جزء بن مالک از بنی جحجی //
- ۱۱۸۰ جزء بن معاویہ //
- ۱۱۸۱ (ز) جزء (بے نسبت) ۳۵۱
- ۱۱۸۲ جزئی //

باب جیم جس کے بعد سین ہے

- ۱۱۸۳ جسر بن وہب //

باب جیم جس کے بعد شین ہے

- ۱۱۸۴ جَشِیب ۳۵۲

باب جیم جس کے بعد عین ہے

- ۱۱۸۵ جُعَال بن زیاد //
- ۱۱۸۶ جُعَال بن سُرَاقه ضمری / غفاری / ثعلبی //
- ۱۱۸۷ (ز) جَعَال الحبشی ۳۵۳
- ۱۱۸۸ (ز) الجعد بن قیس المرادی //
- ۱۱۸۹ جعدہ بن خالد //
- ۱۱۹۰ جعدہ بن ہانی الحضرمی //
- ۱۱۹۱ جعدہ بن ہبیرہ الاشجعی ۳۵۴
- ۱۱۹۲ جعدہ بن ہبیرہ //
- ۱۱۹۳ جعدہ (بے نسبت) //
- ۱۱۹۴ جعشم الخیر بن خلیہ ۳۵۵
- ۱۱۹۵ جعفر بن ابی الحکم //
- ۱۱۹۶ جعفر بن ابی سفیان //
- ۱۱۹۷ جعفر بن ابی طالب ۳۵۶
- ۱۱۹۸ (ز) جعفر بن عبد یزید //

۱۱۹۵	جمال بن معمر	۱۲۲۲	(ز) جنذب بن عبدالله
۱۱۹۶	جمال النجرانی	۱۲۲۳	(ز) جنذب بن عبدالله ۴۷۴
	باب جمیم جس کے بعد نون	۱۲۲۴	(ز) جنذب بن عبدالله
۱۱۹۷	جناب بن حارثہ	۱۲۲۵	(ز) جنذب بن عقیف ازدی
۱۱۹۸	(ز) جناب بن زید انصاری	۱۲۲۶	جنذب بن عمار
۱۱۹۹	جناب الکنانی (حاکم کے والد)	۱۲۲۷	جنذب بن عمرو
۱۲۰۰	جناب الکلبی	۱۲۲۸	(ز) جنذب بن کعب ۴۸۵
۱۲۰۱	جنادح بن میمون	۱۲۲۹	جنذب بن مکیت ۴۷۷
۱۲۰۲	جنادہ بن ابی امیہ ازدی	۱۲۳۰	جنذب بن ناجیہ
۱۲۰۳	جنادہ بن تمیم مالکی کنانی	۱۲۳۱	(ز) جنذب بن نعمان ازدی
۱۲۰۴	جنادہ بن جراد عیلابی باہلی	۱۲۳۲	جنذب (بے نسبت)
۱۲۰۵	جنادہ بن زید حارثی	۱۲۳۳	جنذرہ بن خیشہ ۴۷۸
۱۲۰۶	جنادہ بن سفیان الجمحی	۱۲۳۴	جنذع بن ضمیرہ
۱۲۰۷	جنادہ بن ابی نبقہ	۱۲۳۵	جنذع الانصاری الاوسی ۴۷۹
۱۲۰۸	(ز) جنادہ بن عوف	۱۲۳۶	(ز) جنذل
۱۲۰۹	جنادہ بن مالک ازدی	۱۲۳۷	(ز) جنذل
۱۲۱۰	جنادہ (بے نسبت)	۱۲۳۸	جنید بن سبع یا جمعہ
۱۲۱۱	(ز) جنید	۱۲۳۹	(ز) جنید بن سمیع المزنی ۴۸۰
۱۲۱۲	(ز) جنذب بن الاعجم الاسلامی	۱۲۴۰	جنید بن عبدالرحمن
۱۲۱۳	(ز) جنذب بن الادلع الہذلی ۴۷۲	۱۲۴۱	(ز) جنید بن عوف
۱۲۱۴	جنذب بن جنادہ	۱۲۴۲	جنیدب
۱۲۱۵	(ز) جنذب بن حارث	۱۲۴۳	(ز) جنیدب بن الادلع
۱۲۱۶	جنذب بن حیّان		باب جمیم کے بعد حاء
۱۲۱۷	جنذب بن خالد	۱۲۴۴	جھیش
۱۲۱۸	جنذب بن زہیر	۱۲۴۵	جھیل بن سیف
۱۲۱۹	(ز) جنذب بن سفیان	۱۲۴۶	جھجہ بن سعید ۴۸۱
۱۲۲۰	جنذب بن ضمیرہ	۱۲۴۷	جھر ابو عبد اللہ
۱۲۲۱	(ز) جنذب بن عبد اللہ	۱۲۴۸	جھم بن قثم العبدی ۴۸۲

- ۱۲۳۹ جہم بن قیس //
- ۱۲۴۰ (ز) جہم الاصم العامری ۳۸۳
- ۱۲۴۱ جہم البلوی //
- ۱۲۴۲ جہم (بے نسبت) //
- ۱۲۴۳ جہم الاسلامی //
- ۱۲۴۴ جہم بن سعد //
- ۱۲۴۵ جہش ۳۸۴
- ۱۲۴۶ (ز) جہش بن زید //
- ۱۲۴۷ جہم بن الصلت //
- ۱۲۴۸ (ز) جہم بن قیس ۳۸۵
- ۱۲۴۹ جہم بن ابی جہیمہ الاسلامی //
- باب جیم جس کے بعد واؤ ہے**
- ۱۲۵۰ (ز) جودان العبدی (بے نسبت) //
- ۱۲۵۱ (ز) الجون بن قتادہ //
- ۱۲۵۲ (ز) الجون بن مجاسر ۳۸۶
- ۱۲۵۳ جویریہ العصری //
- قسم الثانی**
- جنہیں ویدار حاصل ہے**
- باب جیم جس کے بعد باء ہے**
- ۱۲۵۴ جیم بن خویث //
- باب جیم جس کے بعد عین ہے**
- ۱۲۵۵ جعدہ بن ابی ہبیرہ ۳۸۷
- باب جیم جس کے بعد لون ہے**
- ۱۲۵۶ (ز) جُنَید (تغیر ہے) //
- قسم الثالث**
- اسلام و جاہلیت کا دور پانے والے حضرات جن کے متعلق یہ وارد نہیں کہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے**
- باب جیم جس کے بعد الف ہے**
- ۱۲۵۷ (۱) جابر بن عمر مزی ۳۸۸
- ۱۲۶۹ جابر بن کعب //
- ۱۲۷۰ (ز) جابر بن یاسر //
- ۱۲۷۱ جابر یا جویر العبدی //
- ۱۲۷۲ (ز) جابر الرعینی //
- باب جیم جس کے بعد باء ہے**
- ۱۲۷۳ (ز) الجَبَان (بے نسبت) ۳۸۹
- ۱۲۷۴ جُبیر بن قشعم //
- ۱۲۷۵ جیم بن نفیر (نون، فاء سے تغیر ہے) //
- باب جیم جس کے بعد وال ہے**
- ۱۲۷۶ (ز) جد جمیرہ (دونوں جیموں سے) ۳۹۰
- باب جیم جس کے بعد را ہے**
- ۱۲۷۷ (ز) جراد بن طہیمہ ۳۹۱
- ۱۲۷۸ (ز) جراد بن مالک //
- ۱۲۷۹ (ز) جراد الجلی //
- ۱۲۸۰ (ز) جرجہ / جرجیر رومی //
- ۱۲۸۱ (ز) جرویل بن اوس //
- ۱۲۸۲ (ز) جرویل العبسی (دوسرے ہیں) //
- ۱۲۸۳ (ز) جروہ بن یزید الطائی ۳۹۲
- ۱۲۸۴ (ز) جُویہ (جیم اور باء سے تغیر ہے) //
- باب جیم جس کے بعد زاء ہے**
- ۱۲۸۵ جزء بن حارث بن جذیمہ العبسی //
- ۱۲۸۶ (ز) جزء بن ضرار الغطفاء ۳۹۳
- ۱۲۸۷ (ز) جزء بن مالک اسدی //
- باب جیم جس کے بعد شین ہے**
- ۱۲۸۸ جشیش الدیلمی //
- باب جیم جس کے بعد را ہے**
- ۱۲۸۹ جرجست فارسی //
- باب جیم جس کے بعد عین ہے**
- ۱۲۹۰ (ز) جعدہ سلمی ۳۹۴

قسم الرابع

جن کا وہم اور غلطی سے ذکر ہوا
باب جیم جس کے بعد الف ہے

- ۱۳۱۲ (ز) جابر بن عبد اللہ الاشہلی //
- ۱۳۱۳ (ز) جابر بن عتاش ۵۰۰
- ۱۳۱۴ (ز) جابر بن نعمان //
- ۱۳۱۵ (ز) جابر بن عبد المنذر //
- ۱۳۱۶ (ز) جابر بن عمرو //
- ۱۳۱۷ (ز) جابر بن قیس الطائی //
- باب جیم جس کے بعد باء ہے
- ۱۳۱۸ (ز) جابر بن اوس از بنی زریق //
- ۱۳۱۹ (ز) جابر (بے نسبت) ۵۰۱
- ۱۳۲۰ (ز) جابر بن زید //
- ۱۳۲۱ (ز) جابر بن ثابت //
- ۱۳۲۲ (ز) جابر بن شراحیل حارثہ کے بھائی //
- ۱۳۲۳ (ز) جابر (بے نسبت) ۵۰۲
- ۱۳۲۴ (ز) جابر بن حارث //
- ۱۳۲۵ (ز) جابر بن حارث اعرابی //
- ۱۳۲۶ (ز) جابر بن نعمان //
- باب جیم جس کے بعد حاء ہے
- ۱۳۲۷ (ز) الجحاف بن حکیم ۵۰۳
- ۱۳۲۸ (ز) جحش الجھنی ۵۰۴
- باب جیم جس کے بعد ذال ہے
- ۱۳۲۹ (ز) جذیہ (بے نسبت) //
- باب جیم جس کے بعد راہ ہے
- ۱۳۳۰ (ز) جردان //
- ۱۳۳۱ (ز) جرجیس راہب //
- ۱۳۳۲ (ز) جرہد بن رداح الاسلامی ۵۰۵

- ۱۳۹۱ (ز) جعفر بن عکس //
- ۱۳۹۲ (ز) جعفر بن قوط العامری //
- ۱۳۹۳ (ز) جعوفہ بن شعوب المیشی ۴۹۵
- ۱۳۹۴ (ز) جعوفہ بن مرثد الاسدی //
- ۱۳۹۵ (ز) الجعید (بے نسبت) //
- ۱۳۹۶ (ز) جعیدہ بن عبیدہ کلایہ //
- باب جیم جس کے بعد لام ہے
- ۱۳۹۷ (ز) الجبلندی //
- باب جیم جس کے بعد میم ہے
- ۱۳۹۸ (ز) جماع بن ضرار ۴۹۶
- ۱۳۹۹ (ز) جمرہ بن شہاب //
- باب جیم جس کے بعد نون ہے
- ۱۴۰۰ (ز) جناب بن مرثد (ابوہانی الرعینی) ۴۹۷
- ۱۴۰۱ (ز) جنادہ بن ابی امیہ الدوسی //
- ۱۴۰۲ (ز) جنبد بن سلامہ الہذلی //
- ۱۴۰۳ (ز) جنبد بن سلمی مدلجی //
- ۱۴۰۴ (ز) جندع بن صمیل //
- ۱۴۰۵ (ز) جندل العجلی //
- باب جیم جس کے بعد حاء ہے
- ۱۴۰۶ (ز) جہمہ بن عوف الدوسی ۴۹۸
- ۱۴۰۷ (ز) جہم بن کلثوم ابیہلی //
- ۱۴۰۸ (ز) جہم الحضرمی //
- باب جیم جس کے بعد واو ہے
- ۱۴۰۹ (ز) جویریہ بن قدامہ التمیمی //
- باب جیم جس کے بعد یاء ہے
- ۱۴۱۰ (ز) جیفر ۴۹۹
- ۱۴۱۱ (ز) جیفر بن چشم ازدی //

باب جیم جس کے بعد واو ہے

۱۲۵۲ جون بن قتادة ۵۱۱

حرف حاء

قسم الاول از حرف حاء

باب حاء کے بعد الف

۱۲۵۵ حابس بن دغنه الكلبي ۵۱۲

۱۲۵۶ حابس بن ربيعة //

۱۲۵۷ حابس بن ربيعة اليماني ۵۱۳

۱۲۵۸ حابس بن سعد //

۱۲۵۹ حابس بن سعد يمانی ۵۱۴

۱۲۶۰ حاجب بن زرارة //

۱۲۶۱ حاجب بن زيد //

۱۲۶۲ حاجب //

حارث ثامی حضرات کا تذکرہ

۱۲۶۳ حارث بن اسد //

۱۲۶۴ (ز) الحارث بن اقيش ۵۱۵

۱۲۶۵ (ز) الحارث بن الاسلكت //

۱۲۶۶ الحارث بن اشيم //

۱۲۶۷ الحارث بن انس //

۱۲۶۸ حارث بن انس بن مالك //

۱۲۶۹ (ز) حارث بن انيس //

۱۲۷۰ (ز) حارث بن اهبان //

۱۲۷۱ حارث بن اوس ۵۱۶

۱۲۷۲ حارث بن اوس //

۱۲۷۳ حارث بن اوس //

۱۲۷۴ حارث بن اوس //

۱۲۷۵ حارث بن اوس ثقفی ۵۱۷

۱۲۲۲ (ز) جرو بن جابر //

۱۲۲۳ جرو بن سلامه ابو شاه //

۱۲۲۴ جرو بن ابو جبر //

باب جیم جس کے بعد شین ہے

۱۲۲۵ جشيش الكندي //

باب جیم جس کے بعد قاء ہے

۱۲۲۶ (ز) جفال //

۱۲۲۷ جفشيش بن اسود الكندي ۵۰۶

باب جیم جس کے بعد عین ہے

۱۲۲۸ جعفر بن الزبير //

۱۲۲۹ (ز) جعفر ابو زمعه البکوی //

۱۲۳۰ جعفر العبدی //

۱۲۳۱ جعفر بن نسطور رومی ۵۰۷

۱۲۳۲ (ز) جعفی بن سعد العنبره ۵۰۸

باب جیم جس کے بعد لام ہے

۱۲۳۳ (ز) الجلاح ابو خالد //

باب جیم جس کے بعد میم ہے

۱۲۳۴ جمد الكندي //

۱۲۳۵ جمیش بن یزید بن مالک نخعی ۵۰۹

باب جیم جس کے بعد نون ہے

۱۲۳۶ جندب بن بجيلة //

۱۲۳۷ (ز) جندب بن زهير العامري //

۱۲۳۸ جندب ابو ناجية //

۱۲۳۹ جنید بن سمیع المزنی ۵۱۰

۱۲۴۰ حنیفة النهدي //

باب جیم جس کے بعد هاء ہے

۱۲۴۱ الجهمدة (بے نسبت) //

۱۲۴۲ جهم الاسلسي //

- ۱۳۶۶ (ز) حارث بن بدل //
- ۱۳۶۷ (ز) حارث بن برصاء //
- ۱۳۶۸ (ز) حارث بن بلال مزی //
- ۱۳۶۹ (ز) حارث بن کعب رعینی //
- ۱۳۷۰ (ز) حارث بن تمیم //
- ۱۳۷۱ (ز) حارث بن ثابت //
- ۱۳۷۲ (ز) حارث بن ثابت //
- ۱۳۷۳ (ز) حارث بن جَمَاز ۵۱۸
- ۱۳۷۴ (ز) حارث بن جندب عبدی //
- ۱۳۷۵ (ز) حارث بن جنید عبدی //
- ۱۳۷۶ (ز) حارث بن حارث اشعری شامی //
- ۱۳۷۷ (ز) حارث بن حارث از دی //
- ۱۳۷۸ (ز) حارث بن حارث غامدی ۵۱۹
- ۱۳۷۹ (ز) حارث بن حارث //
- ۱۳۸۰ (ز) حارث بن حارث //
- ۱۳۸۱ (ز) حارث بن ابی حارثہ //
- ۱۳۸۲ (ز) حارث بن حاطب ۵۲۰
- ۱۳۸۳ (ز) حارث بن حاطب //
- ۱۳۸۴ (ز) حارث بن حباب //
- ۱۳۸۵ (ز) حارث بن حَبال //
- ۱۳۸۶ (ز) حارث بن حبیب //
- ۱۳۸۷ (ز) حارث بن حسان ۵۲۱
- ۱۳۸۸ (ز) حارث بن ابی حیسر //
- ۱۳۸۹ (ز) حارث بن خالد //
- ۱۳۹۰ (ز) حارث بن خالد قرشی ۵۲۲
- ۱۳۹۱ (ز) حارث بن خزمہ (خاء کے زیر اور زائے) //
- ۱۳۹۲ (ز) حارث بن حضارمہ الضبی یا الہلالی //
- ۱۳۹۳ (ز) حارث بن خفاف //
- ۱۳۹۴ (ز) حارث بن راشد الناجی //
- ۱۳۹۵ (ز) حارث بن رافع ۵۲۳
- ۱۳۹۶ (ز) حارث بن ربیع //
- ۱۳۹۷ (ز) حارث بن ربیع //
- ۱۳۹۸ (ز) حارث بن ابی ربیعہ //
- ۱۳۹۹ (ز) حارث بن زھیر //
- ۱۴۰۰ (ز) حارث بن زیاد انصاری ساعدی ۵۲۴
- ۱۴۰۱ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۲ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۳ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۴ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۵ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۶ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۷ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۸ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۰۹ (ز) حارث بن زید //
- ۱۴۱۰ (ز) حارث بن سراقہ ۵۲۵
- ۱۴۱۱ (ز) حارث بن سعید //
- ۱۴۱۲ (ز) حارث بن سفیان //
- ۱۴۱۳ (ز) حارث بن سفیان //
- ۱۴۱۴ (ز) حارث بن سلمہ عجلائی //
- ۱۴۱۵ (ز) حارث بن سلیم //
- ۱۴۱۶ (ز) حارث بن سهل //
- ۱۴۱۷ (ز) حارث بن سہم نصری //
- ۱۴۱۸ (ز) حارث بن سواد انصاری ۵۲۶
- ۱۴۱۹ (ز) حارث بن سوید //
- ۱۴۲۰ (ز) حارث بن شریح ۵۲۷
- ۱۴۲۱ (ز) حارث بن شعیب العبدي //
- ۱۴۲۲ (ز) حارث بن الصمہ //
- ۱۴۲۳ (ز) حارث بن ابی ضرار ۵۲۸
- ۱۴۲۴ (ز) حارث بن طفیل //
- ۱۴۲۵ (ز) حارث بن ظالم //

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

- ۱۳۸۸ حارث بن معاذ
 ۱۳۸۹ (ز) حارث بن معاویہ
 ۱۳۹۰ حارث بن معاویہ
 ۱۳۹۱ حارث بن معلی ۵۳۳
 ۱۳۹۲ حارث بن معمر (تشریف سے)
 ۱۳۹۳ حارث بن نبیہ
 ۱۳۹۴ حارث بن نصر سہمی
 ۱۳۹۵ حارث بن نصر ۵۳۵
 ۱۳۹۶ حارث بن نعمان
 ۱۳۹۷ حارث بن نعمان
 ۱۳۹۸ حارث بن نعمان
 ۱۳۹۹ حارث بن نعمان
 ۱۴۰۰ حارث بن نعمان ۵۳۶
 ۱۴۰۱ حارث بن نفع
 ۱۴۰۲ حارث بن نوفل
 ۱۴۰۳ حارث بن ابی ہالہ
 ۱۴۰۴ حارث بن ہانی ۵۳۷
 ۱۴۰۵ حارث بن ہشام
 ۱۴۰۶ حارث بن ہشام
 ۱۴۰۷ (ز) حارث بن ابی وجزہ ۵۳۹
 ۱۴۰۸ (ز) حارث بن وحشی
 ۱۴۰۹ (ز) حارث بن وہب
 ۱۴۱۰ حارث بن یزید ۵۴۰
 ۱۴۱۱ حارث بن یزید عامری (دوسرے ہیں) ۵۵۱
 ۱۴۱۲ حارث بن یزید جہنی
 ۱۴۱۳ حارث بن یزید البکری
 ۱۴۱۴ (ز) حارث
 ۱۴۱۵ (ز) حارث (بے نسبت) ۵۵۲
- ۱۵۱۶ حارث ملیکی
 ۱۵۱۷ (ز) حارث النہمی
 ۱۵۱۸ (ز) حارث طائفی
 ۱۵۱۹ حارث غامدی
حارث نامی حضرات
 ۱۵۲۰ حارثہ بن اضبط ۵۵۳
 ۱۵۲۱ (ز) حارثہ بن جابر عبدی
 ۱۵۲۲ حارثہ بن جبلة
 ۱۵۲۳ حارثہ بن حمیر اشجعی
 ۱۵۲۴ حارثہ بن ربیع انصاری
 ۱۵۲۵ (ز) حارثہ بن زید
 ۱۵۲۶ (ز) حارثہ بن سراقہ
 ۱۵۲۷ حارثہ بن سہل ۵۵۳
 ۱۵۲۸ حارثہ بن شراحیل
 ۱۵۲۹ حارثہ بن عدی ۵۵۵
 ۱۵۳۰ حارثہ بن عمرو انصاری
 ۱۵۳۱ حارثہ بن قطن
 ۱۵۳۲ (ز) حارثہ بن قعین
 ۱۵۳۳ (ز) حارثہ بن مالک ۵۵۶
 ۱۵۳۴ حارثہ بن نعمان
 ۱۵۳۵ حارثہ بن وہب خزاعی ۵۵۷
حرف حاء کے باقی ناموں کا ذکر
 ۱۵۳۶ حازم بن حرملة
 ۱۵۳۷ حازم بن حرام جذامی
 ۱۵۳۸ حازم (بے نسبت)
 ۱۵۳۹ (ز) حاصر (جن) ۵۵۸
 ۱۵۴۰ حاطب بن ابی بلتعہ
 ۱۵۴۱ حاطب بن حارث ۵۵۹

- ۱۵۶۸ حاطب بن عبد العزی..... //
- ۱۵۶۹ حاطب بن عمرو..... ۵۶۰ //
- ۱۵۷۰ حاطب بن عمرو..... //
- ۱۵۷۱ حامد الصائدی..... //
- ۱۵۷۲ (ز) حامیہ بن سبیح اسدی..... //
- باب الحاء جس کے بعد باء ہے**
- ۱۵۷۳ حُباب..... ۵۶۱ //
- ۱۵۷۴ حباب بن جزء..... //
- ۱۵۷۵ حباب بن زید..... //
- ۱۵۷۶ حباب بن عبد اللہ..... //
- ۱۵۷۷ (ز) حباب بن عبد الغزازی..... //
- ۱۵۷۸ (ز) حباب بن عمرو انصاری..... //
- ۱۵۷۹ حباب بن قیظی..... ۵۶۲ //
- ۱۵۸۰ حباب بن منذر..... //
- ۱۵۸۱ حباب (بے نسبت)..... ۵۶۳ //
- ۱۵۸۲ (ز) حَبَان..... //
- ۱۵۸۳ حَبَان..... ۵۶۴ //
- ۱۵۸۴ حبان بن حکم سلمی..... //
- ۱۵۸۵ حجاب..... ۵۶۵ //
- ۱۵۸۶ حُشی (حاء کا پیش با ساکن پھر شین پھر یاء)..... //
- ۱۵۸۷ حبلہ بن مالک داری..... //
- ۱۵۸۸ حَبَة (باء سے) ابن ہعکک..... //
- ۱۵۸۹ (ز) حَبَة بن جویں..... //
- ۱۵۹۰ حَبَة بن خالد خزاعی..... //
- حبیب نامی حضرات کا تذکرہ بروزن عظیم**
- ۱۵۹۱ حبیب بن اسلم انصاری..... //
- ۱۵۹۲ حبیب بن اسود..... //
- ۱۵۹۳ حبیب بن اسید (زبر سے)..... ۵۶۶ //
- ۱۵۶۸ (ز) حبیب بن اوس..... //
- ۱۵۶۹ حبیب بن بُذیل..... //
- ۱۵۷۰ (ز) حبیب بن بغیض..... //
- ۱۵۷۱ حبیب بن تیم انصاری..... //
- ۱۵۷۲ (ز) حبیب بن جندب..... //
- ۱۵۷۳ حبیب بن حارث..... //
- ۱۵۷۴ حَبِیب بن حُباشہ..... ۵۶۷ //
- ۱۵۷۵ حبیب بن حبیب..... //
- ۱۵۷۶ (ز) حبیب بن حبیب..... //
- ۱۵۷۷ حبیب بن حماز اسدی..... //
- ۱۵۷۸ حبیب بن حَمَامہ..... ۵۶۸ //
- ۱۵۷۹ حبیب بن خراش العصری..... //
- ۱۵۸۰ حبیب بن خراش..... //
- ۱۵۸۱ حبیب بن حُمَاشہ..... //
- ۱۵۸۲ حبیب بن رَبِیعَة (تثنیہ سے) سلمی..... ۵۶۹ //
- ۱۵۸۳ حبیب بن ربیعہ..... //
- ۱۵۸۴ (ز) حبیب بن ریاب مہمی..... //
- ۱۵۸۵ حبیب بن زید..... //
- ۱۵۸۶ حبیب بن زید..... //
- ۱۵۸۷ حبیب بن زید کندی..... //
- ۱۵۸۸ حبیب بن سعد..... ۵۷۰ //
- ۱۵۸۹ حبیب بن ضحاک الجہنی..... //
- ۱۵۹۰ (ز) حبیب بن عبد اللہ انصاری..... //
- ۱۵۹۱ (ز) حبیب بن عبد شمس..... //
- ۱۵۹۲ حبیب بن عمرو..... //
- ۱۵۹۳ (ز) حبیب بن عمرو..... ۵۷۱ //
- ۱۵۹۴ حبیب بن عمرو السلامانی..... //
- ۱۵۹۵ (ز) حبیب بن عمرو الطائی ثم الاجی..... //

- ۱۵۹۶ (ز) حبيب بن عمرو ۵۴۲
- ۱۵۹۷ حبيب بن عمير //
- ۱۵۹۸ حبيب بن فؤيك (فاوؤ سے تفسیر ہے) //
- ۱۵۹۹ حبيب بن مخنف غامدی //
- ۱۶۰۰ حبيب بن ابی مرضیه ۵۴۳
- ۱۶۰۱ حبيب بن مروان تميمی لم المازی //
- ۱۶۰۲ حبيب بن مسلمہ //
- ۱۶۰۳ حبيب بن ملة الکنانی ۵۴۴
- ۱۶۰۴ (ز) حبيب بن يزيد انصاری //
- ۱۶۰۵ (ز) حبيب بن ابی اليسر //
- ۱۶۰۶ (ز) حبيب السلمی //
- ۱۶۰۷ (ز) حبيب الغنری //
- ۱۶۰۸ حبيب کلاعی //
- ۱۶۰۹ حبیش الاشعر ۵۴۵
- ۱۶۱۰ (ز) حَبِيش بن یَعْلَى بن امیه //
- ۱۶۱۱ حبیش بن شریح الحبشی //
- ۱۶۱۲ حبیلہ بن عامر //
- ۱۶۱۳ حَبِیّ //
- ۱۶۱۴ حَبِیّ بن ابی حجر ہلالی یا حنفی ۵۸۳

باب حاء کے بعد وال

- ۱۶۱۴ حَذَر جان بن مالک ازدی //
- ۱۶۱۵ حذر بن ابی حذر //
- ۱۶۱۶ حُدیر //
- ۱۶۱۷ حُدیر (دوسرے ہیں) ۵۸۵

باب حاء جس کے بعد وال ہے

- ۱۶۱۸ حَذَافَة بن نَصْر //
- ۱۶۱۹ حَذِيفَة بن أُسَيد (زرے) //
- ۱۶۲۰ حَذِيفَة بن اوس //
- ۱۶۲۱ حَذِيفَة بن مُحْصَن قُلَعانی ۵۸۶

حاجس کے بعد تہ ہے

- ۱۶۱۳ حُتَات ۵۴۶
- ۱۶۱۵ حُتَات بن عمرو انصاری ۵۴۷

باب حاء جس کے بعد ثاء ہے

- ۱۶۱۶ (ز) حُتَاج بن حارث //
- ۱۶۱۸ حُجَاج بن خَلِیْل سُلَفي //
- ۱۶۱۹ حُجَاج بن ذی عُنُق اَحْمَسِي //
- ۱۶۲۰ حُجَاج بن سفيان //
- ۱۶۲۱ حُجَاج بن عامر ثمالی //
- ۱۶۲۲ حُجَاج بن عبد اللہ نضری ۵۴۸

۵۹۳ (ز) حُرْمِ بن عمرو واقفی ۱۶۷۶

// (ز) حرث بن حسان بکری ۱۶۷۷

// (ز) حرث بن حسان بکری ۱۶۷۸

// (ز) حرث بن زید ۱۶۷۹

// (ز) حرث بن زید ۱۶۸۰

// (ز) حرث بن سلمہ ۱۶۸۱

۵۹۴ (ز) حرث بن عمرو ۱۶۸۲

// (ز) حُرْث بن عَوْف ۱۶۸۳

// (ز) حرث بن غانم شیبانی ۱۶۸۴

// (ز) حرث بن یاسر عبسی ۱۶۸۵

// (ز) حرث اسدی ۱۶۸۶

۵۹۵ (ز) حرث عذری ۱۶۸۷

// (ز) حرث ابوسلمی راغی ۱۶۸۸

// حَوِز ۱۶۸۹

// حَوِز ۱۶۹۰

۵۹۶ حَرِش ۱۶۹۱

// (ز) حریش تمیمی عنبری ۱۶۹۲

// الحَرّ بن خضرامہ ۱۶۹۳

// (ز) الحَرّ بن قیس ۱۶۹۴

باب حاء کے بعد زاء

۵۹۷ حُزَابہ ۱۶۹۵

// (ز) حُزَابہ سلمی ابوقطن ۱۶۹۶

// (ز) حِزَام بن عوف ۱۶۹۷

۵۹۸ حِزَام (بے نسبت) ۱۶۹۸

// (ز) حِزَام (بے نسبت) ۱۶۹۹

// (ز) حَزَم ۱۷۰۰

// حَزَم بن عمرو واقفی ۱۷۰۱

// حَزَم بن ابی کعب انصاری ۱۷۰۲

۱۶۷۵ حذیفہ بن یمان عَبَسِی //

۵۸۷ (ز) حذیفہ بن یمان ازدی ۱۶۷۶

۱۶۷۷ حذیفہ ازدی بارقی //

۱۶۷۸ (ز) حَظِیم بن حارث //

۱۶۷۹ حَظِیم بن حَظِیمہ حنفی //

۱۶۸۰ (ز) حَظِیم بن عمر سعدی //

باب حاء کے بعد راء

۵۸۸ (ز) حَرَام انصاری ۱۶۸۱

۱۶۸۲ حرام بن ملحان انصاری //

۵۸۹ (ز) حرام الجہنی ۱۶۸۳

۱۶۸۴ (ز) حرب بن حارث محاربی //

۱۶۸۵ حرب (بے نسبت) //

۱۶۸۶ حرب (بے نسبت) //

۱۶۸۷ حرب بن ریمطہ //

۵۹۰ (ز) حرثان بن عامر ۱۶۸۸

۱۶۸۹ حُرْقُوص ابن زہیر سعدی //

۱۶۹۰ حرملة بن ایاس //

۱۶۹۱ حرملة بن خالد //

۵۹۱ حرملة بن زید انصاری ۱۶۹۲

۱۶۹۳ حرملة بن سلمی //

۱۶۹۴ حرملة بن عبد اللہ //

۱۶۹۵ حرملة بن عمرو //

۱۶۹۶ حرملة بن مریطہ تمیمی //

۵۹۲ (ز) حرملة بن معن ہذلی ۱۶۹۷

۱۶۹۸ حرملة بن نعمان //

۱۶۹۹ حرملة بن ہوذہ //

۱۷۰۰ حرملة بن ولید //

۱۷۰۱ حرملة مُدَلْجی ابو عبد اللہ //

باب حاء کے بعد صاد

- ۱۶۲۸ حصن ۲۱۳
 ۱۶۲۹ (ز) حصن بن ابی قیس ۲۱۴
 ۱۶۳۰ حصین //
 ۱۶۳۱ حصین بن بدر تمیمی //
 ۱۶۳۲ حصین بن جندب //
 ۱۶۳۳ حصین بن حارث ۲۱۵
 ۱۶۳۴ (ز) حصین بن ابی الحر //
 ۱۶۳۵ حصین بن حمام //
 ۱۶۳۶ حصین بن ربیعہ ۲۱۶
 ۱۶۳۷ حصین بن عبید //
 ۱۶۳۸ حصین بن عوف خثعمی ۲۱۸
 ۱۶۳۹ حصین بن عوف البجلی //
 ۱۶۴۰ (ز) حصین بن مالک //
 ۱۶۴۱ حصین بن محضن //
 ۱۶۴۲ حصین بن محضن //
 ۱۶۴۳ حصین بن محضن انصاری خطمی //
 ۱۶۴۴ حصین بن مروان ۲۱۹
 ۱۶۴۵ حصین بن مُشمت //
 ۱۶۴۶ حصین بن معلی //
 ۱۶۴۷ حصین نضله اسدی //
 ۱۶۴۸ حصین بن نمیر انصاری ۲۲۰
 ۱۶۴۹ حصین بن نمیر (دوسرے) //
 ۱۶۵۰ (ز) حصین بن نيار ۲۲۱
 ۱۶۵۱ حصین بن وَحُوح //
 ۱۶۵۲ حصین بن یزید //
 ۱۶۵۳ حصین بن یزید //
 ۱۶۵۴ (ز) حصین بن یعفر عسبی ۲۲۲

۱۶۵۵ حزن ۵۹۹

۱۶۵۶ (ز) حزن //

باب حاء کے بعد سین

- ۱۶۵۷ حسان بن اسعد حُجری //
 ۱۶۵۸ حسان بن ثابت ۶۰۰
 ۱۶۵۹ حسان بن جابر ۶۰۱
 ۱۶۶۰ حسان بن حوط //
 ۱۶۶۱ (ز) حسان بن دُحْدَاح / دُحْدَاحہ ۶۰۲
 ۱۸۱۰ حسان بن شداد //
 ۱۸۱۱ حسان بن قیس //
 ۱۸۱۲ حسان بن قیس //
 ۱۸۱۳ حسان بن یزید عبدی //
 ۱۶۱۴ حسان الاسلمی //
 ۱۶۱۵ حسان جن ۶۰۳
 ۱۶۱۶ حسحاس //
 ۱۶۱۷ حَسْحَاس بن قُفیل //
 ۱۶۱۸ (ز) حَسْکَة حنظلی //
 ۱۶۱۹ (ز) حَسْل ۶۰۴
 ۱۶۲۰ حسل بن خارجه اشجعی //
 ۱۶۲۱ (ز) حَسْل //
 ۱۶۲۲ حسن بن علی //
 ۱۶۲۳ حَسْل ۶۰۸
 ۱۶۲۴ حسیلا بن خارجه ۶۰۹
 ۱۶۲۵ (ز) حَسْل بن عَرْفَطَة //
 ۱۶۲۶ حَسْن بن عَرْفَطَة //
 ۱۶۲۷ حَسْن بن علی رضی اللہ عنہما شہید کربلا //

باب حاء کے بعد شین

۱۶۲۸ حَشْرَج (بے نسبت) ۶۱۳

۱۶۵۵ (ز) حصین.....	۶۲۲	۱۶۵۹ حکم بن سعید.....	//
۱۶۵۶ حصین انصاری سالمی.....	//	۱۶۸۰ حکم بن سفیان.....	۶۲۹
۱۶۵۷ حصین سدوسی.....	//	۱۶۸۱ حکم بن صلت.....	//
۱۶۵۸ حصین غرجی.....	//	۱۶۸۲ حکم بن ابی عاص.....	//
۱۶۵۹ (ز) حصین (بے نسبت).....	//	۱۶۸۳ حکم بن العاص.....	۶۳۰
۱۶۶۰ (ز) حصین انصاری (بے نسبت).....	//	۱۶۸۴ حکم بن عبداللہ ثقفی.....	۶۳۱
باب حاء جس کے بعد ضاد نقطے والا ہے			
۱۶۶۱ حضرمی بن عامر.....	۶۲۳	۱۶۸۵ حکم بن عمرو بن شریذ.....	//
حاء کے بعد طاء			
۱۶۶۲ خطاب بن حارث.....	۶۲۴	۱۶۸۶ حکم بن عمرو بن معتب.....	۶۳۲
۱۶۶۳ حطان تمیمی یربوعی.....	//	۱۶۸۷ حکم بن عمرو بن ثعلبی.....	//
حاء کے بعد قاف			
۱۶۶۴ جفشیش.....	۶۲۵	۱۶۸۸ (ز) حکم بن عمرو بن ثعلبی.....	//
۱۶۶۵ (ز) حفص بن حلیمہ سعدیہ.....	//	۱۶۸۹ حکم بن عُمَیر الثمالی.....	//
۱۶۶۶ حفص بن سائب.....	//	۱۶۹۰ حکم بن کیسان.....	۶۳۳
۱۶۶۷ حفص بن ابی العاص.....	//	۱۶۹۱ (ز) حکم بن مرہ.....	//
۱۶۶۸ حفص بن مغیرہ.....	//	۱۶۹۲ (ز) حکم بن مسعود.....	//
باب حاء کے بعد کاف			
۱۶۶۹ (ز) الحکم ابن افرع.....	۶۲۶	۱۶۹۳ حکم بن مسلم عقیلی.....	۶۳۴
۱۶۷۰ (ز) حکم بن ایوب.....	//	۱۶۹۴ حکم بن منہال.....	//
۱۶۷۱ حکم بن حارث سلمی.....	//	۱۶۹۵ حکم بن مینا انصاری.....	//
۱۶۷۲ حکم بن حزن کُفّی.....	//	۱۶۹۶ حکم زرقی.....	//
۱۶۷۳ حکم بن ابی حکم اموی.....	//	۱۶۹۷ حکم ابو شیبہ.....	//
۱۶۷۴ حکم بن ابی الحکم انصاری.....	۶۲۷	۱۶۹۸ حکم انصاری.....	//
۱۶۷۵ (ز) حکم بن حیان عبیدی ثم نجاری.....	//	حکیم (حارث زبرکاف کے نیچے زیر) نامی حضرات	
۱۶۷۶ الحکم بن ربیع.....	//	۱۶۹۹ حکیم بن اشرف.....	۶۳۵
۱۶۷۷ حکم بن واقع.....	۶۲۸	۱۷۰۰ حکیم بن امیہ.....	//
۱۶۷۸ (ز) حکم بن سعید طائفی.....	//	۱۷۰۱ (ز) حکیم بن حارث طائفی.....	//
		۱۷۰۲ حکیم بن حزام.....	//
		۱۷۰۳ حکیم بن حزن.....	۶۳۶
		۱۷۰۴ حکیم بن طلیق.....	۶۳۷
		۱۷۰۵ حکیم بن عامر عبیدی ثم محاربی.....	//

- ۱۸۳۲ حمل //
- ۱۸۳۳ حمل بن مالك //
- ۱۸۳۴ حُمَہ دوسی //
- ۱۸۳۵ حمن بن عوف ۲۳۶ //
- ۱۸۳۶ حُمید بن نُور //
- ۱۸۳۷ (ز) حمید بن جمیل ۲۳۷ //
- ۱۸۳۸ (ز) حمید بن خالد //
- ۱۸۳۹ (ز) حمید بن زہیر //
- ۱۸۴۰ حمید بن عبدالرحمن //
- ۱۸۴۱ حمید بن عبد یغوث بکری //
- ۱۸۴۲ حمید بن مُنہب ۲۳۸ //
- ۱۸۴۳ حمید انصاری //
- ۱۸۴۴ (ز) حمید (دوسرے بے نسبت) //
- ۱۸۴۵ (ز) حُحُمیر //
- ۱۸۴۶ حُمیر (دوسرے) جیسے پہلا نام تھا ۲۳۹ //
- ۱۸۴۷ (ز) حمیزہ بن مالک //
- ۱۸۴۸ حُمِیضہ //
- ۱۸۴۹ حمیضہ بن رقیم انصاری //
- ۱۸۵۰ (ز) حُمِیضہ بن النعمان //
- ۱۸۵۱ حُمَیل //
- ۱۸۵۲ حُمَیلہ بن عامر //

باب حاء کے بعد نون

- ۱۸۵۳ حنبل بن کعب ۲۵۰ //
- ۱۸۵۴ احش ابن عقیل //
- ۱۸۵۵ حُطَب بن حارث //
- ۱۸۵۶ (ز) حنظلہ بن ثعلبہ ۲۵۱ //
- ۱۸۵۷ حنظلہ بن حذیم //
- ۱۸۵۸ حنظلہ بن ابی حنظلہ انصاری ۲۵۲ //

- ۱۸۰۶ حکیم بن معاویہ ندیری //
- ۱۸۰۷ حکیم والد معاویہ //
- ۱۸۰۸ حکیم اشعری ۲۳۸ //

باب حاء کے بعد لام

- ۱۸۰۹ (ز) خلّال (بے نسبت) //
- ۱۸۱۰ (ز) خُلَیس //
- ۱۸۱۱ خُلَیس ۲۳۹ //
- ۱۸۱۲ خُلَیس //
- ۱۸۱۳ (ز) حِلَیہ بن جُنَاد //

حاء کے بعد ميم

- ۱۸۱۴ حَمَاد //
- ۱۸۱۵ حِمَار ۲۴۰ //
- ۱۸۱۶ حِمَاس //
- ۱۸۱۷ حِمَاس (بے نسبت) //
- ۱۸۱۸ (ز) حَمَال بن مالک ۲۴۱ //
- ۱۸۱۹ حمام بن عمر اسلمی //
- ۱۸۲۰ (ز) حمام اسلمی //
- ۱۸۲۱ حَمَام بن الجَمُوح //
- ۱۸۲۲ حمران بن جابر و سامی ابوسالم //
- ۱۸۲۳ حمران بن حارثہ اسلمی //
- ۱۸۲۴ حُمَرہ ۲۴۲ //
- ۱۸۲۵ حمزہ بن ابی اسیدہ //
- ۱۸۲۶ حمزہ بن حُمَیر //
- ۱۸۲۷ حمزہ بن عامر //
- ۱۸۲۸ حمزہ بن عبدالمنقلب //
- ۱۸۲۹ حمزہ بن عُمَر ۲۴۳ //
- ۱۸۳۰ حمزہ بن عَمَار //
- ۱۸۳۱ حَمَطُط بن شریق ۲۴۵ //

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

۳۳

- ۱۸۸۶ حَنَان بن نَح //
- ۱۸۸۷ حَنَان بن قیس //
- ۱۸۸۸ (ز) حیان بن کرز بلوی //
- ۱۸۸۹ حیان بن ملہ (انیف بن ملہ کے بھائی) //
- ۱۸۹۰ حیان بن نملہ انصاری ۲۶۱ //
- ۱۸۹۱ (ز) حیان بن وہب //
- ۱۸۹۲ (ز) حیان (بے نسبت دوسرے) //
- ۱۸۹۳ حیان //
- ۱۸۹۴ حیان زبعی //
- ۱۸۹۵ حیدہ بن مُخَرَّم ۲۶۲ //
- ۱۸۹۶ حیدہ بن معاویہ //
- ۱۸۹۷ حیدہ (بے نسبت) //
- ۱۸۹۸ (ز) حیرہ نجرہ اسرائیلی ۲۶۳ //
- ۱۸۹۹ حِیْسَمَان //
- ۱۹۰۰ (ز) حِیّ بن ثعلبہ بن ہون ۲۶۴ //
- ۱۹۰۱ حِیّ بن حرام لیشی //
- ۱۸۵۹ حنظلہ بن ابی حنظلہ ثقفی //
- ۱۸۶۰ (ز) حنظلہ بن راہب //
- ۱۸۶۱ حنظلہ بن ربیع //
- ۱۸۶۲ (ز) حنظلہ بن ربیعہ اسدی ۲۵۳ //
- ۱۸۶۳ (ز) حنظلہ بن سیار //
- ۱۸۶۴ حنظلہ بن طفیل سلمی ۲۳۵ //
- ۱۸۶۵ حنظلہ بن ابی عامر //
- ۱۸۶۶ حنظلہ بن عمرو اسلمی //
- ۱۸۶۷ (ز) حنظلہ بن قسامہ ۲۵۵ //
- ۱۸۶۸ حنظلہ بن قیس //
- ۱۸۶۹ حنظلہ بن نعمان //
- ۱۸۷۰ حنظلہ بن ہودہ //
- ۱۸۷۱ حنظلہ عیشمی ۲۵۶ //
- ۱۸۷۲ حَنِیْف (تصغیر) //
- ۱۸۷۳ (ز) حَنِیْفَہ //
- ۱۸۷۴ حَنِیْفَہ ابو حُرَہ رقاشی کے چچا //
- ۱۸۷۵ حنین //

قسم ثانی

نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے والے وہ لوگ جنہیں
ویدا بن یزید نصیب ہوا اور ان کے والدین مسلمان تھے
حاء کے بعد الف

- ۱۹۰۲ (ز) حارث بن ثابت //
- ۱۹۰۳ (ز) حارث بن حمیر //
- ۱۹۰۴ حارث بن عباس //
- ۱۹۰۵ حارث بن طفیل ۲۶۵ //
- ۱۹۰۶ حارث بن عیدہ //
- ۱۹۰۷ حارث بن عمر ہذلی //
- ۱۹۰۸ (ز) حازم بن عیسیٰ //

باب حاء کے بعد جیم، صاد اور کاف

- ۱۹۰۹ حجاج بن ایمن بن عبید //

باب حاء کے بعد واؤ

- ۱۸۷۶ حَوْشَب (بے نسبت) ۲۵۷ //
- ۱۸۷۷ حَوْشَب (دوسرے) //
- ۱۸۷۸ حَوْط بن عبدالعزی ۲۵۸ //
- ۱۸۷۹ حَوْط بن قُرَؤَاش //
- ۱۸۸۰ حَوْط بن یزید ساعدی //
- ۱۸۸۱ حُوَیْرُث //
- ۱۸۸۲ حُوَیْرُث //
- ۱۸۸۳ حَوِیْضَہ بن مسعود //
- ۱۸۸۴ حَوِیْط بن عبدالعزی ۲۵۹ //

باب حاء کے بعد یاء

- ۱۸۸۵ حیان بن ابجر الکناانی ۲۶۰ //

- ۱۹۱۰..... حُصَيْن بن ام حُصَيْن أَحْمَسَه //
- ۱۹۱۱..... حَكِيم بن فَيْس ۲۶۶
- باب حاء کے بعد میم**
- ۱۹۱۲..... حِمَّاس بن عمرو //
- ۱۹۱۳..... حمزه بن ابی اسید ساعدی //
- ۱۹۱۴..... (ز) حمزه انصاری (بے نسبت) //
- ۱۹۱۵..... حمید بن عمرو ۲۶۷
- باب حاء کے بعد نون**
- ۱۹۱۶..... حنظلہ بن فیس //
- قسم ثالث از حرف حاء**
- جن لوگوں نے زمانہ نبوت تو پایا لیکن دیدار کرنے سے محروم رہے**
- باب حاء کے بعد الف**
- ۱۹۱۷..... (ز) حارث بن ازمع ہمدانی ۲۶۸
- ۱۹۱۸..... (ز) حارث بن زہیر //
- ۱۹۱۹..... (ز) حارث بن ربیعہ //
- ۱۹۲۰..... (ز) حارث بن سعد //
- ۱۹۲۱..... (ز) حارث بن سلمیٰ ۲۶۹
- ۱۹۲۲..... حارث بن سويد تمیمی //
- ۱۹۲۳..... (ز) حارث بن عبد //
- ۱۹۲۴..... (ز) حارث بن عبد عمرو //
- ۱۹۲۵..... (ز) حارث بن عُمیرہ //
- ۱۹۲۶..... (ز) حارث بن عوف عبدی ۲۷۰
- ۱۹۲۷..... (ز) حارث بن قُوم بھڑی //
- ۱۹۲۸..... (ز) حارث بن قیس کنندی //
- ۱۹۲۹..... (ز) حارث بن فیس //
- ۱۹۳۰..... حارث بن کعب //
- ۱۹۳۱..... (ز) حارث بن لقیط نخعی ۲۷۱
- ۱۹۳۲..... حارث بن مالک طائی //
- ۱۹۳۳..... حارث بن مرہ //
- ۱۹۳۴..... حارث بن معاویہ کنندی //
- ۱۹۳۵..... (ز) حارث بن میناء //
- ۱۹۳۶..... (ز) حارث بن نظام //
- ۱۹۳۷..... حارث بن نعمان بن قیس ۲۷۲
- ۱۹۳۸..... حارث (بے نسبت) //
- ۱۹۳۹..... (ز) حارثہ بن بدر //
- ۱۹۴۰..... (ز) حارثہ بن سفیان بجلي //
- ۱۹۴۱..... (ز) حارثہ بن عید کلی ۲۷۳
- ۱۹۴۲..... حارثہ بن مضرب العبدی //
- ۱۹۴۳..... (ز) حارثہ بن زمر (ابو اثال) //
- ۱۹۴۴..... حازم بن ابی حازم احمسی (قیس کے بھائی) //
- باب حاء کے بعد باء**
- ۱۹۴۵..... (ز) حباب بن عمیر سلمی ذکوانی //
- ۱۹۴۶..... (ز) حبال ۲۷۴
- ۱۹۴۷..... حَبَّان //
- ۱۹۴۸..... حَبَّہ //
- ۱۹۴۹..... حبيب بن عاصم محاربی ۲۷۵
- ۱۹۵۰..... (ز) حبيب بن عوف عبدی //
- ۱۹۵۱..... (ز) حبیش اسدی //
- باب حاء کے بعد تاء**
- ۱۹۵۲..... (ز) ححات بن وذیح //
- ۱۹۵۳..... حَیْت بن شہاب شامی ۲۷۶
- ۱۹۵۴..... (ز) حَیْت بن مظهر //
- باب حاء کے بعد جیم**
- ۱۹۵۵..... حجاج بن عبد بغوث //
- ۱۹۵۶..... (ز) حجاج بن عید //

باب حاء کے بعد صاد

- ۱۹۸۱ (ز) حُصَيْن بن وَبَرَه ۲۸۲
- ۱۹۸۲ (ز) حُصَيْن جَذَامِي //
- ۱۹۸۳ (ز) حُصَيْن بن حَارِث //
- ۱۹۸۳ (ز) حُصَيْن بن حَسَان //
- ۱۹۸۵ (ز) حُصَيْن بن حُدَيْر //
- ۱۹۸۶ (ز) حُصَيْن بن سَبْرَه //
- ۱۹۸۷ (ز) حُصَيْن بن مَالِك //
- ۱۹۸۸ (ز) حُصَيْن بن هَرِيم تَمِيمِي ۲۸۳
- ۱۹۸۹ (ز) حُصَيْن هَمْدَانِي //
- ۱۹۹۰ (ز) حُصَيْن جَذَامِي //

باب حاء کے بعد طاء

- ۱۹۹۱ حُطَّان بن حَفْص //
- ۱۹۹۲ حُطَّان بن عَوْف ۲۸۴
- ۱۹۹۳ الحَظِيثَة شَاعِر //

باب حاء کے بعد کاف اور لام

- ۱۹۹۴ حُكَم بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ ۲۸۵
- ۱۹۹۵ حُكَم بن مَغْفَل //
- ۱۹۹۶ حُكَيْم //
- ۱۹۹۶ حُكَيْم //

باب حاء کے بعد میم

- ۱۹۹۹ حَمَامِي //
- ۲۰۰۰ (ز) حَمْرَان بن أَبَان ۲۸۷
- ۲۰۰۱ حُمَرَه بن أَيْفَع //
- ۲۰۰۲ (ز) حُمَرَه //
- ۲۰۰۳ حَمَلَه بن أَبِي مَعَاوِيَه كِنَانِي //
- ۲۰۰۴ حَمَلَه بن عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَرَجِي ۲۸۸

- ۱۹۵۷ (ز) حَجَّار بن أَبَجَز //
- ۱۹۵۸ حَجَر بن عَدِي بن أَدْبَر ۲۷۷
- ۱۹۵۹ حَجَر بن عَبَس //
- ۱۹۶۰ حَجَر بن مَالِك //
- ۱۹۶۱ (ز) حَجَّاء بن رُمَيْلَة نَهْمِي //
- ۱۹۶۲ (ز) حَجِيل بن قَدَامَه يَرْبُوعِي //

باب حاء کے بعد ذال

- ۱۹۶۳ (ز) حَذِير بن عَلَقْمَه ۲۷۸
- ۱۹۶۴ حَذِيفَه بن عَبِيد مرَادِي //
- ۱۹۶۵ (ز) حَذِيفَه بَارْقِي أَزْدِي //
- ۱۹۶۶ حَذِيم بن حَارِث //

باب حاء کے بعد راء

- ۱۹۶۷ حِرَام بن خَالِد //
- ۱۹۶۸ حِرَام بن رَبِيعَه ۲۷۹
- ۱۹۶۹ حَرَّ بن نَعْمَان //
- ۱۹۷۰ حَرْب بن جُنَادِب //
- ۱۹۷۱ حَرْقُوس العَبْرِي //
- ۱۹۷۲ (ز) حَرْمَلَه بن سَلَمِي //
- ۱۹۷۳ حَرْمَلَه بن مَنْذَر //
- ۱۹۷۴ حَرِث بن مَحْفُظ مَازَنِي //
- ۱۹۷۵ (ز) حَرِث بن عَبْدِ الْمَلِك ۲۸۰
- ۱۹۷۶ (ز) حَزْن بن نَصْر عَدُو //

باب حاء کے بعد زاء

- ۱۹۷۷ (ز) حَسَان بن فَائِد عِيسَى //
- ۱۹۷۸ (ز) حَسَان بن كَرِيب ۲۸۱
- ۱۹۷۹ حَسِين بن خَارِجَه //
- ۱۹۸۰ حَشْرَح بن أَشْهَب //

قسم ثانی از حرف حاء

ان لوگوں کا ذکر جنہیں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ذکر کیا گیا
حالانکہ وہ صحابی نہیں اور انہیں دور نبوی نصیب ہوا اور اس
ضمن میں غلطی کرنے والوں کی غلطی کا بیان
باب الحاء جس کے بعد الف ہے

- ۲۰۲۸ حاتم (بے نسبت)
۲۹۵ حاتم بن عدی
۲۰۳۰ حارث بن اوس
۲۰۳۱ حارث بن یزید
۲۰۳۲ حارث بن بلال مزنی
۲۹۶ حارث بن ثولاء
۲۰۳۳ حارث بن حارث شامی
۲۰۳۴ حارث بن حکم سلمی
۲۹۷ حارث بن حکیم ضبی
۲۰۳۵ حارث بن رافع
۲۰۳۶ حارث بن زیاد شامی
۲۹۸ حارث بن سعد
۲۰۳۷ حارث بن سوید تیمی
۲۰۳۸ حارث بن سوار خزاعی
۲۰۳۹ حارث بن ضرار
۲۰۴۰ حارث بن عاصم
۲۰۴۱ حارث بن عبد اللہ بجلی
۲۹۹ حارث بن عبد اللہ
۲۰۴۲ حارث بن عبد المطلب
۲۰۴۳ حارث بن عتبہ
۲۰۴۴ حارث بن عقیق
۲۰۴۵ حارث بن قیس

- ۲۰۰۵ حمل بن معاویہ
۲۰۰۶ حمید بن اعور
۲۰۰۷ حمید بن حوراء زبیدی
۲۰۰۸ حنبل
۲۰۰۹ حنظل
۲۰۱۰ حنظلہ بن اوس
۲۰۱۱ حنظلہ بن جویہ کنانی
۲۰۱۲ حنظلہ بن ربیعہ
۲۰۱۳ حنظلہ بن شرقی
۲۰۱۴ حنظلہ بن طفیل
۲۰۱۵ حنظلہ بن فاتک اسدی
۲۰۱۶ حنظلہ بن نعیم غنوی
۲۰۱۷ حنظلہ
۲۰۱۸ حنیف بن عُمیر یشکری
۲۰۱۹ حنیف بن یزید

باب حاء کے بعد واؤ

- ۲۰۲۰ حوشب ذوظلم
۲۰۲۱ حوط بن رئاب اسدی (شاعر)
۲۰۲۲ حویث بن رئاب

باب حاء کے بعد یاء

- ۲۰۲۳ حیاض بن قیس
۲۰۲۴ حیان بن وبرہ
۲۰۲۵ حیویل بن ناشرہ
۲۰۲۶ حیوة بن جرول
۲۰۲۷ حیوة بن مرثد تجیبی



۲۱۰۲) عظیم حدانی..... //

(۲۱۰۳) حفص بن ابی جہلہ

٢١٥٣) حَكَمُ بْنُ أَبِي الْعَكَمِ ٤١٣

۳۱۰۵) حکم بن عمرو ثمالی..... //

۲۱۰۶ حکیم بن جبّله انعبدی

(۲۱۰۷) حکیم بن عیاش کلیبی الاغور..... //

۷۱۵ حکیم بن معاویہ نمبر ۱ (PI-A)

۳۱-۹ حمزہ بن عمرو (بے نسبت) //

۲۱۱۰ حمزه بن عوف //

٣١١ حمزة بن مالك //

۲۱۳ حمزہ بن نعمان عذری //

۳۱۱۳ حمید بن منہب //

٢١١٣ حمیری بن کرائہ الربعی ٤١٦

۱۱ حنبلی (۲۱۵)

حفظہ بن علی اسلمی //

حفظہ بن عمرو اسلمی..... ۷۱۸

حفظه بن قيس //

حفظہ بن قیس انصاری..... //

حفظہ (پے نسبت) " (PPT)

۲۱۲ (ز) حوشب تابعی //

٢١٢٣ (ز) حویزہ العصری ٤١٨

حوط العبدى ٧١٢٢

۲۱۴۵) حوط بن مرہ

..... حولی ۲۱۲۹

حَاجَّان ۲۱۲۷ ۷۱۹

PIPA حیان بن ابی جبلہ //

حيان بن صخر سلمى //

۲۱۳- حنیہ بن حابس //

۲۱۳۱) حُی بن حارثہ ثقفی ۷۲۰

کلمۃ الناشر

www.KitaboSunnat.com

امت محمدیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ تمام امتوں میں سے بہتر امت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی یہ شان و منزلت ہے کہ کسی نبی کے اصحاب کو وہ مقام و مرتبہ نمل سکا جو اصحاب محمد ﷺ کو میسر آیا۔ آج ہم دنیا کے اطراف و اکناف میں اسلام کا چرچا دیکھ رہے ہیں۔ اسلام کی نشر و اشاعت کا کام تیزی سے جاری ہے، اس کا سبب ان نفوس قدسیہ کی جدوجہد ہے کہ جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے کلام حکیم میں یہ سند جاری فرمادی:

﴿رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ﴾

”کہ وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئے اور ان کا اللہ ان سے راضی ہوا۔“

الحمد للہ مکتبہ اشاعتیہ کی طرف سے پیش قیمت اسلامی مطبوعات ترجمہ ہو کر آچکی ہیں۔ جن کی مقبولیت ہمارے قارئین کے اعتماد اور اطمینان کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ کتب احادیث و سیر کے مستند اور سلیس تراجم کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے۔ اس کی ایک کڑی **الاصحاب فی سبب الصلوة** ہے جو کہ اس وقت قارئین کے ہاتھوں میں ہے۔ ہماری یہ پرانی خواہش تھی کہ اصحاب رسول ﷺ کے تذکرے سے قلب و روح کو معطر کرنے والی اس معرکہ الآراء کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے۔ الحمد للہ ہم نے صرف اور صرف اپنے رب کے فضل و کرم سے اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ہمارا اس میں کوئی کارنامہ نہیں۔ اگر ہم نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کیا ہے تو یہ بھی اس رب العالمین کی عطا کردہ ہیں کہ جس کا کوئی شریک نہیں۔ امید ہے کہ قارئین کو ہماری یہ کاوش پسند آئے گی اور ہم ایک بار پھر ان کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔

الاصحاب فی سبب الصلوة اہل علم کے ہاں نہایت معتبر اور اہم کتب میں شمار ہوتی ہے۔ اسے تذکار صحابہ میں مرجع کی حیثیت حاصل ہے۔ اگر ہم اسے اصحاب رسول ﷺ کا انسائیکلو پیڈیا قرار دیں تو شاید یہ بات غلط نہ ہو۔ اصحاب علم و تحقیق پر اس کتاب کی اہمیت مخفی نہیں۔ دین کا کوئی طالب علم جو کہ احادیث کی چھان چھک اور ان کی تصحیح و تضعیف جس کا دائرہ علم ہو، وہ اس کتاب سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس کے تحقیقی مدارج کی تکمیل کا اہم ترین ذریعہ **الاصحاب فی سبب الصلوة** ہی ہوگی۔ اس کتاب کے مطالعے سے قاری کو بخوبی علم ہو سکے گا کہ کون کب ایمان لایا۔ کون اصحاب رسول میں شامل ہے اور کون نہیں۔ کس کا شمار حضرات صحابہ کے کس طبقے میں ہوتا ہے۔ کون مہاجرین میں سے ہے اور کون انصار میں سے۔ کون اصحاب بدر میں سے ہے اور کس نے حدیبیہ میں بیعت کی۔ کون سی پاک باز ستیاں السابقون الاولون میں شمار ہوتی ہیں اور کون کے نصیب میں ہدایت آئی لیکن دور نبوت کے آخری ایام میں۔ غرض حضرات صحابہ کے بارے میں اس انداز کی بے شمار معلومات کو یہ کتاب سموئے ہوئے ہے۔ صاحبان تحقیق کے ساتھ ساتھ تاریخ کے طالب علموں کے لیے بھی یہ کتاب گنج ہائے گراں مایہ کی حیثیت رکھتی ہے اور ایک عام پڑھے لکھے مسلمان کے لیے بھی اس کا مطالعہ بے حد فائدہ مند

الاصحاب فی تبيين الصحاح الشريفة (جلد ۱)

ہوگا۔ وہ جان سکے گا کہ اصحاب رسول ﷺ نے کس انداز سے دین حنیف کی سربلندی کے لیے جدوجہد کی وہ ان کے حالات و واقعات سے آگاہ ہو سکے گا۔ اس کتاب کی شہادت شک و شبہ سے بالاتر ہے۔ کیونکہ اس کے مصنف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی ہیں۔ ان کا شمار اپنے دور کے عظیم محدثین اور علماء تحقیق میں ہوتا تھا۔ **الاصحاب فی تبيين الصحاح** کی تیاری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی قیمتی زندگی کی چالیس بہاریں صرف کیں مگر اس کی تشنگی کو ختم نہ کر پائے۔ کتب سیر و تراجم میں اس کا شمار اہمات الکتاب میں ہوتا ہے۔ علماء و طلباء میں سے کوئی بھی اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ حافظ موصوف ایک صد پچاس سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ جن میں مشہور فتح الباری ۱۴ جلدوں میں، تہذیب المعذیب ۱۲ جلدوں میں، الاصابہ ۸ جلدوں میں، لسان المیزان ۴ جلدوں میں اور تغلیق التعلیق ۵ جلدوں میں ہیں۔ اور تو واضح کا یہ عالم تھا کہ اپنی تصانیف پر تبصرہ کیا تو فرمایا ”میری اکثر تصانیف دوسرے اہل علم کی ایک کتاب کے بھی برابر نہیں لیکن بس قلم چل گیا۔“

کسی بھی زبان میں ترجمہ کرنا آسان کام نہیں ہوتا۔ بسا اوقات یہ تصنیف و تالیف سے مشکل کام ثابت ہوتا ہے۔ اس کے باوجود اس میدان کے شہسواران کٹھنائیوں کو عبور کرتے ہوئے منزل مقصود تک جا پہنچتے ہیں۔ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اپنے قارئین کی خدمت میں آسان مگر مستند تراجم پیش کریں۔ اس سلسلے میں ہم معزز قارئین کی تجاویز اور آراء کا خوش دلی سے خیر مقدم کریں گے۔

آخر میں ہم اپنے فاضل مترجم مولانا عامر شہر اعلوی، کمپوزر جناب جاوید اقبال اور پروف ریڈر جناب مولانا حافظ عبدالمنان صاحبان کے شکر گزار ہیں کہ **هَنْ لَّهُ يَشْكُرُ النَّاسَ لَهٗ يَشْكُرُ اللّٰهَ** ”جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہ کیا اس نے اللہ کا شکریہ بھی ادا نہ کیا۔“ سب افراد نے اپنے اپنے حصے کا کام بخوبی سرانجام دیا۔ ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچایا، دعا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کے سبب اللہ رب العزت ہمیں روز آخرت نبی مکرم ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا ساتھ نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے مصنف کے ساتھ ساتھ ناشر کو بھی ان درجات میں جگہ نصیب فرمائے جو اس نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے پیارے ساتھیوں کے لیے مخصوص کیے ہوئے ہیں۔

آمین یا رب العالمین

خادم العلم والعلماء
مقبول الرحمن



عرض مترجم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم والہ و صحبہ و علی من علمنا۔
 قارئین کرام! آپ کے ہاتھوں میں جو کتاب ہے یہ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ تالیف ”الاصحاب فی تفسیر الصحابہ“ کا اردو ترجمہ ہے۔ علامہ مرحوم کی جلالت شان اور عظمت علمی پوری دنیا میں عیاں ہے۔ ان کا حدیث کے باب میں سب سے بڑا کارنامہ ”فتح الباری بشروح صحیح البخاری“ ہے۔ جس کا چرچا چار دہائیوں کے عالم میں پھیلا ہوا ہے۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے یگانہ روزگار اور نابغہ دوراں تھے۔ انہیں اپنے زمانے کی ”اکیڈمی“ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان جیسا شخص امت محمدیہ میں بذات خود سر در دو عالم ﷺ کا ایک یادگار معجزہ ہے۔ **فلله الحمد من قبل و من بعد۔**
 بازار سے گزرنے والے اپنی افتاد طبع اور اپنے شوق و مزاج کے مطابق مختلف دوکانوں کا رخ کرتے ہیں۔ بالکل یہی ذوق کتابوں کے شائقین اور مطالعے کے رسیا لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ بعض تاریخی واقعات میں دلچسپی رکھتے تو بعض کا مزاج انہیں جنگلی میدانوں اور خوریز معرکوں کی تصویر دیکھنے پر مجبور کرتا ہے، کسی کی فطرت احکام سے متعلق قرآنی آیات اور مجموعہ احادیث سے میل کھاتی ہے تو کوئی حدیث کی باریکیاں اور اس کی گتھیاں سلجھانے میں لذت قلبی محسوس کرتا ہے، کسی کو ازدواجی زندگی کے نشیب و فراز میں رہنمائی اور رہبری کے اصولوں کی تلاش رہتی ہے تو کوئی ادبی اور لطیف نکتہ بخیاں ڈھونڈتا ہے۔ غرض ہر ایک کی تمنا و منشا دوسرے سے مختلف ہوتی ہے۔ لہذا قارئین کرام اس بات کو مد نظر رکھیں کہ یہ نہ محض تاریخ کی کتاب ہے اور نہ خالص حدیث کا خزانہ ہے اور نہ اس میں فن جرح و تعدیل کی موشگافیاں ہیں اور نہ اس میں ہر صحابی کے مکمل حالات ہیں۔ اس کتاب کے مصنف کا اصل مقصد یہ ہے کہ کوئی بھی فرد جس کے متعلق واضح، درمیانہ یا معمولی سا بھی تمنہ صحابیت سجانے کا ثبوت ملتا ہے اس کا ذکر اور اس سے متعلقہ کسی حدیث کا ذکر کر دیا جائے۔ چنانچہ اس کے متعلق خود مصنف کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

انما اقتصر من حدیث الرجل علی ما يتعلق بترجمته فی اثبات صحبته او فضیلة له او نحو

ذلك. (ج ۲ ص ۱۰۶ عنوان ۵۶۶)

اسی بنا پر جا بجا مصنف لکھتے ہیں فیہ حدیث، ولہ قصۃ، کیونکہ اگر احادیث و واقعات کو جمع کرنا شروع کر دیں تو کتاب کی ضخامت دو گنی، چو گنی ہو جائے گی۔

اہم بات:

چونکہ ہر مصنف کی اپنی ترتیب ہے اور ہر شخص اپنی اصطلاح قائم کرنے میں آزاد ہے۔ یہ یاد رہے کہ اس کتاب میں جتنے نام ہیں وہ اول سے آخر تک سارے صحابہ نہیں بلکہ بعض غیر مسلم لوگوں کا تذکرہ بھی اس کتاب میں آ گیا ہے اور نمبر شمار میں انہیں بھی شمار کر لیا گیا ہے۔ خواتین سمیت کل ۱۲۳۰۰ (بارہ ہزار تین سو) افراد کا شمار ہوا ہے۔ بقول ذہبی ان حضرات کی تعداد آٹھ ہزار ہے جبکہ اسد الغابہ میں سات ہزار پانچ سو چوبیس (۷۵۵۴) ہے، جس کی ترتیب یوں ہے کہ

قسم اول میں اصلاً صحابہ کا ذکر ہے جن کے بارے میں واضح ثبوت ہو، خواہ وہ ثبوت کسی بھی درجہ میں ہو۔

قسم ثانی میں ایسے حضرات کا ذکر ہے جو کسی میں اور بلوغت سے پہلے کی عمر میں سرورِ دو عالم ﷺ کی خدمت عالیہ میں پیش کیے گئے۔ جن میں سے بعض کو آپ ﷺ نے ٹھنسی ڈالی، بعض کو اپنا لعاب دہن چنایا، بعض کے سر پہ دستِ شفقت پھیرا اور بعض کے لیے دعا کی۔ ان کے لیے عموماً مصنف ”لہ رؤیۃ“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ جس کا ترجمہ ہم نے ”ویدار نبوی ﷺ“ سے کیا ہے۔

قسم ثالث میں ایسے حضرات کا ذکر ہے جنہوں نے وہ دور پایا ہے جس میں نبی کریم ﷺ انفسِ نفیس موجود تھے، خواہ یہ لوگ مسلمان ہوئے یا نہیں ہوئے۔ لیکن کسی بھی وجہ سے ان کی آپ ﷺ سے نہ ملاقات ہوئی اور نہ آپ ﷺ کا ویدار نصیب ہوا۔ انہیں ”مُخَضَّرِمْی“ کہا جاتا ہے۔ مصنف ان کے لیے عموماً ”لہ ادراک“ کا لفظ استعمال کرتے ہیں جس کا ترجمہ ہم نے ”انہوں نے دور نبوی ﷺ پایا ہے“ سے کیا ہے۔

قسم رابع میں ایسے افراد کا ذکر ہے جن کا وہم یا غلطی سے صحابہ میں تذکرہ ہوا یا ان کا نام و نسب غلط لیا گیا ہے۔ اس پر مصنف تنبیہ کرتے ہیں۔ یہ قسم ان کی اپنی طبع زاد ہے ان سے پہلے کسی نے اس کا استعمال نہیں کیا۔ خود فرماتے ہیں:

و هذا القسم الرابع لا اعلم من سبقی الیه و لا من حام طائر فکوره علیہ. (مقدمۃ الكتاب)
یہ تو کتاب کی ترتیب اور مصنف کی پیش کردہ باتوں سے متعلق گفتگو تھی۔

آخر میں راقم الحروف ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے کسی بھی درجہ میں اس عظیم کام میں اس کی معاونت، رہنمائی اور دیکھ بھری کی۔ خصوصاً وکیل صحابہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کی خدمت میں راقم خصوصی کار کے ذریعہ اپنے خسر کے ہمراہ سفر کر کے حاضر ہوا اور حضرت کی اہم باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کام کو صحیح بیج و انداز سے جاری رکھا۔ مولانا کے الفاظ تھے ”ابن حجر اپنے فن کے بڑے فاضل ہیں“، ”اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنے بڑے علمی کام کی توفیق بخشی ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہ رہنے دیں“ اور ڈھیر ساری دعاؤں سے رخصت کیا۔

دوسری اہم شخصیت استاد محترم مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم کی ہے۔ آپ نے خط میں تحریر فرمایا کہ ”میں اپنی مشغولیات کی وجہ سے مزید جواب دینے سے قاصر ہوں، چند ایک باتوں کا ذکر کر دیتا ہوں۔“ میں نے پوچھا ”مولیٰ“ کا کیا ترجمہ کرنا بہتر ہے۔ آپ نے لکھا: ”(۴) مولیٰ غلام لفظ اس لفظ میں دونوں ”غلام“ اور ”آزاد کردہ غلام“ کے معنوں کا احتمال ہے۔ لہذا ترجمہ میں مولیٰ ہی لکھنا چاہیے“ جس کا ترجمہ میں التزام کیا گیا ہے۔ میں نے پوچھا سند، سنن اور جامع مؤنث ہیں یا نہ کر؟ آپ نے لکھا: ”(۵) سند، سنن اور جامع تینوں مؤنث ہیں۔“ اس کے بعد مزید استفسار کا موقع نہ ملا۔ حضرت کا ارسال کردہ جواب بطور برکت و ثبوت شامل مقدمہ ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین و سلام علی المرسلین.

اہل علم سے گزارش ہے جہاں کوئی علمی فروگزاشت نظر آئے آگاہ کر کے شکرے کا موقع فراہم کریں جس کا خود راقم پر احسان ہوگا۔ اور جس ادارے کی بدولت یہ سارا کام پایہ تکمیل تک پہنچا اس کا بھی تہہ دل سے احسان مند ہوں۔ خصوصاً ناصر مقبول صاحب کا جنہوں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا اور راقم کو ملی ضروریات کا سامان بہم پہنچایا۔

عامر شہزاد علوی
فاضل دارالعلوم کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

www.KitaboSunnat.com

مَقَلَمَتَا

ہمارے شیخ، امام، شیخ الاسلام، مشہور علماء کے بادشاہ، زمانے کے حافظ الحدیث اور اس کا املا کرنے والے، سنت کا جھنڈا اٹھانے والے، تعدیل و تخریج کرنے والوں کے سرخیل، ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن علی بن احمد بن حجر العسقلانی الشافعی (اللہ تعالیٰ انہیں خیر و عافیت سے رکھے) نے فرمایا:

تمام تفریضیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہر چیز کو گن کر محفوظ رکھا ہے اور اپنی مخلوق میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی، جو مختلف طبقات ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس نے بیوی بنائی اور نہ بیٹا اور نہ کوئی بادشاہت میں اس کا شریک ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ نیز میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے برگزیدہ، خلیل، انتہائی معزز سردار بندے اور مدد یافتہ حبیب ہیں۔ کیا ہی پاکیزہ ان کی نسل واصل ہے اور کس قدر شائستہ ان کی خواہگاہ اور پیدائش گاہ ہے اور کیا ہی معزز ان کے صحابہ ہیں۔ جو رہنمائی حاصل کرنے کے ستارے اور قابل اقتداء امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور ان پر ایسا درود بھیجے جو ہمیشہ برقرار رہے۔ ایسا سلام بھیجے جو اب تک قائم رہے اور خوب سلامتی نازل فرمائے۔

حمد و صلوة کے بعد یہ بات جاننی چاہیے کہ علوم دین میں سے حدیث نبوی کا شرف سب سے زیادہ ہے اور حدیث کے معارف میں اعلیٰ ترین درجہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی بعد کے لوگوں سے تیز کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے جس قدر انھیں اطلاع ملی انھوں نے تصانیف جمع کی ہیں۔ ان میں سے پہلے پہل جنہیں میں جانتا ہوں ابو عبد اللہ بخاری کی تصنیف ہے، انہوں نے مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے جس سے ابوالقاسم بغوی وغیرہ نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے مشائخ میں سے ایک جماعت نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے نام، بعد کے لوگوں کے ساتھ ملا کر جمع کیے ہیں۔ جیسے خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعد، ان کے ہم عصر جیسے یعقوب بن سفیان، ابوبکر بن ابی شیمہ، اس فن کے متعلق ان کے بعد کی ایک جماعت نے بھی تصانیف چھوڑی ہیں۔ جیسے ابوالقاسم البغوی، ابوبکر بن ابی داؤد، عبدان، ان سے کچھ عرصہ پہلے کے لوگ جیسے مطین، پھر ابو علی بن اسکن، ابو حفص بن شاہین، ابو منصور الماوردی، ابو حاتم بن حبان، جیسے طبرانی اپنی معجم کبیر کے ضمن میں یہ اسماء ذکر کرتے ہیں پھر جیسے ابو عبد اللہ بن مندہ، ابونعیم، پھر ابو عمر بن عبد البر، انہوں نے اپنی کتاب کا نام الاستیعاب اس گمان سے رکھا کہ انہوں نے اپنے سے پہلے کی کتب کا استیعاب کیا ہے۔ اس کے باوجود ان سے کئی چیزیں رہ گئی ہیں جس پر ابوبکر بن فحون نے جامع ضمیر لکھا ہے، اور ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں اس پر حواشی تحریر کیے ہیں۔ ابوموسیٰ مدنی نے ابن مندہ کی کتاب پر بڑا ضمیر لکھا ہے۔

الاصالة في سيرة الصحابة رضوان الله عليهم (جلد ۵۲)

انہی لوگوں کے زمانے میں بہت سے لوگوں نے اس فن پر بھی لکھا جن کا شمار مشکل ہے تا آنکہ ساتویں صدی کے ابتدائی سالوں میں عز الدین ابن الاثیر نے بھرپور کتاب جمع کی جس کا نام انہوں نے ”امد الغابہ“ رکھا، جس میں انہوں نے سابقہ کئی تصانیف کو جمع کر دیا البتہ انہوں نے اپنے سے پہلے لوگوں کی پیروی کی، یوں انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ بہت سے ان لوگوں کو رلا ملا دیا جو صحابی نہیں تھے اور ان لوگوں کی کتابوں میں جو بہت سے وہم تھے ان پر زیادہ تر تنبیہ کرنے سے تغافل برتا پھر ان کی کتاب سے حافظ عبد اللہ الذہبی نے مزید اضافوں کے ساتھ ناموں کو جدا کیا، اور ان پر علامت لگا دی جس کا ذکر غلطی سے ہو گیا یا جن کی صحابیت درست نہ تھی لیکن ان سے بھی احاطہ نہ ہو سکا بلکہ قریب بھی نہ پہنچے۔

تتبع و تلاش سے مجھے بہت سے نام ایسے ملے ہیں جو ان دونوں کی شرط کے مطابق نہ ان کی اصل میں ہیں اور نہ کتاب میں۔ یوں میں نے اس بارے میں ایک ضخیم کتاب جمع کر لی، جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دوسروں سے ممتاز کیا ہے۔ اس سب کے باوجود ہمیں ابو زرہ رازی کی بات کے مطابق صحابہ رضی اللہ عنہم کے ناموں میں سے عشر عشر سے بھی واقفیت حاصل نہ ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو دیکھا یا آپ رضی اللہ عنہ سے کچھ سنا ان کی تعداد ایک لاکھ مرد و عورتوں سے زیادہ تھی جن میں سے ہر ایک نے آپ رضی اللہ عنہ سے سن کر یا دیکھ کر روایت کی ہے۔

ابن فتون ذیل الاستیعاب میں یہ بات ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ابو زرہ رازی نے یہ جواب اس شخص کو دیا جس نے آپ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا، تو ان کے علاوہ کی تعداد کا کیا حال ہوگا؟ اس کے باوجود وہ تمام حضرات جن کا ذکر استیعاب میں ہے یعنی جن کا ذکر نام، کنیت کے ساتھ آیا ہے وہ تین ہزار پانچ سو ہیں۔ نیز انہوں نے ذکر کیا کہ انہوں نے ان کی شرط کے مطابق ان کے ذکر کردہ لوگوں کے قریب استدراک کیا ہے۔

میں ابن حجر کہتا ہوں کہ میں نے حافظ ذہبی کی لکھی تحریر ان کی کتاب ”التجريد“ سے پڑھی جو یہ ہے: ہو سکتا ہے سب صحابہ آٹھ ہزار ہوں اگر زیادہ نہ ہوئے تو کم نہ ہوں گے۔ پھر میں نے انہی کی تحریر دیکھی کہ ”امد الغابہ“ میں تعداد میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سات ہزار پانچ سو چون (۵۵۴۲) آدمی ہیں۔ پھر جس سے ابو زرہ رازی کی دونوں باتوں کو تائید ملتی ہے وہ روایت ہے جو تبوک کے قصہ میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں ثابت ہے۔ ”لوگ اتنی کثیر تعداد میں تھے جنہیں کسی رجسٹر میں شمار نہیں کیا جاسکتا تھا۔“

اور امام ثوری سے اس روایت میں ثابت ہے جو خطیب نے اپنی ان کی صحیح سند میں نقل کی ہے۔ فرمایا: جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر مقدم کیا تو اس نے بارہ ہزار لوگوں پر عیب لگایا، رسول اللہ ﷺ وفات کے وقت ان سے راضی تھے۔ امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ نبی علیہ السلام کے بارہ سال بعد کی بات ہے، اس کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بہت سے ایسے افراد جو فتنہ ارتداد اور فتوحات کے دوران فوت ہوئے ان کے نام محفوظ نہیں کیے گئے۔ اسی طرح جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتوحات، عام طاعون اور طاعون عمواس وغیرہ میں فوت ہوئے ان کی کثرت کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے اسماء اس وجہ سے پردہ خفا میں رہے کہ ان میں بے اکثریت دیہات کے رہنے والوں کی تھی جن میں زیادہ تر حجة الوداع کے موقع پر حاضر ہوئے تھے۔ واللہ اعلم میں نے جو کتاب جمع کی تھی اس کی سمیعہ و صفائی کے متعلق بھائیوں کی ایک جماعت کا مطالبہ بڑھ گیا تو میں نے اس

الْاَصْلُ فِي تَبْيَاضِ الصَّحَابَةِ وَتَمَيُّزِ رُتَبِهِمْ (جلد ۵۵)

ارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، پھر میں نے اس کتاب کو اس کے ہر حرف میں سے چار حصوں میں مرتب کیا۔

قسم اول: جن کا صحابی ہونا ان سے یا ان کے غیر سے روایت کے انداز میں ثابت ہوا، چاہے وہ روایت کا طریقہ صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف یا ان کا ذکر جس طریقہ پر بھی ہو لیکن اس سے صحابیت کا پتہ چلتا ہو۔ میں نے پہلے اس ایک قسم کو تین اقسام پر مرتب کیا تھا پھر مجھے محسوس ہوا کہ اسے ایک ہی قسم بنایا جائے جسے میں ہر سوانح عمری میں ممتاز کر دوں گا۔

قسم ثانی: بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے وہ بچے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور وہ آپ ﷺ کی وفات کے وقت سن تیز کو نہ پہنچے تھے، کیونکہ ان کا ذکر صحابہ میں کرنا اس گمان غالب پر مبنی ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں دیکھا ہے اس واسطے کہ آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کا اپنے بچوں کو ولادت کے وقت آپ ﷺ کی خدمت میں لانے کے بے شمار اسباب ہیں تاکہ آپ ﷺ انہیں گھٹی دیں ان کا نام رکھیں ان کے لیے برکت کی دعا کریں۔ اس بارے میں احادیث و اخبار بہت مشہور ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہشام بن عروہ، وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے تھے“۔ اور حاکم نے مستدرک میں کتاب الفتن میں حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ”جس کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے نبی ﷺ کے پاس لایا جاتا آپ ﷺ اس کے لیے دعائے خیر فرماتے“۔ (الحديث)

اور ابن شاہین نے کتاب الصحابہ میں محمد بن طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں محمد بن عبد الرحمن جو ابو طلحہ کے آزاد کردہ غلام تھے کی سند سے محمد بن طلحہ کی دایہ کے خاوند سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: جب محمد بن طلحہ کی ولادت ہوئی تو میں انہیں نبی ﷺ کی خدمت میں لے آیا تاکہ آپ انہیں گھٹی دیں اور ان کے لئے دعا کریں، بچوں کے ساتھ اس طرح کا رواج تھا۔ لیکن محققین اہل علم جنہیں حدیث کا علم ہے ان کے نزدیک ان لوگوں کی احادیث و مراسیل میں شمار ہوتی ہیں۔ اسی بنا پر میں نے انہیں قسم اول کے لوگوں سے علیحدہ کیا ہے۔

قسم ثالث: جن مَنخَصَر مین کا ذکر مذکورہ کتب میں ہے جنہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے اور کسی روایت سے کبھی بھی اس کا ثبوت نہیں ملا کہ ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی اور نہ انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہے۔ چاہے وہ آپ ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہوئے یا نہیں، حدیث کا علم رکھنے والے علماء کے نزدیک یہ لوگ آپ ﷺ کے صحابہ نہیں ہیں۔ اگرچہ بعض لوگوں نے بعض کو معرفۃ الصحابہ کی کتابوں میں ذکر کر دیا ہے تو وہاں انہوں نے اس بات کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ انہوں نے ان کا ذکر اس طبقہ سے قریب ہونے کی وجہ سے کیا، نہ یہ کہ وہ اس طبقہ صحابہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

جنہوں نے اس کی وضاحت کی ان میں سے ابن عبد البر اور ان سے پہلے ابو حفص بن شاہین ہیں۔ انہوں نے نجاشی کے حالات زندگی نقل کرنے سے یہ معذرت کی کہ نجاشی نے نبی ﷺ کی حیات میں تصدیق کی ہے وغیرہ۔ جو آدمی اس طرح کا ہو گا وہ ان کے نزدیک صحابہ میں شامل ہو جائے گا تو پھر کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔

اور اس شخص سے غلطی ہوئی ہے جس نے عبد البر سے اس بات کو نقل کرنے پر اعتماد کر لیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ (مَنخَصَر مین) صحابہ ہیں بلکہ ابن عبد البر کی مراد انہیں ذکر کرنے سے واضح ہے جو انہوں نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں بیان کی۔ جیسا کہ ہم نے ثابت کر دیا ہے، نبی ﷺ سے ان لوگوں کی احادیث، علم حدیث رکھنے والے علماء کے نزدیک بالاتفاق مرسل ہیں۔ ابن عبد البر نے

تسمیہ اور اپنی دوسری کتب میں خود اس کی تصریح کی ہے۔

قسم رابع: جن کا ذکر مذکورہ کتب میں غلطی اور وہم سے ہو گیا، اس کا بیان ظاہر ہے جس پر اہل حدیث کے طریقوں کا اعتقاد ہے میں نے صرف اس کو ذکر کیا جس میں وہم واضح تھا۔ اور جہاں وہم نہ ہونے کا احتمال تھا اسے ذکر نہیں کیا البتہ وہ احتمال ایسا ہو جس کا باطل ہونا گمان غالب کا درجہ رکھتا ہو۔

مجھے معلوم نہیں کہ اس چوتھی قسم کی طرف مجھ سے پہلے کسی نے سبقت کی ہو۔ اور نہ اس کی فکر کے پرندے نے اس پر پرواز کی ہو۔ وہ اس شاندار (باب) فن کی مطلوبہ گمشدہ چیز ہے اور اس دل لہجائے فن کا مکھن ہے جسے کوئی عقلمند ماہر بلوئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے اس کی تکمیل پر مدد کا سوال کرتا ہوں، اور یہ کہ وہ اسے اپنی کریم ذات کے لئے خالص کردے اور مجھے اپنے فضل و احسان والے گھر میں بہترین جزا دے بے شک وہ قریب ہے اور دعا قبول کرنے والا ہے۔

مذکورہ اقسام شروع کرنے سے پہلے میں اہم فضلیں ذکر کروں گا جن کی اس نوع میں ضرورت پڑتی ہے۔

فصل اول: صحابی کی تعریف

سب سے صحیح تعریف جو مجھے معلوم ہوئی یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس کی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو، جس کی بنا پر ہر وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو، خواہ اس کی نشست زیادہ دیر رہی یا کم، اور جس نے آپ سے روایت کی یا نہیں کی، اور جس نے آپ کی معیت میں جہاد کیا یا نہیں کیا اور جس نے صرف آپ ﷺ کو دیکھا اگرچہ آپ ﷺ کی مجلس اختیار نہیں کی اور جو کسی معذوری مثلاً تاجینے پن کی وجہ سے آپ کو نہیں دیکھ سکا۔

ایمان کی شرط سے کافر، خارج ہو جائے گا اگرچہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا، کیونکہ اسے دوسری مرتبہ ملاقات کا موقع نہیں ملا، ہم نے جو یہ کہا کہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے، اس سے وہ شخص خارج ہو جائے گا جس کا کسی اور پر ایمان ہوگا جیسے بعثت سے پہلے جن مومنین اہل کتاب کی آپ سے ملاقات ہوئی۔ کیا وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی ملاقات آپ ﷺ سے ہوئی اور اس کا اس پر ایمان ہے کہ آپ ﷺ مبعوث ہوں گے، یا وہ شامل نہیں ہوگا؟ یہ بات قابل احتمال ہے انہی میں بحیرار اہب اور اس جیسے لوگ شامل ہیں۔

ہماری شرط ”آپ پر ایمان رکھتے ہوئے“ کی وجہ سے انسان و جنات میں سے ہر مکلف داخل ہوگا۔ مذکورہ شرط کی بنا پر جنات میں سے ایماندار لوگ جن کے نام محفوظ ہیں متعین ہو جائیں گے۔ ابن الاثیر نے ابو موسیٰ پر بعض ان جنات کی تخریج کی وجہ سے نکیر کی ہے جن کا ذکر کتاب الصحابہ میں آیا ہے تو جو کچھ میں نے ذکر کیا اس کی وجہ سے نکیر نہیں ہے۔ جبکہ ابن حزم نے انہی میں کتاب الاقصیٰ میں کہا ہے: جس نے اجماع کا دعویٰ کیا اس نے اُمت پر جھوٹ بولا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت ایمان لائی انہوں نے نبی ﷺ سے قرآن سنا ہے تو وہ فضیلت والے صحابہ ہیں۔ تو دعویٰ دار کے لئے اجماع کہاں سے ثابت ہوا؟

یہ جو انہوں نے اجماع کا مسئلہ ذکر کیا ہے اس میں ہم ان کی موافقت نہیں کرتے۔ میں نے تو ان کا کلام صرف اس لیے ذکر

کیا ہے کہ وہ (جنات) صحابہ ہیں۔

کیا فرشتے (صحابہ میں) شامل ہوں گے؟ یہ بات محل نظر ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس کا دار و مدار اس بات پر ہے کہ کیا آپ فرشتوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا نہیں؟ تو امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے، اس نقل میں ہم اعتراض کر سکتے ہیں۔ بلکہ شیخ تقی الدین سبکی نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث تھے، دلائل میں آپ نے بہت سی چیزیں پیش کی ہیں جن کی شرح طویل ہو جائے گی۔ اس مسئلہ کی اس اصل پر بغیرا رکھنے کی درستی و صحت میں اشکال ہے جو کسی سے مخفی نہیں۔

ہم نے جو یہ کہا: ”اسلام کی حالت میں اس کی موت ہوئی ہو“ اس کی وجہ سے العیاذ باللہ وہ لوگ نکل گئے جو آپ ﷺ سے حالت ایمان میں ملے تو ضرور لیکن پھر مرتد ہو گئے یا ارتداد کی حالت میں مر گئے ان کی تعداد تھوڑی سی ہے جیسے عبید اللہ بن جحش جو اُم حبیبہ کا خاوند تھا، وہ انہی کے ساتھ مسلمان ہوا، حبشہ ہجرت بھی کی لیکن وہاں جا کے عیسائی ہو گیا اور اسی مذہب پر اس کی موت ہوئی یا جیسے عبداللہ بن خطل جسے اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ کعبہ کے پردوں سے چمٹا ہوا تھا۔ اسی طرح ربیعہ بن امیہ بن خلف جیسا کہ میں قسم رابع میں حرف را کے تحت ان کے حالات میں وضاحت کروں گا۔ اس قسم میں وہ شخص شامل ہوگا جو مرتد ہونے کے بعد مرنے سے پہلے اسلام کی طرف پلٹ آیا۔ چاہے دوسری مرتبہ اس کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی یہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔

پہلی شق اس قسم میں داخل ہونے کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسری شق کے بارے میں بعض لوگوں نے احتمال ظاہر کیا ہے جو کہ قابل تردید ہے اس لئے محدثین نے اشعث بن قیس کو صحابہ میں شامل کرنے پر اجماع کیا ہے۔ نیز صحاح و مسانید میں ان کی احادیث نقل کرنے پر بھی اجماع ہے۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مرتد ہو کر دوبارہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تھے۔

یہ تعریف محققین کے نزدیک جیسے بخاری اور ان کے شیخ احمد بن حنبل اور جو ان دونوں کے پیروکار ہیں زیادہ صحیح اور پسندیدہ قول پر مبنی ہے۔ اس صحیح قول کے علاوہ دیگر شاذ اقوال بھی ہیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ وہی شخص صحابی شمار ہوگا جس میں چار اوصاف میں سے کوئی ایک وصف ہو، جس کی نشست زیادہ دیر رہی ہو یا اس کی روایت یاد کی گئی ہو یا یہ بات محفوظ ہو کہ اس نے آپ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا ہے یا وہ آپ ﷺ کی موجودگی میں شہید ہوا ہو۔ اسی طرح جس نے صحابیت کی درنگی کے لیے عقل و تیز تک پہنچنے کی شرط لگائی یا مجالست کی شرط لگائی اگرچہ وہ تھوڑی ہو۔

ایک جماعت نے مطلقاً کہا ہے کہ جس نے نبی ﷺ کو دیکھا وہ صحابی ہے، جسے سن تیز پر محمول کیا جائے گا اس لئے کہ جس کی عمر سن تیز نہیں اس کی طرف روایت و دیدار کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں! یہ تب صادق آ سکتی ہے جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا ہو تو وہ اس حیثیت سے صحابی ہوگا اور روایت کی حیثیت سے تابعی ہوگا۔ کیا اس میں وہ شخص شامل ہوگا جس نے آپ ﷺ کی میت دیکھی اور ابھی تک آپ ﷺ کی تدفین نہیں ہوئی۔ جیسا کہ اس طرح کی صورت حال ابو ذؤبیب ہذلی شاعر کے ساتھ پیش آئی؟ اگر یہ واقعہ درست ثابت ہو جائے تو محل نظر ہے راجح یہی ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں داخل نہیں ہیں۔

کسی شخص کے صحابی ہونے کے بارے میں جس سے پہچان ہوتی ہے ائمہ کے اقوال مجمل ہیں۔ اگرچہ اس کی صراحت بیان

نہیں ہوئی۔ اور ابن ابی شیبہ نے جس طریق سے نقل کیا ہے اس سے کوئی حرج نہیں ”کہ غزوات میں صرف صحابہ ہی کو امیر بنایا جاتا تھا اور ابن عبد البر کا قول کہ مکہ اور طائف میں دس ہجری میں جو شخص بھی تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اور حجة الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ حاضر تھا۔ اسی طرح کا قول اس اور خزر ج کے بارے میں بھی ہے کہ ”نبی ﷺ کے آخری زمانہ میں ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوا ہو اور نہ نبی ﷺ فوت نہیں ہوئے کہ ان میں سے کوئی کفر کا اظہار کرتا ہو۔ واللہ اعلم

فصل ثانی: کسی شخصیت کے صحابی ہونے کی پہچان کا طریقہ

جو کئی اسباب سے حاصل ہو سکتا ہے، سب سے اول یہ کہ تواتر سے ثابت ہو کہ وہ شخص صحابی ہے پھر شہرت و درجے سے پھر صحابہ کی خبر واحد سے یہ روایت کی جائے کہ فلاں شخص مثلاً صحابی ہے اسی طرح تابعین کی خبر واحد سے وہ روایت ہے جس کی بنیاد ایک شخص کے تزکیہ و تعدیل قبول کرنے پر ہو۔ یہی رائج بات ہے پھر وہ شخص جس کی عدالت اور معاصرت نبوی ثابت ہو خود ہی کہہ دے میں صحابی ہوں۔

شرط اول: عدالت ہے اسی پر آدمی نے اعتماد کیا ہے کیونکہ اس شخصیت کی عدالت ثابت ہونے سے پہلے یہ کہنا: ”میں صحابی ہوں“ یا جو اس بات کے قائم مقام ہو، اس کے قول کو قبول کرنے سے اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے۔ کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم تمام کے تمام عادل ہیں۔ تو یہ کہنا، کسی کہنے والے کی اس بات کی طرح ہو جائے گا: ”میں عادل ہوں“ اور یہ قبول نہیں کیا جاتا۔

شرط ثانی: معاصرت ہے جس کا اعتبار ہجرت نبوی سے ایک سو دس (۱۱۰) سال سے کیا جائے گا جس کی دلیل آپ ﷺ کا اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اخیر عمر میں یہ ارشاد ہے: ”کیا تمہیں اپنی یہ رات معلوم ہے؟ اس صدی کے آخر میں آج جو موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا“۔ جسے بخاری و مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا ہے۔ مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ان الفاظ کا اضافہ نقل کیا ہے کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی وفات سے ایک ماہ پہلے کا ہے۔ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا آپ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا: مجھے اللہ کی قسم! آج جو شخص زمین پر زندہ ہے وہ ایک صدی گزرنے کے بعد زندہ رہے“۔ اسی نکتہ کی بنا پر ائمہ نے کسی شخص کا دعویٰ صحابیت مذکورہ مدت گزرنے کے بعد قبول نہیں کیا۔ ایک جماعت نے دعویٰ بھی کیا لیکن ان کی تکذیب کی گئی۔ ان کا آخری شخص رتن ہندی ہے جیسا کہ ہم قسم رابع میں ان کے حالات ذکر کریں گے تو جیسا کہ میں نے ثابت کیا ظاہر یہی ہے کہ ان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔

پھر جس شخص کا حال صرف اسی سے معلوم ہو سکے تو آدمی کے کلام کا جو پہلے گزر چکا اور ان کے متبعین کے کلام کا تھا اضافہ تو یہ ہے کہ ایسے شخص کی صحابیت ثابت نہ ہو، جبکہ ابوالحسن بن قحطان نے اس سلسلہ میں اختلاف نقل کیا ہے۔ اور عدم ثبوت کو ترجیح دی ہے اور ابن عبد البر نے قبول پر اعتماد کیا ہے اس بنا پر کہ بظاہر وہ جرح سے محفوظ ہے اور ائمہ حدیث کے تصرف سے اس کو تقویت دی ہے کہ انہوں نے اپنی مسانید میں اس قسم کی احادیث نقل کی ہیں۔ لیکن ایسے شخص کے سابقہ لوگوں سے رتبہ کی کمی میں کوئی شک نہیں ہے۔ اس

اخرجه البخاری فی کتاب: مواقیب الصلاة، باب: ذکر العشاء والعتمة و من راہ واسعا (الحديث ۵۶۴) و اخرجه مسلم فی

کتاب فضائل الصحابة، باب: قوله ﷺ لا تأتي مائة سنة و على الارض نفس منقوسة اليوم (الحديث ۶۴۶۶).

اخرجه مسلم فی کتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ ”لا تأتي مائة سنة و على الارض“ (الحديث ۶۴۳۰).

قسم کی صورتوں میں پہلے یہ ہے کہ تابعی کہے: مثلاً مجھے فلاں شخص نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، چاہے وہ تابعی اس شخص کا نام لے یا نہ لے، البتہ جب وہ یوں کہے: مجھے فلاں شخص نے نبی ﷺ کی فلاں بات کے متعلق بتایا تو اس سے صحابی ہونے کا ثبوت بعید ہے اس لیے کہ اس میں ارسال کا احتمال ہے۔ اس بات میں فرق کرنے کا احتمال ہے کہ کہنے والا کبار تابعین سے ہو تو قبولیت کو ترجیح دی جائے گی یا صغار تابعین سے ہے تو تردید کو ترجیح دی جائے گی اس کے باوجود جن لوگوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصانیف کیں وہ ایسے لوگوں کو اپنی کتابوں میں شامل کرنے سے باز نہ رہے۔ واللہ اعلم

ضابطہ:

اس کی معرفت سے بڑے مجمع کی صحابیت کا فائدہ ہوتا ہے ان کے بارے میں ایسا وصف تسلیم کیا جائے جو اس بات کا ضامن ہو کہ وہ صحابہ ہیں، جو تین آثار سے ماخوذ ہے۔

الاول: ابن ابی شیبہ نے ایک سند سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: جنگوں میں امارت صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ملتی تھی تو جو شخص ارتداد اور فواحش کے بارے آنے والی روایات تلاش کرے گا اسے بہت کچھ مل جائے گا۔ جن کا تعلق قسم اول سے ہوا۔

الثانی: امام حاکم رحمہ اللہ نے عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: جس کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا تو اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا جاتا، آپ اس کے لیے دعا کرتے تھے جس سے بہت کچھ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ لوگ قسم دوم سے ہوئے۔

الثالث: ابن عبدالبر نے ایک سند سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ اور طائف میں دس ہجری میں جو شخص بھی تھا مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کے ساتھ حجاز الوداع میں حاضر تھا۔ یہ بات اپنی جگہ حقیقت میں وہ لوگ اتنی تعداد میں تھے کہ ان کا شمار کرنا مشکل تھا لیکن ان میں سے ایک شخص معروف ہو جاتا جس کا تقاضا یہ ہوتا کہ وہ شخص اس وقت میں موجود تھا، لہذا قسم اول یا ثانی کے ساتھ ملا دیا جاتا، کیونکہ انہیں نبی ﷺ کا دیدار حاصل ہے اگرچہ آپ ﷺ نے انہیں نہیں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

فصل ثالث: صحابہ رضی اللہ عنہم کی عدالت

اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں، جس کی کچھ بدعتی فرقوں نے مخالفت کی ہے۔ خطیب نے ”الکفایہ“ میں اس پر ایک نفیس فصل قائم کی ہے وہ فرماتے ہیں: ”صحابہ کی عدالت ثابت اور معلوم ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی عدالت و صفائی بیان کی ہے ان کی طہارت و پاکیزگی کی اطلاع دی، انہیں پسند فرمایا ہے۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے نکالی گئی ہے“۔ (آل عمران: ۱۱۰)

ارشاد ہے: ”اسی طرح ہم نے تمہیں درمیانی امت بنایا“۔ (البقرہ: ۱۴۳)

ارشاد ہے: ”اللہ تعالیٰ ان ایمانداروں سے راضی ہو گیا جو درخت تلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کو

ان کی دلی حالت کا علم ہے“۔ (الفتح: ۱۸)

اور ارشاد ہے: ”وہ مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوت ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو راست

بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔“ (التوبہ: ۱۰۰)

ارشاد ہے: ”اے نبی! اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے قہمین ایمانداروں کی مدد کے لیے کافی ہے۔“ (الانفال: ۶۴)

ارشاد ہے: ”(اور یہ مال) ان فقراء مہاجرین کے لیے ہے جو اپنے گھروں اور مالوں سے بے دخل کر دیئے گئے وہ اللہ تعالیٰ

کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی حمایت پر تیار رہتے ہیں، یہی راست باز

لوگ ہیں... اس ارشاد تک... (اے ہمارے رب!) تو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔“ (الحشر: ۸-۱۰)

بہت سی آیات میں (یہ فضائل موجود ہیں) جن کا ذکر طویل ہے اور کئی مشہور احادیث جن کی تعداد زیادہ ہے ان سب کا

تقاضا یہ ہے کہ ان کی عدالت و صفائی پر یقین رکھا جائے۔ ان میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کی صفائی بیان کر چکنے کے بعد مخلوق میں سے

کسی کی طرف سے صفائی بیان کرنے کا محتاج نہیں رہا۔

اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے ان کے بارے میں کچھ بھی بیان نہ ہوتا جو کچھ ہم نے ذکر کیا پھر بھی

ہجرت کی وہ حالت جس پر وہ قائم تھے۔ جہاد اسلام کی نصرت و حمایت، جان و مال کا قربان کرنا، باپ بیٹوں کو (اسلام کا دشمن ہونے کی

وجہ سے) قتل کرنا، دین کی خیر خواہی کرنا، ایمان و یقین کی قوت، ان کی عدالت کا یقین، ان کی براءت کا اعتقاد ضرور پیدا کر دیتی اور یہ

کہ وہ گزرے ہوئے لوگوں سے ان کے بعد سب سے افضل ہیں اور جو قابل بھروسہ لوگ ان کے بعد آئیں گے ان سے اعلیٰ ہیں۔

یہی تمام علماء اور جن کی بات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے کا مذہب ہے۔

پھر انہوں نے ابو زرعہ رازی سے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ جب تم کوئی ایسا شخص دیکھو جو اصحاب رسول اللہ ﷺ کی

تنقیص کرتا ہو تو اس بات کو مان لو کہ وہ بے دین ہوگا، جس کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر حق ہیں، قرآن حق ہے اور آپ ﷺ کی

تعلیمات حق ہیں اور یہ سب کچھ ہم تک صحابہ رضی اللہ عنہم نے پہنچایا ہے اور یہ زندقہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں کو ناقابل اعتماد قرار

دے کر کتاب و سنت کو بے کار کر سکیں، بے اعتباری اور جرح کے قابل زنداقہ خود ہیں۔

صحابہ کی فضیلت کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں مقصود کی وضاحت کے لیے وہ روایت ہے جو

ترمذی اور ابن حبان نے عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو! اللہ سے ڈرو! انہیں (اپنے اعتراضات کا) نشانہ نہ بنانا، جو ان سے

محبت رکھے گا وہ میری محبت کی وجہ سے ہی ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ مجھ سے بغض کی

وجہ سے ان سے بغض کرے گا، جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی، اور مجھے ایذا رسانی گویا

اللہ تعالیٰ کی ایذا رسانی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچائے گا عنقریب اللہ اس کی پکڑ فرمائے گا۔“

ابو محمد بن حزم نے فرمایا کہ یقیناً تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنہوں نے فتح

سے پہلے خرچ اور جہاد کیا۔ ان کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں۔“ (الحديد: ۱۰)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”رہے وہ لوگ جن کے لئے ہماری طرف سے بھلائی کا وعدہ پہلے ہی ہو چکا ہے تو وہ یقیناً اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔“ (الانبیاء: ۱۰۱)

لہذا معلوم ہوا وہ سارے جنتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔ اس لیے سابقہ آیت میں انہیں ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔

کوئی اگر یہ کہے کہ خرچ کرنے اور قتال کرنے کی قید تو ان لوگوں کو خارج کر دے گی جو اس صفت سے موصوف نہ ہوں، اسی طرح سابقہ آیت میں احسان کی شرط جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں ہے:

”مہاجرین و انصار جنہوں نے سب سے پہلے دعوتِ ایمان پر لبیک کہنے میں سبقت کی، نیز وہ جو راست بازی کے ساتھ ان کے پیچھے آئے۔“ (التوبہ: ۱۰۰)

اس شخص کو خارج کر دے گی جو اس صفت سے متعفف نہ ہو، اور مقصود کی سب سے زیادہ وضاحت اسی سے ہوتی ہے۔ اسی بنا پر مازری نے شرح برحان میں کہا ہے: ہماری مراد ”سارے صحابہ رضی اللہ عنہم عادل ہیں“ سے یہ نہیں کہ جس نے آپ ﷺ کو کسی دن دیکھا، یا چند گھنٹیوں میں آپ ﷺ کی زیارت کی، یا کسی غرض سے آپ ﷺ سے ملاقات کر کے جلد جدا ہو گیا۔ بلکہ ہماری مراد وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ سے جڑے رہے، جنہوں نے آپ ﷺ کی مدد و نصرت کی اور اس نور کی پیروی کی جو آپ ﷺ پر نازل کیا گیا، یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ قیودات و شرائط غالب مخرج کے طور پر ہیں۔ ورنہ انفاق، قتال سے مراد بالفعل ہے یا بالقوة۔ جہاں تک مازری کا کلام ہے تو کسی نے ان کی موافقت نہیں کی۔ بلکہ فضلاء کی ایک جماعت نے ان پر اعتراضات کیے ہیں۔ شیخ صلاح الدین علانی نے فرمایا: یہ غریب قول ہے جس کی وجہ سے بہت سے حضرات جنہیں صحبت و روایت میں شہرت حاصل ہے عدالت کا حکم لگانے سے طبقہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے خارج ہو جاتے ہیں، جیسے وائل بن حجر، مالک بن الحویرث، عثمان بن ابی العاص، اور ان کے علاوہ وہ لوگ جو آپ ﷺ کے پاس آئے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر واپس چلے گئے۔ اسی طرح وہ حضرات خارج ہو جائیں گے جن کی شہرت صرف ایک حدیث کی روایت سے ہے، قبائل کے اعرابی لوگوں کے قیام کی مقدار معلوم نہیں، عام رکھنے کا قول ایسا ہے جس کی جمہور نے تصریح کی ہے، یہی معتبر ہے۔ واللہ سحانہ و تعالیٰ اعلم

صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم کا رواج اگرچہ ان کی ملاقات آپ ﷺ سے مختصر ہی کیوں نہ ہو، خلفاء راشدین اور دیگر لوگوں میں رہا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ وہ ہے جو میں نے کتاب الخوارج تالیف محمد بن قدامہ مروزی ان لوگوں میں سے کسی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دیکھی جنہوں نے ان سے دو سو سینتالیس (۲۳۷) میں سنا۔ فرماتے ہیں: ہم سے علی بن جعد، ان سے زہیر۔ جو جھٹی ہیں۔ نے، انہوں نے اسود بن قیس سے، انہوں نے یحییٰ العنزی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور میں نے

الاصحاب في الحديث النبوي (جلد ۲)

ابو الحسن علی بن احمد الرازی کے سامنے دمشق میں پڑھا، زینب بنت کمال سے سن کر، انہوں نے یحییٰ بن قیس سے اجازت حاصل کر کے، شہدہ کا تبہ سے سن کر روایت کیا ہے وہ فرماتی ہیں: ہمیں حسین بن احمد بن طلحہ نے خبر دی، انہیں ابو عمر بن مہدی، ان سے محمد بن احمد بن یعقوب نے فرماتے ہیں: ہم سے میرے دادا یعقوب بن شیبہ نے، فرماتے ہیں: ہم سے محمد بن سعید قزوینی ابو سعید، فرماتے ہیں ہم سے ابو یوسف زبیر بن معاویہ بھی اسود یعنی ابن قیس سے انہوں نے شیخ یعنی عزیٰ سے وہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: ہم آپ کے پاس تھے آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے، ہم لوگوں نے حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا ذکر چھیڑ دیا، ایک شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے کچھ کہنے لگا تو آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، فرمایا: ہم لوگ رفاقت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی جگہ پڑاؤ کے لیے ٹھہرتے تھے۔ ایک دفعہ ہم لوگ ایک جماعت میں تھے جس میں ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، کچھ گھر والوں کے پاس ہم لوگ اترے وہاں ایک ماں بننے والی عورت تھی، ہمارے ساتھ دیہات کا ایک شخص تھا وہ حاملہ عورت سے کہنے لگا: کیا تو لڑکا جننا چاہتی ہے؟ وہ کہنے لگی: ہاں۔ اس شخص نے کہا: اگر تو مجھے بکری دے تو لڑکا جنے گی۔ چنانچہ اس نے اسے بکری دے دی، تو اس شخص نے اس عورت کے لیے کچھ اشعار کہے پھر بکری کی طرف بڑھا اور اسے ذبح کر کے پکایا اور ہم لوگ بیٹھ کر اسے کھانے لگے۔ ہمارے ساتھ صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے، آپ رضی اللہ عنہ کو جب سارا واقعہ معلوم ہوا تو اٹھ کر سارا کھایا قے کر دیا، فرماتے ہیں: پھر میں نے اس دیہاتی کو دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا۔ اس نے انصار کی جھوکی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: ”اگر اس شخص کو نبی ﷺ کی صحبت حاصل نہ ہوتی تو نا معلوم میں اس کا وہ حال کرتا جو تمہارے لئے کافی ہوتا، لیکن اسے رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل ہے۔“ الفاظ علی بن الجعد کے ہیں اور اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ڈانٹنے سے باز رہے چہ جائیکہ اسے سزا دیتے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کو معلوم تھا کہ اس کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی ہے، اس میں اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ صحابیت کے برابر کوئی چیز نہیں۔ جیسا کہ صحیحین میں ثابت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے آپ ﷺ کا یہ ارشاد ہے:

”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم میں سے کوئی احد جتنا سونا بھی خرچ کر ڈالے تو ان (ساتھین اولین) کے ایک مد یا اس کی برابری تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔“ *

اور یہ الفاظ تو آپ ﷺ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہیں:

”میرے زمانے کے لوگ بہترین ہیں، پھر وہ لوگ جو ان کے قریب ہوں گے۔“ *

بہز بن حکیم اپنے والد سے وہ اپنے دادا وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

”تم سترامتوں کے برابر ہو اور ان میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بہتر اور معزز امت تم ہو۔“ *

* أخرجه البخاری فی کتاب فضائل الصحابة. باب قول النبی ﷺ لو كنت متخذاً خلیلاً (الحديث ۳۶۷۳) و أخرجه مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب تحريم سب الصحابة رضي الله عنهم (الحديث ۶۴۳۵).

* أخرجه البخاری فی کتاب الشهادات باب لا يشهد على شهادة احد اذا شهد (الحديث ۲۶۵۲) و أخرجه مسلم فی کتاب فضائل الصحابة باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (الحديث ۶۴۱۹).

* أخرجه الامام احمد فی مسنده (الحديث ج ۴ ص ۴۴۷) و أخرجه الحاكم فی المستدرک (الحديث ج ۴ ص ۸۴).

الْأَسْبَابُ فِي تَلَاُ الْفَتْحِ (كتاب فضائل الصحابة جلد ۱)

بزار نے ایک سند سے جس کے رجال ثقات ہیں سعید بن المسیب کی حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ سب پر فضیلت بخشی ہے۔“

عبداللہ بن ہاشم طوسی نے فرمایا، ہم سے وکیع نے بیان کیا، فرمایا: میں نے سفیان کو اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ﴿قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰی﴾ کے بارے میں فرماتے سنا، فرمایا: وہ اصحاب محمد ﷺ ہیں، اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں، ہم اسی پر اتکا کرتے ہیں اسی میں حفاظت ہے۔

فائدہ: مطلقاً جن صحابہ کے فتاویٰ زیادہ ہیں وہ سات ہیں: عمر، علی، ابن مسعود، ابن عمر، عباس، زید بن ثابت و عائشہ رضی اللہ عنہم۔ علامہ ابن حزم نے فرمایا: ان میں سے ہر ایک کے فتوے کی ضخیم کتاب جمع کرنا ممکن ہے۔ فرمایا: بیس صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے قریب قریب ہیں اور ان کے نام یہ ہیں: (۱) ابوبکر (۲) عثمان (۳) ابوموسیٰ (۴) معاذ (۵) سعد بن ابی وقاص (۶) ابو ہریرہ (۷) انس (۸) عبداللہ بن عمرو بن العاص (۹) سلمان (۱۰) جابر (۱۱) ابوسعید (۱۲) طلحہ (۱۳) زبیر (۱۴) عبدالرحمن بن عوف (۱۵) عمران بن حصین (۱۶) ابوبکرہ (۱۷) عبادہ بن الصامت (۱۸) معاذیہ (۱۹) ابن زبیر (۲۰) ام سلمہ رضی اللہ عنہ۔ ان میں سے ہر ایک کے فتویٰ کو ایک جزء صغیر میں یکجا کرنا ممکن ہے۔

فرماتے ہیں: صحابہ میں تقریباً ایک سو بیس (۱۲۰) افراد بہت کم فتویٰ دیا کرتے تھے، ان میں سے کسی سے صرف ایک، دو یا تین مسئلے منقول ہیں۔ ممکن ہے کہ بحث کے بعد ان میں سے ان کے فتاویٰ کو ایک چھوٹے جزء میں یکجا کیا جائے۔ جیسے ابی بن کعب، ابودرداء، ابوطلحہ، مقداد وغیرہ بقیہ کو شمار کر لو۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے جنہیں انہوں نے ذکر کیا میں اس قسم کے ہر ایک ترجمہ (حالات زندگی) میں ان کا ذکر کروں گا۔ ابن حزم نے یہ بھی ذکر کیا کہ وہ فقہاء صحابہ تھے تو یہ بات بھی مناقب و فضائل میں شامل ہے۔ میں جس اسم کو بھی شامل کروں گا اسے میں نے ذہنی کی تجرید اور اصل سے زائد رکھا ہے۔ یا جو صرف ان کی اصل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سیدھی راہ دکھائے اور ہمیں اہل تحقیق کی روش پر چلائے اور ہمیں درستی اور توفیق سے نوازے، اور ہمیں بہترین اور اعلیٰ رفیق کے ساتھ، انعام یافتہ لوگوں میں کر دے۔ آمین آمین

حرف الف

باب الہزہ جس کے بعد الف ہے

۱) آبی اللحم الغفاری

مشہور صحابی ہیں جن کی احادیث ترمذی، نسائی اور حاکم نے روایت کی ہیں۔ انہوں نے اپنی سند سے ابو عبیدہ سے روایت کی ہے، فرمایا: آبی اللحم کا نام عبد اللہ بن عبد الملک بن عبد اللہ بن غفار ہے، معزز شاعر آدمی تھے۔ حنین میں اپنے آقا عمیر کے ہمراہ موجود تھے۔ ان کا نام آبی اللحم اس وجہ سے پڑ گیا کیونکہ وہ گوشت نہیں کھاتے تھے (عموماً لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے تو شک کی وجہ سے اجتناب کرتے تھے)۔ واقعی نے کہا: وہ صفراء میں فروکش ہوتے، اسی طرح خلیفہ بن خیاط نے ان کے نام و نسب کے بارے میں کہا ہے، چشم بن عدی اور ہشام بن العکبی نے کہا: ان کا نام خلف بن عبد الملک ہے اور ان کے علاوہ (علماء انساب) نے فرمایا ہے: ان کا نام عبد اللہ بن عبد اللہ بن مالک ہے۔ بعض نے کہا: ان کا نام خویرث بن عبد اللہ بن خلف بن مالک ہے۔ مرزبانی نے کہا: ان کا نام عبد اللہ بن عبد الملک ہے وہ صاحب شرافت شاعر تھے، زمانہ اسلام اور جاہلیت کو دیکھا ہے۔ میں کہتا ہوں: میں نے رضی شاطبی کے قلم سے لکھا دیکھا ہے، عبد الملک، لام کے زیر سے شروع میں الف لام کے بغیر۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں آبی اللحم کے آزاد کردہ غلام عمیر سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: مجھے میرے آقا نے گوشت کاٹنے کا حکم دیا، اتنے میں ایک مسکین آیا تو میں نے وہ گوشت پکا کر اسے کھلا دیا۔ (المحدث) اور اسی روایت میں ہے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنے آقا کے مال میں سے کچھ صدقہ کر سکتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہاں (اگر وہ اجازت دے دے تو) تم دونوں کو اجر ملے گا۔“ اور علامہ ابن عبد البر نے فرمایا: وہ قدامت و اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ حنین میں موجود تھے اور وہیں شہید ہوئے۔

باب الالف جس کے بعد باء ہے

۲) ابان بن سعید بن العاص بن امیہ بن عبد مناف القرشی الاموی

امام بخاری، ابو حاتم رازی اور ابن حبان نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے والد اکابر قریش سے تعلق

❖ مسند الغابہ (۱)، (الاسمیعیات اب ۱۴۷)۔

❖ أخرجه مسلم، کتاب ہر ضوہ باب ما انفق العبد من مال مولاه الحدیث (۲۳۶۵)۔

الاصالة في تبيين الصحابة (جلد ۱)

۶۵

رکھتے ہیں، ان کی حسب نسب والی اولاد ہے، ان میں سے بہت پہلے خالد اور عمرو و مسلمان ہو گئے تو ان کے بارے میں ابان نے مشہور اشعار کہے جن کا مطلع یہ ہے:

الاوليت ميتا بالظربة شاهد لما يفتري في الدين عمرو و خالد

”کاش! نظریہ کا میت، دین میں عمرو اور خالد کے افتراء کا مشاہدہ کرتا (میت سے مراد ابواجمہ ہے جو وہاں دفن ہیں)“
پھر عمرو و خالد حبشہ ہجرت کرنے والوں میں شامل ہو گئے اور وہیں قیام کر لیا، ابان جنگ بدر میں حالت شرک میں حاضر ہوئے، وہیں ان کے دونوں بھائی العاصی اور عبیدہ حالت شرک میں قتل ہوئے، اور وہ کسی طرح بچ نکلے اور مکہ میں زندہ رہے تا آنکہ حدیبیہ کے موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پناہ دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچایا تو ابان نے ان سے کہا:

أَسْبِلْ وَ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ أَحَدًا بنو سعيد اعزة الحرم
”اترا کر آگے بڑھو اور کسی سے نہ ڈرو، بنی سعید حرم کے معزز لوگ ہیں“

پھر عمرو اور خالد حبشہ سے واپس آ گئے، انہوں نے ابان سے خط و کتابت رکھی بالآخر انہوں نے اپنے بیٹوں کی بات مان لی اور پھر تینوں مل کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور خیر کے زمانہ میں ابان مسلمان ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس میں شرکت کی، آپ ﷺ نے انہیں ایک مہم میں روانہ فرمایا، یہ سب کچھ واقعہ کی زندگی میں ذکر کیا ہے۔ اخبار و قصص کا علم رکھنے والوں نے ان کی موافقت کی ہے اور یہی مشہور ہے البتہ ابن اسحاق نے ان کی مخالفت کی ہے اور ابان کو ان لوگوں میں شمار کیا ہے جنہوں نے حبشہ ہجرت کی، ان کے ہمراہ ان کی اہلیہ فاطمہ بنت صفوان کنانیہ بھی تھیں۔ واللہ اعلم

ابن ابی خیشمہ نے موسیٰ بن عبیدہ الربدی سے — جو ضعیف لوگوں میں سے ہے — ایاس بن سلمہ بن اکوع سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا تو ابان بن سعید نے انہیں پناہ دی، انہیں اپنی سواری پر پیچھے بٹھا کر مکہ لے آئے، اور یثیم بن عدی نے کہا: مجھے یہ روایت پہنچی ہے، سعید بن العاص نے کہا: جب میرے والد جنگ بدر میں مارے گئے تو میں اپنے چچا سعید بن ابان کی پرورش میں تھا، وہ سچے سرپرست تھے، وہ شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے، جس میں انہوں نے لبا قصہ ذکر کیا ہے جو یکا نامی راہب کے ساتھ ملاقات میں پیش آیا، راہب نے ان سے نبی ﷺ کی نشانیاں بیان کیں اور آپ کی نبوت کا اعتراف کیا، اور اس نے آپ سے کہا: اس نیک شخص (مراد نبی ﷺ) کو سلام کہنا، ابان واپس آئے تو اپنی قوم کو جمع کر کے یہ قصہ سنایا اور خود مدینہ کا سفر کیا اور مسلمان ہو گئے۔

بخاری و ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ابان بن سعید کو نجد کی جانب ایک مہم پر روانہ فرمایا، تو وہ اور ان کے ساتھی خیبر میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ (الحديث)

المغازی والسیر (۶۳۳).

اخترجه البخاری فی کتاب المغازی، باب غزوة خیبر (الحديث ۴۲۳۸) و اخرجه ابوداؤد فی کتاب الجہاد، باب فیمن جاء بعد

الغنیمۃ لا سهم له (الحديث ۲۷۲۳).

واقفیؒ فرماتے ہیں: ابراہیم بن جعفر، اپنے والد سے وہ عمر بن عبدالعزیزؒ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت ابان بن بحرین پر مقرر تھے اس کے بعد وہ ابوبکرؓ کی پاسبان اور شام چلے گئے، اور اجنادین کے روز ۱۳ کو شہید ہوئے، یہی موسیٰ بن عقبہ اور اکثر اہل علم کا قول ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: یرموک میں شہید ہوئے، اس روایت میں سیف بن عمرو نے ”فتوح“ میں ان کی موافقت کی ہے۔ بعض نے کہا: کہ وہ مرج العصر کے روز شہید ہوئے اسے ابن البرقی نے نقل کیا ہے۔

ابو حسان زیادہ نے کہا کہ ان کی وفات ستائیس ہجری (۶۴۷ء) حضرت عثمانؓ کی خلافت میں ہوئی۔ اور جس روایت سے ان کی وفات حضرت ابوبکرؓ کی خلافت سے متاخر ثابت ہوتی ہے وہ ہے جو ابن ابی داؤد اور بخاری نے سلیمان بن وہب انباری کی سند سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں، نعمان بن بزرج نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے ابان بن سعیدؓ کو یمن کی طرف بھیجا، تو فیروز نے دادیہ کے خون کے بارے میں ان سے گفتگو کی جسے قیس بن مکشوح نے قتل کیا تھا تو ابان نے قیس سے کہا: کیا تم نے مسلمان شخص کو قتل کیا ہے؟ تو قیس نے اس کے مسلمان ہونے کا انکار کیا۔ انہوں نے اسے اپنے باپ اور چچا کے بدلہ میں قتل کیا تھا، تو ابان نے لوگوں کو جمع کر کے خطاب کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جاہلیت کے ہر خون کو ختم کر دیا ہے۔ اب جو کوئی اسلام میں نیا قتل کرے گا اسی سے ہم اس کا مواخذہ کریں گے۔ پھر قیس سے فرمایا: تم امیر المؤمنین عمرؓ سے ملو، اور تمہارے بارے میں لکھ بھیجتا ہوں کہ میں نے تم دونوں میں فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں لکھا۔ آپؓ نے ان کے فیصلے کو نافذ رکھا۔ بخاری فرماتے ہیں: مجھے ابان بن سعید کے بارے میں اس کے علاوہ کوئی مستند روایت معلوم نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں، امام بخاریؒ نے اس روایت کو ان کے حالات میں مختصر ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبرؒ نے پہلے قول کو رائج قرار دیا ہے، پھر اس بات پر ان کے حالات زندگی ختم کرتے ہوئے فرمایا: ابان بن سعید ہی وہ شخص ہیں جو مصحف عثمان کا املاء حضرت زید بن ثابت کو کرانے پر مامور تھے، جس کا ان دونوں کو حضرت عثمان نے حکم دیا تھا۔ ابن شہاب نے یہ خارجہ بن زید بن ثابت سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ الخ۔

اس کلام سے تناقض و تداخل پیدا ہوتا ہے کیونکہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت میں اس کا حکم دیا تھا، جو شخص حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں شہید ہوا ہو وہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں کیسے زندہ رہ سکتا ہے؟ بلکہ وہ روایت جس کی طرف ابن عبدالبر نے اشارہ کیا ہے وہ شاید روایت ہے جس میں نعیم بن حمار اور دی سے نقل کرنے میں متفرد ہے مشہور ہے کہ اس خدمت پر مامور سعید بن العاص بن سعید بن العاص تھے جو ابان بن سعید کے بھتیجے ہیں۔ واللہ اعلم

❖ المعازي والسیر (۶۳۳)۔

❖ التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۴۵۰)۔

❖ الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۶۰)۔

۳ ابان المعاربۃ از بنی محارب

ابن عمرو بن وديعة بن لکيز بن افسی بن عبد القیس، انیس ابان العبدی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: انیس صحبت حاصل ہے ان کی حدیث بصریوں سے مروی ہے اور ابن حبان نے کہا ہے: ابان العبدی نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔ بغوی نے ان کی روایت ابان بن ابی عیاش کی سند سے حکم بن حیان الحاربی عن ابان الحاربی نقل کیا ہے۔ وہ اس وفد میں تھے جو عبد القیس قبیلہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو بندہ صبح کے وقت یہ کلمات: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّي لَا اُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا))

”تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو میرا رب ہے میں کسی چیز کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا“۔

کہتا ہے اس کے معناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں“۔

بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی دوسری روایت ملی ہے جو ابن شاپین نے نقل کی ہے جسے ہم نے فوائد ابی بکر بن خلاد النحسی کے جز ثانی میں زیاد البرکاتی کی سند سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ابو عبیدہ العنکی نے، الحکم بن حیان سے انہوں نے ابان الحاربی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں وفد میں موجود تھا میں نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی اس وقت دیکھی جب آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو (دعا کے لئے) قبلہ کی جانب کر رہے تھے۔

اور الدارقطنی نے ”الافراد“ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ ابان بن ابی عیاش پہلی حدیث میں متفرد (تہا) ہیں وہ بے حد درجہ ضعیف راوی ہے۔ اگر ابان بن ابی عیاش کی کثیت ابو عبیدہ ہے تو یہ بات درست ہے کہ وہ الحکم بن حیان الحاربی مذکورہ شخص سے حدیث نقل کرنے میں متفرد ہے۔

۴ ابراہیم بن جابر

یہ خرسہ ثقفی کے غلام تھے، ان کے غلام جو طائف کے محاصرہ میں قلعہ سے نیچے اتر کر آپ ﷺ کے پاس آ گئے تھے یہ بھی ان میں شامل تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے حضرت اسید بن حنظلہؓ کے سپرد کر دیا کہ ان کی کفالت کرو اور انہیں تعلیم دو، مذکورہ بات واقدی نے ذکر کی ہے۔ ابن قحون نے ان کا استدراک کیا ہے، کیونکہ یہ نبی ﷺ کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہے۔

اسد الغابہ (ت ۴) الاستیعاب (ت ۵)۔

الثقات (ج ۴ ص ۳۷)۔

ذکرہ ابن سعد فی الطبقات الكبرى (ج ۷ ص ۶۲) و ذکرہ المنذری فی الترغیب والترہیب (ج ۱ ص ۴۵۹) و ذکرہ الہیثمی فی

مجمع الزوائد (الحديث ج ۱۰ ص ۱۱۶) و ذکر الہندی فی کنز العمال (الحديث ۳۵۸۴)۔

ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد (ج ۲ ص ۱۲۸) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابہ (ج ۱ ص ۴۴)۔

تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱)۔

۵۔ ابراہیم بن الحارث

بن خالد بن صحر بن عامر بن کعب بن تیم بن مرہ القرشی النبی، بخاری نے فرمایا: انہوں نے اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کی، اور ابن مندہ نے صحیح سند سے زید بن الہادی سے انہوں نے محمد بن ابراہیم النبی سے، ان کے والد مہاجرین میں شامل تھے۔ ابن عبد البر نے ان کے والد کے حالات میں یوں کہا ہے: الحارث بن خالد، انہوں نے حبشہ ہجرت کی، وہیں ان کے موسیٰ، زینب اور ابراہیم پیدا ہوئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی۔ یہ مصعب کا قول ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے کہا ہے: حارث ان لوگوں کو مدینہ کے ارادے سے لے کر نکلے، راستے میں انہوں نے پانی پیا تو سوائے حارث کے سب فوت ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: کہ ہو سکتا ہے اُن کا ابراہیم، جو محمد کے والد ہیں، علاوہ کوئی اور بیٹا ہو۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جو شخص اُس زمانے میں وفات پا رہا ہے اتنے طویل عرصے بعد اس کی اولاد کیسے ہو سکتی ہے؟ ابن مندہ نے ایک سند سے نقل کیا ہے جس میں کوئی حرج نہیں، وہ روایت یوں ہے محمد بن ابراہیم تمہی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ (الحديث) اگر نفس الامر میں یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ابراہیم ایک ہی ہیں وہ نبی علیہ السلام کے بعد زندہ رہے۔

۶۔ ابراہیم بن عباد

بن اساف بن عدی بن یزید بن بکشم بن حارث بن الحارث بن الخزرج بن عمرو بن مالک بن الاوس الانصاری الاوسی الحارثی۔ ابن الکلبی کا قول ہے کہ وہ احد میں شریک تھے جسے ابن شاپین وغیرہ نے نقل کیا ہے جبکہ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۷۔ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف

ان کا تذکرہ قسم ثانی میں آئے گا۔

۸۔ ابراہیم بن قیس

بن حجر بن معدیکرب الکندی، الاشعث کے بھائی، ہشام بن الکلبی کا قول ہے: وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے، ماہر انساب اسحاق الاعرج کے والد ہیں۔ ابن شاپین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن فتنون اور ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹۔ ابراہیم، ابورافع

رسول اللہ ﷺ کے غلام جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ بغوی نے کہا کہ مصعب الزبیری نے ان کا نام ابراہیم، جبکہ کسی اور نے اسلم بتایا ہے۔ میں کہتا ہوں: بعض نے کچھ اور کہا ہے میں ان شاء اللہ تعالیٰ کئیوں میں ان کے حالات ذکر کروں گا۔

❁ الاستیعاب (ج ۱ ص ۳۵)۔

❁ اسد الغابہ (ت ۱۷)۔

❁ التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۲۲)۔

❁ اسد الغابہ (ت ۱۳)۔

❁ اسد الغابہ (ت ۱۰)۔

❁ اسد الغابہ (ت ۸)۔

❁ اسد الغابہ (ت ۱۱) الاستیعاب (ت ۳)۔

❁ ثقات ابن شاپین (۶۰)۔

۱۰۔ ابراہیم الطافی

بغوی اور طبرانیؒ نے ابو عاصم کی سند سے، عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز، یحییٰ بن عطاء بن ابراہیم، ان کے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا جب آپ منیٰ میں لوگوں کو تعلیم دے رہے تھے۔

بغویؒ فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں، اور ذہبیؒ نے ابن عبد البرؒ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کرنا صحیح نہیں، اس واسطے کہ ان کی حدیث مرسل ہے یعنی وہ تابعی ہیں۔

ابن عبد البر کے الفاظ یہ ہیں: ”ان کی حدیث کی سند ٹھیک نہیں اور نہ میرے نزدیک ان کی صحت صحیح ہے اور ان کی حدیث مرسل ہے“۔ اگر ارسال سے ان کی مراد حدیث کے راویوں میں سے کسی ایک کے درمیان انقطاع ہے تو یہ بات درست ہے۔ ورنہ نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت ہے لہذا اگر ان کی حدیث کی سند ثابت ہو جائے تو وہ صحابی ہیں۔ لیکن اس کا دارو مدار عبد اللہ بن مسلم بن ہرمز پر ہے جبکہ وہ ضعیف اور ان کے شیخ مجہول ہیں۔

ابو عاصم سے جو سند چلی ہے اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: اسی طرح ہے اور بعض کہتے ہیں یوں ہے: یحییٰ بن ابراہیم بن عطاء عن ابیہ عن جدہ، اسے ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے، اس کی بنیاد پر ”عطاء“ صحابی بنتے ہیں، ابن السکن نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اسی سند سے انہوں نے اور ابن شاپین نے عمرو بن علی الفلاس نے ابو عاصم سے نقل کیا ہے اور بغوی نے بھی اسے ابن الجبید سے بواسطہ ابو عاصم نقل کیا ہے۔ اور یوں فرمایا: ابراہیم بن یحییٰ بن عطاء اور بعض نے کہا ہے یحییٰ بن عبد الرحمن بن عطاء اور کسی نے کہا ہے: یحییٰ بن عبید بن عطاء، اسے طبرانی نے نقل کیا، اسی طرح ابن حبانؒ ابن ابی عاصم، مطین اور دیگر لوگوں نے عطاء کے حالات صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان کیے ہیں۔

ابو العباس وغوی کی حکایت کردہ بات سے پہلی روایت کی تقویت ہوتی ہے انہوں نے کہا: میں نے ابو حاتم رازی سے کہا: کیا ابراہیم نامی کوئی شخصیت صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں، ابراہیم قدیمی نام ہے۔ جو ایسے شخص کا نام ہے جس نے نبی ﷺ سے سنا ہے، اسے کئی لوگ عطاء بن ابراہیم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۔ ابراہیم النجار

طبرانی نے ”اوسط“ میں البوصرة عن جابر کی سند سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھجور کے تنے سے ٹیک لگا کر لوگوں سے خطاب کرتے تھے، پھر انہوں نے منبر سازی والی حدیث ذکر کی، اسی میں ہے آپ نے ایک شخص کو بلایا، فرمایا: تمہارا کیا نام ہے۔ انہوں نے عرض کیا: ”ابراہیم“۔ فرمایا: ”منبر بنانا شروع کرو“۔ ابو موسیٰ نے اس وہم کو دور کیا ہے، اور دوسری روایت میں کہا: نجار (ترکھان) کا نام باقوم تھا، لہذا یہ احتمال ہے کہ ابراہیم ان کا نام ہو اور باقوم لقب۔

میں کہتا ہوں: یہ تو صحیح ہونے کی بنیاد پر ہے ورنہ سند میں العلماء بن مسلمہ الرواسی ہے جسے محدثین نے کذاب کہا ہے۔

✽ أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير (الحديث ۹۹۷).

✽ المجروحین (ج ۲ ص ۲۶).

✽ أخرجه الطبرانی في الأوسط (الحديث ۹۹۵).

✽ اسد الغابۃ (ت ۱۶) الاستیعاب (ت ۱).

✽ الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۵۸).

✽ اسد الغابۃ (ت ۱۸).

۱۲) ابراہیم الاشہلی

ابن مندہ نے اسحاق بن محمد الفردی، ابو غصن ثابت بن قیس، اسطیل بن ابراہیم الاشہلی کی سند سے روایت کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بنی سلمہ کی جانب نکلے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے انہیں وہم ہو گیا اور ابو نعیم نے کہا: انہیں وہم ہو جاتا تھا۔
میں کہتا ہوں: دونوں نے اس میں وہم کی وجہ بیان نہیں کی۔ واللہ اعلم

۱۳) ابرہۃ الحبشی

اسطیل بن احمد الضریر نے اپنی تفسیر میں انھیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:
﴿وَإِنَّا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ - الْآيَةِ﴾ (المائدة: ۸۳)
”اور جب وہ اس کلام کو سنتے ہیں جو رسول پر اترا ہے۔۔۔“

۱۴) ابرہۃ بن شرحبیل

ابن ابرہۃ بن الصباح بن شرحبیل بن لہیعۃ بن زید الخیر ابو مکنف بن شرحبیل بن معدی کرب بن مصبح بن عمرو بن ذی اصبح الاصبحی الحمیری۔ یہ (سلسلہ نسب) الرشاعی نے انساب میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا، وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی، وہ شام میں رہتے تھے۔ حکماء میں ان کا شمار ہوتا ہے، اس بات کو ہمدانی نے النسب میں ذکر کر کے کہا: وہ نبی ﷺ سے احادیث روایت کرتے تھے۔

۱۵) ابرہۃ بن الصباح الحبشی یا الحمیری

فاحی نے ”کتاب مکہ“ میں کہا ہے: جو لوگ مکہ میں تھے ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا تعلق حمیر سے ہے اور وہ حبشی ہیں۔ ابرہہ بن الصباح اسلام لائے، ان پر کسی کا احسان نہیں، نیز فرمایا: مجھے معلوم نہیں یہ پہلے شخص کے دادا ہیں یا کوئی اور ہیں؟ لیکن پھر میرے سامنے یہ بات آشکارہ ہوئی کہ یہ اور صاحب ہیں، کیونکہ ابن الکعبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: وہ تہامہ کے بادشاہ تھے اور ان کی والدہ ابرمتہ الاشرم کی بیٹی ہے جس نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ معقریب ابو شمر بن ابرہۃ بن الصباح کا تذکرہ کئیوں میں آئے گا۔

۱۶) دوسرے ابرہۃ

ابن فتون نے ”ذیل الاستیعاب“ میں لکھا ہے کہ وہ ان آٹھ افراد میں سے ہیں جن کا تعلق شام سے ہے اور وہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ سے بیتس افراد کے ساتھ آئے تھے۔ اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مراد ہیں:

✽ ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۵۷).

✽ اسد الغابۃ (ت ۷).

✽ ذکرہ ابن حزم فی جمہورۃ انساب العرب (۳۹۵). ✽ اسد الغابۃ (ت ۲۰).

”جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔“ (القصاص: ۵۲)

اسے ماوردی نے قتادہ سے نقل کیا ہے۔

اور مقاتل نے ان آٹھ افراد کے نام گنوائے ہیں جو یہ ہیں: (۱) ابرہہ (۲) اوریس (۳) اشرف (۴) ایمن (۵) بجیرا (۶) تمام (۷) تمیم (۸) نافع۔ اسی کو ابو موسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ ابن الاثیر اس بجیرا کو وہ مشہور بجیرا راہب سمجھ بیٹھے ہیں جس نے بخت سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔ کہتے ہیں: ابن مندہ نے اسے ذکر کیا ہے لہذا اس کی غلطی کی کوئی وجہ نہیں بنتی... الخ۔ ظاہر یہی ہے کہ مذکورہ بجیرا دوسرے ہیں، کیونکہ انہوں نے آپ ﷺ کو شام میں دیکھا تھا اور ان کا تعلق حبشہ سے ہے، کہاں جنوب اور شمال؟ اس میں بھی کوئی رکاوٹ نہیں کہ ایک نام کے دو شخص ہوں۔

ابو الاشج وغیرہ نے تفسیر میں سعید بن جبیر سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ نجاشی کے وہ لوگ جو ایمان لائے انہوں نے نجاشی سے کہا: ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم اس نبی کے پاس حاضر ہوں جنہیں ہم اپنی کتاب میں لکھا پاتے ہیں، چنانچہ یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ساتھ غزوہ اُحد میں شریک ہوئے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس قصہ کی کچھ نہ کچھ اصل و بنیاد ہے۔ واللہ اعلم

۱۴) ابوی الخزاعی

عبدالرحمن کے والد ہیں۔ ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں وحدان (یعنی جن سے صرف ایک حدیث مروی ہے) میں ذکر کیا ہے۔ ان سے ایک حدیث روایت کی گئی ہے جس کی سند اچھی ہے۔ ان کی حدیث خراسان میں بیان کی جاتی ہے۔ ہم سے احمد بن محمد بن بسطام نے ان سے احمد بن کبیر نے، ان سے ابو وہب محمد بن مزاحم نے، ان سے کبیر بن مصروف نے ان سے مقاتل بن حیان نے ان سے علقمہ بن عبدالرحمن بن ابزی نے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی ہے۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: آپ نے لوگوں سے خطاب کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت کی تعریف کر کے فرمایا: ”کچھ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں سے نہ علم حاصل کرتے ہیں اور نہ دین کی سمجھ رکھتے ہیں“ *(الحديث) فرماتے ہیں: یہ روایت صرف اس سند سے مروی ہے۔ ابن مندہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: انھیں صحابہ میں شمار کرنا درست نہیں اور نہ انہیں روایت دہیدار نبوی ﷺ حاصل ہے۔ پھر ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی حدیث نقل کر کے اسے ”غریب“ کہا ہے اور کہا کہ اسے اسحاق بن راہویہ نے مسند میں محمد بن ابی اہل — جو محمد بن مزاحم ہیں — سے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بات ویسی ہے جیسی انہوں نے کہی، ہم نے اسے مسند اسحاق میں ان سے ابن مردویہ کی روایت سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ لیکن محمد بن اسحاق بن راہویہ نے اسے اپنے والد سے نقل کر کے اس کی اسناد کے بارے میں کہا: علقمہ بن سعید بن عبدالرحمن نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے اور طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے عبدالرحمن بن ابزی کے حالات میں

* اسد الغابۃ (ت ۲۶)، ذکرہ الہیثمی فی مجمع الزوائد (الحديث ج ۱ ص ۱۶۶)۔

* أخرجه الطبرانی فی الأوسط (الحديث ۶۹۳)۔

الکتاب فی تفسیر الصحیح (جلد ۷۲)

نقل کیا ہے۔ ابو نعیم نے اس روایت کو دوزنی قرار دے کر کہا: ابزی کی طرف محبت و رویت کی نسبت کرنا درست نہیں۔ ابن الاثیر نے ان کی بات کو صحیح کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسکن رحمہ اللہ کی بات سے ان کے کلام کی تردید ہوتی ہے اس سلسلہ میں بخاری قابل اعتماد ہیں۔ اس بارے میں وہی آخری سہارا ہیں۔ اور محمد بن اسحاق بن راہویہ کی روایت شاذ ہے۔ کیونکہ علقمہ سعید کے بھائی ہیں نہ کہ ان کے بیٹے۔ واللہ اعلم

۱۸) ابیض بن اسود *

جو لوگ ابن ابی العقیق کو قتل کرنے گئے ان میں سے ایک ہیں۔ اسے عمر بن حنبلہ نے ابن اسحاق کی سند سے زہری رحمہ اللہ سے، انہوں نے عبدالرحمن ابن کعب سے روایت کیا ہے۔ ابن فتحون نے ان کا اعتماد رک کیا ہے۔

۱۹) ابیض بن حمال *

ابن مرثد بن ذی النیمان (لام کے ضمیمہ سے) ابن سعد بن عوف بن عدی بن مالک الماری السہامی۔ ان کی حدیث ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے ”کبریٰ“ میں نقل کی ہے۔ اور ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔ جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مارب میں واقع نمک کی کان والی زمین جاگیر میں مانگی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دے دی (بعد میں کسی نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عام پانی کے استعمال والی جگہ دے دی ہے) تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے وہ جاگیر واپس لے لی۔ *

دوسری سند میں ہے کہ ابیض بن حمال کے چہرے پر داتھی جس نے ان کی ناک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، وہ دن نہ گزرا تھا کہ ان کے چہرے پر ایک (چمک کا) نشان تھا۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن اسکن فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان کی کئی احادیث ہیں۔ اہل یمن میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے کہ جب یمن کے گورنروں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی تو یہ آپ کے پاس تشریف لائے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں اتنے صدقہ پر مقرر کر دیا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح کی تھی۔ بعد میں یہ صلح ختم ہو گئی اور صدقہ میں منتقل ہو گئی۔

۲۰) ابیض بن عبدالرحمن *

بن نعمان بن الحارث بن عوف بن کنانہ بن بارق المبارقی۔ ان کی کنیت ابو عزیز (فتح العین اور دوزا ہیں)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، اسے ابن شامہ بن محمد بن ابراہیم بواسطہ محمد بن یزید ان کے راویوں سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح یہ روایت حمزہ ابن المنکی

* اسد الغابۃ (ت ۲۳)۔ * اسد الغابۃ (ت ۲۲) الاستیعاب (ت ۱۴۳)۔

* اخرجه ابوداؤد فی کتاب الخراج والامارة والنفی باب اقطاع الارضین (الحديث ۳۰۶۶) و اخرجه الترمذی فی کتاب الاحکام باب ما جاء فی القطائع (الحديث ۳۳۸۰) و اخرجه النسائی فی احياء الموت فی سننه الکبری کما فی تحفة الاشراف (الحديث ج ۱ ص ۸۲۷) و اخرجه ابن ماجه فی کتاب الرهون باب اقطاع الانهار والعيون (الحديث ۲۴۷۵) و اخرجه ابن حبان فی صحيحه (الحديث ۴۴۹۹)۔

* التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۵۹)۔ * المعجم الکبیر (الحديث ۸۵۷)۔ * اسد الغابۃ (ت ۲۴)۔

میں ہے اور ابن فتحون نے اسے طبری سے روایت کیا ہے۔

۲۱) ابیض بن ہنی

بن معاویہ، ابوہمیرہ، انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور آپ فتح مصر میں موجود تھے۔ اس روایت کو ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ نیز ابن الکلی نے الحجۃ میں نقل کیا ہے۔

۲۲) ابیض الجنی

ان کا تذکرہ ابوی الاصحٰث کی کتاب السنن میں ہے جو متروک اور تہمت زدہ لوگوں میں سے ایک ہے اس نے اپنی سند سے اہل بیت سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے شیطان کو رسوا کرے۔ (الحديث) اور اسی میں ہے: لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے (اپنے ساتھ والے) شیطان پر قابو دے دیا ہے، اب وہ میرا فرمانبردار ہے، اور اس کا نام ابیض ہے اور وہ جنت میں ہے اور ہامہ بن نیم بن لاقیس بن ابلیس جنت میں ہے۔

۲۳) ابیض (بے نسبت)

ان کا نام اسود تھا تو نبی ﷺ نے تبدیل کر کے (ابیض رکھ دیا، آپ مصر میں ٹھہرے، ابن یونس کہتے ہیں مصر میں ٹھہرنے والے لوگوں میں آپ کا تذکرہ ہے۔ ابن لہیعہ کی سند سے بکر بن سوادہ، سہل بن سعد سے روایت ہے فرمایا: ایک شخص کا نام اسود تھا، آپ ﷺ نے اس کا نام ابیض رکھ دیا۔

طبرانی فرماتے ہیں: اس روایت میں ابن لہیعہ متفرد ہیں۔ اور ابو عمر نے ابیض بن حمال کے حالات میں سہل بن سعد کی حدیث میں کہا ہے: آپ ﷺ نے اس شخص کا نام تبدیل کر دیا جو پہلے اسود تھا آپ نے ابیض رکھ دیا۔ مجھے معلوم نہیں یہ وہی ہیں یا کوئی اور ہیں؟

۲۴) ابیض (ایک اور)

ممکن ہے یہ وہی ہوں جن کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ ابو موسیٰ المدینی نے ذیل میں ابن وہب، عمرو بن الحارث، بکر بن سوادہ، موسیٰ بن الاصحٰث، الولید کی سند سے نقل کیا ہے کہ وہ اور ابیض دونوں اصحاب رسول ﷺ میں کسی شخص کی عیادت کرنے گئے، پھر اس کا قصہ بیان کیا۔

۲۵) ابی بن امیۃ

بن الحرثان بن اسکر الکنانی اللیثی، وہ اور ان کے بھائی کلاب اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے پاس ہجرت کر کے آ گئے تو ان کے والد امیہ نے کہا:

اسد الغابۃ (ت ۲۵) * اسد الغابۃ (ت ۲۳) * ذکرہ الزبیدی فی اتحاف السادة المتقین (الحديث: ج ۷ ص ۲۶۷)

اسد الغابۃ (ت ۲۶) * تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۳) * اسد الغابۃ (ت ۲۷) * اسد الغابۃ (ت ۲۸)

اذا بكت الحمامة بطن وج على بيضاتها ادعو كلابا

”وادی وج میں جب کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھے روتی ہے تو میں کلاب کو (یاد کر کے) بلاتا ہوں۔“

اس کا ابو عمرو الشیبانی نے ذکر کیا ہے، جب ابن الکھلی نے ان کا ذکر کیا تو یہ کہا کہ مذکورہ قصہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں پیش آیا، جبکہ ابن الاثیرؒ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: فاکہی نے ان کا اخبار مکہ میں ذکر کیا ہے جس کی سند یہ ہے ابن ابی عمر، سفیان، ابو سعد فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ جب کوئی شخص آتا تو اس سے لوگوں کی خیر خبر پوچھتے، ایک دفعہ کوئی شخص آیا تو آپ نے پوچھا: کہاں کے رہنے والے ہو؟ اس نے کہا: طائف، پوچھا: وہاں کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا: میں نے ایک بوڑھے شخص کو یوں کہتے دیکھا ہے:

فرکت اباک مرعشة يدها و املك ما تسيع لها شرابا

”تم نے اپنے باپ کو اس حال میں چھوڑ دیا جب کہ اس کے ہاتھ رعشہ سے کانپتے ہیں، اور اپنی ماں سے اس حال میں جدا ہوئے کہ اسے پانی تک نہیں اچھا لگتا۔“

اذا نعت الحمام بطن وج على بيضاتها ذكرا كلابا

”ان دونوں کی حالت یہ ہے کہ وادی وج میں جب کبوتری اپنے انڈوں پر بیٹھے گنگلاتی ہے تو وہ دونوں کلاب کو یاد کرتے ہیں۔“

آپ ﷺ نے فرمایا: کلاب کون ہے؟ اس نے کہا: اس بوڑھے شخص کا بیٹا، اس وقت وہ جہاد پر گئے ہوئے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں امیر لشکر کو لکھا کہ انہیں واپس بھیجو۔ چنانچہ وہ آ گئے۔

۲۶) ابی بن ثابت الانصاریؒ

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی، ابن الکھلی، واقدی اور ابن حبانؒ وغیرہ علماء نے کہا ہے۔ وہ ابوشیخ ہیں، بدر میں موجود تھے، جبکہ ابن اسحاق نے ان کی مخالفت کی ہے اور کہا ہے: ابی بن ثابت زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے، بدر میں جو موجود تھے وہ ان کے بیٹے ابوشیخ بن ابی بن ثابت ہیں۔ اسی طرح کا قول موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں شامل صحابہ کے بارے میں اختیار کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ابوشیخ بن ابی بن ثابت۔ واللہ اعلم

۲۷) ابی بن شریقؒ (شین مجہم کے قتر سے)

انھیں بنی زہرہ کے حلیف، یہ انفس نام سے مشہور ہیں۔ عنقریب ان کے حالات آئیں گے۔

۲۸) ابی بن عجلان الباہلیؒ

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے بھائی، اسے ابن شاپین نے ابن ابی داؤد سے روایت کیا ہے اور یہ کہ انہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے۔

اسد الغابہ (ج ۱ ص ۶۶) * اسد الغابہ (ت ۲۹) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۵) * الثقات (ج ۳ ص ۵)

اسد الغابہ (ت ۳۰) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۳) * اسد الغابہ (ت ۳۱) الاستیعاب (ت ۸) تجرید اسماء الصحابة (۵/۱)

۲۹) ابی بن عمارہ (بکسر العین بعض نے ضمہ بھی کہا ہے)

ان کی روایت کردہ ایک حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں نماز پڑھی تو انہوں نے نبی ﷺ سے موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں پوچھا۔ اسے ابوداؤد، ابن ماجہ اور حاکم نے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ سند ضعیف ہے۔ ابوحاتمؒ نے ذکر کیا ہے کہ یہ غلط ہے، صحیح یوں ہے: ابوبابی بن ام حرام۔ قالہ علم۔

بنوئی نے روایت نقل کی ہے کہ وہ ابی بن عبادہ ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں انہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے، البتہ مجھے ان کی حدیث کی سند پر اعتماد نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن الکعبی نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے انہیں دیکھا ہے اور ان کے والد عمارہ نے خالد بن سنان العنسی کو دیکھا ہے جسے کہا جاتا تھا کہ وہ نبی تھا۔ عقریب میں خالد کے حالات میں یہ بات ذکر کروں گا۔

۳۰) ابی بن القشب الازدی

ابن مندہ نے اسعلیل بن عیاش، ابن جریج، عطاء کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ اقامت ہو چکنے کے بعد مسجد میں داخل ہوئے، اور ابی بن القشب دو رکعتیں پڑھنے لگے تھے۔ آپ ﷺ نے (ان کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا): ”کیا تم صبح کی چار رکعتیں پڑھو گے؟“ ابو نعیمؒ نے کہا ہے کہ ان کے بارے میں بعض راویوں کو وہم ہو گیا، ان کا نام تو عبداللہ بن مالک بن القشب ہے اور وہی عبداللہ بن بھینہ ہیں۔ بھینہ ان کی والدہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مسند اسے اپنی سند میں یحییٰ بن سعید، جعفر بن محمد، ان کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بلال رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس نماز کا بتانے آئے، جب باہر نکلے تو آگے ابن القشب کھڑے تھے۔ اور ہم نے دوسری سند سے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ انہوں نے ابن بھینہ کو دیکھا، اس میں ثبوت کا احتمال ہے۔

۳۱) ابی بن کعب

ابن عبد ثور المزنی، مزینہ کے ان لوگوں میں سے ہیں جو نبی ﷺ کے پاس آئے، اسے ابن شاپین نے مدائنی سے اپنے رجال کی سند سے روایت کیا ہے۔

۳۲) ابی بن کعب

بن نعیم بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، ابوالمہذ رابوا الطفیل قراء کے سردار، عقبہ ثانیہ کے لوگوں میں سے ہیں۔ بدر اور تمام جنگوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”ابوالمہذ را!“ تمہیں علم مبارک ہو۔ نیز ان

- اسد الغابۃ (ت ۳۲) الاستیعاب (ت ۸) تجرید اسماء الصحابة (ج ۴ ص ۴) أخرجه ابوداؤد فی کتاب الطہارۃ باب التوقیت فی المسح (الحديث ۱۵۸) وأخرجه ابن ماجہ فی کتاب الطہارۃ وسننہا باب ما جاء فی المسح بغير توقیت (الحديث ۵۵۷)
- الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۹۱) اسد الغابۃ (ت ۳۲) أخرجه البيهقي فی ”السنن الكبرى“ (الحديث ج ۲ ص ۴۸۲)
- معرفة الصحابة (ج ۲ ص ۱۸۰، ۱۸۱) اسد الغابۃ (ت ۳۳) اسد الغابۃ (ت ۳۴) الاستیعاب (ت ۶)
- أخرجه مسلم فی کتاب صلوة المسافرين باب فضل سورة الكهف وآية الكرسي (الحديث ۱۸۸۲)

الْاَكْبَرُ فِي تَقْدِيرِ الصَّحَابَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ (جلد ۷)

سے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں قرآن سناؤں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں سید المسلمین کے نام سے بلاتے تھے اور فرماتے: ابی قرآن پڑھو، یہی نبی ﷺ سے بھی مروی ہے۔
ائمہ نے اپنی صحاح میں ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ اور ”مسروق“ نے انہیں فتویٰ دینے والے چھ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا ہے۔ واقدی کہتے ہیں: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے لئے خطوط لکھے اور یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے خط کے آخر میں کاتب ہونے کی حیثیت سے یوں لکھا: ”اسے فلاں بن فلاں نے لکھا ہے۔“

وہ میانہ قد تھے، داڑھی سفید تھی، وہ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے جنہوں نے ان سے روایت کی وہ یہ ہیں: عمر، آپ ان سے آیات کے شان نزول کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے اور مشکل مسائل میں ان سے فیصلہ کراتے تھے۔ ابویوب، عبادہ بن الصامت، سہل بن سعد، ابومویٰ، ابن عباس، ابو ہریرہ، انس، سلیمان بن صرد وغیرہ۔ ابن ابی خشیہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن عیین کو فرماتے سنا کہ حضرت ابی بن کعب کی وفات میں یا انیس ہجری میں ہوئی۔ اور واقدی فرماتے ہیں: میں نے آل ابی اور اپنے ساتھیوں کو کہتے دیکھا ہے کہ ان کی وفات بائیس ہجری میں ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آج مسلمانوں کے سردار فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میں نے بعض لوگوں کو یوں کہتے بھی سنا ہے کہ ان کی وفات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں تیس ہجری میں ہوئی اور یہ قول سب سے زیادہ درست ہے اور ابن عبدالبر کہتے ہیں: اکثریت اس طرف ہے کہ وہ خلافت عمر میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں کہ ابونعیم نے اس کی تصحیح کی ہے کہ ان کی وفات خلافت عثمانی میں تیس ہجری میں ہوئی۔ اور دلیل یہ دی ہے کہ زربن حبیش کی خلافت عثمانی میں ان سے ملاقات ہوئی۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ کبیر میں عبدالرحمن بن ابزی سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے ابی بنی شہو سے کہا، جب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں باتیں کرنے لگے... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اور بنوی نے حسن سے ان کے قصہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان کی وفات شہادت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک جمعہ پہلے ہوئی۔

ابن حبان فرماتے ہیں کہ وہ خلافت عمر میں ۲۳ ہجری میں فوت ہوئے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ خلافت عثمانی تک زندہ رہے، اور حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ثابت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ بیماریاں جو ہمیں لگتی ہیں ان میں ہمارے لئے کیا فائدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (گناہوں کے) کفارے، تو حضرت ابی بن کعب عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! اگرچہ تھوڑی ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چاہے کاٹا یا اس سے کم درجہ کی چیز ہو۔“ تو حضرت ابی بنی شہو نے دعا کی کہ موت تک بخاران سے جدا نہ ہو۔ اور وہ بخارا نہیں حج، عمرہ، جہاد اور باجماعت فرض نماز سے غافل نہ کرے۔ فرماتے ہیں جو انسان بھی ان کے بدن کو چھوتا تو گرنا ش محسوس کرتا یہاں تک کہ وہ فوت ہو گئے۔

✽ أخرجه البخاری فی کتاب مناقب الانصار، باب مناقب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ (الحديث ۳۸۰۹) وأخرجه أيضاً فی کتاب التفسیر باب سورة ”لم یکن الذین“ (الحديث ۴۹۵۹) وأخرجه مسلم فی کتاب صلاة المسافرين باب استحباب قراءة القرآن علی اهل الفضل (الحديث ۱۸۶۲) وأخرجه الترمذی فی کتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحديث ۳۷۹۲) وأخرجه العاکم فی المستدرک (الحديث ج ۲ ص ۲۲۴) ✽ ذکره ابن ابی خثیمۃ فی الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۹۰) ✽ الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۴) ✽ التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۳۹، ۴۰) ✽ أخرجه الامام احمد فی مسنده (الحديث ج ۳ ص ۲۳) وأخرجه ابو یعلیٰ فی مسنده (الحديث ج ۲ ص ۹۹۵).

الاصناف في تبيين الصحاح (جلد ۱)

اسے امام احمد، ابویعلیٰ اور ابن ابی الدنیا نے نقل کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے۔ اور اسے طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند حسن ہے۔

(۳۳) ابی بن مالک القشیری

انہیں جرثمی بھی کہا جاتا ہے، ازبخی عامر بن حصصہ، ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کا نسب یوں ہے: ابی بن مالک بن عمرو بن ربیعہ بن عبد اللہ بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن حصصہ القشیری ابو مالک، ان سے بصریوں نے روایت کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں کہا ہے ہم سے شعبہ، قتادہ، زرارہ بن اوئی نے ابی بن مالک سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس نے (اپنے) والدین یا ان میں سے ایک کو پایا پھر بھی جہنم میں داخل ہوا اللہ تعالیٰ اسے (اپنی رحمت سے) دور کرے۔“

علی بن الجعد، غندر، عاصم بن علی، عمرو بن مرزوق، آدم بن ابی ایاس اور بہز بن اسد شعبہ سے یہ روایت نقل کرتے ہیں ابوداؤد طیالسی کی موافقت کی ہے۔ اور عبد الصمد نے اسے شعبہ سے روایت کر کے کہا: مالک یا ابی بن مالک، اور خالد بن الحارث نے شعبہ سے روایت کر کے کہا: کسی آدمی سے جس کا انہوں نے نام نہیں لیا اور شاہد نے شعبہ سے روایت کر کے کہا: عمرو بن مالک، پہلی سند قتادہ سے زیادہ صحیح ہے۔

ابن اسکن رحمہ اللہ فرماتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث میں کہا جاتا ہے: مالک بن عمرو، ابن الحارث اور ابن مالک بھی کہا جاتا ہے اس سلسلہ میں ابی بن مالک صحیح ہے اور بغوی وغیرہ نے اسے رائج قرار دیا ہے۔ ابن ابی خثیمہ نے ابن معین سے روایت نقل کی ہے کہ ابی بن مالک کے لئے وظیفہ مقرر کیا گیا۔ کہتے ہیں یہ غلط ہے صحابہ میں ابی بن مالک نامی کوئی شخصیت نہیں، البتہ عمرو بن مالک ہیں۔

میں کہتا ہوں: ہو سکتا ہے انہوں نے شاہد کی روایت پر بھروسہ کیا ہو، لیکن وہ روایت شاذ ہے۔ یہی حدیث علی بن زید بن جعدان نے زرارہ بن اوئی سے انہوں نے اپنی قوم کے ایک مالک، ابو مالک یا ابن مالک نامی شخص سے نقل کی ہے ثوری اور ہشیم نے علی بن زید، عن زرارہ عن مالک القشیری کی سند سے نقل کی ہے۔ اور اشعث نے علی بن زید سے نقل کیا تو کہا: مالک، ابو مالک، یا عامر بن مالک، بعض مالک بن عمرو، بعض ابن الحارث، یہ حماد بن سلمہ کی علی بن زید سے روایت ہے کسی نے عمرو بن مالک کہا اور یہ ثوری کی علی سے روایت میں ہے، وہ دونوں امام احمد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کسی نے مالک بن عوف کہا، تو کسی نے ابن الحارث اور یہ ہشیم کی علی سے بواسطہ امام احمد رحمہ اللہ روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: جس بات سے شعبہ کی قتادہ سے روایت کو تقویت ملتی ہے، وہ روایت ہے جو ابن اسحاق نے معاذی میں حنین کی غنیمت تقسیم کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں: تو ابی بن مالک قشیری عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ! پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔

✽ أخرجه الطبرانی في "المعجم الكبير" (الحدیث ۸۷۷۷) ✽ اسد الغابۃ (ت ۳۵) الاستیعاب (ت ۹) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۴) ✽ أخرجه ابوداؤد الطیالسی فی مسنده (الحدیث ۱۳۲۱) ✽ التاريخ الكبير (ج ۲ ص ۴۰)

ابن درید کی "الاخبار المنفردة" میں ہے، فرماتے ہیں، تو ابی بن مالک قشیری نے کہا: وہ نہیک بن مالک مشہور شاعر کے بھائی ہیں۔ پھر ان کا قصہ کا ذکر کیا۔ اسی میں ہے، اس کے بعد ضحاک بن سفیان کسی چیز کے متعلق ابی بن مالک سے ناراض ہوئے، تو کہا:

أنتسى بلانتي يا ابني مالك غداة الرسول موعض عنك أشوس

"کیا تم میرا احسان بھول رہے ہو اے ابی بن مالک جس روز صبح کو رسول اللہ ﷺ نے آپ سے اپنی توجہ ہٹائی اور ناراضگی سے آپ کو گوشہ چشم سے دیکھا۔"

یہ خبر مروان بن قیس الدوسی کے حالات میں آئے گی، اس سب سے اسے تقویت ملتی ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے راجع قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم

(۳۴) ابی بن معاذ

بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن النجار الانصاری، واقفی رحمہ اللہ نے کہا: وہ بدر واحد میں شریک تھے۔ بلوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: انس بن معاذ اور ان کے بھائی ابی بن معاذ احد میں شریک تھے اور ہر معونہ کے واقعہ میں دونوں شہید ہوئے۔

باب الف جس کے بعد ثنائے مشتبہ ہے

(۳۵) اثال بن النعمان الحنفی

عبدان نے حارث بن عبید الایادی کی سند سے ان کے والد سے وہ اثال بن نعمان الحنفی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں اور فرات بن حیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، ہم نے آپ کو سلام کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، ابھی تک ہم مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے فرات بن حیان کو زمین کا ٹکڑا دیا۔ طبری نے روایت کی ہے کہ وہ فتنہ ارتداد میں مسلمانوں سے جنگ کے دوران ثمامہ بن اثال کے ساتھ تھے۔ ابن فتحون کہتے ہیں: ہو سکتا ہے وہ ثمامہ کے والد ہوں۔ میں کہتا ہوں: ثمامہ کے والد کا نام اثال بن سلمہ ہے جیسا کہ عامر بن سلمہ کے حالات میں آئے گا۔

(۳۶) اثبح العبدی (بروزن احمد پہلے ٹا پھر با اور آخر میں جیم ہے)

ماوردی نے انہیں صحابہ نبی ﷺ میں ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں کہا ہے: مجھ سے مطرب بن الاعشق نے وہ کہتے ہیں مجھ سے ام ابان بنت الوازع بن الزارع نے اپنے دادا الزارع کے حوالہ سے نقل کیا فرماتی ہیں: میرے دادا رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کے لئے نکلے، اور اپنے ساتھ اپنے بیٹے کو بھی لے گئے جنہیں اٹج کہا جاتا تھا۔ پھر ابوداؤد طیالسی نے وہ حدیث بیان کی، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۰ اسد الغابۃ (ت ۳۶) الاستیعاب (ت ۷) ۱۰۱ ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۵۹) و ذکرہ ابن عبد البر فی الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۵) ۱۰۲ اسد الغابۃ (ت ۳۷) ۱۰۳ ذکرہ ابن ہشام فی "السیرۃ النبویۃ" عن ابن اسحاق (ج ۲ ص ۲۱۱).

۳۷) اثوب* (سابقہ نام کے وزن پر اس کے آخر میں باہے)

ابن عتبہ، ابن قانع نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ہارون بن نجید، بواسطہ جابر بن مالک کی سند سے ان سے مرفوع روایت نقل کی ہے: ”سفید مرغ میرا دوست ہے۔“ (الحديث) الدار قطنی نے المؤلف میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: اس کی سند صحیح نہیں، ابن قحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۸) ائيلة الخزاعي

ابو قمرہ موسیٰ بن طارق نے اپنی سنن میں کہا ہے: ابن جریج نے ابن ابی حنین سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے سہیل بن عمرو کی طرف لکھوایا: ”اگر تمہارے پاس میرا یہ خط رات کو پہنچے تو صبح ہونے سے پہلے اور اگر دن کے وقت پہنچے تو شام ہونے سے پہلے میرے پاس آجپ زم زم روانہ کر دینا۔“ راوی کا بیان ہے کہ سہیل رضی اللہ عنہ نے ائيلة الخزاعي کی مدد حاصل کی یہاں تک کہ دونوں نے دو توشہ دان بنا دیئے اور بنا کے فارغ ہو گئے۔ پھر سہیل نے ان دونوں کو آجپ زم زم سے بھر دیا اور اونٹ پر لاد کر روانہ کر دیا۔ اسے الفضل بن عمر الجندی نے ابو عمر، سفیان، ابراہیم بن نافع، ابن ابی حنین کی سند سے اسی طرح کے مفہوم میں روایت کیا ہے۔ عنقریب یہ بھی آئے گا کہ سہیل رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ پانی دے کر جو شخص بھیجا گیا تھا وہ ان کا غلام ازبھر تھا۔

باب الالف جس کے بعد جیم ہے

۳۹) اجمد بن عجیان* (جیم یا کے ساتھ بروزن عثمان)

اس لفظ کو ابن الفرات نے قلمبند کیا ہے، کسی نے علیان کے وزن پر بھی کہا ہے۔ اسے ابن الصلاح ہمدانی نے نقل کیا ہے۔ احمد نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر میں شریک رہے، ابن یونس نے اس روایت کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے، اور کہا ہے: مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہے۔ مصر* میں بمقام حیزہ ان کا خطہ ارض مشہور ہے اسے بھی الدار قطنی نے مؤلف میں ذکر کیا ہے، القاضی ابن العربی نے یہ نام حائے مہملہ سے ضبط کیا ہے لیکن انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۴۰) اخقب

ابن درید نے ذکر کیا ہے کہ یہ نصیبین کے ان جنوں میں سے ہیں جو آپ ﷺ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ سے قرآن سنا۔

* اسد الغابۃ (ت ۳۸) * ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۶۰) * أخرجه عبد الرزاق فی مصنفه (الحديث ۹۱۲۷) و ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور (الحديث ج ۳ ص ۲۲۳) * اسد الغابۃ (ت ۳۹) الاستیعاب (ت ۱۶۰) * ذکرہ ابن ماکولا فی ”الاکمال“ (ج ۱ ص ۹) و ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۶۰) و ذکرہ ابن کثیر فی ”جامع المسانید والسنن“ (ج ۱ ص ۱۷۷).

۴۱) احمد بن حفص

بن المغیرہ ابو عمرو الخزدی، اپنی کنیت سے مشہور ہیں ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے نسائی نے ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی کی روایت سے ان کا نام بتایا ہے، انہوں نے ابو شام مخزومی سے پوچھا۔ انہیں صحابہ کے نسب کا کافی علم تھا۔ کہ ابو عمرو بن حفص، فاطمہ بنت قیس کے خاوند کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا: احمد، ان شاء اللہ تعالیٰ کنیتوں میں ان کا ذکر آئے گا۔

۴۲) احمد

ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام ابو محمد ہے جو یہ سمجھتے تھے کہ وتر واجب ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام مسعود بن زید بن شعیب ہے۔

۴۳) احمر

آخر میں راہے ابن جزء بن ثعلبہ بن زید بن مالک بن شان السدوسی، ابن عبد البر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: احمر بن جزء بن معاویہ بن سلیمان مولیٰ الحارث السدوسی، ان سے مجدد میں (اعضاء کو پیٹ سے) جدا رکھنے کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ اسے ابو داؤد، ابن ماجہ، احمد اور طحاوی نے حسن بصری کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم سے رسول اللہ ﷺ کے صحابی احمر نے بیان کیا۔

اور عباد بن راشد، حسن بصری سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے احمر رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام نے بیان کیا۔ اس کے رجال ثقہ ہیں، باوردی نے ان کی ایک اور حدیث روایت کی ہے۔ کسی نے کہا، وہ احمر بن سواء بن جزء ہیں۔ بخاری فرماتے ہیں: بصری ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لفظ جزء کو بعض نے جیم کے زیر، زا کے سکون اور اس کے بعد ہمزہ سے ضبط کیا ہے اور بعض نے جیم کے زیر، زا کے سکون اور اس کے بعد ی سے ضبط کیا ہے۔

۴۴) احمر بن سلیم

بعض نے سلیم بن احمر کہا ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے اسے ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۴۵) احمر بن سواء

بن عدی بن مرہ بن حمران بن عوف بن عمرو بن الحارث بن سدوس السدوسی: ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ اور العلاء بن منہال کی سند سے ایاد بن لقیط کے واسطے سے احمر بن سواء السدوسی کی حدیث نقل کی ہے کہ ان کا ایک بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے، کسی دن اسے اٹھا کر کنوئیں میں پھینک دیا پھر نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت (اسلام) کر لی۔ یہ غریب حدیث ہے اور العلاء الکوفی ان کی حدیث جمع کرتے تھے۔

اسد الغابۃ (ت ۴۲) * اسد الغابۃ (ت ۴۳) الاستیعاب (ت ۱۰) * الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۶) * اخرجه ابوداؤد فی کتاب الصلوۃ باب صفۃ السجود (الحديث: ۹۰۰) و اخرجه ابن ماجہ فی کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنة فیہا باب السجود (الحديث: ۸۸۶) و اخرجه الامام احمد فی مسنده الحديث ج ۴/ ۲۴۲ * التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۶۳) * اسد الغابۃ (ت ۴۵) الاستیعاب (ت ۴۳) * اسد الغابۃ (ت ۴۶)۔

۴۶) احمر بن ابو عسیب

اپنی کنیت سے مشہور ہیں، الاستیعاب میں ان کا نام و نسب احمر بن عسیب لکھا گیا تو علماء نے ان کا ناقدانہ علمی تعقب کیا، یہ بھی احتمال ہے کہ ان کی کنیت ان کے والد کے نام کے مطابق ہو۔ ان شاء اللہ کئیوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۴۷) احمر بن قطن

الہمدانی بے حد عمر رسیدہ تھے فتح مصر میں حاضر تھے، کہا جاتا ہے: انہیں شرف صحبت حاصل ہے اس بات کو ابن ماکولا نے ابن یونس سے نقل کیا ہے اور ابن یونس کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم میں سردار کی حیثیت رکھتے تھے۔

۴۸) احمر بن مازن

بن اوس بن النابغہ بن عذر بن حبیب بن واکہ بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن الجحفی، غزوہ حنین کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ابوی الجہری کا قول ہے جسے رشاطی نے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے ابو عمر اور ابن نقون نے ذکر نہیں کیا ہے۔

۴۹) احمر بن معاویہ

بن سلیم بن لاکئ بن الحارث بن صریم بن الحارث اور وہ مقاس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناة بن قسیم ہیں جن کی کنیت ابو فعیل ہے، ان کی حدیث ابن السکن وغیرہ کے ہاں ملتی ہیں۔ جو محمد بن عمر بن حفص بن اسکن بن سواع کی سند سے فعیل بن احمر بن معاویہ کے واسطے سے ان کے والد کے ذریعہ ان کے دادا سے روایت کی جاتی ہے کہ احمر نبی ﷺ کے پاس آئے وہ بنی قسیم کے سرخیل تھے تو آپ ﷺ نے انہیں اور ان کے بیٹے فعیل کے لئے ایک تحریر لکھوائی، ابن السکن کہتے ہیں اس روایت کی سند مجہول ہے اور ابو نعیم کہتے ہیں: انوکھی ہے جو صرف اسی ذریعہ سے پہچانی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اسے بغوی اور طبری نے نقل کیا ہے۔ ”فعیل“ کا ضبط تحریر کا طریقہ ان کے حالات میں آئے گا۔

۵۰) احمر مولیٰ ام سلمہ

بعض کہتے ہیں کہ یہ سفینہ کا نام ہے ان کے حالات حرف سین میں آئیں گے اور ابن مندہ نے عمران الغنوی کی سند سے احمر مولیٰ ام سلمہ روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: ہم کسی غزوہ میں تھے میں کسی وادی یا نہر میں لوگوں کو عبور کر رہا تھا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: آج تو تم سفینہ کشی کا کام دے رہے ہو، اور مالینی نے اس روایت کو ”الموتلف“ میں غلطی کے حالات میں ذکر کیا ہے جو (نام) نون، خاے ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۴۷) الاستیعاب (ت ۱۱) ابن عبد البر (۱/۱۶۶) اسد الغابۃ (ت ۴۸) الاکمال (۱-۱)

اسد الغابۃ (ت ۴۹) اسد الغابۃ (ت ۴۴) معرفۃ الصحابة (۲/۳۹۵) ذکرہ الہندی فی کنز العمال (الحدیث ۳۳۳۴۹)

۵۱) الاحمریؓ

اسی طرح بغوی، ابن قانع وغیرہ نے اسماء میں لکھا ہے، ممکن ہے احمری نسبت ہو اس بنا پر یہ اسم سہمات میں منتقل ہو جائے گا۔ بغوی نے اس کی طرف اشارہ بھی کیا ہے اور اسماعیل بن ابی حبیبہ کی سند سے عبد اللہ بن ابی سفیان وہ اپنے والد سے وہ احمری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنی بیوی سے عمرہ کا وعدہ کیا تھا، کسی جہادی ہم میں مجھے اس کا موقع مل گیا، تو میں نے نبی ﷺ سے اس بات کی شکایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کہو کہ وہ رمضان میں عمرہ کر لے، جو حج کے برابر (ثواب رکھتا) ہے۔ بغوی نے کہا ہے: مجھے یہ احمری معلوم نہیں۔ اسی طرح ابن قانع نے بغوی سے اسی سند سے نقل کی ہے۔

۵۲) الاحوص بن عبد

بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، ابن الکلی اور البلاذری نے ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے بحرین کے گورنر تھے۔ اور مروان بن الحکم کا جو قصہ پیش آیا اس میں انہی کی کوشش ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہو اور انہوں نے عمر پائی ہو۔ اس واسطے کہ ان کے والد حالت کفر پر مرے تھے۔

ان کی اولاد میں سے منصور بن عبد اللہ بن الاحوص ہے ان کا بی مروان کے زمانہ میں شام میں ذکر تھا۔ ان کے بیٹے عبد اللہ بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے کسی علاقے پر مقرر تھے۔ موطا میں زید بن اسلم کی سند سے سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ احوص شام میں اس وقت فوت ہوئے جب ان کی بیوی تیسرے حیض کے خون میں داخل ہوئی۔ تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ کیا مسئلہ ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”ان کی بیوی کا میراث میں کوئی حصہ نہیں“۔ اسے ابن عیینہ نے زہری کے حوالہ سے سلیمان بن یسار سے نقل کیا کہ الاحوص بن فلاں یا فلاں بن الاحوص، پھر اس طرح کی بات ذکر کی ہے۔ ابن الحداد نے کہا ہے: زیادہ قوی بات یہ ہے کہ یہ قصہ احوص کے بارے میں ہے وہ ابن عبد ہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ ان کے بیٹے عبد اللہ بن الاحوص کا ہو، بہر حال زہری سے ابن عیینہ کی روایت میں کسی کا نام مذکور نہیں ہے۔

۵۳) الاحوص بن مسعودؓ

بن کعب بن عامر بن عدی الانصاری، خویصہ اور حویصہ کے بھائی، عدوی نے ”انساب الانصار“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ احد اور بحد کے واقعات میں حاضر تھے، ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۴) أخیحة بن أمیةؓ

بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جمح الجمعی، صفوان کے بھائی ہیں ان لوگوں میں سے ہیں جن کی تالیف قلب مطلوب تھی۔

اسد الغابۃ (ت ۵۰) * أخرجه الترمذی فی کتاب الحج باب ما جاء فی عمرة رمضان (الحديث ۹۳۹) بلفظ عمرة فی رمضان تعدل حجة

اسد الغابۃ (ت ۵۰) * أخرجه الامام مالک فی کتاب الطلاق، باب ما جاء فی الاقراء وعدة الطلاق و طلاق الحائض (الحديث ۱۷۵۳)

اسد الغابۃ (ت ۵۲) * اسد الغابۃ (ت ۵۳) الاستيعاب (ت ۱۶۰).

اسے عبدان المرزوی نے بشر بن تمیم وغیرہ کی سند سے نقل کیا ہے۔ ان کے پوتے ابوریحانہ علی بن اسید بن احمہ ہیں جو عبد اللہ زہیرؓ سے جنگ میں حجاج بن یوسف کے ساتھ تھے۔

۵۵) أَخِيعة (حائے مہملین سے تصغیر ہے)

ابن الجلاح (جیم کے ضمہ لام متحرک آخر میں حائے مہملہ ہے) امام مالک نے مؤطا میں ^۱یحییٰ بن سعید کی سند سے عروہ بن زہیر سے نقل کیا ہے کہ انصار کے ایک شخص تھے جنہیں احمہ بن الجلاح کہا جاتا تھا ان کا ایک چچا ہوا کرتا تھا جو ان سے کم عمر تھا جو اپنے ماموں کے ساتھ رہتا تھا، کسی طرح احمہ نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا تو اس کے ماموں ان سے کہنے لگے: ہم اصلاح و مرمت کے اہل تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ مضبوط ہو گیا تو ہم اس پر غالب آ جائیں گے اور اس کے معاملہ کا حق اس کے چچا کے بارے میں ہے۔ عروہ نے کہا: اسی وجہ سے قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

میں کہتا ہوں: میں انساب الانصار میں اس احمہ کے نسب پر مطلع نہیں ہو سکا۔ بعض وہ لوگ جنہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں تالیف کیا ہے ان کا گمان ہے کہ وہ احمہ بن الجلاح بن حریش ہے جسے خراش بن جحجھی بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن مالک بن الاوس کہا جاتا ہے، سلمیٰ بنت عمرو الخزرجیہ اُس کے عقد میں تھیں پھر سلمیٰ نے احمہ کے بعد ہاشم بن عبد مناف سے شادی کر لی جن سے عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کے دادا پیدا ہوئے۔ اور انہی کا خیال ہے کہ عمرو بن احمہ وہی ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے، عورتوں کے پچھلے مقام میں وہلی کرنے کی نہی روایت کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن السائب ان سے روایت کرتے ہیں وہ یہی ہیں۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے والد احمہ کے لیے صحابی ہونا ثابت ہو جائے۔

جبکہ ابن عبد البر ^۲ نے اس کا بڑے زور شور سے انکار کیا ہے اور انہوں نے ”الاستیعاب“ میں کہا ہے: ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ نبی ﷺ سے روایت کرنے والے لوگوں میں کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے خزیمہ بن ثابت سے سنا ہے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں: ^۳ اسی بات کی مجھے سمجھ نہیں آتی، کیونکہ احمہ قدیم ہیں وہ عبد المطلب کے ماں شریک بھائی ہیں۔ لہذا یہ محال ہے کہ اس قدر قدیم آدمی خزیمہ سے روایت کرے۔ اور ان سے عبد اللہ بن علی بن السائب روایت کریں۔ فرماتے ہیں: ہو سکتا ہے یہ عمرو بن احمہ کے پوتے ہوں، یعنی انہوں نے اپنے دادا کا نام رکھا ہو۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے جو کچھ کہا اس کی تعین نہیں ہوئی، بلکہ ہو سکتا ہے کہ احمہ بن الجلاح کسی اور عمرو کے والد ہوں جو احمہ بن الجلاح مشہور کے علاوہ کوئی شخص ہو۔ مرزبانی نے عمرو بن احمہ کا معجم اشعراء میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے وہ مختصری ہیں یعنی انہوں نے جاہلیت و اسلام کا دور پایا ہے، اور ان کا ایک شعر بھی پڑھا جو انہوں نے اس وقت کیا جب حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس خطبہ دیا۔ احمہ بن الجلاح مشہور شخص ہیں یہ زمانہ جاہلیت میں تھے اور اپنی قوم میں شریف انسان شمار ہوتے تھے۔ نبی ﷺ کی ولادت سے کافی عرصہ پہلے فوت ہو گئے۔

ان کی اولاد سے محمد بن عقبہ بن الجلاح ہیں جن کا نام زمانہ جاہلیت میں محمد اس امید سے رکھا گیا کہ شاید وہ مبعوث ہونے

^۱ اخبرجہ الامام مالک فی کتاب العقول، باب ما جاء فی میراث العقل والتفلیظ فیہ (الحديث ۱۶۶۹).

^۲ الاستیعاب (۲۲۳/۱) ^۳ ایضاً

الاصحاب في عصر الصحابة (جلد ۱)

والے نبی نہیں۔ یہ محمد زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے۔ البتہ ان کے بیٹے منذر بن محمد اسلام لے آئے اور بدر وغیرہ جنگوں میں شریک رہے۔ نبی ﷺ کی زندگی میں میر معونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔

احمد کی اولاد میں سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے وہ یہ ہیں: عیاض بن عمرو بن بلال بن بلیل بن احمد وہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، جبکہ عمرو اور بلیل جو بلال بن احمد کے بیٹے ہیں وہ بھی احد میں حاضر تھے، کسی نے بھی ان کے آباء و اجداد کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔

اسی طرح احمد بن الجلاح کی اولاد سے فضالہ بن عبید بن ناقد بن قیس بن الاضر بن جحجیح ہیں جن کی والدہ محمد بن عقبہ مذکور کی بیٹی ہیں۔ یہ چند و لائل ان لوگوں کے وہم کو واضح کرتے ہیں جنہوں نے احمد بن الجلاح اکبر کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عیاض نے ”مشارق“ میں کہا ہے: مؤطا میں جو روایت آئی ہے اس کی وجہ سے بعض کو وہم ہو گیا ہے، وہ کہتے ہیں: احمد جاہلی ہیں انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا، اور الانصار اسلامی نام ہے جو اوس اور خزرج قبیلوں کے لئے مختص ہے لہذا انہیں انصاری کیسے کہا جاسکتا ہے؟ نیز عیاض نے کہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لفظ میں تساہل ہوا ہے جب اس کا تعلق مذکورہ قسم سے ہے۔ اور یہ (انصار) نام ان کا نسب بن گیا تو انہیں ان میں ذکر کر دیا کیونکہ یہ ان کے بھائی تھے۔

اور ان کی طرف سے یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ان کی وفات زمانہ جاہلیت میں ہوئی، اور قاضی ابو عبد اللہ بن الخضاء نے رجال مؤطا میں عجیب بات کی ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ احمد بن الجلاح قدیم الوفا ہیں اور ان کے حالات بیان کرتے ہوئے انہیں یہ گمان ہو گیا کہ انہوں نے اسلام کے زمانے تک عمر پائی۔ اور امام مالک رحمہ اللہ نے انہی سے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ عروہ نے ان کا زمانہ نہیں پایا، ان کے ساتھ جو کچھ پیش آیا وہ جاہلیت میں ہوا۔ مذکورہ روایت دراصل وہ قصہ ہے جو انہوں نے جاہلیت میں فیصلہ کیا تھا۔ اسلام نے اسے برقرار رکھا۔

تو کبھی انہیں یوں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا ہے اور کبھی کہتے ہیں اسلام کا زمانہ نہ پاسکے، جہاں تک قصہ والے صحابہ ہیں جو کچھ میری سمجھ میں آتا ہے وہ کوئی اور ہیں۔ گویا وہ عمرو بن احمد کے والد ہیں جو خزیمہ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ لہذا احمد صحابی عمرو کے والد، احمد بن الجلاح جو محمد بن عقبہ کے دادا ہیں جو جاہلی اور قدیم شخص ہیں ان کے علاوہ ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ چھوٹے بڑے کے پوتے ہوں، ان کا نام ان کے والد ان کے دادا اور ان کے بیٹے کے نام جیسا ہو۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد خاء ہے

(۵۶) الاخرم

رسول اللہ ﷺ کے شہسوار ہیں ان کا نام محرز بن نھلہ ہے جو ان شاء اللہ تعالیٰ حرف میم میں آئے گا۔

(۵۷) الاخرم الہجیمی

عبدالغنی اور ابن ماکولا نے کہا ہے ان کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا ہے۔ خلیفہ بن خیاط نے اور بخاری نے اپنی تاریخ میں

اور بغوی نے یحییٰ بن الیمان الجلی کی سند سے بنی تم لات کے ایک شخص سے روایت ہے جس کا نام عبد اللہ ہے وہ عبد اللہ بن افرم سے وہ اپنے والد سے۔ اور انہیں شرف صحبت حاصل ہے، فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے ذی قار کے دن فرمایا: یہ دن ہے جس میں عرب عجم سے آدھے ہو گئے۔“ ابن ماکولانے الاخرم الہجیمی اور الاخرم بن نسبت والے میں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ دونوں ایک ہیں۔ اور حدیث بھی ایک ہے (جیسا ہم نے کہا) ابن عبد البر* نے بھی ان کی کسی قبیلے کی طرف نسبت بیان نہیں کی، بلکہ یوں کہا: مجھے ان کے نسب کا علم نہیں۔

۵۸) الاخرم بن ابی العوجاء السلمي

زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان افرم کو پچاس آدمیوں کے ایک سریہ میں سات ہجری کو بنی سلیم کی طرف بھیجا، جن میں سے عمومی صحابہ شہید ہو گئے اور ابن ابی العوجاء زخمی حالت میں پہنچ گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ محرز بن نضلہ ہوں۔

۵۹) الاخضر بن ابی الاخضر الانصاری

ابن السکن نے ان کا تذکرہ کیا ہے، اور حارث بن حمیرہ کی سند سے جابر جلی، محمد بن علی بن الحسین وہ اپنے والد سے وہ اخضر بن ابی اخضر سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

”میں قرآن نازل کرنے (کے انکار) پر جنگ کرتا ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) قرآن کی تفسیر (کے انکار) پر جنگ کرتا ہے۔“*

ابن السکن نے کہا ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں غیر مشہور شخص ہیں، اور ان کی حدیث کی سند میں تا مل ہے۔ دارقطنی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جابر اس حدیث کی روایت میں آکیلا ہے اور جابر رافضی ہے۔

۶۰) الاخنس السلمي

معن بن یزید کے دادا، ان کے والد کا نام خبیب ہے، بعض نے خباب کہا ہے، اسے طبری، ابن سکین وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا: بنی سلیم کے وفد میں اخنس بن یزید تھے۔ اور بغوی نے معن کے حالات میں یزید بن ابی خبیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ معن بن یزید بن الاخنس السلمي، ان کے والد اور ان کے دادا تینوں بدر میں شریک تھے، ان کے علاوہ کوئی شخصیت ہمیں ایسی معلوم نہیں جو خور، اس کا بیٹا اور پوتا مسلمان ہو کر اس غزوے میں شریک ہوئی ہو۔

ابن حبان* اپنی صحیح میں صفوان بن عمرو کی سند سے سلیم بن عامر سے، امامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں کہ یزید بن

* أخرجه الطبرانی في "المعجم الكبير" (الحديث: ج ۲ ص ۳۴) وذكره الهندي في "كنز العمال" (الحديث: ۳۰۳۰۱)

* الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۶۷)

* ذكره الهندي في كنز العمال (الحديث ۳۲۹۶۸)

* إسناده الغاية (ت ۵۸)

* أخرجه ابن حبان في صحيحه (الحديث: ۴۸۵۵)

الْاَخْنَسُ بْنُ اَبِي سَلَمَةَ (جلد ۱)

الاخنس السلمي نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، پھر ان کا قصہ نقل کیا۔ اور بخاری نے، ابو الجویریہ کی سند سے معن بن یزید سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ ابن مندہ یہ سمجھتے ہیں کہ معن کے دادا کا نام ثور ہے اس لئے انہوں نے ان کا تذکرہ حرف عامہ میں کر دیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۱) الاخنس بن شریق

بن عمرو بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ بن عبد العزی بن غیرہ بن عوف بن ثقیف النضی، ابو ثعلبہ، بنی زہرہ کے حلیف، ان کا نام ابی ہے، ان کا لقب اخنس اس وجہ سے پڑ گیا کیونکہ جب انہیں یہ خبر مل گئی کہ ابوسفیان تجارتی قافلہ لے کر یثرب نکلے ہیں، تو وہ بدر سے بنی زہرہ کو لے کر واپس آ گئے۔ تو لوگ کہنے لگے: ”اخنس بنی زہرہ کو واپس لے آیا۔“ یوں ان کا نام اخنس پڑ گیا۔ اس کے بعد اخنس مسلمان ہو گئے، یہ مولاۃ القلوب میں سے تھے، غزوہ حنین میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں ان کی وفات ہوئی۔ اسے ابو موسیٰ نے ابن شاہین سے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: ہم سے محمد بن ابراہیم، ان سے محمد بن یزید اپنے راویوں سے روایت کرتے ہیں، اسی طرح ابن فتحون نے اس بات کو طبری سے روایت کیا ہے۔

ذہبی نے زہریات میں صحیح سند سے زہری، سعید بن المسیب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابوسفیان، ابو جہل اور اخنس تینوں ایک رات جمع ہوئے کہ چپ کر قرآن سنتے ہیں۔ پھر اس قصہ کو ذکر کیا۔ اسی قصہ میں ہے: اخنس ابوسفیان کے پاس آ کر کہنے لگے: تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میں سمجھتا ہوں لیکن انکار کرتا ہوں، ابوسفیان نے ان سے کہا: تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: میں تو اسے حق سمجھتا ہوں۔

ابن عطیہ نے سدی سے نقل کیا ہے کہ اخنس نبی ﷺ کے پاس آئے اسلام کا اظہار کیا اور کہنے لگے: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ پھر کسی وجہ سے بھاگ نکلے، مسلمانوں کی ایک بستی سے گزر رہا تو ان کا کھیت جلا ڈالا اور ایک آزاد شخص کو قتل کر دیا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

”انسانوں میں کوئی تو ایسا ہے جس کی باتیں دنیا کی زندگی میں تمہیں بہت بھلی معلوم ہوتی ہیں اور اپنی نیک نیتی پر وہ بار بار خدا کو گواہ ٹھہراتا ہے، مگر حقیقت میں وہ بدترین دشمن حق ہوتا ہے، جب اسے اقتدار حاصل ہو جاتا ہے تو زمین میں اس کی ساری دوڑ دھوپ اس لئے ہوتی ہے کہ فساد پھیلانے، کھیتوں کو غارت کرے اور نسل انسانی کو تباہ کرے، حالانکہ اللہ فساد کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور جب اس سے کہا جاتا ہے کہ اللہ سے ڈرو اپنے وقار کا خیال اسے گناہ پر جمادیتا ہے، ایسے شخص کے لیے تو بس جہنم ہی کافی ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔“ (البقرہ: ۲۰۴، ۲۰۶)

ابن عطیہ کہتے ہیں: یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ اخنس مسلمان ہوئے ہوں۔

میں کہتا ہوں: جن لوگوں کا پہلے ذکر ہوا انہوں نے اخنس کا صحابی ہونا ثابت کیا ہے۔ اس کا عین احتمال ہے کہ وہ اسلام

✽ أخرجه الإمام أحمد في "مسنده" (الحديث ج ۳ ص ۴۷۰) وأخرجه أبو يعلى في مسنده (الحديث: ج ۳ ص ۱۲۲)

✽ اسد الغابۃ (ت ۵۷)

لائے پھر (نعوذ باللہ) مرتد ہوئے اور پھر مسلمان ہو گئے ہوں۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد وال ہے

(۶۲) (ن) الادرس الجنی ارقم میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

(۶۳) الادرع السلمي

ابن ماجہؒ نے سعید المقری کی سند سے اورع بن شحہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں ایک رات نبی ﷺ کی پہرہ داری کے لیے نکلا، تو اچانک ایک شخص کی میت نظر آئی، رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے، تو کسی نے کہا: یہ عبداللہ ذوالجنادین ہیں۔ (المحدث)
ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے اسی سند سے ہی ہم جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس سند میں موسیٰ بن عبیدہ الربیعی ہے جو ضعیف ہے۔ یہ قصہ زید بن اسلم کی سند سے ابن اورع سے بھی روایت کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

(۶۴) الادرع ابو الجعد الضمری

اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ تذکرہ آنے والا ہے۔

(۶۵) (ن) ادريس

ان آٹھ صحابہ جن میں سے ہیں جنہوں نے حبشہ سے ہجرت کی، ابراہمہ میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

(۶۶) (ن) ادھم بن حطرۃ اللخمی الراشدی

ازہبی راشدہ بن اذینہ بن جذیلہ بن غنم، ابن ماکولاؒ نے کہا: وہ صحابی ہیں۔ سعید بن عفیر نے اہل مصر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اتفاق سے ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی نے کہا ہے کہ ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب الالف جس کے بعد ذال ہے

(۶۷) اذینۃ بن سلمہؒ

بن الحارث بن خالد بن عائد بن سعد بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن یحییٰ بن عبد القیس العبیدی، عبد الرحمن کے والد اور بعض

اسد الغابہ (ت ۵۹) الاستیعاب (ت ۱۶)

اخرجه ابن ماجہ فی کتاب الجنائز، باب ما جاء فی حفر القبر (الحديث: ۱۵۵۹)

الاکمال (ج ۱ ص ۲۱)

اسد الغابہ (ت ۶۳) الاستیعاب (ت ۱۳۸)

نے کہا ہے: وہ اذینہ بن حارث بن یحمر بن عمرو بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن مکر بن عبد مناف بن کنانہ اللیثی ہیں۔ یہ دونوں نسب مختلف ہیں۔ جبکہ ابن عبد البرؒ نے پہلے کو صحیح قرار دیا ہے۔ فرمایا: کچھ لوگوں نے ان کے متعلق یوں کہا ہے: اثنی۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے، رشاطی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ ثن بن انصی بن عبد القیس ہے۔ لہذا اثنی اور العبدی میں کوئی مغایرت نہیں ہے۔

ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں: شاید جس نے انہیں کنانی منسوب کیا ہے تو اس نے انہیں ابن اذینہ مشہور شاعر کا والد سمجھ لیا ہے۔ وہ یہ نہیں ہیں۔ اور ان اذینہ کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ وہ عبد الرحمن کے والد اور بصرہ کے قاضی ہیں۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے۔ پھر انہیں تابعین میں بھی ذکر کر دیا۔ اور عسکری کہتے ہیں: وہ بصرہ میں حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں عبد القیس کے سردار تھے، جنگ جمل میں موجود تھے، اور ان کا اس میں ذکر ہے۔ مدائنی کہتے ہیں: وہ قبیلہ عبد القیس کے پہلے رئیس ہیں۔ ان پر ان کی ریاست منذر بن جارد سے پہلے تھی۔ اذینہ زیاد کے کئی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام عبد اللہ تھا ان کا امیر معاویہ بن ابی سفیان اور مہلب بن ابی صفرہ کے ساتھ بھی ذکر ہے۔

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں نقل کرتے ہیں ہم سے ابوالاحوص نے ابواسحاق بن عبد الرحمن بن اذینہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

”جس نے کوئی قسم کھائی اور پھر اسے اس سے اچھی چیز مل گئی تو اسے چاہیے وہ چیز اختیار کر لے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دے۔“

طبرانی، بغوی، ابن شاپین، ابن سکین اور ابو عمرو بہ سمیت کئی لوگوں نے اپنی کتابوں میں ابوالاحوص کی سندوں سے ان کا تذکرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے اور بغوی نے کہا: جہاں تک میرا علم ہے کہ اذینہ نے اس کے علاوہ کچھ اور روایت کیا ہو۔ اور نہ ابواسحاق سے سوائے ابوالاحوص کے کوئی روایت کرتا ہے اور ابن السکن نے کہا ہے: کہا جاتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ ان کی مرفوع حدیث ابوالاحوص کے سوا کوئی روایت کرتا ہو اور وہ ثقہ ہیں۔ البتہ اس میں ان کے نبی ﷺ سے سماع کا ذکر نہیں۔

اور ترمذیؒ نے اسے ”علل مفردہ“ میں بواسطہ قتیبہ، ابوالاحوص سے نقل کیا ہے اور امام بخاریؒ نے اپنی ”تاریخ کبیر“ میں کہا ہے کہ اذینہ العبدی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے اور وہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ ابو نعیمؒ کوئی نے انہیں اہل کوفہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے اور امام مسلمؒ نے تابعین کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا ہے۔ ان کی احادیث جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ ہیں انہیں عبد الرزاق حسن عریٰ کی سند سے عبد الرحمن بن اذینہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، پھر اپنا قصہ ذکر کیا۔

❖ الاستیعاب (ج ۱ ص ۲۲۲)

❖ اسد الثغابہ (ج ۱ ص ۶۷)

❖ الثقات (ج ۴ ص ۶۰)

❖ أخرجه ابوداؤد الطيالسي في مسنده (الحديث ۱۳۷۰) وأخرجه الطبراني في المعجم الكبير (الحديث ج ۱ ص ۸۷۳).

❖ التاريخ الكبير (ج ۱ ص ۶۱)

❖ معرفة الصحابة (۲۸/۳)

اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے "العلل المفردہ" میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے اس روایت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا: مرسل ہے اور اذینہ نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا ہے۔ انہی سے عمرو بن دینار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح کہا ہے اگر ان کا یہ قول کہ "انہی سے" امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ کی گفتگو ان کے بارے میں مختلف ہے اس واسطے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے اور ابو حاتم رازی نے ان کی پیروی کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے کہا ہے: اذینہ العبیدی بصری ہیں نبی ﷺ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: پھر (ابن ابی حاتم نے) کہا: اذینہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے ان سے عمرو بن دینار اور محمد بن الحارث نے، ابن عیینہ نے کہا ہے: وہ عمان کے رہنے والے تھے، اسی طرح ابن حبان نے دونوں باتوں میں فرق کیا ہے، اگر یہ قول "انہی سے عمرو بن دینار" والا امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول ہے تو انہیں وہم ہوا ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد را ہے

۶۸ (ز) اربد بن جبیر

بعض نے ابن جزہ اور بعض ابن حمیر اور ابن حمیر تفسیر اور تشدید سے کہا ہے اس آخری والے کو ابن ماکولہ نے معتبر کہا ہے، پہلے قول کو ابن مندہ نے جریر بن حازم کی سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے، ابن اسحاق نے انہیں حبشہ اور مدینہ ہجرت کرنے والوں اور اہل بدر میں ذکر کیا ہے۔

۶۹ اربد بن مغشی

ان کی کنیت ابو غشی ہے اور ان کی زیادہ شہرت کنیت سے ہے۔ ان شاء اللہ کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا، کچھ لوگ کہتے ہیں: ان کا نام سوید ہے۔

۷۰ اربد خادم رسول ﷺ

ابن مندہ نے اپنی تاریخ میں اصغ بن زید کی سند سے سعید بن ابی راشد، زید بن علی بن الحسین سے وہ اپنی دادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ان کی وہ حدیث جس میں ان کا ذکر ہے روایت کرتے ہیں، ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۳۲۹)

النفقات (ج ۴ ص ۵۹)

اسد الغابۃ (ت ۶۴) الاستیعاب (ت ۱۴۱)

الاکمال (ج ۲ ص ۵۱۷)

اسد الغابۃ (ت ۶۶)

اسد الغابۃ (ت ۶۵)

۴۱) ارطاة بن الحارث

انہیں وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے، یہ معاویہ بن صابر کا قول ہے شاید وہ بعد والے ہوں۔

۴۲) ارطاة بن کعب*

بن شراحیل بن کعب بن سلمان بن عامر بن حارث بن سعد بن مالک بن النخع، ابن شاپین نے ضعیف سند سے عبد بن عاصم النخعی، قیس بن کعب النخعی کے سلسلہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اور ان کے بھائی ارطاة بن کعب اور ارقم بنی مکیؓ کے پاس آئے۔ اور وہ دونوں سب سے زیادہ حسین اور صاحب نطق تھے، آپ علیہ السلام نے انہیں اسلام کی دعوت دی وہ دونوں اسلام لے آئے۔ اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور ارطاة کے لئے ایک تحریر لکھوائی۔ انھیں جھنڈا باندھ کر دیا، وہ جنگ قادسیہ میں اسی جھنڈے سمیت حاضر ہوئے تھے۔ فرماتے ہیں: وہ جھنڈا ان کے بھائی زید بن کعب نے پکڑا پھر وہ قتل ہو گئے۔ اور رشاطی نے اس کا ابن النخعی سے ایسا ہی ذکر کیا ہے اور ان کے بھائی کا نام درید بن کعب بتایا ہے، اسی طرح کا قول ابن سعد نے طبقات میں اختیار کیا ہے، فرمایا: ارطاة بن شراحیل بن کعب از بنی حارث بن سعد بن مالک بن النخع، اور ابن ہشام النخعی اپنے والد سے وہ نفع کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور ہمیش جن کا نام ارقم ہے بنی مکیؓ کے پاس آئے۔ عنقریب ارقم میں آ رہا ہے۔

ارطاة کا ذکر دوسرے طریقے سے بھی ہے۔ ابن ابی شیبہ* نے کہا: ہم سے اور یس نے، حنشل بن الحارث سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: نفع قبیلہ کے لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے، آپ ان کے پاس آئے انہیں شمار کیا تو وہ ڈھائی ہزار تھے ان کے امیر ارطاة تھے، پھر فرمایا: مجھے تم لوگوں میں مردوت چار زانو بیٹھی نظر آتی ہے اپنے عراقی بھائیوں کی طرف جا کر جنگ کرو۔ انہوں نے عرض کیا: ہم شام کی جانب روانہ ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: عراق جاؤ! چنانچہ وہ عراق کی طرف چل نکلے۔ اور ابولعیم نے اسے حنشل سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ابو الحارث کو اس کا تذکرہ کرتے سنا، فرمایا: ہم یمن سے آئے اور مدینہ پڑاؤ کیا۔ حضرت ہم لوگوں کی طرف آئے، قبیلہ نفع میں گھومے... اسی طرح کا مفہوم ہے۔ ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے: ہم لوگ جنگ قادسیہ میں آئے جس میں ہمارے بہت سے افراد شہید ہوئے اور باقی لوگوں میں سے کم ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: قبیلہ نفع اکیلا بڑے کام کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔

۴۳) الارقم بن ابی الارقم*

ان کا نام عبد مناف بن اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا ابو عبد اللہ کنیت رکھتے تھے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کی والدہ تمنا ضربت جذیم سہمیہ تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ امیہ بنت عبد الحارث خزانہ تھیں۔ ساتھین اولین میں سے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ

* اسد الغابۃ (ت ۶۸)

* ذکرہ ابن الاثیر فی اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۶۹)

* اخراجہ ابن ابی شیبہ فی مصنفہ (الحديث ج ۱۲ ص ۵۷۰)

* اسد الغابۃ (ت ۷۰) الاستیعاب (ت ۱۳۳) تجرید اسماء الصحابہ (ج ۱ ص ۱۱)

در الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) ۹۱

وہ دس آدمیوں کے بعد ایمان لے آئے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر بدری صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا ہے۔ حاکم * نے (اپنی) مستدرک میں ان کے حالات میں روایت کیا ہے: ایمان لانے والوں میں وہ ساتویں شخص ہیں۔ ان کا گھر کوہ صفا پر تھا، یہ وہی گھر ہے جس میں رسول اللہ ﷺ (پھیل جانے کے زمانہ) میں بیٹھا کرتے تھے۔ اور اس گھر کا لمبا قصہ ذکر کیا ہے۔ ارقم رضی اللہ عنہ نے اسے روکے رکھا تھا اس کے بعد ان کے پوتوں نے ابو جعفر منصور کو بیچ دیا۔ ابن مندہ نے اسے حاکم کی سند سے زیادہ قوی سند سے نقل کیا ہے اور وہ یوں ہے کہ عبد اللہ بن عثمان بن الارقم سے روایت ہے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں وہ بدری صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک ان کے اس گھر میں رہے جو کوہ صفا پر تھا یہاں تک کہ چالیس مسلمان ہو گئے۔ ان سب سے آخری اسلام لانے والا شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ جب چالیس اشخاص پورے ہو گئے تو باہر نکلے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے عثمان بن الارقم بن ابی الارقم عن ابیہ کی سند سے روایت کیا ہے اور الارقم اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص جمعہ کے روز (نمازی) لوگوں کی گردنیں (آگے جانے یا پیچھے آنے کے لئے) پھلانگتا ہے، امام (خطیب) کے باہر نکل چکنے کے بعد دو آدمیوں کو چدا کرتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہے جو اپنی آنتوں کو جہنم میں گھسیٹے گا۔“ * اسے حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔

لیکن دارقطنی نے افراد میں کہا ہے کہ اس روایت میں ہشام بن زیاد متفرد ہیں۔ ان کا نام ابوالمقدام (زیادہ مشہور ہے) ناقدین نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔ اسی طرح حاکم نے روایت کیا ہے کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ نے وصیت کی کہ ان کا جنازہ حضرت سعد بن ابی وقاص پڑھائیں۔

ابن مندہ نے ابراہیم بن الہمد رکی سند سے نقل کیا ہے فرمایا کہ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کی وفات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مکین ہجری میں ہوئی۔ پھر ایک کمزور سند سے عثمان بن الارقم سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میرے والد کا انتقال ۵۳ ہجری میں ہوا اس وقت ان کی عمر پچاسی سال تھی۔ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اُن کا جنازہ پڑھایا۔ ابونعیم * اور عبد البر * نے منقطع سند سے نقل کیا ہے کہ ان کا انتقال اسی دن ہوا جس دن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔ ابن عبد البر نے اسے اس بات پر محمول کیا ہے کہ اس سے مراد ان کے والد ابو الارقم ہیں۔ جیسا کہ ان کے حالات میں آئے گا۔ حضرت ارقم رضی اللہ عنہ بدروا حد اور بعد کے تمام واقعات میں موجود تھے۔ اور نبی ﷺ نے انہیں مدینہ میں ایک گھر بطور جاگیر دیا تھا۔ اور ابن عبد البر نے یہ بھی کہا ہے کہ ابن ابی حاتم کو ان کے بارے میں وہم ہوا ہے اس لیے انہوں نے ان ارقم کو عبد اللہ بن ارقم کا والد بنادیا، یعنی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بیت المال پر مقرر تھے یہ زہری ہیں

* التاريخ الكبير (ج ۲ ص ۴۶)

* اخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۵۰۲)

* اخرجه الامام احمد في مسنده (الحديث ج ۳ ص ۴۱۷) و اخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۵۰۲)

* معرفة الصحابة (ج ۲ ص ۳۷۸)

* الاستيعاب (ج ۱ ص ۱۳۱)

اور پہلے مخزومی ہیں۔ اور زہری کے والد کا نام عبد یغوث بن وہب بن عبد مناف تھا۔
میں کہتا ہوں: طبرانی * نے ثوری کی سند سے ابن ابی لیلیٰ سے نقل کیا ہے، وہ الحکم سے وہ مقسم سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارقم بن ابی ارقم زہری کو سعایہ (صدقات کی وصول یابی) پر مقرر فرمایا، انہوں (ابورافع) نے رسول اللہ ﷺ کے غلام کو پیچھے چلنے کو کہا، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ابورافع صدقہ محمد (ﷺ) اور آل محمد (ﷺ) پر حرام ہے۔ جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ارقم زہری کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے لیکن شعبہ نے اسے حکم کے واسطے سے مقسم سے روایت کیا ہے۔ فرمایا کہ بنی مخزوم کے کسی شخص کو مقرر کیا اسی طرح ابوداؤد * وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اس کی سند پہلی سے زیادہ صحیح ہے۔

۴۳) الارقم بن ابی الارقم الزہری

ان سے پہلے والے حالات میں میں نے ان کی حدیث ذکر کر دی ہے۔

۴۵) الارقم بن حُفَیْئَةُ التَّجِیبِی

از بنی نصر بن معاویہ۔ ابن مندہ کہتے ہیں، میں نے ابن یونس کو فرماتے سنا: وہ فتح مصر میں حاضر تھے، انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار کیا جاتا ہے، عبد اللہ بن ارقم بن حُفَیْئَةُ کی سند سے ان کے والد سے روایت ہے فرمایا کہ انہوں نے اور ان کے بیٹے نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروایا۔

۴۶) الارقم بن عبد اللہ *

بن الحارث بن بشر بن یاسر النخعی، بعض نے ابن زید بن مالک النخعی کہا ہے۔ انہیں قاصد ہونے کی حیثیت سے نبی ﷺ کے پاس آنے کا شرف حاصل ہے۔ بعض نے کہا ہے ان کا نام اوس ہے اور بعض نے جیسس کہا ہے، یہی صحیح ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۴۷) الارقم الجتنی

ان جنات میں سے ہیں جنہوں نے قرآن سنا اور ان کا تعلق نصیبین سے ہے، اسماعیل بن ابی زیاد نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”اور جب ہم نے تمہاری طرف جنات کا ایک گروہ بھیجا تو قرآن سنتے تھے“۔ (سورۃ الاحقاف: ۲۹)

فرماتے ہیں وہ نو افراد تھے جن کے نام یہ ہیں: (۱) سلیط (۲) شاصر (۳) خاضر (۴) حاسا (۵) مسا (۶) یحکم (۷) ارقم (۸) اورس (۹) حاصر۔ میں نے انہیں تجوید کے ساتھ مغلطائی کے خط (تحریر) سے نقل کیا ہے۔

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱۱ ص ۳۷۹)

* اخرجہ ابوداؤد فی کتاب الزکوۃ، باب الصدقة علی بنی ہاشم (الحديث: ۱۶۵۰)

* اسد الغابۃ (ت ۷۱)

* اسد الغابۃ (ت ۷۲)

۷۸ (ز) الاريقط العبدی

از عامر بن الحارث، انہیں اشج العبدی نے اپنے بھتیجے عمرو بن عبد القیس کے ساتھ بطور رہنما نبی ﷺ کی طرف بھیجا، جب انہوں نے آپ ﷺ کی خبر سنی، اور اسلام لے آئے۔ یہ بات اشج کے حالات میں ان شاء اللہ آئے گی۔

باب الالف جس کے بعد ز ا ہے

۷۹ (ا) ازداد

انہیں یزداد بن فضاء الفارسی بھی کہا جاتا ہے۔ بحیر بن ریمان کے غلام ہیں۔ نبی ﷺ سے استنجاء کے بارے میں حدیث نقل کرتے ہیں، جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ ابوحاتم نے کہا ہے: ان کی حدیث مرسل ہے اور کچھ لوگ اسے مسند میں شامل کرتے ہیں۔ ابن الاثیر کہتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: انہیں محبت رسول ﷺ حاصل نہیں ہے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔

۸۰ (ا) الازدق بن عقبہ

ابوعقبہ اشقی ولاء کی وجہ سے ہیں۔ وہ عبید کلدہ ثقفی کے غلام تھے۔ بعض نے کہا: عبدالحارث بن کلدہ کے غلام تھے۔ طائف کے محاصرے کے دوران نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر کے خالد بن سعید بن العاص کے سپرد کر دیا کہ ان کی نگہداشت و تعلیم کا بندوبست کریں۔ تو وہ بنی امیہ کے حلیف بن گئے۔ انہوں نے ان سے رشتے ٹاٹے قائم کر لیے۔ واقدی نے اسے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن اسحاق نے مختصر ا ذکر کیا ہے ابن فہمون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا ذکر حارث بن کلدہ کے حالات میں آ رہا ہے۔ بلاذری نے کہا ہے: ازرق رومی لوہار تھے، انہوں نے سمیہ بنت جحش سے اس وقت شادی کر لی جب یا سرنے انہیں طلاق دے دی، تو ازرق کے ہاں سلمہ کی ولادت ہوئی جو عمار بن ابی جحش کے ماں شریک بھائی ہیں۔ پھر عمار کی اولاد نے عمر اور عقبہ کا دعویٰ کر دیا۔ جو حضرت سمیہ بنت جحش کے علاوہ سے تھے۔ کہ وہ حارث بن ابی ثمر غسانی کی اولاد ہیں اور بنی امیہ کے حلیف ہیں اور مکہ میں انہیں شرافت حاصل ہے، اسی طرح طبری نے اسے ذکر کیا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۷۵)

اخرجه ابن ماجه في كتاب الطهارة باب الاستبراء بعد البول (الحديث ۳۲۹)

الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۳۴)

اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۷۳)

التاريخ الكبير (ج ۸ ص ۴۲۸)

۸۱) ازہر بن خمیصہ

ابو عمرؒ نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے اور یہ ذکر کیا ہے کہ وہ ابو بکر الصديقؓ سے روایت کرتے ہیں۔

۸۲) ازہر بن عبد عوف

بن عبد بن الحارث بن زہرہ بن کلاب القرشی الزہری، عبد الرحمن بن عوف کے چچا اور عبد الرحمن بن ازہر۔ جن کا ذکر آ رہا ہے۔ کے والد۔ ابن عبد البرؒ نے سمجھا ہے کہ وہ ازہر بن عوف ہیں اور عبد الرحمن بن ازہر بن عوف کے بھائی ہیں۔ سو انہیں اس بارے میں وہم ہوا ہے۔ بغوی نے یعقوب بن زید بن طلحہ، زہری، ابوالطفیل کی سند سے حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میری اور محمد بن الحنفیہ کی ستایہ (پانی پلانے کی خدمت) کے بارے میں چچلاش ہوگئی، اس موقع پر طلحہ، عامر بن ربیعہ، ازہر بن عبد عوف اور محمد بن نوفل نے گواہی دی کہ نبی ﷺ نے یہ خدمت فتح مکہ کے روز عباسؓ سے روایت کی تھی۔ اس کی سند میں واقدی ہے اور زہری عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ خلیفہ بنے تو آپ نے حرم کی حدود کو تازہ کرنے کے لیے چار افراد روانہ فرمائے وہ یہ ہیں۔ محمد بن ازہر بن عبد عوف، سعید بن یریوع، حوط بن عبد العزیٰ اسے فاکھی وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ اور طبرانیؒ نے ان ازہر کے حالات میں احمد بن محمد بن نافع طحان کی سند سے احمد بن عمرو بن السرح سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنے ماموں کی کتاب میں عقیل، ابن شہاب، عبد الرحمن بن ازہر وہ اپنے والد سے نقل کردہ دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سے نوش لایا گیا آپ ﷺ اس وقت حنین میں تھے۔

(یاد رہے) یہ طبرانی یا ان کے شیخ کی جانب سے ایک وہم ہے جبکہ ابوداؤدؒ اور نسائی نے اسے ابن السرح سے اسی سند کے ساتھ زہری، عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ازہر بن ابیہ کے سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ لہذا حدیث عبد الرحمن بن ازہر کی سند سے ہے نہ کہ ازہر کی سند سے، اسی طرح صالح بن کیسان نے اسے زہری، عبد الرحمن بن ازہر سے ہی نقل کیا ہے انہوں نے یوں نہیں کہا: ”ان کے والد سے“ اسی طرح ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور محمد بن ابراہیم تمیمی نے اسے خود عبد الرحمن بن ازہر سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

۸۳) ازہر بن منقر

ابو عمرؒ فرماتے ہیں کہ ان سے صرف عیسر بن جابر نے روایت کی ہے، ابن مندہ نے کہا: ان کا تعلق بصرہ کے اعراب (دیہاتیوں)

اسد الغابۃ (ت ۷۶) الاستیعاب (ت ۲۰)

الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۶۹)

اسد الغابۃ (ت ۷۷) الاستیعاب (ت ۱۷) تجرید اسماء الصحابة (۱۷/۱)

الاستیعاب (ج ۱ ص ۷۴)

اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث ج ۱ ص ۱۰۰۳)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب الحدود باب اذا تنازع فی شرب الخمر (الحديث: ۴۴۸۸)

اسد الغابۃ (ت ۷۹) الاستیعاب (ت ۱۸) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

الاستیعاب (۱۶۹/۱)

سے ہے پھر عمیر بن جابر کی سند سے ازہر بن مضر سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی ہے، میں نے سنا آپ ﷺ الحمد للہ سے قراءت شروع فرماتے اور دو سلام پھیرتے تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ غریب روایت ہے جو صرف اسی سند سے مروی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس سند میں علی بن قرین ہے جس کی ابن معین، موسیٰ بن ہارون وغیرہ نے تخریب کی ہے۔

۸۴ (ن) اذہر

سہیل بن عمرو کے غلام ہیں۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے آقا نے انہیں ماء زم زم دے کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ اور قاکبی نے محمد بن سلیمان بن مسول کی سند سے حزام بن ہشام سے وہ اپنے والد سے وہ ام معبد بنی نضہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں: میرے خیمہ کے پاس سہیل کے غلام ازہر گزرے، ان کے پاس پانی کے دو مشکیزے تھے، میں نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نبی ﷺ نے میرے آقا کو ماء زم زم کا ہدیہ بھیجنے کا پیغام لکھا تھا اس لئے میں جلدی جلدی جا رہا ہوں تاکہ مشکیزوں کا پانی خشک نہ ہو جائے۔

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۸۵ اساف بن انمار السلمي

ابن حبان کہتے ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے، ہارودی اور ابن مندہ نے ایوب بن عتبہ کی سند سے ابوالنجاشی، رافع بن خدیج سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: مجھ سے میرے چچا ظہیر بن رافع نے فرمایا: میرے بھتیجے! ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اپنے کھیت کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ تو ان کی یہ بات بنی سلیم کے کسی شخص نے سن لی جنہیں اساف بن انمار کہا جاتا تھا تو انہوں نے ہمارے خسارے پر خوشی کا اظہار کیا اور اشعار بھی کہے، ہمارے شاعر۔ جس کا نام اساف بن مہیک بن مہیک بن اساف تھا۔ نے جواب دیا۔ ابن مندہ نے کہا: یہ روایت غریب ہے جسے ہم اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: سیاق حدیث میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ صحابی ہیں۔

۸۶ اساف بن نہیک

ان سے پہلے والے ترجمہ میں ان کا ذکر ہو گیا ہے۔

۸۷ اسامہ بن اخدری التميمي ثم الشفري

بصرہ میں ٹھہرے، ابن حبان نے کہا کہ وہ مسلمان ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی ایک حدیث ہے جو ان

اسد الغابۃ (ت ۸۰)

اسد الغابۃ (ت ۸۲) الاستیعاب (ت ۲۴) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۷۸)

الثقات (ج ۳ ص ۳)

سے بشیر بن میمون روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ قبیلہ شمرہ نبی ﷺ کے پاس آیا، اس میں ایک بھاری بھر کم جسم والے صاحب تھے جن کا نام "اصرم" تھا، انہوں نے ایک حبشی غلام خریدا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اس کے لیے دعا کریں۔ اور اس کا نام رکھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا نام ہے، انہوں نے عرض کیا: اصرم، آپ نے فرمایا: نہیں (تم) زرہ ہو، تم اس سے کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: چرواہی آپ ﷺ نے ان کی انگلیاں بند کر کے فرمایا: یہ عاصم* (محفوظ) ہے، ان کی حدیث ابوداؤد اور حاکم نے مستدرک میں روایت کی ہے ابن السکن نے کہا: ان کی اس کے علاوہ کوئی حدیث نہیں۔ اسی طرح اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔ اور دوسری روایت سے بشیر سے انہوں نے اسامہ بن اصرم سے نقل کیا ہے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ ہائیں نے ایک غلام خریدا ہے۔* (الحديث)

۸۸ اسامہ بن خزیمہ

ابن عبد البر* نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ ان کی طرف صحابی ہونے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بخاری وغیرہ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابن حبان* نے کہا ہے: اسامہ بن خزیمہ تابعی ہیں۔ جو مرہ بن کعب بنی النضر سے روایت کرتے ہیں۔ جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہاں "جنہیں" ضمیر سے مراد مرہ بن کعب ہیں نہ کہ اسامہ۔

۸۹ اسامہ بن زید

بن حارث بن شراحیل بن عبد العزی بن زید بن امری القیس بن عامر بن نعمان بن عامر بن عبد وڈ بن عوف بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید الملات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرة الکعبی، محبوب کے بیٹے محبوب، ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ بعض کہتے ہیں ابو زید ہے ان کی والدہ ام ایمن نبی ﷺ کی ماما (پرورش کرنے والی) ہیں۔ ابن سعد نے کہا: اسامہ اسلام (کی حالت) میں پیدا ہوئے، رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت وہ بیس سال کے تھے۔ ابن ابی خثیمہ* نے کہا: اٹھارہ سال کے تھے آپ ﷺ نے انہیں ایک بڑے لشکر کا امیر بنایا، لشکر کی روانگی سے پہلے آپ ﷺ کی وفات پا گئے۔ تو ابو بکر بنی النضر نے اس حکم کو نافذ کیا۔ حضرت عمر بنی النضر ان کا اعزاز و اکرام کرتے، اور حکومتی وظیفہ کی ادائیگی میں انہیں اپنے بیٹے عبد اللہ بن عمر بنی النضر پر فضیلت دی، قتلوں کے زمانہ میں حضرت عثمان بنی النضر کی شہادت کے بعد اسامہ یکسو رہے یہاں تک کہ امیر معاویہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں فوت ہوئے۔ وہ دمشق کے مضافات مڑہ میں رہتے رہے۔ پھر واپس آئے اور وادی القری میں سکونت اختیار کر لی، اس کے بعد مدینہ قیام کر لیا یہاں تک کہ مقام

* اخروہ ابوداؤد فی کتاب الادب، باب فی تغییر الاسم القبیح (الحديث ۴۹۵۴)

و اخروہ الحاکم فی المستدرک (الحديث ج ۴ ص ۷۷۲۹) و اخروہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحديث ج ۱ ص ۵۲۳)

* تقدم تخريجه سابقا (عوالہ پہلے گزر چکا ہے)

* اسد الغابة (ت ۸۳) الاستيعاب (ت ۲۵) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

* الاستيعاب (ج ۱ ص ۷۸)

* الثقات (ج ۴ ص ۴۴)

* اسد الغابة (ت ۸۴) الاستيعاب (ت ۲۱)

* الجرح والتعديل (ج ۲ ص ۲۸۵)

حرف میں وفات پائی۔

ابن عبد البر* نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ وہ ۵۳ ہجری میں فوت ہوئے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مذکورہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی، ابو ہریرہ، ابن عباس، اور اکابر تابعین میں ابو عثمان الصہدی، ابو وائل اور دوسرے لوگ شامل ہیں ان کے فضائل بہت زیادہ ہیں ان کی روایت کردہ احادیث مشہور ہیں۔

۹۰) اسامہ بن شریک* الثعلبی

از بنی ثعلبہ بن یربوع، یہ طبرانی اور ابو نعیم* کا قول ہے۔ بعض نے کہا ہے بنی ثعلبہ بن سعد، یہ ابن حبان کا قول ہے اور بعض نے بنی ثعلبہ بن بکر بن وائل کہا ہے جو ابن اسکن امین منہ اور ابن عبد البر کا قول ہے اور ان کے بارے میں الذہبی، الحافظانی بھی کہا ہے، جبکہ الرشاطی نے ان کا تعاقب کیا ہے کہ بکر کا ثعلبہ نامی کوئی بیٹا نہ تھا اور ان کے نسب کے بارے میں ذہبی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بنی ثعلبہ بن سعد بن ذبیان کے فرد ہیں۔ واللہ اعلم

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسامہ بن شریک بنی ثعلبہ کے فرد ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اصحاب السنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے اسی طرح امام احمد، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم رحمہم نے بھی ان کی احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی (روایت کردہ) حدیث ہے: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ کے صحابہ ایسے (متوجہ) بیٹھے تھے گویا ان کے سروں پر پرندے* ہیں اور اس روایت کے کسی سلسلہ میں ہے میں حجۃ الوداع میں نبی ﷺ کے ہمراہ نکلا، ایک قوم آ کر کہنے لگی، یا رسول اللہ ﷺ! بنی یربوع نے ہمیں مار ڈالا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔“*

اور اسامہ بن شریک حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ ازدی، ابن اسکن وغیرہ کئی لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ زیاد بن علاقہ ان سے روایت کرنے میں منفر د ہیں۔

۹۱) (ز) اسامہ بن عمرو الیثی

بعض نے کہا ہے کہ وہ شداد بن الہادی ہیں۔ شین میں آ رہا ہے۔

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۲)

* اسد الغابۃ (ت ۸۵) الاستیعاب (ت ۲۲) تعریض اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

* معرفة الصحابة (۱۸۲/۲)

* اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب الطب باب ما انزل اللہ داء الا انزل لہ شفاء (الحديث: ۳۴۳۶) و اخرجہ الامام احمد فی مسنده

(الحديث: ج ۴ ص ۲۷۸) و اخرجہ ابن حبان فی صحيحہ (الحديث: ۴۸۶) و اخرجہ الحاكم فی المستدرک (الحديث: ج ۴ ص

۳۹۹، ۴۰۰) و اخرجہ البغوی فی شرح السنة (الحديث: ۳۲۲۶)

* اخرجہ النسائی فی کتاب القسامة، باب هل يؤخذ احد بجزيرة غيره (الحديث: ۴۸۵۰) و (الحديث: ۴۸۵۱) و اخرجہ ابن ماجہ فی

کتاب الديات، باب لا یجنى احد علی احد (الحديث: ۲۶۷۲) و اخرجہ البيهقی فی السنن الکبری (الحديث: ج ۸ ص ۲۷)

۹۲ اسامہ بن عمیر

بن عامر بن الاقشر بن عبد اللہ بن حبیب بن یسار بن ناجیہ بن عمرو بن الحارث بن کثیر بن ہند بن طابخہ بن لیان بن ہذیل الہذلی والد ابوالخ۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اصحاب السنن، امام احمد، ابوعوانہ، ابن خزیمہ اور حاکم نے اپنی اپنی صحاح میں ان کی حدیث روایت کی ہے۔ ان کی حدیث ہے: جنین کے روز ہم پہ بارش ہوئی ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔

خليفة کہتے ہیں: وہ بصرہ آئے اور ان سے صرف ان کے بیٹے نے روایت کی ہے یہ حفاظ کی ایک جماعت کا قول ہے۔

۹۳ اسامہ الحنفی

باوردی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے اور معاذ بن عبد اللہ بن حبیب کی سند سے ایک شخص نے اسامہ الحنفی سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت سمیت بازار میں ملاقات کی۔ میں نے ان لوگوں سے کہا: رسول اللہ ﷺ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ تو انہوں نے کہا: کسی قوم کے لیے مسجد کا نشان لگانا چاہتے ہیں۔ (الحديث) ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۹۴ اسحاق الغنوی

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی "تاریخ کبیر" میں اور سہویہ، ابویعلیٰ وغیرہ نے بشار بن عبد الملک المزنی کی سند سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھ سے میری دادی أم حکیم بنت دینار المزنیہ نے اپنی مالکن ام اسحاق الغنویہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اور ان کے بھائی اسحاق نے مکہ سے مدینہ کے ارادے سے ہجرت کی۔ ابھی کچھ ہی راستہ طے کیا تھا کہ ان کے بھائی ان سے کہنے لگے: تم یہاں بیٹھو میں مکہ جا کر اپنا خرچ لے آؤں جو میں بھول گیا تھا۔ وہ کہنے لگیں: مجھے تمہارے بارے میں اس فاسق (یعنی اپنے خاوند) کا خوف ہے کہیں تمہیں مار نہ ڈالے۔ بہر کیف ان کے بھائی انہیں وہاں چھوڑ کر مکہ چلے گئے۔ تین دن کے بعد وہاں سے ایک سوار گزرا تو وہ ان سے کہنے لگا: أم اسحاق! یہاں تم کس وجہ سے بیٹھی ہو؟ وہ کہنے لگیں، اپنے بھائی اسحاق کا انتظار ہے۔ وہ کہنے لگا: اسحاق اب تمہیں نہ ملا،

اسد الغابۃ (ت ۸۶) الاستیعاب (ت ۲۲)

التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۲۱)

اخرجه ابوداؤد في كتاب الصلاة. باب الجمعة في اليوم المطير (الحديث ۱۰۵۷) و اخرجہ النسائی فی کتاب الامامة. باب العذر فی ترك الجماعة (الحديث ۸۵۳) بلفظ كنا مع رسول الله ﷺ بعنین فاصابنا مطر فنادی منادی رسول الله ﷺ ان صلوا فی رحالکم و اخرجہ ابن ماجہ فی کتاب اقامة الصلوة والسنة فيها باب الجماعة فی الليلة المبطرة (الحديث: ۹۳۶) بنحوه و اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۵ ص ۷۴) و اخرجہ ابن خزیمہ فی صحیحہ (الحديث: ۱۱۶۵۸) و اخرجہ ابن حبان فی صحیحہ (الحديث: ۲۰۸) و اخرجہ البیهقی فی السنن الکبریٰ (الحديث: ج ۳ ص ۷۱)

تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۳)

اسد الغابۃ (ت ۸۸) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

التاریخ الکبیر (ج ۲ ص ۱۲۹)

وہ جب مکہ سے نکلا تو تمہارے خاندان نے اسے قتل کر دیا، پھر ان کے مدینہ آنے کی حدیث ذکر کی۔ بشار با، شین کے ساتھ ہے۔ ابن مہین نے انہیں ضعیف کہا ہے۔

۹۵ (ن) اسحاقؒ بغیر نسبت

عبدان نے خالد بن عبد الرحمن کی سند سے اسحاق صحابی رسول ﷺ سے نقل کیا ہے کہ ”نبی ﷺ نے کھجور کو کھولنے اور تر کھجور کا چھلکا اتارنے سے منع فرمایا ہے۔“ اس حدیث کی سند میں انقطاع اور ضعف ہے۔ ابوموسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۹۶ (ن) اسد بن اسید

بن ابی أناس بن زُئیم الکنانی، ان کے والد کا ذکر آ رہا ہے۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں غفل سے نقل کیا ہے کہ اسد بن اسید اور ان کے والد فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔

۹۷ (ن) اسد بن حارثہ الکلبیؒ

ثم العلیٰ اذ بنی علیہم بن حباب، ابو عمرؒ نے کہا کہ وہ اور ان کے بھائی قطن اپنی قوم کی ایک جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کے لیے بارش کی دعا کی درخواست کی۔ ان لوگوں کے شکم اور خطیب قطن بن حارثہ تھے۔ پھر راوی نے فصیح، اکثر غریب الفاظ والی حدیث نقل کی جو ابن شہاب کی عروہ بن الزبیر سے روایت کردہ ہے۔

۹۸ (ن) اسد بن خزیمہ

أسخیل بن احمد الضریر نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے یہ آیت نازل ہوئی: ”کچھ ضروری نہ تھا کہ اہل ایمان سارے کے سارے نکل کھڑے ہوتے۔“ (سورۃ التوبہ: ۱۲۲) مجھے معلوم نہیں کہ قبیلہ مراد لیا ہے یا مخصوص شخص کا نام مراد ہے۔

۹۹ (ن) اسد بن خویلدؒ

حضرت خدیجہ بنت النخع کے نسب میں ہیں۔ ان کی حدیث محمد بن جابر نے سماک اور ان لوگوں سے نقل کی ہے جنہوں نے اسد بن خویلد سے سنا ہے۔ اسی طرح ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ ابو عمرؒ نے کہا: اسد حضرت خدیجہ بنت النخع کے بھتیجے ہیں۔ انہوں نے نبی

اسد الغابۃ (ت ۸۹)

اسد الغابۃ (ت ۹۱) الاستیعاب (ت ۶۹)

الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۴)

اسد الغابۃ (ت ۹۰) الاستیعاب (ت ۲۶)

الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۳)

محدث سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو چیز تمہارے پاس نہیں اسے مت بیچو۔“ عقل نے اس کا ذکر کر کے کہا ہے کہ اس کی سند میں کلام ہے۔ اہل نسب نے عوام، جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے والد ہیں، کے سوا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا کوئی بھائی ذکر نہیں کیا۔ ان (عوام) کا جاہلیت میں انتقال ہو گیا تھا۔ اور نوفل بدر میں کافر مارے گئے تھے۔ بعض کہتے ہیں: انہیں ان کے بھتیجے زبیر رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا، لہذا اس بات کا احتمال ہے کہ یہ اسد نوفل کے بیٹے ہوں، لیکن اہل نسب نے اس کا ذکر نہیں کیا۔

۱۰۰) اسد بن سعید القرضی *

جو لوگ یہود میں سے اسلام لائے ان میں سے ایک ہیں۔ ابن اسکن نے سعید بن بزیغ کی سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قادہ نے بیان کیا کہ قرظہ کے ایک بوڑھے شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ ثعلبہ بن سعید، اسد بن سعید اور اسد بن عبید کے اسلام لانے کا واقعہ ابن ابیہان کی حدیث کی وجہ سے ہے پھر لمبا قصہ بیان کیا کہ اسلام سے پہلے وہ انہیں نبی ﷺ کی آمد کے بارے میں جانتا تھا، جس رات کی صبح فتح قرظہ تھی، تو ان تینوں نے یہود سے کہا: اے یہود یو! اللہ کی قسم یہ (نبی) وہی ہے جس کے اوصاف ہم سے ابن ابیہان نے ذکر کیے تھے۔ سو اللہ سے ڈرو اور اس کا اتباع کرو۔ تو یہود نے ان کی بات کا انکار کر دیا۔ تو یہ تینوں اشخاص قلعہ سے نبی ﷺ کی طرف اتر کر مسلمان ہو گئے۔

اسی طرح اس روایت کو یحییٰ بن محمد بن عباد الشحری کی سند سے ابن اسحاق، عاصم بن عمر، سعید بن المسیب و حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے لیکن پہلی سند قوی ہے۔ طبری * اور ابن مندہ نے ایک دوسری سند سے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد سعید یا عکرمہ سے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: جب عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اسد بن عبید، اسد یا اسید بن سعید اسلام لے آئے تو یہود کہنے لگے: محمد (ﷺ) کے پاس ہمارے برے لوگ ہی گئے ہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی:

”مگر سارے اہل کتاب یکساں نہیں ہیں۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راہ راست پر قائم ہیں، راتوں کو اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور اس کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں، اور بھلائی کے کاموں میں سرگرم رہتے ہیں، یہ صالح لوگ ہیں۔“ (سورہ آل عمران: ۱۱۳، ۱۱۴)

* أخرجه ابوداؤد في كتاب الاجارة باب في الرجل يبيع ما ليس عنده (الحديث: ۳۵۰۳) و أخرجه الترمذی في كتاب البيوع. باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك (الحديث: ۱۲۳۲) و أخرجه النسائي في كتاب البيوع باب بيع ما ليس عند البائع (الحديث: ۴۶۲۷) و أخرجه ابن ماجه في كتاب التجارات. باب النهی عن بيع ما ليس عندك و عن ربح ما لم يضمن (الحديث: ۲۱۸۷) و أخرجه الامام احمد في مسنده (الحديث: ج ۳ ص ۴۰۲).

* اسد الغابة (ت ۹۳) تجريد اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

* ذكره الطبري في تفسيره (ج ۳ ص ۵۲، ۵۳)

۱۰۱ اسد بن عبید القرقی

ابن حبان نے ان کا صحابہ جنؓ میں ذکر کیا ہے۔ سابقہ شخص کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۰۲ (ن) اسد بن عبد اللہ

اسلمیل بن احمد الضریر نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:
”اگر مکہ میں ایسے مرد و عورت موجود نہ ہوتے....“۔ (سورۃ الفتح: ۲۵)

۱۰۳ اسد بن کرز

بن عامر بن عبد اللہ بن عبد شمس بن عقبہ بن جریر بن شق بن صعب البجلی ثم القسری امیر عراق خالد کے دادا، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی وابن السکن نے ارباطہ بن الہند راسکونی کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے مہاجر بن حبیب نے اسد بن کرز سے روایت بیان کی ہے، انہوں نے فرمایا: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اسد بن کرز تم عمل کے ذریعہ نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے جنت میں داخل ہو گئے۔“ اس کی سند حسن ہے۔

اور عبد اللہ بن احمد نے ”زیادات مسند“ میں اور ابو یعلیٰ و یغوی نے اسلمیل بن واسط البجلی کی سند سے خالد القسری سے نقل کیا ہے وہ اپنے دادا اسد بن کرز رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”(بیماری سے) مریض کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔“ (الحديث) اس میں خالد اور اسد کے درمیان انقطاع ہے اور ابن مندہ نے عبد اللہ بن الفضل بن عاصم بن عمر بن قتادہ کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ اسد بن کرز نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک کمان کا ہدیہ پیش کیا۔ اس میں بھی عاصم اور قتادہ کے مابین انقطاع ہے، ہم نے دوسری سند سے اسلمیل بن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے وہ جریر کی روایت سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسد بن کرز اسلام لائے تو ان کے ساتھ ثقیف کا ایک شخص تھا، اسد رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک کمان کا ہدیہ پیش کیا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لئے دعا فرمائیے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ ان یزید بن اسد کو بھی شرف صحبت حاصل ہے ان کا ذکر آئے گا۔

اسد الغابۃ (ت ۹۴) الاستیعاب (ت ۲۷)

اسد الغابۃ (ت ۹۵) الاستیعاب (ت ۲۸) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

اخرجه الطبرانی فی ”المعجم الكبير“ (الحديث: ج ۱ ص ۱۰۰۱) و ذكره البخاری فی تاریخه (الحديث: ج ۱ ص ۴۹)

اخرجه الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۴ ص ۶۹) و اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث ۸۵۰۶) و ذكره الهیثمی فی

مجمع الزوائد (الحديث: ج ۲ ص ۳۰۱) و ذكره المنذری فی الترغیب والترہیب (ج ۴ ص ۲۹۴) و ذكره السيوطی فی الدر المنثور

(الحديث: ج ۲ ص ۲۲۹)

اخرجہ الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱۹ ص ۸) و ذكره الهیثمی فی مجمع الزوائد (الحديث: ج ۶ ص ۱۱۳)

۱۰۳ (ز) اسد بن کعب القرظی

ابن جریر نے ابن جریر کی سند سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

"اہل کتاب میں سے ایک جماعت (حق پر) قائم ہے"۔ (سورۃ آل عمران: ۱۱۳)

کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ فرمایا: وہ عبداللہ بن سلام، ان کے بھائی ثعلبہ اور سعید اور اسد، اسید جو دونوں کعب کے بیٹے ہیں۔

۱۰۵ (ز) اسد

تصغیر کے ساتھ اسید بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عمر بن وہب الخزاعی، ان کا لقب "النعیمت" ہے، ان شاء اللہ نون میں ان کا ذکر آئے گا۔

۱۰۶ (ز) اسد - رسول اللہ ﷺ کے غلام

میں نے ان کا ذکر صرف عباس بن محمد اندلیسی کی جمع کردہ تاریخ میں دیکھا جو انہوں نے معقظ بن صمداح کے لئے لکھی تھی۔ اس کے آغاز میں، اس کے گھروں کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ حضرت انس بن مالک اور ان کے غلام اسد اس کے پاس آنے کی اجازت طلب کرتے تھے۔

۱۰۷ اسعد بن حارثہ

بن لوذان بن عبدوہ بن زید بن ثعلبہ بن الخزرج الانصاری الخزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے جسر ابی عبید میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۸ اسعد بن حارثہ الانصاری الساعدی

جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں، عمر بن حبہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۹ اسعد بن حرام الخزرجی

جن لوگوں نے ابن ابی الحقیق کو قتل کیا تھا ان میں سے ایک ہیں۔ عمر بن حبہ نے محمد بن طلحہ، موسیٰ بن عقبہ سے ان کا ذکر کیا ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۱۰ اسعد الخیر

شام میں سکونت رکھتے تھے، امام بخاری رحمہ اللہ نے وحدان میں ان کا ذکر کیا ہے، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

❖ اسد الغابۃ (ت ۹۶) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

❖ اسد الغابۃ (ت ۹۶)

❖ اسد الغابۃ (ت ۹۷)

۱۱۱ اسعد بن زرارہ

بن عذس بن عقیق بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن النجار ابو امام الانصاری الخزرجی النجاری قدیم الاسلام ہیں۔ دو عقبوں میں موجود تھے۔ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ سرداروں میں ان سے کم عمر کوئی نہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی تھی۔ واقدی عبدالرحمن بن عبدالعزیز سے وہ خضیب سے وہ عبدالرحمن سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اسعد بن زرارہ اور ذکوان بن عبدالقیس مکہ کی جانب عقبہ بن ربیعہ سے فیصلہ کرانے نکلے وہاں انہیں رسول اللہ ﷺ کی شنید ہوئی وہ دونوں آپ ﷺ کے پاس آگئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کو پیش کیا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا، دونوں مسلمان ہو گئے۔ عقبہ کے پاس جانے کی بجائے واپس مدینہ آ گئے۔ تو یہ دونوں مدینہ میں سب سے اولین اسلام لانے والے اشخاص تھے۔

جہاں تک ابن اسحاق ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ اسعد عقبہ اولیٰ میں چھ آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ مسلمان ہوئے تھے۔ فاللہ اعلم ابن مندہ کو وہم ہوا اس لئے انہوں نے کہا ہے وہ بنی ساعدہ کے سردار تھے اور کہا جاتا ہے کہ شب عقبہ میں سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی تھی، اور ابن اسحاق کا قول ہے کہ عقبہ اولیٰ، ثانیہ اور ثالثہ میں موجود تھے۔

ابوداؤد اور حاکم نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں اپنے والد کا ہاتھ پکڑے جاتا تھا جب ان کی نظر چلی گئی تھی میں جب انہیں جمعہ کے لیے لے کر جاتا تو وہ اذان سن کر اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کرتے۔ * (الحديث) اسی میں ہے کہ اسعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے ہمیں بنی یاسد کے محلہ میں تقيع الخفصات کے مقام پر جمعہ پڑھایا۔

واقدي کا بیان ہے کہ ان کی وفات ہجرت کے نو ماہ گزرنے کی ابتداء میں ہوئی۔ اسے حاکم نے واقدی کی سند سے ابن ابی الرجال سے مستدرک میں روایت کیا ہے، اس میں ہے اتنے میں بنی نجار آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ ہمارا سردار انتقال کر گیا، ہمارا سردار مقرر کریں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارا سردار ہوں۔“ * ابن اسحاق کا قول ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر کر رہے تھے اس وقت اسعد رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ واقدی فرماتے ہیں: یہ شوال کا واقعہ ہے، بغوی فرماتے ہیں: مجھے اس بات کا پتہ چلا ہے کہ ہجرت کے بعد سب سے پہلے صحابی فوت ہوئے اور یہ وہ صحابی ہیں جن کا رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جنازہ پڑھایا۔ واقدی کا بیان ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کی سند سے منقول ہے۔ فرمایا: جنت البقیع میں سب سے پہلے اسعد بن زرارہ مدفون ہوئے یہ انصار کا قول ہے، مہاجرین کہتے ہیں: جنت البقیع میں سب سے پہلے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ دفن ہوئے۔ اور حاکم * السراج کی سند سے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ پھر محمد بن عمارہ کی سند سے زینب بنت جحش سے نقل کیا ہے کہ

* اسد الغابۃ (ت ۹۸) الاستیعاب (ت ۳۰) تجرید اسماء الصحابة (ج ۱ ص ۱۴)

* أخرجه ابوداؤد فی کتاب الصلاة باب الجمعة فی القرى (الحديث ۱۰۶۹) و أخرجه الحاکم فی المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۱۸۷)

* أخرجه الحاکم فی المستدرک (الحديث ج ۳ ص ۱۸۷)

* أخرجه الحاکم فی المستدرک (الحديث ۳ ص ۱۸۷)

نبی ﷺ نے ان کی والدہ اور خالہ کو سونے اور چاندی کی موتی لگی بالیاں پہننے کو دیں۔ ان دونوں کے والد اسعد بن زرارہ تھے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کی وصیت کی تھی۔ عبدالرزاق، معمر، زہری، ان کے سلسلہ سند میں حضرت ابوامامہ بن بھل سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ اسعد بن زرارہ کے ہاں گئے، وہ شہر عقبہ کے رازداروں میں سے ایک تھے، انہیں کوئی کاٹا چھوٹا داغ لگایا۔ (الحديث) اسی طرح حاکم نے یونس کی سند سے زہری سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ سند محفوظ ہے اور عبدالاعلیٰ نے اسے معمر، زہری کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جسے حاکم نے بھی درج کیا ہے۔ یہ شاذ روایت ہے اور ابن ابی ذئب نے زہری، عروہ کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ لیکن یہ بھی شاذ روایت ہے اور زعمہ بن صالح نے زہری، ابوامامہ بن بھل، ابوامامہ، اسعد بن زرارہ سے نقل کیا ہے یہ سند عبدالرزاق کی روایت کے موافق ہے۔ کیونکہ انہوں نے ”عن ابی امامہ سعد بن زرارہ“ سے روایت مراد نہیں لی، بلکہ اسعد بن زرارہ کا قصہ مراد لیا۔ واللہ اعلم۔ اہل مغازی و تاریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کی وفات رسول اللہ ﷺ کی حیات میں بدر سے پہلے ہوئی۔

طبرانی میں شعبی کی سند سے، زفر بن وہیم، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت نبی ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو لکھا کہ ”اشیم الضبابی“ کی بیوی کو اس کے خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔ تو اس میں تردد ہے شاید وہ اسعد بن زرارہ ہوں اور غلطی ہو گئی ہو۔ واللہ اعلم۔ ورنہ یوں سمجھا جائے گا کہ یہ دوسرے اسعد بن زرارہ ہیں۔

۱۱۲ اسعد بن زرارہ

سابقہ ترجمہ میں ان کا ذکر کیا گیا ہے، اگر وہ احتمال ثابت ہو جائے، عبداللہ بن اسعد بن زرارہ کے حالات میں آ رہا ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں نے مذکورہ حدیث ان کے حالات میں روایت کی ہے جس کی سند یوں بیان کی ہے: عبداللہ بن اسعد بن زرارہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، شاید اس میں اسعد کے بیٹے ہوں، انہوں نے کہا ہو، اور وہ یہی عبداللہ ہوں۔

۱۱۳ اسعد بن زید

بن فاکہ۔ اسعد بن زید میں آ رہا ہے۔

۱۱۴ اسعد بن سلامہ الاشہلی الانصاری

ابو نعیم نے موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ابن شہاب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ جر ابی عبید کے روزان کی شہادت ہوئی۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے کہ ابن الکھی نے انہیں بغیر الف کے ”سعد“ ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔ واللہ اعلم

✽ أخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ج ۳ ص ۱۸۷)

✽ أخرجه الطبرانی في المعجم الكبير (الحديث: ج ۱ ص ۸۹۸)

✽ اسد الغابۃ (ت ۹۹)

۱۱۵ اسعد بن عبد اللہ

بن مالک بن ثعلبہ بن مالک الخزاعی، حاکم نے اپنی تاریخ میں کہا ہے: مجھے خلف بن محمد، انھیں موسیٰ بن قلیح نے انھیں سعد بن سلم بن قتیبہ نے، انھیں جعفر بن لاہر بن قریظہ نے انھیں سلیمان بن کثیر الخزاعی۔ وہ جعفر کے نانا اور ان کی والدہ کے والد ہیں۔ وہ اپنے والد کثیر سے وہ اپنے والد امیہ بن اسعد سے وہ اپنے والد اسعد بن عبد اللہ بن مالک سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو آسان ملے اور اچھی سب سے زیادہ محبوب ہے۔“ اسے ابو موسیٰ نے ذیل میں اور ابن الاثیر نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے۔ البتہ دونوں نے حاکم اور جعفر کے درمیان والے راوی ساقط کر دیے ہیں جو واضح وہم ہے۔ اسی روایت کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں سلیمان بن کثیر الخزاعی کے حالات میں درست ذکر کیا ہے۔

۱۱۶ اسعد بن یربوع

الانصاری الخزرجی الساعدی، یمامہ کے روز شہید ہوئے، سیف بن عمر نے فوج میں ان کا ذکر کیا ہے ابو عمر نے ان کی بیرونی گی ہے۔

۱۱۷ اسعد بن یزید

بن فاکہ بن یزید بن خلدہ بن عامر بن زریق بن عبد حارث الانصاری الخزرجی۔ انھیں ابن زید بھی کہا جاتا ہے۔ ابو موسیٰ بن عقبہ اور ابن الکئی نے انھیں ہدری صحابہ جن رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن سعد بن یزید بغیر الف کے ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا نسب نجاری بیان کر کے وہم کیا ہے۔

۱۱۸ اسعد بن عطیہ

بن عبید بن بجالہ بن عوف بن ودم بن ذبیان بن مہم بن مہنی بن بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاہ القضاہی البلیقی۔ اسے ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے: انہوں نے درخت تلے بیعت کی ہے اور فتح مصر میں موجود تھے ان کا ذکر تو ہے لیکن ان کی روایت نہیں ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۰۱)

اخرجه البخاری فی کتاب الایمان باب الدین یسر (الحديث: ج ۱ ص ۳۹) و اخرجہ الامام احمد فی مسنده (الحديث: ج ۱ ص ۲۳۶) و اخرجہ البیہقی فی شرح السنۃ (الحديث: ج ۴ ص ۴۷) و ذکرہ العراقی فی المغنی عن حمل الاسفار (ج ۴ ص ۱۴۹) و ذکرہ العجلونی فی کشف الخفاء (ج ۱ ص ۵۲) و ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور (الحديث: ج ۱ ص ۱۴۰)

اسد الغابۃ (ت ۱۰۳) الاستیعاب (ت ۳۲)

اسد الغابۃ (ت ۱۰۴) الاستیعاب (ت ۳۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۰۲)

۱۱۹ الاسفع البکری

انہیں ابن الاسفع بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ماکولا* نے کہا ہے یہ لفظ فاسے ہے، انہیں ابن صحبہ بھی کہا جاتا ہے ان کی احادیث طبرانی* نے مسلم بن خالد کی سند سے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ مجھے عمر بن عطاء نے جو ابن اسفع کے غلام تھے اور سچے آدمی تھے۔ اسفع بکری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ان سے سنا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان مہاجرین کے پاس صف میں تشریف لائے تو کسی شخص نے آپ سے پوچھا: قرآن مجید کی کون سی آیت (درجہ میں) سب سے بڑی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ...» (سورة البقرة: ۲۵۵)

”اللہ، زندہ اور سب کو تھانے والا ہے، وہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی عبادت و پکار کے لائق نہیں۔“

اسے عبدان نے رُوح بن عبادہ کی سند سے ابن جریج سے وہ اسفع کے غلام سے وہ ابن الاسفع سے روایت کرتے ہیں، یہی مشہور سند ہے۔

۱۲۰ الاسفع الجرمی

ان کا نسب یوں ہے، ابن شریح بن مریم بن عمرو بن ریح بن عوف بن عمیرہ بن الھون بن اعجب بن قدامہ بن جرم۔ نبی ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوئے۔ طبری کا قول ہے جو انہوں نے ابن الکھکی اور ابن شاپین کی پیروی میں اختیار کیا ہے، جو ان کے راویوں سے مروی ہے۔ ابن ماکولا* نے ان (اسفع جرمی) کا ذکر کر کے کہا ہے ریح را کے زیر اور یا کے ساتھ ہے، ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۲۱ الاسفع* (قاف سے)

واعلم بن الاسفع کے والد، البکری اللیبی مشہور صحابی ہیں۔ ابوسعید نے ”شرف المصطفیٰ“ میں کوئی ایسی بات ذکر کی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ پھر انہوں نے ہشام بن عمار کی سند سے محمد بن شعیب، یحییٰ بن ابی عمرو، عمرو بن عبد اللہ کے حوالے سے واعلم بن الاسفع سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی جانب نکلا، آپ نے نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (الحديث) اسی میں ہے: پھر میں واپس آ گیا، میں نے دیکھا کہ چاشت کے وقت میرے والد سورج کی طرف رخ کر کے بیٹھے ہیں۔ میں نے انہیں مسلمانوں کا سا سلام کیا، تو وہ مجھے کہنے لگے: کیا تو بے دین ہو گیا ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں، میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ تو وہ بولے: ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے اور تمہارے لیے بہتری فرمائے۔ فرماتے ہیں: پھر میں ان کے ساتھ ٹھہر گیا، یعنی فتح مکہ تک۔ (الحديث)

* اسد الغابۃ (ت ۱۰۶)

* الاکمال (ج ۱ ص ۷۹)

* اخرجه الطبرانی فی المعجم الكبير (الحديث: ج ۱ ص ۱۹۹)

* الاکمال (ج ۴ ص ۱۶)

* اسد الغابۃ (ت ۱۰۷)

الاصطلاح فی فہم الصلوات (جلد ۱)

پھر مجھے (ابن حجر رحمہ اللہ) کو اس سے زیادہ واضح روایت مل گئی۔ وہ یہ ہے کہ ابو نعیم نے دلائل النبوة* میں، ابو عاصم کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم سے ہشام بن عمار نے، ان سے عمر بن درفس نے ان سے عبدالرحمن بن ابی قسیمہ نے وہ حضرت واہلہ بن اسحق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ صفہ میں تھے، ہماری تعداد بیس تھی، ہمیں بھوک لگی اور میں سب سے کم عمر تھا تو انہوں نے مجھے (مشورے سے) رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے لوگوں کی بھوک کی شکایت کرنے بھیجا۔

(۱۲۲) الاصطلاح الاعرجی* (راے)

ابن ابی اعرج بن کعب بن سعد بن زید مناة بن حمیم۔ ابن السکن نے کہا ہے، ان کی حدیث بصری صحابہ رضی اللہ عنہم میں شمار ہوتی ہے، جبکہ اس میں نظر ہے، اور ابن حبان نے کہا ہے: اصطلاح السعدی بنی الاعرج بن کعب کے ایک آدمی ہیں جن کے بارے کہا جاتا ہے کہ شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ لیکن اس کی اسناد میں ”ربیع بن بدر“ ہے۔

طبرانی* نے حالات میں ذکر کیا ہے: الاصطلاح بن شریک الاشجعی، پھر دو سندوں سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ربیع بن بدر کہتے ہیں مجھے میرے والد نے بتایا، وہ اپنے والد سے وہ اصطلاح نامی شخصیت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتا تھا، آپ کی سواری چلاتا، ایک دن آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اصطلاح اشوا اور سواری چلاؤ۔“ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں جنابت سے ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام آیت تیمم لے کر آ گئے۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”اصطلاح اشوا اور تیمم کرو۔“ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھے تیمم کا طریقہ بتایا کہ ایک ضرب چہرے کے لئے اور ایک ضرب دونوں ہاتھوں کے لیے جو کہنوں تک ہوگی۔

پھر اسے یحییٰ الحمانی کی سند سے ربیع کے حوالہ سے نقل کیا: اصطلاح بنی الاعرج بن کعب کے ایک فرد ہیں، بعینہ اسماعیل القاضی نے ”الاحکام“ میں یحییٰ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح طبرانی* نے اس روایت کو اصحشیم بن زریق سے وہ اپنے والد سے انہوں نے اصطلاح بن شریک سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی چلاتا تھا، ایک دفعہ سردرات میں مجھے (احتلام کی وجہ سے) جنابت ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا ارادہ کر لیا۔ مجھے اچھا نہ لگا کہ میں جنابت کی حالت میں آپ ﷺ کی اونٹنی ہنکاؤں اور ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے مجھے موت یا بیماری کا ڈر تھا۔ میں نے ایک انصاری صاحب سے کہہ دیا تو وہ اونٹنی ہنکانے لگے، اور میں نے وہاں پتھر رکھ کر چولہا بنایا، پانی گرم کر کے غسل کر لیا۔ اور بعد میں پیدل چل کر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے جا ملا، آپ ﷺ نے فرمایا: اصطلاح، کیا ہوا ہے، مجھے تمہارے کوچانی بدلی بدلی لگتی ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے سواری نہیں چلائی تھی بلکہ ایک انصاری صاحب یہ خدمت انجام دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کی کیا ضرورت پیش آئی؟“ میں نے عرض کیا: مجھے جنابت ہو گئی اور سردی کا خدشہ تھا اس لیے میں نے انہیں کہہ دیا تھا تو انہوں نے سواری چلائی تھی۔ میں نے وہاں

❖ دلائل النبوة (۳۱۴)

❖ اسد الغابۃ (ت ۱۱۰) الاستیعاب (ت ۱۴۹)

❖ اخروجه الطبرانی فی المعجم الکبیر (ج ۱ ص ۲۹۸)

❖ اخروجه الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحدیث: ج ۱ ص ۸۷۷)

پھر رکھ کر پانی گرم کیا اور غسل کر لیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”اے ایمان والو! جب تم نشے سے ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تمہیں معلوم ہو کہ (ہوش و حواس میں ہو) کیا کہہ رہے ہو؟ اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ غسل نہ کر لو۔ الا یہ کہ راہ عبور کر رہے ہو اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم پیار، مسافر ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو (ان تمام حالتوں میں غسل یا وضو کے لیے جب) تمہیں پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں کو پونچھ لو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔“ (سورۃ النساء: ۴۳)

میں کہتا ہوں: اس قصہ میں پہلے سے تھوڑی سی مشابہت ہے جبکہ دونوں بڑی حد تک ظاہری اختلاف ہے اس لیے طبرانی اور ایک جماعت نے اس واقعہ کو یوں سمجھا کہ یہ سب کچھ اسلحہ کے ساتھ پیش آیا۔ جس کی تائید مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات میں کہا ہے: اسلحہ بن شریک بن عوف الاعرجی، پھر قیس بن حفص الداری کی سند سے ایک روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے اسلحہ کے پیچھے بھائیوں سے ان کے (نام نسب) متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: وہ اسلحہ بن شریک بن عوف ہیں۔

خليفة نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اسلحہ بن شریک بنی الاعرج بن کعب سے ہیں۔ جو نبی ﷺ سے تیم کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اس کی کسی سند سے یہ نہیں لگتا کہ وہ اچھی ہیں۔ اور نہ اس بات کا درست ہونا ثابت ہوتا ہے باوجودیکہ ان کا تعلق بنی الاعرج بن کعب سے ہے۔ ہو سکتا ہے اس بارے میں سماعت کی غلطی واقع ہو گئی ہو۔ کہنے والا اعرجی کہنا چاہتا ہو اور اس نے اچھی کہہ دیا ہو۔

البیہ ابن عبد البر نے دونوں قصوں میں فرق کیا ہے اور انھیں دو آدمیوں کے قصے قرار دیا ہے، ان میں سے ہر ایک کو اسلحہ کہا جاتا ہے، پہلے کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اسلحہ بن اسقع ہیں ان کی حدیث ریح بن بدر نے نقل کی ہے اور دوسرا اسلحہ بن شریک الاعرجی اسمی ہے، دوسرے شخص کا نسب اعرجی بتانا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ یہ وہی پہلے شخص ہیں۔ اور یہ ثابت ہو گیا کہ پہلے اعرجی ہی ہیں، مجھے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کے والد کا نام اسقع کیسے ہے۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو ہو سکتا ہے ان کا نام شریک ہو اور اسقع ان کا لقب ہو، ان کے (ابن عبد البر) اصلی خط سے لکھا ہے الاعرجی واؤ سے رشاطی نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے: یہ تو را سے ہے اسی طرح تنہی لکھ دیا تو رشاطی نے اس کا بھی تعاقب کیا کہ وہ تمہی ہے۔

ابن السکن نے الاعرجی کے بارے میں بھی یہی کہا ہے وہ لکھتے ہیں: انہیں ابن شریک کہا جاتا ہے۔ لہذا اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں قصے ایک شخص کے ہیں۔ واللہ اعلم

اور ابن مندہ نے علی بن سعید العسکری سے نقل کیا ہے کہ اسلحہ کا نام حارث بن کعب ہے، جسے میں تو غلطی سمجھتا ہوں۔ واللہ اعلم

مجموعہ: شیخ مغلاطی نے شرح البخاری کے کتاب التیمم کی ابتدا میں، اس اسلحہ کے قصہ کی نسبت حافظ کی کتاب البرہان کی طرف کی ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: اسلحہ اعرجی رسول اللہ ﷺ کی سواری چلاتے تھے تو انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کی: میں

جنابت سے ہوں، اور میرے پاس (غسل کے لئے) پانی بھی نہیں ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت تيمم نازل فرمائی۔ تو یہ مغلطی کی طرف سے سخت کوتاہی ہے باوجودیکہ انہیں زیادہ اطلاع و خبر حاصل ہو۔

۱۲۳ اسلم بن شريك * سابقہ والے ترجمہ میں ان کا حال گزر چکا ہے۔

۱۲۴ اسلم بن اوس * بن بجرہ، بعد والے عنوان میں آ رہا ہے۔

۱۲۵ اسلم بن بجرہ (باکے زبر اور جیم کے سکون سے)

الانصاری، الکھی نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: اسلم بن بجرہ بن حارث بن غیان (غیان اور یائے مشدہ سے) ابن ثعلبہ بن طریف بن الخزرج بن ساء الخزرجی الساعدی۔ یہ تو ابن الکھی کا بیان کردہ نسب ہے۔ البتہ عدوی نے یوں کہا ہے: غیاث کی جگہ اوس، ابن ماکولا * اور ان سے پہلے دارقطنی نے کہا ہے: اسلم بن اوس بن بجرہ، باقی سلسلہ نسب اسی طرح ہے۔

اور ابن شاکین نے اسے محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید ان کے راویوں سے اسی طرح نقل کیا ہے، جن سب نے عدوی کی پیروی کی ہے، کیونکہ انہوں نے انصاری کے نسب میں اسی طرح ذکر کیا ہے، اور کہا ہے: وہ بدر میں شریک تھے۔

ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: میرے نزدیک ان کا (یہ) نسب درست نہیں اور ان کی صحبت کے بارے میں تردد ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابن الکھی نے وہی نسب ذکر کیا ہے جو ہم نے بیان کیا، اور ابن الکھی علماء انساب میں معتمد ہیں۔ ابن شاکین اور ابن قانع وغیرہ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ طبرانی * نے ہجم صغیر میں زبیر بن بکار کی سند سے عبداللہ بن عمرو الفہری، محمد بن ابراہیم بن محمد بن اسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اسلم انصاری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے قرظہ کے قیدیوں پر نگران مقرر کیا۔ (الحديث) اور طبرانی فرماتے ہیں: اسلم رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند سے روایت کی جاتی ہے جس میں زبیر بن بکار منفرد ہیں۔

جبکہ خود طبرانی * نے ہجم کبیر میں دوسری سند سے اس روایت کو نقل کیا ہے جو اسحاق بن ابی فروہ کی سند سے ابراہیم بن محمد بن اسلم بن بجرہ، اپنے والد سے وہ اسلم بن بجرہ رضی اللہ عنہ سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ اسی دوسری سند سے ابن اسکن نے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ سند ثابت نہیں ہوتی، اور ابن مندہ نے اسے غریب کہا ہے۔

ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: ان کی حدیث کا مدار اسحاق پر ہے جیسا کہ انہوں نے کہا، اور ابن الاثیر نے اسلم بن بجرہ اور اسلم

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۰) الاستیعاب (ت ۱۲۸)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۲) الاستیعاب (ت ۳۷)

* الاکمال (۷۹)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الصغیر (الحديث: ج ۱ ص ۶۶)

* اخرجہ الطبرانی فی المعجم الکبیر (الحديث ۱۰۰۰/۱) و فی الاوسط (الحديث: ۱۶۰۸)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

الْأَكْبَرُ فِي تَرْغِيبِ الصَّحَابَةِ وَالنَّبِيِّينَ (ج ۱)

بن اوس بن جرہ میں فرق کیا ہے۔ لیکن جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں وہ دونوں (نام) ایک (بی شخصیت کے) ہیں، احتمال بعید یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا جھٹکا ہو اور دونوں کے نام ایک جیسے ہوں۔ واللہ اعلم

ابن عبدالبر فرماتے ہیں: یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے منع کیا تھا۔ اور بغوی نے ابو عبید سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اسلم بن حصین بن النعمان الاوسی جن کی کنیت ابو جبرہ ہے وہ ابو جبرہ قیس بن الضحاک کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو عمر بن شبہ نے مدینہ کی خبر میں مغلہ بن خفاف کی سند سے عروہ سے نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ حضرت عثمان کو جنت البقیع میں دفن کرنے سے اسلم بن اوس بن جرہ ساعدی نے منع کیا تھا۔

۱۲۶) اسلم بن جبیرہ

بن حصین بن جبیرہ بن حصین بن النعمان بن سنان بن عبدالاشمل الانصاری الاوسی الاشملی، یہ ابن الکھلی کا بیان کردہ نسب ہے۔ ابن مندہ نے اسلم بن حصین کہہ کر ان کا نسب بیان کیا۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔ اور بغوی نے ابو عبید سے نقل کیا ہے کہ اسلم بن حصین بن النعمان الاوسی کی کنیت ابو جبرہ ہے اور وہ ابو جبرہ قیس بن الضحاک کے علاوہ ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نسب میں اختلاف سابقہ شخصیت کے نسب میں اختلاف کی طرح ہے اور دونوں میں وہی احتمال ہے۔ واللہ اعلم

۱۲۷) اسلم بن حصین سابقہ سواح میں گزر چکا ہے۔

۱۲۸) اسلم بن الحارث

بن عبدالمطلب بن ہاشم الہاشمی، رسول اللہ ﷺ نے چچا زاد اور نوفل کے بھائی محمد بن عمر حافظ عجابی نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو خود اور ان کے بیٹے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے اسے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۱۲۹) اسلم خادم رسول اللہ ﷺ

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسحاق بن سلمان نے سعید بن عبدالرحمن مدنی سے روایت کیا ہے کہ رافع اور اسلم دونوں رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے یعنی وہ دونوں جن کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں ذکر کیا ہے۔

اسلم اور رافع کا رفیق (شریک) بن جا، لوگوں کی خدمت کرتا کہ تیری بھی خدمت کی جائے۔ یہ وہ روایت ہے جسے ابن وہب نے عبدالرحمن بن زید بن اسلم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ہمیں رات کا پتہ نہ چلا کہ کتنی گزر گئی

الاصالة في تبيين الصحابة (جلد ۱)

ہے یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہماری سواریاں اور اپنی سواری چلا دی اور ہمیں یہ اشعار سنا کر بیدار کر دیا، پھر انہوں نے یہ اشعار ذکر کیے۔

۱۳۰) اسلم *

کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے غلام ابورافع کا نام ہے اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں کنیتوں میں آئے گا۔ اور جن لوگوں نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ ان کا نام اسلم ہے وہ امام بخاری ہیں۔

۱۳۱) اسلم مولیٰ عمر *

ابن مندہ نے عبدالنعم بن بشیر کی سند سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ دو سفر کیے۔ مشہور یہ ہے کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلم کو خرید لیا تھا اسی طرح ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ قسم ثالث میں درج کریں گے۔

۱۳۲) اسلم (سیاہ فام گلہ بان) *

ابن اسحاق نے مغازی میں کہا ہے کہ مجھ سے ابواسحاق * بن یسار نے بیان کیا کہ ایک سیاہ چرواہا رسول اللہ ﷺ کے پاس اس وقت آیا جب آپ ﷺ خیبر کے کسی قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ اس کے پاس بکریاں تھیں، وہ کسی یہودی کے ہاں مزدور تھا۔ وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے سامنے اسلام پیش کریں تاکہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

اسی طرح ابن عبدالبر * نے ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے ان پر اعتراض کیا ہے کہ سیاق و سباق میں کوئی بات ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ ان کا نام اسلم تھا۔ یہ اعتراض قابل توجہ ہے۔ ابو نعیم * نے ان کا نام ”یسار“ بتایا ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یافے تحتانیہ میں آ رہا ہے۔ رشاطی نے ”انساب“ میں کہا ہے: اسلم حبشی، خیبر کے روز اسلام لائے اور جنگ میں حصہ لیا پھر شہید ہو گئے۔ انہوں نے کوئی نماز (ابھی تک) ادا نہیں کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ابھی اس کے ساتھ اس کی بیوی حور عین ہے۔“

۱۳۳) اسلم بن سلیم الصریم *

خضاء بنت معاویہ بن سلیم کے چچا، ابن مندہ نے ان کا نام بتایا ہے اور ابو نعیم * نے کہا: یہ صحیح نہیں ہے یعنی خضاء سے ان

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۸) الاستیعاب (ت ۳۴)

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۰)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۶) الاستیعاب (ت ۳۵)

* اخرجہ ابن ہشام فی السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (ج ۳ ص ۲۶۶، ۲۶۷)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۸)

* معرفۃ الصحابۃ (ج ۲ ص ۲۴۶، ۲۴۷)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱۹)

* معرفۃ الصحابۃ (ج ۲ ص ۲۴۷، ۲۴۸)

کے چچا سے بغیر نام کے روایت کی جاتی ہے۔

۱۳۳) اسلم بن عبیدہ

دمیاطی نے رسول اللہ ﷺ کے غلاموں میں ان کا ذکر کیا ہے، شاید سابقہ لوگوں میں سے جن کا ذکر گزر چکا کوئی ہوں۔

۱۳۵) (ز) اسلم بن عمیرہ * (فتح العین)

بن امیہ بن عامر بن حشم بن حارثہ الانصاری الحارثی، احد میں شریک تھے۔ یہ محمد بن سعد اور طبری کا قول ہے اور ابن عبد البر نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۳۶) اسلم طانی

واقعی نے ذکر کیا ہے کہ وہ بنی نہمان کے کسی شخص کے غلام تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ ﷺ نے ۹ھ میں ربیع الثانی میں قبیلہ طے کی طرف بھیجا تو یہ آپ کو مل گئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا۔ پھر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خفیہ ٹھکانے بتائے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور عدی بن حاتم کے گھرانے اور ان کی بہن کو قیدی بنا لیا۔ اس کے بعد اسلم مسلمان ہو گئے۔ طبری نے بھی ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ اور ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم کے حوالہ سے یزید سے ان کے راویوں کی سند سے نقل کیا ہے، ابن سعد اور طبری نے بھی یہ ذکر کیا ہے کہ وہ یمامہ کے روز حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور عمدہ شجاعت دکھائی۔ ابن قحطون نے ان کی غلطی نکالی ہے۔

۱۳۷) اسماء بن حارثہ *

بن سعید بن عبد اللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن انصاری الاسلمی، ان کی کنیت ابو ہند ہے ان کا یہ نسب ابن الکعبی نے بیان کیا ہے۔ اور فرمایا کہ ابن عبد البر * نے کہا ہے: ”اسماء بن حارثہ بن ہند بن عبد اللہ“۔ باقی نسب اسی طرح ہے۔ ان کے نسب میں ہند کا تذکرہ غلط ہے، ہند تو ان کے بھائی ہیں۔ احمد بن منندہ نے یحییٰ بن ہند بن حارثہ کی سند سے نقل کیا ہے اور ہند اہل حدیبیہ سے ہیں اور ان کے بھائی وہی ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کی طرف عاشورا کا روزہ رکھنے کے لیے بھیجا تھا۔ وہ اسماء بن حارثہ ہیں۔ یحییٰ بن ہند، اسماء بن حارثہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہیں رسول اللہ ﷺ نے یہ فرما کر بھیجا: ”اپنی قوم سے کہہ دو کہ وہ اس دن روزہ رکھ لیا کریں“۔ * (الحديث)

اوزاعی سے مروی ہے وہ ابن حزمہ سے وہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن سے وہ اسماء بن حارثہ سے اسی جیسا مفہوم نقل کرتے ہیں۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۱) الاستیعاب (ت ۳۶)

* الاستیعاب (ج ۱ ص ۱۷۹)

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۳) الاستیعاب (ت ۳۸)

* الاستیعاب (۱۱/۱)

* أخرجه الإمام أحمد في مسنده (الحديث ۷۸/۴)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد اول)

رسول بن عقبہ، اسحاق بن یحییٰ سے وہ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اسماء بن حارثہ کو بھیجا۔ اسے حاکم نے مستدرک میں واقدی کی سند سے، سعید بن عطاء بن ابی مروان کے حوالے سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اسماء بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں، اور یزید بن ابراہیم کی سند سے ابن سیرین کے حوالہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، آپ نے فرمایا: میں نے حارثہ کے دونوں بیٹوں ہند اور اسماء کو جب بھی دیکھا رسول اللہ ﷺ کی خدمت کرتے دیکھا، جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں زیادہ وقت آپ ﷺ کے دروازے سے لگے رہتے اور آپ ﷺ کی خدمت میں مشغول رہتے۔

ابن سعد واقدی سے نقل کرتے ہیں کہ اسماء کی وفات ۶۶ھ بصرہ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر اسی (۸۰) سال تھی۔ ان کا شمار اہل صفہ میں تھا اور فرمایا کہ واقدی نے کہا ہے: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں زیادہ کے زمانے میں فوت ہوئے جبکہ زیادہ کی وفات ۵۳ھ میں ہوئی۔

۱۳۸ اسماء بن ریان بن معاویہ

بن مالک بن الحارث بن رفاعہ بن عذرہ بن عدی بن شمس بن طرد بن قدامہ بن جرم البحری۔ ابن سعد نے طبقات میں اور ابن الکلی نے کہا ہے کہ بنی عقیل کے عقیق کے بارے میں نبی ﷺ سے جھگڑے کا فیصلہ کرایا تو آپ ﷺ نے بزم کے حق میں فیصلہ کیا۔ عقیق بنی عامر کی زمین کا پانی ہے یہ وہ عقیق نہیں جو مدینہ میں ہے۔ اسی طرح اس روایت کو ابن شاپہ نے محمد بن محمد سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

”تم لوگ جانتے ہو کہ جب نبی ﷺ کے پاس قبائل جمع ہوئے، میں قبیلہ بزم سے تعلق رکھتا تھا، اگر تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر اکتفا نہیں کرتے تو میں آپ ﷺ کے فیصلہ پر قانع و اکتفا کرنے والا ہوں۔“

۱۳۹ (ن) اسماء بن مالک الکعبی

باوردی نے ان کا ذکر کیا اور قرہ بن خالد کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے یزید بن العنبر سے سنا، فرمایا: ہم لوگ کھلیان میں تھے تو ہمارے پاس دیہات کا ایک شخص آیا، پھر حدیث ذکر کی۔ وہ نمر بن قلوب سے مشہور ہیں۔ جیسا کہ اس کی جگہ آئے گا ابن فتحون نے ان کی غلطی نکالی ہے۔ ابن حبان نے کہا: اسماء بن مالک الکعبی کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان سے بصریوں نے روایت کی ہے۔

۱۴۰ اسمعیل

ایک صحابی ہیں جو بصرہ ٹھہرے۔ مسلم نے کعب کی سند سے اسمعیل بن ابی خالد، مسعر بن کدام، اور بختری بن الحنظل کے حوالہ

✱ أخرجه الحاكم في المستدرک (الحديث: ۵۲۹/۳)

✱ الحاكم في المستدرک (الحديث: ۵۲۹/۳) والهندي في كنز العمال (الحديث: ۲۴۱۶۰)

✱ اسد الغابۃ (ت ۱۲۴) الاستيعاب (ت ۴۰)

✱ الثقات (۱۸/۳)

✱

در الکتاب فی المنہج الصلوات (ابن عمر بن الخطاب)

سے روایت نقل کی، جبکہ نسائی نے ابو اسحاق السبئی کی سند سے نقل کی ہے۔ نیز مسلم نے عبد الملک بن عمیر کی سند سے بھی روایت کی ہے یہ سب راوی ابو بکر بن عمارہ بن رویہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص سورج کے طلوع اور غروب ہونے سے پہلے نماز (فجر و عصر) پڑھتا ہو (گا) وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا۔“

اور ہم نے اسے عبد اللہ الجباری کی حدیث میں نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں ہم سے ابن ابی اُمیہ نے ان سے جعفر بن عون نے ان سے اسماعیل بن ابی خالد نے ابو بکر بن عمارہ بن رویہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا کہ بصرہ سے ایک شیخ میرے والد کے پاس آیا، کہنے لگا: جو کچھ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ہم سے بیان کریں، پھر وہ روایت ذکر کی۔ وہ شیخ کہتا ہے کیا آپ نے ان سے سنا ہے؟ فرمایا: میرے کانوں نے سنا اور میرے دل نے محفوظ کیا، وہ شیخ کہنے لگا: آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ یوں فرما رہے تھے لیکن جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اس کے موافق نہیں۔ ابن خزیمہ نے اپنی تصحیح میں میں ہندار سے، یزید بن ہارون سے انہوں نے اسماعیل سے نقل کیا ہے، جس میں انہوں نے کہا: بصرہ کا ایک شیخ جسے اسماعیل کہا جاتا تھا، اسے ابن مندہ نے ابراہیم بن محمد سے ابن خزیمہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے، ہمیں اس شیخ کا نام صرف اس روایت سے معلوم ہوا۔ اور یہ روایت صحیح ہے۔ واللہ اعلم

(۱۳۱) (ن) اسماعیل بن سعید

بن عبید بن اسید بن عمرو بن علاق اشقی، ان کے والد کے حالات میں آ رہا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور مذکور اسماعیل ان کے ساتھ تھے۔ اور امیہ بن ابی الصلت کی موت کے وقت وہاں تھے۔ جس کا تذکرہ اس روایت میں ہے جو بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں جراح بن مخلد سے علاء بن فضل سے انہوں نے محمد بن اسماعیل بن طریح بن اسماعیل بن سعید بن عبید سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا، انہوں نے اپنے والد کے دادا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: امیہ بن ابی الصلت کی موت کے وقت میں اس کے پاس تھا پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

اسے ابن مندہ نے طریح بن عمرو بن علی کے حالات میں، علاء بن فضل سے، محمد بن اسماعیل بن طریح سے، انہوں نے اپنے والد، انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں امیہ کے پاس تھا۔ اسی طرح ابن اسکن نے محامی سے، محمد بن صالح سے، علاء سے نقل کیا ہے۔ جو امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا ہے وہ قابل اعتماد ہے۔ دوسری روایت کو پہلی کی طرف لوٹایا بھی جاسکتا ہے وہ اس طرح کہ ان کے دادا کی ضمیر اسماعیل کی طرف لوٹے نہ کہ محمد کی طرف۔ ابن قانع، اور ابن مندہ کے ہاں طریح اور سعید کے درمیان اسماعیل کا ذکر ساقط ہے، جو غلط ہے۔ اور خزیمہ بن بکار نے ان کا صحیح نسب بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم

امیہ بن ابی الصلت کی موت واقعہ بدر کے کچھ مدت بعد ہوئی۔ ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ قریش اور ثقیف سے جو شخص بھی حیمہ الوداع کے بعد باقی بچا تھا وہ مسلمان ہو گیا۔ ابن فقون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

مسلم کتاب المساجد باب فضل صلاتی الصبح والعصر المحافظة علیہما (الحديث: ۱۴۳۴ والحدیث: ۱۴۳۵)

نسائی کتاب الصلاة باب فضل صلاة العصر (الحديث: ۴۷۰) و اخرجہ فی الكتاب نفسه باب فضل صلاة الجماعة (الحديث: ۴۸۶)

۱۳۲ اسماعیل بن عبداللہ الغفاری

اشجعی بھی کہا جاتا ہے، تفسیر میں ثلابی نے اور حبہ اللہ بن سلام نے ناخ میں لکھی اور مقاتل سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اپنی بیوی تھیلہ کو طلاق دی، انھیں اس کے حمل سے ہونے کا علم نہ تھا۔ جب پتہ چلا تو رجوع کر لیا۔ بعد میں ان کے ہاں ولادت ہوئی تو وہ خود اور بچہ دونوں فوت ہو گئے، جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”طلاق یا نہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں“۔ (سورۃ البقرہ: ۱۲۸)

۱۳۳ اسمر بن ابیض

عنقریب آ رہا ہے۔

۱۳۴ اسمر بن ساعد

بن حلوات المازنی۔ ابن مندہ نے احمد بن داؤد بن اسمر بن ساعد کی سند سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد داؤد نے، فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد اسمر بن ساعد نے بیان کیا۔ فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو والد نے بیان کیا، فرمایا: میں اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو والد نے عرض کیا: ہمارے والد حلوات بے حد بوڑھے ہیں، انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق سنا ہے لیکن وہ اٹھنے سے قاصر ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کی طرف دیہاتیوں کا ساتھ دیا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کا ہدیہ قبول کر کے ان کے لیے اور ان کے بیٹے کے لیے دعا کی۔ *

۱۳۵ اسمر بن مضر بن الطائی

بخاری اور ابن اسکن نے کہا ہے: انہیں شرفِ صحبت حاصل ہے اور ان کی ایک حدیث ہے۔ ابو عمر * نے کہا: وہ عروہ بن مضر کے بھائی اور دیہات کے باسی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: اسمر بن ابیض بن مضر، یوں انہوں نے نسب میں ابیض کا اضافہ کیا ہے، اور کہا ہے ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابو داؤد * نے اچھی سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر بیعت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو (مسلمان) کسی ایسی زمین کی طرف پہلے پہنچ گیا کہ اس سے پہلے کوئی مسلمان وہاں تک نہیں پہنچا تو وہ اس کی ہے۔“

* اسد الغابۃ (ت ۲۸۸)

* اسد الغابۃ (ج ۱ ص ۹۵) ابن کثیر جامع المسانید والسنن (۳۱۸/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۹) الاستیعاب (ت ۱۵۶)

* الاستیعاب (۲۲۸/۱)

* ابو داؤد کتاب الخراج باب فی اقطاع الارضین (الحديث: ۳۰۷۱)

۱۳۶) الاسود بن ابیض*

ابو موسیٰ نے عبدان سے روایت کیا ہے کہ حماد بن سلمہ نے ابن ابی العقیق کے قاتلین میں ان کا نام لیا ہے، جبکہ ان میں مشہور یہ حضرات ہیں: اسود بن خزاعی، اسود بن حرام جیسا کہ آ رہا ہے۔

۱۳۷) الاسود بن ابی الاسود النہدی*

ابن مندہ نے یونس بن بکر کی سند سے غیبہ بن الازھر کے حوالہ سے ابن الاسود النہدی سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی غار کی جانب بڑھے تو آپ ﷺ (کے پاؤں) کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو تو ایک انگلی ہے جو خون آلودہ ہو گئی، تیرے ساتھ یہ حادثہ اللہ کی راہ میں پیش آیا۔*

ابن مندہ نے سوانح میں کہا: الاسود بن ابی الاسود، یہ ان کی عادت ہے جس کے والد کا نام پتہ نہ ہو، تو سوانح والی شخصیت کے نام سے کنیت گھڑ لیتے ہیں۔ بغوی نے ان سے پہلے ان کا ذکر کیا ہے۔ تو انہوں نے اسود کہا اور کوئی نسبت بیان نہیں کی۔ پھر ان کی حدیث پیش کی۔ وہاں ”ابو الاسود سے یا ابو الاسود اپنے والد سے“ کے الفاظ لکھے ہیں۔ اور کہا ہے: مجھے اس کے علاوہ کوئی سند معلوم نہیں۔

ابونعیم* نے کہا: صحیح روایت وہ ہے جو ثوری، شعبہ اور ابن عیینہ نے اسود بن قیس کے حوالہ سے جندب الجہلی سے نقل کی ہے۔ فرمایا: میں غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا وہاں آپ کی انگلی زخمی ہو گئی۔ (الحديث) ابن الاثیر* نے ان کا تعاقب کر کے کہا ہے کہ جندب غار میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نہ تھے یعنی آپ ﷺ غار میں مدینہ کی طرف ہجرت کے وقت داخل ہوئے تھے۔ میں کہتا ہوں: درست عبارت یوں ہوگی: میں نبی ﷺ کے ساتھ کسی غار میں تھا، جیسا کہ صحیح طرق سے ثابت ہے اور غار سے کوئی ایک غار مراد ہے خاص غار مراد نہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۸) الاسود بن اصرم المحاربی*

ابن حبان* نے کہا ہے: ان کا شمار اہل شام میں ہے اور ان کی روایت انہی سے مروی ہے۔ ابو زرعد مشقی، ابن سبیح اور ابن عبد البر نے ان کا ذکر شام میں ٹھہرنے والے صحابہ میں کیا ہے۔ ابن السکن نے کہا ہے: ان کی حدیث اہل شام سے لی جاتی ہے۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۳۰)

* اسد الغابۃ (ت ۱۳۱)

* البخاری کتاب الجہاد والسیر باب من ینکب فی سبیل اللہ (الحديث ۲۰۸۲)

* مسلم فی کتاب الجہاد باب ما اقی النبی ﷺ من اذى المشرکین (الحديث: ۴۶۳۰)

* معرفة الصحابة (۲/ ۲۸۵، ۲۸۶)

* اسد الغابۃ (۱/ ۹۶)

* اسد الغابۃ (ت ۱۳۲) الاستیعاب (ت ۴۹) تجرید اسماء الصحابة (۱۷/۱)

* الثقات (۸/۱)

* الاستیعاب (۱۸۳/۱)

اور طبرانی* نے عبد الوہاب بن بخت کی سند سے سلیمان بن حبیب الحارثی کے حوالہ سے اسود بن اصرم الحارثی سے نقل کیا کہ وہ قحط کے زمانہ میں اپنا موٹا اونٹ لے کر مدینہ آئے۔ وہ اونٹ نبی ﷺ کے سامنے پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے عوض کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا: خادم۔ فرمایا: بھیجی کس کے پاس خادم ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے پاس۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ خادم لے آئے۔ جب انہوں نے اسے دیکھا تو بولے مجھے ایسا ہی خادم چاہیے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو لے لو! رسول اللہ ﷺ نے ان کا اونٹ لے لیا۔ (جاتے وقت) اسود عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ وصیت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی زبان سے صرف نیکی کی بات کہنا اور اپنے ہاتھ کو صرف بھلائی کی طرف بڑھانا۔“

بخاری نے اسے مختصر نقل کیا ہے اور کہا ہے: مجھے ان کی دوسری روایت معلوم نہیں۔ اور عبد الوہاب سے سوائے ابو عبد الرحیم کے کسی نے اسے روایت نہیں کیا ہے۔

ابن اسکن اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن ابی الدنیانے ”الصمت“ میں دوسری سند سے نقل کیا ہے جو سلیمان سے وہ اسود بن اصرم سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ لیکن بخاری* نے کہا ہے: اس کی سند میں نظر ہے۔

۱۳۹ الاسود بن ابی البختری*

ان کا نام العاص بن ہشام بن الحارث بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشی الاسدی ہے۔ ان کی والدہ عاتکہ بنت امیہ بن الحارث بن اسد ہیں۔ ان کے والد جنگ بدر میں کافر مارے گئے۔ اور وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔

زبیر بن بکار نے کہا ہے: سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ نے بسر بن ابی ارقطہ کو مدینہ بھیجا تو انہیں یہ کہلا بھیجا کہ بنی اسد کے اسود بن قلاں سے مشورہ لے لینا۔ جب بسر مسجد میں داخل ہوئے تو (ہیجان علی رضی اللہ عنہ) کو قتل کرنے کے لیے دروازے بند کر لیے، تو اسود نے انہیں منع کر دیا۔ زبیر کہتے ہیں: وہ اسود بن ابی البختری ہیں۔ حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی لڑائی کے وقت لوگوں نے مدینہ میں ان پر اتفاق کر لیا تھا۔ نیز زبیر نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بہن ام عبد اللہ بنت ابی البختری سے اس وقت کہا: جب ان کے خاندان نے عدی بن نوفل کو ان کی تلاش میں روانہ کیا یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حضور موت کا گورز بنایا تھا: ”تمہارے چچا زاد کا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے تو گفتگو میں اس سے ترش روئی کرنا۔“ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ان کے بیٹے سعید بن الاسود کے بارے میں ایک عورت کہتی ہے: کاش میں سعید بن اسود سے آنکھ کے دیکھنے کے بدلے اپنا بازو بند اور اپنی تلوار بیچ دیتی۔ اور یہ سعید بن اسود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں مشہور شخص تھے، ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے عفان، ان سے معتز نے فرمایا میں نے اپنے والد سے، ابونضرہ کے حوالہ سے ابوسعید مولی ابی اسد سے منقول سنا، پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی لمبی حدیث ذکر کی، اس میں ہے میں نے سعید بن الاسود کو دیکھا کہ وہ تلوار کی چوڑائی سے

* المعجم الكبير للطبرانی (الحديث: ۲۸۸/۱)

* التاريخ الكبير (۱/ ۴۴۳، ۴۴۴)

* امد القایة (ت ۱۷۳) الاستیعاب (ت ۴۲) تجرید اسماء الصحابة (۱/ ۱۸)

مار کر لوگوں کو بھار ہے تھے اگر وہ کسی کو قتل کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے عہد لیا تھا اس لئے وہ لوگ ایسا کرنے سے باز رہے۔

۱۵۰) الاسود البختري

بن خويلد، ابن منده کا قول ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حسن بن مدرک سے مروی ہے وہ یحییٰ بن حماد وہ ابو حاتم وہ ابو مالک وہ ابو حازم سے نقل کرتے ہیں کہ اسود بن بختري بن خويلد نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اپنی قوم سے بے نیازی اختیار کروں تو میرا اجر بڑھے گا؟ روایت کے مرسل ہونے کے باوجود اس کے رجال ثقہ ہیں۔ ابن الاثیر کا میلان اس طرف ہے کہ یہ اوّل ہیں (جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے)۔
میں کہتا ہوں: عبارت کا ظاہر اس کے خلاف ہے۔

۱۵۱) الاسود بن ثعلبة اليربوعي

ابن سعد نے کوفہ ٹھہرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے ابن حبان نے کہا ہے کہا جاتا ہے کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاپین، ابن منده، الوضیم اور ابن عبد البر نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن کسی نے ان کے حالات میں اس سے آگے کچھ نہیں کہا جو ابن سعد نے واقدی سے نقل کیا ہے۔ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کے خطبہ میں موجود تھے۔

۱۵۲) الاسود بن حازم

بن صفوان بن عرار۔ ابن منده نے ابو احمد بھیر بن الصخر کی سند سے، ابو جمیل عباد بن ہشام کے حوالہ سے — جو بخاری کے ایک گاؤں نجف میں مؤذن تھے — نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے ایک صحابی رسول اللہ ﷺ کو کیجے جنہیں اسود بن حازم بن صفوان کہا جاتا تھا۔ میں ان کے پاس اپنے والد کے ساتھ آتا، اس وقت میری عمر چھ سات سال کی ہوگی۔ انہوں نے فرمایا: میں غزوہ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، اس وقت میں تیس سال کا تھا۔
میں کہتا ہوں: اس کی سند انتہائی ضعیف ہے۔

۱۵۳) الاسود بن حرام

اسود بن ایض میں ان کا تذکرہ اگرچہ گزر چکا ہے البتہ بعد والے میں آ رہا ہے۔ عمر بن شبہ نے محمد بن فتح کے ذریعہ موسیٰ بن عقبہ سے انہیں ابن ابی الحقیق کے قاتلین میں ذکر کیا ہے، لیکن انہوں نے یہ بھی کہا ہے: ”اسود بن حرام“ جیسا کہ گزر گیا۔

اسد الغابۃ (ت ۱۳۴) الاستیعاب (ت ۴۷)

جامع المسانید والسنن (۳۲۱/۱) اسد الغابۃ (۹۷/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۳۵)

المعجم الكبير (۳۲/۱۷) جامع المسانید والسنن (۳۲۲/۱)

100

١٥٥ الاسود بن خطامة الكنانى *

١٥٦ الاسود بن خلف بن اسعد *

١٥٤) الاسود بن خلف بن عديغوث القرشي *

❁ **اسد الغاية (ت ١٣٨)**

✻ اسد الغابة (ت ۱۳۹)

❁ اسد الغابة (ت. ١١٤٠) الاستيعاب (ت. ١٢٣)

ان کا تعلق بنی جمح (جیمیم ح) سے ہے، ابن عبدالبر* نے بھی اسے وزنی قرار دیا ہے اور ابن الاثیر نے اس بات کا تعاقب کیا ہے کہ بنی جمح میں عبد یغوث نامی شخص کوئی بھی نہیں۔ ابن مندہ نے کہا: وہ زہری ہیں اور عسکری کا قول ہے کہ مطہین نے کہا: وہ قریشی ہیں فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے۔ اور عبد یغوث وہ ابن وہب بن زہرہ ہیں، ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسود بن عبد یغوث تھا اس کا کام تھا کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کا مذاق اڑاتا، کفر پر ہی اس کی موت ہوئی اور اسود بن خلف کو اپنے چچا کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم

امام احمد* نے اپنی مسند میں فرمایا: عبدالرزاق، ابن جریج، ابن خثیم نے بتایا کہ محمد بن اسود بن خلف نے انہیں بتایا کہ ابو الاسود نے نبی ﷺ کو قرن مصقلہ کے پاس لوگوں سے بیعت لیتے دیکھا۔ اور حاکم* نے ابن جریج کی روایت سے نقل کیا ہے جس میں ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے (نبی ﷺ کو) دیکھا۔

بغوی اور ابن السکن نے کہا: اس روایت کو ابن جریج کے سوا کسی نے بیان نہیں کیا۔ اور بغوی عبدالرزاق کی سند سے معمر سے انہوں نے ابن خثیم سے اس سند سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کو چوم کر فرمایا: ”اولاد یکل وبرزدی کا سبب ہے۔“*
بغوی، ابن السکن اور دارقطنی نے کہا ہے: اس روایت میں معمر منفرد ہے، اور بغوی، ابن السکن نے کہا ہے کہ اسود بن خلف کی ان دو حدیثوں کے علاوہ کوئی اور حدیث نہیں ہے۔ جبکہ مجھے ان کی تیسری حدیث بھی مل گئی ہے جسے بزار نے بشر بن معاذ سے انہوں نے فضیل بن سلیمان سے، انہوں نے ابن خثیم سے وہ محمد بن خلف سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حرم کے نصب شدہ پتھروں کی تجدید کرنے کا حکم دیا، اسے بزار نے نقل کیا ہے۔ ان کی چوتھی حدیث ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، معطیٰ نے ہم سے، ان سے وہیب نے ابن خثیم کے حوالہ سے بیان کیا فرماتے ہیں مجھ سے محمد بن الاسود بن خلف بن عبد یغوث نے اپنے والد سے نقل کر کے فرمایا کہ اہل مکہ نے مقام ابراہیم کے نیچے سے ایک تحریر پائی، قریش نے حمیر کا ایک شخص بلایا، جب اس نے وہ تحریر پڑھی تو کہنے لگا اس میں ایک بات ہے جسے میں تم سے بیان کروں تو تم لوگ مجھے قتل کر ڈالو گے، فرماتے ہیں: ہم نے سمجھ لیا اس میں محمد ﷺ کا ذکر ہے، اس لئے ہم نے اسے پوشیدہ رکھ لیا۔*

۱۵۸) الاسود بن ربیعہ*

بن الاسود البشکری، ابن مندہ نے حارث بن عبید یاد کی سند سے عباہ یا ابن عباہ کے حوالہ سے نقل کیا جو بنی ثعلبہ کے ایک شخص ہیں۔ وہ اسود بن ربیعہ بن اسود البشکری سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ ﷺ خطبہ دینے

* الاستیعاب (۱/ ۱۸۱)

* مسند احمد (الحديث: ۱۶۸/۴)

* مستدرک للحاکم (الحديث: ۱۶۴/۳)

* ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد والاحسان الی البنات (الحديث: ۳۶۶۶) مصنف لعبد الرزاق (الحديث: ۲۰۱۴۴)

* المعجم الكبير (الحديث: ۸۱۶/۱) مسند البزار (الحديث: ۱۱۶۰) مجمع الزوائد (۲/ ۲۹۷)

* اسد الغابۃ (ت ۴۱)

کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا: سب لوگ سن لیں! جاہلیت وغیرہ کے تمام خون (جو قتل میں بہائے گئے) میرے قدموں تلے ہیں۔ صرف سقایہ اور سدانہ کی خدمت باقی ہے۔^{۱۵۹} یہ سند مجہول ہے۔ لیکن ابوعبیدہ نے اسے ”الارحاء والمجاهم و مآثر العرب“ نامی کتاب میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: یثکر کے جاہلیت کے نشانات میں سے یہ ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو ارشاد فرمایا: خبردار! میں نے جاہلیت کی قابل عزت چیز کو اپنے قدموں تلے رکھ لیا ہے صرف سقایہ اور سدانہ (کعبہ کی جامع پوشی) کی خدمت بدستور باقی ہے۔^{۱۶۰} تو اسود بن ربیعہ بن مالک بن الاسود بن ابی الاسود بن ربیعہ بن جمیل بن ثعلبہ بن عمرو بن عثمان بن حبیب بن یثکر کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد نے زمانہ جاہلیت میں مسافروں پر بہت سامان خرچ کیا ہے، اگر یہ میرے لیے عزت کا باعث ہے تو میں اسے چھوڑ دوں اور اگر وہ میرے لیے عزت کا باعث نہیں ہے تو میں اس کا زیادہ حقدار ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ تمہارے لیے عزت کا باعث ہے اسے قبول کرو“۔ راوی کا بیان ہے کہ فرزدق نے جب جریر سے کہا: تو یہی اس کی مراد تھی۔ بکر بن وائل احکام کی طرف آؤ، پریشان اور شش و پنج والے کی طرح نہ ہونا، عزت والے یثکریوں کی طرف جن کا کام بنی مطعم کی ضیافت کرنا ہے اور ان کا تعلق آل اسود سے ہے۔

۱۵۹ الاسود بن ربيعة الحنظلي

ازبنی ربیعہ بن مالک بن حنظلہ، ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور اسود بن عیس میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۰ الاسود بن زيد

بن ثعلبہ بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ انصاری خزرجی، موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ابن عبدالبر نے ان کا ذکر تو کیا لیکن لفظی غلطی کر بیٹھے چنانچہ انہوں نے ثعلبہ کی جگہ قطبہ لکھا دیا۔ اور کہا ہے: کہا جاتا ہے: اسود بن رزم بن زید بن قطبہ بن غنم، یوں انہوں نے دونوں جگہ ذکر کر کے غلطی کی۔ ابن ہشام کی کتاب میں ہے، کہا جاتا ہے: وہ اسود بن رزم بن زید بن ثعلبہ، اسی طرح اس میں رزم بن نون سے لکھا ہے اور بعض نے کہا ہے وہ سواد بن زید ہیں۔ حرف سین میں آ رہا ہے۔

۱۶۱ الاسود بن سریع

بن حمیر بن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن مقاس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن حمیر التمیمی السعدی۔

کنز العمال (الحديث: ۱۲۳۵۸، ۳۰۱۸۸)

ابوداؤد، کتاب الدیات، باب فی الخطأ شبه العبد (الحديث: ۴۵۴۷)

نسائی، کتاب القسامۃ باب ذکر الاختلاف علی خالد الحذاء (الحديث: ۴۸۰۷)

ابن ماجہ فی کتاب الدیات باب شبه العبد (الحديث: ۲۶۲۷)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۲)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۳) الاستیعاب (ت ۴۶)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۴) الاستیعاب (ت ۴۴) تجرید اسماء الصحابة (۱/۱۹)

نامور شاعر ہیں۔ بخاریؒ نے اپنی تاریخ کبیر میں مسلم بن ابراہیم سے، وہ سری سے وہ حسن بصری سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے اسود بن سرج بن سرجؒ نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ کی معیت میں چار غزوات کیے اور اسے ابن حبانؒ اور ابن اسکن نے سری کی سند سے روایت کیا ہے۔ بخاریؒ نے ”الادب المفرد“ میں ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا: ہم سے علی بن عبد اللہ نے ان سے معاذ بن ہشام نے فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے قتادہ کے حوالہ سے وہ احنف بن قیس سے وہ اسود بن سرج سے روایت کرتے ہیں۔ اور قتادہ، حسن سے، وہ ابورافع کے ذریعہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قیامت کے روز چار دلیل بیان کریں گے۔“ (الحدیث) ابن حبانؒ نے اسے اپنی صحیح میں اسحاق بن ابراہیم کی سند سے معاذ بن ہشام سے نقل کیا ہے۔ اور حاکمؒ نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ کی سند سے اسود بن سرج سے روایت کی ہے۔ فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا: کیا میں آپ کو حمدیں نہ سناؤں۔ (الحدیث)

بغوی نے کہا وہ شاعر تھے اور ابتدائے اسلام میں لوگوں سے قصے بیان کرتے تھے۔ پھر سری بن یحییٰ کی سند سے حسن بصری کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بصرہ کی مسجد میں قصہ سنایا، خلیفہ نے کہا: بصرہ کی جامع مسجد کے صحن میں ان کا گھر تھا امیر معاویہؓ نے دور خلافت میں وفات پائی۔ ابن ابی خثمہ امام احمد اور ابن معین سے نقل کر کے فرماتے ہیں: ”۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔“

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: علیؓ نے فرمایا: جنگ جمل کے زمانہ میں وہ لاپتہ ہو گئے۔ اسی پر ابو حاتم، ابو داؤد، ابن اسکن، ابن حبان اور ابن زبیر وغیرہ نے بھروسہ کیا ہے اور باوردی نے حسن بصری سے نقل کیا ہے فرمایا کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو اسود اپنے اہل و عیال سمیت کشتی میں سوار ہو کر کہیں چل دیئے پھر اس کے بعد سے کسی نے انہیں نہیں دیکھا۔

۱۲۲) الاسود بن سفیانؒ

بن عبد الاسد بن ہلال بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم القرشی المخزومی۔ ابو سلمہ بن عبد الاسد۔ حضرت ام سلمہؓ کے خاوند۔ کے بھتیجے۔ ابن عبد البر نے ان کا ذکر کر کے کہا: ان کے صحابی ہونے میں نظر ہے۔

میں کہتا ہوں: عدوی نے نسب میں ان کا ذکر کر کے کہا ہے: وہ بدر میں قیدی تھے وہ۔ زبیر نے ذکر کیا ہے کہ ان کے والد سفیان بدر کے روز کا فرما رہے گئے، جسے حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب نے قتل کیا۔ وہ اس قسم والے لوگوں میں ہیں۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ام حبیب بنت العباس بن عبد المطلب سے ان کی شادی ہوئی جن سے اسود پیدا ہوئے۔ ان کے بھائی عبد اللہ اور دوسرے

التاریخ الكبير (۴۴۵/۱)

الثقات (۸/۳)

مسند احمد (الحدیث: ۲۳/۴)

ابن حبان فی صحیحہ (الحدیث: ۱۸۲۷)

مستدرک للحاکم (الحدیث: ۶۵۷۵/۳)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۵) الاستیعاب (ت ۴۸)

بہائیوں کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۳ الاسود بن سلمہ

بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ کلبی نے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اس وقت ان کے ساتھ کے بیٹے یزید تھے جو ابھی لڑکے تھے، تو نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی، طبری اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۶۴ الاسود بن عبداللہ

السدوسی الیمانی، بشیر ابن الخصاصیہ کے ہمراہ آنے والوں میں سے ایک ہیں۔ عبداللہ بن اسود میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۱۶۵ الاسود بن عبس

بن اسماء بن وہب بن رباح بن عوذ بن مہذب بن کعب بن ربیعہ الجوع بن مالک بن حنظلہ بن زید مناۃ بن قسیم: ہشام الکلی نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آ کر عرض کرنے لگے: میں اس لیے آیا ہوں تاکہ آپ کی صحبت میں رہ کر اللہ کا قرب حاصل کروں۔ تو آپ نے ان کا نام ”مقرب“ رکھا دیا۔ اور سیف بن عمر نے وقاء بن عبدالرحمن خطلی سے نقل کیا ہے کہ ربیعہ بن مالک بن حنظلہ کی اولاد سے اسود بن ربیعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے فرمایا: تم کس وجہ سے آئے؟ عرض کیا: آپ کی صحبت میں رہ کر (اللہ کا) قرب حاصل کروں؟ تو ان کا اسود نام چھوڑ دیا گیا اور ”مقرب“ نام پڑ گیا۔ وہ نبی ﷺ کی صحبت میں رہے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔

طبرانی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسود بن ربیعہ کو۔ جو نبی ربیعہ بن مالک سے تھے۔ بصرہ کے لشکر کا امیر مقرر فرمایا۔ وہ مہاجر صحابی ہیں، یہ وہی ہیں جنہوں نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا تھا میں قرب حاصل کرنے آیا ہوں لہذا ”مقرب“ ان کا نام پڑ گیا، بعض حفاظ کا کہنا ہے: شاید کسی نے انہیں ان کے جد اعلیٰ ربیعہ کی طرف منسوب کر دیا ہو۔ واللہ اعلم

۱۶۶ الاسود بن عمران البکری

ابن مندہ نے میسرہ النہدی کی سند سے ابوالخجل کے حوالہ سے عمران بن الاسود یا اسود بن عمران سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اپنی قوم کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا، یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے،

اسد الغابۃ (ت ۱۴۶)

اسد الغابۃ (ت ۱۴۹) الاستیعاب (ت ۵۰)

اسد الغابۃ (ت ۱۵۰) تجرید اسماء الصحابہ (۱۹/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۵۱) الاستیعاب (ت ۵۲) تجرید اسماء الصحابہ (۱۹/۱)

معرفة الصحابۃ (۲۹۰/۲)

ابن عبدالبر* نے کہا ہے: ان کی حدیث کی سند میں کلام ہے۔
میں کہتا ہوں: اس روایت میں ابونجیل کے علاوہ جو بھی ہے مجہول ہے۔

۱۶۷ الاسود بن عوف الزهری*

عشرہ مبشرہ میں سے حضرت عبدالرحمن بن زید کے بھائی۔ ابن سعد نے کہا: وہ اور ان کے بھائی عبداللہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور ابن عبدالبر* نے زبیر کی اقتداء کرتے ہوئے کہا: فتح مکہ سے پہلے ہجرت کی۔ عبداللہ بن زبیر کی طرف سے والی مدینہ جابر کے والد جابر کا مؤطا میں قصہ ہے ان کے دونوں بھائی محمد اور عباس راویہ میں ابن اشعث کے ساتھ قتل ہوئے۔

۱۶۸ الاسود بن عویم السدوسی*

ابن مندہ نے حبیب سدوسی کی سند سے اسود بن عویم کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے آزاد عورت اور باندی کو ایک نکاح میں رکھنے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا: ”آزاد عورت کے لیے دو اور باندی کے لیے ایک (رات) دن (کی باری) ہے۔“ اس روایت کی سند میں علی بن قرین ہے جس کی ابن معین نے تکذیب کی ہے۔

۱۶۹ الاسود بن مسعود الثقفی*

عمر بن شبر نے ثعنی کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ظہیان بن کداد کو رسول اللہ ﷺ کو جواب دیا، جس کا طویل حدیث میں ذکر ہے اور اسی میں ان کے آنے کا بھی تذکرہ ہے اور ان کے وہ اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی ہے: ”جب کبھی آسانی پیدا ہو جاتی ہے تو میں (پھر سے) اپنے رب کی عبادت میں لگ جاتا ہوں، وہ رب جس کا کوئی شریک نہیں، وہ سب بندوں کا رب ہے۔ آپ ایسے رسول ہیں جن کے فضل و عطا کی امید رکھی جاتی ہے جب قحط سالی اور بارشوں کی کمی ہو۔“ ابن قحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۰ الاسود بن مالک*

الاسدی، الیمانی، الکدر جان کے بھائی، ابن مندہ نے ان کے پوتوں کی ان سے روایت کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں اور میرے بھائی اسود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے۔ ہم آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی تصدیق کی۔ راوی کا بیان ہے کہ

* الاستیعاب (۱۸۴/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۲) الاستیعاب (ت ۴۰) تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۱)

* الاستیعاب (۱۸۰/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۳) تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۱)

* کنز العمال (الحديث: ۴۴۸۲۴)

* تجرید اسماء الصحابة (۲۰/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۴)

جزء اور اسود دونوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور آپ کی صحبت میں رہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے میں اسحاق الریثی منفرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: وہ (درمیانے راوی) مجہول ہیں۔

۱۶۱) الاسود بن نوفل

بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی اسدی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ جسدہ* دوسری ہجرت کرنے والوں میں شامل تھے۔ اسے ابن اسحاق* نے ذکر کیا ہے۔ ان کی والدہ فریجہ بنت عدی بن نوفل بن عبد مناف ہیں۔ نبی ﷺ کی (مدینہ) آمد کے بعد مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ وہ ابوالاسود محمد بن عبد الرحمن بن الاسود (عروہ کے بیٹم) کے دادا ہیں۔ ان کے والد نوفل ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے بڑے برخلاف تھے۔

۱۶۲) الاسود بن وهب

بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری، نبی ﷺ کے ماموں، ابن الاعرابی نے اپنی معجم میں عنہ بن عبد الرحمن قرشی کی سند سے محمد بن رستم ثقفی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے عبد اللہ بن عمرو کو فرماتے سنا: رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماموں اسود بن وهب سے فرمایا: ”میں آپ کو ایسے کلمات نہ سکھاؤں کہ اللہ تعالیٰ جسے کوئی بھلائی دینا چاہتے ہیں اسے وہ کلمات سکھاتے ہیں پھر وہ انہیں کہہ نہیں بھولے گا۔“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا، آپ کہا کریں:

((اللهم انی ضعیف فقو فی رضاک ضعیفی وخذ الی الخیر بناصیتی واجعل الاسلام منتهی رضائی))۔ (الحديث)

”اے اللہ! میں کمزور ہوں لہذا اپنی رضامندی میں مجھے طاقتور کر دے، بھلائی کے کاموں کی طرف مجھے میری پیشانی سے پکڑ (کر لگا) اور اسلام کو میری رضامندی کی ابتدا بنادے۔“

ابن مندہ نے محمد بن الحباس بن خلف کی سند سے عمرو بن ابی سلمہ سے انہوں نے صدقہ سمین سے، وہ ابو معبد حفص بن غیلان سے وہ زید بن اسلم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے وهب بن اسود بن وهب رسول اللہ ﷺ کے ماموں نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا میں آپ کو ایسی بات نہ بتاؤں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے (کامل) امید ہے کہ آپ کو فائدہ ہوگا۔“ انہوں نے کہا: کیوں نہیں یا رسول اللہ! ضرور بتائیں۔ آپ نے فرمایا: ”سود کے کئی دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ ستر

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۵)، الاستیعاب (ت ۴۱)

* انساب الاشراف للبلاذری (۱/۲۳۰)

* السیرۃ النبویۃ (۴/۴)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵۷)، الاستیعاب (ت ۴۵)

* المستدرک للحاکم (الحديث ۵۲۷/۱) مجمع الزوائد للهيثمی (الحديث: ۱۷۹/۱ و الحديث: ۱۸۲/۱)

* کنز العمال (الحديث: ۳۷۳۶)

الاصول في تبيين الصحاح (الدرر) جلد ۱

۱۲۶

گناہوں کے برابر ہے سب سے کم درجہ یہ ہے انسان اپنی ماں سے زنا کر بیٹھے، اور سب سے بڑا سودا دہی کا اپنے بھائی کی نائق آبرو ریزی ہے۔*

ابن قانع نے اسے اپنی معجم میں ابوبکر بن الاعمین کی سند سے عمرو بن ابی سلمہ سے نقل کیا ہے وہ وہب بن اسود رسول اللہ ﷺ کے ماموں سے نقل کرتے ہیں یوں نہیں کہا، اپنے والد سے، یوں صدقہ اور زید کے درمیان احکم الاہلی کو داخل کیا جبکہ حکم اور صدقہ دونوں ضعیف راوی ہیں۔*

قاسم سے روایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ اسود بن وہب نبی ﷺ کے ماموں نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ماموں جان! آجائیں۔ جب وہ اندر تشریف لائے تو آپ نے (احتراما) ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی۔ (الحديث) اسے ابن شاپین نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن محمد بن ربیعہ قد امی ہے جو ضعیف راوی ہے۔

۱۶۳ الاسود بن هشام

بن عمرو بن ربیعہ بن الحارث بن حبیب بن خزیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ ان کے والد ہشام وہ شخص جنہوں نے ابوطالب کی وفات سے پہلے قریش کی بنی ہاشم (کے مقاطعہ) پر لکھی تحریر کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہوئے، پھر ہشام مسلمان ہو گئے۔ وہ مؤلفۃ القلوب سے تھے، اس بات کا زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے۔

۱۶۴ الاسود

ابن میں گزر چکا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا تھا۔

جن کا نام اسید (ہمزہ کے زبر اور سین کے زیر سے) ان کا ذکر

۱۶۵ اسید بن ابی اناس

بن زہیم بن عمرو بن عبد اللہ بن جابر بن حمیہ بن عبد بن عدی بن لؤلؤ بن بکر بن عبد مہتہ بن کنانہ الکلبانی الدلی: ساریہ کے بیٹے۔ عسکری اور دار قطنی نے ہمزہ کے فتح سے جبکہ مرزبانی نے ہمزہ کے ضم سے قلمبند کیا ہے اور ابن ماکولا* نے اس کا رد کیا ہے۔ ابن شاپین نے مدائنی کی سند سے ان کے رجال کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تک کئی سلاسل سے نقل کیا ہے۔ سب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی عبد بن عدی کا وفد آیا، ان میں حارث بن وہب، عویم بن الاخرم، حبیب اور ربیعہ حلہ کے بیٹے تھے ان کے ہمراہ

* الکامل فی الضعفاء (۲/۲۶۳) تاریخ بغداد (۶/۳۶۳) جامع المسانید والسنن (۱/۳۳۳)

* کنز العمال (۳۸۳۳) اتحاد السادة المتقين (۷/۱۱۱) كشف الخفاء (۱/۴۴۸)

* اسد الغابۃ (ت ۱۶۶)

* الاکمال (۱/۵۴)

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۱) ۱۲۷

ان کی قوم کی جماعت تھی پھر ان کا لمبا قصہ ذکر کیا۔ اسی میں انہوں نے کہا: ہم آپ سے جنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اگر آپ کی جنگ قریش کے علاوہ کسی اور سے ہوتی تو ہم آپ کا ساتھ دیتے۔ اس کے بعد یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اپنی قوم کے لیے امان طلب کی۔ تو آپ نے ایک شخص کے سوا، جس کا خون آپ نے رائیگاں قرار دیا سب کو امان دے دی۔ اس شخص کا نام ”اسید بن ابی اناس“ تھا تو سب نے اس سے براءت کا اظہار کیا۔ ادھر جب اسید کو واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ طائف جا کے مقیم ہو گئے۔ جب فتح مکہ کا سال ہوا تو ساریہ بن زئیم نے طائف جا کر ان سے کہا: **یہیچے! اُن (نبی علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ آنے والے کو قتل نہیں کرتے، چنانچہ طائف کو خیر باد کہہ کر مکہ پہنچے اور اسلام قبول کر لیا۔ آپ ﷺ کے دست اقدس میں اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے انہیں بھی امان دے دی۔ انہوں نے چند اشعار میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی تھی۔**

اسی قصہ میں ہے کہ جب اسید نے نبی ﷺ سے ملاقات کا ارادہ کیا تو ساتھ میں اپنی اہلیہ کو بھی لے لیا۔ اس وقت ان کے پاؤں بھاری تھے تو قرن ثعلب میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا۔ عسکری نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اہل بدر کافروں کا مرثیہ کہا تھا اس لیے آپ نے ان کے خون کو جائز قرار دیا تھا۔ فرماتے ہیں: مجھے یہ بات ابن درید نے ابوحاتم سے انہوں نے ابو عبیدہ معمر بن العشی سے نقل کر کے بتائی تھی۔ میں نے ان کے قصہ سے ملتا جلتا قصہ انس بن زئیم کے متعلق بھی روایت کیا ہے جیسا کہ ان کے حالات میں آ رہا ہے، ہو سکتا ہے دونوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

قاضی ابوبکر بن العربی نے نقل کیا ہے: ابوعامر العبدری نے فرمایا: یہ اسید مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ کی معیت میں رہے اور میرے خیال میں جنگ اُحد میں بھی شرکت کا موقع ملا ہے۔ لیکن پہلے جو تفصیل گزر چکی ہے اس کی بنا پر ابن العربی نے اپنے شیخ کے قول کی تردید کی ہے پھر میں نے فضائل علی نامی کتاب میں جو مفید بن نعمان رافضی کی تالیف ہے اس میں عبدری کی ذکر کردہ روایت جیسی روایت دیکھی۔ اس نے بدر کا قصہ ذکر کر کے اس کے اخیر میں کہا ہے: بدر کے روز علی رضی اللہ عنہ کی کارکردگی اسید بن ابی اناس نے قریش کو مخاطب کرتے ہوئے یوں بیان کی:

فی کلّ مجمع غایۃ اخزاکم جذع یفوق علی المذاکی القرح
هذا ابن فاطمة الذی افناکم ذبحا و قتلًا بغضہ لم یربح
للہ درکم الما تذکروا قد یذکر الحرّ الکریم و یرستحی

”تمہیں ایسے نوخیز لڑکے نے، جو جوانوں، اوز طاقت والوں پر فوقیت رکھتا ہے ہر مجمع میں بہت ذلیل کیا۔ یہ فاطمہ بنت اسد کا بیٹا ہے جس نے تمہیں ذبح اور قتل کر کے فنا کیا ہے پھر بھی اسے چین نہیں۔ سبحان اللہ! تم عجیب لوگ ہو ابھی تک تمہیں نصیحت نہیں ہوئی۔ جبکہ آزاد شریف انسان تو کبھی نہ کبھی نصیحت حاصل کر لیتا اور شرم کر لیتا ہے۔“

اور زبیر نے یہ ذکر کیا ہے کہ اسید نے قریش کو یہ اشعار اس وقت سنائے جب وہ اُحد کے لئے جا رہے تھے۔

۱۷۶) اسید بن جاریہ

بن اسید بن عبد اللہ بن سلمہ بن عبد اللہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف انصہی، بنی زہرہ کے حلیف عسکری وغیرہ نے انہیں صحابہ نبی ﷺ میں ذکر کیا ہے۔ واقدی نے کہا: فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے اور غزوہ حنین میں شرکت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سواونٹ عنایت فرمائے۔ ابن ماکولا * وغیرہ نے ان کا نام الف کے فتح سے قلم بند کیا ہے، ان کے والد کا نام جاریہ (جیم اور یاسے) ہے، وہ عمر بن ابی سفیان بن اسید بن جاریہ کے دادا ہیں جو زہری کے شیخ ہیں اور صحیح میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت کردہ حدیث منقول ہے۔

۱۷۷) اسید بن سفیہ

اسد (جو الف اور بغیر یا کے ہے) میں گزر چکا ہے اور ابن اسحاق کے ہاں الف کے زیر اور دال سے پہلے یا سے تحریر ہے۔ ابن عبد البر * نے بخاری سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی حیات میں فوت ہوئے ہیں۔ اور ابن ماکولا * نے اس میں اختلاف نقل کیا ہے کہ آیا یہ نام زیر سے ہے یا پیش سے؟ اور دارقطنی میں انہوں نے اس کی تصحیح کی ہے کہ یہ زیر سے ہے اصل میں ابن اسحاق سے اسے نقل کرنے میں ہی اختلاف واقع ہوا ہے۔ نیز ان کے والد کے نام میں بھی اختلاف ہے بعض نے سعد بن اور بعض نے یاسے کہا ہے۔

۱۷۸) (ن) اسید از اولاد فطیون

نبی ﷺ نے ان سے فرمایا تھا: ”اے اللہ! اس کے حسن و جمال کو برقرار رکھ۔“ چنانچہ ان کے بال سفید نہیں ہوئے۔ وہ اپنی کنیت ابوالمقفع سے مشہور ہیں۔ کلبی نے قحطان کے نسب کے آغاز میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۷۹) اسید بن صفوان

ابن قانع نے نسب کے لحاظ سے انہیں سلسلی کہا ہے اور باوردی نے کہا ہے یہ ایسے صحابی ہیں جن کی روایت صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ ابن السکن نے کہا: وہ صحابہ نبی ﷺ میں مشہور نہیں ہیں۔ ابن ماجہ نے تفسیر میں اور ابو زکریا نے اہل موصل کے طبقات میں اور عمر بن ابراہیم ہاشمی (جو متروک راوی ہیں) کی کئی ایک سند سے عبد الملک بن عمیر وہ اسید بن صفوان سے نقل کرتے ہیں۔ اور انہیں نبی ﷺ کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: * جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مدینہ رونے دھونے سے لرز اٹھا اور لوگ ایسے سرا سیمہ ہو گئے جیسے نبی ﷺ کی وفات کا منظر تھا، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۶۲) الاستیعاب (ت ۵۵)

* الاکمال (۵۳/۱)

* اسد الغابۃ (۱۶۳) الاستیعاب (۶۰)

* الاستیعاب (۱۸۸/۱)

* الاکمال (۵۳/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۶۲) الاستیعاب (ت ۶۱) تجرید اسماء الصحابة (۲۱/۱)

* الوافی بالوفیات (۲۶۱/۱)

۱۸۰) اسید المزنی

ابن ماکولانے کہا: انیس شرف صحبت حاصل ہے۔ ابن اسکن اور ابن مندہ نے ابن وہب کی سند سے عمر بن حارث کے ذریعہ یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے عبداللہ بن ابی سلمہ سے وہ اپنی قوم کے اسید مزنی نامی شخص سے روایت نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنے آیا، آپ ﷺ کے پاس ایک شخص کوئی بات پوچھ رہا تھا، جس سے آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ اعراض کیا۔ پھر فرمایا: ”جس کے پاس ایک اوقیہ (چاندی) ہو پھر بھی وہ مانگے تو اس نے چٹ کر مانگا۔“ ابن اسکن نے کہا: اس کی سند بہتر ہے، مجھے ان کے نسب سے آگئی نہیں، ابن مندہ نے کہا: اس روایت کو ابن وہب بیان کرنے میں منفرد ہے۔

جس کا نام اسید (پیش سے ہے) اس کا ذکر

۱۸۱) (ز) اسید بن اخیحہ

بن امیہ بن خلف بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی نجفی، صفوان بن امیہ کے بھائی فتح مکہ کے روز مسلمان ہونے والوں میں شامل ہیں۔ زبیر بن بکار نے کہا ہے: اخیحہ بن امیہ بن خلف کے ہاں اسید بن اخیحہ اور اسید کے ہاں علی پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو ریحانہ تھی، امیر معاویہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ انہوں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ پھر ان کے بارے میں ان کی اور ان کے چچا زاد عبداللہ بن صفوان بن امیہ کی گفت و شنید ہوئی تو وہ شام چلے گئے۔ اور یزید بن معاویہ کے لشکروں سمیت واپس آ گئے۔ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کا (مکہ میں) محاصرہ کر لیا۔ یہ ابو ذہیل وہب بن زمعہ بن اسید بن اخیحہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ اور قاکبی نے زبیر سے نقل کیا ہے: انیس غلیل (تھنیر سے) کہا جاتا ہے وہ عبدالملک سے مل گئے تھے۔ پھر انہوں نے حجاج کے لیے مکہ مانگی تو اس نے طارق کے ذریعہ چار ہزار کی نفری سے امداد کی۔ تو ابو ریحانہ ابو ثنیس پہاڑ پر چڑھ کر زور سے بولے: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں رسوا نہیں کیا۔ تو ابن ابی حیکم جو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے، نے جواب دیا: بخدا کیوں نہیں۔

۱۸۲) (ز) اسید بن الاخنس

بن شریق ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف، عمر بن شبہ نے مدینہ کے باسی صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے ابن قنوں نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۸۳) اسید بن ثعلبہ الانصاری

ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے اور جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔

اسد الغابہ (ت ۱۶۷) تجرید اسماء الصحابة (۲۷/۱)

الاکمال (۵۳/۱)

مکنز العمال (الحديث: ۱۶۷۷۳)

اسد الغابہ (ت ۱۶۸) الاستيعاب (ت ۵۵)

الاستيعاب (۱۸۶/۱)

۱۸۴ اسید بن الجداء

ابن ماکولا * نے ذکر کیا ہے، کہا جاتا ہے انہیں محبت رسول حاصل ہے، ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: ابن ماکولا کے کلام کا تقاضا ہے کہ عبداللہ بن شقیق نے ان سے روایت کی ہے، جہاں تک مجھے عبداللہ بن شقیق کے شیخ کا پتہ ہے تو ان کا نام عبداللہ ہے شاید یہ ان کے بھائی ہوں۔

۱۸۵ اسید بن الخضیر

بن سماک بن عتیک بن امرئ القیس بن زید بن عبداللہ الاہمہل الانصاری الاہمہلی ان کی کنیت ابو یحییٰ اور ابو عتیک ہے ان کے والد حفصہ اوس کے شہسوار اور جنگ باعث میں ان کے سردار تھے۔ اسید اسلام میں سبقت کرنے والوں میں سے ہیں۔ شب عقبہ کے نقباء میں سے ایک ہیں۔ وہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے پہلے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ ان کی بدر میں شرکت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن سعد * نے کہا ہے وہ شرافت و کمال والے انسان تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے اور زید * بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ جو لوگ جنگ احد کے روز ثابت قدم رہے ان میں یہ بھی تھے اس وقت انہیں سات زخم آئے۔ ابن السکن نے کہا: وہ بدر اور عقبہ میں شریک تھے۔ ان کے علاوہ علماء نے انہیں بدری شمار کرنے سے انکار کیا ہے۔ ان کی صحیحین وغیرہ کتب میں احادیث مروی ہیں۔ بخاری نے کہا: ہم سے ابن زہب نے، ان سے ابن ابی حازم نے وہ سہیل سے وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اسید بن خضیر کیا ہی اچھا شخص ہے۔“ * ابن اسحاق نے کہا: ہم سے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کر کے فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: تین افراد انصار کے ایسے ہیں کہ فضیلت میں کوئی ان کے پائے کا نہیں۔ سب کا تعلق بنی عبداللہ الاہمہل سے ہے: سعد بن معاذ، اسید بن خضیر، عباد بن بشر۔

اور امام احمد * نے اپنی مسند میں فاطمہ بنت احسین بن علی کی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: اسید بن خضیر لوگوں میں سے فاضل شخص تھے۔ اور فرماتے تھے: اگر میں ان تین حالتوں میں جیسا ہوتا ہوں بقیہ میں بھی ایسا ہوتا تو نقشہ کچھ اور ہوتا: قرآن مجید سنتے یا تلاوت کرتے وقت، رسول اللہ ﷺ کا خطاب سنتے وقت، اور جب میں کسی جنازہ میں شرکت کرتا ہوں۔

* اسد الغابۃ (ت ۱۶۹) تجرید اسماء الصحابة (۲۱/۱)

* الإكمال (۶۶/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۷۰) الاستیعاب (ت ۵۴)

* الطبقات (۳/۱۳۵)

* المستدرک للحاکم (الحديث ۳۱۱/۹)

* ترمذی کتاب المناقب باب مناقب معاذ بن جبل (الحديث ۳۷۹۵) مستدرک للحاکم (الحديث ۲۸۹/۳)

* المعجم الكبير للطبرانی (الحديث ۵۴۸/۱) مجمع الزوائد (الحديث: ۳۰۰/۹)

* مسند احمد (الحديث: ۴۱۹/۲)

واقدي نے طلحہ بن عبداللہ تمیمی کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ انصار میں سے کسی کو اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ پر فوقیت نہیں دیتے تھے۔ بخاری * نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، فرمایا: جب اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قرضوں کو اہل بیت سے فرمایا، پھر راوی نے ایسا قصہ ذکر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ان کی خلافت میں فوت ہوئے۔

اور ابن السکن نے ابن عیینہ کی سند سے ہشام بن عروہ کے حوالہ سے ان کے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: جب اسد بن حضیر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متروکہ مال کو تین سال کے لئے بچ دیا۔ جس سے ان کے قرض ادا کیے۔ اور فرمایا: میں اپنے بھائی کی اولاد کو محتاج نہیں چھوڑنا چاہتا۔ پھر آپ نے ان کی زمین واپس کر دی اور اس کی پیداوار فروخت کر دی۔ بغوی وغیرہ نے ان کی تاریخ وفات ۲۰ھ اور مدائنی نے ۲۱ھ بیان کی ہے۔

۱۸۶ (ن) اسید بن ساعدہ *

بن عامر بن عدی بن شہم بن مجدہ بن حارثہ انصاری حارثی، احد میں شریک تھے۔ یہ ابن ماکولا * کا قول ہے اور وہ پہلے بن ابی حمزہ کے چچا ہیں۔

۱۸۷ اسید بن سعید الاسرائیلی *

ابن ماکولا * نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ یہ نام ہمزہ کی زیر سے ہے، پہلے گزر بھی چکا ہے۔

۱۸۸ اسید بن ظہیر *

بن رافع بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن شہم بن حارثہ انصاری حارثی رافع بن خدیج کے چچا زاد بھائی، ان کی کنیت ابوطابت ہے انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: مدنی ہیں انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور اصحاب السنن نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے مسجد قباء میں نماز کے متعلق ان کی حدیث روایت کر کے کہا ہے: اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت (سنداً) صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن شاپین نے ان کی دوسری حدیث نقل کی ہے لیکن اس میں اس سند کے راویوں کے بارے اختلاف ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا ہے: ان کا انتقال عبدالملک بن مروان کی خلافت میں ہوا۔

* تاریخ الكبير (۴۷/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۲) الاستيعاب (ت ۵۷)

* الاكمال (۶۷/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۳) الاستيعاب (ت ۵۹)

* الاكمال (۷۰/۱)

* اسد الغابة (ت ۱۷۴) الاستيعاب (ت ۵۷) تجريد اسماء الصحابة (۲۲/۱)

* التاريخ الكبير (۴۷/۲)

* ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء في الصلاة في مسجد قباء (الحديث ۳۲۴)

۱۸۹ اسید بن عمرو

بن حصن انصاری، ابو موسیٰ نے ذکر کیا کہ ان کے والد کے نام کے بارے میں چار اقوال میں سے ایک قول ہے۔

۱۹۰ اسید بن کعب قرظی

ان کا تذکرہ ان کے بھائی اسد بن کعب کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۱۹۱ اسید بن یربوع

بن الہدی بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن الحارث بن ساعدہ انصاری خزرجی ساعدی ابو اسید کے چچا زاد بھائی۔
العسکری نے ان کا ذکر کر کے کہا ہے: وہ احد میں شریک تھے اور جنگ یمامہ کے روز شہید ہوئے۔ اسی طرح واقدی، ابن اسحاق اور
دیلمی نے ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن ہشام سے نقل کر کے ان کا ذکر جنگ یمامہ کے شہداء میں کیا ہے۔

۱۹۲ اسید بن یعمر

الخزاعی۔ ان کا لقب ”نعت“ ہے۔ اسد نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۹۳ اسید الجعفی

عسکری نے ان کا صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے اور عنہ بن سعد کی سند سے زبیر بن عدی کے حوالے سے اسید الجعفی سے نقل کیا
ہے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس تھا آپ نے اہل طائف کی طرف لکھوایا کہ جینا کی نییذ حرام ہے۔ اور ابن حبان * نے انہیں ثقہ
تابعین میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ مرسل روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: کہ ان کا یہ کہنا: ”میں نبی ﷺ کے پاس تھا“ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس میں ارسال نہیں ہے۔

۱۹۴ اسیب (بغیر نسبت اس کے آخر میں راہے)

بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن سعد، بغوی، ابن اسکن اور ابن شاہین نے ابو عوانہ کی سند سے داؤد بن عبد اللہ اودی
کے حوالہ سے حمید بن عبد الرحمن سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ہم امیر صحابی رسول ﷺ کے پاس گئے تو انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ
نے فرمایا: ”حیاء تمہارے پاس بھلائی ہی لائے گی۔“ * بغوی نے کہا کہ امیر کی اس کے علاوہ کوئی روایت نہیں ہے اور ابو عوانہ کے علاوہ
لوگوں نے اسے ابو داؤد سے بے نام صحابی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ بخاری * نے بھی ان کا ذکر کر کے کہا ہے: نسیر اور اس کا اضافہ کیا

* اسد الغابۃ (ت ۱۷۵) الاستیعاب (ت ۵۶) تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

* کنز العمال (الحديث ۱۳۳۰۶) و (الحديث ۱۳۸۰۵)

* الثقات (۴/۴۲)

* الطبقات (۴۷/۷) التاريخ الكبير (۸/۴۲۳) تاریخ بغداد (۶/۱۸)

* التاريخ الكبير (۸/۴۲۳)

ہے۔ اسیر نے جب یزید بن معاویہ کو خلیفہ بنایا گیا فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ یزید امت محمد ﷺ کے لئے بہتر نہیں، میں بھی یہ کہتا ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ کو یکجا رکھے یہ مجھے انتشار سے زیادہ پسند ہے۔ اسی طرح اسے محمد بن سعد نے یحییٰ بن حماد کے ذریعہ ابو عوانہ سے نقل کیا ہے اور اس کا سیاق پورا ہے۔

۱۹۵) اسیر بن جابر

بن سلیم بن حیان بن عیسر بن عمرو بن انمار بن الحکم ابن عمرو بن تميم التميمي، ابن قانع نے یونس بن عبید کی سند سے ان کے کسی شاگرد کے حوالہ سے امیر بن جابر بن سلیم تميمی سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو آپ چادر کا چمکا کر اور مانگوں سے باندھے بیٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو کچھ اللہ نے آپ کو سکھایا مجھے سکھائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”کسی نیکی کو ہرگز حقیر نہ سمجھنا“۔ یہ اسیر بن جابر تابعی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر حضرت مین میں آ رہا ہے ان کی احادیث مرسل ہیں جو ان شاء اللہ وہاں بیان ہوں گی۔

۱۹۶) اسیر بن عروہ

بن سواد بن ایشم بن ظفر الانصاری الظفري، ابن قتہ ارح نے کہا: وہ احد اور بحد کے واقعات میں شریک رہے اور نہادند میں شہید ہوئے۔ رفاعہ بن زید کے حالات میں ان کا ذکر ہے۔

۱۹۷) اسیر الکندی

کسی کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ عقلی نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ذہبی نے ان کا استدراک کیا ہے۔ گویا وہ اسیر بن عمرو ہیں جن کا ذکر حضرت مین میں آ رہا ہے۔

۱۹۸) اسیر بن عمرو

بن قیس، ابوسلیطہ بدری، کتیبوں میں ان کا ذکر آ رہا ہے۔ ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے ان کا یہ نام لیا ہے جبکہ ابو عبیدہ نے ان کا نام سبرہ بتایا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۷۶) تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

مسلم کتاب البر والصلة باب استحباب طلاقة الوجه عند اللقاء (الحديث ۶۶۳۳) ابوداؤد کتاب اللباس باب ما جاء فی اسبال

الازار (الحديث ۴۰۸۴) ترمذی فی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی استنثار ماء المرققة (الحديث ۱۸۳۲) امام احمد فی مسنده

(الحديث ۶۳/۵) و (الحديث ۶۴/۵)

اسد الغابۃ (ت ۱۷۷) الاستيعاب (ت ۶۳) تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

تجرید اسماء الصحابة (۲۲/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۷۹) الاستيعاب (ت ۶۴)

۱۹۹) اسیر بن عمرو

بن یسار التجیبی ثم الذرمکی۔ ابن الکلی نے ان کا ذکر کیا ہے، سیر میں آ رہا ہے۔

۲۰۰) أسیم

اس نام سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمایا، جس کا ذکر اس حدیث میں ہے جو ابو نعیم نے ”دلائل“ میں ابو بکر بن ابی عاصم کی سند سے معاویہ بن یحییٰ کی روایت سے زہری سے، انہوں نے خارجہ بن زید سے انہوں نے أسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے نقل کی کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی ہوئی بکری لائی تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ”أسیم! مجھے اس کا بازو دینا۔“ *

باب الالف جس کے بعد شین ہے

۲۰۱) الاشع العبدی

انہیں اشع عبدالقیس بھی کہا جاتا ہے اور اشع بنی عمر بھی، اپنے اسی لقب سے مشہور ہیں، ان کا نام منذر بن عمرو یا ابن الحارث ہے جو ان شاء اللہ میم میں آ رہا ہے۔
واقعی نے کہا: اشع اور ان کے ساتھیوں کی آمد ۱۰۰ھ کو ہوئی۔ عنقریب واقعی کے علاوہ لوگوں کا بیان آئے گا کہ ان کی آمد ۸ھ فتح مکہ سے پہلے ہوئی۔

۲۰۲) اشرس بن غاضرة

الکندی، ابن ابی خثیمہ کا قول ہے: ہم سے ابو ابرہیم ترجمانی نے اسحاق بن الحارث قرشی کے حوالہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے عمیر بن جابر اور اشرس بن غاضرة رضی اللہ عنہما کو دیکھا ان دونوں کو شرف صحابیت حاصل ہے وہ مہندی اور دسمہ کا خضاب لگاتے تھے، اسے بغوی اور ابن مندہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۲۰۳) اشرف

جشمہ کے جو آٹھ راہب آئے ان میں کے ایک ہیں، ابرہہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

* تجرید اسماء الصحابة (۲۳/۱)

* کنز العمال (الحديث: ۳۵۴۳۳)

* اسد الغابۃ (ت ۱۸۰) الاستیعاب (ت ۱۵۲) تجرید اسماء الصحابة (۲۳/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۸۱)

۲۰۴ اشرف

بغیر نسبت، ابواسحاق بن یاسین نے ہرات آنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے، جبکہ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۵ الاشعث بن قیس

بن معد یکرب بن معاویہ بن جبکہ بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین بن ثور الکندی، ابو محمد کنیت رکھتے تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ یہ ۱۰ھ میں سرکندی سواروں کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ کندہ کے بادشاہوں میں سے تھے۔ بخاری و مسلم نے صحیح میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔ ان کا نام معد یکرب اور لقب اشعث تھا۔ محمد بن یزید اپنے رجال سے نقل کر کے کہتے ہیں: ان کا نام معد یکرب تھا چونکہ ان کا سر ہمیشہ پراگندہ رہتا اس لیے اشعث نام پڑ گیا۔

اسلعل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں ایک جنازہ میں شریک تھا جس میں اشعث اور جریر تھے تو اشعث نے (جنازہ پڑھانے کے لیے) جریر کو آگے کر کے کہا: یہ مرد نہیں ہوئے جبکہ میں مرد ہو گیا تھا۔ اسے ابن اسکن وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ کندہ کے لوگوں میں سے جو مرد ہوئے ان میں اشعث بھی تھے۔ انہیں قید کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا، تو وہ پھر سے اسلام لے آئے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں رہا کر دیا اور اپنی بہن ام فروہ سے ان کی شادی کر دی جس کا لہذا قصہ ہے۔ واقدی کا بیان ہے: ہم سے ہشام بن سعد نے زید بن اسلم کے حوالہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل فرمایا: میں نے اشعث بن قیس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اس وقت کہتے سنا، جب حالت ارتداد میں انہیں گرفتار کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا: (دشمنوں سے) اپنی جنگ کے لیے مجھے باقی رہنے دو اور اپنی ہمشیرہ مجھ سے منسوب کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

طبرانی نے کہا: عبدالرحمن بن سلم نے ہم سے ابن عبدالمومن بن علی کے حوالہ سے بیان کیا وہ عبدالسلام بن حرب سے، اسلعل بن ابی خالد سے وہ قیس بن ابی حازم سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب اشعث کو قید کر کے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (ان کے دوبارہ مسلمان ہو جانے کی وجہ سے) ان کی بیڑیاں کھول دیں اور (ان کے کہنے پر) اپنی بہن سے ان کا عقد کر دیا، (وہاں سے نکلے) تو تلوار سونٹے اونٹوں کی منڈی میں جا پہنچے، وہاں جو اونٹنی اونٹ نظر آتا اس کی کونجیں کاٹ دیجئے، لوگوں نے (یہ دیکھ کر) شور مچایا: اشعث کافر ہو گیا۔ اس سے فارغ ہوئے تو اپنی تلوار پھینک کر کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں نے کوئی کفر و فریب نہیں کیا، چونکہ اس شخص (سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے اپنی بہن کی نسبت کی ہے، اگر ہم اپنے علاقے میں ہوتے تو اس سے کہیں بڑھ کر ولیمہ ہوتا۔ اے مدینہ والو! کھاؤ! اے اونٹوں والو! آؤ، ان کی قیمت (جنس) وصول کر لو۔

بعد میں اشعث شام کی جنگ یرموک اور قادسیہ اور ان کے علاوہ عراق میں شریک ہوئے، کوفہ سکونت اختیار کر لی، جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کئی واقعات ہیں۔

اسد الغابۃ (ت ۱۸۲) اشعث الغابۃ (ت ۱۸۵) الاستیعاب (ت ۱۳۵)

الطبقات الکبریٰ (۲۲/۶) المعجم الکبیر للحاکم (۶۹/۱)

خلیفہ ابو نعیم اور کئی دوسرے لوگوں نے کہا ہے: ان کی وفات حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس روز بعد ہوئی۔ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے ان کا جنازہ پڑھایا، بعض کا کہنا ہے کہ ۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

طبرانی نے ابواسرائیل الملائکی کی سند سے ابواسحاق کے حوالہ سے جو قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی وفات اس کے بعد ہوئی ہے کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ابواسحاق کم سن تھے اور اسی قصہ میں ذکر ہے کہ کندہ کے کسی آدمی کے ذمہ ان کا قرض تھا یہ ان کی مسجد میں داخل ہوئے اور وہاں نماز فجر ادا کی، ان کے سامنے (پیسوں کی) تھیلی پکڑے اور جوتے رکھے گئے۔ انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: رات مکہ سے اشعث بن قیس آئے ہیں۔ اسی میں دوسری سند سے ہے کہ اشعث نے امیر معاویہ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی تو ان کے پاس حضرت حسن بن علی اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ لیکن اس سے پہلے والی بات کی تردید نہیں ہوتی۔ ابوحسان زیاد نے کہا: ۶۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

۲۰۶) الاشعث الانصاری

غیر منسوب ہیں ایک مرسل روایت میں ان کا ذکر آیا ہے، ابن ابی شیبہ نے اپنے مصنف میں کہا ہے: کعب بنحوالہ عاصم ضعی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: انصار میں سے دو بھائی تھے ایک کا نام اشعث تھا اس نے کسی اسلامی لشکر میں شرکت کی تو اس کی بہن اس کے بھائی سے کہنے لگی: کیا تمہیں اپنے بھائی کی بیوی کے بارے میں کوئی غیرت ہے؟ اس سے کوئی مرد باتیں کر رہا ہے۔ وہ مکان کی چھت پر چڑھا، جھانک کر دیکھا تو وہ شخص ان کی بھابی کے ساتھ بستر پر تھا اور وہ مرغی کے پر نوج رہی تھی۔ وہ شخص کہہ رہا تھا: ”اواشعث جسے اسلام نے مجھ سے زیادہ عزت دی، میں پوری رات اس کی بیوی کے ساتھ تنہا رہتا ہوں۔“ (اشعار) فرماتے ہیں: تو وہ شخص اچھل کر ان کی طرف لپکا اور تلوار کا وار کر کے انہیں قتل کر دیا اور راستے میں ڈال دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعہ کی اطلاع ملی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جسے اس واقعہ کا علم ہے وہ کھڑا ہو جائے، پھر وہ قصہ ذکر کیا جو میں نے ذکر کیا، اگرچہ اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی وضاحت نہیں، اس لئے کہ انصار میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت کوئی بھی غیر مسلم نہ تھا اس لیے یہ امر مشکل ہے کہ ایک شخص عہد فاروقی میں جنگ میں حصہ لے اور وہ عہد نبوی میں ممتاز نہ ہوا ہو، اگرچہ وہ مرد نہ ہو (بچہ ہی کیوں نہ ہو)۔

اس قصہ کی ایک اور سند بھی ہے جسے ابن مندہ نے ابوبکر ہذلی سے بحوالہ عبد الملک بن یعلیٰ اللیثی نقل کیا ہے کہ بکر بن شداد لیثی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ایک یہودی کو قتل کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو گھر سے نکل کر مسجد کے منبر پر چڑھ کر فرمایا: جس آدمی کو اس قتل کا علم ہے میں اسے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں وہ مجھے بتا دے، تو بکر بن شداد کھڑے ہو کر کہنے لگے: میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! (یہ کیسے) بکر بولے۔ فلاں شخص جہاد پر گیا ہے اور مجھے اپنے گھرانے کا ذمہ دار بنا گیا تھا۔ میں اس کے دروازے کے پاس آیا تو اس یہودی کو یہ اشعار کہتے سنا۔ واشعث عزة الاسلام منی... اشعار۔ راوی کا بیان ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی تصدیق کی اور یہودی کا خون باطل قرار دے دیا۔

تاریخ خلیفہ (۱۱۶)

المعجم الكبير (الحديث: ۶۵۰/۱)

۲۰۷ اشیم (بروزن احمد الضبابی) (ضاد کے زیر سے جس کے بعد با اور الف کے بعد دوسری با ہے)

وہ نبی ﷺ کے عہد میں قتل ہو گئے تھے تو آپ ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو حکم دیا کہ ان کی بیوی کو ان کی دیت میں سے میراث دینا۔ اہل سنن نے اسے ضحاک کی حدیث سے نقل کیا ہے اور ابو یعلیٰ نے اسے امام مالک رحمہ اللہ کی سند سے بحوالہ زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: اشیم قطنی سے قتل ہو گئے۔ جبکہ یہ روایت مؤطا میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بغیر زہری سے منقول ہے۔ دارقطنی نے غرائب میں کہا ہے یہی سند محفوظ ہے۔

اور اسی طرح ابو یعلیٰ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ضحاک بن سفیان کو لکھا کہ اشیم کی بیوی کو خاوند کی دیت کا وارث بناؤ۔ اور اس روایت کو ابن شاپین نے ابن اسحاق کی سند سے یوں نقل کیا ہے: مجھ سے زہری نے یوں کہہ کر بیان کیا کہ مجھے مغیرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بتایا گیا، فرمایا میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اشیم کا قصہ بیان کیا، فرمایا: میرے پاس ایسے شخص کو لاؤ جسے میں پہچانتا ہوں۔ (فرماتے ہیں:) میں نے زمانہ حج میں لوگوں کو تلاش کرنا شروع کیا تو ایک شخص آئے جنہیں زرارہ بن جزی کہا جاتا تھا تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ نبی ﷺ کے حوالہ سے بیان کیا۔

۲۰۸ الاشیم

غیر منسوب، ابن اسحاق نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جن کے مابین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وادی قریٰ تقسیم کی تھی۔ عبد اللہ بن ابی بکر کے حوالہ سے عبد اللہ بن مکلف حارثی سے نقل کیا ہے، فرمایا: جن لوگوں میں یہ وادی تقسیم ہوئی وہ یہ ہیں: عثمان، عامر بن ربیعہ، عمر بن سراقہ، الاشیم اور عبد اللہ بن ارقم وغیرہ۔ اسے عمر بن شبہ نے ابن اسحاق کی سند سے ”اخبار مدینہ“ میں نقل کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد صا د ہے

۲۰۹ اصبع بن غیاث (غین اور ثا سے)

بعض نے عین اور آخر میں ب بھی ذکر کی ہے۔ ابن مندہ نے جابر جعفی کی سند سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) ضعی کے حوالہ سے اصبع بن غیاث سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے امت محمدیہ! تم میں دو باتیں ایسی ہیں جو تم سے پہلی امتوں میں نہیں۔“ (الحديث)

اسد الغابۃ (ت ۱۸۶) الاستیعاب (ت ۱۶۴)

ابوداؤد کتاب الفرائض باب فی المرأة ثروت من دية زوجها (الحديث ۲۹۲۷)

ترمذی کتاب الفرائض باب ما جاء فی میراث المرأة من دية زوجها (الحديث ۳۱۱۰)

ابن ماجہ فی کتاب الدیات باب المیراث من الدية (الحديث ۲۶۴۲)

حوالہ پہلے گزر چکا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۸۷) تجرید اسماء الصحابة (۲۴/۱)

کنز العمال (الحديث ۵۸۳۹)

۲۱۰ اصم الشقری

اسامہ بن اخدری میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۱۱ اصم

انہیں اصم یا اصرم بن ثابت کہا جاتا ہے، ان کا نام عمرو ہے ان شاء اللہ عین میں آئے گا۔

۲۱۲ الاصم العامری

ثم البکائی ابن شاین نے علی بن محمد مدائنی کی سند سے ابو معشر، وہ یزید بن رومان، وہ خلاد بن عبیدہ وہ علی بن زید وہ حسن وہ اسد بن قاسم وہ سدیی، وہ ابو مالک اور وہ مدائنی کے رجال سے نقل کرتے ہیں، اُن سب نے فرمایا: بنی البکاء سے معاویہ بن ثور بن عبادہ، ان کے بیٹے بشر بن معاویہ، نجع بن عبد اللہ بن جندع بن البکاء اور اصم بن البکاء کے لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، معاویہ بن ثور ان کے سردار تھے اس وقت ان کی عمر سو سال تھی یہ سب لوگ اسلام قبول کر کے کچھ روز مہمانانِ رسول ﷺ رہے جب جانے کے لیے ان کی سواریاں نمودار ہوئیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہا۔ اس موقع پر حضرت معاویہ بن ثور رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: میں آپ کے مس (چھونے) کی برکت حاصل کرنا چاہتا ہوں، میری عمر بہت ہو گئی ہے میرا بیٹا بشر ابھی پرورش پا رہا ہے آپ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا انہیں خاکستری رنگ کے نیزے عطا کیے اور ان کے لئے برکت کی دعا کی (جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ) بنی البکاء میں جب قحط آتا تو آلِ معاویہ محفوظ رہتے اور نجع کے لیے امان نامہ لکھوا دیا پھر یہ لوگ واپس آ گئے۔

ابن سعد نے یہ قصہ واقعی سے ان کی سند سے ایسے ہی مفہوم میں ذکر کیا ہے اور مذکور اصم کا نام عبد عمرو بتایا۔

۲۱۳ اصیدؓ بروزن احمد

ابن سلمہ سلمی، ابوموسیٰ نے سعید بن عبید اللہ بن الولید الوصافی کی سند سے وہ اپنے والد سے، جو ضعیف راوی ہیں، وہ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم بھیجی تو وہ لوگ بنی سلیم کا ایک شخص گرفتار کر لائے جس کا نام اصید بن سلمہ تھا۔ آپ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو اس پر ترس کھا کر اسلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کا بوڑھا چھوس والد تھا جب اسے پتہ چلا تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر روانہ کیے:

من راکب نحو المدينة سالما
حتی يبلغ ما اقول الاصيدا
او دوا و تابعت الغداة محمدا
اتركت دين ابيلك والشمم العلي

اسد الغابة (ت ۱۸۹) الاستيعاب (ت ۱۵۳) تجريد اسماء الصحابة (۲۴/۱)

تجريد (۲۴/۱)

الثقات (۶۶)

اسد الغابة (۱۹۱)

”کیا مدینہ سلامتی سے جانے والا کوئی سوار ہے جو اسید تک میری باتیں پہنچا دے، وہ باتیں یہ ہیں: کیا تو نے اپنے باپ اور اونچے سرداروں کا دین چھوڑ دیا جنہوں نے خون بہائے اور جا کے محمد (ﷺ) کی پیروی اختیار کر لی۔“

جب انہوں نے والد کا خط پڑھا تو رسول اللہ ﷺ سے جواب دینے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے جواب دینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ انہوں نے ان کی طرف یوں لکھا:

”جس ذات نے قدرت سے آسمان بنایا، اپنی بادشاہت میں بلند شان اور تجاہد ہو گیا، اس نے ایسا (رسول) بھیجا کہ سابقہ لوگوں میں اس جیسا کوئی نہیں، وہ اپنی اس رحمت کی طرف بلاتا ہے جو نبی محمد ﷺ پر ہے۔“

جب انہوں نے اپنے بیٹے کا خط پڑھا تو نبی ﷺ کا رخ کیا اور اسلام لے آئے۔ *

(۲۱۲) (ن) اصید بن سلمہ بن قریظ

بن عبید بن ابی مکر بن عبد اللہ بن کلاب الکلابی۔ واقدی نے اور طبری نے کہا: وہ اسلام لائے اور نبی ﷺ نے انہیں ضحاک بن سفیان الکلابی کے ساتھ ایک لشکر میں ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ جب دونوں لشکر صف بستہ ہوئے تو اصید نے اپنے والد کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اصید نے حملہ کر کے ان کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ سلمہ زمین پر گرے اور اپنے تیزے کی ٹیک لگائی۔ اصید (وار کر سکتے تھے لیکن) ادب کی وجہ سے باز رہے (وہ باپ بیٹا اسی منظر میں تھے کہ) اتنے میں مسلمان ان سے آئے اور سلمہ کو قتل کر دیا۔ یہ ۹ھ ربیع الاول کا واقعہ ہے۔ ابن فتنون نے اس کا استدراک کیا ہے اور ابن شاہین نے اسے محمد بن ابراہیم سے محمد بن یزید کے حوالہ سے ان کے رجال سے نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے پہلے والی شخصیت سے رلا ملا دیا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جدا جدا ہیں۔

(۲۱۵) أُصَيْلٌ * لام اور تصغیر سے

ابن سفیان، بعض نے ابن عبد اللہ الحمذی اور بعض نے غفاری اور کسی نے خزاعی کہا ہے۔ خطابی نے ”غریب الحدیث“ میں ابراہیم بن محمد بن عبد العزیز وہ اپنے والد کی سند سے زہری سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ ازواج النبی ﷺ پر پردہ فرض ہونے سے پہلے اُصیل غفاری مکہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: مکہ کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے کہا: ”جبکہ اس کے گرد و نواح شاداب، اس کے نالے سفید اور اس کی گھاس پھلدار اور اس کے سلم درخت پھیل گئے ہیں۔“ (الحديث) اسی میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اُصیل بس کرو، ہمیں غمگین نہ کرو۔“ *

ابوموسیٰ نے ذیل میں اسے دوسری طرح احمد بن بکار بن ابی میمونہ کی سند سے عبد اللہ بن سعید کے حوالہ سے محمد بن عبد الرحمن

* اسد الغابۃ (۱۱۹/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۹۲) الاستیعاب (ت ۱۲۹) تجرید (۲۴/۱)

* کنز العمال (الحديث ۳۴۷۰۲) کشف الخفاء (۴۱۴/۱)

قرشی کے ذریعہ سے بدستقل کیا ہے انہیں ابن سدرہ سلمیٰ بھی کہا جاتا ہے، فرمایا: اصل ہڈی آئے، پھر مختصر ایسا ہی مفہوم ذکر کیا۔ اس میں ہے: تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اصیل تمہارا ناس ہو! دلوں کو ایک جگہ جمنے دو“۔ جاظ نے اسے کتاب البیان میں نقل کیا ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اصیل! تم نے مکہ کو کس حال میں چھوڑا؟“ *
یغفری نساب کی کتاب میں ہے جب خنابہ بن غفار کا ذکر ہوا تو انہوں نے کہا وہ اصیل بن سفیان کا قبیلہ ہے جس سے نبی ﷺ نے مکہ سے متعلق پوچھا تھا۔

باب الالف جس کے بعد ضاد ہے

۲۱۶) الاضبط بن جنی *

حسین بن رطل الاکبر بھی کہا گیا ہے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے عبدالمہمن بن اضبط بن جنی کی سند سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس شخص کا ہم سے کوئی تعلق نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔“ * اور ابن مندہ نے اسمعیل بن ابراہیم بن ابی ہشیل کی سند سے محمد بن مروان عقیل کے حوالہ سے عبد اللہ بن یحییٰ بن حارث بن اضبط سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: پھر یہی لفظ ذکر کیے، بظاہر جدہ کی ضمیر یحییٰ کی جانب لوٹ رہی ہے۔

۲۱۷) الاضبط النسلمی *

ابونعیم نے ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے، بظاہر میرے نزدیک دونوں ایک ہیں۔ ابن مندہ نے اس کے علاوہ ذکر نہیں کیا۔ چنانچہ ابونعیم اور انہوں نے ہل بن صقیر کی سند سے مکرم بن عبد العزیز سلمیٰ کے حوالہ سے وہ عبد الرحمن بن حارث بن اضبط سلمیٰ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے میرے دادا اضبط سلمیٰ نے بیان کیا اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں نے جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی دیکھی ہے۔“ *

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۲۱۸) الاعرج

ان کا نام عبد اللہ بن اسحاق ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

* مختصر تاریخ دمشق (۳/۲۳۶) * اسد الغابہ (ت ۱۹۳) تجرید (۱/۲۴) * معرفة الصحابة (۳/۲۱)

* مسند احمد (الحديث ۱۸۵/۲، ۲۲۲) المعجم الكبير للطبرانی (الحديث ۴۴۹/۱) الكامل في الضعفاء لابن عدي (۳/۹۱۸، ۹۹۶)

* اسد الغابہ (ت ۱۹۴) * موارد الزمان للهيثمی (الحديث ۲۵۶۸) و الترغيب والترهيب (۴/۱۸۳) و اتعاف سادة المتقين (۵/۴۰۱)

۲۱۹) الاعرس بن عمرو الیشکری*

ابن شاپین نے ابوغسان کی سند سے معتمر کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے کھمس کو ابوسنان الحنفی کے حوالہ سے روایت کرتے سنا، فرمایا: یہاں تک کہ بنی بکر کے ایک قبیلہ نے نبی ﷺ کو اپنی زکوٰۃ ادا کی، اتنے میں اعرس بن عمرو آئے، آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ عرض کیا: میں اعرس بن عمرو ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں تم عبد اللہ ہو“۔ ابن مندہ نے اس روایت کو علیحدگی سے ذکر کیا ہے۔ نیز عبد الرحمن بن عمرو بن جلدہ (جو ایک متروک راوی ہیں) کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن یزید بن الاعرس سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس ایک ہدیہ لے کر آیا تو آپ ﷺ نے قبول فرما کر ہماری چراگاہوں کے لیے دعا فرمائی۔ ابن مندہ نے کہا: اس میں ابن جلدہ منفرد ہے۔

میں کہتا ہوں: میں نے اس نام کو ابن شاپین کی کتاب میں اعوس واؤ سے لکھا پایا۔

۲۲۰) الاعثنی المازنی*

انہیں حرمازی بھی کہا جاتا ہے۔ مازن اور حرمازی تميم کے دو بھائی ہیں۔ ان کا نام عبد اللہ بن اعور، بعض نے کچھ اور کہا ہے، ان کی (روایت کردہ) حدیث کا مدار ابوسعبر البراء پر ہے جو وہ صدقہ بن طیلحہ نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: مجھ سے میرے والد اور بھائی نے بنی مازن سے روایت کر کے بیان کیا، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا..... پھر وہ روایت ذکر کی۔ اسے امام احمد، ابن ابی خثیمہ، ابن شاپین وغیرہ نے اس سند سے اور دوسری سند سے نقل کیا ہے، عین میں ہم بھی ان شاء اللہ ذکر کریں گے۔

۲۲۱) الاعور بن بشامة*

بن نھله بن شان بن جندب بن حارث بن جھمہ بن عدی بن جندب بن العنبر بن عمرو بن تميم۔ ابن الکلبی نے کہا: ان کا نام ناشب اور لقب اعور ہے اور ابن عبدان نے ”صحابہ“ میں کہا ہے: ہمیں سے محمد بن محمد بن مرزوق نے بحوالہ سالم بن عدی بن سعید العنبر نے بکر بن مرداس سے انہوں نے اعور بن بشامہ، وردان بن محرم اور ابن ربیعہ بن رفیع خمریوں سے نقل کیا ہے کہ یہ لوگ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے اپنے حجرے میں محو خواب تھے کہ اچانک عیینہ بن حصن، بنی العنبر کے قیدی لائے، تو ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم کیسے قیدی بنالے گئے جبکہ ہم مسلمان ہو کر آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”قسم کھاؤ کہ تم مسلمان ہو کر آئے ہو“۔

فرمایا: میں وردان اور خلف بن ربیعہ تھے۔ (الحديث) اس سند میں غیر معروف راوی ہے۔

* اسد الغابہ (ت ۱۹۵) تجرید (۲۴/۱)

* مجمع الزوائد (۵۷/۸) الطبقات الکبریٰ (۱۴۲/۱) (۱۴۲/۲)

* جامع المسانید والسنن (۳۶۴/۱)

* اسد الغابہ (ت ۱۹۶) الاستیعاب (ت ۱۵۹) تجرید (۲۴/۱)

* مسند احمد (۲۰۲/۲)

* اسد الغابہ (ت ۱۹۷) تجرید (۲۴/۱)

* کنز العمال الحديث (۱۱۶۱۳)

ابن شاپین نے کہا: ہم سے احمد بن عبد اللہ بن نصر قاضی نے عباس بن صالح بن مساور سے، وہ محمد بن سلیمان سے وہ علی بن غراب فراری سے، وہ ابو بکر کی سے، وہ عمر بن محمد سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں۔ بنی العنبر سے اپنی قوم کے کچھ قتل ہو گئے تو یہ لوگ وہاں سے کوچ کر کے اپنے ماموؤں خزاعہ کے پاس ٹھہر گئے۔ اسی عرصہ میں آپ ﷺ نے خزاعہ کی طرف زکوٰۃ وصول کنندہ بھیجا۔ تو اس نے ان سے زکوٰۃ کا مال جمع کیا، پھر بنی العنبر سے زکوٰۃ وصول کی۔ بنو العنبر نے جب دیکھا کہ زکوٰۃ لینے والے نے زکوٰۃ اکٹھی کر لی ہے تو انہوں نے حملہ کر کے ساری زکوٰۃ چھین چھان لی۔

زکوٰۃ وصول کنندہ نبی ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! بنو العنبر نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے، آپ نے عیینہ بن حصن کو ایک سو ستر آدمیوں کی نفری میں ان کی طرف روانہ فرمایا، انہوں نے لوگوں کو جمع پایا، عیینہ نے نو مرد اور گیارہ عورتیں دھر لیں، جن میں بچے بھی تھے۔ بنی العنبر کو اس کی خبر ہوئی، تو ان کے ستر آدمی رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوئے جن میں اقرع بن حابس، عمو بن بشام غبیری (جو سب سے صغیر سن تھے) شامل تھے۔ جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو عورتیں اور بچے انہیں دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رونے لگے۔ سب رسول اللہ ﷺ کے حجرے پر لپک پڑے آپ ﷺ قیلولہ میں تھے، حج کر بولے: اے محمد! ہماری عورتیں کس بنا پر قیدی بنائی جا رہی ہیں جبکہ ہم نے آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کی؟ آپ ﷺ باہر تشریف لائے، فرمایا: ”(یوں معاملہ حل نہیں ہوگا) اپنے اور میرے درمیان ایک فیصلہ مقرر کرو“ عرض کرنے لگے: عمو بن بشام۔ (چونکہ وہ کم سن تھے اس لئے) آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں تمہارا سردار ابن عمرو ہے۔ انہوں نے دوبارہ عرض کیا: عمو بن بشام۔ چنانچہ آپ ﷺ نے انہی کو فیصلہ بنایا۔ انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ آدھوں کا فدیہ دیا جائے اور آدھے آزاد کیے جائیں۔

۲۲۲) اعین بن ضبیعة

بن ناجیہ بن عقال بن محمد بن سفیان بن جاشع بن دارم تميمی حنظلی داری، فرزدق کے دادا مصعبہ بن ناجیہ کے بھتیجے، استیعاب کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے اور کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلے۔ وہ فرزدق کی اہلیہ نوار کے والد ہیں۔ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے انہیں نے اس اونٹ کی ٹانگیں کاٹی تھیں جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں۔ کہا جاتا ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بد عادی تھی کہ ”دھوکے سے قتل ہوا“ چنانچہ ایسا ہی ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اس وقت بصرہ بھیجا جب عبد اللہ بن حضری کا وہاں غلبہ ہو گیا تو وہاں کسی نے دھوکے سے انہیں ۳۸ میں قتل کر دیا۔

باب الالف جس کے بعد غین ہے

۲۲۳) الاغز بن یسار

المرزنی، الجعفی بھی کہا جاتا ہے، مہاجر صحابی ہیں۔ امام مسلم، احمد، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ کی سند سے

اسد الغابۃ (ت ۱۹۸) الاستیعاب (ت ۱۵۴)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۰) الاستیعاب (ت ۶۵)

مرحمنی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”لوگو! اللہ کے حضور (رجوع کرو) توبہ استغفار کرو میں رات دن سو بار اس سے استغفار کرتا ہوں۔“ اور اغر مرزنی سے مسلم و احمد کی روایت میں ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور بنوئی کی حید بن ہلال کے حوالہ سے ابوردہ کی روایت میں ہے، فرمایا: میں ایک مہاجر صحابی کے پاس گیا مجھے ان کی تواضع بے حد اچھی لگی۔

ابونعیم نے کہا: نافع سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اغر سے روایت ہے۔ وہ مزینہ کے آدمی ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کے کچھ پیانے مجبور بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ قرض تھے۔ پھر بیع سلم میں حدیث ذکر کی۔ بنوئی نے اغر مرزنی کے حالات میں یہ روایت نقل کی ہے اور ہم نے اس روایت کو امام بخاری رحمہ اللہ کی ”الادب المفرد“ میں سنا ہے اس میں ہے ان کے کچھ پیانے بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے ذمہ قرض تھے فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آیا آپ نے میرے ساتھ ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا، پھر سلم کا قصہ ذکر کیا۔ پھر ابونعیم نے معاویہ رضی اللہ عنہ بن قرہ کی اغر مرزنی کے حوالہ سے وتر کے بارے میں، خالد بن لی کریم کی سند سے معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث نقل کی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! وتر پڑھے بغیر صبح ہوگئی ہے (اب کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وتر کا وقت تورات“ ہے۔“ ابونعیم نے کہا: بعض لوگوں (مراد ابن مندہ) نے وتر کی حدیث والے شخص اور ان سے پہلے والے میں فرق کیا ہے جبکہ وہ ایک ہے، اسی طرح ابن عبد البر نے اس بات پر اعتماد کیا ہے کہ مرزنی اور جنہی ایک شخصیت ہے۔ ابن عبد البر نے کہا: کہا جاتا ہے کہ سلیمان بن یسار نے اغر مرزنی سے روایت کی ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ اور ابن الاثیر نے مرزنی اور جنہی میں فرق کی طرف میلان کیا ہے یہ کچھ نہیں۔ کیونکہ حدیث کا مخرج ایک شخص ہے۔ بخاری نے اس کی علت واضح کر دی وہ یہ کہ مسر جہنی کہنے میں منفرد ہیں اس لئے اشکال زائل ہوا۔

۲۲۳ (۱۲۴) الاغتر (ایک اور) بغیر نسبت

بعض نے انہیں غفاری کہا ہے، امام احمد اور نسائی نے ثوری کی سند سے عبد الملک بن عمیر کے حوالہ سے شعیب بن ابی روح سے وہ کسی صحابی سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو فجر کی نماز پڑھائی تو اس میں سورہ روم کی تلاوت کی۔ (الحديث) اسے طبرانی نے بکر بن خلف کی سند سے مؤمل بن اسماعیل سے وہ شعبہ سے وہ عبد الملک سے وہ شعیب سے وہ اغر مرزنی سے نقل کرتے ہیں لیکن طبرانی نے ان کی حدیث اغر مرزنی کی حدیث میں شامل کر دی ابونعیم نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

مسلم کتاب الدعوات والذکر باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه (الحديث ۶۷۹۹)

ابن ماجہ کتاب إقامة الصلاة باب فی فرض الجمعة (الحديث ۱۰۸۱) مسند احمد (الحديث ۲۱۱/۴)

طبرانی المعجم الكبير (۳۰۱/۱، ۳۰۲) الطبقات الكبرى (۳۲/۶) فتح الباری (۱۰۱/۱۱)

الادب المفرد (۴۳/۲/۱)

المعجم الكبير (۳۰۱، ۳۰۰/۱) جامع المسانيد والسنن (۳۷۱/۱)

مصنف عبد الرزاق (حديث ۴۶۰۷) السنن الكبرى للبيهقي (حديث ۴۷۹/۲) المعجم الكبير (۳۰۲، ۳۰۱/۱)

كنز العمال (حديث ۲۱۹۰۱) المطالب العالی لابن حجر (حديث ۵۶۷)

مسند احمد (حديث ۳۶۲/۲)

المعجم الكبير (حديث ۳۰۱/۱)

الاصحاب في السيرة النبوية (جلد ۱)

۱۴۴

(جلد ۱)

(۱۴۴)

دونوں میں فرق کرنے والے لغوی بھی ہیں چنانچہ انہوں نے ان کی حدیث، زیاد بن یحییٰ، وہ مؤمل سے ان کی سند سے نقل کرتے ہیں اس میں ہے اغتر بنی غفار کے ایک شخص سے مروی ہے۔ بزار نے اس روایت کو اپنی سند میں زیاد بن یحییٰ سے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ تو انہوں نے الاغتر المزنی لکھ دیا جو غلط ہے۔ واللہ اعلم

(۲۲۵) الاغلب بن جشم

بن عمرو بن عبیدہ بن حارثہ بن دلف بن جشم بن قیس بن سعد بن مجمل الحبلی مشہور راجز ہیں۔ ابن قتیبہ * نے کہا کہ ”انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا اور اسلام لائے ہجرت کی۔ پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عراق جانے والوں میں چلے گئے۔ کوفہ ٹھہرے اور جنگ نہاد میں شہید ہوئے“۔ ابن الاثیر * نے ان کا استدراک کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کا یہ کہنا کہ ”ہجرت کی“ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی ہو۔ لہذا یہ احتمال ہے کہ ابن قتیبہ کی ”ہجرت“ سے نبی ﷺ کی وفات کے بعد ان کی ہجرت مدینہ مراد ہے۔ اسی بنا پر کسی نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر نہیں کیا۔ مرزبانی نے اپنے محکم میں کہا ہے وہ مخضرمی ہیں۔

ابو الفرج اصبہانی * نے شخصی تک کی اپنی سند میں کہا ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ تحریر بھیجی جب وہ کوفہ کے گورنر تھے: ”تمہارے ہاں کے شعراء نے جو کچھ اسلام میں اشعار کہے ہیں وہ لکھوالو“۔ فرماتے ہیں: لیبید گئے اور انہوں نے ایک تحریر میں سورۃ البقرۃ لکھ دی اور کہا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں شعر کے بدلہ یہ عطا کر دی ہے اور جب اغلب مغیرہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو کہا: آپ رجز یہ اشعار چاہتے ہیں یا قصیدے کی طلب ہے، یقیناً آپ نے معمولی موجود چیز کا مطالبہ کیا ہے:

ارجزا ترید ام قصیدا لقد طلبت ہیتا موجودا

یہ لکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ ادھر سے آپ نے جواب بھیجا کہ اغلب کے وظیفہ سے پانچ سو کم کر کے لیبید کے وظیفہ میں اضافہ کر دو۔

اسے ابن درید نے ”الاعخبار المنفردة“ میں ریاشی سے بحوالہ عبدالوارث وہ ابو عمرو بن العلاء سے اسی مفہوم میں نقل کرتے ہیں۔ مرزبانی نے ان کے یہ اشعار پڑھے:

نفسے چھاتے اور چھٹتے رہتے ہیں تم جاتی ہو آتی نہیں ہو
اور ان کا یہ شعر:

المرو تواق الی ما لم یئل والموت یطلوہ ویلہیہ الامل

میر ہونہ جو انسان اس کا آرزو مند رہتا ہے

لگی ہے موت پیچھے، غافل اسے ارمان بناتا ہے

اور ابو الفرج نے ان کا وہ قصیدہ پڑھا جس میں انہوں نے سباح کی جھوکی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور سلیمہ کذاب ہے شادی کر لی تھی۔

باب الف جس کے بعد فاء ہے

۲۲۶) الاقطس

ابو عمر نے کہا: ایک صحابی شخص ہیں۔ طبرانی نے مسند شامین میں ابن ابی عاصم نے ”الا حادو الثانی“ میں اور ابن مندہ نے بقیہ کی سند، ابراہیم بن ابی عبیدہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے ایک صحابی رسول ﷺ کو دیکھے جنہیں اقطس کہا جاتا تھا، انہوں نے اون ریشم کا بنا لباس پہن رکھا تھا۔

۲۲۷) افلح

ابو القیس کے بھائی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی چچا، ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار بنی سلیم میں ہوتا ہے۔ ابو عمر نے کہا: کہا جاتا ہے یہ اشعری ہیں۔ ہم نے زید بن ابی ہبیرہ کی حدیث میں، جو اسماعیلی کی تخریج، عراق کی سند سے عروہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں، روایت کیا ہے آپ نے فرمایا: ”افلح بن ابی القیس مخزومی ہمارے گھر آئے تو میں نے ان سے پردہ کر لیا۔ پھر راوی نے وہ حدیث ذکر کی۔ اس کی اصل مسلم میں ہے۔

مصححین میں اس کے ذکر کا ثبوت ہے۔ نیز ان دونوں کے علاوہ امام مالک کی زہری سے وہ عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ سند میں ہے، فرمایا کہ ابو القیس کے بھائی افلح نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گھر آنے کی اجازت طلب کی، وہ ان کے رضاعی چچا تھے، یہ واقعہ حکم حجاب کے بعد کا ہے۔ اکثر روایات میں اسی طرح آتا ہے۔

اور مسلم کی روایت میں ہے: افلح بن ابی القیس، اسی طرح بغوی کے ہاں دوسرے طریق سے لکھا ہے اور مسلم کی دوسری روایت میں افلح بن قیس ہے یہ زیادہ بہتر ہے نیز ان کے ہاں عطاء عن عروہ عن عائشہ کی سند سے ہے: میرے (رضاعی) چچا ابو الجعد نے مجھ سے (گھر آنے کی اجازت) چاہی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ افلح کی کنیت ہے۔ انہی کی ایک روایت میں ہے، ان سے ابو القیس نے اجازت طلب کی، یہ کسی راوی کا وہم ہے۔ وہ ابو معاویہ ہیں جو ہشام سے اسے روایت کرنے والے ہیں۔ حماد بن زید نے ہشام سے روایت میں ان کی مخالفت کی۔ ابو معاویہ کی بنسبت حماد بن زید ہشام کی حدیث کے زیادہ حافظ ہیں۔ انہوں نے تو ”ابو القیس کے بھائی“ کہا ہے۔

طبرانی نے اوسط میں جو روایت دوسری سند سے نقل کی ہے، وہ ابو معاویہ کے موافق ہے جو یوں ہے: ہم سے ابراہیم نے

اسد الغابۃ (ت ۲۰۳) الاستیعاب (ت ۱۴۷)

الاستیعاب (۱/۲۲۵)

الاحاد والمثنائی (۵/۱۹۰)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۳)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۴) الاستیعاب (ت ۶۸)

بخاری، کتاب النکاح، باب لبن الفعل (حدیث ۵۱۰۳) مسلم کتاب الرضاع باب تحریم الرضاعة من ماء الفعل (حدیث ۳۵۵۶)

(وہ ابن ہاشم ہیں) ان سے مدہ بنے ان سے محمد بن بکر نے ان سے عباد بن منصور نے وہ قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم سے ابو القعیس نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی۔ اس روایت میں اگرچہ نام کی غلطی ہے لیکن اس سے ایک فائدہ یہ ہوا کہ جن صاحب کا یہ قصہ ہے وہ اتنا زندہ رہے کہ قاسم بن محمد بن ابی بکر نے ان سے سنا۔ واللہ اعلم اور بغوی نے خلف ازدی کی سند سے حکم سے وہ عراق بن مالک سے وہ الفح بن ابی قعیس سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر آئے تو آپ نے ان سے پردہ کر لیا۔ تو وہ بولے میں تو تمہارا چچا ہوں۔ (الحديث) *
بغوی نے کہا: الفح سے یہ اسی طرح منقول ہے جبکہ اسے شعبہ نے حکم سے یوں روایت کیا ہے: عن عراك عن عروة عن عائشة۔

۲۲۸ افلح

بعض لوگ کہتے ہیں: یہ ابو فکیہ کا نام ہے، ابو جعفر طبری نے ان کا یہ نام لیا ہے، کئیوں میں ان کا ذکر آئے گا۔ کسی نے ان کا نام یہاں بتایا ہے۔

۲۲۹ افلح (رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام)

ابو عمر کا قول ہے کہ آپ ﷺ کے غلاموں میں ان کا ذکر ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی حدیث یوسف بن خالد سلم بن بشیر سے وہ حبیب کی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام الفح کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اپنے بعد اپنی امت کے بارے خواہشات کی گمراہی اور شہوات کی پیروی کا خدشہ ہے۔“ اور فرمایا: ”میں تیسری چیز بھول گیا ہوں۔“ حکیم ترمذی نے اپنے نوادر میں اسی سند سے نقل کر کے تیسری چیز کا نام ”معرفت کے بعد غفلت“ لیا ہے، بہر کیف سارا مدار یوسف بن خالد سمتی پر ہے جو متروک راوی ہے۔

۲۳۰ افلح (ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام)

ترمذی نے ابو حمزہ میمون کی سند سے ابوصالح عن ام سلمہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے۔ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمارا ایک غلام دیکھا جس کا نام الفح تھا وہ سجدہ کرتے وقت پھونک مارتا تھا، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ”افلح! اپنے چہرے کو مٹی پر لگاؤ۔“

* بخاری مسلم حوالہ سابق، ابن ماجہ کتاب النکاح، باب لبن الفضل (حدیث ۱۹۴۸)

موطأ مالک کتاب الرضاع باب رضاعة الصغير (حدیث ۱۲۷۹)

دارمی کتاب النکاح باب ما يحرم من الرضاع (حدیث ۱۵۶/۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۵) الاستيعاب (ت ۶۷)

* جمع الجوامع للسيوطی (حدیث ۷۶۱) کنز العمال (حدیث ۱۴۶۳۲) و (الحديث ۲۸۹۶۶) تحاف السادة المتقين (۲۲۲/۱)

تہذیب تاریخ دمشق (۳/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۰۶)

* ترمذی کتاب ابواب الصلاة باب ما جاء في كراهية النفخ في الصلاة (حدیث ۳۸۱، ۳۸۲)

غریب روایت ہے۔ بعض نے کہا: عن ابی حمزہ رباح اور میمون ابو حمزہ ضعیف ہیں۔

میں کہتا ہوں: طلق بن غنم نے سعید بن ابی عثمان وراق سے بحوالہ ابوصالح اس روایت کو نقل کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ اور نسائی نے کرب کی سند سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کا مفہوم روایت کیا ہے جس میں انہوں نے کہا: آپ نے ہمارا ایک غلام دیکھا جسے رباح کہتے تھے، لہذا تعدد کا احتمال ہے۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

۲۳۱) الاقرع بن حابس

بن عقال بن محمد بن سفیان حمیری مجاشعی داری ان کا باقی نسب امین کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے: یہ نبی ﷺ کے پاس آئے، فتح مکہ جنین اور طائف میں شریک رہے، یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی تالیف قلب کی گئی۔ ان کا اسلام لانا بھی اچھا تھا۔ زبیر نے نسب میں کہا: اقرع جاہلیت میں فیصل تھے، انہی کے بارے میں جریر یا کوئی اور کہتا ہے جب وہ خود اور فرائصہ یا خالد بن ارقاة ان سے فیصلہ کرانے آئے:

یا اقرع ابن حابس یا اقرع ان تصرع اليوم اخاك تصرع

”اے اقرع ابن حابس! اے اقرع! اگر آج تم نے اپنے بھائی کو بچھاڑ دیا تو بچھڑ جاؤ گے۔“

ابن جریر، ابن ابی عامر اور بغوی نے وہیب کی سند سے موسیٰ بن عقبہ کے حوالہ سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے ذریعہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو حجروں سے باہر کھڑے ہو کر بلایا: اے محمد! تو آپ ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے پھر کہا: اے محمد! اللہ کی قسم میری تعریف اچھی اور میری مذمت بری ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اللہ (کا کام) ہے۔“

ابن مندہ نے کہا: ابوسلمہ سے روایت کی جاتی ہے کہ اقرع بن حابس نے پکارا پھر اس روایت کو مرسل ذکر کیا، وہی صحیح ہے، اسی طرح اسے رویانی نے عمر بن ابی سلمہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: اقرع نے پکارا پھر اس روایت کو مرسل ذکر کیا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اسے دو طرح ذکر کیا ہے، ابن جریر کی روایت میں ابوسلمہ کے اقرع سے سماع کی صراحت ہے اور اس سے پتہ چلتا ہے وہ ان سے متاخر ہیں۔ صحیحین میں زہری کی سند بحوالہ ابوسلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وارد ہے۔ فرمایا: اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوم رہے ہیں۔ (الحديث) انہی دونوں میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن کا تھوڑا سا سونا نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ تو آپ ﷺ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا، ان

اسد الغابۃ (ت ۲۰۸) الاستیعاب (ت ۶۹)

مسند احمد (حدیث ۴۸۸/۳) المعجم الكبير (حدیث ۸۷۸/۱) مجمع الزوائد (حدیث ۱۰۸/۷)

بخاری (حدیث ۵۹۹۷) الادب المفرد (۹۱) مسلم (حدیث ۵۹۸۲) ابوداؤد (حدیث ۵۲۱۸) ترمذی (حدیث ۱۹۱۱)

ابن حبان (حدیث ۴۵۷) مجمع الزوائد (۱۸۷/۸)

میں سے ایک اقرع بن حابس تھے۔

بخاری^۱ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرمایا: بنی تمیم کا ایک قافلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اقرع کو امیر بنا دیجئے۔ (الحديث)

ابن شاہین نے مدائنی کی سند سے ان کے راویوں کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ جب عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ نے بنی عمر کے لوگ گرفتار کیے تو ان کا وفد آیا پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ اقرع بن حابس نے رسول اللہ ﷺ سے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی اور قیدیوں کی آمد سے پہلے ہی مدینہ میں تھے اس پر عیینہ بن حصن ان سے جھگڑ پڑے۔ اسی کے متعلق فرزدق اپنے چچا اقرع پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

وعند رسول الله قام ابن حابس بخطة اسوار الى المجد حازم

له اطلق الاسرى التي في قيودها مغللة اعناقها في الشكائم

رسول اللہ ﷺ کے پاس ابن حابس ہوشیاری سے بزرگی کی فیصلوں کی بنیاد لے کر کھڑے ہوئے۔ آپ نے ان کی خاطر وہ قیدی رہا کر دیئے جن کی گردنیں بیڑیوں سے ایسے جھکی تھیں جیسا کہ انہیں لگا میں پڑی ہیں۔

بخاری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ صغیر میں اور یعقوب بن سفیان نے صحیح اسناد سے محمد بن سیرین کی سند سے عبیدہ بن عمرو سلمانی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ عیینہ اور اقرع نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے قطعہ ارض مانگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ تم دونوں کو اسلام کی محبت دلانے کے لیے ایسا کرتے تھے، سو اب تم دونوں اپنی محنت سے کام لو اور تحریر پھاڑ دی۔ علی بن مدائنی نے علل میں کہا ہے: یہ روایت منقطع ہے اس واسطے کہ عبیدہ قصہ کے وقت موجود نہ تھے اور نہ یہ روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس سے اچھی سند سے روایت نہیں کی جاتی۔

سیف بن عمر نے فتوح میں اسے طوالت و اضافے سے روایت کیا ہے۔ یہ دونوں حضرات جنگ یمامہ وغیرہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ موجود تھے پھر اقرع تو شرمیل بن حسنہ کے ساتھ دومۃ الجندل میں اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ اہل عراق سے جنگ اور فتح انبار میں شریک رہے۔

ابن درید نے کہا: اقرع بن حابس کا نام فراس ہے انہیں اقرع اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کے سر میں گنچا پین تھا۔ وہ جاہلیت و اسلام میں صاحب شرافت انسان تھے۔ عبداللہ بن عامر نے خراسان کی طرف جو لشکر روانہ کیا انہیں اس کا امیر مقرر کیا۔ تو بمقام جوزجان انہیں اور لشکر کو نقصان پہنچا۔ یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا واقعہ ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ اسلام سے پہلے مجوسی تھے۔ اور میں نے رضی شاطبی کی تحریر پڑھی ہے کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ جنگ یرموک میں اپنے دس بیٹوں میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔

^۱ بخاری، کتاب المغازی (حدیث ۳۶۶۷) و کتاب التفسیر (حدیث ۴۵۶۰)

۲۳۲) الْأَقْرَعُ بْنُ سَفْيَانَ الْعَمِيُّ

نبی ﷺ نے ان کی بیماری میں ان کی عیادت کی، ان سے لقاف بن کرز کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کی، ابو عمر نے اسی طرح لکھا ہے۔ رشاطی نے کہا: ان کے ہاں لقاف بن کرز (را اورزا سے) لکھا ہے، درست ابن کذن ہے (وال مفتوح اور اس کے بعدنوں) اور جس حدیث کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اسے ابن السکن اور ابن مندہ نے محمد بن فہر بن جمیل بن ابی کریم بن لقاف کی سند سے امیہ سے اور لقاف بن فضل بن ابی کریم سے وہ مفضل بن ابی کریم سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا لقاف بن کذن سے وہ اقرع بن شفی عکلی بنی ثعلبہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میری بیماری میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے عرض کیا: میں نہیں سمجھتا کہ میں اپنی اس بیماری سے جانبر ہو سکوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں، تم ضرور زندہ رہو گے اور ارض شام کی جانب لازماً ہجرت کرو گے اور فلسطین کی سرزمین ربوہ میں تمہاری وفات و تدفین ہوگی۔ ابن السکن نے کہا: ہم اس سند کے کسی راوی کا حال نہیں جانتے۔

ابن مندہ نے کہا: اسے اسطعلیل بن رشید نے ضمرہ بن ربیعہ کے حوالہ سے قادم بن میسور سے انہوں نے عک کے کسی آدمی سے وہ اقرع عکلی سے اسی مفہوم میں نقل کرتے ہیں۔ ضمرہ نے کہا: ان اقرع کی وفات خلافت فاروقی میں ہوئی۔ میں کہتا ہوں: یہ دوسری سند ہے جس سے ابو عمر کے بھروسے کی تردید ہوتی ہے۔ ہشام بن عمار نے اسے اپنے فوائد میں مغیرہ بن مغیرہ سے بحوالہ یحییٰ بن ابی عمرو شیبانی روایت کیا ہے۔ فرمایا: عک کے ایک شخص بیمار ہوئے، جنہیں اقرع کہا جاتا تھا۔ پھر اسی مفہوم کو ذکر کیا۔ اس کے آخر میں کہا: وہ رملہ میں دفن ہوئے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ کے مقدمہ میں اسی سند سے نقل کیا ہے تو یہ تیسری سند ہوئی۔

۲۳۳) الْأَقْرَعُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَمِيرِيُّ

رسول اللہ ﷺ نے انہی ذی مزان اور ذی زود اور یحییٰ بن عک کے ایک علاقہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اسی طرح ابو عمر نے مختصراً نقل کیا ہے۔ اسی بات کو سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے جو ضحاک بن یربوع سے وہ اپنے والد سے وہ ماہان سے وہ اسے ابن عباس بن علی سے نقل کرتے ہیں۔ اور طبری نے سیف سے نقل کیا کہ اسامہ جب نبی ﷺ کی وفات کے بعد لشکر لے کر متوجہ ہوئے تو آپ نے چند قاصد بھیجے جو آپ کے پاس مرتدین کی خبر لائے ان (قاصدوں) میں اقرع بن عبد اللہ اور جریر بن عبد اللہ بکلی شامل تھے، پھر پورا قصہ ذکر کیا۔

اسد الغابہ (ت ۲۰۹) الاستیعاب (ت ۷۰)

الدر المنثور للسيوطی (حدیث ۱۰/۵) کنز العمال (حدیث ۳۵۴۳۵) جامع المسانید والسنن (۱/۳۷۷)

اسد الغابہ (ت ۲۱۰) الاستیعاب (ت ۷۱)

الاستیعاب (۱/۱۹۴)

۲۳۳ الاقرع الغفاری *

ابن مندہ نے کہا: ہمیں محمد بن احمد بن ابی سعد نے ابوعلی بن سعید کے حوالہ سے انہوں نے علی بن مسلم، انہوں نے ابوداؤد سے انہوں نے شعبہ سے انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابو حجاب سے وہ اقرع غفاری سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عورت کے وضو کردہ بچے (فالٹو) پانی سے مرد کو وضو کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس شخص کے علاوہ کسی نے ان کا نام لیا ہو۔ ہم نے ابوداؤد کی سند سے اسے نقل کیا ہے۔ اس میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے کسی صحابی سے، جس کا انہوں نے نام نہیں لیا۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث شعبہ کی سند سے عاصم، ابو حجاب، حکم بن عمرو غفاری کے حوالہ سے مشہور ہے، اسی طرح حفاظ نے ان سے روایت کی ہے۔ یعقوب بن سفیان نے ابن بشار سے ابوداؤد سے ان کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: حکم بن عمرو سے روایت ہے (اور وہ اقرع ہیں)۔ لہذا معلوم ہوا اقرع، حکم بن عمرو ہو، جس میں ابن مندہ کے زعم پر رد بھی ہے علی بن مسلم ان کا نام لینے میں منفرد ہے جبکہ شعبہ سے ان کے علاوہ لوگوں نے بھی ان کا نام لیا ہے۔

ابن شاہین نے کہا: احمد بن محمد بن عاصم نے ان سے احمد بن عمر بن بسطام نے مروی فرمایا: ہمیں خلف بن عبد العزیز نے بتایا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا کے حوالہ سے بتایا، انہوں نے شعبہ، انہوں نے عاصم سے انہوں نے ابو حجاب سے نقل کیا، فرمایا: ہم سے اقرع الغفاری نے بیان کیا پھر اسے ذکر کیا۔ ابن شاہین کہتے ہیں: میں اسے کسی راوی کا وہم سمجھتا ہوں، جس نے اس طرح کہہ دیا۔

۲۳۵ اقرم بن زید الخزاعی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر آ رہا ہے جن کا نام عبد اللہ بن اقرم ہے۔

۲۳۶ الاقص بن سلمہ *

اہل یمامہ میں ان کا شمار ہے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن حبان نے کہا: بعض لوگ ان کا نام اقصیر بن سلمہ حنفی بتاتے ہیں، بغوی نے کہا: ہمیں احمد بن اسحاق نے انہیں سلمان بن محمد نے، انہیں عمار بن عقبہ نے انہیں محمد بن جابر نے انہیں منہال بن عبید اللہ بن ضمیر بن حوذہ نے بتایا کہ میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اقصیر بن سلمہ وہ برتن لے کر آئے جو انہیں نبی ﷺ نے دے کر روانہ فرمایا تھا جس سے انہوں نے مسجد قرآن میں چھڑکاؤ کیا، عسکری نے اسی پر بھروسہ کر کے اقصیر کے حالات لکھ دیئے۔

ابن مندہ نے کہا ہے: صحیح یہ ہے کہ ان کا نام اقص ہے۔ پھر دوسری سند سے یہ حدیث محمد بن جابر کے حوالہ سے نقل کی وہ

اسد الغابۃ (ت ۲۱۱)

اخرجه ابوداؤد فی کتاب الطہارۃ باب النہی عن ذلک (حدیث ۸۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۱۳) الاستیعاب (ت ۱۶۶)

نحال بن عبداللہ بن ضمرہ بن حوڑہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اقص آئے۔
 رشاطی نے ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے کہ اقص بن سلمہ بن عبید بن عمرو بن عبداللہ بن عبدالعزیٰ بن حمیم بنی حمیم کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہوئے اور ان کا اسلام (مسلمانوں میں رہ کر) اچھا ہو گیا۔ آپ نے انہیں ان کی قوم کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لئے واپس بھیجا اور انہیں ایک آنچورے میں پانی دیا جس میں آپ ﷺ نے اپنا لعاب ڈالا یا کھلی کی تھی اور فرمایا: ”نبی حمیم کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ اس مسجد میں چڑھیں اور اپنے سر بلند رکھیں (کسی بت اور مخلوق کے سامنے نہ جھکائیں) جب کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بلند رکھا ہے۔“ راوی کا بیان ہے کہ اسی کا اثر ہے کہ ان میں سے کوئی بھی میلہ کا پیرو نہیں ہوا اور نہ ان میں سے کوئی خارجی ہوا۔

۲۳۷) الاقمر الوداعی

علی اور کلثوم کے والد، بعض نے ان کا نام عمرو بن حارث بن معاویہ بن عمرو بن ربیعہ بن عبداللہ بن وداعہ ہمدانی بتایا ہے۔
 ابن شہین نے ان کا ذکر کر کے کہا: یہ تو تب ہے جب یہ ثابت ہو جائے کہ وہ صحابی ہیں ورنہ حدیث مرسل ہے۔ پھر ابوصنیفہ رضی اللہ عنہ کی سند سے بحوالہ علی بن اقر نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”طاعون (سے مرنے والا) شہید (کا درجہ رکھتا) ہے۔“ ابوموسیٰ نے ”ذیل“ میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۲۳۸) اکال بن النعمان الانصاری المازنی

دیمہ نے جنگ یمامہ میں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۳۹) اکبر الحارثی

نبی ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر کے بشیر رکھا۔ ”ب“ میں آ رہا ہے۔

۲۴۰) اکثم بن الجون

یا ابن ابی الجون، ان کا نام عبدالعزیٰ بن معاذ بن ربیعہ بن اضرم بن ضمس بن حرام ابن حبشہ بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی ہے۔ یہ سلیمان بن مرد خزاعی کے چچا ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کہا: ہم سے محمد بن بشر نے، ان سے محمد بن عمرو

اسد الغابۃ (۱۵۳/۱، ۱۵۴) الاستیعاب (۲۲۵/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۱۴)

بخاری، کتاب الطب، باب ما یذکر فی الطاعون (حدیث ۵۷۳۳) مصنف عبدالرزاق (حدیث ۶۶۹۵)

کنز العمال (حدیث ۱۱۲۲۱) الطبقات الکبریٰ (۳۰۱/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۲۱۸/۷)

اسد الغابۃ (ت ۲۱۷) الاستیعاب (ت ۱۵۵)

نے وہ ابوسلمہ سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میرے سامنے جہنم پیش کی گئی جس میں میں نے عمرو بن لُحی بن مَعْبُد بن خُذاف کو آگ میں اپنی انتڑیاں گھسیٹے دیکھا، وہ پہلا شخص ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کی ملت تبدیل کر کے بھیرہ، سائبہ، حام بنائے اور (بیت اللہ میں) بت نصب کیے۔ میں نے اسلم بن ابی الجون کو اس کے مشابہ پایا ہے۔“ اسلم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرا اس کے مشابہ ہونے سے کوئی نقصان تو نہیں ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، کیونکہ تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا۔“ (تفصیل کے لئے سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۰۳ دیکھیں)

اور حاکم* نے اس روایت کو محمد بن عبد اللہ انصاری کی سند سے بحوالہ محمد بن عمرو انہی الفاظ میں نقل کی نیز ان دونوں نے عبید اللہ بن عمرو الرقی کی سند سے عبید اللہ بن محمد بن عقیل سے وہ طفیل بن ابی بن کعب کے حوالہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، جس میں لمبا قصہ ہے۔

ابن ابی عروہ اور ابن مندہ نے ابن اسحاق کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے محمد بن ابراہیم بن حارث نے ابوصالح سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسلم بن ابی الجون سے فرماتے سنا: ”اے اسلم! میں نے عمرو بن لُحی کو جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹے دیکھا ہے۔“ (الحديث) اسی میں اسلم بن الجون کا قول اور اس کا جواب ہے۔ ابوسلمہ کی روایت زیادہ مکمل ہے۔ اور حدیث امام مسلم رحمہ اللہ کے ہاں سہیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد کی سند سے مختصر منقول ہے جس میں اسلم کا قصہ نہیں۔ اور زبیر نے کتاب ”النسب“ میں اسلم کا قصہ دوسری دو منقطع سندوں سے ذکر کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ نے دوسری سند سے جابر سے نقل کیا ہے۔ ”میں نے معبد بن اسلم کو اس کے مشابہ دیکھا“ پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس واسطے تعدد کا احتمال ہے۔ میں نے ابن الکلبی کی تحفۃ میں دیکھا، جب انہوں نے ان اسلم کا ذکر کیا اور اس پر اعتماد کیا کہ وہی ابن ابی الجون ہیں، کہا: یہ وہی ہیں جن کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ”مجھے دجال دکھایا گیا تو وہ گندمی رنگ، ہتھکڑیا لے بالوں والا تھا اور بنی عمرو بن کعب میں سے اسلم بن عبد العزیٰ اس کے زیادہ مشابہ ہے۔“ تو اسلم کھڑے ہو کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! کیا میرا اس سے مشابہ ہونا مجھے کوئی نقصان دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، تم مسلمان ہو اور وہ کافر تھا۔“*

میں کہتا ہوں: اس کا ظاہر پہلی بات کے مخالف ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ”بہ“ کی ضمیر عمرو بن کعب کے لیے ہو، اور وہ عمرو بن لُحی ہے لہذا دونوں میں مخالفت نہیں۔ یوں یہ دونوں مستقل حدیثیں ہو جائیں گی۔ ایک میں دجال کا حال اور دوسری میں عمرو بن کعب کی مشابہت، احادیث میں عبد العزیٰ بن قطن دجال کے مشابہ آیا ہے۔

طبرانی* اور ابن مندہ نے ضمرہ کی سند سے بحوالہ ابن شوزب، وہ ابوہیک وہ شہیل بن خلید مزیٰنی سے وہ اسلم بن ابی الجون

* المستدرک للحاکم (حدیث ۶۰۵/۴)

* بخاری کتاب التفسیر باب ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ (الحدیث ۴۶۲۳)

مسلم کتاب الجنۃ و نعیما باب النار یدخلها الجبارون، والجنۃ یدخلها الضعفاء (حدیث ۷۱۲۲، ۷۱۲۱)

مسند احمد (حدیث ۲۷۵/۲) تفسیر لابن کثیر (حدیث ۲۰۴/۳) شرح السنۃ للبخاری (حدیث ۱۰۰/۲)

* المعجم الکبیر (حدیث ۴۳۳/۱۹) الطبقات الکبریٰ (۲۹/۲/۴)

* المعجم الکبیر (حدیث ۲۹۶/۱) (۲۹۷)

غزائی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فلاں جنگ میں بڑا بہادر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ جہنمی ہے۔“ الحدیث جو طویل ہے، اس کی سند حسن ہے اور یہ قصہ خیر میں پیش آیا۔ جیسا کہ صحیح میں سہل بن سعد کی حدیث سے وارد ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہوا کہ اسلم بن ابی الجون اس میں شریک تھے۔ ابن ابی حاتم نے ”علل“ میں عسکری نے ”امثال“ میں بغوی اور ابن مندہ نے ابوسلمہ عالمی کی سند سے بحوالہ زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اسلم! اپنی قوم کے گروہ میں شمولیت کیے بغیر جہاد کیا کرو، تمہارے اخلاق سنور جائیں گے۔* ابن ابی حاتم نے کہا: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا کہ ابوسلمہ عالمی متروک ہے اور (اس کی روایت کردہ) یہ حدیث باطل ہے۔ ابن مندہ نے اس روایت کو دوسری سند سے خود اسلم سے نقل کیا ہے اسی کی طرف ابن عبدالبر* نے اشارہ کیا ہے۔ واللہ اعلم

۲۴۱) الاکوع الاسلامی

ان کا نام شان ہے سین میں آ رہا ہے۔ ابن سعد* اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائے اور رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہے۔

۲۴۲) اکیدر دؤمة*

ان کے بارے اختلاف ہے، اکثر اس جانب ہیں کہ وہ کافر مارے گئے۔ ان شاء اللہ ہم قسم اخیر میں ان کا مفصل حال بیان کریں گے۔

۲۴۳) اکیمہ بن عبادۃ الیثی*

انہیں زہری بھی کہا جاتا ہے، ابن اسکن نے عمر بن ابراہیم کی سند سے (جو ایک متروک راوی ہیں) محمد بن اسحاق بن اکیمہ بن عبادہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا اکیمہ بن عبادہ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو (جانور کے) کندھے کا گوشت کھاتے دیکھا، آپ نے نیا وضو کیے بغیر نماز پڑھی۔* ابن اسکن نے کہا: میں نے یہ روایت صرف ابن عقدہ سے سنی ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند مجہول ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں عبدان سے وہ اپنی محمد ابن اسحاق بن سلیمان بن اکیمہ تک کی

* ابن ماجہ کتاب الجہاد باب السرايا حدیث (۲۸۲۷) السنن الکبریٰ للبیہقی (حدیث ۱۵۷/۹) المطالب العالیہ (حدیث ۱۹۱۴)

تہذیب تاریخ دمشق (۳۹۶/۴)

کنز العمال (حدیث ۱۰۸۹۴، ۱۷۵۲۷، ۲۵۵۹۸)

الجرح والتعديل (۳۳۹/۳)

الاستیعاب (۲۷۷/۱)

الطبقات الکبریٰ (۲۲۹/۴)

اسد الغابۃ (ت ۲۲۰) تجرید (۲۷/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۲۱) تجرید (۲۷/۱)

الحاکم فی الضعفاء (۹۵۶/۳)

سند سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ اکیمہ نے کہا: ”یا رسول اللہ ﷺ“ پھر روایت بالمعنی کے جواز کی حدیث ذکر کی۔ سلیم بن اکیمہ کے حالات میں ان شاء اللہ آ رہی ہے۔

۲۳۴) اَکِیْنَة

رزق اللہ بن عبد الوہاب تہمی کے دادا۔ ابن ماکولا نے کہا: مجھے رزق اللہ نے کہا کہ میرے دادا کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ نیز ابن ماکولا نے رزق اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کے دادا عبد اللہ بنی مہاشم کے پاس آئے اس وقت ان کا نام عبد ملات تھا۔ آپ علیہ السلام نے ان کا نام عبد اللہ رکھا۔ وہ (راوی) رزق اللہ بن عبد الوہاب بن عبد العزیز بن حارث بن اسد بن لیث بن اسود بن سفیان بن یزید بن اکینہ بن عبد اللہ تہمی ہیں۔ خطیب نے عبد الوہاب رزق اللہ کے والد سے نقل کیا ہے وہ اپنے آباء سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس کی سند اکینہ مذکور تک پہنچتی ہے۔ فرمایا: میں نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے سنا، پھر اثر (صحابی رضی اللہ عنہ) کا قول ذکر کیا۔ خطیب نے جو نسب نقل کیا ہے اس میں یزید نہیں لکھا ہے۔ اسی طرح اسے ابن الصلاح نے ”علوم الحدیث“ میں لکھا ہے۔ خطیب نے یہ صراحت کی ہے کہ وہ (روایت کنندہ) آباء، نو ہیں۔ جو یزید کو شامل کیے بغیر درست تعداد ثابت نہیں ہوتی۔ ابن ماکولا نے بھی اکینہ کا نسب پیش کیا ہے جو یوں ہے: ابن یزید بن ہشیم بن عبد اللہ بن حارث بن کلدہ بن حنظلہ بن زید مناۃ بن حمیم۔ ہم نے اسے اصہبان کی اس مجلس میں جہاں رزق اللہ نے اس کا املا کرایا یوں نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے اپنے والد عبد الوہاب کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوالحسن عبد العزیز کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوبکر الحارث کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد اسد کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد سلیمان کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوالاسود کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوسفیان کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد یزید کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابوالاکینہ کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد ابیہیم کو فرماتے سنا: میں نے اپنے والد عبد اللہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اکٹھے ہوں، فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان پر چھا جاتی ہے۔“

ذہبی نے کہا ہے کہ ان (رزق اللہ) کے اکثر آباء کا ذکر نہ تاریخ میں ہے اور نہ اسماء الرجال میں۔ جبکہ اس سند سے لیث کے والد اسد ساقط ہیں۔ اور خطیب نے اپنی تاریخ میں انہیں برقرار رکھا ہے جہاں انہوں نے عبد العزیز کے حالات لکھے ہیں۔ میں کہتا ہوں: لیکن ان (خطیب) کے ہاں ہشیم کا ذکر نہیں۔ اس بات کو ہمارے اساتذہ کے استاذ حافظ علائی نے ”الوشی المکتم“ میں لکھا ہے۔

باب الالف جس کے بعد لام ہے

۲) الاشر (ہمزہ کے زبر اور راء مخفف سے)

ان میں سے ایک جو ابوبخلہ نشئی کا نام کسی نے کہا ہے۔

کنز العمال (حدیث ۲۹۲۶۶) جامع المسانید والسنن (۱/۳۸۶)

کنز العمال (حدیث ۱۸۰۹، ۱۸۸۱، ۳۹۲۸) میزان الاعتدال (حدیث ۵۰۹۲) لسان المیزان (۷/۷۳)

۲۳۶) اللہ کے نبی الیاس علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام

خضر کے حالات میں ان کے متعلق کچھ باتیں آئیں گی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں خضر کا ذکر کرنے سے ان کا ذکر کرنا لازمی ہے۔ اور یہ قول بڑا غریب ہے کہ وہ نبی خضر ہیں۔ چنانچہ ابن مردویہ نے سورۃ النعام کی تفسیر میں ہشام بن عبداللہ رازی کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن ابی جزی وہ ابن ابی کحج سے وہ عبداللہ بن حارث سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”خضر بنی الیاس ہیں“۔ انہوں نے یہ روایت طاہر بن احمد بن حمدان سے محمد بن جعفر اشجانی سے، محمد بن یوسف فراء سے انہوں نے ہشام سے نقل کی ہے۔

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۲۳۷) اماناہ* (نون سے)

ابن قیس بن شبان بن العاتک بن معاویہ الاکرمین الکندی، ابن سعد نے کلبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور وہ لساعہ زندہ رہے انہی سے بنی براء کا شاعر عوفہ نخعی کہتا ہے:

الا لبتی عُمُرْتُ یا ام مالک کعمر اماناہ بن قیس بن شبان
لقد عاش حتی قیل لیس بعیت وانی لثنا ما من کھول و شبان
”اے ام مالک! کاش! میں بھی اماناہ بن قیس بن شبان جتنی عمر پاتا۔ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ لوگ کہنے لگے کہ یہ نہیں مریں گے جبکہ ان کے سامنے کئی بوڑھے اور جوان چل رہے۔“

لوگ کہتے ہیں: وہ تین سو بیس (۳۲۰) سال زندہ رہے۔ طبری، ابن شاہین نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اور ابن قحون نے ذیل میں ذکر کیا ہے۔ ان کا بیٹا یزید جوان کے ساتھ مسلمان ہوا تھا بعد میں مرتد ہو گیا اور خلافت صدیقی میں قتل ہو گیا۔*

۲۳۸) امد بن ابد الحضرمی*

طبرانی نے کہا: علی بن عبدالعزیز نے ہمیں، انہیں ابو سعید القاسم نے، انہیں ابو سعیدہ معمر نے بتایا، فرماتے ہیں مجھے میرے بھائی یزید بن شعی نے سلمہ بن سعید کے حوالہ سے بتایا، فرمایا: ہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، فرمانے لگے: میں چاہتا ہوں، کاش! ہمارے پاس کوئی ایسا شخص ہوتا جو ہمیں گزشتہ زمانے کے حالات بتاتا۔ اس زمانے میں ہم اس کے کتنے مشابہ ہیں؟ کسی نے آپ سے کہا کہ حضرت موت میں ایک شخص ہے جس کے سامنے تین سو سال کا عرصہ بیت گیا ہے۔ حضرت معاویہ نے اس کی طرف پیام بھیجا،

* کنز العمال (حدیث ۳۴۰۴۶)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۲)

* اسد الغابۃ (۱/۳۴۴)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۳) تجرید (۱/۲۷)

چنانچہ وہ لایا گیا۔ جب وہ آپ کے سامنے آیا، آپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا، پوچھا تمہارا نام؟ اس نے کہا: امد بن امد۔ پھر اس نے لبا قصہ سنایا۔ اسی میں ہے، آپ نے فرمایا: کیا تم نے حضرت محمد (ﷺ) کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں کہا؟ ہاں! میں نے انہیں دیکھا ہے۔ فرمایا: مجھے ان کا حلیہ بتاؤ، اس نے کہا: میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان جائیں۔ میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ اسے ابو موسیٰ نے ذیل میں نقل کیا ہے۔ اسناد میں ارسال ظاہر ہے اور اس قصہ میں ایک اور طرح سے نکارت ہے کہ اس میں لکھا ہے اس نے دیکھا کہ شام سے مکہ کی جانب ایک مسافر عورت نکلتی جسے کھانے پینے کی (ساتھ لے جانے کی) ضرورت نہ پڑتی، وہ درختوں کے پھل کھاتی اور چشموں کے پانی سے سیراب ہوتی "جو غلط ہے۔

ابو حاتم بھستانی * نے کتاب "المعمرین" میں ابو عامر سے وہ بصرہ کے کسی آدمی سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: ان سے ابو الجندیہ الضریر نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ کسی ایسے شخص سے ملوں جس کے سامنے سال گزرے ہوں وہ ہمیں اپنے چشم دید واقعات بتائے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں یہ قابل انکار بات نہیں۔ البتہ اس میں یوں ہے کہ اس نے ہاشم بن عبد مناف کو اور امیہ بن عبد شمس کو دیکھا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا: تمہارا کیا شغل تھا؟ اس نے کہا: میں تاجر تھا۔ فرمایا: تمہاری تجارت کہاں تک پہنچی؟ اس نے کہا: میں کوئی نقصان دہ چیز نہ خریدتا اور نہ کسی نفع بخش چیز کو واپس کرتا تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: مجھ سے کچھ مانگو۔ اس نے کہا: میری جوانی مجھے لوٹا دو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ میرے بس میں نہیں۔ کہا: تو پھر مجھے جنت میں داخل کرادو۔ فرمایا: یہ بھی میری دسترس سے باہر ہے۔ اس نے کہا: مجھے آپ کے ہاتھ میں دینا اور آخرت کی کوئی چیز تو نظر نہیں آتی، البتہ ایسا کریں مجھے جہاں سے لائے ہیں واپس پہنچا دیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! یہ ہو جائے گا۔ *

۲۳۹ امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی *

وہ اپنی قوم کے سردار تھے، آپ ﷺ نے انہیں کلب کا گورنر بنا کر بھیجا: اب انہیں قضاہ کی طرف روانہ فرمایا تھا۔ اسے ابن عبد البر نے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ ابوسلمہ بن عبد الرحمن بن عوف کے ماموں ہیں۔

سیف نے فتوح میں لکھا ہے جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا تو قضاہ پر آپ کے گورنروں میں سے کلب قبیلہ کے امرؤ القیس بن الاصبغ الکلبی تھے جن کا تعلق بنی عبد اللہ کی شاخ سے تھا، وہ مرد نہیں ہوئے۔ اس بات کو انہوں نے اپنی کتاب * کے دیگر مقامات میں بھی ذکر کیا ہے۔

* المعمرین (۱۱۰)

* جامع المسانید والسنن (۳۸۸، ۳۸۷/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۲۲۴) الاستیعاب (ت ۷۳)

* الاستیعاب (۱۹۵/۱)

* اسد الغابۃ (۱۳۵/۱) الاستیعاب (۱۹۵/۱)

۲۵۰) امرؤ القیس بن عابس

بن منذر بن امرؤ القیس بن عمرو بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ بغوی نے کہا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی کتاب میں جنہوں نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے ان کے نام میں امرؤ القیس بن عابس بھی ہیں، وہ کوفہ کی سکونت رکھتے تھے۔ نسائی، احمد اور بغوی نے رجاہ بن حیوہ کی سند سے عدی بن عمیر کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: امرؤ القیس اور حضرت موت کے ایک آدمی کے مابین جھگڑا تھا دونوں نبی ﷺ کے پاس فیصلہ کرانے گئے آپ نے حضرت سے فرمایا: اپنا گواہ پیش کرو ورنہ اس کی قسم ہوگی، تو وہ شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ! اگر اس نے قسم کھائی تو میری زمین لے لے گا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی کا حق دبانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی وہ اس حال میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا۔“ تو امرؤ القیس بولے: یا رسول اللہ ﷺ! جو برحق ہونے کے باوجود چھوڑ دے اس کے لیے کیا اجر ہے؟ فرمایا: ”جنت“۔ عرض کیا: میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے چھوڑ دیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ یہ حدیث ربیعہ بن عیدان کے حالات میں دوسری سند سے آ رہی ہے۔ جھگڑے والے شخص وہی تھے اور لفظ عیدان عین کے زیر اور اس کے بعد یا سے ہے۔

سیف بن عمر نے فوج میں کہا کہ جنگ یمامہ کے روز امرؤ القیس کر دوس کے گورز تھے مرزبان نے ذکر کیا کہ قلعہ نجیر کے محاصرہ کے حاضرین میں سے تھے۔ جب مرتدین باہر نکالے گئے تو یہ اپنے چچا کو قتل کرنے ان پر چھٹ پڑے۔ اس نے کہا: تمہیں کچھ خیال نہیں میں تمہارا چچا ہوں پھر بھی میرے قتل کرنے کے درپے ہو؟ انہوں نے کہا: آپ میرے چچا ہیں تو اللہ بھی میرا رب ہے؟ پھر اسے قتل کر دیا۔

ابن السکن نے کہا: وہ اسلام پر ثابت قدم رہنے والوں میں سے ہیں۔ اور اشعث کو مرتد ہونے پر برا بھلا کہا۔ ابن اسحاق نے ان کے وہ اشعار پڑھے جن میں اپنی قوم کو اسلام پر ثابت قدمی کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان کے کچھ اشعار یہ ہیں:

قف بالديار وقوف حابس وثاق أنة غير آيس
لعبت بهن العاصفات الرائحات من الروامس
”روکنے والے کی طرح ان گھروں کے پاس ٹھہر، اور امیدوار کی طرح رو۔ قیروں سے اڑنے والی مٹی سخت
ہواؤں کی صورت میں اٹھکیلیاں کھیل رہی ہیں۔“

انہی اشعار میں وہ کہتے ہیں:

اسد الغابۃ (ت ۲۲۵) الاستیعاب (ت ۷۲) تجرید (۲۸/۱)

بخاری کتاب الخصومات (حدیث ۲۶۶۶) ابوداؤد کتاب الایمان والنور (حدیث ۳۲۴۳)

ترمذی کتاب البیوع (حدیث ۱۲۶۹) مسند احمد (حدیث ۱۹۱/۴) المعجم الکبیر (حدیث ۱۱۸/۱۷)

السنن الکبریٰ (حدیث ۴۴/۱۰) کنز العمال (۴۶۲۷۹)

الاستیعاب (۱۹۴/۱)

با رُبَّ باکیہ علی ومنشلی فی المجالس
لا تعجبوا ان تسمعوا هلك امرؤ القیس بن عابس
”کئی رونے والیاں مجھ پر روئیں گی اور کہتے ہی لوگ مجالس میں میرا ذکر خیر کریں گے۔ تم لوگوں کو تعجب نہ ہو
جب تم یہ خبر سنو کہ امرؤ القیس بن عابس جام موت پل چکا ہے۔“
اور ارداد کے متعلق سیدنا ابوبکرؓ کو لکھتے ہیں:

الا بلغ ابا بکر رسولا و بلغها جميع المسلمين
فلیس مجاورا بیٹی بیوتا بما قال النبی مکذبینا
”کوئی قاصد یہ پیام ابوبکر اور تمام مسلمانوں کو پہنچا دے کہ میرے اڑوس پڑوس میں جو گھر بھی ہے وہ نبیؐ کی تعلیمات کی تکذیب نہیں کرتا۔“

ان کے والد کے دادا امرؤ القیس بن السط ہیں جنہیں ابن تملک کہا جاتا ہے، وہ ان کی والدہ ہے امرؤ القیس شاعر نے ان
(کے والد کے دادا) کا ذکر اپنے قصیدہ رائیہ میں کیا ہے تو امرؤ القیس نے ”ابن تملک“ کہا ان کی والدہ کی طرف ان کا نسب بیان کیا۔
ابن الکلی نے کہا: رجا بن حیوہ مشہور تابعی انہی کے خاندان سے ہیں۔ جو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ تھے ان کا نسب یوں
ہے۔ رجا بن حیوہ بن جندل بن الاحف بن السط، ان کے والد نے نبیؐ کا زمانہ پایا ہے لیکن کسی نے ان کی صحابیت کا کوئی واضح
ثبوت پیش نہیں کیا۔ معلوم ہوتا ہے انہوں نے نبیؐ کے عہد میں کوئی جنگ نہیں کی۔

۲۵۱ (ز) امرؤ القیس بن الفاخر

بن طراح الخولانی۔ ابو شریل، فتح مصر میں موجود تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: یہ بات مجھ
سے ابوسعید یونس نے کہی۔
میں کہتا ہوں: میں نے تاریخ ابن یونس میں اس کی وضاحت نہیں دیکھی کہ وہ صحابی ہیں۔

۲۵۲ امیہ بن اسعد

بن عبداللہ الخزاعی، ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے، رہے وہ تو احمد بن یسار الروزی نے تاریخ مرو میں بنی العباس کے
نقباء میں ذکر کیا ہے، فرمایا: عرب کے سات آدمی سو یہ ہیں۔ ابو محمد سلیمان بن کثیر بن امیہ بن اسعد بن عبداللہ الخزاعی اہل مدینہ میں ربیع
حرثان میں سے۔ امیر ان کے دادا ہیں یہ ان سات میں سے ایک ہیں جنہوں نے درخت تلے رسول اللہؐ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔
ابن عساکر نے اسے اپنی تاریخ میں ابن مندہ کی سند سے روایت کیا ہے جو یہ ہے قاسم بن قاسم سیاری، اپنے دادا احمد بن
سیار، اس جیسی روایت برابر ہے۔ محمد بن حمدویہ نے تاریخ مرو میں ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے امیہ بن اسعد الف کے بغیر کہا ہے جو غلط
ہے۔ ابو زکریا ابن مندہ کو ان کے حالات میں ایک اور خط ہوا ہے جو ہم نے قسم اخیر میں ذکر کیا ہے۔

۲۵۳ امیہ بن اسکر

سین مہلہ سے جسے جیانی نے درست کہا ہے۔ جبکہ ابن عبدالبر نے اسے شین سے قلمبند کیا۔ ابن عبداللہ بن زہرہ بن زبینہ بن جندع بن لیث بن بکر بن عبدمنہ بن کنانہ کنانی لیشی جندی، طائف میں رہائش پذیر تھے۔ ان کے بیٹے ابی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ابوالفرج اصبہانی نے کہا: ابوعروہ شیبانی کہتے ہیں: کلاب بن امیہ بن اسکر نے ہجرت کی تو ان کے والد نے ان کے متعلق اشعار کہے۔ تو آپ ﷺ نے انہیں والد سے صلہ رحمی کا حکم دیا اور کہا ان کی فرمانبرداری سے جدا نہ ہونا۔ ابوالفرج کہتے ہیں: یہ ابوعروہ کی (علی) غلطی ہے۔ اس بات کا حکم انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ جب وہ اہل فارس سے جنگ کرنے گئے ہوئے تھے۔ پھر مدائن میں ابوبکر ہذلی سے بحوالہ زہری وہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب کلاب بن امیہ بن اسکر نے خلافت فاروقی میں مدینہ ہجرت کی تو ایک مدت تک وہاں مقیم رہے۔ پھر ان کی ملاقات حضرت طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ ان دونوں سے پوچھا: کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی انہوں نے انہیں غزوے کی اجازت دے دی۔ ادھر ان کے والد ہیرانہ سالی سے انتہائی کمزور ہو گئے جب ان کی غیر حاضری بڑھ گئی تو ان کے والد نے کہا:

لَمَنْ شِيعَانٌ لَّدُنْشَا كَلَابَا كِتَابَ اللَّهِ لَوْ قَبِلَ الْكِتَابَا
اَنَادِيهِ فَيَعْرَضُ فِي اَبَاءِ فَلَا وَ اَبِي كَلَابٍ مَا اَصَابَا
وَانْكَ وَ التَّمَّاسِ الْاَجْرُ بَعْدِي كِبَاغِي الْمَاءِ يَتَّبِعُ السَّرَابَا

ان دو بوڑھوں کا کیا ہوگا جنہوں نے کلاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا وعدہ یاد دلایا۔ اگر وہ کتاب کو قبول کرے۔ میں اسے بلاتا ہوں اور وہ نافرمانی میں منہ پھیرتا ہے، قسم ہے۔ کلاب نے نافرمانی کی اور وہ کبھی سیدھی راہ نہ پائے۔ دیکھو! میرے بعد تمہارا اجر و ثواب کو تلاش کرنا ایسا ہی ہے جیسے پانی کا طلبگار سراب کے پیچھے لگا ہو۔

پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وہ اشعار سنائے جن میں اپنی شدت اشتیاق کی شکایت کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے اور انہیں واپس بلانے کا حکم صادر فرمایا۔

ابراہیم حربی اپنی کتاب ”غریب الحدیث“ میں لکھتے ہیں: ہم سے ابن حنبلہ نے، ابن ابی الزناد وہ اپنے والد سے وہ ثقہ راوی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو جو جہاد میں تھا اس کے باپ کے پاس واپس بھیج دیا۔ کیونکہ اس کا باپ اس کے بارے میں روتا اور کہتا تھا۔

کیا اس کے والدین کے ضائع ہو جانے کے بعد وہ نیکی کرے گا۔ کبھی نہیں، کلاب نے نافرمانی کی وہ سیدھی راہ نہ پائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! کلاب نے نافرمانی کی اس نے درست کام نہ کیا۔ اور فاکھی نے اخبار کہہ میں کہا: ہم سے

الْاَكْبَرُ فِي تَرْغِيبِ الصَّالِحِينَ وَتَنْهِيَةِ الْمُنْكَرِ (جلد ۱) ۱۶۰

ابن ابی عمر نے ان سے سفیان، ابوسعید اعمور سے فرماتے ہیں: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب کوئی شخص آتا تو آپ اس سے لوگوں کے متعلق دریافت فرماتے، ایک شخص آیا اس سے پوچھا کہاں سے تشریف آوری ہوئی ہے؟ اس نے کہا: طائف سے۔ فرمایا: وہاں کی کوئی خاص بات؟ اس نے کہا: اور تو کچھ نہیں البتہ ایک بوڑھا شخص یوں کہتا رہتا ہے:

ترکت اباک مرعشة يدها و املك ما تسيع لها شرابا
اذا نعب الحمام بطن وج على بيضاته ذكرا كلابا *

فرمایا: کلاب کون ہے؟ اس نے کہا: اسی بوڑھے کا بیٹا جو جہاد کے لیے گیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق حکم لکھا اور انہیں واپس بلا لیا۔

علی بن مسعر، ہشام بن عروہ سے، وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: امیہ بن اسکر نے اسلام کا زمانہ پایا ہے، وہ بے حد بوڑھے تھے۔ * اپنی قوم میں شریف انسان شمار ہوتے تھے ان کے دو بیٹے تھے جو انہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ان میں سے ایک کا نام کلاب تھا، وہ دونوں کے متعلق روتے رہتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو واپس بلا لیا اور ان سے قسم لی کہ مرتے دم تک ان سے جدا نہ ہوں۔ *

دولابی نے ”الکئی“ میں ابوسعید عبداللہ بن عبدالرحمن حمی کی سند سے زہری سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں عروہ کے پاس سے گزرا، وہ سقیفہ (ڈیوڑی) میں بیٹھے تھے۔ فرمایا: کیا کسی انوکھی بات کی رغبت ہے؟ امیہ بن اسکر جتوئی بوڑھاپے کی وجہ سے بہک گئے ان کے دونوں بیٹے سعد بن ابی وقاص کے ہمراہ ہجرت کر گئے تھے۔ تو انہوں نے اس بارے میں کہا: اس کے پاس دو مہاجر آئے۔ جنہوں نے اپنے والدین کی نافرمانی کر کے نقصان اٹھایا۔ تو نے اپنے باپ کو چھوڑا، شعر، اسی میں ہے: اسے میں بلاتا ہوں اور وہ مجھے گدی دکھا کے چل پڑتا ہے۔ کلاب نافرمان ہوا، اس نے درست کام نہیں کیا۔ زہیر نے موفقیات میں یہ قصہ لمبا ذکر کیا ہے۔ امیہ بن اسکر کا ذکر ”حرب الحجاز“ میں بھی ملتا ہے جسے ابن اسحاق نے ”سیرت کئی“ میں ذکر کیا ہے کہتے ہیں: ابن ابی اسامہ بن الضریب نے کہا:

نحن كننا الملوك من اهل نجد و حماة الدمار عند الدمار
وضربنا به كنانة ضربا حالفوا بعده سوام العشار
”ہم نجد والے بادشاہ تھے، جنگوں کے وقت شہروں کے محافظ۔ ہم نے کنانہ کو ایسی مار ماری کہ اس کے بعد انہوں نے دس ماہ کی گابھن اونٹنیوں کی قیمت پر قسمیں کھائیں۔“

تو امیہ بن اسکر نے اسے جواب دیا:

ابلغا حمة الضريبة آنا . قد قتلنا سراتكم في الفجار
وسقيناكم المنية صرفا و ذهبنا بالنهب والابكار

* اسد الغابۃ (۱/۱۳۶)

* معرفة الصحابة (۲/۳۳۹)

* اسد الغابۃ (۱/۱۳۶) الاستيعاب (۱/۱۹۶)

”ضربہ کے داغ کو یہ پیام پہنچا دو کہ ہم نے حرب الفجار میں تمہارے سردار قتل کیے ہیں۔ تمہیں خالص موت کا جام پلایا ہے اور ہم لوٹ کھسوٹ کر کے کنواریاں لے گئے۔“
محمد بن حبیب نے ابو عبیدہ سے نقل کر کے حرب الفجار میں ان کے دوسرے اشعار پڑھے ہیں جو انہوں نے وہب بن معتب ثقفی کے متعلق کہے ہیں:

المراء وهب وهب آل معتب ملّ الغواة و انت لمّا تملّ
يسمى توقدها بترك وقودها و اذا نهيتا صلح قومك تاتلى

”آدمی تو وہب ہے جس کا تعلق آل معتب سے ہے جب تو اکتایا تو بیکے ہوؤں کو بھی اکتا دیا۔ اس کے جلانے سے اس کی بھڑک اور بڑھتی ہے اور جب تیری قوم کی صلح ہونے لگتی ہے تو قسمیں کھانے لگتا ہے۔“
لیکن اس کے بارے میں امیہ بن حرمّان بن اسکر نے کہے ہیں۔

اسی طرح اسلم بن سہل نے تاریخ واسط میں ان کا قصہ نقل کیا ہے جو حبیب بن شیبہ بن عبد اللہ الاہتم حمی کی سند سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: ایک شخص کے بوڑھے ماں باپ تھے، پھر وہ قصہ ذکر کیا اس میں شعر ہے۔
مدائنی نے کہا: ابو عمر بن الحلاء سے روایت ہے کہ امیہ نے لمبی عمر پائی یہاں تک کہ وہ بھکی بھکی باتیں کرتے۔
ابو حاتم جعفیؒ نے کتاب المعمرین میں لکھا ہے کہ امیہ بن اسکر لمبا زمانہ زندہ رہے، وہ اپنے بیٹے کلاب کے اشتیاق میں کہتے ہیں:

اعاذل قد عدلت بغير علم وما يدريك ويحك ما ألقى
فأما كنت عادلتني فردى كلابا اذا توجه للعراق
ساستعدى على الفاروق رثا له رفع الحجاج الى بساق
ان الفاروق لم يردد كلابا الى شيخين هامهما زواقى

”اے عاذل! تو بے سوچے مجھ سے جدا ہو گئی، ترا کچھ نہ رہے تجھے کیا خبر مجھ پر کیا بیت رہی ہے۔ اگر تو مجھ سے جدا ہونا ہی چاہتی ہے تو کلاب مجھے واپس کر دے جب وہ عراق کا رخ کرے۔ میں فاروق اعظم کے خلاف ربت سے مدد طلب کروں گا۔ فاروق نے کلاب کو واپس نہیں کیا، ان دو بوڑھوں کی جانب جن کی کھوپڑیاں خضاب سے منقش ہیں۔“

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے اشعار کا پتہ چلا، حضرت سعد کو کلاب کی والہی کا خط لکھا، وہ جب آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیہ کے پاس پیام روانہ کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: آپ کی پسندیدہ چیز کیا ہے؟ انہوں نے کہا: اپنے بیٹے کلاب کو دیکھنا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا۔ جب اسے دیکھا تو اس سے لپٹ کر بہت زیادہ روئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے اور

کلاب سے فرمایا: جب تک مال باپ زندہ ہیں ان سے جدا نہ ہونا۔

میں کہتا ہوں: میں نے انہیں مختصر میں ذکر کرنے کے لئے اس لئے مؤخر نہیں کیا کہ شروع میں ہم ابو عمرو الشیبانی کی بات لکھ آئے ہیں۔ اور اس واسطے بھی کہ بقیہ اخبار میں کوئی نفی کی بات نہیں، وہ علی الاحتمال ہیں۔ خصوصاً ایک کنانی شخص سے جو قریش کا پڑوسی ہے اور کلاب کا ذکر کاف میں آئے گا۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ دوسرے بیٹے کا نام ”ابی بن امیہ“ ہے۔

۲۵۴ امیہ بن امیہ الذبیانی

خلیفہ بن خیاط نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۵۵ امیہ بن ثعلبہ

اشیری نے کہا ان کی دو حدیثیں، محمد بن احمد بن مفرج اندلسی کی جمع کردہ مسند میں قاسم بن اصغ کی حدیث سے مروی ہیں۔ ذہبی نے تجرید میں کہا: شاید یہ وہ ہیں جن کا وفد کی صورت میں آنا ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے یعنی جو ان کے بعد ہیں۔

۲۵۶ امیہ بن صفارہ

از بنی الصبیہ، ابن اسحاقؒ نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ وہ رفاعہ بن زید جذامی کے ہمراہ جذام کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۵۷ امیہ بن ابی عبیدہ

بن حمام بن حارث بن کمر بن زید بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم تمیمی حنظلی، بنی نوفل کے حلیف، یعلیٰ بن امیہ جنہیں یعلیٰ بن مثنیٰ کہا جاتا ہے، ان کے والد اور یعلیٰ مشہور صحابی ہیں۔

نسائی نے عمرو بن الحارث کی سند سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے کہ عمرو بن عبد الرحمن جو یعلیٰ بن امیہ کے بھتیجے ہیں نے انہیں بتایا کہ یعلیٰ بن امیہ نے کہا: فتح مکہ کے روز میں اپنے والد کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد سے ہجرت پر بیعت کر لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((لا هجرة بعد الفتح))

”فتح مکہ ہو چکنے کے بعد ہجرت (کی کوئی ضرورت) نہ رہی۔“

اسد الغابہ (ت ۲۲۸) تجرید اسماء الصحابة (۲۸/۱)

اسد الغابہ (ت ۲۳۱) تجرید (۲۹/۱)

السيرة النبوية (۱۹۸/۴)

اسد الغابہ (ت ۲۳۵) الاستيعاب (ت ۷۴) تجرید (۲۹/۱)

بخاری کتاب الجہاد والسير باب البيعة في الحرب ان لا يفروا (حدیث ۲۹۶۲) و باب لا هجرة بعد الفتح (حدیث ۳۰۷۸)

مسلم کتاب الامارة باب الميابة بعد فتح مكة (حدیث ۴۸۰۴) مسند احمد (حدیث ۲۲۶/۱)

مسند ترك للحاكم (حدیث ۲۵۷/۲)

اسے ابن ابی عاصم نے ابوریث سے بحوالہ فتح زہری سے نقل کیا ہے وہ عمرو بن عبد الرحمن بن یعلیٰ سے وہ اپنے والد سے وہ یعلیٰ سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔

ابن مندہ نے کہا: اسے عقیل نے بحوالہ زہری اسی مطلب میں نقل کیا ہے البتہ انہوں نے ”عمرو بن عبد اللہ“ کہا ہے۔
میں کہتا ہوں: نسائی نے اس روایت کو عقیل کی سند سے یوں نقل کیا ہے: ”عمرو بن عبد الرحمن“ اور ابن مندہ نے عبید اللہ بن ابی زیاد قذح سے بحوالہ داؤد بن سائبورہ مجاہد سے وہ یعلیٰ سے نقل کرتے ہیں۔ یہ تمام اسانید ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں۔

۲۵۸ امیہ بن عوف کنانی

ابو ثمامہ حرف جیم جنادہ میں آ رہا ہے۔

۲۵۹ امیہ بن نوزان

بن سالم بن مالک، بعض نے ثابت بن ہزال بن عمرو بن قریب بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن الخزرج انصاری خزرجی کہا ہے۔ ابن اسحاق، عروہ، اور موسیٰ بن عقبہ نے اہل بدر میں ذکر کیا ہے اور ابو نعیم نے سلمہ بن الفضل بحوالہ ابن اسحاق ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۲۶۰ امیہ بن مخشی خزاعی

ازدی بھی کہا جاتا ہے۔ نبی ﷺ کے ساتھ رہے، پھر بصرہ سکونت اختیار کر لی، وہیں ان کی باقی اولاد ہے، یہ ابن سعد کا قول ہے۔ بخاری اور ابن السکن نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ان کی ایک حدیث مروی ہے۔ ابوداؤد، نسائی، احمد اور حاکم نے جابر بن صبح کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھ سے شعی بن عبد الرحمن نے بیان کیا اور ان کی عادت تھی جب وہ کھانا کھاتے بسم اللہ پڑھتے اور جب آخری لقمہ کھانے لگتے تو کہتے، بسم اللہ اولہ وآخرہ۔ میں نے اس کے متعلق ان سے پوچھا، فرمایا: مجھ سے میرے دادا امیہ بن مخشی نے بیان فرمایا، اور وہ صحابی رسول اللہ ﷺ تھے۔ ایک شخص کھانا کھاتا تھا پھر اس کا قصہ بیان کیا۔
دارقطنی نے افراد میں کہا ہے: اس میں جابر بن صبح منفرد ہے۔ بخاری نے کہا: مجھے جہاں تک علم ہے امیہ نے صرف یہی حدیث روایت کی ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۲۳۸) تجرید (۲۹/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۳۹) الاستیعاب (ت ۷۷) تجرید (۲۹/۱)

التاریخ الکبیر (۶/۲)

ابوداؤد، کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام (حدیث ۳۷۶۸) مسند احمد (حدیث ۳۳۶/۴)

المستدرک للحاکم (حدیث ۱۰۸/۴) التاریخ الکبیر (حدیث ۷/۲) الطبقات الکبریٰ (حدیث ۷/۷)

باب الالف جس کے بعد نون ہے

(۲۶۱) انجشہ الاسود الحادی

حدی خوانی میں دلکش آواز کے مالک تھے۔ بلا ڈری نے کہا: وہ جیشی تھے، ابو ماریہ کنیت رکھتے تھے۔ ابو داؤد طیالسیؒ نے اپنی مسند میں حماد بن سلمہ، ثابت وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: انجشہ عورتوں کے حدی خواں اور براء بن مالک مردوں کے حدی خواں تھے۔ جب اونٹ چوڑے قدم ڈال کر تیز چلتے لگے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”انجشہ! اپنی چلائی کو آہستہ آہستہ لے چلو تم کا گچ لے جا رہے ہو۔“ اسے شیخینؒ نے حماد بن زید، ثابت، انس رضی اللہ عنہ کی سند سے مختصر ذکر کیا ہے اور حماد بن زید کی سند سے ایوب، ابو قلابہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے سلیمان بن طرحان جمہی کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے ایک حدی خواں تھے جنہیں انجشہ کہا جاتا تھا۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اپنی چلائی کو آہستہ کرو، انجشہ! تم کا گچ لے جا رہے ہو۔“

ابن مندہ نے کہا: یہ روایت سلمان سے مشہور ہے اور ابو قلابہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں تھے اور سیاہ قام نو جوان تھا جسے انجشہ کہا جاتا تھا، حدی پڑھتا۔ اور قتادہ کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک اچھی آواز والا حدی خواں تھا۔

اور نسائی نے زہیر کی سند سے بحوالہ سلیمان جمہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ہمراہ تھیں اور ایک شتر بان اونٹ چلا رہا تھا، پھر یہ قصہ ذکر کیا۔

اور وائلہ بن اسقع کی حدیث میں وارد ہے کہ انجشہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے ہجڑوں میں سے تھا۔ چنانچہ طبرانی نے ایک کمزور سند سے عنبسہ بن سعید وہ حماد مولیٰ بنی امیہ وہ جناح وہ وائلہ بن اسقع سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجڑوں پر لعنت کر کے فرمایا: ”انہیں اپنے گھروں سے نکال دو۔“ نبی ﷺ نے انجشہ کو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکال دیا۔

اسد الغابہ (ت ۲۴۰) الاستیعاب (ت ۱۵۱) تجرید (۲۹/۱)

مسند ابو داؤد طیالسی (حدیث ۲۰۴۸)

بخاری کتاب الادب باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما يكره منه (حدیث ۶۱۴۹)

مسلم کتاب الفضائل باب رجة النبي ﷺ للنساء و امر السواق (حدیث ۵۹۹۰)

بخاری کتاب النکاح باب ما ينهى من دخول المتشبهين بالنساء على المرأة (حدیث ۵۲۳۵)

مسلم کتاب السلام باب منع المخنث من الدخول على النساء الاجانب (حدیث ۵۶۴۵)

ابوداؤد کتاب الادب باب في الحكم في المخنثين (حدیث ۴۹۲۹)

ترمذی کتاب الادب باب ما جاء في المتشبهات بالرجال من النساء (حدیث ۲۷۸۴)

ابن ماجہ کتاب النکاح باب في المخنثين (حدیث ۱۹۰۴) المعجم الكبير (حدیث ۲۰۵/۲۲)

۲۶۲ انس بن ارقم

بن زید یا زید بن قیس بن نعمان بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن اسحاق نے احد کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدان نے کہا: ان کی کوئی (روایت کردہ) حدیث ذکر نہیں کی جاتی۔ البتہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی گواہی دی ہے۔

۲۶۳ انس بن ابی انس

انہیں ابوسلیط، ابن عمرو بدری بھی کہا جاتا ہے۔ اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، ان کا ذکر آ رہا ہے۔

۲۶۴ انس بن اوس

بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث انصاری موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے خندق کے دن شہید ہونے والوں میں ذکر کیا ہے۔ خالد بن ولید نے انہیں تیر مار کر قتل کیا یوں ان کی شہادت ہوئی۔ وہ احد میں شریک تھے جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے۔ ابن اسحاق نے کہا: خندق کے روز سوائے چھ مسلمانوں کے کوئی مسلمان شہید نہیں ہوا، ان میں سے انس بن اوس بن عتیک بھی ہیں۔

۲۶۵ انس بن اوس انصاری

ازبنی عبدالاشہل موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے خلافت فاروقی میں جسر ابی عبیدہ کے روز شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابونعیم جو ان سے پہلے ہیں اس کے بعد ذکر کیا جو ٹھیک ہے اور ابن فحون نے سمجھا کہ یہ پہلے والی شخصیت ہے، جو ٹھیک نہیں۔

۲۶۶ انس بن الحارث

بن نبیہ، ابن السکن کہتے ہیں: ان کی حدیث میں نظر ہے، اور ابن مندہ نے کہا: ان کا شمار اہل کوفہ میں ہوتا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: انس بن الحارث حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ شہید ہوئے۔ نبی ﷺ سے سنا ہے یہ محمد کا قول ہے جو انہوں نے سعید بن عبدالملک حرانی کے واسطے سے عطاء بن محمد سے، ان سے اشعث بن حزم نے اپنے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں نے حضرت انس بن حارث رضی اللہ عنہ سے سنا، اے بغوی، ابن السکن وغیرہ نے اس سلسلہ سے نقل کیا ہے۔ اس کا متن یوں ہے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میرا یہ بیٹا — یعنی حسن رضی اللہ عنہ — کربلا نامی زمین میں قتل کیا جائے گا تو جو کوئی تم

اسد الغابۃ (ت ۱۶۹/۱)

المعجم الکبیر (حدیث ۲۶۵/۱)

المعجم الکبیر (حدیث ۲۶۵/۱)

التاریخ الکبیر (۳۰/۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۴)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۵) الاستیعاب (ت ۸۳)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۶) الاستیعاب (ت ۸۸) تجرید (۳۰/۱)

الاصحاب في الحديث الصحيح (جلد ۱) ۱۶۶

میں سے وہاں موجود ہواس کی مدد کرے۔“ راوی کا بیان ہے کہ حضرت انس بن حارث کربلا کی طرف نکل گئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: لوگ سعید کے بارے کلام کرتے ہیں، جو اس روایت کا راوی ہے۔ بغوی کہتے ہیں مجھے ان کے علاوہ کوئی اور اسے روایت کرتا معلوم نہیں۔ ابن السکن نے کہا: یہ روایت صرف اسی سلسلہ سے مروی ہے اور انس بن حارث رضی اللہ عنہ کی اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد حارث بن نبیہ کا ذکر ان کے مقام پر آ رہا ہے۔ ذہبی کی ”تجریہ“ میں لکھا ہے وہ صحابی نہیں ہیں ان کی حدیث مرسل ہے اور مزنی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ان (مزنی) کا وہم ہے۔ جو کچھ ہم نے پہلے ذکر کر دیا ہے جبکہ انہوں نے خود کہا ہے: میں نے سنا، ادھر بغوی ابن السکن، ابن شاپین، دعویٰ، ابن زہر، باوردی، ابن مندہ اور ابونعیم وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۳۶۷ انس بن زنیم الکفانی

ان کا پورا نسب ان کے بھتیجے اسید بن ابی اناس بن زنیم کے حالات میں گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی چالیس سواروں کے ہمراہ قریش کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کرنے نکلے۔ یہ شعر پڑھے:

لاہم انی ناشد محمدا عہدا بینا و ابیہ الا تلدا

”اے اللہ! میں محمد ﷺ کی مدد کرنے والا ہوں، اپنے والد اور ان کے والد جو ہمارے ہاں پیدا ہوئے کے زمانے یاد دلاتا ہوں۔“

پھر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! انس بن زنیم نے آپ کی بجوئی ہے تو آپ ﷺ نے اس کے خون کو مباح کر دیا۔ جب اسے پتہ چلا تو معذرت کرنے حاضر خدمت ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے ایسے اشعار پیش کیے جن میں آپ ﷺ کی مدح سرائی کی۔ اور نوفل بن معاویہ دہلی نے اس کے بارے گفتگو کی تو آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔ اسی طرح یہ قصہ واقدی اور طبری نے انس بن زنیم کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔

اور ابن شاپین نے حرام بن ہشام بن خالد کعمی کی اپنے والد سے ایک منقطع سند نقل کی ہے فرمایا: جب خزاعہ کا وفد نبی ﷺ سے مدد طلب کرنے آیا، پھر تقریباً اس سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا۔ اس میں ہے: جب فتح مکہ کا دن ہوا تو انس بن زنیم اسلام لے آئے۔ وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں:

تعلّم رسول اللہ انک مدرکی و انّ وعیدا منک کالاحد بالید

کنز العمال (حدیث ۳۴۲۵۲، ۳۴۲۱۴) تہذیب تاریخ دمشق (۳۲۸/۸، ۳۴۱) البدایہ والنہایہ (۱۹۹/۸)

جمع الجوامع (حدیث ۶۰۶۳، ۶۰۶۴) جامع المسانید والسنن (۳۹۹/۱)

التاریخ الكبير (۳۰/۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۹) تجرید (۳۰/۱)

”اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے پکڑ لیں گے کیونکہ آپ کی وعید ہاتھ سے پکڑنے کی طرح ہے۔“

اسے ابن سعد نے محمد بن عمر سے، وہ فرماتے ہیں: مجھے ہشام بن خالد نے اپنے والد کے حوالہ سے ایسا ہی بتایا ہے، اس میں ہے: پھر نوفل نے کہا: معاف کرنے کے آپ زیادہ لائق ہیں۔ ہم میں سے کسی نے آپ کو نہیں ستایا اور آپ سے دشمنی نہیں کی۔ اور ہمیں جاہلیت میں کچھ پتہ نہ تھا کہ ہم کیا اختیار کر رہے اور کیا چھوڑ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کے ذریعہ ہدایت دی اور ہلاکت سے نکالا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اسے بھی معاف کر دیا۔“ وہ کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔

وہ اپنے پہلے قصیدہ میں کہتے ہیں:

فما حملت من ناقة فوق رحلها
ابن و اولى ذمة من محمد
”کسی اونٹنی نے اپنے کجاوے پر محمد (ﷺ) سے بڑھ کر کوئی باوفا اور نیک شخص سوار نہیں کیا۔“

انہی اشعار میں وہ کہتے ہیں:

① و نبی رسول اللہ ان قد هجوتہ	فلا رفعت سوطی الی اذ ایدی
② فانی لا عرضا خرفت ولا دما	هرقت فذكر عالم الحق واقصد
③ سوی اننی قد قلت یا ویح فنیة	اصیبوا بنحس يوم طلق واسعد
④ اصابهم من لم یکن لدمانهم	کفینا فعمزت غیرتی و تلذدی
⑤ ذویبا و کلثوما و سلما و ساعدا	جمیعا فاللا تدمع العین تکمد
⑥ علی ان سلما لیس فیہا کمثلہ	و اخوتہ و هل ملوک کاعبد

① رسول اللہ (ﷺ) کو یہ اطلاع ملی ہے کہ میں نے ان کی ہجو کی ہے اگر ایسا ہوا ہو تو میرے ہاتھ شل ہو جائیں کہ کبھی میں اپنا گوز اندھا سکوں۔ ② میں نے نہ تو کسی کی عزت پر حملہ کیا ہے اور نہ کوئی خون بہایا ہے، سو حق کا علم رکھنے والے کو نصیحت کر اور میانہ روی اختیار کر۔ ③ البتہ میں نے یہ کہا ہے: ان نو جوانوں کا ناس ہو جنہیں بشارت کے دن نحوست پہنچی اور میں سعادت مند رہا۔ ④ اس شخص نے ان کے خون بہائے جو ان کے خون کا مماش نہ تھا۔ تو میری غیرت اور حیرانگی نے ⑤ ذویب، کلثوم، سلم اور ساعد سب قبائل کو جوش دلایا۔ ورنہ آنکھ اشکبار ہوتی اور اس کی گلوں کی جاتی۔ ⑥ سلم پر (آنسو بہاتی) جس میں اس کی اور اس کے بھائیوں کی طرح کوئی نہیں، اور کیا بادشاہ غلاموں جیسے ہوا کرتے ہیں۔“

انہی اشعار میں کہتے ہیں:

فما حملت من ناقة فوق رحلها
اعف و اوفی ذمة من محمد

”کسی اونٹنی پر محمد سے بڑھ کر پاکدامن اور باوقاف شخص سوار نہیں ہوا۔“

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں کہا ہے: یہ وہ سچا شعر ہے جو عرب نے کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: انس بن زہیم کے عید اللہ بن زیاد امیر عراق کے ساتھ پیش آمدہ کئی حالات و واقعات ہیں جنہیں ابوالفرج الاصبہانیؒ نے حارثہ بن بدر غدانی کے حالات میں نقل کیا ہے۔ ان میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ عید اللہ بن زیاد شعراء کو ایک دوسرے کے خلاف چڑاتا تھا۔ اس نے حارثہ کو انس بن زہیم کی جو کمرے کا حکم دیا تو اس نے ان کے متعلق چند اشعار کہے جس میں سے ایک یہ ہے:

و خبوت عن انس انه قليل الامانة خو انھا
”مجھے انس بن زہیم کے متعلق بتایا گیا ہے کہ کم امانت دار اور زیادہ خیانت گر ہے۔“
تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے ان اشعار میں جواب دیا جن کا مطلع یہ ہے:

انتني رسالة مستنكر فكان جوابي غفرانها
”میرے پاس ایک ناواقف کا خط آیا، جسے میرا جواب اسے معاف کرنا ہی ہے۔“

مرزبانی نے ولید بن ہشام جعدی کے سلسلہ سے ذکر کیا ہے، عبد اللہ بن عامر نے انس بن ابی اناس سے کسی چیز کا وعدہ کیا۔ جبکہ وہ انہیں اس کا عادی بنا چکا تھا۔ جب کچھ تاخیر ہو گئی تو انہوں نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر یہ اشعار کہے:

① ليت شعري عن خليلي ما الذي غاله في الود حتى ودّعه
② لا يكن منك برقا خلّبا ان خير البرق ما الغيث معه
③ لا تهني بعد اذا كرمتنى فشديد عادة مستنزه

”① کاش مجھے دوست کے متعلق معلوم ہو جائے کہ محبت میں اسے کسی چیز نے دھوکا دیا کہ بالآخر وہ اسے خیر باد کہہ بیٹھا ہے۔ ② تیرا بادل دھوکا دینے والی بجلی نہ بنے بہترین بجلی وہ ہوتی ہے جس کے ساتھ بارش بھی ہو۔ ③ مجھے اعزاز و اکرام کے بعد رسوا نہ کرنا، کسی عادت کو روکنا بے حد دشوار ہوتا ہے۔“

میں کہتا ہوں: یہ اسید بن اناس کے بھائی ہیں چچا نہیں، شاید ان کے نام پر ان کا نام رکھا گیا ہے جبکہ انس بن زہیم ساریہ بن زہیم کے بھائی ہیں۔ ساریہ کا تذکرہ اپنی جگہ آئے گا۔

انس بن صرمہ ۲۶۸

انس بن صرمہ کا تذکرہ صرمہ بن انس میں آئے گا۔

۲۶۹ انس بن ضُبَيْع

بن عامر بن نجد بن شمس بن حارثہ انصاری حارثی، وہ عبید السہام بن سلیم بن ضُبَع کے چچا ہیں۔ ابو عمر نے کہا: وہ اُحد میں شریک تھے۔ اسی طرح اسے ابوسوی نے بحوالہ ابن شاپین ذکر کیا ہے۔

۲۷۰ انس بن ظہیر

ابو حاتم اور عسکری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اُحد میں شریک رہے۔ بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن منذر نے ان سے محمد بن ظہر نے ان سے حسین بن ثابت بن انس بن ظہیر نے اپنی بہن سعدی بنت ثابت بن انس ظہیر کے حوالہ سے وہ اپنے والد سے اپنے دادا کی روایت نقل کرتی ہیں۔ فرمایا: اُحد کے دن رافع بن خدیج حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں (چھوٹا) کم عمر جان کر واپس کرنا چاہا تو ان کے چچا ظہیر بولے: یا رسول اللہ ﷺ! میرا بھتیجا ایک تیر انداز مرد ہے، تو نبی ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔

ابن اسکن نے بخاری کے سلسلہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: ابراہیم بن منذر نے ہم سے بیان کیا اور ابن مندہ نے علی بن عباس مصری سے بحوالہ جعفر بن سلیمان ابراہیم بن منذر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں انہوں نے کہا: تو میرے چچا ”رافع بن ظہیر بن رافع“ نے کہا۔

طبرانی نے اسید بن ظہیر کے حالات میں کہا ہے: ہم سے محمد بن عبد اللہ عدنی، ان سے عثمان بن یعقوب عثمانی، ان سے محمد بن ظہر، ان سے بشیر بن ثابت، ان سے ان کی بہن سعدی بنت ثابت اپنے والد سے اپنے دادا اسید بن ظہیر کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں، اسی طرح ان کے ہاں لکھا ہے جو کئی جگہ غلط ہے۔ اسی سے ابو نعیم کو دھوکا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ ابن مندہ نے لفظی غلطی کی ہے اور اسید بن ظہیر کو انس بن ظہیر لکھ دیا ہے۔ جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ابن مندہ ہی ٹھیک ہیں۔ صرف ان کا یہ قول (غلط ہے): ”رافع بن ظہیر“ درست ”ظہیر بن رافع“ ہے۔ واللہ اعلم

۲۷۱ انس بن عباس

بن انس بن عامر بن حمی بن رطل بن مالک بن عوف امری القیس بن بھہ بن سلیم سلمیٰ فحمر علی۔ ابن سعد نے بحوالہ ابو معشر وہ اپنے شیوخ سے نقل کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس بنی سلیم میں سے سات سو لوگ آئے ان میں عباس بن مرداس، انس بن عباس بن رطل اور راشد بن عبد ربہ تھے۔ سب لوگ مسلمان ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا ذکر بھی آ رہا ہے، یہ جو ”عباس بن رطل“ کہا تو انہیں ان کے دادا کے طرف نسبت کر کے ایسا کہا۔ ابن کلبی نے ذکر کیا: یہ انس مردار تھے پھر قبیلہ نضیم نے انہیں قتل کر دیا۔ ان کے بیٹے رزین بن انس بن عباس کا تذکرہ

الاستیعاب (۲۰۱/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۵۱) الاستیعاب (۸۷)

الجرح والتعديل (۲۸۷/۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۵۲) الاستیعاب (ت ۸۶) تجرید (۳۰/۱)

جامع المسانید والسنن (۴۰۱/۱)

التاریخ الکبیر (۲۸/۲)

حرف را میں آتا ہے۔ پھر اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ تینوں سلسلہ دار صحابہ ہیں، رزین بن انس بن عباس۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ اس لشکر عراق کے درمیانی دستے کے امیر تھے جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے دمشق کی فتح کے بعد اس کی طرف پلٹا۔ وہ قادیسیہ میں شریک رہے۔

ابن عساکر نے یرموک کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن قتیون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ان کے والد عباس کے حالات میں ان کا (ضمناً) ذکر ہوگا۔

۲۷۲ انس بن عبیدہ

بن جابر بن وہب بن ضباب بن جحیر بن عبد بن معیض بن عامر قرشی عامری۔ زبیر نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ ان کا بیٹا عبد اللہ جنگ جمل میں شہید ہوا۔

۲۷۳ انس بن فضالہ

بن عدی بن حرام بن الجهم بن ظفر الانصاری الظفری۔ ابو حاتم نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ اور ان کے والد نبی ﷺ کی معیت میں رہے اور آپ خود نبی ظفر میں ان سے ملنے ان کے پاس تشریف لے گئے۔ یعقوب بن محمد زہری، سفیان بن حمزہ سے بحوالہ عمرو بن ابی فروہ اپنے گھرانے کی منیخت سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: انس بن فضالہ أحد میں شہید ہوئے تو ان کے بیٹے محمد بن انس نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں کھجور کا ایک درخت عطا کیا جو نہ بیجا جائے اور نہ ہبہ کیا جائے۔ واقعہ نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ کو قریش کے قریب پہنچنے کی خبر ملی کہ وہ أحد کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ ﷺ نے انہیں اور ان کے بھائی مؤنس کو روانہ فرمایا۔ یہ دونوں انہیں سامنے سے ملے اور ان میں شامل ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر آپ ﷺ کو ان کی تعداد اور پڑاؤ کی خبر دی اور جنگ أحد میں دونوں نے شرکت کی۔

۲۷۴ انس بن قتادہ بن ربیعہ انصاری انہیں میں ذکر آ رہا ہے۔

۲۷۵ انس بن قتادہ الباہلی ان کا بھی انہیں میں ذکر آئے گا۔

۲۷۶ انس بن قیس بن المنتفق العقیلی

بنی عقیل کے وفد میں آئے بیعت کی اور اسلام لائے۔ یہ ابن سید نے نقل کیا ہے جسے میں نے ویسے ہی اپنے شیخ ابو حفص بلقینی کے قلم سے تجرید کے حاشیہ سے نقل کر لیا ہے۔ لیکن بعد میں مجھے ابن سعد کی کتاب میں یہ جگہ نہ ملی پھر ایک دفعہ ورق گردانی میں مراجعت کے دوران مل گئی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ مطرف بن عبد اللہ بن الاعلم کے حالات میں ان کا قصہ آ رہا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۲۵۶) الاستیعاب (ت ۹۰) تجرید (۳۰/۱)

الاستیعاب (۲۰۷/۱) اسد الغابۃ (۱۴۷/۱) الاکمال لابن ماکولا (۲۷۷/۲)

۲۷۷ انس بن مالک

بن نصر بن ضمیم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار ابو حمزہ انصاری خزرجی۔ رسول اللہ ﷺ کے خادم اور ان لوگوں میں سے ایک جن کی روایات بکثرت ہیں۔ یہ روایت ان سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی۔ اور آپ ﷺ کی تشریف آوری پر ان کی والدہ ام سلیم انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عرض کیا یہ انس کا لڑکا آپ کی خدمت کرے گا، تو آپ ﷺ نے انہیں قبول کر لیا۔ اور ان کی کنیت ابو حمزہ رکھی۔ جو ایک ہزنی کی وجہ سے ہے جو وہ لاتے تھے اور آپ نے ان سے مزاج بھی کیا فرماتے: ”ارے دوکانوں والے!“

محمد بن عبد اللہ انصاری نے کہا: انس رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بدر کی جانب نکلے وہ آپ ﷺ کے خدمتگار لڑکے تھے۔ مجھے میرے والد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام سے سن کر خبر دی، انہوں نے حضرت انس سے پوچھا: کیا آپ بدر میں شریک تھے؟ آپ نے فرمایا: تیری ماں نہ رہے، بدر سے میں نے کہاں غائب ہونا تھا؟

میں کہتا ہوں: اہل سیر نے انہیں بدر میں اس لیے ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ جہاد کرنے والوں کی عمر سے کم تھے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: محمود بن غیلان نے ہمیں، انہیں ابوداؤد نے ابی غلدہ کے حوالہ سے بیان کیا، فرماتے ہیں: میں نے ابو العالیہ سے کہا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سماع (حدیث) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: انہوں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی اور آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی۔ ان کا باغ تھا جس پر سال میں دو بار پھل لگتا تھا اس میں ریحان کا پودا تھا جس سے مشک کی سی خوشبو آتی تھی۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مدینہ میں قیام کر لیا پھر فتوحات میں شریک رہے پھر بصرہ مستقل قیام کر لیا وہیں ان کی وفات ہوئی۔ علی بن المدینی نے کہا کہ بصرہ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سب سے آخر میں انس رضی اللہ عنہ فوت ہوئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: ہم سے موسیٰ نے اسحاق بن عثمان کے حوالہ سے نقل کیا، فرمایا: میں نے موسیٰ بن انس سے پوچھا: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کتنے غزوے کیے؟ فرمایا: آٹھ غزوات۔ ابن اسکن نے صفوان بن ہمیرہ کے سلسلہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: مجھے ثابت بنانی نے کہا کہ مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک (بال) ہیں، انہیں میری زبان کے نیچے رکھیں۔ چنانچہ وفات کے بعد وہ بال ان کی زبان کے نیچے رکھے گئے اور اسی حالت میں انہیں دفن کیا گیا۔

معتز اپنے والد کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا، فرماتے: جنہوں نے دونوں قلوب کی جانب نمازیں پڑھیں ان میں سے میرے علاوہ کوئی زندہ نہ رہا۔ جریر بن حازم کہتے ہیں: میں نے شعیب بن حجاب سے کہا:

اسد الغابۃ (ت ۲۵۸)

ابوداؤد باب ما جاء فی المزاج (۵۰/۲) ترمذی ما جاء فی المزاج (۱۹۹۲) مسند احمد (۱۱۷/۳) المعجم الكبير (۲۴۰/۱)

السنن الكبير (۲۴۸/۱۰) کنز العمال (۳۶۸۳۶)

ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب انس بن مالک (۳۸۳۳)

التاریخ الكبير (۳۹۸/۱)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (۱۷۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (۱۷۰) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ (۱۷۰)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا انتقال کب ہوا؟ انہوں نے کہا ۹۰ھ میں۔ اسے ابن شاپین نے روایت کیا ہے۔ اور سعید بن عفیر، یثیم بن عدی اور معتمر بن سلیمان کہتے ہیں: ۹۱ھ میں فوت ہوئے۔

ابن شاپین * نے کہا: ہم سے عثمان بن احمد نے ان سے جنبل نے ان سے احمد بن جنبل نے ان سے معتمر بن سلیمان حمید سے اسی مفہوم کو نقل کیا ہے۔ البتہ کچھ اضافہ کیا ہے: کہ ان کی عمر ننانوے (۹۹) سال تھی۔ اور ابن سعد * نے واقدی سے بحوالہ عبد اللہ بن زید ہذلی نقل کیا ہے کہ وہ ۹۲ھ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور ابو نعیم کوئی نے کہا ہے: ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔ اسی میں مدائنی اور خلیفہ نے ان کی یہی تاریخ بیان کی اور یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی عمر ۱۰۳ سال تھی۔

ابن شاپین نے یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۱ سال کی عمر میں ہوئی۔ بعض نے ۱۰۷ سال کہی ہے۔ اس روایت کو بغوی نے عمر بن شہر سے محمد بن عبد اللہ انصاری کے حوالہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ طبرانی نے کہا: ہم سے جعفر فریابی نے ان سے ابراہیم بن عثمان مہمسی نے ان سے مہملد بن الحسین نے ان سے ہشام بن حسان نے ان سے حصہ نے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتی ہیں، آپ نے فرمایا: ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انس رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ آپ ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ”اے اللہ! اسے مال و اولاد و کثرت دے کر ان میں برکت عطا فرما۔“ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”میں نے اپنے ایک پوتے کے سوا اپنی صلیبی اولاد میں سے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذن کیے اور میری زمین میں دو دفع پھل لگتا تھا۔“

جعفر بن سلیمان، ثابت سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: جب میں لڑکا تھا تو میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں، آپ ﷺ سے کہنے لگیں یا رسول اللہ! یہ انس ہے اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ تو نبی ﷺ نے یہ الفاظ ارشاد فرمائے: ”اے اللہ! اس کے مال و اولاد کو بڑھا اور اسے جنت میں داخل فرما۔“ * آپ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: میں نے دو کا مشاہدہ کر لیا تیسری کی امید ہے۔

اسی طرح جعفر، ثابت سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں ان کا منتظم آ کر کہنے لگا: ابو حمزہ! ہماری زمین پیاس سے خشک ہو گئی۔ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ اٹھے، وضو کر کے جنگل کی طرف نکل گئے۔ وہاں دو گانہ ادا کر کے دعا کی۔ میں نے دیکھا آسمان پر بادل جڑنے لگے پھر اتنی بارش ہوئی کہ ہر چیز بھر گئی۔ جب بارش تھمی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے گھرانے کے کسی فرد سے فرمایا: دیکھنا بارش کہاں ہوئی ہے۔ اس نے جا کر دیکھا تو ان کی زمین سے قدرے باہر بارش ہوئی جبکہ گرمیوں کا موسم تھا۔

علی بن حجر، شعبہ سے وہ ثابت سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ام سلیم کے بیٹے یعنی انس *

* الفیات (۷۲)

* الطبقات الکبریٰ (۱۳/۷)

* مسلم کتاب المساجد باب جواز الجماعة فی النافلة والصلاة علی الحصر (حدیث ۱۴۹۹)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب لانس بن مالک (حدیث ۳۸۲۹) التاریخ الکبیر (۱۲۷/۸) دلائل النبوة (۱۹۴/۶)

* ابن ماجہ کتاب اقامة الصلوة باب القراءة فی الظهر والعصر (حدیث ۸۲۷)

سے بڑھ کر میں نے کسی کی نماز رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ نہیں دیکھی۔ طبرانی * نے اوسط میں عبید بن عمرو الاسدی کے سلسلہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں اشارہ کیا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں: ہمیں معلوم نہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت نقل کی ہو۔ محمد بن عبد اللہ انصاری نے فرمایا: ہم سے ابن عون نے بحوالہ موسیٰ بن انس بیان کیا کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو سعایہ (صدقات کی وصولیابی) کے لئے بحرین بھیجا چاہا، اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آگئے، ان سے مشورہ کیا، وہ فرمانے لگے: انہی کو بھیجیں کیونکہ یہ عقلمند کاتب ہیں۔ فرماتے ہیں: چنانچہ آپ نے انہیں روانہ کر دیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں۔

۲۷۸) انس بن مالک الکعبی * القشیری

ابو امیہ بعض نے ابو امیہ اور بعض نے ابو امیہ بھی کہا ہے۔ بصرہ میں ٹھہرے اور نبی ﷺ سے، مسافر * سے روزہ ساقط ہونے کی حدیث روایت کی ہے۔ ان کا آپ کے ساتھ اس بارے میں قصہ بھی ہے۔ اسے اصحاب السنن، امام احمد نے نقل کیا اور ترمذی وغیرہ محدثین نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن ماجہ سے اس بارے میں یوں آیا ہے کہ انس بن مالک بن عبد اللہ اشہل کے ایک شخص تھے جو غلط ہے۔ اور ابو داؤد کی انس بن مالک کی روایت ہے جو نبی عبد اللہ بن کعب کے فرد اور یہ لوگ قشیر کے بھائی ہیں۔ یہی درست ہے۔ بخاری نے ان کے حالات میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ اسی بنا پر وہ کبھی ہوئے نہ کہ قشیری۔ کیونکہ قشیر، کعب کے بیٹے تھے۔ کعب کا ایک اور بیٹا ہے جس کا نام عبد اللہ ہے جو قشیر کے بھائیوں میں سے ہے خود قشیر نہیں۔ ان کے متعلق ابن عبد البر کا قول ”قشیری“ کا رشاطی نے تعقب کیا ہے۔ کہا جاتا ہے: کبھی اور کعب قشیر کے بھائی ہیں، قشیر (کی اولاد) سے نہیں۔ اس واسطے کہ کعب قشیر کے والد ہیں نہ کہ اس کے بھائی۔ واللہ اعلم

بخاری اور ابن شاہین کی روایت میں عصام بن یحییٰ کی سند سے ابو قلابہ سے بحوالہ عبد اللہ بن زیاد، ابو امیہ بن جعدہ کے بھائی سے مروی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۲۷۹) انس بن مخاشن

ان کی قمی بن مظلہ کی سند میں دو حدیثیں ہیں، تجرید کے مصنف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۸۰) انس بن مُدَرِك *

بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن العتیک بن جابر بن عامر بن تیم اللہ بن مبشر بن اکلب (لام کی پیش سے) قحقی پھر

* المعجم الکبیر (حدیث ۴۸۱۱)

* اسد الغایۃ (ت ۲۵۷) الاستیعاب (ت ۸۵)

* ابو داؤد کتاب الصیام باب اختیار الفطر (حدیث ۲۴۰۸) ترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی الرخصة فی الافطار (حدیث ۵۱۷)

مسند احمد (حدیث ۲۹/۵)

* اسد الغایۃ (ت ۲۵۹)

الذکر فی منتخب الصحاح (جلد ۱)

۱۷۴

اکلی، ابوسفیان کنیت رکھتے تھے۔ ابن شاپہن نے ان کا صحابہ جنیۃ میں ذکر کیا ہے۔ محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید بحوالہ ان کے رجال سے منقول ہے، پھر ان کا نسب ذکر کیا۔ پھر فرمایا: مجھے ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

ابن کلی نے ان کا ذکر اور نسب بیان کرنے کے بعد کہا: وہ شاعر اور سردار تھے اپنی عادت کے مطابق انہوں نے یہ نہیں کہا کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ ان جیسے دوسرے لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں۔ ابن جندب، ابن حزم اور ابوعبیدہ نے بھی ان (ابن کلی) کی پیروی کی ہے۔

ابن فتحون نے ذیل میں طبری کے حوالہ سے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ شاعر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ابو حاتم بختانی نے کتاب المعمرین میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ وہ زمانہ جاہلیت میں خثعم کے سردار اور اس کے شہسوار تھے۔ اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے۔ اور ایک سو چون (۱۵۴) سال زندہ رہے۔ جب وہ اس عمر کو پہنچے تو یہ اشعار کہے:

- ① اذا ما امرؤ عاش الهنيدة سالما و خمسين عاما بعد ذاك و اربعا
- ② تبدل مر العيش من بعد حلوه و اوشك ان يبلى و ان يتسععا
- ③ رهينة فعر البيت ليس يريمه لقي ثاوبا لا يبرح المهدي مضجعا
- ④ يخبر عن مات حتى كانما رأى الصعب ذا القرنين او تبعا

”① آدمی جب سو سال سے زائد پچاس اوپر چار سال سلامتی سے زندہ رہ لے۔ ② زندگی کی خوشحالی کے بعد اس کی بد حالی سے بدل دیتی ہے اور غمگین وہ بوڑھا ہو کر پھسڑی ہو جائے گا۔ ③ ہمیشہ گھر میں پڑے رہنا، اگرچہ وہ ٹھہری ملاقات کا قصد نہیں کرتا پھر بھی ہمیشہ ہنگھوڑا بستر بنا رہتا ہے۔ ④ اس عمر میں پہنچ کر وہ مرنے والے لوگوں کی باتیں سنا رہا ہے ایسا لگتا ہے اس نے سخت ذوالقرنین یا تبع کو دیکھا ہے۔“

ان (ابن فتحون) کے علاوہ لوگوں نے کہا ہے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی سے شادی کی جس سے عبدالرحمن، عبداللہ المہاجر پیدا ہوئے۔ مرزبانی نے کہا: وہ جاہلیت میں خثعم قبیلہ کے شہسوار تھے اسلام لانے کے بعد کوفہ مقیم ہو گئے۔ انہی نے یہ اشعار کہے ہیں:

اغشى الحروب و سر بالی مضاعفة تغشى البنان و سيفی صارم ذکر

”میں جنگوں پر چھا جاتا ہوں، میرا کرتہ دوہرا ہے جس نے انگلیوں کو ڈھانپ رکھا ہے اور میری تلوار تیز کاٹنے والی ذکر کی طرح ہے۔“

جاہلیت کے ان کے بہت سے قصے ہیں ان میں سے ایک وہ جو ابوعبیدہ دیاج میں منہج بن نھان نے نقل کیا ہے، کہتے ہیں: سلیک بن سلک جو مشہور شاعر تھا وہ عبد ملک بن مؤلیک خثعمی کو حیرہ پر اپنی غنیمت کا خرچ دیتا تھا۔ وہ اپنے غزوے سے واپس جا رہا تھا، رستے میں خثعم کے گھر سے گزر رہا تھا جس کے گھر کے لوگ باہر پانی لینے گئے ہوئے تھے۔ اس گھر میں ایک رعنا لڑکی تھی اس سے پوچھا: قبیلہ کہاں ہے؟ اس نے کہا: پانی لینے گئے ہیں۔ موقع پا کر اس نے اس سے ہمسٹری کی جب فارغ ہو کر اٹھا تو یہ جلدی سے گھاٹ پر گئی، قوم کو ساری بات بتائی۔ انس بن مدرک خثعمی نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور سلیک کو پا کر قتل کر دیا۔ عبد ملک (کو اطلاع ملی تو تیغ

ہو کر) کہنے لگا: میں اس کے قاتل کو قتل کروں گا یا اس کی دیت وصول کروں گا۔ انس نے اس سے کہا: اس کے بد معاشی کی وجہ سے میں بھی اس کی دیت نہیں دوں گا۔

ابو الفرج اسبہانی نے ان کا درید بن صمد کے ساتھ جاہلیت کا طویل قصہ بھی ذکر کیا ہے اور زبیر بن بکّار نے نسب میں ذکر کیا ہے۔ عبداللہ بن حارث وداعی ہر سال مکہ آتا، تو انس بن مدرک جیفعمی اس پر حملہ کر کے اس کا سب کچھ چھین لیتے۔ اسی کے متعلق وہ شعر میں کہتے ہیں: میری اونٹنی اس لیے نہیں چلائی گئی کہ سبک کے سامنے اسے کوئی دربان روکے۔ قیولہ کے بعد انس نے نافرمانی و سرکشی سے کام لیا اور جب وہ جنگ دست ہوا تو ہمیں بیت اللہ سے روک دیا۔

۲۸۱) انس بن ابی مرثد غنوی

ابو مرثد کا نام کناز بن الحصین ہے، ان کا پورا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا۔ ان کی کنیت ابو زید تھی۔ ابن مندہ نے کہا: ان کے اور ان کے والد کے درمیان بیس سال کی عمر کا فرق تھا۔ ابو داؤد، نسائی، بغوی، طبرانی اور ابن مندہ نے ابو توبہ کی سند سے معاویہ بن سلام کے حوالہ سے زید بن سلام سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ابو سلام کو فرماتے سنا: ہم سے سلویٰ یعنی ابو کبشہ نے بیان کیا ان سے کھل ابن الحظلیہ نے بیان کیا کہ حمین کے روز یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، چلتے چلتے دن ڈھل گیا، ظہر کا وقت ہوا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات ہمارا پہرہ کون دے گا؟ تو انس بن ابی مرثد غنوی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ خدمت میں انجام دوں گا۔ حدیث کے آخر میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: کیا پوری رات تم سواری سے اترے تھے؟ انہوں نے عرض کیا صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لیے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نے اپنے لیے جنت واجب کر لی اب تم عمل نہ بھی کرو تو کافی ہے۔“ اس کی سند صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔

ابن حبان اور ابن عبد البر نے ذکر کیا ہے کہ ان کا نام انیس تھا، بغوی نے انس بن ابی مرثد اور انیس بن ابی مرثد میں فرق کیا ہے اور ابن شاہین نے انس بن ابی مرثد غنوی اور انیس بن مرثد بن ابی مرثد میں فرق کر کے انیس کے حالات میں کہا ہے: وہ غزوہ اوطاس میں نبی کریم ﷺ کے خبر رساں تھے۔ ان کی کنیت ابو زید تھی۔ ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے اور ان کے والد کے مابین اکیس (۲۱) سال کا فرق تھا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے یہ سارے انس بن ابی مرثد کے اوصاف ہیں۔ واللہ اعلم یہاں یہ بات جان لیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: انس بن ابی مرثد کو انیس بن ابی مرثد بھی کہا جاتا ہے۔

۲۸۲) انس بن معاذ

بن انس بن قیس بن عبید بن زید بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن نجار انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ، واقدی، اور ابن اسحاق

اسد الغابۃ (ت ۲۶۰) تجرید (۳۱/۱)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی فضل الحرم فی سبیل اللہ (حدیث ۲۵۰۱) المعجم الکبیر (حدیث ۶۱۶/۶)

المستدرک للحاکم (حدیث ۸۴/۲) دلائل النبوة (۲۷۵/۴) کنز العمال (۳۶۸۴۵)

اسد الغابۃ (ت ۲۶۱) الاستیعاب (ت ۸۱) تجرید (۳۱/۱)

نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر تو کیا لیکن (انس کی جگہ) انیس (تفسیر سے) کہا ہے۔ عبداللہ بن محمد بن عمار نے کہا: ہر مَنُوْنہ کے روز وہ شہید ہوئے۔ ہر کیف واقدی یہ ذکر کرتے ہیں کہ ان کی وفات خلافت عثمانی میں ہوئی ہے۔

۲۸۳ انس بن النضر

بن ضمضم الانصاری الخزرجی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول اللہ ﷺ جن کا ذکر پہلے ہو چکا) کے چچا، ان کا پورا نسب انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حالات میں گزر چکا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے حید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ ان کے چچا انس بن نضر جنگ بدر سے رہ گئے تھے۔ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ! مشرکین سے آپ کی پہلی جنگ میں میں غائب تھا، اللہ کی قسم! اگر اب کی بار اللہ تعالیٰ نے مجھے مشرکین سے جنگ میں شرکت کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ ضرور دیکھ لے گا میں کیا کرتا ہوں۔ پھر جب جنگ اُحد ہوئی تو مسلمانوں کے قدم اکھڑے گئے اس پر انہوں نے اللہ کے حضور عرض کی: ”اے اللہ! میں مسلمانوں کی اس حرکت سے تیری بارگاہ میں معذرت کرتا ہوں، اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے اس سے تیری طرف براءت کا اعلان کرتا ہوں۔“ پھر آگے بڑھے، راستے میں سعد بن معاذ ملے ان سے کہا: سعد! یہ رہی جنگ! رب انس کی قسم! مجھے اُحد سے ورے اس کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (وہ اس قدر جذبہ شہادت سے سرشار تھے) کہ جو کچھ وہ کر گئے مجھ سے نہ ہو سکا۔ پھر راوی نے حدیث کا ذکر کیا۔ یہ روایت بخاری میں ثمامہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اور ابن مندہ نے اسے حماد بن سلمہ کی سند سے بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ ان کی بہن رقیہ بنت النضر کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا ذکر آئے گا۔

۲۸۴ انس بن ہزلة

ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ ان کے والدین رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، پھر ان سے ان کے بیٹے عمرو بن انس نے روایت کی ہے۔ عسکری کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ یہ انس بن ہزلة، انس بن حارث ہیں۔ لہذا یہ تحریر کر لیا جائے۔

۲۸۵ انس رضی اللہ عنہ (رسول اللہ ﷺ کے غلام)

واقدی نے ابن ابی الزناد سے بحوالہ محمد بن یوسف نقل کر کے کہا: رسول اللہ ﷺ کے غلام، خلافت صدیقی میں فوت ہوئے۔ یہ ان انس غلام رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہیں جنہیں ابوانسہ کہا جاتا ہے۔

۲۸۶ انس الجہنی

معاذ کے والد، خلیفہ نے شام میں ٹھہرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تاریخ طبری میں ابوکریب سے بحوالہ برشدین بن سعد، زبان بن فائد، ہبل بن معاذ بن انس سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت منقول ہے، فرمایا: نبی ﷺ فرماتے تھے: کیا تمہیں نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وفادار خلیل کا نام خلیل کیوں رکھا؟ کیونکہ وہ صبح وشام کہتے تھے: ”اللہ کی ذات پاک ہے“

اسد الغابہ (ت ۲۶۳) الاستیعاب (ت ۸۲) تجرید (۳۱/۱)

بخاری کتاب المغازی باب غزوة احد (حدیث ۴۰۴۸) الجامع الکبیر المخطوط (۳۶۳/۲)

اسد الغابہ (ت ۲۶۴) الاستیعاب (ت ۸۹) اسد الغابہ (ت ۲۶۲)

جب تم لوگ شام کے وقت میں داخل ہوتے ہو اور جب تم صبح کا نظارہ کرتے ہو۔^۱
ابن مندہ نے نعیم بن حماد کی روایت سے اسی سند سے رشیدین سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا: ”قسم ہے زمین کی جو شگاف کے قابل ہے۔“ (سورۃ الطارق: ۱۲)

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور تمام نے اپنے فوائد میں ابن لہیعہ کی سند سے اور طبرانی نے مسند الشامیین میں سعید بن عبد العزیز کی سند سے دونوں یزید بن ابی حبیب سے وہ معاذ بن بھل بن انس سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ ابو دراء رضی اللہ عنہ سے سرور اور پیاری کی فضیلت کے بارے میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ تو گویا بھل کا اس روایت میں دادا کی طرف نسبت کر کے بیان کیا گیا۔ جبکہ درست معاذ بن بھل بن معاذ بن انس ہے، اور یہ روایت معاذ بن انس کی حضرت ابو دراء کی روایت سے مروی ہے۔ اصحاب السنن نے معاذ بن انس کی نبی ﷺ سے احادیث نقل کی ہیں جن میں ان کے والد کا واسطہ نہیں۔ اور جن لوگوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں تصانیف کی ہیں ان کے ہاں جو احادیث درج ہوئی ہیں ان میں اختلاف ہے۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے بغوی نے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: ہم سے عباس نے ان سے یونس بن محمد نے ان سے لیث ان سے یزید بن ابی حبیب نے معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے ان کے والد سے اور وہ صحابی رسول ہیں وہ مرفوع روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان جانوروں پر تب سوار ہوا کرو جب یہ صحیح سالم ہوں اور انہیں کرسیاں^۲ بنائے ان پر جسے نہ رہا کرؤ۔“

لیث، زبان بن فائدہ سے وہ معاذ بن انس سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، بغوی نے کہا: یزید بن ابی حبیب اور زبان نے بھل بن معاذ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ کے حوالہ سے کئی احادیث روایت کرتے ہیں جن میں معاذ بن انس کا انس سے روایت میں کوئی واسطہ نہیں سوائے روایت کے۔

میں کہتا ہوں: ان کے سلسلہ میں ایک حذف (چھوٹ) کا وقوع ہوا ہے جس کی بناء پر یہ غلطی رونما ہوئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں جہان بن محمد کے حوالہ سے لیث سے دونوں سندوں کے ذریعہ روایت کیا، (آخر میں) کہا: معاذ بن انس سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ نیز انہوں نے موسیٰ بن داؤد، اور ابوالولید طحیسی سے وہ دونوں لیث سے وہ یزید سے وہ حسن بن موسیٰ سے وہ ابن لہیعہ سے وہ زبان سے وہ بھل بن معاذ سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کو نقل کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے ابو یعلیٰ نے ابویضثمہ سے انہوں نے یونس بن محمد سے دونوں سندوں سے نقل کر کے ان میں فرق کیا ہے۔ اور ایسے ہی حاکم اس روایت کو عصام بن علی اور سعید بن سلیمان کی سند سے وہ دونوں لیث سے نقل کرتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: بغوی کی روایت وہم ہے۔ واللہ اعلم

اور حاکم کے ہاں ابراہیم بن دیزیل کی سند سے بحوالہ شبابہ، لیث سے اسی طرح لکھا ہے جو بغوی سے تحریر ہوا۔ غلطی میں دونوں

۱ تفسیر طبری (۴۱۷/۱) تاریخ طبری (۲۸۶) تفسیر ابن کثیر (۱/۲۴۰، ۳۱۴/۶) الدر المنثور (۱۵۴/۵)

العکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (حدیث ۱۶۱)

۲ المستدرک (حدیث ۱/۴۴۴، ۲/۱۰۰) السنن الکبریٰ (۲۵۵/۵) موارد الظہان (۲/۲۰۰) الدر المنثور (۱۱۷/۴)

تہذیب تاریخ دمشق (۱۵۴/۳) کنز العمال (۲۴۹۵۷)

مسند احمد (حدیث ۴۳۹/۳)

برابر ہیں۔ داری نے اپنی سند میں عثمان بن ابی شیبہ، بحوالہ شباب درست نقل کیا ہے جیسا کہ امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ کے ہاں قلمبند ہے۔ میں کہتا ہوں: یہی درست ہے جس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یزید بن ابی حبیب اور زہان بن فائد، معاذ بن انس سے نہیں ملے۔ وہ دونوں معاذ کے والد اہل سے روایت کرتے ہیں۔

تکلف: یہاں ہمارے سامنے جو الاصابہ کے دو نسخے ہیں ان میں ”لم یلحقا معاذ بن انس و انما یرویان عن ابیہ سهل بن معاذ بن انس“ لکھا ہے۔ جبکہ صحیح نسب معاذ بن اہل بن معاذ بن انس ہے۔ لہذا ”لم یلحقا معاذ بن سهل و انما یرویان عن ابیہ سهل بن معاذ بن انس“ مذکورہ اس صورت میں درست بنے گی۔ (عامر تقی ندوی)

۲۸۷ انسہ

نبی ﷺ کے غلام، بعض نے ابو انسہ کہا ہے۔ جنگ بدر کے روز شہید ہوئے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ ابو مسروح یا ابو مسرح ہیں۔ مصعب زبیری نے کہا: انسہ کی کنیت ابو مسرح تھی، وہ نبی ﷺ سے اجازت لے کر آتے تھے، وہ سرداروں کے پروردہ تھے۔ خلافت صدیقی میں فوت ہوئے۔ خطیب نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کچھ روایت کیا ہو۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شراک بدر اور وہاں شہید ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مدائنی نے کہا: ہم سے عبد العزیز بن ابی ثابت نے بحوالہ داؤد بن حصین عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہی الفاظ میں روایت کرتے ہیں۔ البتہ انہوں نے ابو انسہ کہا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں غلیفہ کی سند سے بحوالہ مدائنی نقل کیا ہے کہ وہ شہید ہوئے۔ اسی طرح واقدی نے ابن ابی نبیہ سے بحوالہ داؤد بن الحصین سے ان کی سند سے ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے کہا: یہی سند محفوظ ہے۔ واقدی کہتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ اس کا اقرار کرتے ہیں کہ وہ غزوہ احد میں شریک رہے اور اس کے بعد ایک عرصہ تک زندہ رہے۔ اور فرماتے ہیں: مجھ سے ابن ابی الزناد نے بحوالہ محمد بن یوسف بیان کیا ہے۔ فرمایا کہ انسہ کی وفات نبی کریم ﷺ کے بعد خلافت صدیقی میں ہوئی۔ اور لیفہ نے کہا کہ نبی ﷺ کے غلام انسہ آپ سے اجازت لیتے تھے۔ مجھے نہیں معلوم ان کی مراد ان سے ہے یا کوئی اور شخصیت ہے۔ پھر میں نے مصعب کی کتاب میں دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے غلام انسہ کا ذکر کر کے کہا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے اجازت لیتے تھے ان کی کنیت ابو مسروح تھی وہ بدر احد میں شریک رہے اور وہ سرداروں کے پروردہ تھے۔ خلافت صدیقی میں ان کا انتقال ہوا۔ اور طیب نے کہا: مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ سے سن کر کچھ روایت کیا ہو۔ واللہ اعلم

۲۸۸ انة المختث

بادردی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابراہیم بن مہاجر کی سند سے ابو بکر بن حفص سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ کے ایک خواجہ سرا، جسے انسہ کہا جاتا تھا، سے کہا: کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہمیں کسی عورت کے بارے میں بتاؤ تاکہ ہم عبد الرحمن نا ابی بکر سے اس کا رشتہ کر سکیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں۔ تو پھر اس نے ایک عورت کا حال بیان کیا کہ جب سامنے سے آئے تو چار ہتھ سے سامنا کرتی ہے اور جب پیٹھ پھیر کر جائے تو آٹھ اعضاء سے پیٹھ پھیرتی ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے سن لی تو فرمایا: ”انسہ! میں سے نکل کر حرمہ الاسد میں چلے جاؤ، وہیں تمہارا گھر ہونا چاہیے۔ اور لوگوں کی عید کے سوا ہرگز مدینہ میں داخل نہ ہونا“۔

۱ اسد الغابۃ (ت ۲۶۵) الاستیعاب (ت ۱۷۲) * الاستیعاب (۲۲۴، ۲۲۳/۸) اسد الغابۃ (۱/ ۱۸۳، ۱۸۴)

۲ مکنز العمال حدیث ۱۳۰۴۷ فتح الباری (۹/ ۳۳۴)

انیس نامی حضرات

۲۸۹) انیس بن جنادہ *

بن سفیان بن عبید بن حرام بن غفار الغفاری۔ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے بھائی جو عمر میں ان سے بڑے تھے۔ امام مسلم رحمہ اللہ اور بغوی نے سلیمان بن مغیرہ کی سند سے بحوالہ حمید بن ہلال عبد اللہ بن الصامت سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے بھائی انیس نے مجھ سے کہا: مکہ میں مجھے کچھ کام ہے، تو کیا میرے واپس آنے تک تم میرے معاملات کی دیکھ بھال کر لو گے؟ میں نے کہا: ٹھیک ہے۔ چنانچہ انیس مکہ چلے گئے۔ فرماتے ہیں: وہاں انہوں نے کافی دن لگا دیئے اس کے بعد واپس آئے۔ آ کر کہنے لگے: میں نے وہاں تمہارے دین کا ایک شخص دیکھا ہے جس کا خیال کہ اللہ تعالیٰ نے اسے رسول بنایا ہے لوگوں نے اس کا نام صابی (بے دین) رکھا ہے۔ میں نے کہا: (بھائی!) وہ لوگ کیا کہتے ہیں: کہنے لگے: لوگ سمجھتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) وہ (اس دعویٰ میں) جھوٹا ہے، جادوگر اور شاعر ہے جبکہ میں نے اس کی گفتگو سنی ہے اللہ کی قسم! وہ تو ایسا نہیں۔ اور میں نے لوگوں کی باتیں بھی سنی ہیں اللہ کی قسم! میں تو اسے سچا سمجھتا ہوں پھر پوری حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے، انیس نے کہا: مجھے تمہارے دین سے اعراض نہیں، اس واسطے کہ میں اسلام لا کر (ان کی) تصدیق کر چکا ہوں۔

مسند رک میں عروہ بن زویم کی سند سے عامر بن لد بن الاشعری کے حوالہ سے منقول ہے فرماتے ہیں: میں نے ابو یعلیٰ اشعری سے سنا کہ ابو ذر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا، پھر ان کے اسلام لانے کا مکمل قصہ ذکر کیا۔ جس کے آخر میں ہے۔ وہاں سے میں اپنی والدہ اور بھائی کے پاس آیا، انہیں سارے واقعہ سے خبردار کیا۔ تو ان دونوں نے کہا: ہمیں تمہارے دین سے کوئی اعراض و نفرت نہیں پھر ہم سب مدینہ جا پہنچے۔ *

۲۹۰) انیس بن الضحاک الاسلمی *

ابو حاتم رازی نے ان کا ذکر کر کے کہا: مشہور نہیں ہیں۔ اور ابن مندہ نے بقیہ کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں: حسان بن سلیمان نے ہمیں عمرو بن مسلم کے حوالہ سے انہوں نے انیس بن ضحاک سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ابو ذر! کھرو اور تنگ لباس پہنونا کہ غر و غر و کو تمہارے (دل) میں (پیدا ہونے کا) موقع ہی نہ ملے۔ * ابن مندہ نے کہا: غریب روایت ہے۔ نیز اس میں ار سال بھی ہے۔ ابن حبان اور ابن عبد البر * نے اس بات پر یقین کیا ہے کہ یہ وہی صاحب ہیں جن سے نبی ﷺ نے فرمایا: ”انیس! اس کی بیوی کے ہاں جاؤ (اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اسے رجم سنگسار) کرو دینا۔ چنانچہ اس نے اعتراف کر لیا تو

* اسد الغابۃ (۲۶۷) الاستیعاب (ت ۹۳) تجرید (۱/۳۲)

* مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل ابی ذر رضی اللہ عنہ (حدیث ۶۳۰۹) المعجم الكبير (حدیث ۱/۲۶۶، ۲۶۷)

* اسد الغابۃ (۲۶۸) الاستیعاب (ت ۹۵) تجرید (۱/۳۲)

* کنز العمال (حدیث ۵۶۲۳)

* الاستیعاب (۱/۲۰۳)

انہوں نے اسے سنگسار کیا۔* اس میں تامل ہے میرے نقد و تبصرے میں بظاہر وہ ان کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۲۹۱) انیس بن عتیک*

بن عامر الانصاری الاشجلی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ، جسر ابی عبید کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام اوس لیا ہے شاید یہ دونوں بھائی ہوں۔

۲۹۲) انیس بن قتادۃ الباہلی*

بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: ابونصرہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بنی ضبیہ کے گروہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ انہیں انس بھی کہا جاتا ہے لیکن پہلا نام ہی زیادہ صحیح ہے۔

۲۹۳) انیس بن قتادۃ*

بن ربیعہ بن خالد بن حارث بن عبید بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ جنگ بدر میں شرکت کی اور احد میں شہید ہوئے۔ واقدی نے کہا: زہری کے پیچھے نے زہری کے حوالہ سے عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ سے وہ اپنے چچا مجمع بن جاریہ سے روایت کرتے ہیں کہ خساء بنت خزام، انیس بن قتادہ کے عقد میں تھیں۔ وہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تو ان کے والد نے مزینہ کے کسی شخص سے ان کا نکاح کر دیا، جو انہیں نہ بھایا۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے اس آدمی کے نکاح کو رد فرمادیا۔ تو ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے ان سے شادی کر لی جن سے سائب بن ابی لبابہ پیدا ہوئے۔

بخاری وغیرہ اسے مالک کی سند سے، عبدالرحمن بن قاسم سے وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمن اور مجمع سے جو دونوں یزید بن جاریہ انصاری کے بیٹے ہیں، خساء بنت خزام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد نے ان کی ناپسند کی شادی کر دی اور خاوند کا نام تک نہ بتایا۔

ابن عبدالبر* نے کہا: وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے اور واقدی کے علاوہ نے ان کا نام انس بتایا ہے۔ ابن عبدالبر نے اس کا انکار کیا ہے۔ واللہ اعلم

* بخاری کتاب الوکالۃ باب الوکالۃ فی الحدود (حدیث ۲۳۱۴) (۲۳۱۵)

مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنی (حدیث ۴۴۱۰)

ابوداؤد فی کتاب الحدود باب المرأة التي امر النبي ﷺ برجمها من جهينة (حدیث ۴۴۴۵)

ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی الرجم علی الثیب (حدیث ۱۴۳۳)

نسائی کتاب آداب القضاۃ باب صون النساء عن مجلس الحكم (حدیث ۵۴۲۵، ۵۴۲۶)

اسد الغابۃ (ت ۲۶۹)

اسد الغابۃ (ت ۲۷۱) الاستیعاب (۹۲)

اسد الغابۃ (۱۵۵/۱) الاستیعاب (۲۰۲/۱)

اسد الغابۃ (ت ۲۷۲) الاستیعاب (ت ۹۱) تجرید (۳۲/۱)

الاستیعاب (۲۰۱/۱)

ابن سعد نے کہا: ہمیں محمد بن حمید نے عمر کے حوالہ سے سعید بن عبد الرحمن جعفی سے روایت بیان کی ہے، فرمایا: خنساء بنت خدام نامی ایک عورت جعفی جو انیس بن قنادہ انصاری سے منسوب تھی۔ غزوہ اُحد میں ان کی شہادت ہوئی تو بعد میں اس کے والد نے کسی اور شخص سے اس کا نکاح کر دیا۔ اس نے نبی ﷺ سے سارا ماجرا کہہ سنایا اور کہا: مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ میری اولاد عام ہو تو آپ ﷺ نے اس عورت کو اختیار دیا۔* اس سلسلہ کی مزید وضاحت خنساء بنت خدام کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۲۹۳) انیس بن معاذ

بن قیس انصاری۔ انس میں ذکر ہو چکا ہے جن کا نام عروہ نے بتایا ہے۔

۲۹۵) انیس بن ابی مرثد الغنوی*

غنوی نے معجم میں، جعی بن مغلہ نے اپنی مسند میں، بخاری نے اپنی تاریخ* میں اور ابوی بن اسکن نے لیث کی سند سے یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے خالد بن ابی عمران سے نقل کیا کہ حکم بن مسعود نے ان سے بیان کیا کہ انیس بن ابی مرثد الانصاری نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب گونگا، اندھا اور بہرہ فتنہ ہوگا جس میں لینا ہوا بیٹھے سے خیریت میں ہوگا۔“ (حدیث) ابن شاپن نے اسی سلسلہ سے نقل کی ہے لیکن انہوں نے کہا: انیس بن مرثد انصاری سے مروی ہے اور ابن عبد البر نے انیس بن مرثد بن ابی مرثد غنوی سے عنوان قائم کر کے کہا یہ حدیث ان کے حالات میں آتی ہے جو فتنہ کے بارے میں ان سے حکم بن مسعود ان سے روایت کرتے ہیں۔

ابن اسکن وغیرہ علماء نے انیس بن ابی مرثد انصاری اور انس بن ابی مرثد غنوی میں فرق کیا ہے یہی درست ہے۔ ادھر عسکری نے ”انیس بن ابی مرثد انصاری“ کو صاحبہ جعفیہ میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن حبان نے انہیں قابل اعتماد تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ انس بن مرثد بن ابی مرثد غنوی کو (تغییر سے) انیس بھی کہا جاتا ہے تو وہ ان کے علاوہ اور صاحب ہیں۔ واللہ اعلم

۲۹۶) انیس الاسلامی*

حدیث غریفہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ امام بخاری و مسلم رحمہما وغیرہ نے زہری کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کرایا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدور تھا، وہ اس کی بیوی سے زنا کر بیٹھا۔ مجھے بتایا گیا کہ میرے بیٹے پر سنگساری کی سزا عائد ہوتی ہے جس کا میں نے سو بکریاں اور ایک باندی فدیہ دیا۔ جب میں نے اہل علم سے پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے لگنے اور سال بھر جلا وطنی کی سزا لازم ہے اور اس شخص کی بیوی پر سنگساری کی سزا لاگو ہوگی۔ (حدیث) اس کے آخر میں

* بخاری کتاب الحیل باب فی النکاح (حدیث ۶۹۶۹) ابن ماجہ کتاب النکاح باب من زوج ابنتہ وہی حکارۃ (حدیث ۱۸۷۳)

الدارمی فی کتاب النکاح باب الثیب یزوجہا ابوہا وہی حکارۃ (حدیث ۱۲۹/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۳) الاستیعاب (ت ۹۴) تجرید (۳۳/۱) * التاریخ الکبیر (۳۰/۲/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۶۶۸) الاستیعاب (ت ۹۵)

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے انیس! (جو قبیلہ اسلم کے ایک فرد تھے) اس شخص کی بیوی کے ہاں جاؤ پس اگر وہ اقبال جرم کر لے تو سنگسار کر دینا۔“ جب یہ وہاں پہنچے تو اس نے غلطی کا اقرار کر لیا، پھر انہوں نے اسے سنگسار کر دیا۔ ابن السکن کہتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ اس حدیث میں جس انیس کا ذکر ہے وہ کون ہیں؟ مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کسی جگہ کوئی روایت نہیں ملی۔ بعض لوگ کہتے ہیں: وہ انیس بن الضحاک اسلمی ہیں۔ ان کے علاوہ کے علماء نے کہا: انیس بن ابی مرثد کہا جاتا ہے جو غلط ہے کیونکہ ابن ابی مرثد غنوی ہیں اور ان کا اس حدیث میں ثبوت ہے کہ وہ اسلمی ہیں۔

۲۹۷) انیس الانصاری

بغوی، ابن شاپین اور طبرانی نے ”اوسط“ میں عباد بن راشد کی حدیث جو یمون بن سیاہ سے بحوالہ شہر بن حوشب مروی ہے، فرمایا: کچھ لوگ اپنے خطاب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنے اور ان کی عیب جوئی کرنے لگے، تو ایک انصاری صاحب کھڑے ہوئے جنہیں انیس کہا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد کہا: آج تم لوگوں نے اس شخص کو برا بھلا کہنے اور عیب جوئی کرنے میں حد کر دی اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میں قیامت کے روز زمین پر جتنے پتھر اور ڈھیلے ہیں ان سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کروں گا۔“ تمہاری کیا رائے ہے آپ علیہ السلام کی شفاعت تمہیں حاصل ہوگی اور آپ ﷺ کے رشتہ دار گھرانے کے لوگوں کو نصیب نہ ہوگی؟

طبرانی نے اوسط میں کہا: یہ روایت انیس سے صرف اسی سند سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: جن انیس سے یہ حدیث منقول ہے میرے نزدیک وہ بیاضی ہیں۔ مخازی میں ان کا ذکر ہے۔ ابوموسیٰ نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔

۲۹۸) انیس

ابو طامر اپنی اسی کنیت سے مشہور ہیں، نام کے بارے میں کچھ لوگ ایسا بتاتے ہیں ابن السکن نے ان کا ذکر کر کے کہا: انیس انیس بن الضحاک اسلمی کہا جاتا ہے۔

۲۹۹) انیس

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے انیس!“ جسے امام مسلم نے عکرمہ بن عمار کی سند سے بحوالہ اسحاق بن ابی طلحہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انیس اس نام سے مخاطب کیا ہے جس کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے تہذیبی نے ”فضائل الاوقات“ میں ابورجاء عطار دی کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

۳۰۰) انیسہ

یہ لفظ انسہ میں گزر چکا ہے۔

بخاری کتاب الصلح باب اذا اصطالحوا علی صلح (حدیث ۲۶۹۵) مسلم کتاب الحدود باب من اعترف علی نفسه بالزنا (حدیث ۴۴۱۰)

اسد الغابۃ (ت ۲۶۶) الاستیعاب (ت ۹۶) تجرید (۳۲/۱)

المعجم الاوسط (حدیث ۵۳۵۶) اسد الغابۃ (ت ۲۷۰) تجرید (۳۲/۱)

مسلم، کتاب فضائل الصحابة باب حسن خلقه (حدیث ۵۴)

انیف نامی حضرات

۳۰۱) انیف بن چشم

بن عمرو اللہ بن تیم بن ارش بن عامر بن جمیلہ قحطانی۔ انصار کے حلیف ہیں۔ ابن اسحاق * نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

۳۰۲) انیف بن حبیب

ازبنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق نے شہدائے خیبر میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو عمر نے اسے طبری کی طرف منسوب کیا ہے۔

۳۰۳) انیف بن ملّة الجذامی

ازبنی ضیب۔ انہیں شرفِ محبت حاصل ہے۔ رملہ میں سکونت رکھتے تھے اور فلسطین کے ضلع بیت جبرین میں فوت ہوئے۔ ابن حبان نے صحابہ کرام میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسکن نے کہا: ابن اسحاق نے ان کا قبیلہ جذام کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو آپ ﷺ کے پاس آئے۔ حیان کے بھائی ہیں جن کا ذکر حائیں آ رہا ہے۔ ابن مندہ نے معروف بن طریف کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں: مجھ سے میری چھوٹی نظیہ بنت عمرو بن حزابہ نے اپنی خاندانی باندی نھسہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: رفاعہ اور نھجہ زید کے بیٹے۔ انیف اور حیان ملہ کے بیٹے بارہ آدمیوں کی نظری میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ جب یہ لوگ (اسلام لانے کے بعد) واپس آئے ہم نے انیف سے کہا: نبی ﷺ نے آپ لوگوں کو کیا حکم دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ”آپ ﷺ نے ہمیں (جانور ذبح کرنے کے بارے) یہ حکم دیا کہ ہم بکری کو اس کی بائیں جانب لائیں اور قبلہ رخ ہو کر اسے ذبح کریں اور بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کا نام لیں۔“ *

۳۰۴) انیف بن واثلة

ابن اسحاق اور واقدی نے ان کا شہدائے بدر میں ذکر کیا ہے ان کے والد کا نام ”ثا“ یا ”یا“ سے قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔

باب الالف جس کے بعدھا ہے

۳۰۵) اہبان بن اکوع

بن عیاذ بن ربیعہ خزاعی۔ انہیں اہبان بن عیاذ بن ربیعہ بن کعب بن امیہ بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسکن اور ابن مندہ نے اسباط بن نصر کی سند سے بحوالہ دھب بن عقبہ بکائی، یزید بن معاویہ بکائی سے انہوں نے اہبان بن عیاذ خزاعی سے، جن سے بھیڑیے

* السیرۃ النبویۃ (۲/۲۶۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۵) تجرید (۱/۲۳۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۷) تجرید (۱/۲۳۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۶) الاستیعاب (ت ۹۸)

* اسد الغابۃ (ت ۲۷۸) الاستیعاب (ت ۹۷)

* کنز العمال (حدیث ۱۵۶۴۳)

نے بات کی تھی اور وہ درخت (تلمے بیعت کرنے) والوں میں سے تھے۔ اور یہی اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔ ابان بن اوس میں ان کا ذکر آئے گا۔

۳۰۶) ابان بن الاکوع*

سلمہ اسلمی کے چچا، بعض کا قول ہے کہ وہ ابان بن عمرو بن اکوع ہیں جو سلمہ کے بھائی ہیں۔ اکوع کا نام ستان ہے۔ طبری نے انہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ان کی اولاد سے جعفر بن محمد بن اشعث بن عقبہ بن ابان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عقبہ بن ابان کو کلب بلقین اور غسان کے صدقات و زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کیا۔

۳۰۷) ابان بن اوس الاسلامی*

کچھ لوگ کہتے ہیں: وہ ابان قدیم الاسلام صحابی ہیں، جنہوں نے دونوں قبلوں کی جانب نمازیں پڑھیں۔ کوفہ کو وطن بنایا اور وہیں حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں فوت ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اہل کوفہ میں شمار ہوتے ہیں اور اپنی صحیح میں ان کی موقوف حدیث روایت کی ہے جو بحراۃ بن ظاہر کی ان سے روایت ہے اسی میں ہے کہ انہیں شرف صحبت حاصل ہے اور درخت والوں میں سے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں انہیں ابن عمرو کی سند سے بحوالہ ابان بن اوس نقل کیا ہے کہ وہ اپنی بکریوں میں تھے کہ ایک بھیڑیا کسی بکری پر جھپٹ پڑا، اس نے انہیں ڈانٹا اور اپنی دم پر بیٹھے ہوئے ان سے گویا ہوا (فرماتے ہیں اس نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا) جس دن ان کا کوئی نگہبان نہیں ہوگا اس وقت کیا ہوگا؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبداللہ بن عامر اسلمی ہے جو ضعیف راوی ہے۔

ابن السکن نے ان کے حالات میں حدیث ابی نضرہ بحوالہ ابوسعید نقل کر کے کہا: ایک دفعہ مدینہ سے باہر ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ اچانک ایک بھیڑیا اس کی کسی بکری پر جھپٹ پڑا، تو اس نے بھیڑیے سے بکری چھڑانے کی مزاحمت کی، بھیڑیا بیٹھ کر کہنے لگا: کیا تو میرے اور اس رزق کے درمیان رکاوٹ بنتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دینا ہے۔ (حدیث) ابن الکھمی، ابو سعید اور بلاذری و طبری نے ذکر کیا ہے کہ جس سے بھیڑیے نے گفتگو کی وہ ابان بن اکوع بن عیاذ ہیں۔ ابن حبان کا کہنا ہے کہ ابان بن اوس کی وفات مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی گورنری میں کوفہ میں ہوئی جب وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی جانب سے اس کے والی تھے۔

۳۰۸) ابان بن صیفی الغفاری*

وہ ابان بھی کہا جاتا ہے، ان کی کنیت ابو مسلم ہے۔ ترمذی، ابن ماجہ اور امام احمد نے ان کی ایک حدیث روایت کر کے اسے

الاصطیاع (ت ۱۰۱)

جامع المسانید والسنن (۱/۲۲۲)

بخاری کتاب المغازی باب غزوة الحديبية (حدیث ۴۱۷۴)

اسد الغابة (ت ۲۸۰) الاصطیاع (ت ۹۹) تجرید (۱/۳۳)

التاريخ الكبير (۲/۴۴) جامع المسانید والسنن (۱/۴۳۴) الطبقات (۴/۳۰۱) معرفة الصحابة (۲/۳۱۵، ۳۶۶)

اسد الغابة (ت ۲۸۱) الاصطیاع (ت ۱۰۰) تجرید (۱/۳۳)

صحیح قرار دیا ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں: وہ بصرہ میں فوت ہوئے۔ معلیٰ بن جابر بن مسلم اپنے والد سے وہ عدیرہ بنت وہبان بن صفی سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان کے والد فوت ہونے لگے تو انہوں نے دو کپڑوں میں کفنہ کی وصیت کی۔ مگر وراثہ نے (نہ جانے کس وجہ سے) تین کپڑوں میں کفنہ دیا۔ صحیح دیکھا تو تیسرا کپڑا چارپائی پر دھرا تھا۔ اسی طرح طبرانی * نے اسے عبداللہ بن عبید کی سند سے عدیرہ بنت وہبان سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ وہبان ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بھانجے ہیں۔ یہ وہی وہبان بن صفی ہیں جبکہ ابن مندہ نے اس کی تردید کی ہے۔

۳۰۹) اہبان بن عمرو

بن الاکوع۔ اہبان بن اکوع میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

۳۱۰) اہبان بن عیاذ

ان کا تذکرہ بھی اہبان اکوع بن عیاذ میں پہلے ہو چکا ہے۔

۳۱۱) اہود بن عیاض الازدی *

وہمہ نے ابن اسحاق کے حوالہ سے فتنہ ارتداد میں ذکر کیا ہے کہ حمیر کے لوگ اپنے خطباء کے پاس جمع تھے کہ اچانک ازد سے ایک گھڑسوار آیا جسے اہود بن عیاض کہا جاتا تھا۔ اس نے آتے ہی کہا: اے حمیر کی جماعت میں تمہیں نبی ﷺ کی وفات سے مطلع کرتا ہوں تو جھٹ سے ابن ذی اسج بولے: قوم کے سفیر کی اللہ تعالیٰ ناک کاٹ دے، جھوٹ بولتے ہو وہ فوت نہیں ہوئے۔ اس نے کہا: کیوں نہیں، اس ذات کی قسم! جس نے انھیں حق دے کر مبعوث فرمایا، تمہاری کیا بے صبری ہوگی؟ اللہ کی قسم! مجھے تم سے زیادہ افسوس ہے۔ اگر مجھے کوئی قوم تم سے زیادہ نرم دل اور پر نرم آنکھوں والی ملتی تو میں انہیں آپ ﷺ کی فوٹنگی کی اطلاع کرتا۔ تو انہوں نے اسے اپنی بستی سے نکال باہر کیا، وہ عابد شخص تھا عرض کرنے لگا: اے اللہ! میں نے تو انہیں تیرے رسول کی فوٹنگی کی اطلاع اس لئے کی تھی تاکہ یہ آپ ﷺ کے بعد کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہوں اور مجھے آپ ﷺ کے غم میں تسلی دیں۔ جب بے درپے سوار آپ ﷺ کی فوٹنگی کی خبر لانے لگے تو انہوں نے اسے اس کے بعد * اپنے ہاں جگہ دے دی۔ اسی کے متعلق ابن ذی اسج کہتے ہیں:

جزع القلب اہود اذ نعی لی محمدا

لستی لم اکن رأیت اخا الازد اہودا

”جب اہود نے مجھے محمد ﷺ کی فوٹنگی کی اطلاع دی تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کاش! مجھے ازد کا بھائی اہود نظری نہ آتا۔“

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۳۱۲) اوس بن الارقم الانصاری *

ان کا پورا نسب ان کے بھائی زید بن ارقم کے سلسلہ میں آ رہا ہے۔ ابن اسحاق * نے شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۱۳) اوس بن الاعور *

بن جوشن بن مسعود، بخاری * نے ان کا ذکر کیا ہے، یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ مرزبانی نے ذکر کیا کہ ذوالجوش الضبابی کا نام اوس بن اعور بن عمرو بن معاویہ ہے۔ بعض کہتے ہیں: وہ یہی ہیں اور بعض کہتے ہیں وہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۳۱۴) (ز) اوس بن ارقم الانصاری *

ابوالاسود بن عروہ نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے غزوہ مریض میں عبداللہ بن ابی کی بات نبی ﷺ سے نقل کر دی۔ حاکم نے اکلیل میں اسے نقل کر کے کہا: یہ اہل مغازی کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ اس بات کے قائل حضرت زید بن ارقم ہیں اور اس میں کوئی بعد نہیں کہ یہ واقعہ زید اور اوس دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ واللہ اعلم

۳۱۵) اوس بن اوس الثقفی *

سنن اربعہ کے مصنفین نے ان سے شامیوں کی روایت سے صحیح احادیث نقل کی ہیں۔ عباس نے ابن معین سے نقل کیا ہے کہ اوس بن اوس ثقفی اور اوس بن ابی اوس ثقفی ایک شخص ہے۔ کسی نے کہا کہ اس بارے میں ابن معین کو غلطی لگی ہے۔ درست یہی ہے کہ یہ دو ہیں۔ ادھر ابوداؤد وغیرہ نے اس میں ابن معین کی پیروی کی ہے۔ جبکہ تحقیق یہ ہے کہ وہ دو آدمی ہیں، جس نے ”اوس بن اوس“ کو ”اوس بن ابی اوس“ کہا اس سے غلطی ہوئی۔ جیسا کہ بعض اوس بن ابی اوس کو اوس بن اوس کہتے ہیں جو غلط ہے۔ رہے اوس بن ابی اوس تو یہ حذیفہ کے والد کا نام ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۳۱۶) اوس بن ابی اوس الثقفی *

جیسا کہ آگے آ رہا ہے بعض نے ان کے اور اوس بن حذیفہ کے درمیان فرق کیا ہے۔

۳۱۷) اوس بن ثابت *

بن المہذر بن حرام۔ حسان انصاری رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ان کی والدہ غنطی بنت حارثہ بن لوذان ہے جو ان کے بھائی حسان کی

* السيرة النبوية (۹۷/۳)

* اسد الغابة (ت ۲۸۴) الاستيعاب (ت ۱۰۶) تجرید (۳۴/۱)

* التاريخ الكبير (۲۶۶/۳)

* اسد الغابة (ت ۲۸۵) تجرید (۳۴/۱)

* اسد الغابة (ت ۲۸۸) الاستيعاب (ت ۱۱۲)

* اسد الغابة (ت ۲۸۷) الاستيعاب (ت ۱۱۲) تجرید (۳۴/۱)

* اسد الغابة (ت ۲۹۰) الاستيعاب (ت ۱۰۳) تجرید (۳۴/۱)

والدہ کی چچا زاد بہن ہے۔ یہ مشہور صحابی شہداد بن اوس کے والد ہیں۔

ابن اسحاق ^۱ نے ان کا شرکائے عقبہ ثانیہ، بدر، احد میں اور احد کے شہداء میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح عبد اللہ بن محمد بن عمارۃ القدرح نے نسب الانصار میں کہا ہے اسی کے متعلق حضرت حسان کہتے ہیں:

وَمَنْ قَتَلَ الشَّعْبَ اَوْسُ بْنُ ثَابِتٍ شَهِيدًا وَاسْنَى الذِّكْرَ مِنْهُ الْمَشَاهِدُ

”اور ہم میں سے گھائیوں کے شہید اوس بن ثابت ہیں، جن کا ذکر جنگوں میں بلند ہے۔“

واقفی ^۲ کا گمان ہے کہ وہ غزوہ خندق، خیبر اور دوسری جنگوں میں شریک ہوئے اور خلافت عثمانی تک حیات رہے۔ فالقد علم۔ جس کی تائید ابن زہال کی ”اخبار مدینہ“ کی عبارت سے ہوتی ہے جسے میں نے ہذا ابن اوس کے حالات میں نقل کیا ہے۔ لیکن پہلا قول زیادہ ثبوت والا ہے کیونکہ اس میں حضرت حسان کی گواہی ہے کہ وہ شعب میں موجود تھے اور مذکورہ قصیدہ ”دیوان حسان“ میں ہے جسے ابو سعید الاسمری نے تیار کیا ہے۔ اس کا پہلا شعر ہے:

اَلَا اَبْلَغُ الْمُسْتَعْمِنِ بَوَقْعَةً تَخَفَتْ لَهَا شَمَطُ النِّسَاءِ الْقَوَاعِدُ

”سننے والوں کو اس واقعہ کے متعلق پہنچا دو جس کی خاطر بیٹھنے والی عورتوں کے کچھڑی بال کم ہو جاتے ہیں۔“

عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا کچھ حصہ میں ان کے بیٹے شہداد بن اوس کے حالات میں ذکر کروں گا۔

۳۱۸ اوس بن ثابت الانصاری

ابو الشیخ اپنی تفسیر میں عبد اللہ بن طلحہ کنذی کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: اہل جاہلیت بیٹیوں اور چھوٹے بچوں کو وراثت میں حق نہیں دیتے تھے یہاں تک کہ وہ سیانے ہو جائیں۔ انصار کے ایک شخص فوت ہوئے جنہیں اوس بن ثابت کہا جاتا تھا۔ انہوں نے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یتیم چھوڑا۔ تو ان صاحب کے چچا زاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے اور ان کی میراث ^۳ لے کر چلتے بنے۔ مرحوم کی بیوی نے نبی ﷺ سے یہ ساری بات عرض کی، جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”مردوں کے لئے اس میں حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ مرے۔“ (سورۃ النساء: ۷) چنانچہ آپ نے خالد اور عرفطہ کی طرف پیام بھیجا کہ میراث کی کسی چیز کو ہاتھ تک نہ لگائیں۔

ابو الشیخ نے دوسری سند سے کلبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے، کہا: وہ قتادہ اور عرفطہ تھے۔ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں روایت کر کے کہا: وہ سوید اور عرفطہ تھے۔ ان دونوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اوس کے بھائی تھے۔ ابن مندہ نے ان کے حالات میں ذکر کیا ہے کہ وہ اوس بن ثابت حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں، جو غلط ہے۔ اس واسطے کہ اوس کے بھائیوں اور چچاؤں میں سے کوئی بھی عرفطہ اور خالد نامی شخص نہیں ہے۔ اور مقاتل نے اپنی تفسیر میں اسے نقل کر کے کہا، اوس بن مالک کا انتقال احد میں ہوا۔ انہوں نے اپنی بیوہ ام کعبہ اور دو بیٹیاں چھوڑیں پھر یہ قصہ ذکر کیا۔ اس کی مزید وضاحت، عورتوں کی کنیتوں میں ام کعبہ کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

۳۱۹ دوسرے اوس بن ثابت الانصاری

ابن قحطان نے ان کا استدراک کیا ہے اور عبدان کی سند سے اسحاق بن الضیف کے حوالہ سے عبد اللہ بن یوسف سے وہ اسماعیل بن عیاش سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں، فرمایا: غزوہ بدر کے وقت میں تیرہ (۱۳) سال کا تھا اس لیے میں اس میں شرکت نہ کر سکا۔ اور غزوہ احد کے وقت میں چودہ (۱۴) سال کا تھا اس لیے میں بھی شامل ہو گیا، نبی ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو مجھے کم سن سمجھ کر واپس کر دیا۔ اور مجھے مدینہ کی محافظ جماعت میں پیچھے چھوڑ دیا۔ جس میں اوس بن ثابت، اوس بن عرابہ اور نافع بن خدیج تھے۔ اسی طرح انہوں نے نقل کیا ہے۔

اسے ابن ابی خنیسہ نے عبد الوہاب بن نجدہ کے حوالہ سے اسماعیل بن عیاش سے بحوالہ ابو بکر ہذلی نافع سے روایت کیا، اس میں فرمایا: زید بن ثابت اور عرابہ بن اوس سے منقول ہے احتمال ہے کہ یہ سند محفوظ ہو۔ واللہ اعلم

۳۲۰ اوس بن ثعلبہ

بن زفر بن عمرو ابن اوس التیمی۔ حاکم نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ وہ صحابی تھے پھر زید بن عمرو بن عباد بھی کی سند سے نقل کیا ہے کہ اوس بن ثعلبہ سعید بن عثمان کے ہمراہ خراسان آئے۔ اس کے بعد سعید نے انہیں حراۃ کی جانب بھیج دیا۔ اور سلمو یہ نے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن عامر نے اوس بن ثعلبہ کو بوشیح بھیجا۔ یعنی ۳۱ھ میں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: اوس بن ثعلبہ بن زفر بن حارث بن دویعہ بن مالک بن تیم اللہ بن ثعلبہ، یہ نسب ابو القاسم زجاجی نے ابن درید سے نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: مرزبانی نے معجم الشعراء میں ذکر کیا، تو ان کا نسب ایسے ہی بیان کیا لیکن انہوں نے زفر بن عمرو بن اوس بن دویعہ کہا۔

ابن دعیل سے منقول ہے کہ وہ مختصری شاعر تھے۔ ابن درید نے ابو حاتم سے بحوالہ ابو عبیدہ، یونس بن عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ اوس بن ثعلبہ "اوس محل والے جو بصرہ میں ہے ان کے اور طلحہ طلحات میں کوئی جھگڑا ہو گیا تو اوس بھاگ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے۔ پھر راوی نے ان کا قصہ اور شعر ذکر کیے۔

میں کہتا ہوں: اگر حاکم نے یہ نہ کہا ہوتا کہ "وہ صحابی ہیں" تو میں انہیں اس قسم میں نہ ذکر کرتا۔

۳۲۱ (ز) اوس بن ثعلبہ انصاری

یحییٰ بن سعید الودی نے مفازی میں ان کا ذکر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے کیا ہے کہ جو لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے ان میں یہ بھی تھے۔ انہوں نے سزا کے طور پر اپنے آپ کو ستون سے بندھوا لیا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی: "کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اپنے قصوروں کا اعتراف ہے"۔ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲)

عبد بن حمید نے اپنی تفسیر میں کہا ہے: عبدالوہاب نے ہمیں بحوالہ عطاء، انہوں نے سعید سے انہوں نے قتادہ سے سنا کہ یہ آیت سات افراد کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے چار نے اپنے تئیں ستونوں سے باندھ لیا، وہ ابولباب، مرداس، اوس ہیں۔ یوں ان کا نسب بیان نہیں کیا اور دوسرے کو ہم رکھا۔ ابن جریر نے اسے اسی سند سے نقل کیا اور چوتھے فرد کا نام خدام بتایا ہے اور کئی سلسلوں سے یہ قصہ ذکر کیا جس میں صرف ابولباب کا نام لیا۔ اوس بن خدام کے حالات میں ان کے ناموں سمیت ان کی تعداد بھی آئے گی کہ وہ چھ تھے۔

۳۲۲) اوس بن جبیر الانصاری

ابن عمرو بن عوف، خیبر کے قلعہ نام میں شہید ہوئے۔ ابن شاپین نے اسے نقل کیا اور ابو موسیٰ نے بھی ان کی بیرونی کی ہے۔

۳۲۳) اوس بن جہیش النخعی

ارقم میں تذکرہ ہو چکا ہے بعض نے ان کا نام حمیش بن اوس بتایا ہے۔

۳۲۴) اوس بن حارثہ الطائی

ابن قانع نے بحوالہ حمید بن منہب نقل کیا ہے وہ اپنے دادا اوس بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں بنی طی کے ستر سواروں کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔
ابن الدبارغ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن قانع نے اوس بن حارثہ کا نسب بیان کرتے ہوئے کہا: ام ابن عمرو کے بیٹے۔ جو وہم ہے کیونکہ اوس بن حارثہ بن ام تو زمانہ جاہلیت میں فوت ہو گئے۔ اسلام کا زمانہ تو ان کے پوتوں مثلاً عروہ بن مضرس بن حارثہ اور ہانی بن قیسہ بن اوس نے پایا۔ ابن عبدالبر نے ”بجیر بن اوس بن حارثہ بن ام“ کا ذکر کر کے کہا: ان کے مسلمان ہونے میں تاثر ہے۔

میں کہتا ہوں: اوس بن حارثہ، مندرجہ بالا حمید بن منہب کے دادا نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ حمید بن منہب بن حارثہ بن خرم بن اوس بن حارثہ بن لام بن عمرو بن طریف بن مالک بن جدعاء بن ذہل بن رومان بن جندب بن خارجہ بن سعد بن فطرہ بن طی ہیں۔ اور ان کے دادا خرم بن اوس کو شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ آئے گا۔ شاید اس میں ”ان کے دادا خرم بن اوس بن حارثہ ہوں“ اور لفظ خرم یہ رہ گیا ہو۔ واللہ اعلم

مجھے اس کی تائید بھی مل گئی ہے وہ یہ کہ ابن قانع نے کہا: ہم سے محمد بن عبدالوہاب اخباری نے بحوالہ ذکر کیا بن یحییٰ وہ زحر بن حصین سے وہ اپنے دادا حمید بن منہب سے وہ اپنے دادا اوس بن حارثہ بن لام طائی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ میں بنی طی کے ستر سواروں سمیت نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اسلام پر بیعت کی۔ پھر مکمل حدیث ذکر کی۔
میں کہتا ہوں: ابن قانع نے اسے مختصر ذکر کیا ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے اس کا ایک حصہ پیش کیا ہے، پھر انہوں نے کہا اور لمبی

حدیث ذکر کی وہ مذکورہ حدیث ہم نے ابوالسکین جو ذکر کیا بن یحییٰ طائی ہیں کے جزء میں روایت کی ہے اور ان سے ابو سعید بن جریس قاضی کی روایت۔ فرمایا: ہم سے ابو زر بن حصن کے چچا نے اپنے دادا حمید بن مہذب کے حوالہ سے بیان کیا کہ میرے دادا خرم بن اوس بن حارث نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی جوک سے واپسی کے موقع پر آپ کی طرف ہجرت کی آپ کی خدمت میں پہنچ کر میں اسلام لے آیا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ معلوم ہوا یہ حدیث خرم بن اوس کی ہے نہ کہ اوس کی۔ واللہ اعلم

اور تاریخ متفردی میں ہے: اوس بن حارث بن لاثم طائی نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اپنا ہاتھ بڑھائیے! (تا کہ میں بیعت کروں) آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”کس بات پر؟“ انہوں نے عرض کیا: یہ کہ میں بغیر شک کیے اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بغیر کسی شبہ کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بغیر کسی شبہ کے یہ گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور میں اپنی اس تلوار کو اسی پر چلاؤں گا جس کا آپ مجھے حکم دیں گے۔ آپ نے فرمایا: ”بہت اچھے اللہ تعالیٰ تمہیں بابرکت کرے۔“ * ان کے بیٹے خرم بن اوس نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ اوس نے اتنی عمر پائی ہو کہ اسلام کا زمانہ پالیا ہو۔ بعد میں میں ”جمہورۃ ابن الکلبی“ میں دیکھا کہ اوس بن حارث دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے۔

ابو مخنف لوط بن یحییٰ نے کتاب السمرین میں ذکر کیا ہے کہ اوس بن حارث جن کا ابھی ذکر ہوا دو سو (۲۰۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ بے حد بوڑھے ہو گئے۔ ان کی عقل و سماعت جواب دے گئی۔ وہ اپنی قوم کے سردار بھی تھے ان کے بیٹے انہیں ایک میدان میں چھوڑ کر رخصت ہو گئے یہاں تک کہ وہ ضائع ہو کر ہلاک ہو گئے۔ اسی بنا پر آج تک انہیں برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اسی کے متعلق احم بن حارث بن طریف بن عمرو بن ثمامہ بن مالک بن جدعان طائی کہتا ہے: ”مجھے محلہ میں یہ اطلاع ملی کہ لحنان پر اوس کمزوری سے مر گیا ہے۔ اس کے گھر والوں نے اسے اٹھایا اور اسے امانت سمجھ کر یوں چھوڑ دیا جیسے اون سے بنی پرانی چادر ہوتی ہے۔“ جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں فوت ہوئے۔

۳۳۵) اوس بن حبیب انصاری *

خیبر میں شہید ہوئے۔ یہ ابن عبدالبر * کا قول ہے اور پہلے گزر چکا ہے۔ اوس بن جبیر بعض کہتے ہیں وہ یہی ہیں۔

۳۳۶) اوس بن الحدان *

بن عوف بن ربیعہ بن سعید بن ربیعہ بن وائلہ بن دھان بن نصر بن معاویہ بن مکر بن عوازن نصری (نون سے) ابن حبان نے کہا ہے، کہا جاتا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن ابی عاصم نے عمر بن مہبان کی سند سے (جو ضعیف ہے) زہری سے بحوالہ مالک بن اوس بن حدان نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: ”انا ج سے ایک صاع صدقہ فطر فطرانہ ادا کرو۔“ * (حدیث) ابن مندہ نے اس کا ذکر کر کے کہا: یہ قلط ہے۔ ادھر ابن مندہ نے ابو ضرہ کی سند سے بحوالہ سلمہ بن وردان،

* کنز العمال (حدیث ۴۵۶۳۴) * اسد الغابۃ (ت ۲۹۶) الاستیعاب (ت ۱۰۷)

* الاستیعاب (ت ۲۰۷/۱) * اسد الغابۃ (ت ۲۹۷) الاستیعاب (ت ۱۰۸) تجرید (۳۵/۱)

* دارقطنی فی سننہ (۱۴۷/۲) المعجم الکبیر (حدیث ۱۹۵/۱) الکامل فی الضعفاء (۱۶۷۴) الاحاد والمثنائی (۱۱۵/۳)

مالک بن اوس سے نقل کیا وہ اپنے والد سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”جس نے یہودگی میں بھی جھوٹ چھوڑ دیا اس کے لیے جنت کے درمیان میں گھر بنایا جائے گا“۔ * مسلمہ کے ضعیف ہونے کے باوجود اس کی سند میں اختلاف ہے۔ میں نے ابن عبد البر * کے قلم سے لکھا دیکھا: ”اگر کعب بن مالک کی حدیث نہ ہوتی تو میں ان کی صحابیت نہ ثابت کرتا“۔

میں کہتا ہوں: اس سے وہ مسلم کی اس روایت کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو امام مسلم * نے ابو زبیر کی سند سے بحوالہ ابن کعب بن مالک اپنے والد سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے انھیں اور اوس بن حدثان کو ایام تشریق میں اعلان کرنے بھیجا: ”مئی کے ان کھانے پینے کے ہیں“۔ * ابن مندہ نے کہا: یہ صحیح غریب حدیث ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

۳۲۷ اوس بن حذیفہ *

بن ربیعہ بن ابی سلمہ بن غیرہ بن عوف۔ بعض نے کہا ہے کہ یہ حذیفہ ابن ابی عمرو بن عمرو بن عوف بن وہب بن عامر بن ہار بن مالک بن حطیط بن جشم ثقفی ہیں اور وہ اوس بن ابی اوس ہیں۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت لی ہے اور ان کی سند سے صحیح احادیث مروی ہیں یہ عمرو بن اوس کے والد ہوتے ہیں اور عثمان بن عبد اللہ بن اوس کے دادا امام احمد * نے فرمایا: اوس بن ابی اوس بن اوس بن حذیفہ ہیں۔ اور امام بخاری * نے اپنی تاریخ کبیر میں اور ابن حبان نے لکھا ہے: اوس بن حذیفہ عمرو کے والد ہیں انھیں اوس بن ابی اوس اور اوس بن اوس بھی کہا جاتا ہے۔ یحیٰی * نے کہا: ان کے متعلق حقد میں نے اختلاف کیا ہے کوئی تو کہتا ہے، پھر انہوں نے تین اختلافات ذکر کیے۔ پھر کہا: جہاں تک اوس بن اوس ثقفی کا تعلق ہے تو ان سے شامی روایت کرتے ہیں انھیں کے متعلق کہا گیا ہے اوس بن ابی اوس۔ پھر کہا: اوس بن حذیفہ ۵۵ میں فوت ہوئے۔

۳۲۸ اوس بن حذیفہ *

ابن حبان * نے ”صحابہ“ نامی کتاب میں لکھا ہے کہ ”نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آئے، یہ ثقفی نہیں ہیں“۔

۳۲۹ اوس بن حوشب *

انصاری۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں جریری کی سند سے بحوالہ ابوسلیم نقل کیا ہے، فرمایا: مجھے میرے والد نے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک انصاری کے گھر بیٹھے دیکھا جنہیں اوس بن حوشب کہا جاتا تھا۔ آپ کے سامنے انگور پیش ہوا تو اسے اپنے ہاتھ

* ترمذی، کتاب البر والصلة باب ما جاء فی المراء (حدیث ۱۹۹۳) اتحاف السادة المتقين (۳۰۰/۱) مشکاة المصابيح (۴۸۳۱)

* الاستيعاب (۲۰۸/۱)

* نسائی، کتاب الايمان باب تاويل قول الله تعالى ﴿قَالَتِ الاعْرَابُ آمَنَّا...﴾ (حدیث ۵۰۰۹)

* ابن ماجہ، کتاب الصيام باب ما جاء فی النهی عن صيام ايام التشريق (حدیث ۱۷۱۹)

* اسد الغابة (ت ۲۹۸) الاستيعاب (ت ۱۱۳) مسند احمد (حدیث ۱۲/۴، ۴۶۴/۴)

* التاريخ الكبير (۱۵/۲) معرفة الصحابة (۳۴۸/۲)

* الثقات (۱۱/۳) اسد الغابة (ت ۲۹۹) تجرید (۳۵/۱)

میں لیا۔ پھر حدیث * ذکر کی۔

ابو السلیل کا نام: خریب بن تمیر ہے دونوں نام قصیر سے اور والد والا نام ان سے ہے۔

۳۳۰) اوس بن خالد بن عبید *

بن امیہ بن نضر بن حشم بن مالک بن اوس انصاری اوی۔ ابن کلبی نے کہا: جنگ یرموک میں شریک تھے انہی کے متعلق حضرت حسان * بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اُس دن یہ اشعار کہے:

والفت يوم الروع اوس بن خالد
يمتج دما كالوعف مختضب النحر
”جنگ کے دن اوس بن خالد (کچھارے شیر کی طرح) چھوٹا، خون کی ایسے کلی کرتا ہے جیسے کسی نکسیر پھولے
فخض کا سینہ (خون سے) رنگین ہو۔“

۳۳۱) (ز) اوس بن خالد بن قرط

بن قیس بن وہب بن معاویہ بن عمرو بن مالک بن الحجار الانصاری النجاری، صحابہ میں ان کا ذکر کرنے سے لوگ غافل رہے حالانکہ وہ صحابی ہیں اس واسطے کہ ان کا بیٹا، صفوان بن اوس مشہور تاجری ہے۔ عمرہ بنت ابویوب انصاری ان کے عقد میں تھیں۔ اور ان صفوان کی والدہ مالکہ بنت الربیع بن قیس بن عامر ہیں جو بیعت کرنے والی عورتوں میں سے ایک ہیں۔ اس نسبت سے اوس صحابی بنتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر وہ جاہلیت میں فوت ہوئے ہوں تو ان کا بیٹا صحابی ہوتا ہے لیکن وہ تو تابعی ہیں لہذا یہ بات واضح لگتی ہے کہ ان کے والد نبی ﷺ کے بعد فوت ہوئے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی حیات میں انصار میں سے مدینہ میں کوئی بھی کفر پر برقرار نہ رہا۔

۳۳۲) اوس بن خالد بن یزید

بن مصعب طائی۔ زید انخیل کے چچا زاد بھائی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کا ایک قصہ بھی ہے، جو یوں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں دیہاتیوں کو پڑھانے ابوسفیان نامی شخص روانہ فرمایا، اسے یہ حکم تھا کہ جو نہ پڑھے اسے مارنا۔ اس نے اوس بن خالد کو پڑھانا چاہا تو اس نے نہ پڑھا جس پر ابوسفیان نے اسے کوڑے لگائے جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس کی ماں کھڑے ہو کر وا دیا کرنے لگی۔ زید انخیل طائی کا بیٹا حریت آ گیا۔ جب مرحوم کی ماں نے ساری بات اسے بتائی تو (جذبات سے بے قابو ہو کر) حریت نے ابوسفیان پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور اس کے متعلق یہ اشعار بھی کہے:

فلا تجزعی یا ام اوس فاته
یلاقی المنا یا کل حاف وذی نعل

فان یقتلوا اوسا عزیزا فانی
قتلت اباسفیان ملتزم الرحل

”اے اوس کی ماں! بے مبری اور جزع فزع نہ کر ہر ایک نے چاہے وہ ننگے پیر ہو یا نعل دار ہو، مرنا ہے۔ انہوں

* اللالی المصنوعة (۱۲۸/۲) الجامع الكبير (۲۱۷/۲) حکنز العمال (حدیث ۸۶۱۴)

* اسد الغابۃ (ت ۳۰۰) دیوان حسان (۱۸۵)

نے آ کر اوس (جو میرا) عزیز ہے کو قتل کیا ہے تو بدلہ میں میں نے بھی کجاوے پر ابوسفیان کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

اسے ابو النرج اصہبانی نے ابو عمرو شیبانی سے ذکر کر کے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ مقتول ابوسفیان قریش کا آدمی تھا۔

(۳۳۲) اوس بن حذام الانصاری*

ابوالشیخ نے اپنی تفسیر میں ثوری کی سند سے بحوالہ اعمش ابوسفیان سے وہ جاہل سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جو لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے وہ چھ تھے۔ (۱) ابولبابہ (۲) اوس بن حذام (۳) ثعلبہ بن ودیعہ (۴) کعب بن مالک (۵) مرارہ بن ربیع اور (۶) ہلال بن امیہ۔ ابولبابہ، اوس اور ثعلبہ آئے اور اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا۔ ساتھ اپنے مال بھی لائے۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یہ مال لے لیجئے، اسی نے ہمیں آپ ﷺ سے روکا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک جنگ نہیں ہوتی میں انہیں نہیں کھولوں گا۔ راوی کا بیان ہے اتنے میں قرآن نازل ہوا: ”کچھ اور لوگ ہیں جنہیں اپنے قصوروں کا اعتراف ہے۔“ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲) اس کی سند قوی ہے۔*

ابن مندہ نے بھی نقل تو اسی سند سے کیا البتہ انہوں نے اس کے آخر میں کہا: ثوری کے علاوہ لوگوں نے اسے اعمش سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے عوفی کی سند سے اسے نقل کیا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہی الفاظ میں اس سے زیادہ مکمل روایت ہے لیکن اس میں انہوں نے سوائے ابولبابہ کے کسی کا نام نہیں لیا۔ اور اوس بن ثعلبہ کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے کہ وہ سات افراد تھے۔ واللہ اعلم۔

(۳۳۳) اوس بن خولی*

بن عبد اللہ بن حارث بن عبید بن ملک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی انہیں اوس بن عبد اللہ بن حارث بن خولی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عدنی کا کہنا ہے کہ ان کی کنیت ابولسلی تھی بغوی نے اپنے معجم میں کہا: ہم سے علی بن مسلم نے، بحوالہ یعقوب بن ابراہیم ابویوسف۔ یزید بن ابی زیاد سے وہ معجم سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ علی اور فضل رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کو غسل دے رہے تھے۔ انصار کہنے لگے: ”ہم تمہیں اللہ تعالیٰ اور اپنے حق کا واسطہ دیتے ہیں۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ ایک قمیض شامل کر لیا جسے اوس بن خولی کہا جاتا تھا وہ مضبوط آدمی تھا اپنے ہاتھ سے پانی کا گھڑا اٹھاتا۔“ یزید بن ابی زیاد سے نقل کرنے میں کئی راویوں نے یعقوب بن ابراہیم کی متابعت کی ہے۔

اور ابن شاپین نے ابو جعفر منصور کی سند سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ ابن اسحاق* نے مغازی میں بغیر اسناد کے اسی معنی کی ایک روایت ذکر کی ہے۔ بغوی نے کہا: مجھے اوس کی کسی سند حدیث کا علم نہیں۔

* اسد الغابۃ (ت: ۳۰۱) تجرید (۳۶/۱) * الدر المنثور (۲۷۲/۳) * اسد الغابۃ (ت: ۳۰۲)
* المعجم الکبیر (حدیث: ۲۸۸/۱) معرفۃ الصحابہ (۳۴۰/۲) * السیرۃ النبویہ (۲۲۲/۴)

میں کہتا ہوں: کہ ابن مندہ نے ایک حدیث ہند بن ابی ہالہ کی سند سے اوس بن خولی سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔“ * اس کی سند میں خارجہ بن مصعب ضعیف راوی ہے۔ نیز اس میں غیر معروف راوی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کا دوسری احادیث میں بھی ذکر ہے ان میں سے ایک حدیث وہ ہے جسے ابن اسحاق * نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔ زہری سے وہ علی بن الحسین سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جو جو نبی ﷺ کی قبر میں اترے وہ علی، فضل، قثم، شقران اور اوس بن خولی ہیں۔ نیز اسے حسین بن عبداللہ، بحوالہ عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے، اسی سند سے یہ روایت طبرانی نے نقل کی ہے اور حسین ضعیف ہے۔ مدائنی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ انیس عمرۃ القضاء کے موقع پر ذوطوی میں چھوڑ گئے تھے تاکہ اگر قریش کوئی مکاری کریں تو یہ اس کا سہرا باب کر سکیں اور بشیر بن سعد کو مزا اٹھران میں چھوڑا گیا۔

ابراہیم بن سعد نے بحوالہ زہری، ابن کعب بن مالک سے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جو ابن ابی العقیق کے قتل کے لئے گئے تھے۔ زہری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق وغیرہ نے ان کا شہدائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور شجاع بن وہب میں رشتہ مواخاۃ قائم فرمایا تھا۔

ابن سعد * نے کہا ہے: اوس بن خولی کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھیراؤ سے پہلے ہوا۔

۳۳۵) اوس بن ساعدہ الانصاری *

ایک حدیث میں ان کا ذکر ہے۔ ابو موسیٰ نے نوین کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن حبان۔ جو ایک متروک ضعیف راوی ہے۔ شعبہ سے وہ عکرمہ سے بحوالہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کی ہے کہ اوس بن ساعدہ انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کا چہرہ بے رونق ہو رہا ہے پھر وہ خود ہی بولے: یا رسول اللہ! میری چند پیشیاں ہیں (حالات و رواج کی وجہ سے) میں ان کے لئے موت کی بدعا کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے لیے بد دعامت کرو۔۔۔۔۔“ (حدیث) *

۳۳۶) اوس بن سعد

بن ابی سرح العامری، فتح مکہ میں مسلمان ہونے والوں میں سے ہیں۔ مدینہ منورہ سکونت تھی وہیں ایک گھربلا۔ ابن فتحون نے بحوالہ عمر بن شبہ ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے ایک روایت ملی ہے کہ وہ عبدالملک بن مروان کی مدینہ کی گورنری یا اس کی خلافت تک زندہ رہے۔ فاکہی نے ابن جریج کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھے عکرمہ بن خالد بن اوس بن سعد بن ابی سرح بنی عامر بن لوی کے بھائی نے بتایا کہ ہمارا قیام دارالحکم میں تھا۔ عبدالملک نے اپنی گورنری کے دوران (مجھ سے) کہا: ابوالعاص کی حویلی میں آپ کی جو رہائش ہے وہ مجھے فروخت کر دیں۔ میں نے کہا: وہ ابوالعاص کی حویلی تو نہیں۔ بلکہ جاہلیت میں ہماری حویلی تھی۔ اسی میں ہم لوگ اسلام لائے۔

* الدر المنثور (۱۱۴/۴) مشکاة المصابیح (۵۱۱۹) کنز العمال (حدیث ۵۷۳۰) فتح الباری (حدیث ۳۴۷/۱۱)

* السيرة النبوية (۲۳۲/۴) الطبقات الكبرى (۱۹/۳) * اسد الغابۃ (ت ۳۰۳)

* كشف الغطاء (۱/۱۴۹، ۲/۳۹۷) الاسرار المرفوعة لعلی القاری (۱۴۹)

تو اس نے کہا: تو یہ پھر آپ کا تاحیات گھر ہوا۔ انہوں نے فرمایا: جو بھی ہو، وہ تو نبی ﷺ کے ہمارے حق میں فیصلے سے ہوا ہے۔ اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ بہر کیف میرے ہاتھ فروخت کر دیں۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: پیسوں کے بدلے تو مشکل ہے البتہ گھر کے بدلے سچ سکا ہوں۔ فرماتے ہیں حرمائیں کی حویلی کے بدلہ میں میں نے وہ گھر اسے سچ دیا۔

۳۳۷) اوس بن سعد

ابوزید الانصاری۔ ازبنی اسمیہ بن زید، ابو موسیٰ نے عبدان کے واسطے سے احمد بن سيار سے، بحوالہ یحییٰ بن بکیر سے نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنی مشیخت (شیوخ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے کسی علاقہ پر مامور فرمایا اور انہی کی خلافت میں ۱۶ھ ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

۳۳۸) اوس بن سلامہ

بن وقش، سلمہ، سعد اور ابونا نکرہ کے بھائی۔ ابن کلیس نے تمہرہ میں کہا: وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔

۳۳۹) (ز) اوس بن سمعان الانصاری

ابن عبد البر نے کہا: ان کی ایک حدیث ہے جس کی سند قوی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مندہ نے ابراہیم بن سوید کی سند سے بحوالہ ہلال بن زید بن سيار (جو ابو عقال اور ایک ضعیف راوی ہیں) سے نقل کیا کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے جہانوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لیے مبعوث کیا ہے تاکہ میں بانسریاں اور آلات موسیقی کا خاتمہ کروں۔ اس پر اوس بن سمعان نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا: میں (آپ کی) اس (مفت) کو بے عینہ تو رات میں موجود پاتا ہوں۔

ابن مندہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ابراہیم سے روایت کرنے میں سعید بن ابی مریم متفرد ہیں۔

۳۴۰) (ز) اوس بن سوید الانصاری

باوردی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابن جریر کی سند سے بحوالہ عکرمہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت ”مردوں کے لیے اس میں حصہ ہے جو (میراث) والدین اور رشتہ دار چھوڑیں“۔ (سورۃ النساء: ۷) اس کا کچھ حصہ اوس بن ثابت کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۳۴۱) اوس بن شرحبیل

بنی مجع کے ایک فرد ہیں جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے ان کی حدیث اہل شام میں پائی جاتی ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۳۰۴) * اسد الغابۃ (ت ۳۰۶) الاستیعاب (ت ۱۱۷) تجرید (۳۶/۱) * الاستیعاب (۲۱۰/۱)

المعجم الكبير (حدیث ۲۲۳/۸) کنز العمال (۱۳۶۹۹) و (۳۲۰۹۶) * اسد الغابۃ (ت ۳۰۷) الاستیعاب (ت ۱۱۱) تجرید (۳۶/۱)

یہ ابن حبان کا قول ہے شریحیل بن اوس میں بھی آ رہا ہے۔ اور ابو بکر بن عیسیٰ نے تاریخ مصعبین میں ان دونوں حضرات میں فرق کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: جمیع میں ٹھہرنے والے صحابہ میں سے شریحیل بن اوس اور اوس بن شریحیل ہیں۔ یوں انہوں نے یہ دو افراد بنا لیے، اسی کو ابن شاپین ممکن سمجھتے ہیں۔

بغوی نے کہا: میرے نزدیک صحیح شریحیل بن اوس ہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ایک مطلق روایت اور ابن شاپین اور طبرانی نے زبیدی کے سلسلہ سے شامی سند کے واسطے سے، عیاش بن یونس بحوالہ نمران ابی الحسن بن محمد نقل کیا ہے کہ اوس بن شریحیل جو بنی محجم کے ایک فرد ہیں انہوں نے ان سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، جو ظالم کی امداد کے لیے اس کے ساتھ چلا اور اسے یہ معلوم بھی ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ ایمان سے تہی دست ہو گیا۔

۳۲۲ اوس بن الصامت

بن قیس بن اصرم بن لحر بن ثعلبہ بن غنم بن سالم بن عوف بن الخزرج الانصاری عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ مورخین نے ان کا شہدائے بدر اور دیگر غزوات میں ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم سے ہارون بن عبد اللہ نے بحوالہ محمد بن فضل، حماد بن سلمہ سے وہ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے وہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حمیلہ اوس بن الصامت سے منسوب تھیں اور وہ ذرا وہی شخص تھے، پھر حدیث ظہار کا تذکرہ کیا۔ اس روایت کو متصل روایت کرنے میں عازم کی شاذان نے متابعت کی ہے۔ اور موسیٰ بن اسماعیل نے حماد سے مرسل نقل کی ہے اسی طرح اسماعیل بن عیاش اور ایک جماعت نے ہشام سے بحوالہ اپنے والد مرسل نقل کی ہے۔ بزار نے ابو حمزہ ثمالی کے سلسلہ سے (جس میں ضعف ہے) بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی کہ جاہلیت میں خاوند جب اپنی بیوی کو یوں کہہ دیتا: تیری پیٹھ تو میری ماں جیسی ہے تو وہ اس کے لئے حرام ہو جاتی۔ اسلام میں سب سے پہلے جس شخص نے ظہار کیا وہ تھا جس کے عقد میں اس کی محرم زادہ تھی جس کا نام خولہ تھا اسی طرح انہوں (بزار) نے اسے بہم نقل کیا ہے۔

اور ابن شاپین و ابن مندہ نے یہ روایت اسی سند سے ان الفاظ میں ذکر کی ہے کہ اسلام میں پہلا ظہار کرنے والے اوس بن الصامت ہیں، ان کی چچا زادان سے منسوب تھی، اس روایت کو عبد الرزاق بحوالہ ابن عیینہ، ثابت ثمالی سے وہ عکرمہ سے مرسل نقل کر کے اس کا نام خولہ اور خاوند کا نام اوس کی جگہ اویس بن الصامت تصغیر سے اور قصہ لبا ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد نے، یوسف بن عبد اللہ بن سلام، خولہ بنت مالک بن ثعلبہ نقل کیا فرماتی ہیں: میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا۔ پھر قصہ ذکر کیا اس کی سند حسن ہے۔ دارقطنی اور طبرانی نے مسند شامیین نے سعید بن بشیر کے سلسلہ سے بحوالہ قتادہ وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

تقات التابعین (۱۰/۳) تاریخ الكبير (۲۵۰/۴)

المعجم الكبير (۱۹۷/۱) مجمع الزوائد (۲۰۶/۴) التاريخ الكبير (۲۰۵/۴) الدر المنثور (۲۵۶/۲) كنز العمال (۱۴۹۵۵)

اسد الغابۃ (ت ۳۰۸) الاستيعاب (ت ۱۰۵) تجرید (۳۶/۱)

ابوداؤد کتاب الطلاق باب فی الظہار (حدیث ۳۲۱۴)

السنن لدارقطنی (۳۱۶/۳)

اوس بن الصامت (رضی اللہ عنہ) نے اپنی اہلیہ خولہ بنت ثعلبہ سے ظہار کیا۔ ابن مندہ نے کہا کہ اس روایت کو متصل نقل کرنے میں سعید بن شیر مفرود ہے جبکہ سعید بن ابی عمرو نے اسے قنادہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

ابوداؤد عطاء بن ابی رباح کے سلسلہ سے بحوالہ اوس بن الصامت ایک (مرسل) حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں: عطاء نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ (کو نہیں دیکھا بلکہ ان) کا دور ہی نہیں پایا وہ بدری صحابی ہیں جو بہت پہلے فوت ہوئے۔ ابن حبان * نے کہا: ان کا انتقال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایام میں ہوا، اس وقت سن پچاسی (۸۵) سال کا تھا۔ دوسرے علماء کا کہنا ہے کہ وہ ۳۳ھ رملہ میں فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر بہتر (۷۲) سال کی تھی۔

۳۳۳) اوس بن عابد الانصاری *

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ خیبر کے روز شہید ہوئے۔ *

۳۳۴) اوس بن عبداللہ *

بن حجر الاسلمی۔ ابوہریرہ کثیف تھی۔ کبھی اپنے دادا کی جانب منسوب کیے جاتے تو اوس بن حجر کہلاتے۔ بغوی، ابن السکن اور ابن مندہ نے بسلسلہ فیض بن وثیق، صحر بن مالک بن ایاس بن مالک بن اوس بن عبداللہ بن حجر اسلمی جو اہل عرج کے شیخ ہیں نقل کیا، فرماتے ہیں: میرے والد مالک بن ایاس بن مالک نے مجھے بتایا کہ ان کے والد ایاس نے انہیں، ان کے والد مالک بن اوس نے انہیں، ان کے والد اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا وہاں سے گزر رہا آپ کے ہمراہ ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے یہ دونوں حضرات جھہ اور ہرشی کے درمیان سے ایک اونٹ کے کوہان پر سوار تھے تو اوس نے اپنے ربوڑ کے ایک اونٹ پر انہیں سوار کر کے اپنا مسعود نامی غلام ان کے ساتھ روانہ کر دیا اور اسے یہ تاکید کی کہ راستے کی جو گزرگاہیں اسے معلوم ہیں ان پر انہیں لے چلے اور ان کا ساتھ نہ چھوڑنا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

طبرانی * نے اسے نقل کیا تو دوران ذکر ہے کہ ان کے والد مالک بن اوس بن حجر نے انہیں بتایا کہ ان کے والد اوس بن عبداللہ بن حجر نے فرمایا: میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ کا گزر رہا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابوالعباس سراج نے اسے اپنی تاریخ میں محمد بن عباد العکلی بحوالہ ان کے بھائی موسیٰ سے وہ عبداللہ بن یسار سے وہ ایاس بن مالک بن اوس سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی... پھر مرسل روایت ذکر کی۔ ابن عبدالبر * فرماتے ہیں: ان کی حدیث کی بنیاد ان کا بیٹا ہے اور یہ روایت حسن ہے بعض نے ابواوس بن ہریرہ بن حجر بھی کہا ہے۔

میں کہتا ہوں: بعض راویوں نے روایت کو آگے پیچھے کر دیا۔ حاکم نے اکلیل میں واقدی کی سند سے بحوالہ ابن ابی سبرہ، حارث بن فضیل فرماتے ہیں: مجھ سے مسعود بن حیدہ نے اپنے والد کے حوالہ سے اپنے دادا مسعود سے نقل کیا ہے، فرمایا: میری رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا: مسعود! کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے عرض کیا: آپ کو سلام کرنے حاضر ہوا تھا۔ اب مجھے

* الثقات (۱۰/۳) * اسد الغابہ (ت ۳۱۰) الاستیعاب (ت ۱۱۶) * الاستیعاب (۲۰۹/۱)

* اسد الغابہ (ت ۳۱۱) الاستیعاب (ت ۱۱۹) تجرید (۳۱۶/۱) * المعجم الكبير (حدیث ۲۲۳/۱) * الاستیعاب (۲۱۱/۱)

ابو نعیم اوس بن حجر نے آزاد کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے۔“ * مالک بن اوس کے حالات میں ان کی حدیث کا سلسلہ آئے گا۔

میں کہتا ہوں: ان کے والد کا نام ابن ماکولا * نے دوزبوروں سے قلمبند کیا ہے، بعض نے پہلے حرف کے پیش اور دوسرے کے سکون کا قول اختیار کیا ہے۔

(۳۳۵) **اوس بن عتیک الانصاری** انیس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۳۳۶) **اوس بن عمرو الانصاری المازنی** دیمہ نے جگہ یرامہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۷) **اوس بن عمرو**

بن عبد القاری، مصر پڑاؤ کیا۔ قضائی نے خط میں لکھا ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور کہا کہ عراق بن مالک، اوس کی اولاد کے رشتہ دار ہیں۔

(۳۳۸) **اوس بن عوف ***

بن جابر بن سفیان بن عبد یاسیل بن سالم بن مالک بن حلیط بن خشم بن ثقیف۔ ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور کہا کہ وہ ثقیف کے وفد میں تھے۔ ابو نعیم نے یہ گمان ظاہر کیا ہے کہ وہ اوس بن حذیفہ ہیں۔ اپنے اجداد میں سے عوف کی طرف منسوب ہیں۔ میں کہتا ہوں: جبکہ ایسا نہیں کیونکہ دونوں نسبوں میں اختلاف ہے۔

(۳۳۹) **اوس بن فائد**

بعض نے ابن فایک اور بعض نے ابن الفا کہ کہا ہے ازبنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق * نے شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ عہدان نے لُحی بن بکیر کی سند سے روایت کیا ہے کہ اوس بن فایک ایک صحابی ہیں جو خیبر میں شہید ہوئے۔

(۳۴۰) **اوس بن قتادہ الانصاری** ابن اسحاق * نے ان کا بھی شہدائے خیبر میں ذکر کیا ہے۔

(۳۴۱) **اوس بن قیظی**

بن عمرو بن زید بن خشم بن حارث بن حارث بن اوس الانصاری۔ عرابہ کے والد، وہ خود اور ان کے دونوں فرزند عرابہ اور عبد اللہ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اوس بن قیظی ایک منافق شخص تھا جس نے کہا تھا: ”ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں۔“ (اگر ہم جہاد کے لیے نکل گئے تو ان کا محافظ کون ہوگا؟) ابواسخیں نے اپنی تفسیر میں ابن اسحاق * کی سند سے نقل کیا ہے کہ مجھ

* فتح الباری (۱۹۰/۱۱) مشکل الآثار (۲۰۰/۲) الاذکار النبویة (۲۵۱) * الاکمال (۱۸۹)

* اسد الغابۃ (۳/۳) الاستیعاب (ت ۱۱۵) * الثقات (۹/۳) * السیرۃ النبویة (۳۶۶/۳) * السیرۃ النبویة (۲۶۶/۳)

* اسد الغابۃ (ت ۳۱۶) الاستیعاب (ت ۱۱۸) * السیرۃ النبویة (۱۵۱/۲)

سے معتبر شخص نے زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے بتایا کہ شاس بن قیس (جو بہت بڑا یہودی کافر تھا) کا اوس و خزرج کے ایک گروہ پر سے گزر ہوا جو آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔ تو اسے سابقہ عداوت کے بعد ان کی باہمی الفت ناگوار گزری۔ اس نے ایک یہودی نوجوان کو جو اس کے ساتھ تھا کہا کہ ان کی مجلس میں بیٹھ کر انہیں جنگ بعاث کی یاد دلاؤ۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس پر یہ لوگ آپس میں لڑنے جھگڑنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دو شخص اوس بن قیس اوس سے اور جبار بن محرز خزرج سے گھٹنے ٹیکے کھڑے ہو کر بولنے لگے، دونوں گروہ غضبناک ہو کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ملی، آپ ﷺ تشریف لائے، انہیں سمجھایا بجھایا اور صلح کرادی۔ انہوں نے آپ ﷺ کی بات سنی اور قبول کر لی جس پر اللہ تعالیٰ نے اوس اور جبار کے متعلق آیات نازل کیں:

”اے ایمان والو! اگر تم نے ان اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف

بھیر لے جائیں گے۔“ (ال عمران: ۱۰۰)

اور شاس بن قیس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں:

”کہو! اے اہل کتاب! یہ تمہاری کیا روش ہے کہ جو اللہ کی بات مانتا ہے اسے بھی تم اللہ تعالیٰ کے راستہ سے

روکتے ہو۔“ (ال عمران: ۹۹)

یہ حدیث طویل تھی میں نے ہی اسے مختصر ذکر کیا ہے اس کی سند مرسل ہے اور اس میں ایک مبہم راوی ہے۔ اسے ابو عمر نے نقل کیا ہے۔

۳۵۲ اوس بن مالک الاشجعی

ایک حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے کئی بن ابراہیم نے روایت کیا ہے، ابن مندہ نے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔

۳۵۳ اوس بن مالک

بن قیس بن محرز بن حارث بن ثعلبہ بن مازن بن النجار، ابوسامع مازنی، احد میں شریک رہے ابن شاہین اور اسی طرح طبری نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے۔

۳۵۴ اوس بن مالک الانصاری

اوس بن ثابت میں ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۳۵۵ اوس بن مالک

بن عطاء ہمدانی، عطاء بن قیس میں تذکرہ آتا ہے۔

۳۵۶) اوس بن معاذ

ابن اسحاق نے بر معوذہ کے شرکاء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

۳۵۷) اوس بن المعلی

بن لوذان بن حارث بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناة بن حبیب بن عبد حارثہ بن مالک بن عصب بن جسم بن خزرج۔ ابن کلبی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۳۵۸) اوس بن معیر

ابو محذورہ، کتبوں میں آئے گا، خلیفہ اور زبیر بن بکار نے ان کا نام اوس بتایا ہے۔ جبکہ امام احمد بن حنبل، ابن معین، ابن سعد اور ابو یوسف نے ”سمرہ“ کہا ہے۔ ابن معین سے کسی نے نقل کیا ہے کہ ان کا نام معیر بن نفیر ہے ایسا ہی ابن شاپین نے نقل کیا ہے۔ اور ابو عمر نے کہا ہے: بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اوس بن معیر ابو محذورہ کے بھائی ہیں جبکہ اس میں تاثر ہے۔ پہلا قول (یعنی یہ ابو محذورہ کا نام ہے) زیادہ صحیح اور مشہور ہے۔ ابن زبیر سے یہ بھی منقول ہے کہ ابو محذورہ کا نام اوس ہے اور ان کا ایک بھائی انہیں تھا جو کافر قتل کیا گیا۔ اسی پر ابن حزم نے اعتماد کیا اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو غلط کہا ہے۔ ابو الیخضر نے مروی ہے کہ ابو محذورہ کا نام سمرہ ہے اور ان کے بھائی کا نام اوس ہے جو جنگ بدر میں کفر پر مارا گیا۔

۳۵۹) اوس بن مغراء الانصاری

دیمہ نے ان کا شہدائے جنگ یمامہ میں تذکرہ کیا ہے۔

۳۶۰) اوس بن المنذر الانصاری

از بنی عمرو بن مالک بن نجار، ابن اسحاق اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ ان کا ذکر شہدائے احد میں کیا ہے۔

۳۶۱) اوس بن یزید

بن اصرم۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے حاضرین عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۶۲) اوس الانصاری

طبرانی نے سابقہ حضرات سے انہیں جدا ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے ابو زبیر کے حوالہ سے، سعید بن اوس انصاری سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عید الفطر کے روز فرشتے راستوں پر کھڑے ہو کر

اسد الغابۃ (ت ۳۲۲) تجرید (۳۸/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۲۳) اسد الغابۃ (ت ۳۲۴) الاستیعاب (ت ۱۱۶)

الاستیعاب (۲۰/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۲۵) السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) اسد الغابۃ (ت ۳۲۶)

المعجم الكبير (حدیث ۱۹۶/۱)

اعلان کرتے ہیں: ”مسلمانو! کرم نواز پروردگار کی طرف بڑھو، جو بھلائی کا احسان کرتا ہے پھر اس پر زیادہ اجر دیتا ہے۔۔۔ اس کے آخر میں ہے: یہ انعامات کا دن ہے۔“ حسن بن سفیان نے اسے اپنی سند میں سعید بن عبد الجبار کی سند سے بحوالہ قوبہ یا ابوتوبہ سعید بن اوس سے نقل کیا ہے وہ اپنے والد سے اسی مفہوم میں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے معانی نے ”الکلیلیس“ میں سعید بن عبد الجبار کی سند سے ابوتوبہ کے حوالہ سے بغیر شک کے نقل کیا ہے۔

۳۹۳ دوسرے ”اوس الانصاری“ جن کا ذکر ہے

حاکم اکلیل میں واقدی کی سند سے بحوالہ ابن ابی سبرہ، حارث بن فضیل سے وہ ابن مسعود بن حنیدہ سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ پھر بنی المصطلق کے غزوے کی حدیث ذکر کی۔ اس کے آخر میں ہے: ہاشم بن صبابہ دشمن کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے۔ تیز تند ہوا اور گرد و غبار میں واپس آئے۔ راستے میں انہیں عبادہ بن الصامت کے خاندان کا اوس نامی شخص ملا۔ انہیں گمان ہوا کہ ہاشم مشرکین کا آدمی ہے، بڑھ کر حملہ کیا اور انہیں قتل کر دیا۔ بعد میں علم ہوا کہ وہ مسلمان تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیت ادا کرنے کا حکم دیا۔ پھر راوی نے مکمل حدیث ذکر کی۔

۳۹۴ اوس الکلابی

ابن قانع نے یحییٰ بن راشد کی سند سے بحوالہ معطلی بن حاجب بن اوس کلابی نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور جن باتوں پر لوگ بیعت کر رہے تھے میں نے بھی بیعت کی۔
امام بخاری، ابن ابی حاتم، اور ابن حبان نے ذکر کیا ہے کہ اوس کلابی ضحاک بن سفیان سے اور ان سے ان کے بیٹے حاجب روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم

۳۹۵ اوس المرئی (را. جس کے بعد ہمزہ ہے)

ازہبی امری القیس۔ ان کی بیٹی کی حدیث میں جسے عبدان نے روایت کیا ہے، ان کا ذکر ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: مجھ سے محمد بن محمد بن مرزوق نے بحوالہ حیدہ بنت ابی العطانیہ محمد بن اعین نے بیان کیا، فرماتی ہیں: مجھ سے میرے والد نے اُمّ جمیل بنت اوس المرئیہ کے حوالہ سے نقل کیا، فرماتی ہیں: میں اپنے والد کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، میرے (سر) مینڈھیاں اور کچھ بال نیم تراشیدہ تھے۔ تو نبی ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا: ”اس بچی سے جاہلیت کی شباہت (جو بالوں میں ہے) منہ دادو پھر اسے میرے پاس لانا۔“ فرماتی ہیں: میرے والد مجھے لے گئے اور میرا سر موٹھ کر واپس لے آئے۔ ”آپ ﷺ نے میرے لیے دعائے برکت کی اور میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا۔“

ابن قانع نے اسی سند سے یہ حدیث لکھی ہے البتہ انہوں نے اوس مرئی زا اور نون سے کہا، جو لفظی غلطی ہے۔ ابوعلی نے الاستیعاب کے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ ان کا نام جمیلہ ہے۔

- اسد الغابۃ (ت ۲۹۴) * اسد الغابۃ (۱/۱۶۵) * التاريخ الكبير (۲/۱۹) * الجرح والتعديل (۲/۳۰۴) * الفقات (۴/۴۴)
اسد الغابۃ (ت ۳۲۱) * المعجم الكبير (۱/۶۲۱) * معرفة الصحابة (۲/۳۶۲)

۳۶۶) اوس غلام رسول ﷺ

ابن حبان * نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ ابو کھو کا نام ہے۔ جبکہ طبرانی نے کہا: اوس کو سلیم بھی کہا جاتا ہے۔ کئیوں میں آ رہا ہے۔

۳۶۷) اوس

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کا نام ہے جنہوں نے قرآن مجید کو یکجا کیا ہے۔ یہ بات قاضی اسماعیل نے علی بن مدینی کے حوالہ سے نقل کی ہے، کئیوں میں آ رہا ہے۔

۳۶۸) اوفی بن عرفطہ *

ابن عبدالبر * کا قول ہے۔ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے والد طائف میں شہید ہوئے۔
میں کہتا ہوں: جیسا کہ آ رہا ہے، یہ عرفطہ بن حباب ازدی، بنی امیہ کے حلیف ہیں۔

۳۶۹) اوفی بن مولہ تمیمی عنبری *

بنوفی وغیرہ علماء نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ طبرانی اور ابن مندہ نے عبدالغفار بن محمد بن حصین بن حجاز بن اوفی بن مولہ کے حوالہ سے نقل کیا، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اوفی بن مولہ سے۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ نے مجھے محکم کی زمین دی اور مجھ پر یہ شرط عائد کی ”کہ مسافر پہلا سیراب ہونے والا ہو“ اور ہم میں ساعدہ نامی شخص کو جنگل کا کنواں دیا، اور ایاس بن قتادہ کو جابیہ جو یمامہ سے پہلے ہے۔ ہم سب اکٹھے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ ابن عبدالبر * نے کہا: ان کی حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔

۳۷۰) اویس بن الصامت اوس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد یاد ہے

۳۷۱) ایاد ابوالسنج *

نبی ﷺ کے غلام۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کئیوں میں آ رہا ہے۔

۳۷۲) ایاس بن اوس *

بن عیک الانصاری الاہلبی۔ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب کے حوالہ سے شہدائے اُحد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسا ہی

❖ الثقات (۱۲/۳)	❖ اسد الغابۃ (ت ۳۲۹) الاستیعاب (ت ۱۲۱)
❖ الاستیعاب (۲۱۲/۱)	❖ اسد الغابۃ (ت ۳۳۰) الاستیعاب (ت ۱۲۰) تجرید (۳۸/۱)
❖ المعجم الکبیر (حدیث ۲۹۳/۱)	❖ الاستیعاب (۲۱۲/۱)
❖ اسد الغابۃ (ت ۳۳۲) الاستیعاب (ت ۱۶۲)	❖ اسد الغابۃ (ت ۳۳۲) الاستیعاب (ت ۱۲۶)

الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (جلد ۲)

ابن اسحاق* اور ابوالاسود نے عروہ سے روایت کیا ہے۔ جبکہ ابن کلبی نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے یہ سمجھا ہے کہ وہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے ہیں۔

۳۷۳ ایاس بن بکیر*

بن عبد یاسیل بن ناشب بن فیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ اللیثی، بنی عدی کے حلیف، امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں فرمایا: لیث فرماتے ہیں: مجھ سے زہری نے بحوالہ محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان نقل کیا کہ محمد بن ایاس بن بکیر نے ان سے بیان کیا، اور ان کے والد بدری صحابی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس روایت کو موصولاً ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا: ہمیں ایاس اور ان کے بھائیوں کے علاوہ کوئی چار ایسے بھائی معلوم نہیں جو بدر میں شریک ہوئے ہیں۔ جو یہ ہیں: عاقل، خالد، عامر* (چوتھے ایاس)۔ ان چاروں نے اکٹھی ہجرت کی اور رفاعہ بن عبد العزیز کے ہاں اترے۔ ابن یونس نے کہا ہے: ایاس فتح مصر میں شریک تھے اور ۳۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بھائی عاقل بدر میں، خالد غزوہ رندج میں اور عامر جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۳۷۴ ایاس بن ثعلبہ*

ابو امامہ الملوئی، بنی حارثہ کے حلیف، انصار سے تعلق ہے عنقریب کیتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۳۷۵ ایاس بن رذاب*

یہ ہلال بن رباب کے بیٹے ہیں اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ عنقریب آ رہا ہے۔

۳۷۶ ایاس بن سلمہ بن الاکوع*

ابن عبد البر نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے اشعار میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کی ہے جبکہ اس میں تاثر ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ وہ شخصیت ہے جس سے ابوالعمیس روایت کرتے ہیں تو پھر یہ صحابی نہیں۔ اس واسطے کہ ان کی ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوئی، اور اگر سلمہ کا کوئی ایاس نامی بیٹا ہو تو اس کا بھی احتمال ہے۔ اس سلسلہ میں مرزبانی نے اپنی معجم میں ابن عبد البر سے پہلے کی ہے لیکن انہوں نے یہ تصریح نہیں کی کہ یہ صحابی ہیں، بلکہ ان کے حالات میں کہا ہے کہ یہ مذکورہ اشعار میں نبی ﷺ کی تعریف کرتے ہیں:

سمح الخلیقة ماجد وکلامه حق ولیہ رحمة و نکال
اولاد قلیلة حولہ فی غایة کالاسد ترفا حولها الاشبال

* السيرة النبوية (۹۶/۳) * اسد الغابة (ت ۳۳۴) الاستيعاب (ت ۱۲۲)

* تاریخ (۱۲/۳) * معرفة الصحابة (۳۲۶/۲) الاستيعاب (۲۱۲/۱)

* اسد الغابة (ت ۳۳۶)

* اسد الغابة (ت ۳۳۵) الاستيعاب (۱۳۰/۱)

”وہ نخی طبیعت، عزت والے ہیں۔ ان کی گفتگو برحق ہے جس میں رحمت اور عید ہے۔ قلیلہ (بی بی) کی اولاد (اوس و خزرج) ان کے گرد ایسے جمع ہیں جیسے شیروں کے ارد گرد (ان کے) بچے گھوم پھر رہے۔“
گویا تامل سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کا نبی ﷺ کی تعریف کرنے سے یہ لازم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی بھی ہوں۔

۳۷۷) ایاس بن سہل الجہنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ انصار کے حلیف ہیں۔ ابو نعیم کہتے ہیں: میرے خیال میں وہ تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے موسیٰ بن جبیر کی سند سے بیان کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اس شخص سے سنا جو ایاس جہنی سے روایت کرتا ہے، وہ فرماتے تھے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اللہ کے نبی! (فرائض کے بعد) کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ تعالیٰ کے لئے بغض و محبت رکھو، اور اپنی زبان کو ذکر الہی میں لگائے رکھو۔“ (ابن مندہ) فرماتے ہیں: اور مصعب بن مقدم نے محمد بن ابراہیم مدنی سے انہوں نے ابو حازم سے روایت کی ہے کہ وہ بنی ساعدہ کے ایاس بن سہل انصاری کے پاس بیٹھے، فرماتے ہیں: تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ابو حازم توجہ کرو میں تمہیں نبی ﷺ کی بات سناتا ہوں۔

میں کہتا ہوں: پہلی سند تو منقطع ہے اور دوسری میں محمد بن ابراہیم جو ابن ابی حمید ہے ایک ضعیف راوی ہے۔

۳۷۸) ایاس بن شراحیل

بن قیس بن یزید بن امری القیس بن بکر بن حارث بن معاویہ کندی۔ نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے، یہ ابن کلبی، ابن سعد اور طبری کا قول ہے۔ ابن معوذ نے اس کا استدراک کیا ہے اور رشاطی نے اسے نقل کیا ہے۔

۳۷۹) ایاس بن عبد اللہ الاسد

القاری: بنی زہرہ کے حلیف، سعید بن عفیر نے ان کا تذکرہ فتح مصر میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کے بیان میں کیا ہے۔ وہاں انہوں نے اپنی ایک حویلی بھی بنائی، اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۳۸۰) ایاس بن عبد اللہ

انہیں ابن عبد الغفری ابو عبد الرحمن بھی کہا جاتا ہے۔ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کنیتوں میں آ رہا ہے۔

۳۸۱) ایاس بن عبد اللہ الفہری

۳۸۲) ایاس بن عبد اللہ

ابی ذباب الدوسی، از اہل مکہ، ابن حبان نے کہا: ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں۔ پھر تابعین میں دوبارہ ان کا

✽ کنز العمال (حدیث ۱۲۹۰) معرفة الصحابة (۱/۱۶۴)

✽ اسد الغابۃ (ت ۳۳۷) تجرید (۱/۳۹)

✽ اسد الغابۃ (ت ۳۳۹)

✽ اسد الغابۃ (ت ۳۳۸)

✽ اسد الغابۃ (ت ۳۴۱) الاستیعاب (ت ۱۲۹) تجرید (۱/۴۰)

✽ اسد الغابۃ (ت ۳۴۰) الاستیعاب (ت ۱۲۸) تجرید (۱/۴۰)

تذکرہ کر دیا۔ اور کہتے ہیں: میرے نزدیک انھیں صحابی شمار کرنا درست نہیں۔ ابوداؤد اور نسائی وغیرہ* نے ان کی ایک حدیث صحیح سند سے درج کی ہے۔ لیکن ابن اسکن نے کہا: انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں ان کے صحابی ہونے کا کوئی علم نہیں۔

۳۸۲ ایاس بن عبد

ابو عوف المرینی، امام بخاری رحمہ اللہ اور ابن حبان* کا قول ہے کہ انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اصحاب السنن اور امام احمد رحمہ اللہ نے پانی* فروخت کرنے کی ایک حدیث جو ان سے مروی ہے نقل کی ہے۔ بغوی اور ابن اسکن کا قول ہے کہ اس کے علاوہ انہوں نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: ان کی کثیت ابوالفرات ہے اور وہ کوفہ اترے تھے۔ بغوی نے کہا: ہمیں علی بن سلمہ نے بحوالہ ابن عیینہ بتایا، فرماتے ہیں: میں نے کوفہ میں لوگوں سے ان کے متعلق دریافت کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ صحابی رسول ہیں۔

اسی طرح انہوں نے ابن عیینہ کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن ولید بن عبداللہ بن معقل بن مقرن حرنی سے پوچھا، کیا آپ ایاس بن عبد مرنی کو جانتے ہیں؟ کہنے لگے: وہ میرے نانا یعنی میری والدہ کے والد ہیں۔ اسی طرح عمرو بن دینار کی سند سے بحوالہ ابوالعمہال (جو عبدالرحمن بن مطعم ہیں) سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے ایاس بن عبد صحابی رسول اللہ ﷺ سے سنا، پھر موقوف حدیث ذکر کی۔

۳۸۳ ایاس بن عبس

بن امیہ بن زبیعہ بن عامر بن ذبیان بن الدریل بن صباح العبیدی الصباحی، رشاطی نے بحوالہ ابوعمر و شیبانی ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کے بھائی قائف (قیافہ شناس) حج کے ساتھ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ قائف کے حالات میں اس کی حدیث آ رہی ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

۳۸۵ ایاس بن عدی الانصاری

از بنی عمرو بن مالک بن انجار، غزوہ أحد کے روز شہید ہوئے۔ یہ ابن عبد البر* کا قول ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

* ابوداؤد کتاب النکاح باب ضرب النساء (حدیث ۲۲۶۶) ابن ماجہ فی کتاب النکاح باب ضرب النساء (حدیث ۱۹۸۵)

المستدرک (حدیث ۱۸۸/۲) مصنف عبدالرزاق (حدیث ۱۷۹۴۵/۹) صحیح ابن حبان (حدیث ۴۱۹۰)

* الثقات (۴۴۰/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۴۲) الاستیعاب (ت ۱۲۷)

* ابوداؤد کتاب البیوع باب فی بیع فضل الماء (حدیث ۳۴۷۸) ترمذی کتاب البیوع باب ماجاء فی بیع فضل الماء (حدیث ۱۲۷۱)

نسائی کتاب البیوع باب بیع فضل الماء (حدیث ۴۶۷۶) مسند احمد (حدیث ۴۱۷/۳) مستدرک للحاکم (حدیث ۶۱/۲)

سنن الدارمی (حدیث ۲۶۹/۲) المعجم الکبیر (حدیث ۷۸۲)

* الاستیعاب (۲۱۴/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۴۲) الاستیعاب (۱۲۵)

میں کہتا ہوں: ابن ہشام نے اپنے اضافوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۸۶) ایاس بن قتادة التميمي العنبري

ان کا تذکرہ اونی بن مولہ میں ہو چکا ہے جس میں بعض لوگوں کو مخالف ہوا اور انہوں نے غلطی سے عنزی زا سے لکھ دیا۔ بنی تمیم میں ایک اور صاحب ہیں جنہیں ایاس بن قتادہ کہا جاتا ہے لیکن وہ بھاشی ہیں جو صحابی نہیں۔ مزید ”الکامل“ میں ذکر کیا ہے کہ اخف نے انہیں ان دیتوں کی وجہ سے جن کے وہ ازد اور تمیم کے درمیان پیدا ہونے والے فتنہ میں ذمہ دار بنے تھے بطور رهن ازد کے حوالہ کر دیا۔ یہ عبید اللہ بن زیاد کے بعد ۶۰ھ کی اکائیوں کا واقعہ ہے۔

۳۸۷) ایاس بن معاذ الانصاري الاشجلی

ابن الحسن اور ابن حبان کا قول ہے کہ یہ صحابی نہیں۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ اوسط میں ان کا تذکرہ، رسول اللہ ﷺ کے دور میں جو مہاجرین اذہلین اور انصار فوت ہوئے، ان میں کیا ہے۔ مصعب زہیری نے کہا: ایاس ہجرت سے پہلے جب وہ لڑکے تھے مکہ آئے، واپس گئے اور آپ ﷺ کی ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے۔ ان کی قوم نے بتایا کہ وہ مسلمان فوت ہوئے ہیں۔ مغازی میں ابن اسحاق نے فرمایا: مجھ سے حصین بن عبدالرحمن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا ہے، فرمایا: جب ابو العیسر انس بن رافع مکہ آیا تو اس کے ہمراہ بنی عبدالاشہل کے چند نوجوان تھے جن میں ایاس بن معاذ بھی تھے۔ یہ لوگ قریش سے اپنی قوم خزرج کے خلاف معاہدہ کرنے آئے تھے۔ آپ ﷺ کو ان کی اطلاع ملی تو آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ان کے پاس بیٹھے۔ ان سے فرمایا: کیا تمہیں اس بھلائی کی کچھ رغبت ہے جس کے لئے تم آئے وہ اس سے بہتر ہو؟ وہ کہنے لگے: وہ بھلائی کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے بندوں کی طرف اس لئے بھیجا ہے کہ میں انہیں اس بات کی طرف بلاؤں کہ وہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی (خلوق) کو شریک نہ کریں۔“ پھر انہیں اسلام کا تعارف کرایا اور قرآن مجید پڑھ کر سنایا۔ جس پر ایاس بن معاذ نے کہا: ”دوستو! اللہ کی قسم! یہ تو واقعی اس سے بہتر ہے جس کے لیے تم آئے ہو۔“ اس پر ابو العیسر نے غضبناک ہو کر مٹی بھر خاک اٹھائی اور ان کے چہرے پر پھینک کے کہنے لگا: بس رہنے دو! مجھے اپنی حیات کی قسم! ہم کسی دوسرے کام سے آئے ہیں۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے اور اٹھ کر سب واپس چلے گئے۔ اس و خزرج کے مابین جنگ بھات ہوئی تھی اس کے کچھ ہی عرصہ بعد ایاس بن معاذ فوت ہو گئے۔

محمود بن لبید نے کہا کہ مجھے ان کی قوم میں سے اس واقعہ میں موجود شخص نے بتایا کہ وہ ان سے ہمیشہ لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر، الحمد للہ اور سبحان اللہ سنتے رہے اور انہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی وفات اسلام کی حالت میں ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے ابن اسحاق سے اسی طرح نقل کیا ہے اور یہ ان کی صحیح حدیث ہے، لیکن اسے زیادہ برکتی نے ابن اسحاق

تجرید (۴۰/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۴۷) الاستیعاب (ت ۱۲۳) تجرید (۴۰/۱)

الثقات (۲۲/۳) * التاريخ الكبير (۴۴۲/۱) * السيرة النبوية (۵۲/۲)

المستدرک (حدیث ۱۸۰/۳) المعجم الكبير (حدیث ۲۵۱/۱) دلائل النبوة (۱۶۲/۲) کنز العمال (حدیث ۳۶۸۴۹)

سے بحوالہ محمد بن عبدالرحمن بن عمرو، بجائے حمین کے روایت کیا ہے جبکہ پہلی سند زیادہ وزنی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔

۳۸۸ ایاس بن ہلال

بن رباع بن عبداللہ المزنی، ابو قرہ۔ انھیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ ابن قتیبہ کا قول ہے۔ نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی شیبہ، ابن اسکن اور باوردی وغیرہ نے یوسف بن مبارک کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن ادریس، خالد بن ابی کریمہ سے وہ معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے والد معاویہ کے دارا کو ایسے شخص کی طرف بھیجا جس نے اپنی بہو سے ہمستر کی تھی کہ اسے قتل کر کے اس کے مال کا پانچواں حصہ وصول کریں۔ اس کی سند صحیح ہے۔

اسی طرح اسے عبداللہ بن الوضاح اور احمد بن عبداللہ حسکی نے عبداللہ بن ادریس سے نقل کیا ہے۔ ابن اسکن نے کہا: وہ یوسف نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ ثقاف میں سے کسی نے اسے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو اسحاق بن راہویہ نے عبداللہ بن ادریس سے نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے اپنی سند میں قرہ کا ذکر نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ، یحییٰ بن معین رحمہما اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور ابن ادریس نے ایک جماعت سے اسے سند بیان کیا اور ایک کے سامنے مرسل۔ ابن قانع، باوردی اور ابن عدی نے ”کامل“ میں بحوالہ فرات بن ابی فرات، معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنے والد کے ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے۔ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ان کے جسم پر کپڑا نہ تھا، انہوں نے اپنا ہاتھ مہر نبوت پر جا لگایا۔

۳۸۹ ایاس بن ودقۃ الانصاری

ازہبی سالم بن عوف بن خزرج، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب جنگویمامہ کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا: میں نے ایک نسخہ میں ان کا نام فاسے (ودقہ) دیکھا ہے، جبکہ صحیح بالاتفاق قاف دال زبر والی ہے (یعنی ودقۃ) اس کے خطوط اور غیر منقوط ہونے میں اختلاف ہے۔

۳۹۰ ایسر

عبدالرحمن کے والد، ابولیل الانصاری کا لقب، جبکہ ابولیل کا نام داؤد بن بلال ہے یہی نام و نسب ان کے پوتے محمد بن عمران بن عبداللہ بن عیسیٰ بن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بتایا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ کتبوں میں ابولیل کا ذکر آئے گا۔

۳۹۱ (ز) ایقع بن عبدکلال الحمیری

ابوالفتح ازدی نے فرمایا کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ایقع نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر اور ہیں۔

الْاِثْمَانِ فِي تَرْكِ الْقِتَالِ (ابن ماجہ)

میں کہتا ہوں: بلاشبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرنے والا شخص اور ہے لیکن ان میں ایک تیسرا شخص بھی ہے وہ ابوسعید بن عبدکائی جمعی ہے جس نے راشد بن سعد وغیرہ سے روایت کی اور مرسل احادیث بیان کیں۔ ان شاء اللہ قسم اخیر میں آئے گا۔

۳۹۲ ایماء بن رخصہ

بن حزمہ بن خفاف بن حارث بن غفار۔ قدیم الاسلام ہیں۔ ابن المدینی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: حظلہ اسلمی نے خفاف بن ایماء بن رخصہ سے ثبوت کی حدیث نقل کی ہے اور کسی نے کہا ہے: ایماء بن رخصہ۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ابوذر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا قصہ عبداللہ بن الصامت سے بحوالہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نقل کیا۔ اس میں ہے: ہم اپنی قوم میں واپس آئے تو ان میں آدھے لوگ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد سے پہلے ہی اسلام لائے تھے اور ایماء بن رخصہ غفاری ان لوگوں کی امامت کراتے تھے۔ لیکن امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث میں سلیمان بن مغیرہ کی روایت پر اختلاف ذکر کیا ہے کہ آیا وہ خفاف بن ایماء ہیں یا ان کے والد ایماء بن رخصہ ہیں؟ اس بنا پر ممکن ہے کہ خفاف اپنے والد سے پہلے مسلمان ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم

اور زبیر بن یحکم بن حزام کی حدیث سے ذکر کیا ہے: ایماء بن رخصہ مشرکین کی طرف سے بدر میں شریک ہوئے۔ اس لیے ان کا اسلام لانا بعد میں ہوا ہوگا۔ ادھر ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ وہ حدیبیہ کے قریب مسلمان ہوئے۔ یہ روایت مسلم کی روایت کے متضاد و معارض ہے۔ ابن سعد ہی کا قول ہے کہ وہ سقیہ کی جانب غریہ میں سکونت رکھتے تھے اور مدینہ آنا جانا تھا۔ ان کے بیٹے خفاف کا ذکر اپنے مقام پر آئے گا۔ حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے جو قصہ منقول ہے اس میں ہے کہ عقبہ بن ربیعہ جلدی سے نکلے، تو ان کے ساتھ میں بھی نکل کھڑا ہوا کہ مجھ سے کوئی بھلائی رہ نہ جائے۔ اور عقبہ ایماء بن رخصہ پر آنسو بہاتے تھے انہوں نے مشرکین کو دس اونٹ دیئے تھے۔

۳۹۳ ایمن بن خریم

بن اخرم بن شداد بن عمرو بن فاکب بن قلیب بن عمرو بن اسد بن خزیمہ بن مدرکہ الاسدی۔ بدر نے ”کامل“ میں لکھا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ پھر ان کے وہ اشعار بیان کیے جو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر کہے تھے:

اِنَّ الدِّينَ تَوَلَّوْا قَتْلَهُ سَفَهًا
لَقَوْا اَثَامًا وَخَسْرَانًا وَمَا رِيحُوا

”جو لوگ بے وقوفی سے آپ کے قتل کے درپے ہوئے، انہوں نے بڑا گناہ اور نقصان اٹھایا ہے اور انہیں کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔“

مرزبانی نے کہا: کچھ لوگ کہتے ہیں انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے اس وقت وہ قریب الملوغ لڑکے تھے۔ ابن السکن نے کہا: لوگوں کا کہنا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ان کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث نقل کرنے کے بعد اسے غریب کہا ہے۔ اور کہا: ہمیں ایمن کے نبی ﷺ سے سماع کا پتہ نہیں، اور

الْأَمَلُ فِي تَنْزِيلِ الْقُرْآنِ (جلد ۲۰۹)

ابن عبد البر کو اس حدیث سے واقفیت نہیں۔ انہوں نے کہا: دارقطنی فرماتے ہیں: ایمن نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے، لیکن مجھے ان کی اپنے والد اور چچا سے روایت ملی ہے۔

صولی فرماتے ہیں: ایمن کو غلیل الخلفاء کہا جاتا تھا۔ اس لیے کہ خلفاء ان کے علم، فصاحت کی وجہ سے پسند کرتے تھے۔ برص سے ان کے کچھ بال سفید تھے جن پر وہ زعفران کا رنگ لگاتے تھے۔ عبدالعزیز بن مروان، مصر کے گورنر، انہیں اپنے ساتھ کھانا کھلاتے۔ اور انہیں پسند کرنے کی وجہ سے ان کی برص کو برداشت کرتے۔

ابن عیینہ، اسطلیل بن ابی خالد سے بحوالہ شعی نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ ”سرج“ کے روز مروان نے ایمن بن خرمیم سے کہا: کیا آپ ہمارے ساتھ جنگ میں نہیں نکلیں گے؟ فرمایا: میرے والد و چچا بدری صحابی ہیں، انہوں نے مجھ سے عہد لیا ہے کہ میں کسی مسلمان سے جنگ نہیں کروں گا۔ (الحدیث) * اسی طرح اس میں ہے کہ وہ دونوں بدر میں شریک تھے۔ تو یہ غلطی ہے جیسا کہ ہم ان شاء اللہ خرمیم کے حالات میں بیان کریں گے۔

۳۹۴ ایمن ابن ام ایمن *

ان کا نسب یوں ہے: ایمن بن عبید بن زید بن عمرو بن بلال بن ابی الجرباء بن قیس بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن خزرج۔ یہی نسب ابن سعد و ابن مندہ نے بیان کیا ہے۔ ابو عمر * نے یوں بیان کیا ہے: ایمن بن عبد اسبشی۔ یہ ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں اُم ایمن نے مکہ میں عبید بن عمرو سے (جن کا ابھی ذکر ہوا) شادی کر لی تھی وہ مکہ آئے تو وہیں قیام کر لیا۔ پھر اُم ایمن کو یثرب لے گئے جہاں ان سے ایمن پیدا ہوئے۔ جب عبید کا انتقال ہو گیا تو ام ایمن واپس مکہ آ گئیں۔ تو زید بن حارثہ نے ان سے نکاح کر لیا۔ یہ بلاذری کا قول ہے جو انہوں نے بحوالہ حفص بن عمر، یثیم بن عدی سے انہوں نے شعی سے نقل کیا ہے۔ صحیح بخاری میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ جو ان کے بیٹے جاج بن ایمن کے حالات میں ان لوگوں کے ذیل میں آئے گا جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں: یہ وہی ہیں جن سے عطاء اور مجاہد چوری * میں ہاتھ کاٹنے کی حدیث روایت کرتے ہیں۔ جس کے صحیح ہونے کو میں نے مختصر العذیب میں دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔

ابراہیم حربی نے کہا: ہمیں ہارون بن معروف نے بحوالہ ابن وہب بتایا کہ مجھے عمرو نے خبر دی، فرماتے ہیں: سلیمان بن زیاد نے ان سے کہا: عبد اللہ بن حارثہ نے انہیں بیان کیا کہ ایمن اور چند فوجیوں نے ننگے ہو کر تلواریں سونت لیں تو رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے: ”نہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حیا کیا اور نہ اس کے رسول سے پردہ کیا“۔ اور اُم ایمن عرض کرتی جاتی تھیں: یا رسول اللہ ﷺ! ان کے لئے استغفار کریں۔ آپ ﷺ انکار فرماتے رہے اور ان لوگوں کے لیے استغفار نہیں فرمایا۔ اسے طبرانی * نے بھی نقل کیا ہے۔ ابن ابی خثمہ نے ایمن حبشی اور ایمن بن ام ایمن میں فرق کیا ہے جو درست ہے۔

(۳۹۵) (ز) ایمن

ان میں کے ایک جو (جوشہ سے) جعفر بن ابی طالب کے ہمراہ آئے تھے جیسا کہ ابراہیم میں پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۳۹۶) ایوب بن مکرز

ابن شاپن نے کہا: ہم سے محمد بن ابراہیم نے بحوالہ محمد بن یزید بیان کیا کہ ایوب بن مکرز اصحاب رسول ﷺ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو جعفر طبری نے بھی انہیں صحابہ جن رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا ہے۔ البتہ ایوب بن عبد اللہ بن مکرز بن حفص بن اخف قرشی عامری تو وہ تابعی ہیں، جن کی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت ہے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ردی لڑائی میں امیر بنائے گئے۔ جن کے نام سے حالات بیان ہو رہے، ان کے چچا ہوتے ہیں۔

قسم ثانی از حرف الف

جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دیکھا

باب الہمزہ جس کے بعد الف ہے

(۳۹۷) آدم بن ربیعہ

بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم، ابن حزم وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ یہی وہ ہیں جن کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”پہلا خون جسے میں ختم کرتا ہوں وہ ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون ہے۔“^{*} زبیر بن بکار نے بھی ان کا یہی نام لیا ہے۔ بلاذری نے کہا کہ حذیفہ بن انس ہذلی شاعر اپنی قوم کو لے کر بنی عدی بن دہل کے ارادے سے نکلا جب ان کے علاقہ میں پہنچا تو دیکھا وہ لوگ کوچ کر چکے ہیں۔ وہاں بنی سعد بن لیث نے پڑاؤ کر رکھا ہے۔ چنانچہ اس نے ان پر حملہ کر دیا۔ آدم بن ربیعہ اس وقت دودھ پیتے بچے تھے وہ بھی قتل کر دیے گئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے روز ان کا خون معاف فرمادیا۔ بعض کہتے ہیں یہ لفظی غلطی ہے۔ ادھر دارقطنی نے کتاب الاخوة میں لکھا ہے: وہ تو ابن ربیعہ کا خون تھا، یوں کہنے کے بعد لکھتے ہیں اس میں تاثر ہے۔ کچھ نے ان کا نام ایسا بتایا ہے جسے ابوسعید خدری نے ذکر کیا ہے۔ بعض نے کچھ اور بتایا ہے۔ ان شاء اللہ ہم (جن کا پتہ نہ چلے) لوگوں میں تذکرہ آ رہا ہے۔

* اسد الغابہ (ت ۳۵۷)

* الطبقات الكبرى (۳۲/۱/۴) انساب الاشراف (۴۶۱/۱)

باب البہزہ جس کے بعد باہے

۳۹۸) ابراہیم ابن سید البشر محمد ﷺ

بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ان کی والدہ ماریہ قبطیہ ہیں، جن کے ہاں ذوالحجہ ۸ھ کو ان کی ولادت ہوئی۔ مصعب زہری کا قول ہے: ۱۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی پر واقدی نے اعتقاد کیا ہے۔ فرمایا: مشکل کے روز جب ریح الاول کے دس دن گزر چکے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وہ اشعارہ (۱۸) ماہ زندہ رہے۔ اور محمد بن مسلم کا قول ہے: سترہ ماہ آٹھ دن کے تھے۔ ابن مندہ نے ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ عقیل اور یزید بن ابی حبیب، ابن شہاب سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کی کنیز ماریہ سے آپ کا بیٹا ابراہیم پیدا ہوا، آپ کو بھی اس کا خیال ہوتا تھا کہ بیٹا پیدا ہوگا بالآخر جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا: ”ابو ابراہیم السلام علیکم“۔ یہ زہری کی غریب حدیث ہے۔ امام احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں فرمایا: ہم سے یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے بحوالہ ابی وہ ابن اسحاق سے۔ فرمایا: مجھ سے عبد اللہ بن ابی نے بحوالہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ نبی ﷺ کا بیٹا ابراہیم ۱۸ ماہ کی عمر میں فوت ہوا۔ آپ نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ اس کی سند حسن ہے۔ اسے بزار و ابویعلیٰ نے نقل کیا اور ابن حزم نے اس کی تصحیح کی لیکن امام احمد بن حنبل کی ان سے روایت کے متعلق کہا: منکر حدیث ہے۔

خطابی فرماتے ہیں: اتصال کے لحاظ سے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا اس روایت سے زیادہ حسن ہے جس میں ہے کہ آپ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ فرماتے ہیں: لیکن یہ روایت مرتبہ والی ہے۔ ابن عبد البر نے کہا: حدیث عائشہ (سنداً) صحیح نہیں۔ پھر فرماتے ہیں: مطلب یہ کہ آپ نے جنازہ کی باجماعت نماز نہیں پڑھی، اپنے صحابہ کو نماز جنازہ پڑھنے کا حکم دیا اور خود حاضر نہیں ہوئے۔

ابن ماجہؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کی ہے۔ فرمایا: جب نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم فوت ہوئے آپ نے فرمایا: جنت میں اس کے لئے دودھ پلانے والی عورت ہے اگر وہ زندہ رہتا تو سچا نبی ہوتا (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا لیکن ایسا نہیں تو وہ بھی نہیں) نیز اگر وہ زندہ رہتا تو میں اس کے قبطی ماموں کو آزاد کر دیتا اور کوئی قبطی غلام نہ بنایا جاتا۔ اس سند میں ابوشیبہ واسطی ابراہیم بن عثمان ہے اور وہ ضعیف ہے، ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کی ہے، ہمارے ہاں اونچی سند سے کھسی ہے، فرمایا کہ غریب روایت ہے۔

ابن سعدؒ اور ابویعلیٰ نے عطاء بن محلان کی سند سے (جو ضعیف راوی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے بیٹے کا جنازہ پڑھایا اور چار تکبیریں کہیں۔ بزار نے ابو نصرہ کی سند سے ابو نصرہ سے بحوالہ ابوسعید انہی الفاظ کی روایت نقل کی ہے جس میں عبد الرحمن بن مالک بن معقل ضعیف راوی ہے۔

❖ مجمع الزوائد الحديث (۷۷۳۳)

❖ جامع المسانید والسنن (۳۰/۱)

❖ ابن ماجہ کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاة علی ابن رسول اللہ ﷺ وذكر وفاته (حدیث ۱۵۱۱)

❖ الطبقات الکبریٰ (۸۹/۱/۱)

الکتاب فی فضائل النبی ﷺ (جلد اول)

۲۱۲

اور امام احمد نے جابر جلی کی سند سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) بحوالہ شعبی حضرت براء بن عازبؓ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کی عمر سولہ ماہ تھی۔ اور ابن ابی شیبہؒ نے اپنے مصنف میں یہ روایت نقل تو کی لیکن حضرت براء کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح عبدالرزاق نے (مصنف عبدالرزاق میں) بیہقیؒ نے دلائل النبوةؒ میں سلیمان بن بلال کی سند سے بحوالہ جعفر بن محمد نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے ابراہیم کا جنازہ پڑھا۔ نووی فرماتے ہیں: جمہور اس طرف رجحان ہے کہ آپ نے ان کا جنازہ پڑھا اور چار تکبیریں کہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ وہ سترہ (۱۷) یا اٹھارہ (۱۸) ماہ (شک ہے) زندہ رہے۔ ابن مندہ نے البواعمر الاسدی کے طریق سے بحوالہ سفیان، سدی سے وہ حضرت انسؓ سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کی وفات ہوئی تو ان کی عمر سولہ ماہ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے بلعج میں دفن کرنا، کیونکہ جنت میں اس کی دودھ پلائی کی عورت ہے جو اس کی مدت رضاعت پوری کرے گی۔“ فرماتے ہیں: غریب روایت ہے نووی کی اس حدیث کو ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: بخاری نے محمد بن بشر کی سند سے بحوالہ اسعیل بن ابی خالد نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کے فرزند ابراہیم کو بڑی عمر میں دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہ تو بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔

اگر تقدیر میں یہ مقدر ہوتا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوگا تو آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم زندہ رہتے، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔

امام احمد رحمہ اللہ نے یہ روایت وکیع سے بحوالہ اسعیل نقل کی، فرمایا: میں نے ابن ابی اوفیٰ کو فرماتے سنا: اگر نبی ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو آپ کا بیٹا ابراہیم فوت نہ ہوتا۔ اسعیل سدی نے حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔ ابراہیم بچھوڑے میں سماتے نہ تھے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے لیکن انہوں نے باقی رہنا نہ تھا کیونکہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔

اسی طرح ابن مندہ نے ابراہیم بن حمید کے طریق سے بحوالہ اسعیل بن ابی خالد نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے ابن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا: کیا آپ نے نبی ﷺ کے فرزند ابراہیم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ہاں! وہ نبی ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور بچپن میں فوت ہوئے۔ ابن عبدالبر نے حدیث انسؓ کو منکر سمجھا ہے چنانچہ وہ تمہید میں اسے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ کیا بات ہوئی، حالانکہ نوح علیہ السلام کے ہاں غیر نبی پیدا ہوئے، اگر ایسا ہوتا کہ نبی کا بیٹا نبی ہی ہوگا تو ہر ایک نبی ہوتا کیونکہ وہ سارے نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ بہر کیف مذکورہ حدیث سے لازم نہیں کہ ایسا ہی ہو جیسا انہوں نے ذکر کیا۔

✽ مصنف ابن ابی شیبہ (حدیث ۳۷۹/۳)

✽ دلائل النبوة (۵/۴۳۱)

✽ بخاری کتاب الجنائز باب ما قبل فی اولاد المسلمین (حدیث ۱۳۸۲) مسند امام احمد (حدیث ۲۹۷/۴)

✽ مصنف عبدالرزاق (حدیث ۱۴۰۱۳) کنز العمال (حدیث ۳۲۲۱۸)

✽ بخاری کتاب الادب باب من سمی باسماء الانبیاء (حدیث ۶۱۹۴)

✽ ابن ماجہ فی کتاب الجنائز باب ماجاء فی الصلاة (حدیث ۱۵۱۰) جامع المسانید والسنن (۳۱/۱)

نودی نے اپنی ”تہذیب“ میں ابراہیم کے حالات میں لکھا ہے۔ بعض حقدین سے جو یہ مروی ہے کہ ”اگر ابراہیم زندہ رہے تو نبی ہوتے“ باطل ہے اور غائب کی باتوں کے متعلق بولنے کی جسارت ہے۔ یہ عجیب بات ہے حالانکہ یہ حدیث تین صحابہ سے پیش کی جاتی ہے۔ شاید انہیں اس کی کوئی تاویل نہ ملی تو اتنی شدت سے اس کا انکار کر دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قصہ شریطہ سے وقوع لازم نہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ کوئی صحابی اپنے خیال سے اس کی جسارت کر سکے۔ واللہ اعلم

ثابت بنانی نے کہا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”رات میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام میں نے اپنے والد ابراہیم کے نام پر رکھا۔“ (الحديث) جسے بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے نقل کیا ہے، اس میں اس کی وفات کا قصہ بھی ہے، ”جب آپ ﷺ اس کے پاس آئے تو وہ جان کنی کے عالم میں تھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔“ اسی میں ہے ”آ نکھ اشکبار ہوتی ہے، دل غمگین ہوتا ہے پھر بھی ہم اپنے رب کی رضا کے خلاف کوئی بات نہیں کہتے۔ ابراہیم ہم تمہاری جدائی سے غمزدہ ہیں۔“ *

اور مسلم * نے عمرو بن سعید کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص اہل و عیال پر مہربان نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کا بنام دینہ کے دیہات میں دودھ پلوئی کے لیے گیا ہوا تھا، آپ ﷺ اس سے ملاقات کے لیے جاتے ہم بھی ساتھ ہوتے، آپ اسے اٹھا کر چوتے تھے، پھر اس کی وفات کا قصہ بیان کیا۔ ابراہیم کی وفات ربیع الاول میں ہوئی، کسی نے رمضان اور کسی نے ذوالحجہ کہا ہے۔ اور یہ تیسرا قول باطل ہے کہ وہ ۱۰ھ کو فوت ہوئے۔ کیونکہ نبی ﷺ حیدہ الوداع میں تھے۔ ہاں اگر ذوالحجہ کے آخر میں فوت ہوئے ہوں تو جدابات ہے۔ یہی نے ایک قول نقل کیا ہے کہ وہ صرف ستر (۷۰) دن زندہ رہے اس بنا پر ان کا انتقال ۸ھ کو ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

۳۹۹) ابراہیم بن النبی ﷺ

دوسرے بیٹے، علی بن حسین بن حمید رازی نے اپنی تاریخ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ ایک لطیف جزدیہ کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی ﷺ کی چار بیٹیاں اور ان کے بعد قاسم، طاہر، ابراہیم اور طیب پیدا ہوئے۔ بچے دودھ پلوئی کے لیے بھیج دیئے گئے۔ انہوں نے ماریہ قبطیہ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کے قصہ کے متعلق کہا ہے: ان کے ہاں ابراہیم کی ولادت ہوئی جو بچپن میں فوت ہو گئے۔ یہ انہوں نے کسی اور کے ہاں نہیں دیکھا۔ اگر وہ ماریہ اور ان سے آپ کی اولاد کا ذکر نہ کرتے تو جو کچھ ذکر کر دیا ہے وہ محض غلط نہ ہوتا، بلکہ ان کا ذہن تشویش میں پڑ گیا اور وہ یہ سمجھے کہ آپ کی ساری اولاد خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی اور ماریہ رضی اللہ عنہا کے ذکر سے غافل ہو گئے۔ *

۴۰۰) ابراہیم بن حارث

بن خالد بن صخر میمنی۔ قسم اول میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

* بخاری کتاب الجنائز باب انما یبک لمحزونون (حدیث ۱۳۰۳) مسلم کتاب الفضائل باب رحمۃ الصبیان والعیال و تواضع

(حدیث ۵۹۷۹) * کتاب والباب نفسہما و حدیث (۵۹۸۰) * اسد الغابۃ (ت ۶) * الاستیعاب (۱۵۳/۱)

۳۰۱) ابراہیم بن حارث بن ہشام

عبدالرحمن بن حارث میں ان کا ذکر آتا ہے۔

۳۰۲) ابراہیم بن خلاد

بن سوید الانصاری، ابن مندہ کا بیان ہے کہ وہ بچپن میں نبی ﷺ کے پاس لائے گئے، ان کی ایک مرسل حدیث ہے پاوردی نے ابراہیم بن سعد کے طریق سے بحوالہ ابن اسحاق عبداللہ بن ابی لبید سے وہ عبدالمطلب بن عبداللہ سے وہ ابراہیم بن خلاد بن سوید سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: جبرائیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد (ﷺ)! ”بلند آواز خطیب بن جاو“۔ اے ابومیلہ نے ابن اسحاق سے یوں نقل کیا ہے: ابراہیم بن خلاد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کا اپنے والد سے بھی سماع صحیح نہیں۔ اسی روایت کو ثوری، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ عبداللہ بن ابی لبید، مطلب سے انہوں نے خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید سے انہوں نے زید بن خالد جھنی سے نقل کیا ہے یہ سند محفوظ ہے۔

دمیاطی نے ابن مندہ کے قول کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ان ابراہیم کا صحیح نسب یوں ہے: ابراہیم بن خلاد بن سائب بن خلاد بن سوید الانصاری، اور کہا کہ ان کے والد خلاد بن سائب ہیں۔ ابن سعد نے ان کا تابعین کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ لہذا یہ کون ہو سکتا ہے کہ ان کا بیٹا نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوا ہو؟

میں کہتا ہوں: اس تعاقب میں تامل ہے، کیونکہ احتمال ہے کہ جن کے نام سے حالات بیان ہو رہے ہیں وہ سائب بن خلاد صحابی کے بھائی ہوں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ یہ ان ابراہیم کے دادا ہیں جن کا دمیاطی نے ذکر کیا ہے۔ یوں حالات والی شخصیت ان کے والد کے چچا ٹھہرے۔ واللہ اعلم

۳۰۳) ابراہیم بن صالح

وہ ابن نعیم کے والد ہیں تذکرہ آ رہا ہے۔

۳۰۴) ابراہیم بن عبدالرحمن

بن عوف زہری مدنی، واقفی وغیرہ نے کہا: وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اوسط میں لکھا ہے یونس، ابن شہاب سے وہ ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے۔ فرمایا نبی ﷺ نے پانی طلب کیا اور بعض نے کہا: ہم سے پانی طلب کیا۔ فرماتے ہیں، روایت صحیح نہیں کیونکہ ان کی والدہ ام کلثوم کی شادی ان کے بھائی ولید نے فتح مکہ کے دنوں میں کی تھی۔ یعقوب بن شیبہ کا قول ہے کہ وہ تابعین کے پہلے طبقہ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ہمیں معلوم نہیں کہ عبدالرحمن کی اولاد سے ان کے سوا کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سن کر روایت کی ہو۔

اسد الغابۃ (ت ۹) تجرید (۲/۱)

مسند احمد (۵۶/۴/۴) المعجم الكبير (۱۷۱/۷) مجمع الزوائد (۲۲۴/۳) کنز العمال (۱۲۴۰۸) جامع المسانید والسنن (۲۵/۱)

اسد الغابۃ (ت ۱۳) الاستیعاب (ت ۲) التاریخ (۲۹۶/۱)

ابن ابی شیبہ نے فرمایا: ابن علیہ، اسلعل بن امیہ، سعد بن ابراہیم ان کے سلسلہ سند میں ان کے والد ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف سے روایت ہے، فرمایا: مجھے اس بکری کی کھال یاد ہے جسے میری والدہ نے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو (مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگانے کے عوض) کوڑے لگائے تھے تو وہ شدت درد کی وجہ سے کھال کو اپنی پیٹھ پر لگا رہے تھے۔ ابوصحیم کے ہاں جو لکھا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی ولادت ہجرت سے پہلے ہوئی۔ یوں وہ پہلی قسم والوں میں شمار ہوتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ درست یہی ہے کہ نبی ﷺ کی وفات سے پہلے (وہ پیدا ہوئے)۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے انہیں تابعین مدینہ کے طبقہ اولیٰ میں ذکر کیا ہے ان کی وفات ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں ہوئی۔

۳۰۵) ابراہیم بن عبیدہ

بن حارث بن مطلب بن عبد مناف۔ ان کے والد عبیدہ بدر میں شہید ہوئے۔ وہ اسلام کی طرف پہلے پہل سبقت کرنے والے ہیں۔ ان کے اس بیٹے کا ذکر بلاذریؒ وغیرہ کتابوں نے ان کی اولاد میں کیا ہے، کہا: عبیدہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

۳۰۶) ابراہیم بن ابی موسیٰ اشعریؒ

نبی ﷺ کے دور میں ولادت ہوئی، آپ ﷺ نے کھٹی دی اور نام رکھا۔ جو صحیح روایت میں یزید بن عبد اللہ کی سند سے بحوالہ ابو بردہ، ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، فرمایا: میرے ہاں نبی ﷺ کے دور میں بیٹا ہوا تو آپ نے اس کا نام ابراہیم رکھا اسے مجبور چبا کر کھلائی اور اس کے لیے برکت کی دعا کی، پھر مجھے دے دیا۔ یہ ابو موسیٰ کے سب سے بڑے بیٹے ہیں۔ ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔ اور پہلے مفہوم کی وجہ سے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور پھر تابعین میں ان کا تذکرہ کیا۔

۳۰۷) ابراہیم بن نعیمؒ

بن النحام الحدادی۔ ان کا نسب ان کے والد کے حالات میں آئے گا۔ اور وہاں ایک حدیث کی سند میں آتا ہے کہ نعیم کا نام نبی ﷺ نے ”صالح“ رکھا۔ زبیر بن بکار نے کہا: ان کی ولادت عہد نبوت میں ہوئی۔ ابن سعد نے ذکر کیا ہے کہ اسامہ نے نو جوانی میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو نعیم بن نہام نے اس سے عقد کر لیا۔ جس سے ابراہیم پیدا ہوئے۔ زبیر نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس ابراہیم سے اپنی بیٹی کا عقد کیا تھا۔

میں کہتا ہوں: بلاذریؒ کے ہاں ہے کہ وہ رقیہ بنت عمر بنت اُمّ کلثوم بنت علی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخؒ میں لکھا ہے کہ وہ حرہ کے روز قتل ہو گئے اور ابن حبان نے معتبر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں مجاہد کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے کہا: مضبوط کافر، تو وہ مجھ سے کہنے لگے: اللہ کے حضور توبہ کرو علوج تو کافر ہوتا ہے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں بھی آیا ہے جس میں وہم ہے جسے ابن مندہ نے ابو یوسف کی سند سے بحوالہ ابوصحیفہ، عطاء سے وہ جابر سے روایت

✽ انساب الاشراف (۳۵۵/۱) ✽ اسد الغابۃ (ت ۱۶) تجرید (۲/۱) ✽ السنن الکبریٰ (حدیث ۳۰۵/۹)

✽ الفقات (۲۰/۳) ✽ اسد الغابۃ (ت ۱۹) تجرید (۳/۱) ✽ الاحاد والمغازی (۶۶/۲)

✽ التاريخ الكبير (۳۳۱/۱)

کرتے ہیں کہ ابراہیم بن نحام کا ایک غلام تھا جسے انہوں نے مدبر بنالیا، پھر انہیں اس کی قیمت کی ضرورت پڑ گئی تو نبی ﷺ نے اسے آٹھ سو (۸۰۰) درہم میں فروخت کر دیا۔

ابن مندہ کہتے ہیں: بغیر سند بھی جابر سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے ابن نحام کا غلام بیچا، یعنی اس میں ابراہیم کا ذکر نہیں۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن مندہ سے لفظی غلطی ہوئی ہے اصل روایت میں تھا کہ ابن نعیم کا ایک غلام تھا انہوں نے ابراہیم بنا دیا۔

میں کہتا ہوں: یہ بات درست نہیں، کیونکہ اگر اس میں ابن نعیم کا غلام لکھا ہو تو اس سے ابن نعیم کے لئے صحابی ہونا تو ثابت نہیں ہوتا، ادھر معتبر حضرات نے عطاء سے جو روایت نقل کی ہے اس میں انہوں نے نعیم بن نحام کہا ہے۔ ایسا ہی ابن المنکدر اور ابو یزید وغیرہ نے روایت کیا ہے سب حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں تو کوئی ان کا نام نہیں لیتا۔ البتہ ابراہیم کا اس حدیث میں ذکر صحیح نہیں۔

مصعب زبیری نے کہا کہ ابراہیم بن نعیم بن نحام کے عقد میں عبد اللہ بن عمر بن خطاب کی بیٹی تھی جو فوت ہو گئی۔ بعد میں عاصم بن عمر بن خطاب نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے گھر لے گئے اور اپنی دونوں بیٹیاں ام عاصم اور حفصہ ان کے سامنے لے آئے اور ان سے فرمایا: کوئی ایک پسند کر لیں۔ انہوں نے حفصہ کا انتخاب کیا، تو انہوں نے وہ ان سے بیاہ دیں۔ بعد میں کسی نے ان سے کہا کہ آپ نے ام عاصم کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ زیادہ حسین تھیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے خور و ولز کی دیکھی اور مجھے یہ اطلاع ملی کہ آل مروان کے ہاں اس کا تذکرہ ہوا ہے میں نے (ول میں) کہا: شاید انہیں ان کی دنیا مل جائے۔ چنانچہ عبدالعزیز بن مروان نے اس سے نکاح کر لیا جس سے عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے۔ پھر عبدالعزیز کی حیات میں ہی ام عاصم کا انتقال ہو گیا۔ ادھر ابراہیم حرہ کے روز قتل ہو گئے، تو عبدالعزیز نے ان (ام عاصم) کی بہن حفصہ سے شادی کر لی۔ میں نے ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی دیکھا جنہوں نے عبد اللہ بن عمر کی زمین کے وقف کی گواہی دی تھی۔

باب الہمزہ جس کے بعد حائے مہملہ ہے

۳۰۸ احمد بن جعفر

بن ابی طالب ہاشمی، واقفی نے کہا کہ اسماء رضی اللہ عنہا سے جعفر رضی اللہ عنہ کی یہ اولاد ہوئی: عبد اللہ، عون، محمد اور احمد۔ ابو قاسم بن مندہ نے اسے نقل کیا ہے اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۳۰۹ احمد بن سلیم

انہیں سلیم بن احر بھی کہا جاتا ہے، نبی ﷺ کو دیکھا ہے ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الہزہ جس کے بعد زاہی

(۳۱۰) ازہر بن مکمل

بن عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ قرشی زہری زبیر بن بکار نے بنی زہرہ کے حالات میں کہا ہے: حارث بن زہرہ کی اولاد سے ازہر بن مکمل ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ خلیفہ بنیں گے۔ پھر اپنی سند سے بحوالہ حفص اور عبد العزیز صاحبزادگان عمر بن عبد الرحمن بن عوف نقل کیا کہ ان دونوں کا کسی چیز میں نزاع ہو گیا تو عبد الملک بن مروان نے انہیں اپنے پاس بلا بھیجا، دونوں آتے ہوئے البتہ حفص اپنے بھائی سے کچھ دیر بعد پہنچے۔ عبد الملک نے تاخیر کا سبب پوچھا، فرمایا: راستے میں ازہر بن مکمل کے ہاں گزر ہوا وہ جان کنی کے عالم میں تھے ان کی وفات ہو گئی تو جنازہ اور کفن دفن تک میں وہیں ٹھہر گیا تھا۔ عبد الملک فیک لگائے بیٹھا تھا، سیدھا ہو کر کہنے لگا: کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ کہنے لگا: پھر اہل کتاب جو کہتے ہیں جھوٹ ہے کہ وہ خلیفہ بنیں گے۔

میں کہتا ہوں: یہ ازہر ان ازہر کے علاوہ ہیں جو عبد الرحمن کے والد ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ دونوں کے نسبوں کا بیان انہیں جدا کرتا ہے۔ میں نے صحابہ میں مکمل کا نام نہیں دیکھا گویا وہ شرک پر فوت ہوئے لگتے ہیں اور اس بچہ کو عہد نبوی میں یتیم چھوڑ مرے۔ والعلہ عند اللہ تعالیٰ

باب الہزہ جس کے بعد سین ہے

(۳۱۱) اسامہ بن عبد اللہ

بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی الاسدی۔ زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے والد کو اُحد میں قتل کیا۔ اور ان کا بیٹا عبید اللہ بن اسامہ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہید ہوا۔ لہذا اسامہ اس قسم سے ہوں گے اگرچہ انھیں صحابی ہونے کا درجہ حاصل نہیں۔ بخاری میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جو قصہ پیش آیا اس کے حوالہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لکھا ہے: انہوں نے تواریخ، اسامات اور حمیدات جو بنی اسد کے بطن تھے ترجیح دی، عبید اللہ بن اسامہ ان میں سے تھے جو اس میں داخل نہیں۔

(۳۱۲) اسحاق بن سعد

بن عبادہ خزرجی، قیس کے بھائی، نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ ابو داؤد میں اسحاق بن سعد کی سند سے بحوالہ ان کے والد سے ان کی ایک روایت ملتی ہے۔

۴۱۳ اسحاق بن سعد

ابن ابی وقاص۔ حضرت سعد کے پہلو تھے، انہی کے نام سے وہ کنیت رکھتے تھے، عہد نبوی میں پیدا ہوئے اور صغریٰ میں وفات ہو گئی۔ انساب میں زبیر نے لکھا ہے: سعد بنی ثعلبہ کے ہاں اسحاق پیدا ہوئے انہی سے وہ کنیت رکھتے تھے۔

۴۱۴ اسعد بن سہل

بن حنیف بن واصل انصاری، ابوامامہ کنیت سے مشہور ہیں۔ وفات النبی ﷺ سے دو سال قبل پیدا ہوئے، خدمت میں پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے گھٹی دی اور ان کے نانا ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے نام پر ان کا نام رکھا۔ انہوں نے نبی ﷺ کی احادیث مرسل نقل کی ہیں۔ اور صحابہ کی ایک جماعت جیسے عمر، عثمان، زید بن ثابت اور اپنے والد اور چچا عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ ابو زرہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے سماع کا انکار کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے لیکن آپ سے سنا نہیں۔ اسی طرح کا قول، بخوی، ابن السکن اور ابن حبان وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔

ابن ابی داؤد نے کہا: وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے آپ سے بیعت ہوئے، ابن مندہ نے ان پر اس کی تکیر کی ہے اور فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کا قول زیادہ صحیح ہے۔ باوردی نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے البتہ وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔ احمد بن صالح نے فرمایا: عنہ نے ہم سے، یونس نے ان سے ابن شہاب کے حوالہ سے فرمایا مجھے ابوامامہ بن سہل نے بتایا، اور انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے آپ نے انہیں گھٹی دی اور ان کا نام رکھا۔ طبرانی نے کہا: انہیں روایت حاصل ہے۔ خلیفہ وغیرہ کا قول ہے کہ وہ ۱۰۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی محسوری کے دوران لوگ ان کی امامت میں نماز پڑھنے پر راضی تھے۔

۴۱۵ اسیر بن عمرو

آئندہ قسم میں ان کے حالات آئیں گے۔

۴۱۶ ایاس بن عمرو

بن مومل بن حبیب بن تمیم بن عبد اللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب قرشی عدوی، انہوں نے زمانہ نبوت پایا ہے۔ میں نے ان کے والد کا کوئی ایسا تذکرہ نہیں دیکھا جس سے واضح ہو کہ وہ صحابی ہیں۔ گویا وہ فتح مکہ میں اہل مکہ کے مسلمان ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ لہذا وہ اس قسم سے بنے، ان ایاس کا ایک بیٹا ہے جس کا نام محمد ہے قیس بن عمرو بن مومل کے حالات میں اس کا ذکر آئے گا۔ ان کے بھائی حارث، جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ان کا ذکر آگے آئے گا۔

❖ اسد الغابۃ (ت ۱۰۰) الاستیعاب (ت ۲۲)

❖ ابن ماجہ کتاب الطب باب العین حدیث (۳۵۰۹) مسند احمد (حدیث ۴۸۶/۳)

❖ المعجم الكبير (حدیث ۳۰۵/۱)

ایوب بن بشیر

بن سعد بن نعمان الانصاری۔ مزی نے تہذیب میں یہی نسب بیان کیا ہے اور ان کی کنیت ابوسلیمان بتائی ہے۔ ابوعبید
الآجری، ابوداؤد، ابوبن بشیر بن نعمان بن اٹال سے جو انصار سے تعلق رکھتے ہیں روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کا نسب عدوی
نے بیان کیا ہے وہ بحوالہ ابن القدرح ان کے والد کے بارے میں فرماتے ہیں: وہ اپنے والد کے ہمراہ احد، خندق اور دیگر مواقع میں
شریک تھے۔

بشیر بن سعد جو نعمان کے والد ہیں ان کے دادا کا نام ثعلبہ ہے ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ درج کیا ہے۔ اور اپنی
سند سے بحوالہ زہری وہ ابوبن بشیر سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے افضل صدقہ ایسے
قریبی رشتہ دار پر لگتا ہے جو اپنی..... کو چھپانے والا ہو۔“ یہ روایت مرسل ہے اس سے صحابی ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ ان کے تابعی
ہونے پر امام بخاری، ابن حبان اور دیگر حضرات نے یقین کیا ہے، ابوداؤد نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

مزی کہتے ہیں: وہ عہد نبوت میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ پھر ابن سعد سے نقل کیا، فرماتے ہیں:
وہ ثقہ ہیں زیادہ روایت نہیں کرتے۔ واقعہ حہ میں ان کے کئی زخم آئے اور بعد میں دو سال کے عرصہ میں وفات پا گئے۔ اس وقت
بمختصر (۷۵) کا سن تھا۔

میں کہتا ہوں: اس لحاظ سے انہوں نے نبی ﷺ کی حیات کے بیس سال پائے۔ مجھے تو ان کے سن و عمر میں یہ مقدار غلط لگتی
ہے۔ اسی طرح جب ابن حبان نے ثقات تابعین میں ان کی تاریخ وفات ذکر کی تو ان سے غلطی ہوئی، وہ لکھتے ہیں: ان کی وفات
۱۱۳ھ میں ہوئی۔ یوں ابوبن بشیر (جو پیش سے ہے) کی وجہ سے انہیں التباس ہو گیا۔ کیونکہ ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا۔ ان
کی تاریخ وفات کے متعلق ابن سعد کا قول معتبر ہے۔ ابن شاپین کی مذکورہ سند میں (قابل رد) ضعیف راوی ہیں۔ اور اس حدیث کو
عبداللہ بن احمد نے اپنی ”زیادات“ میں درج کیا ہے۔ اور طبرانی نے معجم کبیر میں سفیان بن حسین کی سند سے بحوالہ زہری، ابوبن
بشیر بن حزام سے روایت کیا، یہ سند اولیٰ ہے اگرچہ یہ بھی معلول ہے۔ وجہ علت یہ ہے کہ ابوبن بشیر سے اوپر کے راویوں میں
اختلاف ہے۔ چنانچہ سعید بن عبدالرحمن اشجی نے ابوبن بشر سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی عنوان سے ”الادب المفرد“ میں اور ابوداؤد و ترمذی نے سیل بن ابی صالح کی سند سے سعید بن
عبدالرحمن کے حوالہ سے نقل کی۔ ان کی ایک اور مرسل حدیث بھی ہے جسے وحلی نے زہریات میں بحوالہ احمد بن خالد وہبی، محمد بن
اسحاق سے وہ زہری سے وہ ابوبن بشیر بن نعمان بن اٹال الانصاری سے جن کا تعلق بنی معاویہ سے ہے روایت کیا ہے، فرماتے
ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھ پر مختلف کنوؤں کے پانیوں سے بھرے سات مشکیزے بہاؤ تاکہ میں لوگوں کے پاس جا کر انہیں

اسد الغابۃ (ت ۳۵۶) تجرید (۴۲/۱)

مسند احمد (۴۱۶/۵) سنن الدارمی (۳۹۷/۱) المعجم الکبیر (۳۹۲۳/۴) السنن الکبریٰ (۲۷/۷) کنز العمال (۱۶۲۲۸)

الدر المنثور (۱۷۱/۱) اتحاف السادة المتقين (۳۱۲/۶)

النفات (۲۹/۴)

وصیت کروں۔“ (حدیث) *

طبرانی * نے اوسط میں دوسری سند سے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے جس میں ان سے کھلی لفظی غلطی ہو گئی ہے جس پر ابن عساکر نے تنبیہ کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں: ایوب بن بشیر سے روایت ہے۔ فرمایا: میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: اصل میں یوں تھا: ایوب بن بشیر بن نعمان جو بنی معاویہ کے ایک فرد ہیں روایت ہے فرماتے ہیں مجھ سے معاویہ نے بیان کیا۔ اس نے حدیثی کو سماعت سے بدل دیا اور نسب میں ابوسفیان کا اضافہ کر دیا۔

ترمذی نے دراوروی کی سند سے بحوالہ سہیل یہی روایت نقل کی ہے لیکن اپنی سند میں ایوب بن بشیر کا ذکر نہیں کیا۔ اور ترمذی کے علاوہ جنہوں نے دراوروی سے روایت کی انہوں نے ایوب کا ذکر کیا ہے۔ اور سند یوں بیان کی گئی ہے: ایوب بن بشیر سے وہ عباد بن عبد اللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

ابن ابی حاتم * نے ان کے ترجمہ میں ان کے تعارف کے دوران اسی اخیر والی سند پر اقتصار کیا ہے کہ وہ عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے اور ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ نیز عبدان بن محمد مروزی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جسے ابوموسیٰ نے ”ذیل“ میں ان سے نقل کیا ہے اور ان کے طریق سے بروایت حکم بن عبد اللہ بن سعد، محمد بن یحییٰ بن حبان سے کہ ایوب بن بشیر نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ”میں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ میں اپنی نماز کا ایک تہائی آپ کے لئے بطور دعا مخصوص کر لوں۔“ (حدیث) ابوموسیٰ نے کہا: بظاہر یہ صحابی، زہری کے شیخ کے علاوہ ہیں۔ اس واسطے کہ ایسی گفتگو ان کے علاوہ بھی کسی کی رسول اللہ ﷺ سے نقل کی گئی ہے۔ امام احمد وغیرہ نے عبد اللہ بن محمد بن عقیل کی سند سے بحوالہ طفیل بن ابی بن کعب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ کی کیا رائے ہے اگر میں اپنی نماز، آپ کی دعا کے لیے مخصوص کر دوں؟ * (حدیث) میں کہتا ہوں: یہ واقعہ ابی بن کعب کے ساتھ پیش آیا یہی مشہور ہے لیکن اگر ایوب کی تفسیر میں اس کی سند محفوظ ہے تو کوئی ممانعت نہیں کہ یہ واقعہ ان کے ساتھ بھی واقع ہوا ہو۔

* مسند احمد (۱۵۱/۶) سنن الدارمی (۳۸/۱) مستدرک للحاکم (۱۴۵/۱) السنن الکبریٰ (۳۱/۱) صحیح ابن حبان (حدیث ۶۵۹۶)

کنز العمال (۳۵۶۴۲) اتحاف السادة المتقين (۴۲۷/۴)

* المعجم الاوسط (۶۷۱۰)

* الجرح والتعديل (۲۴۲/۲)

* مسند احمد (۱۳۸/۵) المعجم الكبير (۴۲/۴) کنز العمال (۲۲۳۰)

قسم ثالث از حرف الف

باب الہمزہ جس کے بعد باء ہے

(۲۱۸) (ن) ابایوہ فارسی

جیرہ کے دادا کے حالات میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

(۲۱۹) (ا) اباناء (بروزن فقال)

ابن قیس الاسدی، مخضری شاعر ہیں۔ مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ فتنہ ارتداد کے دور میں تھے۔ حضرت خالد بن الولید کی تعریف میں کہتے ہیں:

لن یهزم الله قوما انت قائدہم . یا ابن الولید ولن یسقی بك الدبر
کفک کف عذاب عند سطوتہا علی العدو و کف مرة غفر

”اے ابن الولید! جس قوم کا لیڈر تجھ جیسا بہادر ہو اللہ انہیں ہرگز شکست و ہزیمت سے دوچار نہیں کرے گا اور نہ ہرگز تیری وجہ سے پیٹھوں کو مشقت ہوگی۔ غلبہ کے وقت تیری دونوں ہتھیلیاں عذاب کی ہتھیلیاں ہیں، معاف کرنے والے طاقتور کی ہتھیلی ہے۔“

اسے زبیر بن بکار نے کتاب نسب میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے حالات میں ذکر کیا ہے۔

(۲۲۰) (ا) ابیئر (باسے تفسیر کے ساتھ)

ابن یزید بن عبد اللہ بن حریم بن وائلہ بن عمرو بن عبد اللہ تھیں۔ تیم الرباب، زمانہ نبوی پایا ہے۔ یہ عصمہ بن ابیر کے والد ہیں۔ جنہوں نے جنگ جمل کے روز عقبہ بن ابی سفیان کو پناہ دی تھی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۱) ابیض بن کھنی

پہلی قسم (۲۱) میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۲۲۲) ابی بن اشیم النہشلی

بنی جروہل کے سردار، اشہب بن رمیلہ کے احوال میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۲۲۲) ابی بن عمارہ *

بن مالک بن جزء بن شیطان بن حذیم بن جذیمہ بن رواحہ بن ربیعہ بن مازن بن حارث بن قطیعہ بن عیسٰی الجعفی۔ حمیرہ میں ہشام بن کلثبی نے لکھا ہے، زمانہ نبوت پایا ہے اور آپ علیہ السلام اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ابی نے آپ کا دور دیکھ لیا۔ حمیرہ میں ابن جزم * نے بھی ان کی پیروی کی ہے۔ ابن کلثبی بحوالہ ان کے والد عمارہ ان سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے خالد بن شان عسی کا دور دیکھا ہے۔ جس کا میں نے ابی بن عمارہ کے سوانح (۲۷) میں ذکر کیا ہے، اس لیے احتمال ہے کہ وہ دونوں ایک ہوں۔

۲۲۳) ابی بن قیس النخعی

علقہ کے بھائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اپنے بھائی کے ساتھ ہجرت کی۔ انہیں دور نبوت ملا ہے۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الہزہ جس کے بعد جیم ہے

۲۲۵) الاجدع بن مالک

بن امیہ ہمدانی وداعی۔ ابن ماکولا * نے ذکر کیا ہے کہ وہ مخضری ہیں۔ اور ابو عبیدہ بکری نے شرح امالی القالی * میں ذکر کیا ہے کہ وہ جابلی و اسلامی شاعر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان کا شمار نامور شہسواروں میں ہوتا تھا وہ مسروق بن اجدع کے والد ہوتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نام ”عبدالرحمن“ رکھ دیا۔

ابن کلثبی کا قول ہے کہ ان کے دادا امیہ ہیں۔ نسب ان کا یوں ہے: ابن عبداللہ بن جزء بن سلامان بن بصر بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وداعہ بن عمرو بن عامر بن ناٹح بن قانع بن مالک بن جشم بن حاشد بن جشم بن خیران بن نوف بن ہمدان۔ وہ شاعر شخص تھے سردار بھی رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور انہی کے دور میں وفات پائی۔

۲۲۶) الاجلع بن وقاص

انہوں نے زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں: عمرو بن معدیکرب اور اطلع بن وقاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے آپ کے سامنے مال تو لا جا رہا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا: سناؤ، تو عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! یہ اطلع ہے تخت طاقت والا، چونکہ جھٹ سے حملہ کرنے والا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس جیسا شخص نہیں دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اطلع سے کہا: اس وقت آپ کے چہرے پر غصہ جھلک رہا تھا۔ اب تم بولو! وہ کہنے لگے: لوگ نیک ہیں

* الجمہورہ (۳۹۴)

* الاجمال (۱۱)

* اسد الغابۃ (۳۱) الاستیعاب (ت ۸)

* الثقات (۵/۴)

* سمط اللالی (۱۹۴)

ن کی نسل زیادہ ہے۔ رزق کی فراوانی ہے۔ ہر طرف ہریالی ہے، اپنے دشمن کے مقابلہ میں جرات مند ہیں۔ اپنے امیر کی نیکی کی وجہ سے نیک ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”جو کچھ تمہارے دوست نے تمہارے متعلق کہا تم نے اس سے اپنے آپ کو کیوں باز رکھا؟ انہوں نے کہا: آپ کے چہرے پر نمایاں غصہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا۔ میں نے تمہیں تمہارے ذیل ڈول کی وجہ سے اور ہمارے دوست کو تمہاری وجہ سے معاف کیا۔

۴۲۷ (ز) الاجم بن قیس

بن مشجب بن مجع بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن صریم بن ہنظی۔ زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن کلی کا بیان ہے کہ وہ اور کے بھائی زہیر اور مرثد جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔

باب الہمزہ جس کے بعد حا ہے

۴۲۸ احزاب بن اسید

ابورہم سمعی (دونوں زبروں سے) انہیں ظہری بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کوئی زبر سے تو کوئی پیش سے کہتا ہے۔ ابن یونس کا کہنا ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے اور ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ نیز بخاری، ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ ابوحاتم نے کہا: وہ صحابی نہیں ہیں، جبکہ ابن ابی خنیسہ اور ابن سعد نے ابورہم کو ان صحابہ رضی اللہ عنہم میں برکیا ہے جو شام فروکش ہوئے۔ البتہ دونوں نے ان کا نام نہیں لیا (صرف کنیت پر اکتفا کیا ہے) ادھر ابن مندہ نے بقیہ کے طریق سے بحوالہ معاویہ بن سعید تجسی، یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے مرثد بن عبداللہ یزنی سے انہوں نے ابورہم اسمعی سے فرمایا: بول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی کسی کا ناحق مال لے لے۔“ معاویہ بن سعید سے روایت کرنے میں ادویہ بن یحییٰ طرابلسی نے ان کی متابعت کی ہے۔ اگر ابورہم یہ ہیں تو وہ احزاب بن اسید ہیں۔ جن کے صحابی ہونے کی اس روایت سے کوئی دلیل نہیں ملتی۔ کیونکہ احتمال ہے انہوں نے ارسال سے کام لیا ہو۔ اگر کوئی اور ہیں تو ہو سکتا ہے وہ صحابی ہوں۔

۴۲۹ الاحنف بن قیس

بن معاویہ بن حصین بن حفص بن عبادہ بن توال بن مرہ بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم بحر حمی سحی۔ ان کی والدہ حبہ بنت عمرو بن قرط بن ثعلبہ بابلہ ہیں۔ ان کا نام مشہور تو ضحاک ہے، بعض نے صخر کہا ہے یہ سلیمان ابی شیخ کا قول ہے اسے ابن السکن نے بھی نقل کیا ہے۔ یہی قول خلیفہ نے یعقوب بن ابی شیبہ اور فلاس کی روایت میں اختیار کیا

☆ اسد الغابہ (ت ۴۱)

☆ تجرید (۹/۱)

☆ الثقات (۶۰/۴)

☆ التاریخ الکبیر (۶۴/۲)

☆ مکنز العمال (۴۳۵۴۱) مجمع الزوائد (حدیث ۶۹۲۲)

☆ الجرح والتعديل (۴۰/۲)

☆ اسد الغابہ (۵۱) الاستیعاب (۱۶۱)

ہے۔ کسی نے حارث تو کسی نے حصن کہا ہے یہ دونوں قول مرزبانی نے پیش کیے ہیں۔ ابن حبان نے ثقات میں ”حارث“ نام پر اعتماد کیا ہے۔ ان کا لقب احنف ہے، اسی سے ان کا چم چاہے۔ نبی ﷺ کا دور پایا ہے لیکن ملاقات نصیب نہ ہوئی۔ بعض کا قول ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی۔ ابن ابی عاصم * نے فرمایا: محمد بن ثنی، حجاج، حماد بن سلمہ، علی بن زید، ان کے سلسلہ میں حسن سے روایت ہے کہ احنف بن قیس نے فرمایا: ایک دفعہ میں خلافت عثمانی کے دور میں طواف کر رہا تھا کہ یکا یک ایک شخص نے، جس کا تعلق بنی لیث سے تھا، میرا ہاتھ تھام کر کہا: کیا تمہیں بشارت نہ سناؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ کہنے لگا: کیا تمہیں یاد ہے جب مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری قوم کی طرف (داعی بنا کر) بھیجا تھا۔ اور میں انہیں اسلام کی دعوت اور اسلام کی پیش کش کر رہا تھا؟ تو تم نے کہا تھا کہ تم ہمیں بھلائی کی دعوت دیتے اور اس کا حکم کرتے ہو اور نبی ﷺ بھی بھلائی کی دعوت دیتے ہیں۔ تو آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے یہ الفاظ فرمائے: ”اے اللہ! احنف کی مغفرت فرما“۔ احنف فرمایا کرتے تھے: مجھے اپنے اعمال میں اس سے بڑھ کر کسی عمل کی اُمید نہیں یعنی نبی ﷺ کی دعا۔ اس روایت میں علی بن زید منفرد ہے نیز اس سند میں ضعف ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے ”کتاب زہد“ میں خیر بن حبیب کی سند سے نقل کیا ہے کہ دو آدمیوں نے احنف کو بتایا کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی ہے۔ تو انہوں نے سجدہ (شکر) ادا کیا۔ ان کی بردباری کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: احنف بصرہ والوں کے سردار ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی کتاب زہد میں بحوالہ حسن احنف سے مروی ہے ”میں بردبار ہوں تو ہوں البتہ بردباری سے کام لے لیتا ہوں“۔

اور ابن اسکن نے نصر بن شمیل کی سند سے بحوالہ غلیل بن احمد روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے احنف بن قیس سے پوچھا: آپ اپنی قوم کے سردار کیسے بن گئے، جبکہ آپ کجایا (نیزھے پاؤں والے) اور یک چشم گل (کانے) ہیں؟ فرمایا: میں نے فضول چیز کو چھوڑ دیا، جیسے تم میرے بارے میں فضول کام کے پیچھے پڑے ہو۔ حاکم نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے ”مرواروڈ“ کو فتح کیا تھا۔ ابن سعد * نے ان کا تذکرہ بصرہ کے طبقہ اولیٰ کے تابعین میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وہ معتبر، طعن سے محفوظ اور قلیل الحدیث ہیں۔ جو لوگ جنگ جمل میں غیر جانبدار تھے یہ بھی ان میں سے ہیں۔ بعد میں جنگ صفین میں شرکت کی۔ انہوں نے عمر، عثمان، علی، ابن مسعود، ابوذر وغیرہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے اور ان سے ابو العلاء بن قحیر، حسن بصری اور طلق بن حبیب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ ان کے بہت سے لمبے قصے ہیں جو حضرت عمر، عثمان، علی، معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد کے خلفاء کے ساتھ پیش آئے۔ یہاں تک کہ وہ بصرہ میں مصعب بن زبیر کی گورنری میں ۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ مصعب ان کے جنازہ میں پیدل چلے، ان کی وفات کے دن مصعب نے فرمایا: ”آج رائے واقیاط کا خاتمہ ہو گیا“۔

باب الہمزہ بعد ہادال

(۲۳۰) اذیم (تفسیر) تغلبی *

انہیں ہم بھی کہا جاتا ہے۔ ”ہا“ میں آ رہا ہے۔ انہی سے صبی بن معبد نے حج و عمرہ کو جمع کرنے کے متعلق پوچھا تھا۔ جو ابوداؤد کی سنن * میں لکھا ہے۔

(۲۳۱) اذہم بن محرز الباہلی

ابو مالک، ابو حاتم جستانی * نے کتاب المعمرین میں ان کا ذکر کیا ہے، وہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ تک زندہ رہے جب اس کے پاس آئے تو ان کا سر درخت ثغامہ کی طرح سفید ہو رہا تھا۔

باب الہمزہ جس کے بعد را ہے

(۲۳۲) (ز) ارید بن عبداللہ البجلی

زمانہ جاہلیت دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مقدمہ میں انہیں فیصل مقرر کیا۔ عبدالرزاق * نے بحوالہ ابن عیینہ، حنار بن عبداللہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے طارق بن شہاب کو فرماتے سنا: ہم لوگ حج کے ارادے سے نکلے تو ہم میں سے ایک شخص ارید بن عبداللہ نے (حرم میں) ایک گاوہ کو روند ڈالا۔ ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھنے آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم فیصلہ کرو۔ وہ کہنے لگے: آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم فیصلہ کرو، میں نے تمہیں حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اس میں پانی چارا کھاتی بکری ہے۔ فرمایا: اس میں بھی وہی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اسے اعمش نے بحوالہ سلیمان بن میسرہ، طارق سے روایت کیا ہے اور آدمی کا نام نہیں لیا ہے۔

(۲۳۳) (ز) ارطاة ابن سہیہ

سہیہ ان کی والدہ ہیں (سین حاسے تفسیر ہے) نسب یوں ہے ارطاة بن زفر بن عبداللہ بن مالک بن سواد بن ضمیرہ غطفانی مشہور شاعر ہیں۔ جاہلیت کا دور پایا اور عبدالملک بن مروان کی خلافت تک بقید حیات رہے۔ ہشام بن کلثوم کا قول ہے ہمیں محرز بن جعفر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے بتایا کہ ارطاة بن سہیہ مرنی عبدالملک بن مروان کے دربار میں آئے جبکہ ان پر ایک سوتیں (۱۳۰) سال بیت چکے تھے۔ پھر ان کے قصے کا ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے ان کی ولادت بعثت نبوی سے چالیس سال پہلے ہوئی ہوگی۔ مرزبان نے اپنی ہجتم میں لکھا ہے: ارطاة بن سہیہ کی کنیت ابوالولید تھی اسلام کی پہلی صدی میں تھے عبدالملک بن مروان نے انہیں اس وقت دیکھا جب وہ بوڑھے پھوس تھے۔ انہوں نے عبدالملک کو اشعار سنائے:

* اسد الغابۃ (۶۲) تجرید (۱/۱) * ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فی الاقران (حدیث ۱۷۹۸، ۱۷۹۹)

* المعمرین (۱۰۲) * مصنف عبدالرزاق الحدیث (۸۲۲۱)

”میں نے دیکھا کہ راتیں آدی کو ایسے کھار ہی ہیں جیسے گرے پڑے لوہوں کو زمین زنگ آلود کر کے ختم کر دیتی ہے۔ انسان کو جب موت آتی ہے تو مزید مہلت نہیں چاہتی۔ اور یہ جان لو کہ وہ لوٹ کر آئے گی یہاں تک کہ ابوالوید سے اپنی نذر پوری کر لے۔“

عبدالملک گھبرا کر سمجھا شاید میری طرف اشارہ ہے، فرمایا: امیر المؤمنین! میں اپنے آپ سے مخاطب ہوں۔ چنانچہ وہ چپ سادہ گیا۔

لوگ کہتے ہیں: ارطاۃ نے لمی عمر بانی۔ چنانچہ حبیب بن برصاء انہیں عار دلانا، کہتا: جیسے ان کے گھرانے کے دوسرے لوگوں کو نابینا پن ہوا، انہیں نہیں ہوا۔ اتفاق سے حبیب کا ارطاۃ سے قبل ہی انتقال ہو گیا بعد میں ارطاۃ نابینا ہو گئے تو کہتے تھے: کاش وہ زندہ رہتا تو دیکھ لیتا کہ میں نابینا ہوں۔

ابوالفرج اصہبانی نے کہا: سمیہ ضرار بن ازور کی کنیز تھی۔ پھر وہ زفر کے ہاں چلی گئی۔ جہاں اس نے ارطاۃ کو جنم دیا اور جاہلیت میں اسے ضرار کے بستر ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ (کہ یہ بیٹا ضرار کا ہے) تو زفر نے انہیں دے دیا۔ بعد میں زفر کی قوم نے ان سے چھین لیا۔ یوں ان پر والدہ کی نسبت غالب آ گئی۔ مرزبانی نے کہا کہ حارث بن عوف بن ابی حارث نے سمیہ ارطاۃ کی والدہ کو اپنے ساتھ شامل کر لیا تھا، وہ بنی کلب کی قیدی عورت تھی۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب وہ زفر کے ہاں نہیں پہنچی تھی، بعد میں زفر کے ہاں ارطاۃ پیدا ہوئے۔ جب زفر مر گیا اور ارطاۃ جوان ہو گئے تو ضرار بن ازور حارث کے پاس آ کر کہنے لگے: ”حارث! میرے اس بیٹے کو چھوڑ دو جو زفر سے ہے جیسے تم مضر کے قیدیوں کو رہا کر دیتے ہو۔ میں اسے اپنے سے زیادہ جانتا ہوں جیسے کہ میں چاند کو پہچانتا ہوں۔ اس کا برا بوڑھا ہو اگر انکار کرے۔“

تو حارث نے انہیں ضرار کے حوالہ کر دیا انہوں نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھالیا۔ ادھر زفر کے والد کے چچا اقرم بن عقیقان کو اطلاع ملی تو پہنچتے ہی اس نے کہا: ضرار! لڑکے کو نیچے اتار دو ورنہ میں دونوں کو تلوار میں پرو دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے نیچے اتار دیا۔ تو اس وقت سے ارطاۃ اپنی والدہ سمیہ کی طرف ہی منسوب ہوتے چلے آئے۔

۲۲۲ ارطاۃ بن کعب

بن قیس بن حبیب بن عامر بن جوبہ بن لوزان بن ثعلبہ بن عدی بن فزارہ الغزالی۔ بقاء (زیادہ رونے والا) لقب رکھتے تھے۔ مرزبانی نے ان کا ذکر کر کے کہا کہ وہ مخضری ہیں۔ وہ اشعار میں کہتے ہیں:

”مسلم کے پڑاؤ کے مقام میں جس کے بازار ویران پڑے ہیں وہاں کی کبوتریاں ہمیں رلاتی رہتی ہیں۔ تو پہلا شخص نہیں جو پریشان حال ہے اور آئندہ کل جس نے یقیناً فراق و جدائی کو دیکھنا ہے۔“

۲۲۵ ارطبان المزنی

ان (قبیلہ مزینہ) کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ عبداللہ بن عون مخضرم کے دادا ہیں جنہیں زمانہ نبوت نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ

کے دور میں اسلام لائے۔ خطیب نے ازھر بن سعد کی سند سے بحوالہ ابن عون وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے مال کی زکوٰۃ لایا۔ انہوں نے فرمایا: اللہ تمہیں اور تمہارے مال میں برکت دے۔ میں نے عرض کیا: میرے گھرانے میں بھی آپ نے فرمایا: تیرے گھرانے میں بھی برکت ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جس شخص کے اہل و عیال ہوں گے یقیناً وہ زمانہ نبوی کا ہوگا۔ ابوخلیفہ نے کہا: ہم سے ولید بن ہشام نے کہا کہ ہم سے ابی نے بحوالہ ابن عوف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا ارطہان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں غسان کی بیعت میں خادم تھا، بعد میں عبداللہ بن ورہ مرنی کے حصہ میں آ گیا۔

۳۳۶) الارقم بن ابی الارقم

دور جاہلیت دیکھا اور حمام بن معد یکرب الکلاعی (جو جاہلیت کے مشہور بہادر ہیں) ان سے ایک قصہ سنا تھا جسے اسلام میں بیان کیا۔

ابوبکر بن درید نے سکین بن سعید سے بحوالہ عبداللہ بن محمد بن خالد بن عمران نخعی، ابن کلیبی سے انہوں نے ابوالہیثم رجبی سے جو حیر کے ایک فرد ہیں، نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ان بوڑھوں نے بیان کیا جنہوں نے حمام بن معد یکرب کا زمانہ پایا تھا اور اس کی عجیب باتیں سنی تھیں، اس میں ذویب بن مرار، ارقم بن ابی الارقم کا بھی ذکر ہے پھر لہذا قصہ بیان کیا۔

۳۳۷) ارکون الرومی

جاہلیت کا دور پایا ہے اور خلافت صدیقی میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ بات حافظ ابن عساکر نے ان کے پوتے ابراہیم بن محمد بن صالح بن سنان بن یحییٰ بن ارکون کے سوانح میں ذکر کی ہے۔

۳۳۸) ارمی

انہیں ارمی بھی کہا جاتا ہے اور بعض اربحہ بن اسحمہ بن ابجر کہتے ہیں۔ نجاشی کے فرزند ہیں۔ ابوموسیٰ نے لکھا ہے کہ امام ابوالقاسم اسلمی یعنی ان کے شیخ حمی نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ساتویں سال نبی ﷺ نے بادشاہوں کو خطوط لکھے اور ان کی طرف قاصد روانہ فرمائے پھر قصہ ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: نجاشی کی طرف عمر بن امیہ کو روانہ کیا۔ فرماتے ہیں: نجاشی نے آپ کو ایمان لانے کا جواب بھیجا۔ ان کے خط میں یہ مضمون تھا: میں اپنے بیٹے ارمی بن اسحمہ کو آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں اس لیے کہ مجھے تو بس اپنی ذات پر اختیار ہے۔ یا رسول اللہ! آپ اگر چاہتے ہیں تو میں خود بھی حاضر خدمت ہو جاتا ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کے بیٹے ساٹھ (۶۰) آدمیوں کے ہمراہ حبشہ بحری سفر میں نکلے، اور سارے کے سارے ڈوب گئے۔ اسی طرح ابوموسیٰ نے اپنے شیخ سے بلا سند ذکر کیا ہے۔

اسی قصہ کو ابن اسحاق نے مغازی میں طویل انداز میں ذکر کیا ہے۔ اور طبری نے اپنی تاریخ میں اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں

اسد الغابۃ (۷۰) الاستیعاب (۱۴۵) اسد الغابۃ (ت ۷۳)

المعجم الكبير (حدیث ۵۰/۱۷) المطالب العالیہ (۲۶۳۱) الطبقات الکبریٰ (۲۷/۲)

باب الہمزہ جس کے بعد زاء ہے

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے۔

❖ دلائل النبوة (٤٦١/٣، ٤٦٢) ❖ اسد الغابہ (ت ٧٤)

میں آگیا کچھ دنوں بعد وہ پھر مجھے نظر آیا۔ تو میں نے ”ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ“ کہنا شروع کر دیا۔ جس سے وہ یوں پکھلنے لگا (جیسے پکھلتا ہے) اور کبھی جتنا ہو گیا۔ پھر مجھے کہنے لگا: تو نے اسے یاد کر لیا ہے۔ پھر وہ ہمارا پیچھا چھوڑ گیا۔ *

۲۲۰) ازداد *

زمانہ نبوت پایا ہے اور ۱۲ھ عراق کی فتوحات میں بشیر بن خصاصیہ وغیرہ کے ہمراہ تھے اسے سیف نے ذکر کیا اور طبری نے اسے نقل کیا ہے۔

۲۲۱) ازہر بن حمیضہ *

بعض نے زبیرہ بھی کہا ہے۔ ابن عبدالبر * نے کہا: ان کے صحابی ہونے میں تاہل ہے۔ امام بخاری * نے اپنی تاریخ کبیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابوبکر کو اپنا قول سنایا۔ اسی طرح ابن ابی حاتم * نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور ابن حبان * نے ثقات الثمیین میں ان کا ذکر کیا ہے اور فرمایا وہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

۲۲۲) ازہر بن سینان

بن ارقطہ بن سیمان بن عمرو بن نجید بن اسعد، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار بھی پڑھے ہیں جو انہوں نے دار (محسوری عثمانی رضی اللہ عنہ) کے روز کہے تھے ان میں سے ایک یہ ہے۔
اگر میں اس دار (عثمان) میں ننگے سر (خود پہنے بغیر) پھر دوں تو لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ خالد زہر پہنے ہوئے بھی انہیں چھوڑ کر بھاگ گیا۔

۲۲۳) ازہر بن مروان

زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن عساکر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور محفوظ بن علقمہ کی سند سے ابن عائد کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ کبھی بوجہ میں شہرت رکھتے تھے۔ انہوں نے جابیہ کے روز حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا، اس وقت ہم ان کے ساتھ تھے۔ مومن کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم جیسے ہو میں تمہیں اس سے زیادہ سمجھدار سمجھتا ہوں۔ مومن لوگ وہ ہیں جو اسلام لائے۔ پھر حق کی تصدیق کی، نماز و روزہ قائم کرتے ہوئے زکوٰۃ ادا کی۔

۲۲۴) ازہر بن یزید المرادی الحمصی

جنگ یرموک اور جابیہ میں شرکت کی۔ حضرت ابو عبیدہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حارث بن قیس روایت لیتے ہیں۔ اسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔

* دلائل النبوة للبيهقي (۴/۶۱۱) * اسد الغابۃ (ت ۷۵) * اسد الغابۃ (ت ۷۶) الاستيعاب (ت ۲۰)
* الاستيعاب (ت ۱/۱۶۹) * التاريخ الكبير (۱/۴۵۵) * الجرح والتعديل (۲/۳۱۲) * الثقات (۴/۳۹)

باب الالف جس کے بعد سین ہے

۲۳۵) اسامہ بن العارث الہذلی

بنی عمرو بن حارث کے ایک فرد ہیں۔ مرزبانی نے اپنی محکم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضریٰ ہیں، کہتے ہیں: رشتہ داروں نے اپنے معاملہ میں تیری تا فرمائی کی، تو اپنا معاملہ ہٹا دے یا ملا دے (لیکن یاد رکھنا) گھٹلی کی طرح ہرگز نہ گرنا، جو (گھٹلیاں) جمع کر کے کوٹنے والے کی ہتھیلی سے گر جاتی ہیں۔

۲۳۶) اسامہ بن قتادہ ابوسعده العبسی

انھیں زمانہ نبوت میسر ہوا، انہی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے خلاف گواہی دی تھی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں کوفہ کی گورنری سے معزول کیا تھا۔ جو مشہور قصہ ہے: صحیح بخاری میں اس کا ذکر آیا ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے باب وجوب القراءة للامام والمأموم میں ان کا نام لیا ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے حق میں بدو عا کی تھی جو قبول ہوئی۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایسا شخص ہو جس سے گواہی مانگی جائے تو اس کا تقاضا یہی ہے کہ اسے زمانہ نبوت ملا ہوگا۔

۲۳۷) (ن) اسبق (خادم عمر رضی اللہ عنہ)

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ہمیں ابوالولید طیاسی نے بحوالہ شریک بتایا، انھیں ابوہلال طائی نے بتایا جن کا گمان ہے کہ انہوں نے اسبق سے سنا ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، وہ میرے سامنے اسلام پیش کرتے رہے اور فرماتے تھے اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں اپنی امامت میں تم سے امداد لیا کروں گا۔

۲۳۸) (ن) اسد آباد

بحرین کے ایک بادشاہ، بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ منذر بن سادی کے ساتھ اسلام لائے تھے بڑے صاحب فہم و فراست اور ادیب انسان تھے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۲۳۹) اسلم (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام)

قسم اول (۱۳۱) میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ زید بن اسلم کہتے ہیں: ایک سوچودہ (۱۱۳) سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا اور مروان بن الحکم نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

۲۴۰) (ن) اسماء بن خارجہ

بن حصن بن حذیفہ بن بدر الطواری۔ ابو حسان الکوفی، ابو حسان زیادہ کا قول ہے کہ ان کا انتقال ساٹھ ۶۰ھ میں ہوا، اس

وقت ان کی عمر اسی (۸۰) سال تھی۔

میں کہتا ہوں: اس لحاظ سے ان کی ولادت بحث نبوی سے پہلے بنتی ہے۔

علامہ ابن حبان * نے فرمایا: وہ پینسٹھ ہجری (۶۵ھ) میں فوت ہوئے اور عمر کی مقدار میں ان کی موافقت کی۔ ابن عبد البر کنتیوں میں ابوالعریان کے سوانح میں فرماتے ہیں: یہ بات بعید نہیں کہ وہ صحابی ہوں اس واسطے کہ بڑے بڑے تابعین * ان سے روایت لیتے ہیں۔ مؤرخین نے ان کے والد اور چچا کو صحابہ میں ذکر کیا ہے وہ بھی ابن عبد البر کی شرط پر طبرانی نے ابوالاحوص کی سند سے نقل کیا ہے کہ اسماء بن خارجہ نے ایک شخص کو چپچپے کیا تو وہ کہنے لگا: میں بزرگوں کا بیٹا ہوں۔ جس پر عبد اللہ نے کہا: وہ تو یوسف بن یعقوب بن ابراہیم رضی اللہ عنہ ہیں۔

ابن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں فرمایا: مسعودی نے بحوالہ مالک بن اسماء بن خارجہ سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا، فرمایا: میں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا: ”جس شخص کی دنیا میں دوزبانیں (ایک سے اور بات کی دوسرے سے دوسری کی) ہوں گی قیامت کے روز بھی اس کی آگ کی (نی) دوزبانیں ہوں گی“۔ مرزبانی نے کہا: وہ بڑے صاحب شرافت، جرأت مند، فیاض اور صاحب عقل انسان تھے ان کے بڑے قصبے ہیں۔ عبد الملک بن مروان کے ہاں آئے تو اس نے اعزاز و اکرام سے نوازا۔ ابن ابی الدنیا نے فرمایا: ہمیں ابو حذیفہ عبد اللہ بن مروان بن معاویہ بن حارث بن عثمان بن اسماء الغضاری نے اپنے والد سے روایت کر کے بتایا کہ اسماء بن خارجہ نے فرمایا: میں نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی۔

۳۵۱ اسماء بن خالد

بن عوف بن عمرو بن سعد بن ثعلبہ بن کنانہ بن باریق بارتی۔ زمانہ نبوی پایا ہے وہ سراقہ بن مرداس بن اسماء بارتی شاعر کے دادا ہیں، جس نے عمار بن ابی عبید کی جھوکی تھی باوجود یکہ وہ ان کے تبعین سے تھا۔ اور مصعب بن زبیر سے مل گیا تھا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے اور سراقہ بن غیاث بن سراقہ جن کا ابھی ذکر ہوا سے قصہ ذکر کیا۔ یہ بھی شاعر ہیں۔

۳۵۲ اسود بن اقیش نخعی

ابوالعریان ہشتم بن اسود کے والد، زمانہ نبوت پایا ہے اور فتوحات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک رہے اور قادسیہ کے روز شہید ہوئے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔ حرف ہاء میں ان کے بیٹے کا ذکر آئے گا۔ اور ابن عبد البر نے ابوالعریان کے سوانح میں کہا: اکابر تابعین کی ان سے روایت کی وجہ سے یہ امر بعید نہیں کہ وہ صحابی ہوں۔

۳۵۳ اسود بن شراحیل

بن کندی بن الجون بن آکل المرار کنندی۔ زمانہ نبوت پایا۔ ان کے بیٹے عبد الرحمن کنندہ کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے کوفہ میں اپنی زمین کی حد بندی کی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ کنندہ میں سے ان کے علاوہ کسی نے کوفہ میں حد بندی نہیں کی۔

۳۵۲ اسود بن عامر

بن عویمر بن مخلد بن سعید خزاعی۔ جاہلیت کا دور دیکھا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بعض فتوحات میں شریک کار رہے۔ نبی ﷺ کے اخیر عہد میں ان کے ہاں عبدالرحمن کی ولادت ہوئی اور عبدالرحمن کثیر عزمہ جو مشہور شاعر ہے اس کے والد ہیں۔ اور کثیر کی ولادت ۲۵ھ میں ہوئی۔ اس لئے کہ وہ ایک سو پانچ ۱۰۵ھ میں اسی ۸۰ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ یہ بات مرزبانی وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

۳۵۵ اسود بن عبد شمس

بن عدی بن حزام بن شعل بن عوف بن معتمر بن ربیعہ بن سعد بن ہشم بن ذیل بن ہنی بن بلی البلوئی۔ زمانہ نبوت پایا ہے قیس بن سعد بن عبادہ جب مصر کی گورنری سے واپس آئے تو اپنے بیٹے کے پاس فروکش ہوئے۔ کہا جاتا تھا کہ اسود اپنے زمانہ میں تمام عرب میں سب سے زیادہ نئی انسان تھے۔

۳۵۶ اسود بن قطبہ

ابومؤثر (فاکے زبر اور زازیر والی مشد، اس کے بعد رہے) دارقطنی نے نے مؤلف میں کہا ہے کہ وہ فتح قادسیہ میں شریک تھے جس میں ان کے کئی اشعار ہیں۔ جلواء کے قیدیوں کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لے جانے میں وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے قاصد تھے اور ان ایام میں وہ مسلمانوں کے شاعر تھے۔ یہ بات سیف بن قحطیب نے فتوح میں ذکر کی ہے اور انہوں نے بھی ایسا ہی کہا ہے اور خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں: ”یرموک پر ہمارا اتنا قیام رہا کہ (روم کے) بڑے لشکروں میں روم کی چادریں جمع ہو گئیں۔“

مرزبانی نے اپنی معجم میں کہا: وہ فتوح عراق میں شریک تھے وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں: ”تم دونوں میری طرف سے کسی عرب کو یہ بات پہنچا دو کہ ہم میں عجم کی شکستیں تقسیم ہو گئیں اور ہمیں قوم کا وہ جز یہ واپس مل گیا جس کے ذریعہ ہم نے ان کے ہاں سے کلائی والیوں کو چھڑا لیا۔“ یہ اسود وہی ہیں جنہوں نے کسریٰ کے قاصد سے، جب اس نے کہا: تم لوگ سیر نہیں ہوتے؟ کہا: جب تم ہم کوئی کے لبوں کے بدلے ارب کا شہد نہیں کھالیتے تم سے صلح نہیں کریں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ بات بے ساختہ ان کی زبان پر جاری ہوئی تھی وہ اس کا مفہوم نہیں سمجھتے تھے۔

۳۵۷ اسود بن کلثوم العدوی

فتوح میں ان کا ذکر ہے انہی نے بہن کو فتح کیا تھا۔ ابن عامر نے انہیں لشکر کا امیر بنایا۔ چنانچہ فتح کے روز ۳۱ھ میں شہید ہوئے۔ فاضل شخص تھے، عامر بن عبد قیس ان کے متعلق کہتا ہے: ”اسے صرف دو پہروں کی پیاس کی جدائی پر افسوس ہوتا تھا۔“

۳۵۸ (ز) الاسود بن مغراء

بن شراحیل بن ارقم بن اسود، ابن زید نے اشتقاق میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا کہ وہ یرموک میں شریک تھے۔

۳۵۹ اسود بن ہلال محاربیؓ

ابو سلام کوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہجرت کی۔ ابن سعد نے یہ بات نقل کی ہے، عجل کا بیان ہے: وہ جاہلی ہیں اور حضرت عبداللہ کے ساتھیوں میں سے ہیں۔ ان کی احادیث صحابہ سے صحیحین اور دیگر کتب میں ہیں۔ اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دوسرے حضرات سے مروی ہے، باوردی نے ”صحابہ“ میں اشعث بن ابی اشعث کی سند سے بحوالہ اسود بن ہلال نقل کیا ہے، انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ اسی طرح عثمانی نے نقل کیا ہے اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ابوداؤد کی سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اسود بن ہلال کے پاس آیا وہ مجھ سے زیادہ عقلمند تھے۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ حجاج کے زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔ اور عمرو بن علی کا قول ہے کہ ۸۴ھ میں فوت ہوئے۔

۳۶۰ اسود بن یزیدؓ

بن قیس النخعی، ابو عمرو، ابو عبد الرحمن بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی خنیسہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج کیا۔ ابن سعد کا بیان ہے: انہوں نے ہجرت کرنے سے پہلے یمن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا۔ بخاریؒ میں اشعث بن سلیم بحوالہ اسود بن یزید مروی ہے، فرمایا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہمارے ہاں یمن میں معلم اور امیر بن کر آئے، ہم نے آپ سے ایک فوت شدہ آدمی کے بارے میں پوچھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اور ابراہیم نخعی کی سند سے بحوالہ ان کے ماموں اسود سے مروی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ہم میں فیصلہ کیا۔ ابوداؤدؒ نے ابوحسان اعرج کی سند سے بحوالہ اسود بن یزید نقل کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے یمن میں یمن اور بیثی کو وراثت بنایا اور اللہ کے نبی زندہ تھے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: انہوں نے صدیق اکبر اور عمر رضی اللہ عنہما سے سنا اور ان کی احادیث کبار صحابہ رضی اللہ عنہم سے صحیحین وغیرہ میں ہیں۔ حکم بن صبیح نے کہا: وہ ہمیشہ روزے سے رہے اور عجمی کا قول ہے: وہ کوئی جاہلی اور ثقہ ہیں اور نیک فقیہ آدمی ہیں۔ ۷۳ھ یا ۷۵ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ اسی پر امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ البوصیم نے اعتماد کیا ہے۔

۳۶۱ استیختؓ

بحرین کے سردار۔ احمد بن یحییٰ بلاذری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں بھی کتب لکھا جب منذر بن سلوی کی طرف نامہ مبارک روانہ فرمایا، اہل بحرین کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا، ان میں سے استیخت اور منذر اسلام لے آئے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا۔ اسد آباد میں اسی طرح کا مفہوم گزر چکا ہے۔

❖ اسد الغابۃ (ت ۱۵۶) الاستیعاب (ت ۵۰۱) ❖ تاریخ الثقات (۶۷) ❖ اسد الغابۃ (ت ۱۵۸)

❖ التاريخ الكبير (۴۴۹/۱) ❖ ابوداؤد کتاب الفرائض باب ما جاء فی میراث الصلب (حدیث ۲۸۹۳)

❖ بخاری کتاب الفرائض باب میراث البنات (حدیث ۶۷۳۴) باب میراث الاخوات مع البنات عصبہ (حدیث ۶۷۴۱)

❖ تاریخ الثقات (۶۷) ❖ تجرید (۲۰/۱)

۳۶۲) اسيفع الجہنی

نبی ﷺ کو دیکھا ہے وہ حاجیوں سے آگے نکل جاتے تھے۔ موطا امام مالک [ؒ] میں ابن دلاف سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ جہینہ کا ایک فض سواریاں خریدتا اور ان پہ بہت خرچ کرتا تھا۔ پھر جب چلتا تو حاجیوں سے آگے نکل جاتا۔ وہ کہیں مفلس ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اس کا مقدمہ پیش ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حمد و صلوٰۃ کے بعد! لوگو! اسیفع جو جہینہ کا اسیفع ہے وہ اپنی دینداری اور امانتداری میں اتنا اچھا تھا کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ حاجیوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ لیکن سن رکھو! اب وہ قرضوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ تو جس کسی کا اس کے ذمہ قرض ہے وہ صبح ہمارے پاس آئے ہم اس کے قرضوں کو انہوں میں اس کا مال بانٹیں گے۔ اور دارقطنی نے اس روایت کو زہیر بن معاویہ کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن عمر، عثمان بن عبد الرحمن سے، انہوں نے عطیہ بن دلاف سے انہوں نے اپنے والد سے وہ بلال بن حارث سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متصل نقل کیا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن ادريس سے عبید اللہ بن عمر سے یہ روایت کی ہے، اور دارقطنی نے غرائب مالک میں ابن مہدی کی سند سے بحوالہ ابن دلاف وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔ عبد الرزاق نے فرمایا: معمر نے ایوب سے نقل کیا کہ کسی نے ذکر کیا: جہینہ کا ایک فض سواریاں خریدتا اور گراں قیمت لے لیتا جس کی وجہ سے اس پر اتنے قرضے ہو گئے کہ وہ مفلس ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا: کسی کی نماز روزے سے دھوکا نہ کھانا، دیکھنا ہے تو آدمی کی گفتگو میں سچائی، امانت میں وفا اور جب وہ لا پرواہ ہو تو اس کی پرہیزگاری دیکھو۔ پھر فرمایا: سنو! جہینہ کا اسیفع، پھر اس طرح کی بات ذکر کی۔ اور ابن عیینہ سے بحوالہ زیاد اور وہ ابن سعد ہیں ابن دلاف سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ [ؒ]

باب الالف جس کے بعد شہین ہے

۳۶۳) (ز) اشرف بن حمیری [ؒ]

بن ذہل بن زید بن کعب بن عکب بن اسد بن حارث بن تھیک بن ازد اسدی (متحرک لفظ ہے) زمانہ نبوی پایا اور ان کا بیٹا عمر و حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں جنگ جمل کے روز شہید ہوا۔ یہ بات رشاطی نے شجرۃ بغدادیہ سے نقل کی ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن کلبی کے حمبرہ میں ان کا ذکر ہے لیکن انہوں نے ان کے والد کا نام بختری بتایا ہے۔ فاللہ اعلم اور یہ ذکر کیا کہ ان کے پوتے زیاد بن عمرو بن اشرف کو ازرو نے، عبید اللہ بن زیاد کے حادثہ میں یزید بن معاویہ کی وفات کے بعد اپنا سردار بنالیا۔ وہ حجاج کی پلٹن کے کمانڈر تھے۔

ؒ موطا مالک کتاب الوصیۃ باب جامع القضاء و کراہیۃ... (حدیث ۱۵۰۰)

ؒ مصنف لعبد الرزاق (حدیث ۲۰۱۹۲) المطالب العالیۃ (حدیث ۲۶۰۸)

ؒ اسد الغابۃ (ت ۱۸۲)

بن عوف بن الاحوص بن جعفر بن کلاب العامری الکلابی۔ ابن کلبی کا قول ہے کہ وہ قادسیہ اور حیرہ میں شریک تھے انہی جنگوں میں وہ کہتے ہیں، جب ان کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں۔
”سیدہ حنین اور قصر میں میری سواری کی ٹانگیں اس خدشہ سے کاٹ دی گئیں کہ مجھے مار دلائی جائے۔“

زمانہ نبوت پایا ہے۔ سیف نے فوج میں اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے انھیں اور ان کی قوم کے لوگوں کو ۱۵ھ میں حصہ اتارا۔ ابن قتیون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

جزلہ بن معتب بن احب بن غوث القحوی۔ آمدی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ شاعر و شہسوار جاہلی شخص تھے اسلام کا زمانہ پایا۔ یوم الزعفران کے معرکہ میں روم کے شہر میں شہید ہوئے ان کے ہمراہ ان کے بھائی بھی جام شہادت نوش کر گئے۔ ابو عمرو شیبانی نے ان کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔

ابن ثور بن ابی حارثہ بن عبدالمہد ان بن جندل بن نہشل بن دارم بن عمرو بن حمیم رملہ ان کی والدہ ہیں۔ یہ ابو عمرو و شیبانی کا قول ہے، فرماتے ہیں کہ وہ جندل بن مالک بن ربیعہ نہشلی کی کنیز تھیں جن سے ثور کی زمانہ جاہلیت میں چار اولادیں ہوئیں: رباب، جثاء، سوبط اور اشعب۔ پورے عرب میں زبان، ہاتھ اور طاقت میں مضبوط بھائی تھے۔ چاروں نے اسلام کا دور پایا تو مشرف باسلام ہوئے۔ مال بکثرت ہوا۔ اور اتنا غلبہ پایا کہ جب صمان کے کسی گھاٹ پر پڑاؤ کرتے تو اپنی من پسند جگہ سے لوگوں کو روک دیتے۔ کسی سال یہ لوگ ایک گھاٹ پر فروکش ہوئے تو بنی قطن کے کسی فرد نے، جس کا نام بشر بن صبیح اور کنیت ابو بذرآل تھی، اپنا اونٹ ایک حوض پر اتار دیا، جسے رباب بن رملہ نے لاشی مار کر زخمی کر دیا جس سے بنی رملہ اور بنی قطن میں لڑائی چھڑ گئی۔ بنو قطن نے ابو اسماء ابی بن اشیم نہشلی کو قید کر لیا وہ بنی جردل بن نہشل کا سردار تھا اور بنی رملہ کے ساتھ تھا۔ تو نہشل بن جری نے کہا: بنی قطن! یہ تمہاری لڑائی میں شریک نہ تھا۔ اس سے یہ عہد بے لوک وہ تمہارے مقابلہ سے اپنی قوم کو ہٹا کر واپس لے جائے اور اسے آزاد کر دو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ یوں وہ اپنی قوم کے ستر افراد لے کر چلا گیا۔

اھلب بن رملہ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو ان سے صلح کر کے اپنے بھائی رباب بن رملہ کو ان کے حوالے کر دیا اور جس لڑکے کے چوٹ لگی تھی اسے لے لیا۔ وہ کچھ ہی دن رہا اور چل بسا، تو اھلب نے بنی قطن کی جانب دیت دینے کا پیام بھیجا۔ انہوں نے عباد بن مسعود، مالک بن ربیع، مالک بن عوف اور قعقاع بن معبد سے مدد طلب کی، ان سب نے یہ فیصلہ کیا کہ: جب تک اس نوجوان کا قاتل قتل نہیں کیا جاتا ہم راضی نہیں ہوں گے اور رباب کو قتل کرنا چاہا۔ رباب نے کہا: مجھے دو رکعت پڑھ لینے دو۔ چنانچہ

الکامل فی مناقب اہل الصحۃ (جلد ۱)

انہوں نے نماز پڑھی پھر فرمایا: اللہ کی قسم! مجھے اپنے رب کی ضرورت ہے میں نے صرف اس لئے زیادہ دیر نماز نہیں پڑھی مبادا یہ لوگ موت کا خوف نہ سمجھنے لگیں۔ پھر انہیں مقتول کے بیٹے کے سپرد کر دیا گیا، اس کا نام خزیمہ تھا اس نے ان کی گردن اتار دی۔ یہ سارا واقعہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد قفقے کے زمانہ میں پیش آیا۔ جس پر اہلب کوندا مت ہوئی اور اپنے بھائی کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے:

”اے میری دونوں آنکھوں! اگر تم پوری رات بیدار رہ کر جزع فزع کرتی رہو تو تمہارے بھائی سے یہ آنسو کم ہیں۔ بہت سی رباب پر رونے والی اور کئی کہنے والے کہیں گے اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے کس قدر پاکدامن اور مضبوط نوجوان تھا۔ رباب کے بارے میں جو میری رائے تھی جس کی وجہ سے وہ ضائع ہو گیا اس پر مجھے میری قوم نے اور خود میرا ضمیر ہر وقت ملامت کرتا رہتا ہے۔ اگر میرا دل لوہے کا ہوتا تو بھی کچھل جاتا اور اگر صفا کا ٹکڑا ہوتا تو پھٹ جاتا۔“

مرزبانی نے بنجم اشعراء کے حرف زامیں ان کا ذکر کر کے ان کے وہ اشعار پڑھے جو انہوں نے ابو بذرال کو قتل کرنے کے وقت کہے تھے۔

میں نے اس سے کہا: اے ابو بذرال صبر سے کام لو۔ اللہ کی قسم! تجھے ضرور علم ہو جائے گا کہ مجھے کوئی پروا نہیں کہ تو آخری راتوں کو بھی نہ لوٹے۔ صبر کر چاند کے نکلنے تک جب شوال کا پہلا دن ظاہر ہو۔

فرماتے ہیں: جب ابو بذرال کے بدلے رباب کو قتل کیا گیا تو اہلب نے یہ اشعار کہے:

”جب میں نے دیکھا کہ قوم کی رسیوں سے رباب بندھا ہوا ہے، میری وجہ سے یہ مصیبت اس نے خریدی، پھر بھی وہ کمزور نہ تھا۔“

فرماتے ہیں: رباب کی جلد سب سے زیادہ سخت تھی۔

۳۶۸ اشہب بن ورد

بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ السلمی۔ زمانہ نبوت پایا ہے ان کے بیٹے زیاد صغین میں اور بعد میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے یہ بات ابو عمرو شیبانی نے ذکر کی ہے۔

باب الف جس کے بعد صاد ہے

۳۶۹ اصبع بن حجر

بن سعد ہمدانی۔ نبی ﷺ کو دیکھا۔ جب ان کے بھائی یزید بن حجر نبی ﷺ کی حیات میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تو اصبع ناراض ہو کر حضرت معاذ کے قتل کے واسطے راستے میں بیٹھ گئے۔ لیکن اس کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ پھر خود بھی اسلام

لے آئے اور ان کا اسلام اچھا ہو گیا۔ ہمدانی نے اپنی کتاب انساب میں یہ بات ذکر کی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

۴۶۰) اصْبَغُ بْنُ عَمْرٍو

بن ثعلبہ بن حصن بن مضمم بن عدی بن جناب کلبی قضاعی۔ پہلے عیسائی تھے پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر نبی ﷺ کی حیات میں ہی مسلمان ہو گئے اور عبدالرحمن نے نبی ﷺ کے حکم سے ان کی بیٹی ”تماضر“ سے شادی کر لی۔ یہ بات واقدی نے سعید بن بانک کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ اور اسے دارقطنی نے افراد میں محمد بن حسن امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد کی سند سے بحوالہ سعید بن بانک، عطاء سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، فرمایا: نبی ﷺ نے حضرت عبدالرحمن کو بلا کر فرمایا: ”تیار ہو جاؤ میں تمہیں ایک مہم پر روانہ کرنے والا ہوں“۔^۱ حدیث کا حوالہ دیا۔ اسی میں ہے کہ عبدالرحمن چل نکلے بالآخر اپنے ساتھیوں سے جا ملے اور انھیں لے کر دومتہ الجندل آ گئے۔ یہاں پہنچے پر آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی جو تین دن تک دیتے رہے۔ جب تیسرا دن ہوا تو اصغ بن عمرو الکلبی جو پہلے نصرانی تھے اسلام لے آئے، وہ ان کے سردار تھے۔ تو عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے واقعہ کی اطلاع جہینہ کے ایک شخص رافع بن مکیت کے ہاتھ نبی ﷺ کو لکھ بھیجی۔ نبی ﷺ نے انھیں جوابی خط بھیجا کہ اصغ کی بیٹی سے شادی کر لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس (عورت) کا نام تماضر تھا جن سے ابوسلمہ بن عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ یہ تمام قصہ میں نے احمد بن حسن زبیری کے سامنے پڑھا۔ محمد بن احمد بن خالد باریقی نے انہیں بتایا۔ انھیں ابراہیم بن محمد بن مناقب، انہیں ابوالیسن کنندی نے انہیں ابومنصور قزازی نے حسین بن نقور نے انہیں ابوسعدا سامعی نے دارقطنی کے چناؤ سے، فرماتے ہیں ہمیں ابوسلیمان موسیٰ بن سلیمان جوزجانی نے انہیں محمد بن حسن تلمیذ ابی حنیفہ نے بتایا پھر لمبا واقعہ ذکر کیا۔ دارقطنی فرماتے ہیں اسے سعید سے محمد بن حسن روایت کرنے میں منفرد ہیں۔ اور ان سے ابوسلیمان کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: واقدی کی سعید سے جو روایت ہے وہ اس اطلاق کی تردید کرتی ہے۔ واللہ اعلم

۴۶۱) (ز) اصْبَغُ بْنُ نَبَاتَةَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھی۔ ابن ماجہ نے ان کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے اور ابن عساکر نے جو روایت کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے، اس واسطے کہ انہوں نے عبدالرحیم بن محرز فزاری کے سوانح میں ہشام بن کلبی کی سند سے بحوالہ ابویعلیٰ (جن کا نام سوید بجاتانی ہے) مرہ بن عمر سے وہ اصغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ خلافت صدیقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت موت سے ایک شخص آیا۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا، جس کا تذکرہ مدرک بن زیاد کے احوال میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

۴۶۲) اصْبَغَةُ

با سے بعد والے میں آتا ہے۔

۲۴۳ اصحمة بن ابجر النجاشی *

شاہ حبشہ عربی میں ان کا نام عطیہ ہے اور لقب نجاشی، نبی ﷺ کے عہد میں اسلام لے آئے مگر آپ کی طرف ہجرت نہیں کی۔ وہ مسلمانوں کے لئے نفع بخش مددگار تھے۔ مغازی میں ان کا قصہ مشہور ہے جس میں انہوں نے اپنی طرف ہجرت کرنے والے مسلمانوں سے آغاز اسلام میں حسن سلوک کیا تھا۔ اور ”صحیح“ والوں نے نبی ﷺ کی ان کی غائبانہ نماز جنازہ کا قصہ ذکر کیا ہے جو کئی طرق پر ثابت ہے ان میں سے ایک سعید بن مینا کی سند سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ اور ایک عطاء کی روایت سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”آج ایک نیک بندہ دنیا سے چل بسا جس کا نام اصمہ تھا، اٹھو اور اصمہ کا جنازہ پڑھو۔“ چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کی اقتداء میں صفیں باندھ لیں۔ یہ قطان بحوالہ جریج اور وہ نبی ﷺ کی حدیث کے الفاظ (نقل کرتے) ہیں۔ اور ابن عیینہ کی بحوالہ ابن جریج روایت میں ہے ”آج نیک بندہ چل بسا اٹھو اور اصمہ کا جنازہ پڑھو۔“ *

طبری اور ایک جماعت کا کہنا ہے کہ یہ واقعہ ۹ھ رجب میں پیش آیا، جبکہ دیگر لوگ کہتے ہیں: فتح مکہ سے پہلے رونما ہوا۔ ادھر ابن اسحاق بحوالہ یزید بن رومان، عروہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: جب نجاشی کا انتقال ہوا تو ہم لوگ سمجھنے لگے کہ اس کی قبر پر نور دکھائی دے گا۔ ابن شاپین، اور دارقطنی نے افراد میں محترم بن سلمان کی سند بحوالہ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اٹھو اور اپنے بھائی نجاشی کی نماز جنازہ پڑھو۔“ * تو کسی نے کہہ دیا آپ ﷺ عیسٰی ایک حبشی کافر کی نماز جنازہ پڑھنے کا کہہ رہے ہیں جس پر یہ آیت: ”کچھ اہل کتاب ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں“ (آل عمران: ۱۹۹) نازل ہوئی۔ تا اختتام سورت۔

دارقطنی نے کہا: ہمیں معلوم نہیں کہ اسے ابوہانی احمد بن یحکار کے سوا کسی نے معتمر سے نقل کیا ہو۔ اور زمعد بن صالح کی سند سے بحوالہ زہری اور یحییٰ بن سعید، سعید بن المسیب سے وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک صبح ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارا بھائی اصمہ نجاشی فوت ہو گیا۔ اب اس کی نماز جنازہ پڑھو۔“ * فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جلدی سے اٹھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نوناٹھے اور عید گاہ پہنچے، آپ کھڑے ہوئے ہم نے صفیں بنائیں اور آپ ﷺ نے چار بکیریں کہیں۔

لفظ ”نجاشی“ نون کے زیر سے مشہور ہے، کسی نے کہا کہ ثعلب سے منقول ہے کہ نون کے زیر سے اور جیم مخفف ہے اور بحوالہ مطرزی جیم کی تشدید کو غلط کہا ہے البتہ آخر میں یا مشدود ہے مطرزی نے تخفیف نقل کی اور اسے صنعانی نے ترجیح دی ہے۔ اصمہ ازبہ کے وزن پر ہے اس کی حاء مہملہ (نقطے کے بغیر) ہے بعض نے معجمہ (نقطے والی) کہی ہے بعض کا قول ہے کہ ہے تو اسی طرح البتہ میم صاد سے پہلے ہے اور ایک قول ہے شروع میں الف کی جگہ میم ہے، جو مستدرک حاکم میں ابن اسحاق سے مروی ہے ابن اسحاق سے

* اسد الغابۃ (۱۸۸) التمهید (۳۳۱/۶) مسند حمیدی (حدیث ۱۲۹۱) * سابقہ حوالہ گزر چکا۔

* مسلم کتاب الجنائز باب التکبیر علی المیت (حدیث ۶۷) نسائی باب الامر بالصلاة علی المیت (حدیث ۱۹۴۵)

الکامل فی الضعفاء (حدیث ۲۲۷۸/۶)

* المعجم الكبير (حدیث ۱۹۹/۱۸) المطالب العالیۃ (۷۵۴) مجمع الزوائد (حدیث ۴۲۰۶)

پہلا قول زیادہ مشہور ہے یوں ان کے نام میں چھ مختلف الفاظ بن جاتے ہیں، جنہیں میں نے یکجا نہیں دیکھا۔

۲۴۴ (ز) اصغر بن قیس

بن حارث بن وقاص بن صلاہ بن معقل بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی نے جمہرہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ قادسیہ کے روز بنی حارث کے صاحب علم تھے۔

۲۴۵ اصغمدہ (خافطہ والی)

سابق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۴۶ (ز) اصمغ بن مظہر

بن رباح بن عبد شمس بن احمیا بن سعد بن عبد بن غنم بن قتیبہ بن مثن بن مالک بن اعصر باہلی، عبد الملک بن قریب بن علی بن اصمغ اسمعی کے دادا، ابو عبیدہ کبریٰ نے شرح امالی القالی میں لکھا ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ دیکھا ہے اور جنگ احواز میں زخمی ہوئے۔ ابن حزم نے جمہرہ میں لکھا ہے کہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے اور وہ اور ان کے والد سب اسلام لے آئے تھے۔ مزونہ کامل میں ان کے بیٹے علی بن اصمغ کا جو قصہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف کے ساتھ پیش آیا ہے، لکھا ہے۔

باب الالف جس کے بعد طاء ہے

۲۴۷ اظ بن ابی اظ

بنی سعد بن بکر کے فرد۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایام صدیقی میں رہے۔ عراق میں نہر اظ انہی کی جانب منسوب ہے، چونکہ حضرت خالد نے انہیں اس علاقے کے خراج پر مقرر کیا تھا اس لیے وہ نہر ان کی جانب منسوب ہو گئی۔ یہ بات طبری نے بحوالہ سیف نقل کی ہے۔ ایک دوسری جگہ لکھا ہے اظ بن سوید، ہو سکتا ہے یہ ان کے والد کا نام ہو۔ ابن فقون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ میں نے قابل اعتماد آدمی کی تحریر سے دیکھا ہے، شروع والے حرف ہمزہ پر پیش ہے۔

۲۴۸ اعبد بن فدی

ابولیل سعدی کے بھائی، ارتد او کی جنگ اور فتوح میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے انہیں قنقاع کے ہمراہ جبرہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ یہ بات طبری نے بحوالہ سیف نقل کی ہے۔ ابن فقون نے ان کا بھی استدراک کیا ہے۔

۲۴۹ اعور بن ورد

بن حذیفہ بن بدر فزاری، عیینہ بن حصن کے چچا زاد بھائی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے ربیعہ بن اعور نے عقیل بن علفہ

بن حارث بن معاویہ مری کی مقابلہ میں بھوکی ہے۔

باب الالف جس کے بعد غین ہے

(۲۸۰) اغلب العجلی

رجز یہ شاعر پہلے حصے میں گزر چکے ہیں۔

باب الالف جس کے بعد فاء ہے

(۲۸۱) (ز) افعل

ابوایوب انصاری کے غلام، کنیت ابو کثیر تھی۔ زمانہ نبوت پایا ہے، اس واسطے کہ وہ خلافت صدیقی میں عمر کے چشمہ سے قید کیے گئے۔ حضرت عمر، عثمان اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم سے ان کی روایت ہے۔
عجلی کا قول ہے کہ وہ ثقہ اکابر تابعین سے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ابن سیرین سے صحیح سند سے نقل کیا ہے کہ وہ ۷۰ھ میں شہید کر دیے گئے۔ یہ ۶۲ھ کا واقعہ ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کی روایت لی ہے۔

باب الالف جس کے بعد قاف ہے

(۲۸۲) (ز) اقرع (مؤذن عمر رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پادری سے کہا تھا کیا تم مجھے (اپنی) کتاب میں مذکور پاتے ہو؟ اس نے کہا: ہم آپ کو لوہے کا قرن دیکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: لوہے کے قرن سے کیا مراد؟ اس نے کہا: سخت کام۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اللہ اکبر“۔ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ قول وہ روایت کرتے ہیں۔ ان سے عبداللہ بن شقیق عقیلی، ابوداؤد نے یہ اثر (صحابی کا قول) اسی مفہوم میں ذکر کیا ہے جو میں نے ذکر کیا۔ اس واسطے کہ جو شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں اذان پر مقرر ہو اس کا تقاضا ہے کہ اس نے بڑی عمر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دور دیکھا ہے۔ ابن حبان نے ثقہ تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۳) اقیشر اسدی

ان کا نام مغیرہ بن عبداللہ ہے ہم میں آئے گا۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۲۸۸۳ اکتل بن شماع

بن زید بن شداد بن صحر بن مالک بن لای بن ثعلبہ بن سعد بن کنانہ بن حارث بن عوف العکلی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمر میں شریک تھے۔ اسی دن انہوں نے مرد شاہ کو گرفتار کر کے اس کی گردن اتار دی۔ جنگ قادسیہ میں بھی شرکت کی جس میں ان کے اچھے کارنامے ہیں۔ اسی دارقطنی نے مؤلف میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا کہ شعبی نے ان سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ابن کلبی کا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ جب اکتل کو دیکھتے فرماتے: جو کسی خوبصورت فصیح کو دیکھنا چاہے وہ اکتل کو دیکھ لے۔ ابن عبدالبرؒ نے اسی کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے کیونکہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ واللہ اعلم

۲۸۸۵ اکثم بن صیفی

بن رباح بن حارث بن غاشن بن معاویہ بن شریف بن جردہ بن اسید بن عمرو بن حمیم تميمی مشہور صاحب حکمت شخص ہیں۔ حظلہ بن ربیع بن صیفی کے چچا بنتے ہیں۔ جو خود مشہور صحابی ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: ابن السکن نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر کے اچھا کام نہیں کیا۔

اور جو حدیث انہوں نے ذکر کی یہ ہے کہ جب اکثم بن صیفی کو نبی ﷺ کی اطلاع ملی تو اس نے آپ کے پاس آنا چاہا تو اس کی قوم نے اسے نہ جانے دیا، تو اس نے کہا: پھر کوئی ایسا شخص چلا جائے جو میرا پیام آپ کو اور ان کا پیام مجھے پہنچا دے۔ پھر دو شخص پیش ہوئے کہ ہم جاتے ہیں، وہ دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں آئے، کہنے لگے: ہم اکثم بن صیفی کے قاصد ہیں وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کون ہیں؟ آپ کی حیثیت کیا ہے اور آپ کا پیام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔“ اس کے بعد آپ ﷺ نے ان کے سامنے قرآن کی یہ آیت: ”بے شک اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔“ (نحل: ۹۰) وہ دونوں اکثم کے پاس آئے اور اس سے یہ ساری بات ذکر کی تو اس نے کہا: ”اے قوم! وہ شخص اچھے اخلاق کا حکم دیتا اور بڑے اخلاق سے منع کرتا ہے لہذا اس کام میں تم پہل کرنے والے بنو پیچھے رہنے والے مت بنو!“ پھر کچھ ہی عرصے بعد اس کی وفات ہو گئی۔ وفات کے وقت اس نے کہا: ”میں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور صلہ رحمی کی وصیت کرتا ہوں پھر اس کی وصیت میں باقی حدیث ذکر کی۔“

ابن سکس نے کہا: ابن صاعد نے ہم سے بحوالہ حسن بن داؤد، محمد بن منکدر سے وہ عمر بن علی مقدسی سے وہ علی بن عبد الملک

اسد الغابۃ (ت ۲۱۶) الاستیعاب (ت ۱۵۸) الاستیعاب (۲۲۹/۱) اسد الغابۃ (۲۱۸) تجرید (۲۷/۱)

بخاری کتاب الصلح باب کیف یکتب هذا ما صالح فلان بن فلان (حدیث ۳۶۹۹) ترمذی کتاب الدعوات باب ۹۷ (حدیث ۳۵۳۲)

مسند احمد (۲۱۰/۱) دلائل النبوة (۱۱۶/۱) کنز العمال (حدیث ۳۱۸۶۷) تہذیب تاریخ دمشق (۲۷۴/۱)

سے وہ غیر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں پھر اس حدیث کا ذکر کیا وہ روایت مرسل ہے۔ ابن عبدالبر نے کہا: اس روایت سے کسی ایسی چیز کا ثبوت نہیں ملتا جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ ابن فتحون نے کہا کہ باوردی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اسی طرح ابن سکین ان کا ذکر کرتے اور وہ روایت ابن ابی نعیم بن یوسف سے بحوالہ منکر نقل کرتے ہیں۔ لیکن اموی نے مغازی میں ان کا ذکر کیا کہا کہ میرے چچا نے عبداللہ بن زیاد کے حوالہ سے بیان کیا وہ فرماتے ہیں مجھے اپنے کسی ساتھی نے بتایا اور عبدالملک کے حوالہ سے اسی طرح کی روایت نقل کی۔ اور یہ اضافہ کیا کہ ان کے نزدیک اونٹ لایا گیا اور وہ نبی ﷺ کے ارادے سے سوار ہوئے لیکن راستے میں وفات پا گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ کہا جاتا ہے یہاں آیت:

”جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف مہاجر بن کے نکلے پھر اسے موت آجائے تو اس کا اجر وثواب اللہ کے ہاں ثابت ہو گیا۔“ (سورۃ النساء: ۱۰۰)

عبداللہ بن زیاد وہ ابن سمان ہے جو ایک متروک راوی ہے۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو ابن عبدالبر کے خلاف ان کے اسلام لانے کے بارے میں حجت قائم ہو جائے گی یوں ان کی شرط کے مطابق یہ ان لوگوں میں سے ہو جائیں گے جنہیں اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ جن کی نبی ﷺ سے ملاقات نہیں ہوئی۔

مجھے اس روایت کا شاہد مل گیا ہے جسے ابو حاتم بھٹانی نے کتاب المعمرین میں عمرو بن محمد سعدی سے بحوالہ عامر شعی نقل کیا ہے فرمایا: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق پوچھا فرمایا: یہ اسلم بن صغی کے بارے میں نازل ہوئی، میں نے عرض کیا: لیثی کہاں تھے؟ فرمایا: یہ لیثی سے بہت زمانہ پہلے کی ہے یہ آیت خاص، عام ہے۔ نیز ابو حاتم نے معمرین میں رشید بن کریم سے وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ مذکورہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی۔

اصمعی نے کہا: ہمیں ابو حاضراسدی نے بحوالہ اپنے والد بتایا کہ اسلم نے جب نبی ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو اپنے بیٹوں کو جو وصیت کی تھی یہ..... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ عسکری نے کتاب الصحابہ کی اس فصل میں ”جنہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا لیکن آپ سے ملاقات نہ ہوئی“ نقل کیا ہے اہل تاریخ نے یہ روایت کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کی غرض سے نکلے لیکن ان کے جھپٹنے نے راستے میں انہیں دھوکا دے دیا تا کہ واپس آجائیں۔ ان لوگوں کا پانی ختم ہو گیا اور واپس آئے تو راستے میں یہ پیاس سے فوت ہو گئے۔

ابن مندہ نے ان کا یہ واقعہ نقل کرنے میں ابن اسکن کی پیروی کی ہے اور مذکورہ روایت انہی سے نقل کی ہے۔ البتہ اس سے زیادہ ذکر نہیں کیا۔ پھر اسلم بن صغی کے حالات ذکر کر کے کہا: وہ عبدالعزی کے بیٹے ہیں اس کے بعد ان کا نسب اسلم بن الجون خزاعی ذکر کیا، پھر کہا: اسلم بن الجون، ان کے علیحدہ سوانح ذکر کیے، تو یہ بات ان کی غلطیوں میں شمار ہوتی ہے۔

اسلم کے جس قصہ کی طرف عسکری نے کتاب الصحابہ میں اشارہ کیا ہے مجھے طویل مل گیا ہے۔ جس میں ان کے اسلام لانے کی وضاحت ہے۔ ابو حاتم نے معمرین میں لکھا ہے: کہ جب اسلم نے نبی ﷺ کے ظہور کی بات سنی تو اپنے بیٹے حبیش کو آپ کی خبر لانے کے لیے بھیجا اور جاتے وقت اسے یہ وصیت کی کہ میں تمہیں چند باتوں کی نصیحت کرتا ہوں انہیں میرے ہاں سے نکلتے سے واپس آنے تک لپے باندھ لو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں یہ باتیں لکھوا بھیجیں۔

”میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ مجھے اللہ نے یہ حکم دیا ہے کہ میں یہ کہوں

کہ اللہ کے سوا کوئی دعاء و عبادت کے لائق نہیں۔“

(واپسی پر) اٹم نے اپنے بیٹے سے پوچھا: تم نے کیا دیکھا؟ اس نے کہا: میں نے دیکھا وہ اچھے اخلاق کا حکم دیتے اور برے اخلاق سے روکتے ہیں۔ جس پر اٹم نے اپنی قوم کو جمع کر کے انہیں آپ ﷺ کی اتباع کی دعوت دی۔ اور ان سے کہا: دیکھو! سفیان بن جاشع نے اس شخص سے محبت کی وجہ سے اپنے بیٹے کا نام محمد رکھا تھا۔ اور نجران کا پوپ ان کے دین اور بعثت کی اطلاع دیتا تھا اس واسطے اس کے دین کے پہلوئوں میں شامل ہو جاؤ اور پھسڑی نہ بنو۔

(یہ باتیں سن کر) مالک بن نویرہ ان سے کہنے لگا: لوگو! تمہارا یہ بوڑھا بہک گیا ہے۔ تو اٹم نے کہا: غمگین کے لیے غم سے خالی سے خرابی ہے، اللہ کی قسم! مجھے تم پر افسوس نہیں۔ لیکن عوام کا صدمہ ہے پھر انہوں نے اپنی قوم میں منادی کرائی تو سوا آدمیوں نے ان کی بات مان لی۔ جن میں اقرع بن حابس سلمیٰ بن قیس، ابوتیمہ ہجسی، رباح بن ریح، حذیفہ، عبدالرحمن بن ریح اور صفوان بن اسید شامل تھے۔ اکٹھے ہو کر چل نکلے ابھی مدینہ سے چار راتوں کے فاصلے پر تھے کہ ان کے بیٹے جمیش کو ان کا جانا بھلا نہ لگا اور اپنے والد کے ساتھیوں کے اونٹ ذبح کر دیے اور ان کے مشکیزے اور چھائیں بھاڑ دیں۔ یوں ان کے پاس نہ سواری رہی اور نہ پانی، پیاس نے انہیں لاغر کر دیا۔ اٹم کو تو موت کا یقین ہو گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا اس شخص (محمد ﷺ) کے پاس جانا اور اسے بتانا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور دیکھنا اگر اس کے پاس اس کی باتوں کے مطابق کوئی کتاب ہو تو اس پر ایمان لے آنا اس کی پیروی اور نصرت کرنا۔ جب یہ لوگ آپ ﷺ کے پاس آئے تو سب کے سب اسلام لے آئے۔ ادھر حاجب اور کعبہ کو اٹم کے جانے کی خبر ملی تو وہ دونوں ان کے پیچھے نکل پڑے۔ اور ان کے ساتھیوں کے پاس آ گئے۔ ان سے پوچھا اٹم نے تمہیں کس کام کا حکم دیا تھا؟ انہوں نے کہا: اس نے ہمیں اسلام لانے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ یہ دونوں بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ *

ابوحاتم کا قول ہے کہ اٹم تین سو تیس (۳۳۰) سال زندہ رہے اسی طرح ان کے والد صفی لمی عمروا لے شخص تھے وہ دو سو ستر (۲۷۰) سال زندہ رہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اٹم ایک سو نوے (۱۹۰) سال زندہ رہے۔

میں کہتا ہوں مرزبانی نے ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں:-

”اگر کوئی شخص ایک سو نوے سال تک زندہ رہے تو جاہل شخص زندگی سے اکتا تا نہیں۔ دس پورے کیے دو سو سال ہو گئے۔ جبکہ زمانے کی رفتار سے یہ بھی کم نہیں۔“ *

خطیب نے یہ دونوں شعر ابوحاتم کی سند سے نقل کیے ہیں۔ اور ان سے یہ نقل کیا ہے وہ کہتے تھے:

”انسان کا دل اس کا لوتھر ہے جیسے اس کا باقی بدن گل سڑ جائے گا ایسے ہی دل بھی ختم ہو جائے گا۔“

خطیب نے کہا: وہ صاحب حکمت و بلاغت انسان تھے۔

۲۸۶) اکدر بن حمام

بن عامر بن صعب بن کثیر بن عکارمہ بن ہذیل بن زوز بن تمیم اللخمی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ سعید بن عفیر کا قول ہے کہ وہ اور ان کے والد فتح مصر میں شریک تھے۔ ابو عمر کندی نے کتاب التمدق میں لکھا ہے: یحییٰ بن ابی معاویہ بن خلف بن ربیعہ نے اپنے والد کے حوالہ سے مجھے بتایا کہ ولید بن سلیمان نے کہا: کہ اکدر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔ دیندار فضیلت والے اور دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والے شخص تھے۔

صحابہ کی مجلس میں بیٹھے ان سے روایت لیتے۔ وہی میراث کے مسئلہ اکدریہ والے ہیں۔ ان میں سے تھے جو عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس چلے گئے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی وجہ سے ان کی قوم سے اچھا برتاؤ کرتے، ان کی طرف عطیات بھیجتے ان کا اعزاز و اکرام کرتے اور انہیں بلند مقام پر جگہ دیتے۔ جب مروان نے اہل مصر کا محاصرہ کیا تو اکدر نے ان کے خلاف اپنی قوم کو لا جمع کیا اور ہر ایسے طریقے سے ان کے خلاف جنگ کی جو اسے ناپسند تھا۔ بعد میں جب اہل مصر نے مروان سے صلح کر لی تو مروان یہ بات بھانپ گیا کہ اکدر پھر سے اپنی سرگرمیاں شروع کر دے گا تو اس نے اس کے خلاف شام کے کچھ لوگوں کو جمع کیا جنہوں نے اس کے خلاف ایک شخص کے قتل کا دعویٰ کر دیا۔ مروان نے اسے بلایا اور انہوں نے گواہی قائم کر کے اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔

راوی کا بیان ہے مجھے موسیٰ بن علی بن رباع نے بحوالہ اپنے والد بتایا کہ میں اس وقت مروان کے دروازے پر کھڑا تھا جب اس نے اکدر کو بلایا۔ اسے پتہ نہ تھا کہ مجھے کس لئے بلایا گیا ہے۔ پھر جلد ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ جس پر فوج نے شور مچا دیا: اکدر قتل ہو گیا، اکدر قتل ہو گیا۔ تو سب ہتھیار باندھے مروان کے دروازے پر آ موجود ہوئے جو تعداد میں آستی ہزار سے زیادہ انسان تھے۔ مروان نے مارے خوف کے دروازہ بند کر لیا تو یہ سب لوگ کریب بن ابرحہ کے پاس پہنچے۔ سارا واقعہ اسے بتایا وہ اپنی بیوی بسیمہ بنت حمزہ بن عبد کلال کے جنازے میں مشغول تھا۔ جنازے سے فراغت کے بعد ان کے ساتھ مروان کے پاس آیا۔ مروان نے کہا: ابورشد ادھر آؤ! اس نے کہا: امیر المومنین! بلکہ آپ ادھر آئیں۔ مروان اٹھ کر اس کی طرف گیا تو اس نے اپنی چادر اس پر ڈال کر کہا: میں اس کا پڑوسی ہوں تو سارا لشکر واپس ہو گیا۔ یوں اکدر کا خون رائیگاں گیا۔

ابو عمر کندی نے ابن ابیہ کے طریق سے روایت کی ہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرے کی راتوں میں اکدر بن حمام مدینہ میں بیمار ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کرنے آئے، فرمایا: کیسی طبیعت ہے؟ کہا: امیر المومنین! جو حال آپ دیکھ رہے ہیں، فرمایا: ہرگز نہیں، تم ایک عرصہ جیتے رہو گے ایک دھوکے باز تمہیں فریب دے گا اور تم جنت جاؤ گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہی شہنشاہی نے شعب میں عمرو بن حارث کی سند سے بحوالہ سعید بن خدیج بن صوی سے نقل کیا کہ انہوں نے اکدر بن حمام سے سنا فرماتے ہیں: مجھے ایک صحابی نے بتایا: کہ ایک دن ہم لوگ مسجد میں بیٹھے تھے، تو ایک نوجوان سے ہم نے کہا: جاؤ رسول اللہ ﷺ سے پوچھو! جہاد کے برابر کس چیز کا رتبہ ہے؟ اس نے جا کر پوچھا، آپ نے فرمایا: کوئی چیز بھی نہیں۔

✽ مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ (حدیث ۴۸۴۶)۔

ترمذی فی کتاب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الجہاد (حدیث ۱۶۱۹)۔

ابو عمر کندی نے ابوبکر بن ابی مریم کی سند سے بحوالہ مسافر بن حظلہ، اکدر بن حمام سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کام سیکھ لو ہو سکتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو کام کی ضرورت پڑ جائے۔“

ابن ابی شیبہ نے کہا: ہم سے وکیع نے بحوالہ سفیان نقل کیا، فرماتے ہیں: میں نے اعمش سے پوچھا: میراث کے مسئلہ کو اکدر یہ کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: کہ عبدالملک بن مروان نے اکدر نامی ایک شخص کو یہ مسئلہ حل کرنے کو کہا تھا جو فرائض و میراث میں مہارت رکھتا تھا تو اس سے غلطی ہو گئی، وکیع فرماتے ہیں: اس سے پہلے ہم سنتے تھے کہ اس میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول تیرہ گوں (خط ملط) ہے۔

میں کہتا ہوں اگر اعمش کا قول محفوظ ہے تو ہو سکتا ہے کہ عبدالملک نے بہت زمانہ پہلے یہ مسئلہ پیش کیا ہو کیونکہ عبدالملک مدینہ میں علم کا طلبکار تھا ورنہ یہ اکدر تو عبدالملک کو خلافت ملنے سے بہت عرصہ پہلے قتل ہو گئے تھے۔ تفسیر میں ابن المنذر نے علی بن مبارک سے بحوالہ زید بن مبارک، محمد بن ثور سے انہوں نے ابن جریج سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق نقل کیا ہے۔

”انہیں کوئی اذیت نہیں پہنچی۔“ (آل عمران: ۱۷۴)

فرماتے ہیں: بدر سے مشرکین کے ایک شخص نے اہل مکہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کی اطلاع دی جس سے وہ لوگ خوفزدہ ہو کر بیٹھ گئے جس پر اس نے شعر کہے، فرماتے ہیں: لوگوں کا گمان ہے وہ اکدر بن حمام تھے۔

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۲۸۶ امرؤ القیس بن عدی

بن اوس بن جابر بن کعب بن عظیم بن ہبل بن عبداللہ بن کنانہ بن بکر بن عوف بن عذرہ بن زید الملات بن رفیدہ بن ثور بن کلب کلبی، زمانہ نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں شام کے مسلمانوں کی قضاۃ شاخ کا امیر بنایا۔ حضرت علی اور ان کے بیٹوں حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے انہیں پیام نکاح بھیجا، تو انہوں نے ان حضرات سے اپنی بیٹیاں بیاہ دیں۔ ان کی بیٹی رباب جن کے بارے میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جن سے آپ کی بیٹی سیکنہ ہوئی۔

”تیری زندگی کی قسم مجھے اس گھر سے محبت ہے جس میں سیکنہ اور رباب ہوں۔“

میں کہتا ہوں: ہم نے ان کا قصہ امالی ثعلب میں نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ہم سے ابن شیبہ نے بحوالہ زبیر، علی بن صالح سے وہ ابوالہشئ امیہ سے کہ مجھے کہ مجھے عبداللہ بن حسن نے بتایا فرماتے ہیں: مجھے میرے ماموں عبدالجبار بن منظور نے بحوالہ عوف بن خارجہ اطلاع دی۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص جس کے بال کم تھے لوگوں کی گردنیں پھلاکتا ہوا آیا اور آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ اس نے آپ کو خلافت والا سلام کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: ایک نصرانی آدمی ہوں۔ میں امرؤ القیس بن عدی کلبی ہوں آپ اسے نہ پہچان سکے تو ایک شخص نے آپ سے کہا: یہ بکر بن وائل کا وہ ساتھی ہے جس نے جاہلیت میں ان پر حملہ کیا تھا۔ فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: میں

الإسلام في قسطنطينية (الروم) (جلد ۱) ۲۳۶

مسلمان ہونا چاہتا ہوں: آپ نے اس کے سامنے اسلام پیش کیا اس نے قبول کر لیا۔ پھر اس کے لئے نیزہ منگوا کر اس پر قضاہ کے مسلمانوں کے لئے جھنڈا باندھ دیا۔ وہ بوڑھا شخص واپس ہوا تو جھنڈا اس کے سر پر لہرا رہا تھا۔ خوف فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ ان سے پہلے کوئی شخص جس نے کوئی نماز نہ پڑھی ہو اور کسی جماعت کا امیر بنایا گیا ہو۔ فرماتے ہیں: مجمع میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے اٹھے اور اسے جا ملے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: میں علی بن ابی طالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عم زاد ہوں اور میرے یہ دونوں بیٹے ان کی بیٹی سے ہیں۔ ہم آپ سے سرکاری رشہ قائم کرنا چاہتے ہیں، ہم سے نکاح کر دو۔ تو اس نے کہا: علی! میں نے تم سے عیالہ بنت امرئ القیس کا۔ اور حسن تم سے سلسلی بنت امرئ القیس کا اور حسین تم سے رباب بنت امرئ القیس کا نکاح کر دیا فرماتے ہیں یہی سیکینہ کی والدہ ہیں جن کے بارے حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”تیری حیات کی قسم! مجھے اس گھر سے محبت ہے جس میں سیکینہ اور رباب رہتی ہیں۔“

اور یہ وہی ہیں جو ایک سال تک حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی قبر پر مقیم رہیں اور اشعار کہے۔

”ایک سال تک پھر تم پر سلام کا نام ہو۔ اور جو سال بھر روئے وہ معذور ہے۔“

۳۸۸ امیہ بن ابی عائد الہذلی

مرزبانی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ مخضری ہیں۔ اور بارش کی تعریف میں ان کے یہ اشعار پڑھے:

”میں ایسی بجلی والی بارش کے لیے بیدار رہا جو کشادہ روئی سے ہوئی۔ جو چاندنی راتوں میں چمکتی تھیں۔ جنوبی ہوا کی انگیزا سے رس بھری کر دیتی ہے اور شمالی ہوا اس کے پھل وصول کرتی اور باؤ صبا مری کھجور کا دودھ دھنے والی ہے۔“

ابو عمرو بن العلاء سے مروی ہے انہوں نے کہا: بارش کی تعریف میں یہ عمدہ کلام ہے۔

باب الالف بعد ہائون

۳۸۹ انس بن حذیفہ

قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۳۹۰ انس بن نواس

بن سیمان الحارثی، مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضری ہیں ان کا لقب الحکیم ہے اور وہ یہ اشعار کہنے والے ہیں۔

”اگر تمہارے عقل مند تمہارے جاہلوں کو نہیں بناتے تو تمہارے جاہل تمہارے ارد گرد ایسے لوگ پالیں گے جو انہیں روکیں۔ دشمنوں کی بات مت سنو اس واسطے کہ میں دشمنوں کی عیروں کی تیزی کو دور دیکھتا ہوں۔“

۴۹۱ انس بن ہلال النمیری

ان لوگوں میں سے تھے جن سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عراق کی فتوحات میں شمی بن حارثہ شیبانی کو مدد پہنچائی تھی وہ اپنے بھائی مسعود بن حارثہ کے ساتھ شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۹۲ انیف بن یزید

بن فہدہ الکلبی، یکے از بنی عمرو بن حمیم۔ ان کے والد زمانہ جاہلیت میں نامی گرامی شہسوار تھے۔ ان کے بیٹے انیف کو زمانہ نبوت میسر ہے۔ انیف کا ایک بیٹا تھا جس کا نام غطفان تھا جو شاعر تھا۔ جس کا خلافت یزید بن معاویہ اور اس کے بعد کے دور میں ذکر ملا ہے۔ وہی اس وقت کہتا ہے جب مسعود بن عمرو از دی، عبید اللہ بن زیاد کے کام کے بارے میں، بنی تمیم کو جزیہ اشعار سے برا ٹھینتہ کرتا ہے۔

”اے آلِ حمیم یہ بات مذکور ہے اگر مسعود اس میں ناکام ہو گیا تو یہ مشہور ہو جائے گی اس لئے مقصورہ کی ایک جانب کو تمام لو“۔

چنانچہ بنی تمیم آئے اور مقصورہ میں مسعود کو منبر پر سے اتار کر اسے قتل کیا اور مالک بن مسعم کو اس کے گھر میں نظر بند کر لیا۔ اور اس کے آس پاس واسطے گھر جلا ڈالے۔ اسی کے بارے میں غطفان کہتا ہے:

”ابن مسعم نظر بند ہو گیا جو اپنے آس پاس کے محلات اور گھروں کو بچائے پھرتا تھا یہاں تک کہ ہم نے اس کے ارد گرد آگ بڑھکا دی۔“

مرزبان نے اپنے ہجیم میں اس کا تذکرہ کیا ہے اسی قصہ کے متعلق مرزوق تمیمی اپنی قوم کے کرتوت پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

”ہم نے معزول کیا اور ہم نے امیر بنایا جبکہ بکر بن وائل اپنے کپورے گھیسٹے حلیف کی تلاش میں تھے۔“

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۴۹۳ اوس القرنی اولیں میں آئے گا۔

۴۹۴ اوس بن بجیر الطائی

زمانہ نبوت پایا ہے اور جبکہ بڑا حدیث میں خالد بن ولید کے دورِ صدیقی میں شرکت کی جہاں وہ کہتے ہیں اشعار:

”کاش! ابو بکر ہماری تلواریں اور جن بازوؤں اور گردنوں پر لگتی ہیں انہیں دیکھتے۔“

ایک اور شعر ہے:

”کیا تجھے پتہ نہیں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں جو کفار پر عذاب کے کوڑے برساتا ہے۔“

۴۹۵) اوس بن ثویب الثعلبی

زمانہ نبوت حاصل ہے۔ امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں اپنی سند سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ دوران حج حجر بن عبد اللہ نے مجھ سے کرائے پر اونٹ لیا۔ جس پر سوار ہو کر وہ عمر بن خطابؓ کے پاس گئے۔

۴۹۶) اوس بن جذیمہ الہجیمی

انہیں زمانہ نبوت میسر ہے۔ قنہ ارتداد میں ثابت قدم رہنے والے لوگوں میں سے تھے اپنی قوم کے ایک جھٹے کے ساتھ ”سجاح“ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، کے لشکر پر حملہ کیا۔ یہ بات سیف اور طبری نے ذکر کی ہے۔

۴۹۷) اوس بن ضَمْعَج الکوفی الحضرمیؒ

انہیں غنی بھی کہا جاتا ہے۔ بڑے تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔ زمانہ جاہلیت دیکھا ہے یہ ابن سعد کا قول ہے غلیؒ کہتے ہیں: ثقہ ہیں۔ اسماعیل بن ابی خالد کا قول ہے: پہلے قراء میں سے ہیں۔ خلیفہ کا کہنا ہے کہ بشری گورزی میں ۳۳ھ میں فوت ہوئے امام مسلم اور چار (کتب ستہ میں سے) نے ان کی روایت لی ہے۔ لفظ ضَمْعَج ضاد کے زیر میم ساکن پھر عین بغیر نقطے والا پھر جیم ہے جس کا معنی ہے مونا۔*

۴۹۸) اوس بن مغراء الثریعی

حضری ہیں ابوالغراء کنیت رکھتے تھے یہ مرزبانی کا قول ہے اور کہا کہ وہ فتوحات میں شریک رہے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دور تک زندہ رہے۔ نابغہ جعدی کے ساتھ ان کا قصہ ہے وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

”تیری زندگی کی قسم! ملامت سے عامر کے پڑے اس وقت تک بوسیدہ نہیں ہوں گے جب تک ان پر ماس، جلد باقی ہے۔“

ان کے وہ اشعار بھی ہیں جن میں نبی ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہیں، جنہیں ابن سید الناس نے کتاب الصحابہ میں آپ ﷺ کی مدح کرنے والے لوگوں کے عنوان سے نقل کیا ہے اور کہا ہے: یہ حضری ہیں۔ چند اشعار یہ ہیں:

محمد خیر من یمشی علی قدم
وصاحباہ وعثمان بن عفانا

”زمین پر چلنے والوں میں سے محمد ﷺ آپ کے دونوں ساتھی اور عثمان بن عفان سب سے بہتر ہیں۔“

چند ایک اشعار ابن اسحاق نے ”سیرۃ“ میں کہے ہیں: جب تک لوگ اپنے پڑاؤ کے قصد کریں گے سلامت رہیں گے یہاں تک کہ یوں کہا جانے لگے: ”آل صفوان کو پناہ دو۔“

یہ ایک لمبا قصیدہ ہے جس میں انہوں نے فتوحات وغیرہ کی مشکلات کو گنا ہے اور قریش پر فخر کیا ہے۔ ابن ابی طاہر کا قول

* اسد الغابۃ (ت ۳۰۹) تجرید اسماء الصحابۃ (۳۶/۱)

* تاریخ البخاری (۱۸/۲)

* اسد الغابۃ (۱۷۷/۱)

* تاریخ الثقات (۷۴)

ہے کہ ان سے بہتر کلام کسی نے نہیں کہا۔

۴۹۹) اوسط بن عمرو

بعض نے ابن عامر اور ابن اسحاق بجلي کہا ہے۔ ابو اسحاق، ابو عمرو اور ابو عمرو بھی کہا جاتا ہے۔ شام و حمص کے رہنے والے ہیں۔ زمانہ نبوت نصیب ہوا۔ کئی طرق سے ان سے مروی ہے، فرمایا: نبی ﷺ کی وفات کے ایک سال بعد * ہم لوگ مدینہ منورہ آئے۔ جسے ابن ماجہ وغیرہ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ ابن سعد نے شام کے طبقہ اولیٰ کے تابعین میں انھیں ذکر کیا ہے۔ انہیں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے روایت حاصل ہے۔ نسائی اور ابن ماجہ "اليوم والليلۃ" میں ان کی روایت نقل کی ہے۔ تاریخ حمص کے مصنف نے ذکر کیا ہے کہ وہ یزید کی طرف سے حمص کے والی مقرر ہوئے ان کا انتقال ۷۹ھ میں ہوا۔ *

۵۰۰) اویس بن عامر

کسی نے عمرو، تو بعض: اویس بن عامر بن جزء بن مالک بن عمرو بن مسعدہ بن عمرو بن سعد بن عسوان بن قرن بن رومان بن ناجیہ بن مراد المرادی القرنی کہتے ہیں۔ مشہور عابد، زاہد شخص ہیں۔ نبی ﷺ کا عہد مبارک پایا ہے اور حضرت عمرو علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے بشیر بن عمرو، عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ روایت لیتے ہیں۔ ابن سعد نے کوفہ کے طبقہ اولیٰ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے: وہ ثقہ راوی ہیں۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس کا ذکر کر کے کہا: اس کی سند میں تاہل ہے۔ ابن عدی کا قول ہے: انہیں روایت حاصل نہیں، لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ ان کے وجود ہی کے منکر ہیں، البتہ ان کی اور ان کی باتوں کی اتنی شہرت ہے جس میں کسی کو شک کی گنجائش نہیں۔

عبدالغنی بن سعید فرماتے ہیں: القرنی، قاف اور را کے ذہب سے ہے۔ وہ اویس ہیں جن کے متعلق نبی ﷺ نے ان کے موجود ہونے سے پہلے ہی خبر دی تھی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے نیک مسلمانوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ ضمیرہ نے اصغ بن زید سے نقل کیا، فرمایا: اویس نبی ﷺ کے دور میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ لیکن اپنی والدہ کی خدمت کی وجہ سے آپ ﷺ کے پاس نہ آ سکے۔ امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی صحیح میں حدیث ابو نصرہ بحوالہ اسیر بن جابر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "بہترین تابعی اویس بن عامر نامی شخص ہوگا"۔ اور ان کی ایک روایت میں ہے: "تم میں سے جس کی اس سے ملاقات ہو تو اسے کہنا وہ تمہارے لیے استغفار کرے"۔ انہی کی قنادہ کی سند سے بحوالہ زرارہ، اسیر بن جابر سے وہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "تمہارے پاس اویس بن عامر آئے گا، اس کے ساتھ اہل یمن سے پھر وہ مراد سے پھر قرن کا ہوگا، اس کے برس ہوا ہوگا جس سے شفا یاب ہونے کے بعد صرف درہم برابر جگہ باقی رہ جائے گی، اس کی والدہ ہوگی جس سے وہ اچھا سلوک کرتا ہوگا۔ اگر وہ اللہ کی قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے اگر تجھ سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لئے دعائے مغفرت کرے تو ایسا کر لینا"۔ (حدیث) *

* اسد الغابۃ (ت ۳۲۸) * مسند احمد (حدیث ۸/۱) * الاستیعاب (۲۲۹/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۳۱)

* مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب من فضائل اویس القرنی (حدیث ۶۴۳۹)

* حوالہ سابقہ مستدرک للحاکم (حدیث ۴۰۳/۳) الطبقات الکبریٰ (۱۱۲/۶)

الاصول فی تبيين الصحاح (جلد اول) (۲۵۰)

اسے بیہمی اور ابوعبید نے دلائل میں اور حلیہ میں اسی سند سے طویل نقل کیا ہے اس کے اور بھی طُرُق ہیں۔ ایک وہ جسے ابن مندہ نے سعد بن صلت کی سند سے بحوالہ مبارک بن فضالہ، مروان الاصغر سے وہ حصصہ بن معاویہ سے فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کوفہ کا جب کوئی وفد آتا ان سے پوچھتے رہتے کیا تم لوگ اویس بن عامر قرنی کو جانتے ہو؟ وہ کہتے نہیں۔ پھر اسی سے ملتی جلتی روایت ذکر کی۔ اسے حدیب بن خالد نے بحوالہ مبارک مروان الاصغر کی بجائے ابوالاصغر سے نقل کیا، ابویعلیٰ نے اسے روایت کیا ہے۔

روایانی نے اپنی مسند میں بکر بن عبداللہ کی سند سے بحوالہ ضحاک حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، پھر متقی اور برگزیدہ لوگوں کی تعریف میں حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں ان میں سے ایک شخص کیسے ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اویس ہوگا۔“ *

پھر نبی ﷺ کی وصیت میں حدیث بیان کی کہ آپ نے حضرت عمرو، علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اگر اس سے ملاقات ہو تو اپنے لئے استغفار کرنا۔ نیز اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انھیں تلاش کرنے کا قصہ ہے۔ ابن ابی خثیمہ کا قول ہے ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضمیرہ، عثمان بن عطاء سے وہ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ اویس قرنی کوفہ کے بیہر نامی فقیہ کے پاس بیٹھے تھے، پھر منقطع حدیث ذکر کی۔ بیہمی کی دلائل میں شعی کی سند سے بحوالہ خالد، عبداللہ بن شقیق، وہ عبداللہ سے وہ ابوالجعداء سے وہ مرفوع روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری اُمت کے ایک شخص کی شفاعت سے بنی تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے۔“ *

ثقفی نے کہا: ہشام بن حسان کہتے ہیں حسن فرماتے تھے وہ اویس قرنی ہیں۔ فرات بن حیان کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں فرمایا: ابوعبید، شریک، یزید بن ابی زیاد، ان کے سلسلہ سند سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے، صفین کے روز ایک شامی شخص نے پکار کر کہا: کیا تم میں اویس قرنی ہے؟ تو لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو اس شخص نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”بہترین تابعی اویس قرنی ہے۔“ * اسے ایک جماعت نے شریک سے روایت کیا ہے۔

ابن عمار موصلی نے کہا: معانی بن عمران کے سامنے اویس قرنی کا ذکر ہوا کہ وہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی معیت میں زیادہ فوج میں شہید ہو گئے۔ اس پر معانی نے کہا: تمہیں یہ بات اعرج بنی نے بتائی ہوگی۔ تو عبد ربہ الواسطی ان سے کہنے لگے: مجھے شریک نے بحوالہ یزید، انہوں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے نقل کر کے بتائی، تو معانی خاموش ہو گئے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے کتاب الزہد میں بحوالہ عبدالرحمن بن مہدی عبداللہ بن اصف بن سوار سے انہوں نے محارب بن دثار سے وہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”میری اُمت کے کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو عربیانی کی وجہ سے اپنی مسجد و عید گاہ نہیں آسکیں گے، انہیں ان کا ایمان لوگوں سے سوال کرنے سے باز رکھے گا۔ ان میں سے ایک اویس قرنی ہے اور فرات بن حیان۔“ *

* حلیۃ الاولیاء (۸۱/۱) تہذیب تاریخ دمشق (۱۶۶/۳)

* ترمذی کتاب صفۃ القیامۃ والرقائق والورع باب ما جاء فی الشفاعۃ (حدیث ۲۴۳۸) المسند رک (حدیث ۴۰۵/۳)

* مجمع الروائد (حدیث ۸۴/۱) کنز العمال (حدیث ۳۴۰۶۵)

* مسند احمد (حدیث ۴۸۰/۳) کنز العمال (۳۴۰۵۹) تہذیب تاریخ دمشق (۱۷۵/۳) الطبقات العکبری (۱۱۳/۶)

* کنز العمال (حدیث ۳۴۰۶۰) حلیۃ الاولیاء (۸۴/۲)

اس روایت کو زہد میں ہی ابو معاویہ سے بحوالہ اعمش، انہوں نے سالم بن ابی الجعد سے مرسل نقل کیا ہے۔ اور مستدرک میں یحییٰ بن معین کی سند سے بحوالہ ابو عبیدہ حداد وہ ابو مکیس سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی مسجد میں ایک عورت دیکھی، وہ کہنے لگی کہ وہ اور ان کے ساتھی اس مسجد میں اکٹھے ہوتے، نمازیں پڑھتے اور قرآن پڑھتے اور پھر وہ جہاد کے لئے نکل گئے۔ تو اویس اور ان کے ساتھیوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پیادہ فوج میں شہید ہو گئی۔

اور اصح بن نباتہ کی سند سے مروی ہے کہ صفین کے روز میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: موت پر مجھ سے کون بیعت کرے گا؟ تو ننانوے آدمیوں نے بیعت کی۔ آپ نے فرمایا: جس سے تعدا مکمل ہوگی وہ کہاں ہے؟ تو ایک شخص نمودار ہوا جس پر بوسیدہ کپڑے تھے اس کا سر منڈا ہوا تھا تو اس نے نقل پر بیعت کی۔ لوگوں نے کہا: یہ اویس قرنی ہے۔ پھر وہ مسلسل لڑتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ عبداللہ بن احمد نے زیادات مسند میں عبداللہ بن سلمہ کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آذر بائیجان جہاد کیا۔ ہمارے ساتھ اویس قرنی تھے۔ جب ہم واپس ہوئے تو وہ بیمار پڑ گئے اور اسی میں ان کی وفات ہو گئی۔ سند میں یثیم بن عدی متروک راوی ہے، معتبر پہلی سند ہے۔

حاکم نے ابن مبارک کے طریق سے بحوالہ جعفر بن سلیمان، جریری سے وہ ابو نصرہ عبدی سے وہ اسیر بن جابر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کوفہ میں مجھے میرا ایک دوست کہنے لگا: کیا تمہیں کسی شخص کا انتظار ہے؟ پھر اویس کا قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے: پھر وہ ایک ستون کی جانب ہٹ کر دو گنا ادا کر کے ہم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے: میرا اور تمہارا کیا واسطہ؟ تم لوگ میرے پیچھے پڑے رہتے ہو جبکہ میں ایک کمزور انسان ہوں، مجھے کوئی کام ہوتا ہے جسے میں نہیں کر پاتا، صرف تمہارے ساتھ ہونے سے ایسا ہوتا ہے، سو اللہ تم لوگوں پر رحم کرے ایسا نہ کرو۔ جس کا مجھ سے کوئی کام ہو وہ عشاء کے بعد مجھ سے مل لے۔ پھر فرمایا: اس مجلس میں تین طرح کے آدمی ہیں: دین کی سمجھ رکھنے والا مومن، وہ مومن جسے دین کی سمجھ ہو جو نہیں اور منافق، اور دنیا میں اس کی مثال بارش کی سی ہے جب وہ کسی پھلدار درخت پر پڑتی ہے تو اس کی خوشبو اور پکتنے میں بڑھوتری ہو جاتی ہے اور جب کسی بے ثمر درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتے پہلے سے زیادہ حسین ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد میں پھل بھی لگ جاتا ہے۔ اور جب سوکھے درخت پر پڑتی ہے تو اس کے پتے گرا دیتی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی:

”اور قرآن میں سے جو بھی ہم نازل کرتے ہیں وہ مومن کے لیے شفاء اور رحمت ہے اور ظالموں کا اس سے

نقصان ہی ہوتا ہے“۔ (الاسراء: ۸۲)

”اے اللہ! مجھے ایسی شہادت نصیب فرما جو میرے لئے زندگی اور رزق کو لازم کر دے۔“

اسیر کہتے ہیں: کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ لوگوں پر علی رضی اللہ عنہ کی مہم مسلط کر دی گئی۔ تو چادر والے اویس بھی نکلے ہم بھی ان کے ساتھ تھے، بالآخر ہم نے دشمن کے سامنے پڑاؤ کیا۔ ابن المبارک کا قول ہے مجھے حماد بن سلمہ نے بحوالہ جریری، ابو نصرہ سے وہ اسیر سے روایت کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے منادی نے اعلان کیا: اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ اور خوشخبری پاؤ۔ لوگوں نے دشمن کے لیے صف بنالی۔ اویس نے اپنی تلوار سونپی اور ان کا پیالہ توڑ دیا گیا اسے پھینک کر وہ فرمانے لگے: لوگو! پورا کرو پورا، چہرے ضرور پورے ہوں۔ اور جنت دیکھے بغیر واپس نہ ہوں۔ وہ یہ کہتے جا رہے تھے کہ ایک تیران کے لگا جودل میں پیوست ہو گیا۔ وہ اپنی جگہ پر گرے

گو یا اسی وقت فوت ہو گئے۔ یہ روایت صحیح سند والی ہے۔

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

۵۰۱) ایاس بن زید

ابوزکریا خزاعی۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے، دمشق فروکش ہوئے۔ یہ ابن عساکر کا قول ہے۔ ابن ابی خثیمہ اور ابو حاتم نے ابومسر سے بحوالہ سعید بن عبدالحزیز نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ یا زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ میری طرف سے نیک شخص ابوزکریا ایاس بن زید کو سلام کہنا۔ ابوزکریا کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور دیگر حضرات سے روایت حاصل ہے۔

۵۰۲) ایاس بن صبیح

بن محزش بن عبد عمرو احمسی، ابومریم کنیت رکھتے تھے۔ ابن سعد کا قول ہے کہ وہ پہلے میلہ کے ساتھیوں میں سے تھے پھر تابع ہوئے اور اسلام سنوارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے قاضی بنائے گئے۔ ہمیں زید بن ہارون نے بحوالہ ہشام بن محمد بن سیرین سے وہ ابومریم حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قضائے حاجت کے بعد قراءت کی تو ابومریم بولے آپ تو بیت الخلاء سے آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا میلہ نے تمہیں اس کا فتویٰ دیا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں دوسرے طرق سے ہشام سے اسی کا مفہوم نقل کیا ہے۔ عسکری کا گمان ہے کہ یہ ابومریم اس ابومریم کے علاوہ ہے جس نے زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔

قسم رابع از حرف الف

باب الالف جس کے بعد باء ہے

۵۰۳) ابان العبدی

ابن مندہ نے ان میں اور محارب بن فرق کیا ہے حالانکہ وہ یہی ہیں۔ کیونکہ محارب عبد القیس کا بطن ہے۔

۵۰۴) ابجر المزنی

ابن مندہ نے ایک ایسی روایت نقل کی ہے جس میں شک ہے، جس کا راوی کہتا ہے: ابجر سے روایت ہے حالانکہ صحیح ابن ابجر

❖ مستدرک (۳۶۵/۲) دلائل النبوة (۷۸۷/۴) الطبقات الحکمری (۵۸/۱/۲) فتح الباری (۴/۱۳/۷)

❖ بخاری فی تاریخہ (۴۳۶/۱) ❖ اسد الغابۃ (ت ۳) ❖ اسد الغابۃ (ت ۴)

ہے، وہ غالب بن ابجر حریزہ کے سردار ہیں۔ ابوداؤد * نے گھریلو گدھوں کے متعلق ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۵۰۵) ابراہیم بن عبدالرحمن العذری *

تابعی ہیں۔ مرسل حدیث نقل کرتے ہیں ابن مندہ وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حسن بن عرفہ نے بحوالہ اسطیعی بن عیاش، معان بن رفاعہ سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے ابراہیم بن عبدالرحمن العذری نے بیان کیا (اور وہ صحابی ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس علم کے حامل ہر پچھلے گروہ کے عادل لوگ ہوں گے۔“ (حدیث) * ابن مندہ کہتے ہیں: ابن عرفہ کی اس بات کا کہ ”وہ صحابی ہیں“ کوئی متابع نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں: ہم نے اسے قاضی وکیع کی کتاب الفرر سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم سے حسن بن عرفہ نے بیان کیا پھر وہ روایت ذکر کی۔ جس میں یہ نہیں کیا ”کہ وہ صحابی ہیں“۔ پھر ابن مندہ نے بقیہ کی سند سے بحوالہ معان، ابراہیم سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسے ابونعیم نے درج کیا ہے۔ پھر فرمایا: اسی طرح ولید نے معان سے بحوالہ ابوعثمان، اسامہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: خطیب نے ”شرف اصحاب الحدیث“ میں اس طریق کو متصل کہا ہے۔ ابن عدی نے اس حدیث کو بہت سے طرق سے نقل کیا ہے جو سارے کے سارے ضعیف ہیں۔

بعض جگہوں میں وہ کہتے ہیں: اسے ثقات نے روایت کیا ہے جس کی سند یوں ہے: ”ولید، عن معان، عن ابراہیم“ فرماتے ہیں، ہم سے ایک ثقہ صحابی رسول اللہ ﷺ نے بیان کیا، پھر وہ روایت ذکر کی۔

۵۰۶) ابراہیم بن عبید *

ابن رفاعہ الزرقی، عبدان نے صحابہ میں انھیں درج کیا ہے اور اسطیعی بن عیاش کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی حمید، ابن المنکدر سے وہ ابراہیم بن عبید بن رفاعہ سے، ان کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کھانا پکایا، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کو مدعو کیا۔ (الحدیث) *

ابومویٰ کہتے ہیں: یہ روایت مرسل ہے، پھر اسے دوسرے طریق سے ابن ابی حمید سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ابراہیم بن عبید سے بحوالہ ابوسعید رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابراہیم کی اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا رفاعہ سے بدر میں حاضری کی روایت ہے۔ یہ چھوٹے تابعی ہیں ان کے والد کے لئے بھی صحابی ہونا ثابت نہیں، بلکہ کہا جاتا ہے وہ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔

* ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی لحوم الحجر الاہلیۃ (حدیث ۳۸۰۸)

* اسد الغابۃ (ت ۱۱) تجرید (۲/۱)

* شرف اصحاب الحدیث للبغدادی (۵۳، ۵۴) الضعفاء للعقیلی (۲۵۶/۴) مختصر تاریخ دمشق (۷۸/۴) جامع المسانید والسنن (۲۷، ۲۶/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۱۵) تجرید (۲/۱)

* دارقطنی فی السنن (۱۷۸/۲) نصب الرئیۃ (۴۶۵/۲) المغنی عن حمل الاسفار (۱۱۴/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۳۹۲/۱)

۵۰۷ ابراہیم الانصاری

امام بخاری رحمہ اللہ نے محمد بن ابی حمید سے بحوالہ منکد روہ اسماعیل بن ابراہیم انصاری سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو موزوں پر سج کرنے کے بارے میں سنا۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند ثابت نہیں۔
میں کہتا ہوں: کیونکہ اس سے ایک صحابی رہ گیا ہے اور محمد بن ابی حمید بھی ضعیف راوی ہے۔ اسے عمرو بن حارث نے جو ایک ثقہ راوی ہیں اسماعیل بن ابراہیم انصاری سے نقل کیا کہ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد نے انہیں بتایا کہ انہوں نے مسلمہ بن مخنکد کو دیکھا جو اپنے موزوں پر سج کر رہے تھے۔ (الحديث)

۵۰۸ ابی بن لبی

ابن قانع نے ہمزہ میں انھیں کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ لحن بن لحن لام کے پیش سے تصغیر ہے جن کا اپنے درست مقام پر ذکر آئے گا۔

۵۰۹ ابایہ بن اثال

ابو امامہ حنفی، ابن الطلاع نے اپنے ”احکام“ میں ان کا یہی نام لیا ہے اور اسے مدونہ وغیرہ کتب کی طرف منسوب کیا ہے جو لفظی غلطی ہے وہ تو ثمامہ ہیں جیسا کہ آتا ہے۔

باب الالف جس کے بعد حاء ہے

۵۱۰ احب بن مالک

ابن الدباغ نے ابن عبدالبر کی غلطی تو کالی ہے لیکن انہیں وہم ہو گیا جبکہ یہ نام ”لاحب“ ہے جیسا کہ حرف میں درست طور پر آئے گا۔

باب الالف جس کے بعد وال ہے

۵۱۱ اذینہ الشنی

باوردی نے ان میں اور عبدی میں فرق کیا ہے حالانکہ وہ یہی ہیں۔ اس لئے کہ شن عبدالقیس کا بطن ہے۔ اس پر رشاطی نے متنبہ کیا ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۱۵) بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلاة فی الخفاف (حدیث ۳۸۷)

اسد الغابۃ (ت ۴۰) اسد الغابۃ (ت ۶۳)

باب الالف جس کے بعد را ہے

۵۱۲ ارید بن رقیش اسدی

شہدائے بدر میں ان کا ذکر آتا ہے، حالانکہ یہ لفظی غلطی ہے وہ تو یزید بن رقیش ہیں۔ ابن عبدالبر نے کہا: جو انہیں ارید کہتے ہیں، ان کی غلطی ہے وہ یزید بن رقیش ہیں۔

۵۱۳ ارطاة الطائی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ اسماعیل بن ابی خالد، قیس سے وہ جریر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انھیں ذوالخلفہ کی طرف روانہ فرمایا۔ انہوں نے اسے گرا دیا۔ وہاں سے نبی ﷺ کی طرف ایک مژدہ بر (خوشخبری دینے والا) بھیجا جس کا نام ارطاة تھا۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * قیس کو ان کا نام بتانے میں وہم ہوا ہے جبکہ وہ ابوارطاة حصین بن ربیعہ ہیں جیسا کہ صحیح مسلم میں لکھا ہے۔ ایسا ہی ان حفاظ نے ان کے نام پر اتفاق کیا جو اسماعیل بن ابی خالد کے شاگرد ہیں۔ واللہ اعلم

۵۱۴ ارطاة بن المنذر السکونی

ان کے بارے میں عبدان اور طبرانی * کو وہم ہوا ہے۔ صحیح لقیط بن منذر ہے، لگتا ہے یہ ارطاة بن منذر البہانی جو تابعی ہیں ان کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہے۔ ان کے بارے میں عبدان اور طبرانی کے وہم کا جس سے پتہ چلتا ہے یہ کہ ان دونوں نے جو حدیث لقیط جو درست ہے کے سوانح میں جس سند سے نقل کی وہی ارطاة کے حالات میں بغیر کسی تبدیلی کے نقل کر دی ہے۔ ہم صحیح انداز سے لقیط کے سوانح میں اس کا ذکر کریں گے۔

۵۱۵ ارقم الخزاعی

بنوئی نے اسی طرح ذکر کر دیا ہے جبکہ درست اقرم (قاف پہلے) ہے، ابو عمر نے اس پر متنبہ کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد را ہے

۵۱۶ ازہر بن قیس

بنوئی، ابن شاکین، ابن عبدالبر اور ابو موسیٰ نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے ابن الاثیر اور بعد کے لوگوں نے اس سلسلہ میں ان

* اسد الغابۃ (ت ۶۷) تجرید (۱/۱۱)

* بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذی الخلفۃ (۴۳۵۷) مسلم کتاب فضائل الصحابة باب فضائل جریر بن عبد اللہ (حدیث ۶۳۱۶)

* ابوداؤد کتاب الجہاد فی بعثۃ البشر (حدیث ۲۷۷۲) مسند احمد (۳۶۰/۴) (۳۶۱/۴) المعجم الکبیر (۲۲۵۵) صحیح لابن حبان (۷۲۰۲)

* اسد الغابۃ (ت ۶۹) تجرید (۱/۱۲) * المعجم الکبیر (۹۹۸/۱) * اسد الغابۃ (ت ۷۸) لاستیعاب (ت ۱۹) تجرید (۱/۱۳)

الاصحاب في قسطنطينية (الاصحاب في قسطنطينية)

کی پیروی کر لی حالانکہ جہاں تک مجھے علم ہے یہ ایک وہم ہے جس پر کسی نے متنبہ نہیں کیا۔ میں ان لوگوں کا کلام اور ان کی غلطی ذکر کروں گا۔ بغوی نے ازہر بن قیس ذکر کر کے کہا: مجھ سے زیادہ بن ایوب نے بحوالہ بشر بن اسماعیل، حریر سے وہ ابوالولید ازہر بن قیس صحابی رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے، مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

اور ابن شاہین نے یوں کہا: ازہر بن قیس ابوالولید، ہم سے عبداللہ بن محمد بغوی نے بیان کیا۔ پھر وہی بات ذکر کی اس پر اضافہ نہیں کیا۔ اور ابن عبدالبر نے کہا: ازہر بن قیس، ان سے حریر بن عثمان روایت کرتے ہیں ان کے علاوہ ان سے میرے علم کے مطابق کسی نے روایت نہیں کی۔ وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے اور ابوموسیٰ نے ذیل میں ابن شاہین کی سند سے نقل کیا ہے اور اس پر کوئی اضافہ نہیں کیا۔ اور جب ابن الاثیر نے اسے روایت کیا تو ابن عبدالبر کی روایت پر اکتفا کیا۔ یوں ان کے بارے میں سب کا وہم مکمل ہوا۔

در اصل اس کا سبب یہ بنا کہ جس سند کو بغوی نے پیش کیا اس میں ازہر کے والد اور صحابی کا نام رہ گئے۔ صرف ان کے والد کا نام باقی رہا۔ اس طرح اس عنوان کی ترکیب ازہر، ان کے والد اور صحابی کے نام سے بن گئی جس کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ ابن شاہین اور بعد کے لوگوں نے بلا تامل بغوی کی پیروی کر لی۔ جس کی وضاحت یوں ہے کہ حریر بن عثمان نے مذکورہ حدیث ازہر بن راشد سے نقل کی۔ اور کسی نے ابن عبداللہ حوزنی، بحوالہ عصمہ بن قیس نبی ﷺ سے مروی کہا ہے۔ ابوزرعدہ مشقی کہتے ہیں: ہمیں علی بن عیاش نے بحوالہ حریر بن عثمان، ابوالولید ازہر حوزنی سے وہ عصمہ بن قیس صحابی رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نماز میں مغرب کے فتنہ سے پناہ مانگتے تھے۔ * ابن سعد * نے اپنے بتانے والوں سے بحوالہ ابن الیمان حریر سے روایت کیا ہے اسی طرح امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابوالیمان سے روایت کیا ہے ابن ابوعاصم طبرانی * اور ابونعیم نے اسماعیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ حریر بن عثمان ازہر بن عبداللہ سے وہ عصمہ بن قیس نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔

اس کی مزید وضاحت اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب امام بخاری وغیرہ نے ازہر حوزنی کے سوانح کا ذکر کیا تو ان کی یہ تعریف بھی کی کہ وہ عصمہ بن قیس نبی ﷺ سے اور ان سے حریر بن عثمان روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری * نے فرمایا: ازہر ابوالولید حوزنی عصمہ صحابی رسول ﷺ سے اور ان سے حریر روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم * کا قول ہے: ازہر بن راشد ابوالولید حوزنی۔ صحابی رسول عصمہ بن قیس سے روایت کرتے ہیں اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرسل روایت کرتے ہیں، سلم بن عامر سے سنا ہے آگے ان سے حریر بن عثمان وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ ابن حبان * نے ثقات ابن بعین میں کہا: ازہر ابوالولید حوزنی ایک صحابی سے اور ان سے حریر بن عثمان روایت کرتے ہیں۔ جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ازہر بن قیس کا دنیا میں کوئی وجود نہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ ابن عبدالبر نے مذکورہ حدیث عصمہ بن قیس کے سوانح میں درست ذکر کی اور یہاں وہم میں مبتلا ہو

* المعجم الكبير (حديث ٥٠٢/١٧) مجمع الزوائد (حديث ٢٢٠/٧) * الطبقات الكبرى (١٤٥/٧)

* المعجم الكبير (١٨٧/٧) * التاريخ الكبير (٤٥٩/١) * الجرح والتعديل (٣١٢/٢)

* ثقات التابعين (٣٩/٤)

ہو گئے۔ ابن عبدالبر کے لئے اس وہم سے قریب کتنوں میں، ابو خدّاش شرمعی کے حالات میں تنبیہ ہو چکی ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ان کے متعلق ان کا وہم مکمل ہوا۔ جن لوگوں نے ان سے پہلے اُن کا ذکر کیا ہے ان کے وہم پر کسی نے تنبیہ نہیں کی۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد سین ہے

(۵۱۷) اسامہ بن مالکؓ

ابوالعشر اء الداری۔ ابوموسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا ذکر کیا اور ان سے وہم ہو گیا کیونکہ ابوالعشر اء صحابی نہیں۔ صحابی تو ان کے والد ہیں ان کے اور ان کے والد کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔

میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اس بات پر بھی اعتماد کیا ہے کہ ابوالعشر اء کے والد کا نام اسامہ بن مالک بن قھطم بن حیان ہے جو صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ چنانچہ حرف الف میں کہتے ہیں: ان میں سے اسامہ بن مالک بن قھطم ابوالعشر اء الداری کے والد ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں: ان کا نام عطار بن برز، اور بعض یسار بن بلز کہتے ہیں۔ پھر حماد بن سلمہ کی سند بحوالہ ابوالعشر اء سے وہ اپنے والد سے، ان کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اہل حدیث کے ہاں مشہور یہ ہے کہ اسامہ ابوالعشر اء ہی کا نام ہے نہ کہ ان کے والد کا نام۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۵۱۸) اسد بن ربیعۃ الجعفری الشاعر

انہیں شرف صحابیت حاصل ہے امیر معاویہ کی ولایت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ ایک سو چالیس (۱۴۰) سال عمر پائی یہ بات سمعانیؒ نے ذکر کی ہے۔ ایسا ہی میں نے متاخرین میں سے کسی کے قلم سے صحابہ کے بارے میں جمع کردہ کتاب میں لکھا دیکھا ہے۔ اس نے بھی حرف الف میں لکھ دیا جبکہ یہ اس کی طرف سے لفظی غلطی ہے جبکہ وہ لبید بن ربیعہ مشہور شاعر ہیں۔

(۵۱۹) اسد بن زرارہؓ

حاکمؒ کی کتاب میں بھی ایسا لکھا ہے درست اسد بن زرارہ ہے جیسا کہ اس کے متعلق ابوموسیٰ نے تنبیہ کیا ہے۔

(۵۲۰) اسد بن صفوان

باوردی نے ان کا ذکر کیا اور مغضطائی نے اپنے خط و قلم سے ان کا استدراک کیا ہے حالانکہ یہ وہم ہے درست اسید (شروع کے زبر، دوسرے کے زیر اس کے بعد سین اور یا ہے) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

❖ الانساب (۱۳۷۸)

❖ اسد الغابۃ (ت ۸۷) تجرید (۱۳/۱)

❖ مستدرک (۱۳۸/۳)

❖ اسد الغابۃ (ت ۹۲) تجرید (۱۴/۱)

۵۲۱) اسد الترقی

ایک جھوٹی روایت میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ذہبی نے مختصر طور پر تجرید میں اسے ذکر کیا ہے۔ مجھے ان سے روایت کرنے والے بھرام بن حمزہ کے سوانح سے ان کی واقفیت ہوئی۔ عمر نسفی نے ”تاریخ سمرقند“ میں لکھا ہے: ہمیں سرخس میں بھرام بن حمزہ نے بحوالہ موسیٰ بن یعقوب بن محمد حامدی سے وہ اسد بن عاشق ترکی سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ ”ابوسعبد سمرقانی“ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ سے سچائی پر ثابت قدمی کی دعا مانگو، بھرام کی حامدی سے روایت پر تعجب نہیں، تعجب وحیرت ہے تو عمر نسفی کی اس حرکت پر کہ انہوں نے اپنی کتاب میں اس روایت پر تکیہ کیے بغیر شامل کر لی۔ بلکہ اس پر زیادہ تعجب ہے جو اسے حدیث سمجھتا ہے۔ فرماتے ہیں بھرام کی وفات پانچ سو سولہ (۵۱۶ھ) میں ہوئی۔ میں کہتا ہوں: اس کا تعلق رتن ہندی، اور مکتبہ بن ملک ان سے ہے۔

۵۲۲) (ن) اسعد بن ربیع

درست سعد بن ربیع ہے جیسا کہ ان کے احوال میں بیان کروں گا۔

۵۲۳) اسعد الدلیلی

درست سعد ہے جیسا کہ سین میں آئے گا۔

۵۲۴) اسقف نجران

ابوسوی نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے: مجھے معلوم نہیں وہ اسلام لائے یا نہیں؟ پھر ابن اسحاق کی حدیث بحوالہ جلد، ابن مسعود سے منقول بیان کی کہ نجران کا پوپ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگا: میرے ساتھ ایک امانتدار شخص روانہ کیجئے! تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں تمہارے ساتھ انتہائی امانتدار شخص بھیجے گا ہوں“ حدیث۔ اس میں اس کے اسلام کا کہیں بھی ذکر نہیں۔ ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ نجران کا پوپ اسلام نہیں لایا تھا۔ کسی نے کہا ہے: کہ نجران کے اس پوپ کا نام حارث بن علقمہ ازہبی بکر بن وائل ہے۔ اسقف نصاریٰ کے بڑے لوگوں کا ایک لقب ہے۔

۵۲۵) اسلم الراعی (چوپان)

ابوسلمی، ابن مندہ کا قول ہے: وہ خیبر میں شہید ہوئے۔ پھر ابوسلام کی حدیث نقل کی کہ ہم سے ابوسلمی راعی نے بحوالہ نبی ﷺ بیان کیا آپ نے فرمایا: ”واہ واہ پانچ چیزیں تر از دو کس قدر روزنی کر دیتی ہیں“۔

ابوداؤد کتاب الصلاة باب من يستحب ان يلي الامام في الصف وكرامته الفاجر (۶۷۶)۔ ابن ماجه كتاب لقامة الصلوة والسنة فيها باب فضل ميمنة الصف (۱۰۰۵)۔ مستدرک حاكم (۵۷۱/۱)۔ السنن الكبرى (۲۰/۲)۔ صحيح ابن حبان (۳۹۴)۔ كنز العمال (۲۰۵۳)۔
الانساب (۱۳۹/۱) * اسد الغابة (۱۰۸) * السيرة النبوية (۱۶۲/۲)۔ (۱۶۳)۔ * اسد الغابة (ت) (۱۱۶)۔ تجرید (۱۶/۱)۔
مستد احمد (۴۴۳/۳)۔ المعجم الكبير (۸۷۴/۲۲)۔ صحيح لابن حبان (۸۸۳)۔ مستدرک (۵۱۱/۱)۔ الدر المنثور (۱۵۹/۱)۔ مجمع الزوائد (۸۸/۱۰)۔ الطبقات الكبرى (۱۴۷/۷)۔

ابو نعیم کہتے ہیں ان سے ابوسلمی کے نام میں وہم ہوا ہے ان کا نام تو حریث ہے اور یہ کہنا کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے اس واسطے کہ خیبر میں شہید ہونے والوں کی طرف سے ابوسلام، حدیثنا نہیں کہہ سکتے، یہ قابل توجہ اعتراض ہے کیونکہ ابوسلام کو صحابی ہونے کا شرف حاصل نہیں۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مندہ سے ایک سوانح میں دوسرے سوانح کا غلط ملط ہو گیا ہے، جو راوی خیبر میں شہید ہوئے وہ اس راوی کے علاوہ ہیں جن کی کنیت ابوسلمی ہے۔ واللہ اعلم

www.KitaboSunnat.com

۵۲۶) اسلم (بغیر نسبت)

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور عبدالرحمن بن منہال بن مسلمہ کی حدیث بحوالہ ان کے چچا نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسلم سے فرمایا: ”اس (عاشوراء) دن روزہ رکھا کرو“ انہوں نے عرض کیا ہم تو کھاپی چکے ہیں، آپ نے فرمایا: ”عاشوراء کا باقی ماندہ دن روزہ کی طرح گزار دو“ * ابوسلمی کہتے ہیں آپ کا اسلم سے کہنا، اس سے مراد قبیلہ اسلم نامی ہے متعین شخص نہیں جس کی دلیل یہ ہے کہ ان لوگوں نے عرض کیا: ”ہم تو کھاپی چکے ہیں۔“

۵۲۷) اسماء بن خارجہ اسلمی

کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے درست اسماء بن حارث جیسا کہ پہلی قسم میں گزر چکا، ابن حبان نے اس سے متنبہ کیا ہے۔ *

۵۲۸) اسمعیل بن ابی حکیم المزنی

یکے از بنی فزیل، ابن مندہ نے ان کا ذکر درج کیا ہے اور کہا کہ بخاری نے افراد میں ان کی روایت نقل کی ہے مجھے ان کے صحابی ہونے کا کوئی پتہ نہیں۔ اور نہ یہ علم ہے کہ انہوں نے کوئی روایت کی ہے۔ پھر محمد بن اسماعیل جعفری کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن مسلمہ ابن شہاب سے وہ ان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کہ اللہ تعالیٰ ”لہ یکن“ کی قراءت (خوشی سے) سنتے ہیں، اور فرماتے ہیں میرے بندے تجھے مبارک ہو۔“ *

ابو نعیم کہتے ہیں: کسی نے اسماعیل کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ اور میرے نزدیک یہ سند منقطع ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ وہم ہے درست اسماعیل بن ابی حکیم مدنی ہے جو بنی فزیل میں سے کسی سے روایت کرتے ہیں۔ جس میں لفظی غلطی ہوئی اور مدنی کی بجائے مزنی اور عن کی بجائے خم بن گیا۔ حالانکہ وہ مشہور تابعی ہیں جو یحییٰ بن سعید انصاری کے موطا میں شیخ ہیں۔ اس سے کوئی امر مانع نہیں کہ زہری سے ان کی روایت ہو۔“

۵۲۹) اسمعیل بن زید

بن ثابت الانصاری، ابوسلمی نے ذیل میں ان کا ذکر کیا اور ابن مردودہ کی سند سے بحوالہ زکریا بن اسماعیل زیدی۔ جو

* اسد الغابۃ (۱۲۲)، مسند احمد (۲۹/۵-۳۶۸/۵)، مجمع الزوائد (۱۸۸/۳)، الطبقات الکبریٰ (۵۸/۷)، مشکل الآثار (۸۸/۳)،

آمالی الشجرى (۲۸۲/۲)، ثقات التابعین (۵۹/۴)، اسد الغابۃ (ت ۱۲۵)

* جمع الجوامع (۵۰۲۴)، الدر المنثور (۳۷۷/۳)، کنز العمال (۲۷۱۱)، تفسیر لابن کثیر (۴۷۶/۸)،

* اسد الغابۃ (ت ۱۲۷)، تجرید (۱۷/۱)

زید بن ثابت کی اولاد میں سے ہیں، سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم صحابہ ایک جماعت کی صورت میں نبی ﷺ کے ہمراہ کسی غزوے میں نکلے یہاں تک کہ ہم ایک چوراہے میں ٹھہر گئے ایک اعرابی آپ کے اونٹ کی مہار کے پاس نمودار ہوا۔ (حدیث)

ابوموسیٰ نے کہا: اسماعیل وہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ تابعی نہیں اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ جس کے صحیح ہونے کی دلیل ابن الاثیر نے یہ دی ہے کہ زید بن ابی سلمہ کے زمانہ میں کم سن تھے اور کہا: کہ اسماعیل تابعی ہیں اس حدیث کو مرسل روایت کرنے کا کوئی اعتبار نہیں اس واسطے کہ تابعین مرسل روایات کرتے آئے ہیں۔ یوں ہی کہا۔ اور اس میں تامل ہے۔ کیونکہ سیاق اگر صحیح ہو تو اسماعیل کے لئے صحابیت کو ثابت کرتا ہے وجہ یہ ہے کہ تابعی اگر مرسل روایات نقل کرتا ہے لیکن یہ نہ بتا سکتا کہ ایک چیز کا اس نے مشاہدہ نہیں کیا پھر کہے کہ میں نے مشاہدہ کیا ہے، سیاق میں آپ دیکھ رہے ہیں وہ کہتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ ٹھہر گئے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اسے مجاز پر محمول کیا جائے۔ جو خلاف ظاہر ہے۔ مجھے تو یوں مناسب لگتا ہے کہ سند سے کچھ سقوط ہو گیا جو جدہ سے ہے یا زکریا کے باپ سے ان کا دادا زید مراد لیا ہو جو انہوں نے ”عن ابیہ جدہ زیداً“ کہا۔ اس واسطے کہ دادا بھی باپ ہے۔ اور ابن حبان * نے اسماعیل بن زید بن ثابت کو تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے: ان کی کنیت ابو مصعب ہے وہ زید بن ثابت کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ اسی طرح بخاری * نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے اور ان کی ان کے والد سے ایک موقوف روایت نقل کی ہے۔

۵۳۰ اسماعیل بن عبد الرحمن الانصاری

تابعی ہیں ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے انہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے اور باوردی نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ چنانچہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار کی سند سے بحوالہ سہیل بن مالک، اسماعیل بن عبد الرحمن الانصاری روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”تمہیں ایک باقی جماعت قتل کرے گی۔“ * سند میں ضرار بن مردہ ہے جو ضعیف راوی ہے۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ایسے ہی نقل کیا ہے۔

۵۳۱ اسماعیل بن هشام

ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے بعض نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ امام بخاری * اور ابوحاتم * نے کہا ہے: کہ ان کی نبی ﷺ سے روایت کردہ حدیث مرسل ہے۔

۵۳۲ اسود بن حارثہ

حاکم * نے مستدرک میں یزید بن ہارون کی سند سے بحوالہ مسلم بن سعید، ضعیف بن عبد الرحمن سے نقل کیا وہ اپنے والد سے

* المعجم الكبير (حدیث ۳۶۹/۱۱) * ثقات التابعین (۱۵/۴) * تاریخ البخاری (۳۵۵/۱)

* مسلم کتاب الفتن باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل (حدیث ۷۲)، السنن الكبرى (۱۸۹/۸)، المعجم الكبير (۹۵۴)

کنز العمال (۲۳۷۳۶) * بخاری فی تاریخہ (۳۷۶/۱) * الجرح والتعديل (۲۰۲/۲) * مستدرک (۱۲۲/۲۰)

وہ خالد سے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں نکلے تو میں اور ایک دوسرا شخص اسلام لانے سے پہلے آپ کی خدمت میں آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں کسی مشرک سے امداد (جنگ) نہیں لیتا، اس کے بعد وہ فرماتے ہیں: یہ ضیب عبدالرحمن بن اسود بن حارثہ کے بیٹے ہیں، یوں ہی کہا: جو وہم ہے، اس حدیث کو امام احمد نے یزید بن ہارون سے نقل کیا ہے ان کی کتاب میں ضیب بن عبدالرحمن بن حبیب لکھا ہے اور ابن عبدالمز نے اسے ضیب بن سیاف کے سوانح میں درج کیا ہے۔ جو صحیح ہے۔

(۵۳۲) اسود (غیر منسوب)

ابن عبدالمز کا قول ہے: ہشیم اور ابو عوانہ، یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ عامر بن اسود نقل کرتے ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جبہ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ فرماتے ہیں: میں نے مسجد خیف میں آپ کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کو لوگوں کے پیچھے دو شخص نظر آئے جنہوں نے باجماعت نماز نہیں پڑھی، وہ آپ کے پاس لائے گئے تو ان کے شانوں کا گوشت مارے خوف کے اچھل رہا تھا، آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ہمارے ساتھ تم دونوں نماز کیوں نہ پڑھ سکے؟ حدیث۔ فرماتے ہیں: شعبہ نے ابن دونوں ہشیم و ابو عوانہ کی مخالفت کی ہے انہوں نے کہا: یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ جابر بن یزید بن الاسود ان کے والد سے انہی الفاظ میں مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ایک غلطی ہے جو لفظی غلطی اور ایک راوی کو ساقط کرنے سے رونما ہوئی (حقیقت میں) نہ ہشیم و ابو عوانہ نے شعبہ کی اور نہ شعبہ نے ان کی مخالفت کی ہے۔ بلکہ اس سے سب متفق ہیں کہ یعلیٰ بن عطاء سے بحوالہ جابر بن یزید بن اسود پھر ان کے والد سے مروی ہے۔ اسی طرح حفص بن عمر سے شعبہ ابوداؤد نے اور ہشیم کی حدیث سے ترمذی، نسائی اور بخاری نے روایت کیا ہے اور بخاری نے حدیث ابو عوانہ سے ایسے ہی نقل کیا ہے ان کی حدیث مکمل ہے۔

میرے خیال میں جو روایت ابن عبدالمز کے ہاں ہے اس میں سے جابر کے والد یزید رہ گئے اور جابر کو عامر بنا دیا گیا جو انہیں عامر بن اسود اپنے والد سے روایت کرتے محسوس ہوئے اور یوں انہوں نے اسود کے نام سے عنوان سوانح قائم کر دیا۔

پھر مجھے یہی غلطی راوی کے سقوط والی، فاکہی کی کتاب مکہ میں نظر آئی۔ کہتے ہیں ہم سے حسین بن حسن نے بحوالہ ہشیم وہ یعلیٰ بن عطاء وہ جابر بن یزید بن اسود سے وہ اپنے والد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ یوں انہوں نے ”جابر“ کے بارے میں ایک جماعت کی موافقت کی جس میں لفظی نہیں کی اور جابر کو دادا کی طرف منسوب کیا۔

ابن عبدالمز پر تعجب ہوتا ہے کہ انہوں نے مذکورہ حدیث کتاب التمهید میں یزید بن اسلم کے سوانح سے علی بن المدینی کی سند سے، بحوالہ ہشیم، یعلیٰ بن عطاء جابر بن یزید بن اسود سے ان کے والد سے منقول، صحیح روایت کی ہے اور اس کے بعد کہتے ہیں: اسے شعبہ نے یعلیٰ بن عطاء سے انہی الفاظ میں برابر برابر نقل کیا ہے تو یہاں انہوں نے شعبہ اور ہشیم کے اتفاق کی صراحت کر دی بخلاف اس بات کے جو استیعاب میں ذکر کی۔ واللہ الموفق۔

ابوداؤد کتاب الصلاة باب فیمن صلی فی منزله ثم ادرك (۵۷۵) نسائی کتاب الامامة باب اعادۃ الفجر مع الجماعة لمن صلی وحده (۸۵۷) مستدرک (۲۴۴/۱) السنن الکبریٰ (۲/۳۰۰) سنن دارقطنی (۱/۴۱۳) مصنف عبدالرزاق (۳۹۳۴)

۵۳۲ اسود بن عبد الاسد*

بن ہلال الحردی۔ ابوسلمہ کے بھائی۔ ابوموسیٰ نے عبدان کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی کوئی روایت نہیں البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ادھر ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: کہ ابن کلبی اور زبیر بن بکار نے ذکر کیا ہے کہ وہ بدر میں حالت کفر پر قتل ہو گئے۔ اور بات بھی ایسی ہی ہے جیسی ان دونوں نے کہی۔ کعب بن مالک نے جنگ بدر کے متعلق اپنے قصیدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

ان میں سے ستر آدمی اونٹوں کے بنائے گئے باڑے میں ٹھہر گئے ان میں سے عقبہ اور اسود* ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تو ان کا تذکرہ استہزاء و مذاق کرنے والوں میں کیا ہے لہذا انہیں صحابہ میں ذکر کرنے کا کوئی مطلب نہیں۔ رہے ان کے بھتیجے اسود بن سفیان بن عبد الاسد تو ان کا تذکرہ قسم اول میں گزر چکا ہے اس لئے یہ ناممکن ہے کہ عبدان نے وہ مراد لیے ہوں۔ کیونکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کا تذکرہ نہیں کیا۔ ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ تھا۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اسلام لائیں اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔ یہ وہی ہیں جن کا ہاتھ چوری میں کاٹ دیا گیا تھا جو صحیح سند سے ثابت ہے۔ اس کا بیان ان شاء اللہ ان (فاطمہ) کے سوانح میں آئے گا۔

۵۳۵ اسید* (ابتداء میں زبر سین کے زیر سے)

ابن ابی اسید (ہمزہ کے پیش سے تصغیر) ساعدی۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا ذکر کیا ہے کہ: محمد بن سنان، ابو عامر، موسیٰ بن عبیدہ، عمر بن الحکم، ان کے سلسلہ سند میں اسید بن ابی اسید سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی الجون کی ایک عورت سے شادی کی فرماتے ہیں: مجھے آپ ﷺ نے (اس کے پاس) بھیجا تو میں نے اس (کی سواری) کو گھائی* میں اتارا۔ پھر پناہ لینے والی عورت کا قصہ ذکر کیا۔

ابوموسیٰ نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہ عمر بن الحکم نے اسے خود ابواسید سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح اس روایت کو حسن بن سفیان اپنی مسند میں محمد بن الفرغ سے بحوالہ محمد بن زبرقان، موسیٰ بن عبیدہ سے نقل کرتے ہیں جو مشہور روایت ہے۔ میں کہتا ہوں: موسیٰ بن عبیدہ ضعیف ہے۔ یہی حال محمد بن سنان کا ہے اس واسطے یہ احتمال ہے کہ پہلی سند سے ”عن ابیہ“ رہ گیا ہے، کیونکہ اسید بن اسید مشہور تابعی ہیں جن کی وفات ابو جعفر منصور کی خلافت تک مؤخر ہو گئی۔ جیسا کہ ابن حبان* نے ثقات الثبیین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ امام بخاری نے مسعیدہ کی حدیث حمزہ کی سند سے بحوالہ ابواسید، ان کے والد سے نقل کی ہے۔

۵۳۶ (ز) اسید بن ثابت

مسند کے مسند میں معاذ بن انشی کی روایت سے ایک حدیث میں لکھا ہے: ”زینون کھایا اور اس کا تیل لگایا کرو۔“ جو عطاء شامی کی سند سے بحوالہ اسید یا ابواسید بن ثابت نبی ﷺ سے مروی ہے جبکہ صحیح ابواسید، کنیت کے ساتھ ہے۔ درست نام کنیتوں

* اسد الغابۃ (ت ۱۴۸) * السیرۃ النبویۃ (۳۶۲/۲) * اسد الغابۃ (ت ۱۶۰) * المستدرک (۳۴/۶)

* ثقات التابعین (۴/۴) * المعجم الکبیر (۲۶۳/۱۹) * مشکل الآثار (۶۳/۱)

میں آئے گا۔ ان کا نام عبداللہ بن ثابت ہے۔

۵۳۷ (ن) اسید بن کرز القسری

بنوی کے ہاں ایسا ہی لکھا ہے درست اسد (ہمزہ کے زبر اور سین سے) ہے۔

۵۳۸ (ن) اسید بن مالک

ابوعبیرہ، امام احمد نے اپنی مسند میں ان کی روایت کی ہے۔ میں نے یونہی اپنے شیخ حافظ ابوالفضل عراقی کے قلم سے شرح ترمذی کی کتاب الزکوٰۃ میں لکھا دیکھا ہے۔ جو غلطی غلطی ہے درست زہید (راشعین، نقطوں والا) ہے صحیح آ رہا ہے۔

۵۳۹ (ن) اسید (پیش سے)

رافع بن خدیج کے بیٹے، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ عبدالرحمن بن یحییٰ نے ہمیں بحوالہ ابوسعود، حماد بن مسعود، وہ ابن جریج سے وہ عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں، کہ اسید نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنی مسروقہ (چرائی ہوئی) چیز دیکھ لے اور (جس کے پاس لے) وہ (چوری کی) تہمت سے بری ہو تو اصل مالک اگر چاہے تو وہ چیز بھاؤ سے لے لے۔ (حدیث) ابونعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: کہ وہ ابوسعود جن کی سند سے ابن مندہ نے روایت کی، اسے مسند اسید بن ظہیر میں درج کیا ہے۔

میں کہتا ہوں لیکن انہوں نے ایک علت کی وجہ سے (جسے میں بیان کروں گا) ان کی نسبت بیان نہیں کی۔ وہ یہ کہ ابوداؤد اور نسائی نے یہ روایت ہارون حمال سے بحوالہ حماد بن مسعود نقل کی ہے ان کے ہاں اسید بن ظہیر لکھا ہے ابوداؤد نے یہ اضافہ نقل کیا ہے: کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ان کی کتاب میں اسید بن ظہیر ہے لیکن بصرہ میں ابن جریج نے لوگوں سے ایسے ہی بیان کیا ہے۔

اور جب عبدالرزاق نے اسے ابن جریج سے نقل کیا تو کہا: اسید بن ظہیر اور اسحاق بن راہویہ نے ان سے اپنی مسند میں روایت کیا۔ اور نسائی نے اسے دوسرے طریق سے درج کیا ہے جو عبدالرزاق سے مروی ہے۔ ادھر روح بن عبادہ نے بحوالہ ابن جریج ان کی متابعت کی ہے۔ جس سے یہ مشہور ہو گیا کہ وہ اسید بن ظہیر ہیں۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے لہذا فرق کرنے کی ضرورت نہیں۔ انہوں (ابن مندہ) نے جو رافع کے بیٹے ہیں، کہا اس میں مواخذہ ہے اس واسطے کہ اسید بن ظہیر رافع کے چچا زاد ہیں نہ کہ بیٹے، ہاں اتنی بات یاد رہے کہ رافع کا ایک بھتیجا اسید نامی بھی ہے جو تابعین میں شمار ہوتا ہے۔ ابن حبان وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں اپنے چچا رافع بن خدیج سے روایت حاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابۃ (ت: ۱۶۶) * اسد الغابۃ (ت: ۱۷۱) تجرید (۲۱/۱) * ابوداؤد فی المراسیل (۱۴۴)

نسائی مکتب البیوع باب: الرجل یبیع السلعة فیستحقها مستحق حدیث (۴۶۹۴)

مسند احمد (۲۲۶/۴) * الثقات (۲۴/۴)

۵۴۰) **اَسْنَدُ** (ہمزہ کے پیش سے آخر میں راہے)

اسلم کے ایک فرد ہیں۔ ابن عساکر نے مسند احمد کی فہرست میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور فرمایا: ان کی حدیث مسند انصار کے گیارہویں حصہ میں ہے۔ جو ایک غلطی ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوئی۔ مسند میں وہ سہیل بن ابی صالح کی سند سے بحوالہ ان کے والد، اسلم کے ایک شخص سے اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ تعوذ (پناہ مانگنے) کے بارے میں مروی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے نسخہ سے ”عن“ رہ گیا اور اسے ”ابیہ“ بنا دیا جو اسیر ہیں جس سے یہ وہم پیدا ہو گیا۔ اس سے حافظ ابو بکر بن الحجب نے متنبہ کیا ہے۔

باب الالف جس کے بعد شمین ہے

۵۴۱) **الاشح**

ایک موضوع روایت میں ان کا ذکر آتا ہے جسے محمود بن علی طرازی جو ایک کذاب راوی ہے، نے پانچ سو کے بعد گھڑا ہے۔ کہتا ہے ہم سے اشح صحابی رسول ﷺ نے بیان کیا: ہم چار سو پچاس (۳۵۰) آدمی تجارت کی غرض سے نکلے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا وہ مجھے نبی ﷺ کے پاس لے گئے آپ اس وقت بدر کی شہمتیں بانٹ رہے تھے..... (الحدیث) مجھے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ذہبی سے اجازت، بحوالہ ابراہیم بن حمویہ بتایا کہ ہمیں ظہیر بخاری نے بحوالہ محمد بن عبدالستار کردی بتایا وہ محمود بن علی سے بحوالہ انہی اشح سے ایک مختلف روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: پھر مجھے ایک دوسری سند سے روایت کردہ نسخہ مل گیا جس میں چالیس سے زائد احادیث ہیں جو بحوالہ قیس بن تمیم، اشح سے مروی ہیں پھر یہی قصہ ذکر کیا۔ اور دیگر احادیث جن میں زیادہ تر موضوع ہیں۔ وضع ان میں بہت نمایاں ہے۔ جسے میں ان شاء اللہ تعالیٰ حرف قاف میں ذکر کروں گا۔

میں نے ابوسعید سعادیؓ کی کتاب میں پڑھا ہے فرماتے ہیں: میں نے محمد بن حسین شاشی کو دیکھا ہے وہ بہت روئے والا بزرگ، شعر گو اور حکایات سراغ شخص تھا۔ وہ کہتا کہ میں نے اشح کو دیکھا ہے میں نے اپنے شیخ اشح سے سنا ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”لکڑی سے لکڑی بوجھ اٹھانے والوں کی پینہ کو بوجھل بنا دیتی ہے اور لغزش پر لغزش گنہگاروں کی خطاؤں میں اضافہ کر دیتی ہے“ او۔ مجھے معلوم نہیں یہ قیس ہیں یا کوئی اور ہیں۔

۵۴۲) **اشح ابوالدنیاء المغربی**

ان کے نام میں اختلاف ہے مشہور عثمان ہے، کسی نے علی اور کسی نے کچھ اور کہا ہے۔ اکثر روایات میں صحبت نبوی کا یہ نہیں چلتا، البتہ ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ ہے اور بعض میں صحبت علیا کا ذکر ہے۔ بہر کیف اس کی تفصیل عثمان نامی حضرات کے سوانح میں آئے گی۔

۵۴۳ اشع بن سنان

بعض لوگوں نے ان کا ذکر اس حدیث سے جوڑ کر کیا جو حاملی نے سواہر میں حصے میں نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: سعید بن بحر نے ہم سے بحوالہ زید بن ابیہاب سفیان سے وہ منصور سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ بن مسعود سے، پھر روع بنت واشق کا قصہ بیان کیا۔ اس میں ہے: کہ اشع بن سنان اٹھے اور کہا: ہمارا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے کر دیا ہے۔ درست یوں ہے: اشع بن سنان (یا عیسیٰ بن سنان) کی زیادت کے ساتھ (اٹھے اور وہ معقل بن سنان ہیں۔

۵۴۴ اشع بن ام حمیدہ

”طبع“ سے معروف ہیں، جسے مغلطی نے اسد الغابہ کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ ازواج مطہرات کے ہاں آتی جاتی تھی۔ ابو الفرج اصہبانیؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جس سے ان کی مراد یہ ہے کہ وہ عہد رسالت میں پیدا ہوئے لہذا انہیں دوسری قسم میں شمار کیا جائے۔ لیکن مجھے صحیح ثبوت نہ ملا۔ اس واسطے کہ ابو الفرج نے یہ روایت ایک غیر معتبر سند سے بحوالہ عبیدہ بن اشعب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ابن عساکر نے ان کے حالات میں نصر بن علی الجہضمی کی سند سے بحوالہ اصمعی نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: اشعب نے مجھ سے کہا: ”کہ میری ولادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے روز ہوئی۔“

اور جو روایت قاضی وکیع نے ”غرر الاحکام“ میں محمد بن علی بن حمزہ، بحوالہ مازنی، اصمعی سے نقل کی کہ اشعب نے مجھ سے کہا: کہ میں نے طویس کو مروان بن الحکم کی شادی پر دو شعر گاتے سنا پھر وہ قصہ ذکر کیا تو اس میں بھی تامل ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عبدالملک کی ولادت خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں ہوئی۔ ظاہر یہی ہے کہ اشعب کی بات پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو وہ اکابر صحابہ سے روایت کرتے، جبکہ ہمیں ایک صحابی سے بھی ان کی روایت معلوم نہیں۔ باستثنائے ابن عمر اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما تابعین سے ان کی کئی ایک روایات ہیں۔ مثلاً سالم، قاسم، فاطمہ بنت الحسین، پہلے قول کے باطل ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ علماء انساب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ ۱۵۴ھ میں فوت ہو گئے۔ اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جن لوگوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے وہ ایک سو دس ۱۱۰ھ سے زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے۔ اشعب کے تفصیلی حالات میری کتاب ”لسان المیزان“ میں درج ہیں۔

۵۴۵ اشعث (ثا سے)

بن جودان، ان سے ان کے بیٹے عمیر روایت کرتے ہیں۔ جیسا کہ بعض روایات میں ”عمیر بن اشعث بن جودان، اپنے والد سے“ کی سند لکھی ہے۔ درست اشعث بن عمیر بن جودان عن امیہ ہے۔ یہ ابن مندہ وغیرہ کا قول ہے ”عمیر“ کے حالات میں صحیح آئے گا۔

❖ الاغانی (۱۹/۱۳۵، ۱۸۲)

❖ لسان المیزان (۱/۴۵)

❖ اسد الغابہ (ت ۱۸۴)

باب الالف جس کے بعد صاد ہے

۵۳۶ اصرم

اسے بعض نے غلط لکھ دیا ہے، یہ ”صرم“ ہے جو ابن سعید بن ربیع مخزومی کا لقب ہے۔

باب الالف جس کے بعد عین ہے

۵۳۷ اعرابی

بغوی نے حرف الف میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابو العلاء کی سند سے ان کی روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ اس کھلیان میں بیٹھے تھے تو ہمارے پاس ایک دیہاتی پراگندہ سر آیا، پھر اس کتاب کا قصہ ذکر کیا جو اس کے پاس تھی۔ فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اس کا نام نمر بن نوکب ہے۔ ابن شاپین کا قول ہے: انہوں نے حرف الف میں ایسا ہی درج کیا ہے جبکہ مناسب یہ تھا کہ وہ نون میں ان کا تذکرہ کرتے۔

۵۳۸ اعشیٰ بن قیس

بن ثعلبہ، مہم میں آ رہا ہے، کیونکہ ان کا نام میمون ہے۔

باب الالف جس کے بعد کاف ہے

۵۳۹ اکیدر دومۃ

یہ اکیدر بن عبد الملک بن عبد الرحمن بن اغیاء بن حارث بن معاویہ بن خلاوہ بن ایامہ بن سلمہ بن شکامہ بن حمیب بن السکون، دومۃ الجندل کا حاکم ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے اور کہا کہ: نبی ﷺ نے اسے خط لکھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک دستہ اس کی طرف روانہ کیا۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا اور نبی ﷺ کی جانب ایک دھاری دار جوڑا بھیجا۔ آپ نے وہ جوڑا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا۔

ابن الاثیرؒ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا ہے: اس نے ہدیہ دیا تھا اور نبی ﷺ سے صلح کی تھی اسلام قبول نہیں کیا تھا، جس میں اہل سیر کا کوئی اختلاف نہیں۔ اور جس نے یہ کہا، کہ ”وہ اسلام لایا تھا“ اس سے کھلی غلطی ہوئی۔ بلکہ وہ تو نصرانی تھا نبی ﷺ سے جب اس نے صلح کر لی تو اپنے قلعہ میں واپس چلا گیا اور وہیں رہا۔ بعد میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے دور صدیقی جوڑوں میں اسے گرفتار کر کے کفر کی حالت میں قتل کر دیا۔

بلاذری نے ذکر کیا ہے: کہ اکیدر دومہ جب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا تو اسلام قبول کر لیا اور واپس دومہ لوٹ گیا۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو دیگر مردوں کے ساتھ یہ بھی مرتد ہو گیا اور اپنے ہاں سے کچھ دینے سے انکار کر دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب عراق سے شام کی جانب روانہ ہوئے تو اسے قتل کر دیا۔ ابن الاثیر کہتے ہیں: بہر حال اسے صحابہ میں ذکر کرنا مناسب نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ جب اس نے وہ مال دینے سے انکار کر دیا جس پر صلح ہوئی تھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اسے حیرہ کی طرف جلا وطن کر دیا۔ بعض کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلا وطن کیا تھا۔ ابن مندہ اس کے اسلام لانے کے بارے میں اس روایت پر اعتماد کرتے ہیں جسے انہوں نے بلال بن بکحی کی سند سے بحوالہ حذیفہ روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے دومۃ الجندل کی جانب ایک مہم روانہ کی اور فرمایا: ”جہیں اکیدر دومہ قلعہ سے باہر ملے گا“۔ پھر اس کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی۔ اس میں ایسا ہی لکھا ہے۔ جبکہ ہم نے اس روایت کو زیادات مغازی میں یونس بن کبیر کی سند سے بحوالہ سعد بن اوس، بلال بن بکحی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو مہاجرین کا امیر بنا کر دومۃ الجندل کی جانب اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دیہاتیوں کا امیر بنا کر ان کے ساتھ روانہ کیا۔ اور ارشاد فرمایا: ”جاؤ! اکیدر دومہ کو تم وحشی جانوروں کا شکار کرتے پاؤ گے اسے مضبوطی سے پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا، اسے قتل نہ کرنا“۔ چنانچہ یہ لوگ وہاں پہنچے، ان کا محاصرہ کر لیا، اسے پکڑ کر آپ ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ اس قصہ میں یہ مذکور نہیں کہ وہ اسلام لایا تھا۔

ابو یعلیٰ اور ابن شاہین نے عبید اللہ بن ایاد بن لقیط کی سند سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ایاد کو فرماتے سنا قیس بن نعمان سکونی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا لشکر نکلا تو اکیدر دومۃ الجندل کو اس کی اطلاع ملی وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس (امان طلب کرنے) آن پہنچا، کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ کا لشکر چل پڑا ہے۔ مجھے اپنی زمینوں اور مال (کے نقصان) کا خوف ہے۔ اس لیے آپ میرے لیے امان نامہ لکھ دیں تاکہ وہ میری کسی چیز سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ مجھ پر جو ذمہ داری عائد ہوگی میں اس کا بھرم رکھوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے تحریر لکھوا دی۔ اس کے بعد اکیدر نے ریشم کی زربافت (سونا کا تان لگی) اچکن (قبا، نکال کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کی، یہ وہ قبا تھی جو کسریٰ انہیں دیتا تھا۔ کہنے لگا: اللہ کے رسول ﷺ! یہ میری طرف سے قبول فرمائیں۔ میں آپ کو ہدیہ کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی قبائے کر واپس چلے جاؤ اس واسطے کہ جو شخص دنیا میں ایسا (سونے والا) لباس پہنتا ہے آخرت میں اس سے محروم ہوگا“۔ وہ اسے لے کر اپنے اونٹ کے پاس پہنچا اور بالآخر اپنی منزل پر آ گیا لیکن اسے یہ خیال بے چین کیے ہوئے تھا کہ اس کا ہدیہ واپس ہو گیا ہے۔ چنانچہ وہ پھر واپس آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم ایسے گھرانے کے لوگ ہیں کہ اگر ہمارا اتحاد واپس یارڈ کر دیا جائے تو ہم پر بڑا گراں گزرتا ہے۔ لہذا آپ ﷺ میرا ہدیہ قبول فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ عمر کو دے دو“۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ شاید یہ واقعہ اس شخص کی دلیل بن سکے جو یہ کہنے کا قائل ہے کہ وہ اسلام لایا تھا کیونکہ اس نے اس حدیث میں ”یا رسول اللہ ﷺ“ سے آپ ﷺ کو مخاطب کیا ہے۔

مسند احمد میں محمد بن عمرو بن علقمہ کی سند سے بحوالہ واقد بن عمرو بن سعد بن معاذ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیدر دومہ کی جانب ایک مہم روانہ فرمائی، تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی جانب ایک جہ جو رہنمائی تھا اور اس میں سونا لگا ہوا تھا، ارسال کیا۔ رسول اللہ ﷺ اسے کہیں کر منبر پر کھڑے ہوئے یا بیٹھے۔ لوگ اسے چھونے لگے۔ (الحديث)

ترمذی * اور نسائی * نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے، اس روایت کو امام احمد * نے علی بن زید کی سند سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی نقل کیا ہے کہ اکیدر دومہ نے نبی ﷺ کی خدمت میں خیر نما ایک چیز کا گھڑا بھیجا چنانچہ آپ نے حاضرین میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا۔ (حديث)

نیز ابن مندہ نے علی ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ رزق بن رزق بن ابی صدقہ بن مہدی بن حریث بن اکیدر بن عبد الملک سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں ہمیں ہمارے بڑوں یعنی آباء واجداد نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ تبوک کی طرف جہاد کے لیے نکلے، پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں ان کے علاوہ نے یہ روایت نقل کی تو وہ کہتے ہیں، ان کے آباء واجداد سے اور اکیدر تک سند پہنچاتے ہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکیدر وہی اکیدر دومہ والا ہے۔ تو ابن مندہ نے اس کی روایت اس لیے لی ہے کہ وہ اسلام لایا تھا۔ جبکہ اس میں تامل ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں اس کا قصہ ذکر کیا ہے کہ یزید بن رومان اور عبد اللہ بن ابی بکر نے ہم سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اکیدر بن عبد الملک کی جانب جو کندہ کا ایک فرد اور دومہ کا حاکم تھا مذہباً نصرانی (عیسائی) تھا روانہ فرمایا۔ آپ نے ان سے یہ ارشاد فرمایا تھا: ”وہ تمہیں جنگی گائے کا شکار کرتا ملے گا“۔ پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ خالد بن ولید نے اکیدر کے بھائی حسان کو قتل کر دیا اور اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا۔ اور اس نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا چنانچہ وہ اپنے شہر لوٹ گیا۔ اسی جیسا قصہ عروہ نے ابن لہیعہ کی روایت سے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ ذکر کیا ہے۔ اس بنا پر قیس بن نعمان کی روایت کے مطابق اس کا مدینہ آنا اس کے بعد ہوا ہوگا۔

ان شاء اللہ تعالیٰ حرف ہاء میں بحیرہ بن بجرہ طائی کے حالات میں یہ قصہ طویل آئے گا۔ اور حرف حاء میں حریث بن عبد الملک، جو اکیدر کا بھائی ہے کی سوانح میں باوردی کا کلام آئے گا۔

اور ابن حبیب حسان کے قول ان کے قصیدہ لامیہ، جو مشہور * ہے، میں کہتے ہیں: ”اگر تو میرا سر پر اگندہ اور کچھڑی بالوں والا شفاہ درخت کی طرح دیکھے تو مجھے میرے دونوں دوست یوں دیکھتے ہیں کہ میں کسی محل یا کسی بیگل کے درمیان میں ہوں۔“

یہ دومہ ابجد ل بنی کلب کا ہے جس کا محل وقوع حجاز و شام کے مابین ہے جس کا بادشاہ اکیدر بن عبد الملک السکونی بن گیا، آپ ﷺ نے اس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا انہوں نے اسے اس میں قتل کر دیا۔ اس قلعہ میں دو مان بن اسلمجیل رہتا تھا۔

* ترمذی باب ما جاء في الرخصة في لبس الحرير في الحرب حديث (۱۷۲۳)

* نسائی باب لبس الديباج المنسوج بالذهب حديث (۵۳۱۷)

* مسند احمد حديث (۱۲۲/۳)

* السنن الكبرى (۱۸۷/۹) دلائل النبوة (۲۵۰/۵) كنز العمال (۳۰۲۷۷)

* دیوان (۳۰۱)

ابو السعادات بن الاثير، اسد الغابة کے مصنف کے بھائی نے کہا ہے: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اکیدر اسلام لے آیا تھا، جو درست نہیں۔ جن لوگوں کی عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لایا تھا ان میں سے ایک واقدی ہے انہوں نے مغازی میں کہا ہے کہ دومہ کے ایک بوڑھے نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس اکیدر کے لئے ایک تحریر لکھوائی جو یہ ہے:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اکیدر کے لیے، جب اسلام آیا وہ خدا کے ہمسروں اور بتوں سے کنارہ کش ہو کر خالد بن ولید سیف اللہ کے ساتھ ہو گیا۔ جہاں یہ لوگ نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تم پر یہ اللہ کا عہد و بیان واجب ہوتا ہے، پاسداری کرو گے تو تمہاری صدق و وفاداری قائم رہے گی۔“

نتیجہ یہ نکلا کہ اکیدر نے جزیہ پر صلح کی تھی جیسا کہ ابن اسحاق کا مغازی میں قول ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس کے بعد اسلام لایا ہو جیسا کہ واقدی کا قول ہے۔ پھر نبی ﷺ کے بعد مرتدوں کے ساتھ (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا ہو۔* جیسا کہ بلاذری کا قول ہے اور اسی حالت میں اسے موت آئی۔ واللہ اعلم

باب الالف جس کے بعد میم ہے

۵۵۰ امیہ بن خالد*

ابن حبان* کہتے ہیں: وہ مرسل روایات نقل کرتے ہیں۔ اور جس نے یہ سمجھا کہ وہ صحابی ہیں تو اسے وہم ہو گیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ایک جماعت کی جماعت نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جو وہم ہے جیسا کہ ہم بیان کریں گے۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلے انہیں بغوی نے ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ”ہم سے تواریخی نے بحوالہ یحییٰ بن سعید وہ سفیان وہ ابواسحاق سے وہ امیہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے فقراء سے تقسیم کا آغاز فرماتے تھے۔“* بغوی کہتے ہیں: میرے خیال میں انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں۔ البتہ تواریخی اور ابن ابی شیبہ نے یہ حدیث مسند میں نقل کی ہے۔ ابن قانع کا قول ہے کہ امیہ بن خالد کو میرے خیال میں روایت حاصل ہے اور عسکری فرماتے ہیں: امیہ بن خالد بن اسید کے بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ انہیں روایت نبوی حاصل ہے۔ طبرانی* نے بھی ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن مندہ نے کہا ہے: امیہ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید اموی کے صحابی ہونے میں تاثر ہے۔ ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔

۸۶ھ میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ پھر قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ ابواسحاق مہلب کے واسطے سے امیہ بن خالد بن اسد سے حدیث بیان کر کے اس کا ذکر کیا۔ جس نسب سے انہوں نے ان کے سوانح کا عنوان لگایا ہے وہ الٹا ہے۔ ابو نعیم نے اسے درست ذکر کر کے یوں لکھا ہے: امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید بن ابی العیص بن امیہ، پھر ان کی حدیث نقل کی۔ سند بیان کرتے ہوئے

* اسد الغابة (۱/۱۵۹) * اسد الغابة (۲۲۹) الاستيعاب (ت ۷۹) * الفوائد (۴/۴۰)

* الطبقات الكبرى (۵/۴۷۸) مشکاة المصابيح (۵۲۴۷) * المعجم الكبير (۱/۲۹۲)

الاصحاب في سيرة الصحابة (جلد ۱) ۲۷۰

انہوں نے امیہ بن عبد اللہ بن خالد درست کہا۔“ فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح کا قول ان سے پہلے باوردی نے اور ان کی اتباع میں ابن الجوزی نے اختیار کیا ہے، جہاں تک ابن عبد البر کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں: میرے نزدیک امیہ بن خالد کا صحابی شمار ہونا صحیح نہیں۔ انہیں امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید کہا جاتا ہے۔

میں کہتا ہوں: بخاری نے ان کے حال کو واضح کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں: امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے اور ابن مہدی بحوالہ سفیان، ابواسحاق سے، امیہ بن خالد بن عبد اللہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں، ابو عبید نے کہا: میرے ہاں وہ امیہ بن عبد اللہ بن خالد ہیں، یعنی اس میں قلب (الٹ پلٹ) ہوا ہے۔

طبرانی نے معجم کبیر میں ان کی حدیث نقل کی اور ان کا نسب صحیح درج کیا ہے۔ فرماتے ہیں: محمد بن اسحاق بن راہویہ نے بحوالہ ابی، فرماتے ہیں: عیسیٰ بن یونس نے اپنے والد سے وہ اپنے دادا ابواسحاق سے وہ امیہ بن عبد اللہ بن اسید سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ مہاجرین کے فقراء سے (تقسیم کا) آغاز کرتے تھے۔ اسی سند کو ابن اسحاق تک لے جا کر فرماتے ہیں: خراسان میں امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید نے ہمیں امامت کرائی تو دونوں سورتوں کے درمیان انا نستعینک پڑھا۔

میں کہتا ہوں: ان امیہ کو نہ صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے اور نہ دیدار نبوی میسر ہے۔ صحابی تو ان کے دادا خالد ہیں۔ جو عتاب امیر مکہ کے بھائی ہیں۔ اور ان کے والد عبد اللہ بن خالد نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن بچے تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں فارس کا گورنر بنایا تھا۔ اور صاحب سوانح کو عبد الملک بن مروان نے خراسان کا والی بنایا تھا۔ تاریخ کتب میں ان کی ولایت کی بات مشہور ہے۔ مہلب ان کے ساتھ لشکر میں تھے۔ اسی طرح ابواسحاق بھی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، ان امیہ کی والدہ ام حجر بنت شیبہ بن عثمان تابعیہ ہیں۔ امیہ بعض دفعہ اپنے دادا خالد کی طرف منسوب کر دیے جاتے ہیں، جس سے بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ امیہ بن خالد، امیہ بن عبد اللہ بن خالد کے چچا ہیں۔ اگر حدیث ایک نہ ہوتی اور اصحاب نسب جیسے زبیر وغیرہ از علماء قریش نے خالد بن اسید کا عبد اللہ کے علاوہ کوئی بیٹا ذکر نہ کیا ہوتا تو ہم اسے جائز قرار دے سکتے تھے۔

یہی کی سنن کبریٰ میں ولید بن مسلم کی سند بحوالہ سعید بن عبد العزیز، عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ ابن عمر اور ابوسلمہ بن عبد الرحمن رضی اللہ عنہما نے امیہ بن خالد بن اسید کو ایک خط بھیجا۔ تو انہوں نے ہمارے سامنے ان حضرات کا خط پڑھا پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ آپ دیکھ سکتے ہیں اس روایت میں امیہ کی نسبت ان کے دادا کی طرف کی گئی ہے۔ ایسا ہی ابن حبان امیہ بن خالد کا ذکر کرنے کے بعد تابعین میں اور ہم نے جو پہلے بیان کر دیا اس کے بعد: امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسید، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان سے ابواسحاق السہمی روایت لیتے ہیں۔ ۸۶ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ علماء نے ان کا تعاقب کر کے کہا کہ انہوں نے دو شخص بنا دیئے حالانکہ جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے ہیں وہ ایک شخصیت ہے۔ مدائنی نے کہا: وہ ۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

۵۵۱) امیہ بن عویلہ

بن عبد اللہ بن ایاس بن عبدناشرہ بن کعب بن جذی بن ضمیرہ بن بکر بن عبد مناة بن کنانہ۔ ابو عمرو الضمری، ابن عبد البر کہتے

ہیں: انہیں اور ان کے بیٹے عمرو کو صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ عمرو زیادہ مشہور صحابی ہیں۔ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، بحوالہ جعفر بن عمرو بن امیہ، ان کے والد سے، ان کی حدیث روایت کرتے ہیں وہ اپنے دادا سے کہ نبی ﷺ نے انہیں اکیلے خبر رساں (جاسوس) بنا کر بھیجا۔ (حدیث) میں نے ابن اسکن کی کتاب کے حاشیہ میں ان کے قلم سے لکھا دیکھا: امیہ الضمری کی حدیث ان کے بیٹے سے ملتی ہے اس کے بعد ہشام بن عمرو کی سند بحوالہ زہری عمرو بن امیہ الضمری سے نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ نے (گوشت) کھایا اور (اسی وضو سے) نماز پڑھی (نیا) وضو نہیں کیا۔ * جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو جاتا رہتا ہے۔ (عمر تقی ندوی)

اس میں سے پہلی حدیث تو ابن مندہ نے امیہ بن عمرو کے سوانح میں درج کر کے کہا، بعض لوگ کہتے ہیں: ابن ابی امیہ ضمری کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کا بن پنا عمرو بن امیہ روایت لیتا ہے۔ پھر جعفر بن عون کی سند بحوالہ ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع سے فرماتے ہیں: مجھے جعفر بن عمرو بن امیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں تنہا قریش کی جانب جاسوس بنا کر بھیجا۔ فرماتے ہیں: میں خضیب کی سولی والی لکڑی کے پاس آیا، مجھے ان کے جاسوسوں کا خوف تھا۔ موقع پا کر میں سولی کی لکڑی پر چڑھا اور خضیب کو کھول دیا۔ * (جونہی ان کی نقش زمین پر آئی میں دور جا کر گرا، زمین پر پڑے پڑے میں نے دیکھا کہ کوئی ہے تو نہیں، وہاں کوئی بھی نہ تھا۔ اتنے میں زمین ان کی نقش کو نگل گئی)۔ (عمر تقی ندوی)

مغازی میں یہ قصہ عمرو بن امیہ کا ہے نہ کہ ان کے والد کا، انہی سے اس کی شہرت ہے ان کے والد سے نہیں۔ علی بن مدینی نے کتاب العلل میں اس قصہ کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ یہ حدیث ابن مجمع (جن کا ابھی ذکر ہوا) کی سند سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: یہ ”جعفر بن عمرو“ ابن عمرو بن امیہ الضمری کے صلیبی بیٹے نہیں وہ تو جعفر بن عمرو بن فلان بن عمرو بن امیہ ہیں اور حدیث ان کے والد عمرو سے بحوالہ ان کے دادا عمرو بن امیہ سے مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: ”ان کے دادا“ ضمیر عمرو بن فلان کی جانب راجع ہے نہ کہ جعفر کی طرف۔ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ یہ حدیث عمرو بن امیہ ضمری کی سند سے لی گئی ہے نہ کہ ان کے والد سے۔

تنبیہ: مجمع بطرانی میں مذکورہ حدیث میں لکھا ہے، جعفر بن عوف ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع، زہری سے فرماتے ہیں: مجھے جعفر نے بتایا۔

انہوں نے جو ”زہری سے“ کہا متصل اسانید میں اضافہ ہے۔ وہی دوسری حدیث اس سے ایک لفظ ”ابن“ ساقط ہو گیا۔ درست یوں ہے: زہری بحوالہ ابن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے۔ کیونکہ زہری عمرو بن امیہ سے نہیں ملے وہ تو ان کے والد جعفر سے روایت کرتے ہیں، جیسا کہ ہم وضاحت کریں گے۔

اسی طرح ابن مندہ نے کہا: عبدالرحمن بن یحییٰ نے ہمیں بحوالہ ابوسعود، عبدالرزاق سے، وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عمرو بن امیہ ضمری سے وہ اپنے والد سے، فرمایا: ”میں نے دیکھا نبی ﷺ نے بکری کے کندھے کا گوشت کھایا پھر نماز پڑھائی اور (نیا) وضو

الاصول فی تصنیف الصحاح (جلد اول)

نہیں کیا۔* ابن مندہ نے کہا: اسی طرح عبدالرزاق نے روایت کیا۔ اور اسے ابراہیم بن سعد نے بحوالہ زہری، جعفر بن عمرو بن امیہ وہ اپنے والد سے، یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں وہم کی نسبت اکیلے عبدالرزاق کی طرف کرنا مناسب نہیں۔ اس واسطے کہ یہ احتمال ہے کہ یہ وہم ابوسعود یا ابن ابی مسعود کو یہ حدیث بیان کرتے ہو گیا ہو جبکہ اسی روایت کو ترمذی نے محمود بن غیلان سے بحوالہ عبدالرزاق صحیح روایت کیا ہے۔

اور خود مصنف عبدالرزاق میں اسحاق دیری کی ان سے روایت میں یوں ہی درج ہے۔ اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ معمر روایت کیا ہے۔ اور اسی روایت کو عقیل، صالح، شعیب، یونس اور عمرو بن الحارث نے زہری سے روایت کیا ہے اور یہ سب طرق صحیح ہیں۔ پس یہ ظاہر ہوا کہ دوسری حدیث بھی عمرو بن امیہ کی سند سے ہے۔ واللہ اعلم

۵۵۲ امیہ بن ابی الصلت الثقفی

مشہور شاعر ہے۔ ابن السکن نے اسے صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ لکھا ہے: انہوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا۔ اور نبی ﷺ نے ان کی تصدیق یوں کی ہے جو ان کے بعض اشعار سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: ”امیہ مسلمان ہونے ہی والا تھا۔“* پھر محمد بن اسماعیل بن طبرع بن اسماعیل ثقفی کی سند سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے ان کی موت کا قصہ درج کیا ہے اور عکرمہ کی حدیث بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کی کہ نبی ﷺ نے امیہ کا یہ قول شعر میں پڑھا: ”زُخْل اور ثور اس کے دائیں پاؤں تلے ہیں، اور نسر دوسرے پاؤں تلے جبکہ اسدا انتظار میں ہے۔“ فرمایا: اس نے سچ کہا: ”حالمین عرش کی یہی صفت ہے۔“

میں کہتا ہوں: شریہ بن عمرو کی سند سے صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سننے کی فرمائش ظاہر کی، پھر فرمایا: ”قریب تھا کہ وہ مسلمان ہو جاتا۔“*

بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت ہے ”امیہ بن ابی صلت مسلمان ہونے لگا تھا۔“* امیہ کی والدہ رقیہ بنت عبد شمس بن عبد مناف ہے اسی بنا پر امیہ بن ابی صلت نے اپنے مشہور قصیدے میں مشقولین بدر کی مرثیہ خوانی کی ہے۔ چونکہ وہ بدر میں قتل ہونے والے سرداروں مثلاً عتبہ، شیبہ جو ربیعہ بن عبد شمس کے بیٹے تھے کا رشتہ دار تھا۔ وہ دونوں اس کے ماموں زاد تھے۔ امیہ کا والد ابوالصلت بھی شاعر تھا اور اس کا بیٹا قاسم بن امیہ بھی جس کا ذکر آ رہا ہے کہ وہ صحابی ہونے کے شرف سے سرفراز ہے۔ ابوسعیدہ کہتے ہیں: عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ امیہ ثقیف کا سب سے بڑا شاعر ہے۔ زبیر بن بکار* نے کہا: مجھے میرے چچا نے بتایا کہ امیہ نے جاہلیت میں ایک کتاب دیکھ کر چڑھی، اونی لباس پہنا (جو درویش پہنتے ہیں) اور سب سے پہلے ابراہیم، اسماعیل رضی اللہ عنہما اور حقیقت

* مسلم کتاب البیض باب نسخ الوضوء ما مست النار (حدیث ۳۵۴)

ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی ترک الوضوء مما مست النار (حدیث ۱۸۷)

ترمذی فی کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی ترک الوضوء مما غیرت النار (حدیث ۸۰) عبدالرزاق فی مصنفہ (۱/۱۶۷)

* بخاری کتاب الادب باب ما يجوز من الشعر والرجز والحداء وما بکرمه منه (حدیث ۶۱۴۷)

* پہلا حوالہ * اس کا حوالہ بھی گر چکا * دیوان (۲۰)۔

کی یاد میں اس نے عبادت کی، شراب کو حرام قرار دیا اور بتوں سے دور رہا۔ اسے نبوت کی طبع ہونے لگی۔ اس واسطے کہ اس نے کتاب میں پڑھا تھا کہ جہاز میں ایک نبی مبعوث ہوگا۔ لہذا اسے امید ہونے لگی کہ وہ میں ہی ہوں گا۔ پھر جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو وہ آپ سے حسد کرنے لگا، اور اسلام نہیں لایا۔ اسی نے مقتولین بدر کی مرثیہ خوانی اس قصیدہ میں کی ہے جس کا مطلع ہے:

ماذا يبدر والعقل من مرأية ججاج

مرآة کے مصنف نے اس کے سوانح میں ابن ہشام کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ امیہ بنی مضر پر ایمان لے آیا تھا، جہاز آیا تاکہ طائف سے اپنا ساز و سامان لے کر ہجرت کرے۔ مقام بدر پر پڑاؤ کیا تو کسی نے اس سے کہا: ابو عثمان! کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: میں محمد (ﷺ) کا اتباع کرنا چاہتا ہوں۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا۔ بھلا پتہ بھی ہے کہ اس کو نہیں میں کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ وہ فحش بولا: اس میں شبیہ، عتبہ تمہارے ماموں زاد اور فلاں فلاں کی لاشیں پڑی ہیں۔ تو اس نے اپنی اونٹنی کی ناک کاٹ دی، کپڑے پھاڑ کر رونے لگا۔ وہاں سے طائف چلا گیا اور وہیں اس کی موت ہوئی۔ مصنف نے تیسرے سال کے واقعات میں یہ بات ذکر کی ہے۔

مشہور یہ ہے کہ وہ نوے سال فوت ہوا۔ اصحاب سیر و تاریخ میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ کافر ہی مرا ہے۔ اور یہ بات صحیح ہے کہ وہ اتنا زندہ رہا کہ اس نے مقتولین بدر کا مرثیہ کہا۔ بعض لوگوں نے کہا ہے: کہ اسی کے بارے میں یہ آیت:

”ان سے اس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔“ (اعراف: ۱۷۵)

بعض کہتے ہیں: وہ ثقیفوں کے اسلام لانے سے پہلے طائف میں ۹۰ کو کافر ہی مر گیا۔ مرزبانی نے کہا: ابو الصلت کا نام عبد اللہ بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غمرہ بن عوف بن ثقیف ہے۔ اور بعض کہتے ہیں: وہ ابو الصلت بن وہب بن علاج بن ابی سلمہ ہے۔ اس کی کنیت ابو عثمان اور بعض ابو القاسم کہتے ہیں۔ حنین کے بعد طائف کے محاصرہ میں مرا۔ طبرانی کبیر میں ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ تجارت کی غرض سے نکلا، ان میں امیہ بن ابی الصلت بھی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں امیہ نے کہا کہ جہاز میں قریش کا ایک نبی مبعوث ہوگا۔ پہلے وہ یہ سمجھتا تھا وہی یہ نبی ہے، یہاں تک کہ اسے اس بات کا علم ہو گیا کہ وہ قریش سے ہوگا۔ اور وہ چالیس سال کے اختتام پر روٹا ہوگا۔ اس نے عتبہ بن ربیعہ سے پوچھا، اس نے کہا: اس سے تمہاری عمر بڑھ گئی۔ فرماتے ہیں: جب میں مکہ واپس آیا تو دیکھا نبی ﷺ مبعوث ہو چکے ہیں۔ امیہ سے ملاقات ہوئی، مجھ سے کہا: اس کی بیرونی کرلو وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا: اور تم (بیرونی نہیں کرو گے)؟ اس نے کہا: اگر ثقیف کی بچیوں کا شرم نہ ہوتا، کیونکہ میں نے ان سے کہا کہ وہ نبی میں ہوں۔ جب وہ مجھے دیکھیں گی میں بنی عبد مناف کے ایک لڑکے کی بیرونی کر رہا ہوں مجھے طے دیں گی۔

امیہ کے قصیدے کا یہ شعر ہے: ”دین حنلی (ایماہی) کے سوا ہر دین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی عدالت میں جھوٹا قرار پائے گا۔“ دوسرے قصیدے کا شعر ہے: ”اے میرے رب! مجھے ہمیشہ کافر نہ کرنا، اور میرے دل کی اندرونی حالت کو ہمیشہ (زمانہ ہجر) ایمان سے منور کر دے۔“

الکتاب فی تفسیر الصحاح (جلد ۲۷)

اس طرح کی باتیں اس کے اشعار میں بکثرت ہیں۔ اسی بنا پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اس کے اشعار پر ایمان تھے اور اس کا دل کافرقا۔“ ❀

”نواد“ میں ابن الاعرابی نے ذکر کیا ہے کہ امیہ کسی سفر میں نکلا، پھر یہ قصہ ذکر کیا کہ اس نے ایک بوڑھا جن دیکھا۔ امیہ سے اس نے کہا: تیرے پاس جن آتا ہے، وہ کس جانب سے تمہارے پاس آتا ہے؟ اس نے کہا: میرے بائیں کان سے۔ اس نے کہا: وہ تجھے کیا پہننے کا کہتا ہے؟ اس نے کہا: کالا لباس۔ اس نے کہا: یہ جنوں کا خطیب تھا۔ قریب تھا کہ تم نبی بن جاتے لیکن نہ بن پائے۔ نبی کے پاس وحی لانے والا اس کے دائیں کان کی طرف سے آتا ہے اور اسے سفید لباس پہننے کو کہتا ہے۔

عمر بن قحطہ نے اپنی سند سے زہری سے ذکر کیا ہے کہ امیہ اپنی بہن کے گھر گیا۔ (آرام کے وقت) اس کی چار پائی پر سو یا تو اس کے پاس دو پرندے آئے، ان میں سے ایک پرندہ اس کے سینے پر آ بیٹھا اور چیر کر اس کا دل نکال لیا۔ دوسرے پرندے نے پہلے سے کہا: اس نے یاد کیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ اس نے کہا: کیا (حق) قبول کیا ہے؟ اس نے کہا: انکار کیا ہے۔ تو اس نے دل واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔ اس کے بعد امیہ اٹھا اور کسی چیز کے پیچھے اپنی نگاہ لگائی۔ اور کہنے لگا: میں یہاں ہوں، میں یہاں ہوں۔ دیکھو میں تمہارے سامنے ہوں۔ تو وہ دونوں واپس آئے اور اس طرح تین مرتبہ کیا۔ تیسری مرتبہ اس نے یہ اضافہ کیا: ”اے اللہ! اگر تو بخش دے تو سب کچھ معاف کر دے۔ تیرا کون سا بندہ ہے جس سے لغزش نہیں ہوئی۔ اور پھر چھت بند ہوگئی۔ امیہ اپنا سینہ ملنے ہوئے اٹھا۔ بہن نے کہا: بھیا! کیا ہوا ہے؟ کہنے لگا: کچھ نہیں، بس اپنے سینے میں ایک حرارت سی محسوس کرتا ہوں۔“

زیر اپنے چچا مصعب بن عثمان سے وہ ثابت بن زبیر سے روایت کرتے ہیں۔ جب امیہ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا: میری موت قریب آ گئی، مجھے پتہ ہے کہ دین ابراہیمی برحق ہے لیکن محمد (ﷺ) کے بارے مجھے شک ہوا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: جب بالکل مرنے لگا تو کچھ دیر بے ہوش رہ کر، ہوش میں آ کر کہنے لگا: میں حاضر ہوں۔ میں تم دونوں کے سامنے حاضر ہوں۔ پھر سابقہ بات جیسی بات ذکر کی۔ پھر وہ مر گیا اور نبی ﷺ پر ایمان نہیں لایا۔

۵۵۳) امیہ بن سعد قرشی

ابو زکریا ابن منندہ نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے اور خلف بن عامر کی سند سے بحوالہ فضل بن سہل الاعرج، لھر بن عطاء واسطی سے وہ حمام سے وہ قتادہ سے وہ عطاء سے وہ امیہ قرشی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”میرے قاصد جب تمہارے پاس پہنچ جائیں تو انہیں اتنی زہریں دے دینا۔“ ❀ میں نے کہا: عاریہ (مالگے پر لی ہوئی چیز) تو قابل واپسی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ ذیل میں ابو موسیٰ فرماتے ہیں: ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ ابو عاصم نے اسے فضل بن سہل الاعرج سے اسی سند کے ذریعہ روایت کیا ہے۔ تو کہا: عن عطاء عن یعلیٰ بن صفوان بن امیہ عن ابیہ، اسی طرح حبان بن ہلال نے یہ روایت بحوالہ حمام نقل کی ہے۔ حدیث صفوان بن امیہ کی روایت سے محفوظ اور مشہور ہے۔ اور امیہ بن صفوان بن امیہ بحوالہ ان کے والد بھی مروی ہے جو ابو داؤد ❀ اور نسائی کے ہاں درست مرقوم ہے۔

❀ کنز العمال (حدیث ۱۵۲۴۱) تہذیب تاریخ دمشق (۱۲۴/۳) فتح الباری (۱۵۴/۷) التہجد لابن عبدالبر (۷/۴)

❀ ابو داؤد کتاب الاجارۃ باب فی تضمین العاریۃ (حدیث ۳۵۶۶) ❀ ایضاً (۳۵۶۲)

۵۵۳ امیہ بن عبداللہ بن خالد

بن اسید۔ ابومویٰ نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ”امیہ بن خالد“ میں ہم پہلے کلام کر چکے ہیں۔

۵۵۵ امیہ بن عبداللہ بن عمرو

بن عثمان: عبداللہ بن دینار سے انہوں نے ذکر کیا فرماتے ہیں فضل بن سہل نے بحوالہ یزید بن ہارون، عبدالملک بن قدامہ، ہمیں بتایا انہوں نے عبداللہ بن دینار سے انہوں نے امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے نقل کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ خطبہ دیے کھڑے ہوئے اور فرمایا: آج اللہ تعالیٰ نے تم سے جاہلیت کا تکبر آباد و اجداد کی تعظیم (کافر) ختم کر دیا۔ اب دو ہی قسم کے لوگ ہیں۔ نیکو کار و پرہیزگار جسے اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت و مقام حاصل ہے اور بدکار و بد بخت جو اللہ تعالیٰ کے ہاں بے وقعت ہے۔ (حدیث)

ابومویٰ کہتے ہیں: یہ عبداللہ بن دینار کی بحوالہ عبداللہ بن عمر کی مشہور حدیث ہے اور عبدالملک بن قدامہ کی جو عبداللہ بن دینار سے روایت کرنے میں مشہور ہیں۔ مجھے معلوم نہیں یہ کیسے پیش آ گیا؟
میں کہتا ہوں: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یہ عبداللہ بن دینار کی بحوالہ عبداللہ بن عمر حدیث ہے جبکہ امیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان تبع تابعین سے ہیں۔ ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح بخاری نے ذکر کیا ہے کہ وہ عمرہ سے روایت لیتے ہیں۔ خلیفہ کا قول ہے ۱۳۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

۵۵۶ امیہ بن علی

ابن مندہ اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے جس میں لفظی غلطی اور اسقاط پایا گیا، ان کا ذکر کیا ہے چنانچہ یحییٰٰ فیروز کی سند سے بحوالہ ابن عیینہ، عمرو بن دینار سے وہ عطاء سے وہ امیہ بن علی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ آیت: ”وہ پکاریں گے اے مالک!“ پڑھتے سنا۔ ابن مندہ کہتے ہیں درست روایت وہ ہے جو ابن عیینہ کے شاگردوں نے عمرو سے بحوالہ صفوان بن یعلیٰ بن امیہ ان کے والد سے نقل کی ہے۔
میں کہتا ہوں: ایسا ہی امام بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے ابن عیینہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۵۵۷ (ز) امیہ بن عمرو

بن وہب بن مغرب بن مالک اشجیٰ درست عمرو بن امیہ میں آئے گا۔

تجوید (۲۹/۱) ترمذی کتاب التفسیر، تفسیر سورة الحجرات (۳۲۷۰)

الثقات (۷۰/۶) اسد الغابۃ (ت ۲۳۶) سورة الزخرف (۷۷)

بخاری کتاب بدء الخلق باب اذا قال احدکم (آمین) (۳۲۳۰)، مسلم باب رفع الصوت فی الخطبة حدیث (۲۰۰۸)

ابوداؤد کتاب الحروف والقراءات باب ۱ حدیث (۳۹۹۲)

اسد الغابۃ (ت ۲۳۶)

۵۵۸ امیہ

عمر بن عثمان ثقفی کے دادا، * مدینہ کے رہنے والے ہیں ان کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی اور کچھ کے سبب اپنی سواری پر اشارہ کرتے ہوئے نماز پڑھی جس میں بعد رکوع سے زیادہ جھکاؤ سے تھا۔ اسی طرح ابن عبد البر * نے نقل کیا ہے۔ جو وہم ہے، جبکہ ترمذی * مذکورہ حدیث کثیر بن زیاد کی سند سے بحوالہ عمرو بن عثمان بن یعلیٰ بن مرہ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں کسی ننگ جگہ پہنچے جہاں نماز کے وقت بارش شروع ہو گئی۔ حدیث۔ ترمذی فرماتے ہیں غریب روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: سند میں کوئی حرج نہیں۔ اس کے صحابی یعلیٰ بن مرہ ہیں نہ کہ امیہ۔ البتہ طبرانی نے اسے اپنی معجم میں روایت کرتے ہوئے کہا ہے: عمرو بن عثمان بن یعلیٰ بن امیہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں تو یہ امیہ کے ذکر کرنے میں وہم ہے۔ صحیح ”مزہ“ ہے۔ بہر کیف صحابی یعلیٰ بن امیہ اگر یعلیٰ کے والد امیہ کے لیے روایت کرنا ثابت بھی ہو جائے تو وہ امیہ صحابی ہوں گے جن کا قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۵۵۹ امیہ بن ابی مرثد الانصاری

کچھ لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے جو وہم ہے اسما علی یحییٰ بن سعید کی سند میں فرماتے ہیں: علی بن عمر عسکری نے ہمیں بحوالہ ابراہیم ہمدانی سے، وہ ابوصالح سے، بحوالہ لیث روایت کرتے ہیں فرمایا: یحییٰ بن سعید نے خالد بن ابی عمران کو بحوالہ حکم بن مسعود لکھا کہ امیہ بن ابی مرثد انصاری نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا۔“ (حدیث) اس میں یوں ہی ہے، درست انس بن ابی مرثد ہے اسی طرح امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر * میں ابوصالح سے صحیح نقل کیا ہے۔ قسم اول میں انس کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد نون ہے

۵۶۰ انس بن اسید *

بن ابی اناس بن زینم الکلبانی وعل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ شعراء نے مدح سرائی میں جو کلام کیا ہے اس میں ان کا کلام سب سے سچا ہے: کسی اونٹنی پر محمد ﷺ سے بڑھ کر کوئی پاکدامن اور قادر فخر سوار نہیں ہوا۔ میں کہتا ہوں: یہ شعر انس بن زینم کے قصیدے کا ہے جن کا تذکرہ میں نے قسم اول میں صحیح جگہ کیا ہے۔ ابواناس ان کے بھائی ہیں نہ ان کے دادا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

* سد الغابۃ (ت ۲۳۷) الاستیعاب (ت ۷۶) * الاستیعاب (۱/۱۹۶) * ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الصلاة علی الدابة (حدیث ۴۱۱)

* مسند احمد (۱/۱۶۹) المعجم الكبير (۴/۲۴۹) * التاريخ الكبير (۳/۱۵۳) * تجرید (۱/۳۰)

۵۶۱ انس بن ام انس

بنو اور ابن شاپن نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور محمد بن اسلم کی سند سے بحوالہ یونس بن عمران بن ابی قیس، انہوں نے اپنی دادی ام انس سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ جنت میں آپ کو رفیق اعلیٰ عطا فرمائے اور مجھے بھی آپ کے ساتھ رکھے۔ انس کی والدہ نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی (ایسا) عمل بتادیں۔ فرمایا: نماز نہ چھوٹے۔ (حدیث) بنو کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔

یہ ایک غلطی ہے جو صرف ایک لفظ کے ساقط ہو جانے سے پیدا ہوئی۔ صحیح یہ ہے کہ ام انس نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی عمل..... ایسا ہی طبرانی نے اپنی جہم میں ام انس کے سوانح میں درج کیا ہے اور کہا ہے: یہ انس بن مالک کی والدہ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

۵۶۲ انس بن رافع

ابو الحیسر الادوی، ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مکہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے تو یہ سب مسلمان ہو گئے پھر سلمہ بن الفضل کی سند سے بحوالہ ابن اسحاق، حسین بن عبد الرحمن سے وہ محمود بن لبید سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اور ابن اسحاق نے مغازی میں جو سند ذکر کی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام نہیں لائے۔ وہ سارا قصہ ایاس بن معاذ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ کا یہ کہنا کہ ”وہ نبی ﷺ کے پاس آئے“ اس میں تاثر ہے۔ ابو الحیسر تو نبی عبدالمصل کے چند نوجوانوں سمیت قریش سے خزرج کے خلاف معاہدہ طلب کرنے آئے تھے۔ وہاں ان کے پاس نبی ﷺ انھیں اسلام کی دعوت دینے آئے تھے۔ اس وقت یہ لوگ اسلام نہیں لائے اور واپس چلے گئے پھر ان میں مشہور جنگ ”بعثت“ ہوئی۔ ان ابو الحیسر کا ایک بیٹا ہے جو بدر میں شریک رہا اور ایک بیٹی تھی جس سے عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: ”ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی (کے گوشت) سے ہو۔“

۵۶۳ انس بن عبد اللہ

بن ابی ذباب۔ ابن ابی عاصم نے اور علی بن سعید عسکری نے ان کی پیروی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا کہ ابو ذکریا ابن مندہ نے ان سے ان کے دادا کا استدراک کیا اور عسکری کا حوالہ دیا ہے اور ان کی کوئی روایت پیش نہیں کی۔ ہو سکتا ہے ان کی مراد ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب ہو۔

میں کہتا ہوں: وہ یحییٰ وہ ہی ہیں جس کا بیان یہ ہے کہ ابن ابی عاصم نے کہا: ہم سے محمد بن غنی نے بحوالہ ابو الولید، سلیمان بن کثیر سے وہ زہری سے انہوں نے عبید اللہ سے وہ حضرت انس بن عبد اللہ بن ابی ذباب سے نقل کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی بندویں کو موت مارا کرو۔“ (حدیث)

اسد الغابۃ (ت ۲۴۳) المعجم (حدیث ۳۵۹/۲۵) السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۵۲/۲، ۵۳)

اسد الغابۃ (ت ۲۵۳) تجرید (۳۰/۱) الاحاد والمثنائی (حدیث ۱۸۶/۵)

ابن ابی عاصم نے بالکل اسی سند سے ایاس بن عبداللہ کے سوانح میں یہ روایت نقل کی ہے جو صحیح ہے۔ اسی طرح اصحاب السنن وغیرہ نے ایاس سے روایت کی ہے نہ کہ انس سے۔

۵۶۳ انس بن مالک

عبدالاشہل کے ایک فرد ہیں بعض نے انہیں انس بن مالک کسعی قشیری سے جدا کر کے ذکر کیا ہے اور سند میں وہ روایت پیش کی ہے جسے ابن ماجہ نے ابوبکر بن ابی شیبہ کے حوالہ سے، کعب سے وہ ابولہال سے وہ عبداللہ بن سوادہ سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپ صبح کا کھانا تناول فرما رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا: ”آؤ کھانا کھاؤ۔“ میں نے عرض کیا: میں روزے سے ہوں۔ ہائے افسوس! میں نے رسول اللہ ﷺ کے کھانے سے کیوں نہ کھایا۔ اسی روایت کو ابن ماجہ نے علی بن محمد طنافسی سے بحوالہ کعب طویل روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: بنی عبداللہ بن کعب کے ایک شخص سے روایت ہے۔ ایسا ہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے ابوبکر بن مالک سے بحوالہ کعب اور ابوداؤد نے شیمان بن فروخ سے بحوالہ ابولہال روایت کیا ہے جو درست ہے۔ انس بن مالک کسعی کا تذکرہ قسم اول میں ہو چکا ہے۔

باب الالف جس کے بعد ہا ہے

۵۶۵ اہبان الغفاری

ابوزر غنویؓ کے بھانجے، مشہور تابعی ہیں۔ ابن عبدالبرؒ نے ان کا ذکر کر کے فرمایا: بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ انہیں صحابی شمار کرنا صحیح نہیں وہ تو ابوزر سے روایت کرتے ہیں اور ان سے حمید بن عبدالرحمن۔ میں کہتا ہوں: ابن مندہ سمجھے کہ بخاری نے کہا کہ اہبان بن مثنیٰ وہی اہبان، ابوزر کے بھانجے ہیں میں نے جو ”تاریخ“ میں دیکھا ہے تو وہ دونوں میں فرق دیکھا ہے۔ ہاں البتہ ابن حبانؒ نے انہیں ایک کر دیا ہے۔ صحیح یہی ہے کہ دونوں میں فرق ہے۔

باب الالف جس کے بعد واؤ ہے

۵۶۶ اوس بن اویس

ابوجعفر طحاوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ عمرو بن عبداللہ، عبدالملک بن المغیرہ طاہی کے حوالہ سے اوس بن اوس یا اوس بن اویس کی روایت نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں آدھا مہینہ قیام کیا، میں نے

ابوداؤد کتاب النکاح باب ضرب النساء (۷۱۴۶) ابن ماجہ کتاب النکاح باب ضرب النساء (۱۹۸۵)

اسد الغابۃ (ت ۲۵۷) الاستیعاب (ت ۸۵) تجرید (۳۱/۱)

ابوداؤد، کتاب الصیام (۲۴۰۸) ترمذی کتاب الصوم (۷۱۵) ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ (۳۲۹۹)

اسد الغابۃ (ت ۲۸۱) الاستیعاب (۱۰۰) تجرید (۳۴/۱)

الاستیعاب (۲۰۴/۱)

النفات (۱۷/۳)

دیکھا کہ آپ ﷺ اسوں والے جوتے پہن کر نماز پڑھ رہے تھے۔*

میں کہتا ہوں: مجھے لگتا ہے کہ یہ اوس بن ابی اوس ثقفی ہیں جن کا ذکر گزشتہ قسم میں ہو چکا ہے۔ ان کے والد قیس کے نام میں لوگوں کو وہم ہو گیا ہے۔ اسی روایت کو شعبہ نے نعمان بن سالم سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں نے اوس بن ابی اوس کے پوتے سے سنا، فرماتے ہیں: میرے دادا جب نماز پڑھنے لگتے، فرماتے مجھے جوتے دو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو جوتوں* میں (پاؤں ڈالے ہی) نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

۵۶۷) اوس بن بشیر*

ایک یمنی شخص جن کے متعلق کہا جاتا ہے وہ حیسان کے تھے، نبی ﷺ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ ان کی حدیث لیث بن سعد کے ہاں عامر حیسانی سے ملتی ہے۔ ایبائی ابن عبدالبر نے* ابن ابی حاتم* کی بیرونی میں ذکر کیا ہے۔ جس میں کئی ادہام ہیں جنہیں ہم بیان کرتے ہیں: انہوں نے ابن بشیر کہا۔ جو ابن بشر ہے، انہوں نے کہا: وہ حیسان سے ہیں۔ جبکہ وہ معافری ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ تو وہ نہیں آئے تھے بلکہ انہوں نے حیسان کے ایک شخص کا قصہ نقل کیا ہے وہ آپ کے پاس آیا اور اس نے پوچھا تھا۔ انہوں نے کہا: عامر حیسانی تو وہ بھی معافری ہیں۔

اس حدیث کو ابوموسیٰ نے ذیل میں عبداللہ بن صالح کی سند سے بحوالہ لیث، عامر بن یحییٰ سے انہوں نے اوس بن بشیر سے جو یمنی اور قبیلہ حیسان سے تعلق رکھتے ہیں سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ عرض کیا ہمارے ہاں کئی کا ایک مشروب ہے جسے ہم لوگ ہزر کہتے ہیں۔ (کیا اسے پی لیا جائے؟) فرمایا: کیا اس میں نشہ ہوتا ہے؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ”تو پھر اسے نہ پیا کرو۔“*

ابوموسیٰ نے کہا: یہی حدیث دیلم حیسانی سے مروی ہے، میرے خیال میں انہوں نے پوچھا تھا۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اپنی تاریخ* میں ان کا ذکر کیا ہے کہ اوس بن بشر معافری، مصریوں میں ان کا شمار ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کے فیض یافتہ ہیں ان سے عامر بن یحییٰ معافری، واہب بن عبداللہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے عقبہ بن عامر سے سنا۔ ایبائی ابن حبان* نے انہیں ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے۔

۵۶۸) اوس بن ثابت الانصاری*

طبرانی* نے ان میں اور حضرت حسان بن علیؓ کے بھائی اوس بن ثابت میں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کے سوانح میں عروہ سے روایت کیا ہے، بنی عمرو بن مالک بن نجار کے وہ لوگ جو بیعت عقبہ میں حاضر تھے۔ اور بدر میں اوس بن ثابت بن امیرؓ بھی شریک تھے۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے وہ حضرات جو بدر میں شریک تھے۔ ان میں اوس بن

* المعجم الكبير (حدیث ۲۱۹/۱) مجمع الزوائد (حدیث ۲۲۵۰) * مجمع الزوائد (۲۲۵۲)

* اسد الغابۃ (ت ۲۸۹) الاستیعاب (ت ۱۱۰) تجرید (۳۴/۱) * الاستیعاب (۲۰۸/۱) * الجرح والتعديل (۳۰۵/۲)

* مسند احمد (۲۳۲/۴) * التاريخ الكبير (۱۹/۲) * الثقات (۴۴/۴) * اسد الغابۃ (ت ۲۹۰) الاستیعاب (ت ۱۰۳) تجرید (۳۴/۱)

* المعجم الكبير (حدیث ۲۳۱/۱)

ثابت بن اُمید رہی تھے۔ جن کی صلی اولاد نہیں۔

اصل میں طبرانی کو دو وجہ سے اشتباہ ہو گیا۔ اول: انہوں نے اوس بن ثابت حضرت حسان کے برادر کا نسب بیان نہیں کیا۔ دوم: انہوں نے کہا وہ شداؤ کے والد ہیں۔ اور موسیٰ بن عقبہ کے قول کو دیکھا کہ ان کی اولاد نہیں، تو یہ حکم لگا دیا کہ یہ اور ہیں۔

۵۶۹ اوس بن حارثہ

بن لام بن عمرو بن ثمامہ بن عمرو بن طریف الطائی، ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور قسم اول میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں اوس بن حارثہ کے بارے میں وہم ہوا ہے۔ مرزبانی نے انہیں مجتمہ اشعراء میں ذکر کیا ہے کہ وہ جاہلی شاعر ہیں۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ ہانی بن قیسہ بن اوس بن حارثہ بن لام، نصرانی تھے۔ ان کے نکاح میں ان کی نصرانی چچا زاد سہیلی جو اسلام لے آئی۔ تو حضرت عمرؓ نے ان دونوں میں تفریق کر دی۔ اگر اوس بن حارثہ مسلمان ہوئے ہوتے تو ان کے پوتے عیسائی کیوں رہتے؟ ابو حاتم جستانی نے ”معتمرین“ میں لکھا ہے: اوس بن حارثہ بن لام دو سو بیس (۲۲۰) سال زندہ رہے یہاں تک کہ حواس باختہ ہو گئے اور ان کی سماعت و عقل جاتی رہی۔ وہ اپنی قوم کے رئیس تھے۔ یہ بات ابن کلبی نے اپنے والد کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔ فرمایا: ہمیں یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے بیٹے انہیں کھلے میدان میں بے یار و مددگار چھوڑ کر چلے گئے اور وہ اسی عالم میں فوت ہو گئے۔ اسی وجہ سے ان لوگوں کو آج تک برا بھلا کہا جاتا ہے۔ اس سے ہمارے قول کی تائید ہوتی ہے کہ انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا ہے۔

۵۷۰ اوس بن عرابہ

درست عرابہ بن اوس ہے جیسا کہ اوس بن ثابت کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۵۷۱ اوس بن معجن

ابو جیمہ اسلمی، ابو موسیٰ اور ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد مسلمان ہوئے۔ ان کے والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔ وہ تو اوس بن حجر ہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۵۷۲ اوس المزنی

ابن قانع نے ایسے ہی زرا اور لون سے ذکر کیا ہے۔ ابن اثیرؒ وغیرہ نے ان کا استدراک کیا، تو انہیں وہم ہو گیا، وہ تو اوس المرئی را اور ہمزہ سے ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

۵۷۳ اوس بے نسبت

ابن قانع نے ان کا بھی ذکر کیا ہے اور ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ عبد ربہ بن سعید بن یعلیٰ بن اوس سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ریاء کو شرک اصغرؒ میں شمار کرتے تھے۔ یہ غلط ہے۔ جو حذف سے

❖ اسد الغابۃ (ت ۲۹۵) ❖ المعتمرین (۴۵) ❖ اسد الغابۃ (۱/۱۷۴) ❖ اسد الغابۃ (ت ۲۲۷)

❖ طبقات فی المعجم الكبير (حدیث ۷۱۶۰/۷) مجمع الزوائد (۱۰/۲۲۷)

باب الالف جس کے بعد یاء ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابن اسحاق رحمہ اللہ، عبدالرحمن بن حارث سے انہوں نے ایاس بن معاویہ حنفی سے نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات میں نماز ضروری ہے چاہے کھری یا اونٹنی کے دودھ دہنے کی مقدار ہو۔ عشاء کی نماز کے بعد جو (نفل) نماز پڑھی جائے گی وہ رات کی نماز ہوگی۔

جس نے انہیں صحابی شمار کیا ہے اسے وہم ہوا ہے حالانکہ وہ چھوٹے تابعی ہیں اسی سے ان کی شہرت ہے وہ قاضی ایاس ہیں جو ذہین ہونے میں مشہور ہیں ان کے دادا ایاس بن ہلال بن رہاب کا ذکر گزر چکا ہے، اور قرہ بن ایاس ان کے بیٹے کا ذکر قاف میں آئے گا ابوعبید نے یہ سمجھا ہے کہ مذکورہ حدیث انہی ایاس بن ہلال کی ہے۔ تو انہوں نے ان کے گزشتہ سوانح میں وہ روایت پیش کی ہے یہ غلطی ہے۔ کیونکہ قرہ کے بیٹے کی روایت نہیں۔ جیسا کہ گزر چکا ہے۔

ابوموسیٰ نے کہا: یہ حدیث ایاس بن معاویہ بن قرہ کی روایت سے بحوالہ انس اور تابعین سے روایت کی جاتی ہے۔ صحابی ہونے کا شرف تو ان کے دادا قرہ کو حاصل ہے چہ جائیکہ ان کے والد معاویہ کو۔ میں کہتا ہوں: ایاس بن معاویہ کا انتقال ایک سو اکیس ۱۲۱ھ میں اور بعض کہتے ہیں ۱۲۲ھ اور بعض کا قول ہے کہ وہ ابھی چالیس سال کے نہیں ہوئے تھے۔

۵۷۷ ایاس بے نسبت

خطیب کا قول ہے: مجھے ابوبکر المحرشی نے بحوالہ امم، ابوعتبہ سے انہوں نے بقیہ سے انہوں نے اسماعیل سے انہوں نے عبداللہ سے بتایا وہ ایاس سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ ”اللہ تعالیٰ بغیر عمل کے قول، اور بغیر نیت کے قول و عمل اور سنت تک رسائی کے بغیر قول، عمل اور نیت کو قبول نہیں کرتا۔“

ایسا ہی ابن الجوزی نے اپنی کتاب ”التحقیق“ کے آغاز میں نقل کیا ہے۔ ابن عبدالبہادی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: ان کا یہ کہنا ”ایاس“ سند میں غلطی ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابان نے انس سے ایسا ہی روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے اپنی امالیہ میں نقل کیا ہے۔

۵۷۸ ایفغ بن عبدالکلاعی

چھوٹے تابعی ہیں۔ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے فرماتے ہیں: اسماعیلی نے انہیں صحابہ میں نقل کیا ہے اسماعیلی کہتے ہیں: ہمیں احمد بن حسن بن عبدالبجاری نے بحوالہ حکم بن موسیٰ، ولید بن مسلم، صفوان بن عمرو بیان کیا کہ انہوں نے ایفغ بن عبدالکلاعی کو حصص میں منبر پر فرماتے سنا: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کر چکے گا تو جنتیوں سے کہے گا: تم زمین میں کتنے سال رہے۔“ (حدیث)

ابویعلیٰ نے یثیم بن خارجہ سے بحوالہ ولید روایت کرنے میں ان کی متابعت کی ہے۔ اس کی سند کے رجال ثقہ ہیں۔ البتہ روایت مرسل یا معضل ہے۔ ایفغ کا کسی صحابی سے سماع صحیح نہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کی روایت راشد بن سعد سے لی ہے۔ داری

اتحاف السادة المتقين (۳۴/۱۰) * اسد الغابۃ (ت ۳۵۰) * جامع المسانید والسنن (۴۴۸۰-۴۴۷/۱)

سنن الدارمی مکتب فضائل القرآن باب فضل اول سورة البقرة و آية الكرسي (۴۴۷/۲)

الاصحاب في حياة النبي ﷺ (جلد ۱)

۲۸۳

نے اپنی سند میں فرمایا: ہمیں یزید بن ہارون، بحوالہ حریر بن عثمان، اسبق بن عبد سے نبی ﷺ سے آیت الکرسی کی فضیلت بتائی ہے۔ یہ روایت بھی مرسل یا متصل ہے۔

۵۷۹ ایمن بن یعلیٰ

ابوثابت ثقفی، مشہور تابعی ہیں، یہ یعلیٰ کے بیٹے ہیں۔ البتہ انہیں ان سے روایت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے کہا: ہمیں محمد بن ایوب بن حبیب اور خثعمہ بن سلیمان نے بحوالہ ہلال بن العلاء وہ اپنے والد اور عبد اللہ بن جعفر سے ان دونوں سے عبید اللہ بن عمرو نے یزید بن ابی ایوب، اسماعیل بن ابی خالد سے وہ شععی سے وہ ابوثابت ایمن بن یعلیٰ ثقفی سے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے بالشت برابر بھی زمین کا حصہ دبایا یا خیانت کی تو وہ قیامت کے روز سب سے نیچلی زمین تک اپنی گردن پر اٹھائے آئے گا۔“

ابن مندہ کہتے ہیں ایسا ہی عمرو بن زرارہ نے عبید اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے اور ایک جماعت نے عبید اللہ بن عمرو سے روایت کیا تو درمیان سے شععی کے واسطہ کو ساقط کر دیا۔ علی بن محمد نے اسے عبید اللہ بن عمرو سے روایت کیا تو فرمایا: ابوثابت سے بحوالہ یعلیٰ بن مرہ ثقفی مروی ہے۔ اسی طرح ابویعفر سے کئی لوگوں نے روایت کیا ہے جن میں ابوثابت عن یعلیٰ ہے اور یہی درست ہے۔ میں کہتا ہوں: بغوی نے عمرو بن زرارہ سے علی بن محمد جیسی روایت نقل کی اور ایمن ابوثابت یعلیٰ نے کور اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ اسی بات کو بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ حدیث ابویعفر کی روایت سے بحوالہ ایمن ابوثابت نقل کی فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث یعلیٰ سے سنی ہے۔ اور اپنی صحیح میں ربیع بن عبد اللہ بحوالہ ایمن، یعلیٰ بن مرہ سے درج کی ہے۔

۵۸۰ (ز) ایمن کچھ لوگ کہتے ہیں: یہ ابو مرثد کا نام ہے۔

۵۸۱ ایمن بن نسبت

ان کی ایک مرسل روایت ہے کہ ابیہ کے بیٹے تھیں اور خود کعب سے روایت کرتے ہیں ان سے عطاء اور مجاہد روایت کرتے ہیں، بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ زبیر یا ابن زبیر کے غلام تھے۔ نسائی کہتے ہیں: میرے خیال میں وہ صحابی نہیں ہیں۔ بخاری نے اپنی تاریخ میں منصور کی سند بحوالہ حکم، مجاہد اور عطاء سے وہ ایمن حبشی سے روایت کناں ہیں فرمایا: ”چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا“ مرسل روایت ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: جس کا یہ خیال ہو کہ وہ ایمن بن ام ایمن، اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی ہیں تو اسے وہم ہوا ہے کیونکہ وہ تو حنین میں شہید ہو گئے تھے۔ دارقطنی نے کہا: سرقہ کی حدیث کے راوی ایمن تابعی ہیں انہوں نے نہ نبی ﷺ کو اور نہ آپ کے بعد کے خلفاء کو دیکھا ہے۔ کسی نے کہا: وہ ایمن حبشی عبد الواحد بن ایمن بنی مخزوم کے غلام ہیں جن کا ذکر امام بخاری نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابۃ (ت: ۲۵۴) تجرید (۴۱/۱)۔ مسند احمد (۱۷۳/۴) المعجم الکبیر (۶۹۳/۲۲) جامع المسانید والسنن (۴۵۳/۱)۔

التاریخ الکبیر (۲۶/۲) الجرح والتعديل (۳۱۹/۲) تاریخ البخاری (۲۵/۱)۔

حرف الباء

قسم اول جو ایسے لوگوں کی معرفت پر مشتمل ہے جن کی کوئی روایت آئی یا کوئی ایسا ذکر آیا جس سے ان کے

صحابی ہونے کا پتہ چلے، چاہے اس کی سند صحیح ہو یا نہیں، ساتھ اس کا بھی بیان ہوگا

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۵۸۲ بازام

خادم نبی ﷺ بغوی نے ان کا نبی ﷺ کے غلاموں میں ذکر کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے ان کی ضروری کی ہے۔

۵۸۳ باقوم

انہیں باقول (لام اور قاف سے) نجار (ترکھان) بنی امیہ کے غلام بھی کہا جاتا ہے عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں لکھا ہے: ہمیں ابراہیم بن ابی یحییٰ نے بحوالہ صالح تو آمد کے غلام نے بتایا کہ باقول عام بن امیہ کے غلام تھے۔ انہوں نے جہاد کی لکڑی سے رسول اللہ ﷺ کا منبر تین درجہ والا بنایا۔ اس کی سند ضعیف اور یہ روایت مرسل ہے۔

اسی طریق سے ابن مندہ نے اسے نقل کیا ہے اور ابن اسکن نے اسحاق بن اوریس کی سند سے روایت کیا ہے: فرماتے ہیں ہمیں ابو اسحاق نے بحوالہ باقول بتایا کہ انہوں نے منبر بنایا پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن اسکن نے کہا: میرے خیال میں ابو اسحاق ابراہیم بن ابی یحییٰ ہیں اور صالح وہی تو آمد کے غلام ہیں۔ یہ روایت ہمیں اسی طریق سے پہنچی ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے۔ اس روایت کو ابو نعیم نے عمر بن اسلمیل مسولی۔ جو ایک ضعیف راوی ہے کی سند سے بحوالہ ابوبکر بن ابی شمرہ تو آمد کے غلام صالح سے فرماتے ہیں مجھے سعید بن العاصی کے غلام باقوم نے بتایا: میں نے جنگی جہاد سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تین بیڑیوں والا منبر بنایا۔ ایک نشست گاہ اور دو درجے۔ ایسے ہی انہوں نے یہ روایت متصل بھی ذکر کی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے منبر بنانے والے شخص کے نام میں بہت زیادہ اختلاف ہے جسے میں نے شرح بخاری میں بیان کیا ہے۔ بھل بن سعد کی صحیح حدیث میں ہے کہ وہ انصار کی ایک عورت کا خادم تھا لیکن اس میں کوئی منافقا نہیں کہ وہ بنی امیہ کا غلام تھا اور ایک انصاری عورت کا خادم تھا اس واسطے کہ یہ احتمال ہے کہ اس نے ہجرت کے بعد عورت کے ہاں ملازمت اختیار کی ہو اور اسی سے اس کی شہرت ہو گئی ہو۔

تجريد (۱/۶۲) * اسد الغابة (ت ۲۵۸) الاستيعاب (ت: ۲۲۲)

* جامع المسانيد و السنن (۲/۳) اسد الغابة (۱/۱۹۰) الاستيعاب (۱/۳۶۸)

ابن عیینہ نے اپنی جامع میں عمرو بن دینار سے بحوالہ عبیدہ بن عمر نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قریش کے لئے کعبہ تعمیر کیا اس کا نام ”باقوم“ تھا وہ روم کا رہنے والا تھا۔ وہ ایک بحری جہاز میں تھا جسے ہوائی دباؤ نے روک لیا۔ قریش اس کی طرف لٹکے اور اس جہاز کی کٹڑیاں پکڑ لیں۔ اور بعد میں اس سے کہا: اسے عیسائی عبادت خانوں کی طرح تعمیر کرنا۔ اس کے رجال ثقہ ہیں اگرچہ روایت مرسل ہے۔ رومی کا تعمیر کعبہ کا قصہ مشہور ہے۔ فاکھی وغیرہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

عثمان بن ساج کی روایت میں بحوالہ ابن جریج مروی ہے کہ ایک باقوم نامی رومی تھا جو مندب تک تجارت کرتا تھا اس کی کشتی کسی تنگ گھاٹی ٹوٹ گئی۔ اس نے قریش کی طرف پیام بھیجا کہ تم میرے سامان میں اپنا سامان ملانا چاہتے ہو؟ یعنی تجارت کرنا چاہتے ہو۔ کہ میں کٹڑی اور اس کی کاریگری سے تمہاری مدد کروں۔ جس سے تم ابراہیم کے گھر کی تعمیر کرو؟ اس طریق سے مقصود اس کا نام بتانا ہے، لہذا یہ احتمال ہے کہ وہ وہی ہو جس نے بعد میں منبر بنایا تھا۔ واللہ اعلم

۵۸۴ (ز) باقوم دیگر

ابن مندہ نے اس سے قبل والے سوانح کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے: کہ سعید بن عبدالرحمن ابو حزمہ کے بھائی نے بحوالہ ابن سیرین کہا کہ باقوم رومی اسلام لائے اور ان کا انتقال ہوا، ان کا کوئی وارث نہ تھا تو نبی ﷺ نے ان کی میراث سمیل بن عمرو کو دی۔ میں کہتا ہوں: یہ جب صحیح ہوگا جب ان سے پہلے والے کوئی اور ہوں اس لئے کہ جو نبی ﷺ کے عہد میں ہوگا، مولیٰ تو آمد۔ ساج اس سے نہیں ہو سکتا اور ابو نعیم کی سند سے یہ تصریح پہلے گزر چکی کہ صالح کا ان سے ساج ہے۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۵۸۵ بجاد (ابتداء میں زیر پھر جیم)

بجارجی کہا جاتا ہے جس میں وال کی جگہ را ہے۔ ابن سائب بن عویمیر بن عامر بن عمران بن مخزوم بن یقطہ بن مرہ بن کعب بن لؤی الکحول، ابو عمرو نے ان کا ذکر کیا کہ وہ یرامہ میں شہید ہوئے ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ میں نے مغلطی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے کہ میں ان کا ذکر نہ کتاب زبیر میں نہ ان کی چچا کی کتاب میں اور حمزہ لابن کلثبی وغیرہ میں اور نہ بلاذری وغیرہ کی انساب میں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

۵۸۶ بجاد بن عمیر بن الحارث

بن حارث بن سعد بن تیم بن مرہ حمیری صدیق رضی اللہ عنہ کے خاندان سے ہیں۔ ان کے بیٹے محمد بن بجاد کا ذکر ملتا ہے۔ ان کی اولاد سے یوسف بن یعقوب بن موسیٰ بن عبدالرحمن بن الحسین بن محمد بن بجاد ہیں۔ وہ عسکان میں رہتے تھے ان کے اشعار ہیں، زبیر کے دور میں تھے انہوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۵۸۷ بُجَید (تفسیر ہے)

ابن عمران الخزازی۔ مخازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن ہشام * فتح مکہ کے قصہ میں لکھتے ہیں: بجید بن عمران خزازی نے اس موقع پر کہا: اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد میں ایسے بادل پیدا فرمادیے جو کلوں کی صورت میں تہہ بہ تہہ زمین کے قریب تھے۔ ہماری ہجرت جو ہماری زمین سے ہوئی اس کے بارے میں ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو بہترین الماء کرانے والے اور کھنے والے کی جانب سے آئی ہے، ہماری وجہ سے حرمت مکہ (کچھ دیر کے لئے) ختم ہوئی تاکہ ہم تلواریں اور نیزوں سے بدلہ لے سکیں۔

ابن فتحون وغیرہ نے حرف با میں ان کا استدراک کیا ہے۔ بعض نے کہا: بجیر لکھا ہے جس کے آخر میں را ہے۔ درست آخر میں وال ہے جیسا سیرت میں ہے۔ کچھ متاخرین نے یہ سمجھ لیا ہے کہ وہ بجید بن عمران بن حصین ہیں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ جن کے دادا حصین ہیں ان کے نام کے شروع میں نون ہے۔ اور وہ مشہور تابعی ہیں جہاں شعر والی شخصیت کا تعلق ہے بظاہر یہ اس کے علاوہ ہیں۔

۵۸۸ بُجَیر (آخر میں را ہے تفسیر ہے)

ابن اوس * بن حارث بن لام الطائی، ابن عبدالبر * نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کے اسلام لانے میں تامل ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: ان کی کنیت ابو لقا تھی سردار تھے، وفد میں آنے کا تذکرہ نہیں ملتا۔ میں قسم اؤں کے حرف الف میں اوس کے صحابی ہونے کے بارے میں اختلاف بیان کر چکا ہوں۔ صحیح یہی ہے کہ وہ صحابی نہیں ہیں۔

۵۸۹ بُجَیر بن بَجْزہ * (شروع میں زبر اور جیم ساکن ہے)

الطائی۔ ابن عبدالبر نے کہا: ان کے مرتدوں کے ساتھ جنگ میں عمدہ کارنامے اور اشعار ہیں۔ جنہیں ابن اسحاق * نے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے یزید بن رومان اور عبداللہ بن ابی بکر نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو کندہ کے اکیدر بن عبدالملک کی جانب بھیجا وہ دوم کا سردار اور مذہباً عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”وہ تمہیں گائے کا شکار کرتے طے گا“ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ خالد نے اکیدر کے بھائی حسان کو قتل کیا اور اکیدر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے۔ آپ نے اس کا خون رائیگاں قرار دیا اور جزیہ دینے پر اس سے صلح ہوئی۔ پھر اسے چھوڑ دیا یوں وہ اپنے شہر واپس چلا گیا تو طے کے ایک بحیرہ بن بجرہ نامی شخص نے کہا، پھر اس کے اشعار جو اس کے متعلق تھے ذکر کیے۔

پھر ابوالمعارک شاخ بن معارک بن مرہ بن صحر بن بجیر بن بجرہ طائی کی سند سے نقل کیا فرماتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بحوالہ میرے دادا، اپنے والد بجیر بن بجرہ سے نقل کیا فرمایا: میں خالد بن ولید کے لشکر میں اس وقت شریک تھا جب انہیں نبی ﷺ نے اکیدر دوم کے حاکم کی طرف روانہ فرمایا، اور بتایا کہ ”وہ تمہیں گائیوں کا شکار کرتا نظر آئے گا“ فرماتے ہیں: چاندنی رات میں

* البسرة النبوية (۵۵/۴) * اسد الغابہ (ت ۳۶۲) الاستیعاب (ت ۱۶۴) * الاستیعاب (۲۳۳/۱)

* اسد الغابہ (ت ۳۶۳) الاستیعاب (ت : ۱۶۵) * الاستیعاب (۳۲۲/۱)

* ذکرہ ابن ہشام فی ”السيرة النبوية“ عن ابن اسحاق (۱۳۳/۴)

الکتاب فی تفسیر القرآن (جلد ۱) ۱۸۷

ہمارا اس سے سامنا ہوا وہ اسی حالت میں تھا جیسا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ تو ہم نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے ہمارا مقابلہ کیا تھا۔ اس پر ریشمی قبائی۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسے نبی ﷺ کے پاس بھیج دیا۔ جب ہم نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے آپ کو یہ اشعار سنائے۔

گائیوں کو ہانکنے والا خوش قسمت ٹھہرا میں نے دیکھا اللہ تعالیٰ ہر درست روش کو ہدایت دیتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تیرے منہ کو سلامت رکھے۔“ ان کی عمر نوے (۹۰) سال ہو گئی پھر بھی ان کا ایک دانت تک نہ ہلا۔

ابو نعیم اور ابن السکن نے اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابو المعارق اور ان کے آباء و اجداد کا کتب الرجال میں کوئی ذکر نہیں ملتا۔ سیف بن عمر نے فوج میں ذکر کیا ہے کہ بحیر بن بجرہ قادیسیہ میں شہید ہوئے۔

۵۹۰ بجیر بن ابی بجیر العبسی

انصار کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب شرکائے بدر میں ایسا ہی ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ہمیں ان کی روایت کا علم نہیں۔

۵۹۱ بجیر بن زہیر

ابن ابی سلمیٰ (سین کے پیش سے) الموفی شاعر ہیں۔ کعب بن زہیر شہرت یافتہ شاعر کے برادر ہیں۔ اپنے بھائی سے پہلے اسلام لائے۔ جس کا قصیداً ذکر کعب کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ ابن اسحاقؒ نے فتح مکہ کے روز ان کے کہے ہوئے اشعار پڑھے۔

جس دن نبی رحمت نے مکہ فتح کیا ہم نے ان کفار کو ایسی تلواروں سے مارا جو سفید اور پھر تیلی تھیں۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی سچی محبت کا عہد و پیمان دیا۔ ہم ان کے پاس ایک ہزار سلیمی افراد کے ساتھ صبح تڑکے آ پہنچے اور ہزار بنی عثمان کے افراد تھے جو تعداد میں پورے تھے۔ تو جیسا ہمارا ارادہ تھا ہم لوگ فتح یاب اور غنیمت سے مالا مال ہو کر واپس ہوئے اور وہ مخالفت میں پشیمان ہو کر لوٹے۔

۵۹۲ بجیر بن عبد اللہ

بن مرہ بن عبد اللہ بن صعب بن اسد۔ ابن عبد البرؒ نے ان کا ذکر کیا ہے: کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کی زینل (سفری چرمی تھیلہ بطور تبرک) چھپا لیا تھا۔

❖ دلائل النبوة للبيهقي (۲۵۱/۵) المطالب العالیة (۴۰۶۵) مکنز العمال (۳۰۲۷۶) تہذیب تازیخ دمشق (۳۵۰/۱)

البدایة والنهاية (۱۷/۵) جامع المسانيد والسنن (۵/۲)

❖ اسد الغابة (ت: ۳۶۴) الاستيعاب (ت: ۱۶۳) تجرید (۴۲/۱)

❖ اسد الغابة (ت: ۳۶۶) الاستيعاب (ت: ۱۶۶) تجرید (۴۴/۱)

❖ السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۱۱۳/۴ - ۱۱۴)

❖ الفاء (ت: ۳۶۷) الاستيعاب (۱۶۷) ❖ الاستيعاب (۲۳۴/۱)

۵۹۳ بجیر بن العوام

بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ القرشی الاسدی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابوسعیدہ نے ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے ہوئے کہا: یہ وہم ہے اھر مرزبانی نے عجم اشعراء میں لکھا ہے کہ وہ جالبیت میں قتل ہو گئے تھے۔ انیس مہج بن سعید بن ہانی دوی جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اجداد میں سے ہیں نے قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم

۵۹۴ بجیر الخزاعی

بجیر میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۵۹۵ بجیر

ابو مالک خزاعی، ابن حبان کا قول ہے: کہ وہ صحابی ہیں۔

باب الباء جس کے بعد جاء ہے

۵۹۶ بعاث (بروزن فقال جائے بے نقطہ آخر میں ثاء ہے)

ابن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک الملوئی۔ بنی عمرو بن لوی کے حلیف۔ ان کا بچا نام و نسب ابن کبھی نے بیان کیا ہے۔ علماء نے ذکر کیا ہے: کہ وہ بدر و احد میں شریک تھے۔ لیکن ابن اسحاق ^{۵۹۶} نے ان کا نام نجاب (شروع میں نون آخر میں با) بتایا ہے۔ ابن مندہ نے نون میں ان کا تذکرہ کیا ابو موسیٰ نے باء میں ان کی غلطی نکالی۔ ان کے نسب کے متعلق ابن شاپین نے عمارہ میں مفتوح اور میم مشد ذکر کیا ہے۔

۵۹۷ بحر (شروع والاحرف اور حادوں پر پیش ہے)

ابن ضُبَع (یہ دونوں بھی پیش سے ہیں) ابن اُمّہ بن محمد الرعیسی۔ ابن یونس کہتے ہیں وہ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر ^{۵۹۷} میں شریک رہے۔ ان کے پوتے مردان بن جعفر بن خلیفہ بن بحر کے سوانح میں لکھتے ہیں: وہ شاعر تھے وہی یہ کہتے ہیں: میرے دادا وہ ہیں جنہوں نے (بیعت کے لیے) رسول اللہ ﷺ (کے سامنے) اپنا دایاں ہاتھ (دیا) پیش کیا۔ اور آپ ﷺ کے دیدار میں ان کی سواریاں دور سے ہی مشتاق اور بے تاب تھیں۔ فرماتے ہیں ان کے دوسرے پوتے ابو بکر بن محمد بن بحر ہیں جنہیں عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی خلافت میں دمیاط کی سواریوں کا نگران مقرر کیا گیا تھا۔

اسد الغابۃ (ت ۳۶۹) الاستیعاب (ت ۲۸۸)

السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۲۵۵/۲)

اسد الغابۃ (۳۷۰) الاستیعاب (ت ۲۲۶) تجرید (۴۴/۱)

اسد الغابۃ (۱۹۳/۱)

۵۹۸ بحیرا الراہب

ان آٹھ میں سے ایک جو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ (جسہ سے) آئے تھے۔ ابن عدی * نے انتہائی کمزور سند سے بحوالہ جعفر بن محمد بن علی سے وہ اپنے والد، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں: میں نے بحیرا راہب کو کہتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”آدمی جب ایک جام شراب کا پیتا ہے“۔ (حدیث)۔ ابن عدی فرماتے ہیں: یہ منکر حدیث ہے۔ بحیرا کی اس کے علاوہ سند کوئی روایت میں نے نہیں سنی۔ بعض کا گمان ہے کہ اس حدیث والے بحیرا راہب وہی ہیں جنہوں نے بعثت سے قبل نبی ﷺ سے ملاقات کی تھی جبکہ آپ ﷺ ابوطالب کے ہمراہ تھے۔ یہ گمان درست نہیں۔ بلکہ اگر حدیث صحیح بھی ثابت ہو جائے تو وہ وہی ہیں جن کا ذکر علماء نے ابراہم کے قصہ میں کیا ہے۔

۵۹۹ بحیر (شروع میں زبر حاکمور)

ابن ابی ربیعہ مخزومی * ان شاء اللہ تعالیٰ عبداللہ نامی لوگوں میں تذکرہ آئے گا۔

۶۰۰ بحیر الانمارى

انہیں شرف محبت و روایت حاصل ہے۔ یہ بات ابن ماکولا * نے کبھی اور خطیب نے ان سے پہل کی ہے۔ چنانچہ اہل حص کے طبقات میں یہ بات نقل کی ہے: کہ ابوسعید الخیر الانمارى * ابن قافع کے ہاں ابوسعید الانمارى ہے۔ میں کہتا ہوں: کتنوں میں آ رہا ہے۔

۶۰۱ (ن) بحیر بن عقریہ : بشر میں آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد وال ہے

۶۰۲ بدر بن عبداللہ المزنی

ابن مندہ نے عمرو بن الحصین جو ایک متروک راوی ہے، کی سند سے بحوالہ ابوعلاش، عبدالرحمن بن اسحاق، بکر بن عبداللہ المزنی سے انہوں نے بدر بن عبداللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے فرمایا: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک سوداگر آدمی ہوں میرا مال نہیں بڑھتا * پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۶۰۳ بدر بن عبداللہ الخطمی

بعض کا قول ہے کہ یہ یلیج بن عبداللہ کے دادا کا نام ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں: نہیں ان کے دادا کا نام بدر ہے اور کسی نے

* اسد الغابۃ (۳۷۱) تجرید (۴۴/۱) * الکامل فی الضعفاء (۱۳۴۸/۸)

* اسد الغابۃ (ت ۳۷۴) * اسد الغابۃ (ت ۳۷۳) * الاکمال (۱۹۶/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۷۷) تجرید اسماء الصحابة (۴۵/۱) * مکنز العمال (۹۸۸۶) جامع المسانید والسنن (۱۰/۲)

حصین کہا ہے۔

۶۰۳ (ن) بدر بن عبد اللہ* (بے نسبت)

ابو الشیخ نے اپنی تفسیر میں قیس بن براء بحوالہ عبد اللہ بن بدر نقل کیا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کی یہ خواہش ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور اسے اپنی پوتی سے فائدہ ہو تو وہ میرے بعد میرے خاندان سے اچھے اعزاز سے پیش آئے۔“ * یہ روایت ابو نعیم نے بلخ بن عبد اللہ عظمیٰ کے دادا کے سوانح میں درج کی ہے تو یہ ان کی (روایت کردہ) حدیث نہیں ہے۔

۶۰۵ بدر ابو عبد اللہ*

رسول اللہ ﷺ کے غلام، محمد بن جابر بن عبد اللہ بن بکر بحوالہ اپنے والد ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ جو تجرید میں ملتی ہے۔

۶۰۶ بدر ابو مالک

قی بن مخلد نے اپنی سند میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۶۰۷ (ن) بدیل بن ام اصرم

ابن ورید نے ان کا کتاب الاشتقاق میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے وہ خزاعہ کے سرداران سے تھے۔ میرے خیال میں وہ بعد والے ہیں۔

۶۰۸ بدیل بن ام اصرم*

ابن سلمہ بن خلف بن عمرو بن الاحب بن مقیاس بن جہز بن عدی بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی السلولی: ابن کلبی نے کہا: ان کی والدہ ام اصرم بنت الاحجم بن دندنة بن عمرو بن القین بھی خزاعیہ ہیں۔

ابو موسیٰ نے کہا: عبدان نے ان کا تذکرہ درج کر کے کہا: ہمیں ان کے ذکر اور قصہ کے علاوہ کوئی حدیث یاد نہیں۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقع پر لقیطہ دلی کو جواب دیا تھا جب اس نے خزاعہ کی طرف سے پہنچائے گئے نقصانات کا ذکر کیا تھا۔ ابن عبد البر* فرماتے ہیں: انہی کو رسول اللہ ﷺ نے بنی کعب کی طرف بھیجا تھا تاکہ انہیں مکہ کی لڑائی کے لئے نکلنے کا کہیں۔ ان کے ساتھ بشر بن سفیان خزاعی بھی تھے۔

مرزبانی نے محرم اشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جن میں انس بن زہیم کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”مصیبت سے انس رو پڑا، اور رونے سے اس کی آواز نکل آئی۔ جب جنگ کا چولہا سلا تو اس کے آنسو ٹھم گئے

* اسد الغابۃ (ت ۳۷۶) تجرید (۵۴/۱) * کنز العمال (۳۴۱۷۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۷۸) تجرید (۴۵/۱) * اسد الغابۃ (ت ۳۷۹) الاستیعاب (ت ۱۷۰)

* الاستیعاب (۲۳۶/۱)

میں ایسے مقتولوں کے لئے روپڑا جن کے خون سے چھوٹے مضبوط نیزے لٹھڑے ہوئے تھے۔^{*}
دارقطنی نے حصر (حاجہ پرزبرون ساکن آخری حرف سے پہلے تا) قلم بند کیا اور ابن ماکولا^{*} نے با پھر تا سے لکھا ہے۔

۶۰۹) بدیل بن عمرو الخطمی الانصاری

ابن مندہ نے عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز کی سند سے بحوالہ خلّیس بن عمرو ان کی والدہ فارعہ سے وہ اپنے دادا بدیل بن عمرو خطمی سے روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سانپ کا دم پیش کیا تو آپ نے مجھے اس کی اجازت دے دی اور اس میں میرے لئے برکت کی دعا کی۔^{*}
ابن مندہ نے کہا: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ باقی سند میں غیر معروف لوگ بھی ہیں۔ خلّیس تصغیر ہے۔

۶۱۰) بدیل بن عبد مناف

بن سلمہ بعض کا قول ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ پہلے والے ہیں۔ اور سلمہ ان کے والد نہیں دادا ہیں۔

۶۱۱) بدیل بن کلثوم

بن سالم الخزاعی، ابن حبان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے: کہ انہیں خزاعہ کا (خطیب) گفتگو کنندہ کہا جاتا ہے۔ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ کو اپنا قصیدہ سنایا۔
ہادوری نے عبد اللہ بن ادریس کی سند بحوالہ حزام بن ہشام نقل کیا وہ اپنے والد سے، فرماتے ہیں: بدیل بن کلثوم نبی ﷺ کے پاس تو آئے یہ قصیدہ^{*} کہا: ”اے اللہ! میں محمد (ﷺ) کو واسطہ دیتا ہوں“ اشعار۔
میں کہتا ہوں: یہ منقطع سند ہے۔ ان اشعار کی نسبت سالم بن کلثوم کی طرف آ رہی ہے۔ واللہ اعلم

۶۱۲) بدیل

بریل بھی کہا جاتا ہے جس میں وال کی جگہ را ہے۔ بعض بریر (دونوں را سے) اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ ابن ابی مریم۔ کسی نے ابن ابی ماریہ سہمی کہا، عمرو بن العاص کے غلام ہیں۔ امام ترمذی^{*} نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابو نصر، با ذام سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں آپ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت کی تفسیر کے متعلق نقل کرتے ہیں: ”اے ایمان والو! جب تم

* السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۳۹۳/۲) * الاكمال (۲۱۹/۱)

* اسد الغابة (ت ۳۸۰) تجرید (۴۵۱/۱) * جامع المسانيد و السنن (۱۲/۲)

* اسد الغابة (ت ۳۸۱) تجرید (۴۵/۱) * السيرة النبوية (۳۰/۴)

* اسد الغابة (ت ۳۸۲) تجرید اسماء الصحابة (۴۵/۱)

* ترمذی کتاب التفسیر باب و من سورة المائدة حدیث (۳۰۵۹)

میں سے کسی کی موت کا وقت آ جائے اور وہ وصیت کر رہا ہو تو تمہاری گواہی کا طریقہ کار یہ ہے کہ: ﴿فرماتے ہیں لوگ اسے میرے اور عدی بن بداء کے علاوہ سمجھتے ہیں، وہ دونوں عیسائی تھے اسلام سے پہلے شام آتے جاتے ایک دفعہ شام تجارت کی غرض سے آئے تو ان کے پاس بنی سہم کے ایک غلام بدیل بن ابی مریم سامان تجارت لے کر آئے ان کے پاس چاندی کا ایک جام تھا۔

میں کہتا ہوں: ابو نصر وہی محمد بن سائب کلبی ہے جو ضعیف راوی ہے۔ اسے ابن مندہ نے محمد بن مروان سدی سے بحوالہ کلبی نقل کیا: کہ بدیل بن ابی ماریہ مسلمان تھے۔ حدیث کی اصل بخاری ﴿میں دوسری سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما موجود ہے فرماتے ہیں: عدی اور تمیم (تجارت کی غرض سے) نکلے پھر وہ روایت ذکر کی۔ لیکن سہمی کا نام نہیں لیا۔ "ابن بریرہ" نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ مفسرین میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ مہاجر مسلمان تھے۔

۶۱۳) بدیل ﴿بے نسبت﴾

بنی نخم کے حلیف، ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا ذکر کیا ہے اور بغوی نے ان کا حوالہ دیا لیکن ان کی حدیث نقل نہیں کی۔ جبکہ باوردی اور ابن مندہ نے رشید بن سعد۔ جو ایک ضعیف راوی ہے، کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن علی بن رباح سے نقل کیا وہ اپنے والد سے وہ بدیل جو ان کے حلیف تھے ان سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔ ﴿

۶۱۴) بدیل بن ورقاء ﴿

بن عمرو بن ربیعہ بن عبد العزیٰ بن ربیعہ بن جری بن عامر بن مازن بن عدی بن عمرو بن ربیعہ الخزاعی۔ ابن السکن کا قول ہے: وہ صحابی ہیں اور مکہ کے ہاسی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صفین میں شہید ہو گئے تھے۔

میں کہتا ہوں: صفین میں ان کا بیٹا عبداللہ شہید ہوا تھا۔ ابن مندہ نے محمد بن احمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن سعید، عبدالرحمن بن حکم بن بشر سے نقل کیا ہے۔ ان سے کسی نے بدیل بن ورقاء کے بارے پوچھا: فرمایا: وہ نبی ﷺ سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ مغازی ابن اسحاق ﴿وغیرہ میں لکھا ہے: کہ فتح مکہ کے روز قریش نے بدیل بن ورقاء کے گھر اور ان کے غلام رافع کے گھر بناہ لی۔ وہ خود فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور بغوی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن ابی عبدہ بدیل بن ورقاء وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی تشریف آوری ﴿تک (حنین کے) قیدیوں اور اموال کو مہرانہ میں روکے رکھیں انہوں نے ایسا ہی کیا اس کی سند حسن ہے۔ ابو نعیم نے ابن جریج کی سند سے بحوالہ محمد بن یحییٰ بن حبان، ام الحارث بنت عیاش بن ابی ربیعہ نقل کیا کہ انہوں نے بدیل بن ورقاء کو مثنیٰ میں خاکستری اونٹ پر طواف کرتے دیکھا وہ فرما رہے تھے: تمہیں

﴿سورة المائدة (آیت ۱۰۶)﴾ بخاری کتاب الوصایا باب قول اللہ تعالیٰ ﴿یا ایہا الذین امنوا شہادۃ بینکم﴾ (حدیث ۲۷۸)

﴿اسد الغابۃ (۳۸۴)﴾ جامع المسانید والسنن (۱۶/۲) اسد الغابۃ (۱/۱۹۸)

﴿اسد الغابۃ (ت ۳۸۳) الاستیعاب (ت ۱۶۸) تجرید (۱/۴۸)﴾ السیرۃ النبویۃ (۲/۲۴۳) ﴿جامع المسانید والسنن (۱۵/۲)﴾

رسول اللہ ﷺ نے ان دنوں روزہ رکھنے سے منع فرمایا اس واسطے کہ یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔*

اس روایت کو بغوی نے بھی ابن جریر سے نقل کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: مجھے یہ روایت محمد بن یحییٰ سے پہنچی ہے۔ ابن اسکن نے مفضل بن صالح کی سند سے بحوالہ عمرو بن دینار ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے بدیل کو حکم دیا..... پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔

اسماعیل بن علی بن رزین بن عثمان بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں نے بدیل بن ورقاء سے سنا: کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے میرے رخساروں پر (بالوں کی) سیاہی دیکھی تو مجھ سے فرمایا: تمہاری کتنی عمر ہے؟ میں نے عرض کیا: ستانوے (۹۷) سال، فرمایا: ”اللہ تعالیٰ تمہارا جمال اور سیاہ بال بڑھائے“ (حدیث)

ابن ابی عاصم نے فرمایا: ہمیں عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن بشر بن عبد اللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد عبد الرحمن سے وہ اپنے والد محمد بن بشر سے وہ اپنے والد بشر بن عبد اللہ سے وہ اپنے والد عبد اللہ بن سلمہ سے وہ اپنے والد سلمہ سے روایت کرتے ہیں مجھے میرے والد بدیل بن ورقاء نے ایک تحریر دی فرمایا: بیٹا! یہ رسول اللہ ﷺ کا لکھوایا ہوا پرچہ ہے اس کی حفاظت کرنا جب تک یہ تم میں رہے گا تم خیریت سے رہو گے۔*

پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے کہ وہ تحریر حضرت علی بن ابی طالب کے ہاتھ کی تھی۔ اور اسماعیل بن علی بن رزین بن عثمان بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن بدیل بن ورقاء۔ ان کے اجداد سے روایت ہے کہ میں نے بدیل بن ورقاء کو فرماتے سنا: کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے کر کے فرمایا، یہ بدیل بن ورقاء ہے۔ آپ نے میرے رخساروں پر سیاہی دیکھ کر فرمایا: کتنی عمر ہے؟ میں نے عرض کیا: ستانوے (۹۷) سال آپ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تمہارے جمال اور سیاہ بالوں میں اضافہ فرمائے۔“

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۶۱۵) بَرِّ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابُو هَنْدٍ الدَّارِي

کنیت سے ہی شہرت ہے۔ ابن ماکولا* نے یہی نام بتایا ہے۔ بعض نے بریر کہا ہے جیسا کہ آ رہا ہے اور کسی نے لیث بن عبد اللہ کہا ہے۔ یہ ابن الحذاء کا قول ہے کسی نے کچھ اور کہا ہے۔

۶۱۶) البراء بن اوس

بن خالد بن الجعد بن عوف بن مبزول انصاری، ابن شاہین محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن زید ان کے رجال کی سند

* جامع المسانید والسنن (۱۵/۲) * المعجم الكبير (۱۱۸۸/۲) مجمع الزوائد (۱۷۳/۱) جامع المسانید والسنن (۱۴/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۳۸۷) تجرید (۴۸/۱) * الاکمال (۳۶۰/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۳۸۸) الاستیعاب (۱۷۳).

الکتاب فی التفسیر (جلد ۱) ۲۹۴

روایت کرتے ہیں: کہ وہ اُحد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، فرماتے ہیں: وہ نبی ﷺ کے بیٹے ابراہیم کو دودھ پلانے والی کے خاوند ہیں اور اس عورت کا نام خولہ بنت الہمد بن زید ہے۔

واقفیؒ فرماتے ہیں: یعقوب بن محمد بن ابی حصصہ وہ عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی حصصہ وہ براء بن اوس بن خالد سے روایت کرتے ہیں: کہ وہ (حماز جنگ میں) نبی ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے لے گئے تو آپ نے ان کے لیے پانچ حصے مقرر کیے۔ اسے ابو نعیمؒ نے ذکر کیا ہے اور ابو عمرؒ نے کہا: وہ ابراہیم ابن نبی ﷺ کے رضاعی والد بنتے ہیں۔ اور ام بردہ کے خاوند تھے جس نے انہیں دودھ پلایا تھا۔

۶۱۷ البراء بن حزم

ابن حبان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے: کہ نبی ﷺ نے ان سے زکوٰۃ وصول کی۔ باوردی نے یحییٰ بن اشدق۔ جو ایک ضعیف اور متروک راوی ہے۔ کی سند سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے دس صحابہ کو دیکھا ان میں سے البراء بن حزم اور عبداللہ بن جراد ہیں فرماتے ہیں: ہم سے نبی ﷺ نے سوا دونوں میں سے دو جوان اونٹ لئے۔

۶۱۸ البراء بن عازبؒ

بن حارث بن عدی بن ثمم بن مجدہ بن حارث بن عمرو بن مالک بن الاوس انصاری اوسی، کنیت ابوعمارہ، بعض ابو عمرو کہتے ہیں۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن کلبی نے ان کے نسب میں ”مجدہ“ ذکر نہیں کیا یہی زیادہ درست ہے۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں: ہمیں یزید بن شریک نے بحوالہ ابواسحاق، براء بنی ثعلبہ سے نقل کر کے فرمایا: بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو رسول اللہ ﷺ نے کم سن کی وجہ سے واپس کر دیا اس لئے ہم اس جنگ میں شریک نہ ہو سکے۔ ابو داؤد و طیالسی اپنی مسند میں فرماتے ہیں: ہمیں شعبہ نے بحوالہ ابواسحاق بیان کیا انہوں نے براء بنی ثعلبہ سے سنا: فرماتے ہیں: بدر کے روز مجھے اور ابن عمر کو کم سن قرار دیا گیا۔ اس روایت کو عبدالرحمن بن عوہب نے براء بنی ثعلبہ سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: میں اُحد میں شریک تھا۔ اسے سراج نے نقل کیا ہے۔ اور ان سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ چودہ جنگوں میں حصہ لیا۔ اور ایک روایت میں پندرہ ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ اور انہی سے مروی ہے فرماتے ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اٹھارہ سفر کیے“ اسے ابو ذر ہروری نے نقل کیا ہے۔ امام احمدؒ، ثوریؒ کی سند سے بحوالہ ابواسحاق براء بنی ثعلبہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کچھ ہم تم سے بیان کرتے (کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) یہ سب کچھ ہم نے سنا ہے۔ ہمیں ہمارے دوستوں نے بتایا اس لئے کہ ہمیں اونٹوں کی چراائی اس سے محروم کر دیتی تھی۔

انہی نے بقول ابو عمرو و اشعیاں ۲۳ھ میں رے فتح کیا تھا۔ جبکہ دیگر لوگوں نے ان کی مخالفت کی ہے۔ ابو موسیٰ بنی ثعلبہ کے ساتھ

المغازی (۶۸۸/۲) * معرفة الصحابة (۶۶/۳) * الاستيعاب (۲۷۳/۱).

اسد الغابة (ت ۳۸۹) الاستيعاب (۱۷۴) * مسند احمد (۲۹۸/۴)

المعجم الكبير (۱۱۶۶/۲) التاريخ الكبير (۱۱۷/۲) الجرح والتعديل (۳۹۹/۲) * مسند احمد (۲۸۳/۴).

غزوہ تستر میں شریک تھے۔ حضرت براء بن مالکؓ نے جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ خوارج سے جنگ میں بھی ان کے شریک کار رہے۔ کوفہ فرار ہوئے تو وہاں ایک حویلی بنائی۔ مصعب بن زبیر کی گورنری میں انتقال ہوا۔ ابن حبان نے ۷۷ھ کی تاریخ بتائی ہے۔ تمام احادیث نبی ﷺ سے، اپنے والد، ابوبکر و عمر وغیرہ دیگر اکابر صحابہ سے اور ان سے روایت کرنے والے صحابہ ابو حنیفہ، عبداللہ بن یزید، عاصم بن ابراہیم جماعت ہے سب سے آخر میں ابواسحاق سمعی ہیں۔

۶۱۹) البراء بن عمرو

بن عبدالرحمن بن عبید بن قمرہ بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن الخزرج خزرجی ساعدی۔ واقدی اور طبری نے انہیں شرکائے اُحد میں ذکر کیا ہے ایسا ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کی سند سے عدوی نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی اولاد تھی پھر ختم ہو گئی۔

۶۲۰) البراء بن مالک بن نصر الانصاری

انسؓ کے بھائی ان کا نسب حضرت انسؓ کے سوانح میں گزر چکا ہے حضرت انس کے باپ شریک بھائی ہیں یہ ابوحاتم کا قول ہے ابن سعد فرماتے ہیں: ان کے جگے بھائی ہیں دونوں کی والدہ اُم سلیم ہے۔ جبکہ اس میں تامل ہے اس واسطے کہ شریک بن سحاء کے سوانح میں منقریب آئے گا کہ وہ براء بن مالک کے ماں شریک بھائی ہیں دونوں کی والدہ سحاء ہے اور حضرت انس کی والدہ تو وہ بلا اختلاف اُم سلیم ہی ہیں۔ اور انجوشہ کے سوانح میں یہ بات گزر چکی ہے کہ براء رسول اللہ ﷺ کے حدی خواں تھے۔ مستدرک میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن انس منقول ہے، فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالکؓ کو فرماتے سنا کہ براء بڑی دلکش آواز والے تھے۔ اور آپ ﷺ کے کسی سفر میں اشعار پڑھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”یشیوں کو بچاؤ!“ تو وہ رُک گئے۔ اور سراج نے حماد کی سند سے بحوالہ ثابت حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے کہ براء مردوں کے حدی خواں تھے جس کی مکمل تفصیل انجوشہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔

براء رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سوائے بدر کے تمام غزوات میں شریک رہے، جنگ یرامہ میں ان کے کئی قصبے ہیں۔ تستر کے قلعہ میں شہید ہوئے جو خلافت فاروقی ۲۰ھ کا زمانہ ہے۔ بعض نے اس سے قبل بھی کہا ہے۔ بعض کا قول ہے ۲۳ھ میں سیف نے ذکر کیا ہے کہ ہرمزان کو انہی نے قتل کیا تھا۔ ان سے ان کے بھائی انسؓ روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے صحیح سند سے بحوالہ محمد بن سیرین حضرت انسؓ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: میں براء بن مالک کے پاس گیا وہ گنگنارہے تھے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے بہتر چیز (یعنی قرآن) عطا کر دی ہے۔ وہ کہنے لگے: کیا تم اس بات سے ڈرتے ہو کہ میں بستر پر پڑے جان دے دوں گا، اللہ کی قسم! اللہ مجھے اس شہادت سے محروم نہیں کرے گا۔ دوسروں کے ساتھ مل کر میں نے جو کافر قتل کیے وہ تو الگ رہے تبنا میں نے سو کافر قتل کیے ہیں۔

قی بن مخلد اپنی مسند میں فرماتے ہیں: ہمیں خلیفہ نے بحوالہ ابوبکر، ابواسحاق سے بیان کر کے بتایا کہ جنگ یرامہ میں

مسلمانوں نے مشرکین کو دھکیلتے دھکیلتے ایک باغ تک جا پہنچایا۔ جہاں دشمن خدا سیلہ کذاب بھی تھا۔ تو حضرت براء بن مالک نے فرمایا: ”مسلمانو! مجھے ان کی طرف پھینک دو“۔ تو سب نے انھیں اوپر اٹھایا یہاں تک کہ وہ دیوار پر چڑھ گئے اور اس مشکل گھڑی میں ان سے لڑتے رہے، بالآخر مسلمانوں کے لئے دروازہ کھولنے میں کامیاب ہو گئے۔ مسلمان بچتے سیلاب کی طرح اندر جا گئے اور سیلہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا۔

خلیفہ نے بحوالہ انصاری وہ اپنے والد سے وہ شامہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ براء نے اپنے تئیں ان پر پھینک دیا اور ان سے لڑتے لڑتے دروازہ کھول دیا۔ اس روز ان کے جسم پر نیزے اور تلوار کے طے جلے اتنی سے زائد زخم آئے۔ ان کے علاج معالجے کے لیے حضرت خالد ایک مہینہ تک ان کی دیکھ بھال میں مصروف رہے۔

تاریخ سراج میں بحوالہ یونس، حسن سے وہ ابن سیرین سے وہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: جنگ یمامہ کے روز حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے براء سے کہا: براء اٹھو! فرماتے ہیں وہ اٹھے، اچھل کر گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر کہا: ”اے اہل مدینہ! آج مدینہ تمہارا نہیں، آج تو صرف اللہ اکیلا ہے اور جنت ہے“۔ پھر ایسے جذبے سے خود بھی اور مسلمان بھی آگے بڑھے کہ اہل یمامہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ اس دوران براء کو یمامہ کا مضبوط ترین آدمی ملا (آپ نے اس پر دوار کیا جو پاؤں سے ہوتا ہوا خطا گیا) آپ نے اسے پچھاڑا اور اس کی تلوار لے کر اس کا کام تمام کر دیا۔

بغوی ایوب کی سند سے بحوالہ ابن سیرین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں، سیلہ (سے جنگ) کے روز میری ایسے شخص سے مدد بھیڑ ہو گئی جسے یمامہ کا گدھا کہا جاتا تھا یہ ایک موٹا سا آدمی تھا جس کے ہاتھ میں سفید تلوار تھی۔ میں نے اس کے پاؤں پر دوار کیا جو خطا گیا۔ میں نے پھر تلوار ماری جو اس کی گدی پر جا پڑی۔ اب میں نے اپنی تلوار نیام میں کر کے اس کی تلوار لی تو پھر سے جو دوار کیا تو کارگر ثابت ہوا۔

طبرانی میں اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحہ کی سند سے مروی ہے: ایک دفعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ان کے بھائی براء دشمن کے کسی قلعہ کے قریب تھے یعنی آگ والے قلعے کے۔ فرماتے ہیں وہ لوہے کی گرم زنجیروں میں آٹکڑے پھینکتے جو کسی سے اٹک جاتیں تو اسے اپنی طرف اٹھا لیتے۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لیے یہ حیلہ کیا ادھر سے براء آ گئے، انہوں نے دیوار میں سے دیکھ لیا، پھر اپنے ہاتھ سے وہ زنجیر پکڑ لی اور اسی حالت میں اسے کھینچے رکھا کہ وہ ٹوٹ گئی پھر جب اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو اس کی ہڈیاں دکھائی دے رہی تھیں، ان سے گوشت اتر چکا تھا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بچا لیا۔ ترمذی ثابت کی سند سے بحوالہ علی بن زید، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”بہت سے پراگندہ اور غبار آلود لوگ ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں، اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم پوری کرے۔ ان میں سے ایک براء بن مالک ہیں“۔

جب فارس کے شہر ستر کی جنگ ہوئی تو لوگوں کے قدم اکٹرنے لگے۔ مسلمانوں نے کہا: براء! اپنے رب کی قسم کھا۔ تو وہ بولے: ”اے رب! میں تجھے قسم دیتا ہوں تو نے ہمیں ان کے کندھے کیوں نہیں دیے اور مجھے اپنے نبی کے ساتھ کیوں نہ ملا دیا“۔ اسی

عالم و جد میں حملہ کیا، مسلمانوں نے بھی ساتھ دیا، انہوں نے مرزبان الزارۃ فارس کا سورما مار دیا، اور اس کا ہتھیار و لباس لے لیا۔ یوں فارسوں کو شکست ہوئی اور براء بھی شہید ہو گئے۔ مستدرک میں سلامہ کی سند سے بحوالہ عقیل زہری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔

۶۲۱) دوسرے براء بن مالک

ابن شاپین نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور سعید بن عثمان بلوی کی سند سے بحوالہ حصین بن زحوج روایت کیا ہے کہ براء بن مالک نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگے: مجھے جو چاہیں حکم دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جاؤ اپنے آپ کو قتل کر دو۔“ چنانچہ جب وہ پیٹھ دے کر چلے گئے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے بلاؤ، میں رشتے ختم کرنے کے لیے مبعوث نہیں ہوا۔“ فرماتے ہیں: پھر یہ بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے اور وہ حدیث ذکر کی جس میں ان کی موت کا ذکر ہے۔ اور آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”اے اللہ! براء بن مالک سے راضی ہو کر ملاقات کرنا۔“

یہ قصہ تو طلحہ بن براء سے مشہور ہے جیسا کہ حرف طاء میں آئے گا۔ ہو سکتا ہے نام میں وہم و ہاب بن ضحاک کو ہو گیا ہو جو ابن شاپین کا ایک راوی ہے۔ میں اس کے وہم کا یقین نہیں کرتا اس واسطے کہ احتمال ہے کہ یہ قصہ دو آدمیوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔ یہ براء حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں جن کا حال ابھی مذکور ہوا۔ کیونکہ وہ تو نبی ﷺ کے بعد بھی زندہ رہے جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے۔

۶۲۲) البراء بن معرور

بن مضر بن خضام بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی بن اسد بن سارودہ بن یزید بن جشم بن الخزرج انصاری خزرجی سلمی ابو بشر۔ سوئی بن عقبہ بحوالہ زہری نقل کرتے ہیں کہ عقبہ میں پہلی بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔ بقول ابن اسحاق سب سے پہلے انہوں نے بیعت کی اور سب سے پہلے قبلہ کی جانب رخ کیا اور سب سے پہلے اپنے تہائی مال کی وصیت کی۔ وہ نقیب تھے۔ ابن اسحاق نے کہا: مجھے معبد بن کعب نے بتایا کہ ان کے بھائی عبد اللہ انصار میں سب سے زیادہ علم والے تھے۔ انہوں نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد عقبہ میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں: ہم اپنی قوم کے حاجیوں میں نکلے، ہم لوگ نمازیں اور دینی سمجھ بوجھ حاصل کر چکے تھے۔ ہمارے ساتھ براء بن معرور بھی تھے جو ہمارے سردار اور بڑے تھے۔ پھر شب عقبہ کا طویل قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: سب سے پہلے براء بن معرور نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابن شہاب کی سند سے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب روایت کیا ہے۔ کعب فرماتے ہیں کہ براء بن معرور پہلے شخص ہیں جنہوں نے زندگی میں کعب کی جانب رخ کیا اور اپنی وفات کے وقت رسول اللہ ﷺ کے ادھر رخ کرنے سے پہلے رخ کیا۔ جب آپ ﷺ کو پتہ چلا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بیت المقدس کی طرف رخ کر لو۔ تو انہوں نے بات مان لی اور جب جان کنی کا عالم تھا اپنے گھر والوں سے کہا کہ مجھے کعب کی جانب کر دو۔

المعجم الكبير (۳۳/۴) مجمع الزوائد (۳۷/۳) الاولیاء لابن ابی الدنيا (۷۴) اسد الغابة (ت ۳۹۲) الاستیعاب (ت ۱۷۱)
السيرة النبوية عن ابن اسحاق (۶۲، ۶۱/۲) الطبقات الكبرى (۲۰/۱) اسد الغابة (۲۰/۱) معرفة الصحابة (۱۸۴/۳)

ابن شاپین نے ایک کمزور سند سے عبد اللہ بن ابی قتادہ کے طریق سے نقل کیا، فرماتے ہیں مجھے میری والدہ نے میرے والد کے حوالہ سے بتایا کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ ہجرت سے پہلے فوت ہو گئے تو ان کی قبر کعبہ کی جانب بنائی گئی۔ کیونکہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات کی تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی وصیت قبول فرمائی۔ پھر وہ وصیت ان کے بیٹے کو واپس کر دی اور ان کی نماز جنازہ یعنی قبر پر پڑھی جس میں چار تکبیریں کہیں۔*

طبرانی* میں ایک دوسری سند سے بحوالہ ابوقتادہ مروی ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ان کا تہائی مال جہاں چاہیں خرچ کریں، تو آپ ﷺ نے یہ وصیت رد کر دی۔ ابن اسحاق وغیرہ کا قول ہے کہ براء بن معرور رضی اللہ عنہ کا انتقال نبی ﷺ کی آمد سے ایک ماہ قبل ہوا۔

(۶۲۳) البزیر (دو باؤں سے جن کے درمیان راساکن، دوسری باکے نیچے زیر ہے پھریا ہے) بکر میں مذکور آئے گا۔

(۶۲۴) برقا بن الاسود

بن عبد شمس قضاعی، فتح مصر میں شریک تھے۔ بعض کا قول ہے کہ فتح اسکندریہ میں شہید ہوئے۔ یہ ابن یونس کا قول ہے اور فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔

(۶۲۵) بزح (شروع میں زیر اس کے بعد راساکن آخر میں حا)

ابن عسکر (عین پر پیش سین ساکن کاف پر پیش آخر میں را)۔ ایسا ہی ابن ماکولا* نے ان کا نام و نسب لکھا ہے: بزح بن عسکر بن دثار بن کرزغ بن حضر بن نعمان بن مہری بن عمرو بن الحاف بن قضاہ۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا تو کہا: وہ وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ فتح مصر میں شریک رہے وہیں اپنے لئے ایک حویلی بنوائی جس میں سکونت رکھی اہل بصرہ میں وہ مشہور ہیں۔* منذری نے کہا: سلفی کہتے تھے: عسکر (لام سے) فرماتے ہیں: میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ نیز انہوں نے عین کے بدلے حا سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

(۶۲۶) بزود بن زید

بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر الانصاری الظفری قتادہ بن قحمان کے بھائی۔ ابن ماکولا* نے کہا: شاعر تھے، احد اور بعد کے غزوات میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے بحم اشعراء میں ان کا ذکر کیا اور ان کے اشعار کہے۔ میں بحر اللہ نہ تو گناہ کا لباس پہنتا ہوں اور نہ رسوائی سے پشیمان ہوتا ہوں۔ میں اپنی عزت بچانے کے لیے مال کو عزت کے آڑے لے آتا ہوں۔ کیونکہ وہ ایسا سامان ہے جو استغناء و مفلسی میں روکا ہوا ہے۔

* الاستیعاب (۲۳۶/۱) * المعجم الكبير (۱۱۸۳/۲) * اسد الغابہ (ت ۳۹۳) * الاکمال (۲۲۶/۱)

* اسد الغابہ (۲۰۲/۱) * الاکمال (۲۴۳/۱)

ابن فتحون نے ان کا استدراک کرتے ہوئے کہا: برزوخ بن نعمان از بنی ظفر، انھیں ابو عبیدہ نے انہی میں شمار کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: میرے خیال میں دونوں ایک ہیں۔ شاید انھیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ اور ابن الاثیر نے برزوخ بن زید بن عامر ذکر کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں۔ یوں ان کے نسب سے دو شخص رہ گئے۔

۶۲۷) برزوخ بن زید الجذامی

موسیٰ بن سکلی رلی نے کہا: وہ بیت جبرین میں فروکش ہوئے، ان کے ساتھ ان کے بھائی سوید اور رفاعہ بھی تھے۔ ابن مندہ نے محمد بن سلام بن زید بن رفاعہ بن زید الجذامی از بنی صیب کی سند سے وہ اپنے والد سلام سے وہ اپنے والد زید سے وہ اپنے دادا رفاعہ بن زید سے، فرماتے ہیں: میں اور میری قوم کی جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ ہم کل دس افراد تھے پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں ان کا اپنی قوم کی طرف واپس لوٹنا اور برزوخ اور سوید کا اسلام لانا مذکور ہے۔

مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: ہمچہ اور برزوخ زید کے بیٹے تھے جو وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ قبیلہ جذام کے کچھ لوگوں کو مسلمان ہو چکنے کے بعد بھی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے قیدی بنالیا ہے۔ تو آپ نے وہ قیدی رہا کر دیئے۔ ایسا ہی واقفدی وغیرہ نے یہ قصہ مغازی میں نقل کیا ہے۔ ان شاء اللہ ان کا ذکر حیان بن ملہ کے سوانح میں آئے گا۔ میں کہتا ہوں: مغازی میں زید کی آمد کا قصہ بھی مذکور ہے جسے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے حالات میں ذکر کریں گے۔

۶۲۸) (ز) بركة القطعي

ذیل میں ابن فتحون نے ذکر کیا کہ باوردی نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ان کی یہ روایت بھی نقل کی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: سہام عورت تھی یا مرد؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے ہاں دس بچوں کی ولادت ہوئی“۔ (حدیث) مجھے باوردی کی کتاب کے حرف باء میں نظر نہیں آیا پھر دیکھ لیا جائے۔ نسیم کے سوانح میں اس سے ملتا جلتا قصہ آئے گا۔

۶۲۹) بُرْزُ

ابو رجا عطار دی کے والد ابن سعد نے ان کا یہ نام بتایا اور ان کے لیے وفد میں آنا ذکر کیا۔ ان کے علاوہ علماء نے ان کا نام نسیم بتایا ہے۔

۶۳۰) بُرْزُ

ابو العشر اء کے والد۔ بعض نے کہا: بلز، بعض مالک بن قھطم۔ یہ آخری زیادہ مشہور ہے۔ امام احمد اور اصحاب السنن نے حماد بن سلمہ کی سند سے بحوالہ ابو العشر اء الداری سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا ذبح کرنا

اسد الغابۃ (۲/۲/۱) اسد الغابۃ (ت ۳۹۴) تجرید (۴۷/۱) اسد الغابۃ (۲/۲/۱)

السيرة النبوية (۱۹۸/۴) اسد الغابۃ (ت ۳۹۶)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۳۰۰)

صرف خلق اور لبہ میں ہے؟* (حدیث) ابو العشیراء کے نام میں اختلاف ہے جیسا کہ میں نے تہذیب التہذیب میں وضاحت کر دی ہے۔

۶۳۱) برمہ بن معاویہ الاسدی

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔

۶۳۲) بریدہ بن الحصیب*

بن عبد اللہ بن حارث بن اعرج بن سعد بن رزاح بن عدی بن سہم بن مازن بن حارث سلامان بن اسلم بن افسی اسلمی۔ ابن السکن کا قول ہے: یہ اس وقت اسلام لے آئے تھے جب مقام غمیم سے رسول اللہ ﷺ ان کے ہاں سے ہجرت کے ارادے سے گزر رہے تھے۔ تو یہ اپنی جگہ ہی مقیم رہے اسی اثناء میں بدر واحد کے معرکے گزر گئے۔ بعد میں یہ (مدینہ) آئے۔ بعض کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی بدر سے واپسی کے موقع پر اسلام لائے، اور جب بصرہ فتح ہوا تو وہاں سکونت اختیار کر لی۔* صحیحین میں ان سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں سولہ (۱۶) غزوے کیے۔ ابو علی طوسی احمد بن عثمان ابن المبارک کے شاگرد فرماتے ہیں: بریدہ کا نام عامر ہے اور بریدہ ان کا لقب ہے۔ بریدہ کے واقعات بکثرت اور ان کے مناقب شہرت کے حامل ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں خراسان کا جہاد کیا۔ وہاں مرو کا رخ کیا جہاں وفات تک رہائش پذیر رہے۔ یزید بن معاویہ کے دور خلافت میں انتقال کیا۔ ابن سعد* فرماتے ہیں: ۶۳۳ھ میں فوت ہوئے۔

۶۳۳) بُرَید (تصغیر) الاسلمی*

ابن فتوح نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور باوردی نے ایک ضعیف طریق سے بحوالہ عبید اللہ بن ابی رافع، ان صحابہ میں ذکر کیا ہے جو صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور وہیں شہید ہوئے۔ فرماتے ہیں انہی کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ اسلمی خاندان کو بہترین بدلہ دے جو خوبصورت چہروں والے تھے اور ہاشم کے ارد گرد بچاڑے گئے۔“

* بخاری کتاب الذبائح والصيد باب النحر والذبائح (تعلیقاً)

ابوداؤد کتاب الضحایا باب ما جاء فی ذبیحة المتردية (حدیث ۲۸۲۵)

ترمذی کتاب الاطعمة باب ما جاء فی الحلق واللبة (حدیث ۱۴۸۱)

نسائی کتاب الضحایا باب ذکر المتردية فی البئر التي لا یوصل الی حلقها (حدیث ۴۴۲۰)

ابن ماجہ کتاب الذبائح باب ذکاة الغاد فی البهائم (حدیث ۳۱۸۴)

* اسد الغابة (ت ۳۹۸) الاستيعاب (ت ۲۱۹)

* المعجم الكبير (۱۱۵۰/۲) جامع المسانيد والسنن (۱۵۰/۲)

* کتاب المغازی باب کم غزا النبی ﷺ (حدیث ۴۴۷۳) مسلم کتاب الجہاد باب عدد غزوات النبی ﷺ (حدیث ۴۶۷۳)

* الطبقات الکبریٰ (۱۷۸/۴)

* تجرید (۴۷/۱)

برید، عبداللہ، معاذ اور عروہ ان میں شامل تھے اور مالک کے دونوں بیٹے جو معزز لوگوں میں سے تھے۔
یہ سندرگ صحیح بھی ہو جائے پھر بھی وہ بریدہ بن الحصبہ اسلمی کے علاوہ ہیں، کیونکہ ان کی وفات اس سے بہت بعد میں ہوئی۔

۶۳۳ (پہلے نام کے وزن پر لیکن یہ دال کی جگہ لام سے ہے)

السهالی۔ بعض السہلی بھی کہتے ہیں۔ ایسا ہی ابن شاپین وغیرہ نے حرف باء میں ذکر کیا ہے اور بقیہ کی سند سے بحوالہ ابو عمرو اور سنی (سین کے پیش سے) بریل سہالی سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ مکہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا جو آپ ﷺ کے صحابہ کے لیے کھانا پکا تا تھا تو آگ سے اس کا کچھ بدن جھلس گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس کے بعد تجھے ہرگز جہنم کی حرارت تک نہ پہنچے گی۔“ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کا صحابی ہونا ثابت نہیں۔ اور ابونعیم نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ابن ماکولا نے ان کا نام نون اور زاء سے لکھا ہے۔

۶۳۵ بُریر تغیر وہی خطمی جیسا گزر چکا ہے۔

۶۳۶ بریر

سابقہ کی طرح، بعض بر (رائے مشدد سے) کہتے ہیں۔ جو ابوبند الداری کا نام ہے۔ پہلے پر ابن اسحاق نے اور دوسرے پر ابن حبان نے اعتماد کیا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ ان شاء اللہ کتیبوں میں آئے گا۔

۶۳۷ بریر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ناموں میں سے ایک نام جو مروان بن محمد نے بحوالہ سعید بن عبدالعزیز بتایا ہے۔ اسے ابن مندہ نے ذکر کیا اور کہا: اس میں کسی نے متابعت نہیں کی۔ رہے ابونعیم تو وہ فرماتے ہیں یہ غلط ہے یہ تو ابوبند کا نام ہے۔

باب الباء جس کے بعد زاء ہے

۶۳۸ بزیع (شروع کا زیر آخریں بے نقط عین ہے)

عباس کے والد، عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور اسلمیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ محمد بن عیاض نقل کیا وہ اپنے والدہ عباس بن بزیع سے وہ اپنے والد سے مرفوع روایت کرتے ہیں، جو جنت کے ارکان کی حسین رضی اللہ عنہ سے تربیت و آرائش کے بارے میں ہے۔ اس میں ہے: ”(اے جنت!) تجھ میں کوئی (حق سے) جھگڑنے والا اور بخیل داخل نہیں ہوگا۔“ اس مسند میں کہیں ایک مجہول راوی ہیں۔ ابوموسیٰ فرماتے ہیں: بے حد غریب (انوکھی/ اوپری) روایت ہے۔ عبدان کا قول ہے کہ بزیع کا سماع مذکور نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ روایت مرسل ہے یا نہیں؟

❖ اسد الغابۃ (ت ۴۰۳) ❖ جامع المسانید (۲۵۳/۲) اسد الغابۃ (۱/۲۰۶) ❖ الاکمال (۱/۲۶۴)

❖ اسد الغابۃ (۲۰۲) ❖ اسد الغابۃ (۴۰۴) ❖ جامع المسانید (۲۵۴/۲) کنز العمال (۳۳۶۸۶)

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۶۳۹ ﴿بِسْبِيْهِ بَنَ عَمْرُو﴾

بن ثعلبہ بن غرثہ بن زید بن عمرو بن سعد بن ذبیان بن رشدان، غطفان بن قیس بن جہینہ الجعفی، بنی طریف بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج کے حلیف جو دوزبر والی باؤں سے درمیان میں سین ساکن، پھر سین پر زبر سے ہے۔ اس لفظ کو بغیر حا کے بسوس بھی کہا جاتا ہے جو ابن اسحاق کا قول ہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ صحیح مسلمؒ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمسہ کو جاسوس بنا کر بھیجا کہ دیکھیں ابوسفیان کے قافلے کا کیا ہوا؟ پھر واقعہ بدر میں وہ حدیث ذکر کی یہ لفظ فعللہ کے وزن پر ہے۔ عیاض نے بیان کیا کہ مسلم میں یہ لفظ ایک با سے تصغیر کی صورت میں ہے۔ ایسا ہی ابن الاثیرؒ کا قول ہے کہ انہوں نے ابن مندہ کی اصل کتاب میں بغیر حا کے لکھا دیکھا ہے۔ درست پہلا لفظ ہے۔ اس لیے کہ ابن کلبی کہتے ہیں: انہی کو شاعر نے اپنے قول میں مراد لیا ہے:

”اے بسوس! ان کے سینے قائم رکھ، کیونکہ قوم کی سواریاں روکی نہیں جاتیں۔“

۶۴۰ ﴿بِسْتَانِيْ الْاِسْرَافِيْلِيْ﴾

یہی وہی ہیں جنہوں نے نبی ﷺ کے نام پوچھے تھے جو یوسف علیہ السلام نے (خواب میں) دیکھے تھے۔ تفسیر میں بغوی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اگر میں تمہیں بتا دوں تو کیا تم اسلام لے آؤ گے؟“ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ فرماتے ہیں آپ ﷺ نے انہیں وہ نام (بذریعہ وحی) بتائے اور وہ اسلام لے آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث مسند ابی یعلیٰ وغیرہ میں عبد الرحمن بن سابط کی سند سے بحوالہ جابر منقول ہے جس میں ان کے اسلام لانے کا ذکر نہیں۔ بستانی کا تذکرہ ابن قتیون نے ذیل میں با کے تحت کیا ہے اور میں نے ابن مردویہ کی تفسیر کے ایک نسخہ میں ”بستانی“ دیکھا ہے، شاید یہ زیادہ درست ہو۔

بُسْر (با کے پیش سین کے سکون سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۶۴۱ ﴿بُسْرُ بِنِ ارْطَاةَ﴾

یا ابن ابی ارطاة، ابن حبان نے کہا: جس نے ابن ابی ارطاة کہا اسے وہم ہوا۔ ابوارطاة کا نام عمیر بن عویر بن عمران بن حلیس بن سیار بن زرارہ بن معیض بن عامر بن لوی قرشی عامری ہے۔ ابو عبد الرحمن کنیت رکھتے تھے۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف

﴿اسد الغابۃ (۴:۵)﴾ مسلم کتاب الامارۃ باب ثبوت الجنة للشہید (۴۸۹۲) ﴿اسد الغابۃ (۲:۶/۱)﴾

﴿علل الحدیث لابی حاتم رازی (۱۹۳، ۱۹۴)﴾ الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (۸۸) اللالی المصنوعۃ (۴۷/۱)

﴿اسد الغابۃ (ت ۴:۶)﴾ الاستیعاب (ت ۱۷۵) ﴿الثقات (۳/۳۶)﴾

الکتاب فی التفسیر (جلد ۳۰۳)

ہے۔ اہل شام کہتے ہیں: انہوں نے یحییٰ بن زبیرؓ میں نبی ﷺ سے سنا ہے۔ سنن ابوداؤد میں ایک مصری مضبوط سند سے بحوالہ جناد بن ابی امیہ مروی ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سمندری سفر میں بسر بن ابی ارطاة کے ساتھ تھے تو ایک چور لایا گیا۔ فرمانے لگے، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سفر میں (چوروں کے) ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔“ *

ابن حبان * نے اپنی صحیح میں ایوب بن مسیرہ بن حلیم کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے بسر بن ابی ارطاة کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! ہمارے تمام کاموں میں انجام اچھا فرما۔“ (حدیث)

رہے واقفی تو وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات سے دو سال پہلے پیدا ہوئے۔ یحییٰ بن معین قول ہے: نبی ﷺ کی وفات کے وقت کم سن تھے اور دارقطنی نے کہا: وہ صحابی ہیں۔ ابن یونس کہتے ہیں: صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فتح مصر میں شریک تھے وہیں ان کی حویلی ہے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے مددگار تھے۔ امیر معاویہ نے انہیں چالیس کے اوائل میں یمن و حجاز کی جانب روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ جائزہ لیں جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار ہیں ان کا قصہ تمام کر دو۔ چنانچہ یہ اس ہم پر نکل گئے۔ امیر معاویہ کی طرف سے سمندری گمران رہے۔ آخری دور میں مالینو لیا ہو گیا تھا ابن السکن کا قول ہے: جب وہ فوت ہوئے تو حواس باختہ تھے۔ ابن حبان * کا قول ہے، امیر معاویہ کی طرف سے وہ کئی امور پر مقرر ہوئے۔ وہ جب دعا مانگتے تو اکثر اوقات ان کی دعا قبول ہوتی۔ فتنہ کے دور میں ان کی کئی باتیں مشہور ہیں جن میں مشغولی مناسب نہیں۔ بعض کا قول ہے کہ امیر معاویہ کے دور میں فوت ہوئے جو ابن السکن کا قول ہے۔ ایک قول خلیفہ کا ہے جس پر ابن حبان نے بھروسہ کیا ہے کہ عبدالملک بن مروان کے دور خلافت تک زندہ رہے۔ اور مسعودی نے نقل کیا ہے کہ وہ ولید کی خلافت میں ۸۶ھ میں فوت ہوئے۔

۶۳۲) بسر بن ابی بسر المازنی *

ازہبی مازن بن منصور بن عکرمہ، عبداللہ بن بسر کے والد ہیں۔ عبداللہ بن بسر کی حدیث سے صحیح مسلم * میں ان کا ذکر ثابت ہے۔ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ میرے والد کے ہاں فروکش ہوئے۔ ہم نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔“ (حدیث) اور نسائی میں عبداللہ بن بسر سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے اور روزے کے بارے میں ہفتے کے دن روزہ رکھنے کے متعلق عبداللہ بن بسر کی روایت سے بحوالہ ان کے والد ایک حدیث نقل کی ہے۔ بعض ان کی بہن سے بحوالہ ان کے والد اور بعض ان سے بلا واسطہ روایت کے قائل ہیں۔ ابوزرعدہ مشقی کا قول ہے کہ بسر ان کا بیٹا اور بیٹی رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں۔ ابن السکن نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بسر کے بیٹے وہ اپنے والد عبداللہ سے وہ اپنے والد بسر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس ایک ٹھہر پر سوار ہو کر آئے جسے ہم شامی گدھی کہتے تھے۔

* ابوداؤد کتاب الحدود باب فی الرجل یسرق فی الغزو و یقطع (۴۴۰۸) ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء لا تقطع الیدی فی الغزو (۱۴۵۰)

نسائی کتاب السارق باب القطع فی السفر (حدیث ۴۹۹۴) مسند احمد (حدیث ۸۸۱/۱) المعجم الكبير (۱۱۹۵/۲)

* صحیح ابن حبان (۹۴۹/۳) * الثقات (۳۶/۳) * اسد الغابۃ (ت ۴۰۷) تجرید (۴۸/۱)

* مسلم کتاب الاشریۃ باب استحباب وضع النوی خارج التمر (حدیث ۵۱۵۵)

۶۳۳) بسر بن جعاش

قرشی ہیں جسے فروکش ہوئے یہ محمود بن سحج کا قول ہے۔ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ بنی عامر بن لؤی سے تعلق رکھتے تھے۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ اہل عراق انہیں بسر اور اہل شام بشر کہتے ہیں۔ دارقطنی اور ابن زبیر کا قول ہے، نقطوں سے یہ نام ٹھیک نہیں۔ ابوعلی الجہری نے اپنے نوادر میں بغیر نقطے کے قلمبند کیا ہے البتہ ان کے والد کا نام جعش بتایا ہے۔ امام مسلم اور ابن السکین وغیرہ فرماتے ہیں: ان سے جبیر بن نفیر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں لی۔ مسند احمد اور ابن ماجہ میں صحیح سند سے ان کی احادیث مروی ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: جس میں وفات پائی، شامیوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

۶۳۴) بسر بن داعی البعیر الاشجعی

دارمی، عبداللہ بن حمید، ابن حبان اور طبرانی نے عمرہ بن عمار کی سند سے ایاس بن سلمہ بن الاکوع بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے بسر بن داعی البعیر کو بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ وہ کہنے لگے: میں نہیں کھا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہ کھا سکو۔ پھر ان کا دایاں ہاتھ کبھی بھی منہ کی طرف نہ اٹھا۔“ اور مسلم نے یہ روایت اسی سند سے نقل تو کی لیکن بسر کا نام نہیں لیا۔ اور اپنی روایت میں یہ اضافہ نقل کیا کہ ”تکبر اس کے آڑے آ گیا تھا۔“

ادھر عیاض نے شرح مسلم میں یہ ثابت کیا ہے کہ وہ منافق شخص تھا۔ نووی نے اپنی شرح میں اس بات کو دلیل بنا کر کہ ابن مندہ، ابوسعیم اور ابن ماکولا وغیرہ نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے، عیاض کی تحقیر کی ہے۔ لیکن اس استدلال میں تامل ہے کیونکہ جن کا انہوں نے ذکر کیا ان کی سند ذکر نہیں کی سوائے اس حدیث کے لہذا احتمال برقرار ہے۔ یوں جمع بھی ممکن ہے کہ وہ اس حالت میں اسلام نہ لائے ہوں پھر مسلمان ہو گئے ہوں۔ انھیں بشر (نقطوں سے) بھی (لکھا پڑھا) گیا ہے، اسی کو ابن مندہ نے ذکر کیا اور ابوسعیم نے ان کی تردید کی ہے اور ان کے بیان کردہ نسب کو لفظاً غلط قرار دیا۔ ابن ماکولا اور دارقطنی نے اس لفظ سے کوئی اختلاف ذکر نہیں کیا کہ یہ لفظ بغیر نقطے کے ہے۔ اور تنہائی نے سنن میں کہا ہے کہ نقطے والا زیادہ صحیح ہے۔ ابن فحون نے عجیب کام کیا کہ اس نام کو بشر میں استدراک میں ذکر کر دیا جیسا کہ آئے گا۔

۶۳۵) بسر بن سفیان

ابن عمرو بن عویر بن صرمہ بن عبداللہ بن عمیر بن حنظلہ بن سلول الخزاعی۔ ابن کلبی نے کہا: نبی ﷺ نے انھیں خط بھیجا، وہ شریف انسان تھے۔ ابوعمر نے کہا: ۶۰ھ میں اسلام لائے۔ حدیبیہ وغیرہ کے تذکرہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہمیں عبدالرحیم بن سلیمان نے بحوالہ زکریا بن ابی زائدہ بتایا، فرماتے ہیں: میں ابواسحاق یعنی سیمی کے ساتھ مکہ مدینہ کے درمیان تھا تو

اسد الغابۃ (ت ۴۰۸) الاستیعاب (ت ۱۷۸) اسد الغابۃ (ت ۴۰۹) تجرید (۴۹/۱)

دارمی کتاب الاطعمۃ باب الاکل بالیمین (۹۷/۲)

مسلم کتاب الاشربۃ باب آداب الطعام والشراب و احکامها (حدیث ۵۱۳۶)

الاکمال (۲۶۸/۱) اسد الغابۃ (۴۱۱) الاستیعاب (ت ۱۷۶) تجرید (۴۸/۱)

خزاعہ کے ایک شخص انھیں اپنے ساتھ لے گئے اور ہمارے پاس نبی ﷺ کا ایک نامہ مبارک نکال لائے۔ جو خزاعہ کی جانب تھا۔ جو آپ نے انھیں کھوایا تھا اس میں لکھا تھا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ اللہ کے رسول محمد (ﷺ) کی جانب سے بدیل بن ورقاء بسر اور بنی عمرو کے سرداروں کی جانب“ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسے طبرانی نے عبد الرحمن بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن بسر بن عبد اللہ بن سلمہ بن بدیل بن ورقاء بنحوالہ ان کے آباء باپ سے باپ بدیل تک روایت کیا ہے۔ پھر اسے ذکر کیا۔ فاکہی نے یہ روایت عبد الرحمن کے حوالہ سے ”کتاب مکہ“ میں نقل کی، فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی کتاب سے انھیں اطباء کرائی۔ اور انہیں ماکولا* وغیرہ نے باکے زبر اور سین کے سکون سے قلمبند کیا ہے اور میں نے خود فاکہی کی اصل کتاب میں اس پر احوال (نقطے کے بغیر) کی علامت دیکھی ہے۔

امام احمد* اپنی مسند میں لکھتے ہیں: ہمیں یزید بن ہارون نے بنحوالہ محمد بن اسحاق زہری، عروہ بن زبیر، مسور بن مخرمہ اور مروان بن الحکم بتایا کہ یہ دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ احدیبہ کے سال صرف زیارت بیت اللہ کے لیے نکلے۔ آپ کا جنگ کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ اپنے ساتھ ستر جانور بطور ہدی لے گئے۔ جب آپ ﷺ عسفان پہنچے تو یہاں بسر بن سفیان کھسی سے ملاقات ہوئی، وہ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! قریش کو آپ ﷺ کے سفر کی اطلاع ہو گئی ہے تو وہ بھی بچے عورتیں لے کر نکل آئے ہیں۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

یہ روایت بخاری* میں معمر کی سند سے بنحوالہ زہری منقول ہے، اس میں ہے: بدیل بن ورقاء اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ آئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی اور بسر کا نام نہیں لیا۔ انہی کو عبد اللہ بن زبیری، اس قصہ میں کہتے ہیں جس میں آل مخزوم نے خزاعہ سے ولید بن ولید بن مغیرہ کے خون کا مطالبہ کیا تھا:

”سنو! تم دونوں بسر بن سفیان کو اطلاع دے دو، میری طرف سے اسے (عورت کو) اونچی آواز والا خبردار شخص پہنچا دے۔“

پھر وہ قصیدہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: بسر نے اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑ کر کہا: اے قریشیو! یہ میرا بیٹا تمہارے پاس دیت میں گروی ہے۔ تو خالد بن ولید نے اسے رکھ لیا پھر اسے کھلا پلا کر نیا جوڑا پہنایا اور خوشبو لگا کر کہا اپنے ابا کے پاس جاؤ۔ ادھر سے بسر بن سفیان ولید کی دیت لا کر ان کے پاس آ گئے۔

۶۳۶) **بسر بن سلیمان***

ان سے ان کی بیٹی سحیہ روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ابن ماکولا* نے کہا: ابن الاثیر نے انھیں پہلے والے پر استدراک کرتے ہوئے ذکر کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

مجمع الزوائد (۱۷۱/۸) * المعجم الكبير حديث (۱۱۸۸/۲) * الاكمال (۳۶۶/۱)

مسند احمد (۴/۲۳۳) (۴/۳۳۱) بخاری كتاب الحج باب اشعار البدن (تعلیقاً)

اسد الغابۃ (ت ۴۱۲) * الاكمال (۶۵/۳)

۶۴۷) بسر بن عبدالرحمن الحضرمی

صحابی ہیں جو حمص میں فروکش ہوئے۔ یہ بات احمد بن محمد بن عیسیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھی ہے اور کہا ہے کہ ان سے ابوہشبی روایت کرتے ہیں۔

۶۴۸) بسر بن عصمة المزنی

ازبنی ثور بن ہذمہ، مزینہ کے سرداروں میں سے تھے۔ ابوہشبی آمدی کہتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد ”جس نے جبینہ قبیلہ کو اذیت پہنچائی اس نے گویا مجھے تکلیف دی“ سنا ہے اسے ابن ابی ماکولاؓ نے نقل کیا ہے۔ اور ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بشر نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ آ رہا ہے۔

۶۴۹) بسر سلمی رافع کے والد

بشر جو زیر سے ہے ان میں تذکرہ آ رہا ہے۔

۶۵۰) بشرہؓ بصرہ بھی کہا جاتا ہے بعد میں آئے گا۔

۶۵۱) (ز) بسطام

صفوان بن امیہ کے غلام۔ نسطاس جونون سے ہے اس میں ذکر آئے گا۔

بشر (زیر اور نقطوں والے شین سے) نامی حضرات کا ذکر

۶۵۲) بشر بن أبی نرق الانصاری

ابن الحارث، تذکرہ آئے گا۔

۶۵۳) بشر بن براء بن معرور

قریب ہی ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب گزر چکا ہے کہ وہ نقیب تھے اور ہجرت سے پہلے فوت ہوئے۔ جہاں تک بشر کا تعلق ہے تو وہ اپنے والد کے ساتھ عقبہ میں موجود تھے بدر اور بعد کے مہمات میں شریک رہے۔ خیبر کے بعد اس کھانے سے جو انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ ذہر آلود بکری کا (گوشت) کھایا تھا، فوت ہوئے۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں، ابوالشیخ نے ”امثال“ میں اور ولید بن ابان نے ”کتاب الجود“ میں صالح بن کیسان کی سند سے بحوالہ ابن شہاب، عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بنی نضلہ تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے عرض کیا: جد بن قیس۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کس وجہ سے سردار مانتے ہو؟ عرض کیا: ہم سے زیادہ اس کا مال ہے۔

صرف ہم محل کی وجہ سے اسے معیوب سمجھتے ہیں۔ فرمایا: محل سے بڑھ کر کیا بیماری ہوگی؟ یہ تمہارا سردار نہیں۔ عرض کیا: یا رسول اللہ! تو پھر ہمارا سردار کون ہوگا؟ فرمایا: ”بشر بن براء بن معرور“ ❀

زہری سے روایت لینے میں ابن اسحاق نے ان (صالح) کی متابعت کی ہے اور اپنی روایت میں کہا: ”بلکہ تمہارا سردار سفید رنگ مٹھکھریا لے بالوں والا بشر بن براء بن معرور ہے“۔ ایسا ہی یونس اور ابراہیم بن سعد نے زہری سے اویس کی ان سے روایت میں نقل کیا ہے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے اسے اپنے والد سے مرسل روایت کیا ہے جسے ابن ابی عاصم نے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی معمر نے بھی مرسل روایت کیا ہے جو مصنف عبد الرزاق، خرائطی کی مساوی الاطلاق، ابو عمرو بن کی امثال میں زہری کے بھتیجے کی زہری سے روایت میں اور ابن ابی الیمان کے نسخہ میں شعیب کی زہری سے روایت میں ہے۔ معمرہ میں عبد الملک بن جابر بن عتیک کی بحوالہ جابر بن عبد اللہ کی حدیث سے اس کا شاہد بھی ہے جبکہ دوسرا شاہد متدرک، ابو عمرو بن کی امثال اور کامل بن عدی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے۔ جسے ابن عدی نے سعید بن محمد و زاق کے سوانح میں محمد بن عمرو کی ابوسلمہ سے ان کی ان سے روایت میں نقل کیا ہے اس میں سعید تجاہ نہیں بلکہ نصر بن شمیل نے ولید بن ابان اور ابوالشیخ کے ہاں اور محمد بن یحییٰ نے حاکم کے ہاں ان (سعید) کی متابعت کی ہے۔

یہ روایت ابوالشیخ نے بھی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے بسند ضعیف نقل کی ہے۔

❀ ۶۵۳ بشر بن الحارث

بن سرج بن بجاد بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عس العنسی۔ ابن شاپین نے ہشام بن کلثبی کی سند سے بحوالہ ابوالشعب عسی ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ان افراد میں سے تھے جو عس سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس دسواں شخص بھی لے آؤ تا کہ میں تمہیں جہنم باندھ دوں“ ❀ تو یہ لوگ طلحہ بن عبید اللہ کو اپنے گروہ میں شامل کر لائے تو آپ نے ان کے لئے علم باندھا اور ان کا شمار عشرہ بنایا۔ جو آج تک برقرار ہے۔ وہ بشر بن الحارث یہی والے، حارث بن ریح بن زیادہ سہاب بن زید، عبد اللہ بن مالک، قرہ بن حصن، قتان بن دارم، میسرہ بن مسروق، هرم بن سعدہ، اور ابوالحسین بن لقیم تھے جن میں سے ہر ایک کا ذکر اپنے محل میں آئے گا۔

❀ ۶۵۵ بشر بن الحارث

بن عمرو بن حارث بن الہشیم بن ظفر الانصاری الظفری۔ جو بشر بن امیر ق ہیں۔

ابن عبد البر ❀ فرماتے ہیں: بشر اور ان کے دونوں بھائی مبشر اور بشیر احد میں شریک ہوئے۔ جن میں سے بشیر منافق تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھوکرتا، پھر اس نے زہرہ جہالی اور بعد میں مرتد ہو گیا۔ اور اس کے بھائیوں بشر اور مبشر کے بارے میں نفاق کا ذکر نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔ رفاعہ بن زید میں یہ قصہ آئے گا۔

❀ اتحاف السادة المتقين (۱۹۶/۸، ۱۹۷/۶) الدر المنثور (۱۹۷/۶) ❀ الطبقات الکبریٰ (۴۱/۱)

❀ اسد الغابۃ (ت ۴۲۰) الاستیعاب (ت ۱۸۹) ❀ الاستیعاب (۲۵۱/۱)

۶۵۶ بشر بن الحارث بن قیس

بن عدی بن سعید بن سہم القرشی السہمی وہ اور ان کے دونوں بھائی حارث اور معمر مہاجرین حبشہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ ان کا نام سہم بن حارث ہے۔

۶۵۷ بشر بن حزن

عبدہ بن حزن بھی کہا جاتا ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ عبدہ میں ان کے متعلق گفتگو ہوگی۔

۶۵۸ بشر بن حنظلہ الجعفی

لگتا ہے یہ سوید بن حنظلہ کے بھائی ہیں۔ یہ تب ہے جب سند صحیح ہو۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حفص بن سلیمان کی سند سے بحوالہ عاتقہ بن مرثد، سوید بن غنفلہ وغیرہ سے بشر بن حنظلہ الجعفی سے مروی ہے، فرمایا: ہم واکل بن حجر حضری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے ارادے سے نکلے، راستے میں ہمارا گزر واکل کے دشمن قبیلے سے ہوا، وہ کہنے لگے: تم میں واکل ہے؟ ہم نے کہا: نہیں۔ (حدیث) ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابراہیم بن عبد الماعلیٰ کی سند سے بحوالہ ان کی دادی بنت سوید بن حنظلہ ان کے والد سے اسی حدیث کا مفہوم منقول ہے جبکہ پہلی سند کا چلاؤ زیادہ مکمل ہے۔

ازدی ان سوید کے متعلق کہتے ہیں: ان سے صرف ان کی بیٹی ہی روایت کرتی ہے۔ اگر کسی راوی سے غلطی نہ ہوئی ہو تو اور بات ہے ورنہ یہ بات ازدی کے متعلق ہے بصورت دیگر احتمال ہے کہ بشر اور سوید دونوں کے ساتھ یہ واقعہ بنا ہو۔

۶۵۹ (ن) بشر بن ربیعۃ الخثعمی بشر غنوی میں آئے گا۔

۶۶۰ بشر بن سحیم

بن فلاں بن حرام بن غفار الثفاری۔ انہیں نہرانی اور خزاعی بھی کہا جاتا ہے۔ پہلا اکثر (لوگوں کا قول) ہے۔ ایام تشریق کے متعلق امام احمد، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ ”یہ کھانے پینے کے دن ہیں“۔ اسے دارقطنی اور ابو ذر ہروی نے صحیح قرار دیا۔ ابن سعد کہتے ہیں: وہ کراخ الثعمیم اور ضحیمان میں سکونت رکھتے تھے۔

۶۶۱ بشر بن سفیان العتکی

”حوادث“ میں خراکلی نے عبد اللہ بن العلاء کی سند سے بحوالہ زہری، عبد اللہ بن حارث وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حدیبیہ کے سال جب رسول اللہ ﷺ مکہ کی جانب چلے تو ”بشر بن سفیان عتکی“ نے آ کر آپ کو

اسد الغابۃ (ت ۴۲۱) الاستیعاب (۱۸۰) * الاستیعاب (۲۴۹/۱) * تجرید اسماء الصحابة (۴۹/۱)

تجرید (۴۹/۱) * جامع المسانید (۲۶۵/۲) * اسد الغابۃ (ت ۴۲۷) الاستیعاب (ت ۱۸۳) تجرید (۵۰/۱)

نسائی کتاب الایمان باب تاویل قول اللہ تعالیٰ ﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا...﴾ (حدیث ۵۰۰۹)

ابن ماجہ کتاب الصیام باب ما جاء فی النهی عن صیام ایام التشریق حدیث (۱۷۲۰) مسند احمد (۴۱۵/۳)

سلام کیا، سلام کے بعد) آپ نے ان سے فرمایا: ”بشر! کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے کہ اہل مکہ کو میرے سفر کا پتہ چل چکا ہے؟“ وہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! فلائی رات میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور انہوں نے اس رات کا نام بتایا جس میں انہوں نے سفر کیا تھا۔ قریش اپنی مجالس میں بیٹھے تھے کہ ابوقیس کی چوٹی سے ایک شخص نے چیخ کر کہا: ”چلو! تمہارا مخالف تمہاری طرف چل پڑا ہے۔ اس کی طرف جاؤ اور عزت والا گروہ بن جاؤ۔“ یہ آوازیں ان کے دور و نزدیک والے نے سن لی، جس سے سارا مکہ گونج اٹھا۔ کشاکش کشاکش یہ لوگ کعبہ کے پاس جمع ہونے لگے، وہاں انہوں نے عہد کیے، قسمیں کھائیں کہ آپ ﷺ ان کے پاس مکہ میں نہ آنے پائیں۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”یہ بتوں کا شیطان ہے جسے عنقریب اللہ تعالیٰ ہلاک کر دے گا۔“ پھر راوی نے ان کے مکہ ان لوگوں کے حالات کی ٹوہ لینے کے لیے بھیجے جانے کا ذکر کیا اور بقیہ قصہ بیان کیا۔

۶۶۲) بشر بن عاصم

بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم الحجازی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر، ابن رشدین نے ان کا صحابہ میں یہی نسب ذکر کیا ہے۔ جبکہ بخاری، ابن حبان، ابن السکن اور ان کے تابعین نے کہا ہے: بشر بن عاصم، ان میں سے بعض نے ثقیفی بھی کہا، اور بعض بشر بن عاصم بن سفیان کہتے ہیں یہ آخری قول وہم پر مبنی ہے اس واسطے کہ بشر بن عاصم بن سفیان بن عبد اللہ ثقیفی جو اپنے والد بحوالہ اپنے دادا سفیان بن عبد اللہ سے روایت لیتے ہیں جو حضرت عمر کے گورنر تھے وہ بشر بن عاصم صحابی کے علاوہ ہیں۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان وغیرہ نے ان میں فرق ظاہر کیا ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: بشر بن عاصم صحابی رسول ہیں پھر فرمایا: بشر بن عاصم بن سفیان بن عبد اللہ بن ربیعہ ثقیفی حجازی ہیں۔ جن سے ابن عیینہ نے سنا ہے پھر ان کے سوا کسی نے ذکر کیا۔

اور ابن حبان فرماتے ہیں: بشر بن عاصم کو شرف صحابیت حاصل ہے اور ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: بشر بن عاصم، صحابی ہیں، ان سے ابو وائل روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد کو یہ فرماتے سنا فرماتے ہیں: ابو وائل سے صرف سوید بن عبد العزیز نے اس کا ذکر کیا ہے، او۔ ان کا اشارہ اس روایت کی طرف سے جو سوید، یسار بن ابی الحکم سے بحوالہ ابو وائل نقل کرتے ہیں: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بشر بن عاصم کو حوازیں کی زکوٰۃ کا نگران مقرر کیا تو بشر گھری ٹھہرے رہے۔ بعد میں حضرت عمر سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: کیا تم پر ہمارا سنا ماننا لازم نہیں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے فرمایا: ”جو مسلمانوں کے کسی کام کا ذمہ دار بنایا گیا اسے قیامت کے روز لا کر جہنم کے بل پر کھڑا کیا جائے گا۔“ (حدیث)

اسے امام بخاری نے سوید کی سند سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ روایت سارے سوید کے علاوہ کسی نے نقل نہیں کی۔ اس کی حدیث بیانی میں ڈھیلا پن ہے۔ یہ روایت سوید کی سند سے ہمیں ملی ہے جسے ابن ابی شیبہ نے ابن نمیر سے بحوالہ فضیل بن غزوان، محمد راسبی، بشر بن عاصم سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا عہدہ لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا: مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسد الغابۃ (ت ۴۲۹) الاستیعاب (ت ۱۹۳) الفاریخ الکبیر (۲/۷۷) الثقات (۴/۶۸)

الجرح والتعديل (۲/۳۶۰) المعجم الکبیر (۲/۳۹۲) مجمع الزوائد (۵/۲۰۶) نصب الرایۃ (۴/۶۶) جامع المسانید (۲/۲۷۲)

المصنف لابن ابی شیبہ (۱۳/۱۷۷)

ان محمد کا ابن عبداللہؓ نے ذکر کیا ہے کہ یہ سلیم راسی ہیں۔ اگر بات ایسے ہے جیسے انہوں نے کہا تو یہ سند منقطع ہے اس واسطے کہ انہوں نے بشر بن عاصم کو نہیں دیکھا۔ اس کی ایک سند اور بھی ہے جسے ابن مندہ سلمہ بن تمیم کی سند سے بحوالہ عطاء، عبداللہ بن سفیان سے وہ بشر بن عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے بشر بن عاصم کو مکہ مدینہ کی زکوٰۃ وصول کرنے بھیجا تو وہ گھڑی ٹھہرے رہے باہر نہ آئے۔ حضرت عمرؓ ان سے ملے پھر لمبی حدیث ذکر کی۔

ابن مندہ فرماتے ہیں اس حدیث کی سند یوں بھی بیان کی جاتی ہے بشر بن عاصم سے وہ اپنے والد سے، لیکن ”اپنے والد سے“ کے الفاظ درست نہیں۔

اب تک جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ بشر بن عاصم بن صفیان صحابی نہیں بلکہ تابع تابعین ہیں۔ اور بشر بن عاصم جو صحابی ہیں ان کا نسب سوائے ابن رشدین کی روایت کے صحیح روایات میں بیان نہیں ہوا تو اگر وہ روایت صحیح محفوظ ثابت ہو جائے تو یہ قرشی ہیں ورنہ وہ یقیناً ثقفی کے علاوہ ہیں۔

ادھر ابن الاثیرؒ کا کلام اس کے منافی ہے جو کچھ میں تحریر کر چکا ہوں اس میں غور کرنے سے ان کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔ اللہ ہی رہنما ہے۔

۶۶۳ بشر بن عبداللہ الانصاری الخزرجیؓ

ابن اسحاق نے ان کا شہدائے یمامہ میں ذکر کیا ہے اور ابن سعد نے ان کا تذکرہ کر کے کہا: ہمیں انصار میں ان کا نسب نہیں ملا۔ اور ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم بن یزید سے اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا: کہ بشر بن عبداللہ بن حارث بن خزرج، مویٰ ابن عقبہ وغیرہ نے جب ان کا ذکر کیا تو ان کا نام بشر لیا جیسا کہ آئے گا یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔

۶۶۴ بشر بن عبداللہؓ

سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے ۱۳ھ میں انہیں حضرت سعد کے ساتھ عراق بھیجا تھا تو حضرت سعد نے انہیں قیس کے جزائر آدمیوں کا امیر بنادیا۔ طبری نے ان کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا۔

۶۶۵ بشر بن عبدؓ

بصرہ میں سکونت پذیر رہے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے نبی ﷺ سے سنا: ”تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اس کے لیے استغفار کرو“

اور ان سے ان کے بیٹے عفان روایت کرتے ہیں میرے علم کے مطابق اور کوئی ان سے روایت نہیں کرتا۔

❖ الاستیعاب (۲۵۲/۱) ❖ اسد الغابۃ (۲۲۴/۱) ❖ اسد الغابۃ (۴۳۱) الاستیعاب (۱۸۱) تجرید (۵۰/۱)

❖ اسد الغابۃ (۴۳۲) الاستیعاب (۱۸۲) تجرید (۵۰/۱)

❖ مسند احمد (۳۶۰/۴ - ۳۶۳) المعجم الكبير (۱۹۹/۱۸) المطالب العالیۃ (۷۵۴۱) الکامل فی الضعفاء (۸۴۳/۲)

ایسا ہی ابن عبداللہؓ نے ذکر کیا ہے۔ ان کے علاوہ میں نے کسی کے ہاں ان کا تذکرہ نہیں دیکھا۔

۶۶۶ بشر بن عرقطہؓ

بن شخاش الجعفی، انہیں بشیر بھی کہا جاتا ہے یہ اکثر کا قول ہے ابن مندہ کہتے ہیں پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ان کی حدیث ولید بن مسلم کے ہاں ملتی ہے فرماتے ہیں: عبدالحمید بن عدی الجعفی نے ہمیں بحوالہ عبداللہ بن حمید جعفی بتایا کہ جبینہ کا بشر بن عرقطہ نامی ایک شخص اپنے اشعار میں کہتا ہے:

”فتح مکہ کے تڑکے ہم محمد ﷺ کے ساتھ، لوگوں سے آگے ایک ہزار کی نفری میں نمودار ہوئے۔ اور حنین کے روز جس کی ہولناکی میں ہم موجود تھے بے شک وہ ایسا تاریک دن تھا جس میں موت ہی موت پکاری جا رہی تھی۔“

یہ اشعار جن میں وہ کہتا ہے:

”میں محمد ﷺ کے سامنے کلے میدان میں ایسے لشکروں پر وار کر رہا ہوں جو نافرمان اور زیادہ ظالم ہیں۔“

اسے حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ہشام بن خالد سے اور غنوی نے اپنی تاریخ میں صفوان بن صالح سے وہ دونوں ولید سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان کا نام بشیر لیا ہے۔ ایسا ہی ”مغازی“ میں محمد بن ہامد نے ولید سے ذکر کیا ہے اور ”مؤلف“ میں خطیب میں ہشام کی سند سے درج کیا ہے میں نے ان کے قلم سے بشیر بروزن عظیم لکھا دیکھا ہے۔

بلغوی کہتے ہیں: مجھے اس سند سے اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ اور یہ سند مبہول ہے۔

میں کہتا ہوں: عبدالحمید کے متعلق ابواہم فرماتے ہیں: وہ دیدار صاحب صلاحیت شخص ہے۔ رہے ان کے شیخ تو میں انہیں نہیں جانتا۔ مذکورہ حدیث ہشام بن عمار نے ولید سے نقل کی تو یوں کہا: عبداللہ بن حمید بحوالہ بشیر بن عرقطہ فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے دعا کی توجہ اور ان کے پیروؤں میں سے ہزار آدمی اسلام لے آئے اور نبی ﷺ کے ساتھ غزوات و واقعات میں شریک رہے اسی کے متعلق بشیر فرماتے ہیں۔ پھر اشعار ذکر کیے۔ کسی سند میں مجھے ان کا بشیر (سکون سے) نام نظر نہیں آیا اور نہ ابن مندہ نے ولید تک اس کی سند بیان کی ہے۔

۶۶۷ بشر بن عصمۃ اللیثیؓ

طبرانیؒ نے ”کبیر“ میں مجاعة بن معصن العبدي کی سند سے بحوالہ عبید بن حصین، بشر بن عصمہ صحابی رسول سے روایت کیا فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ان کے قبیلہ کے بارے میں فرمایا: ”یہ میرے اور میں ان کا ہوں“ (حدیث) اس کی سند میں ضعف ہے۔ مجاہد سے دوسری سند سے مروی ہے: وہ بشر بن عطیہ کہتے ہیں۔

۶۶۸ بشر بن عصمۃ المزنیؓ

ان سے کثیر بن النخعی ابویوب کے غلام روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”خزاعہ

الاستیعاب (۲۴۹/۱) * اسد الغابۃ (۴۳۳) تجرید (۵۰/۱) * اسد الغابۃ (ت ۴۳۴) الاستیعاب (ت ۱۸۵) تجرید (۵۰/۱)

المعجم الکبیر (۱۲۲۷/۲) * اسد الغابۃ (۴۳۴) الاستیعاب (ت ۱۸۵)

الاصحاب في قبيلة بني النضير (الجزء الأول)

میرے اور میں ان کا ہوں۔" اسے ابن ابی حاتم، ابو احمد عسکری اور ابن عبد البر نے روایت کیا ہے۔ بعض کا قول ہے کہ وہ پہلے والے ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ اور ہیں۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ آمدی نے کہا: یہ نام پیش اور بے نقطہ والے ساکن حرف سے ہے۔ سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ ان امراء سے ہیں جنہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قبیلہ کی طرف بھیجا تھا وہ سارے کے سارے صحابہ تھے۔ ابن عساکر نے ان کا بشر نامی حضرات میں تذکرہ کیا ہے جیسا کہ یہ نام یہاں ہے۔ واللہ اعلم

(۶۶۹) بشر بن عطیہ

ابن حبان نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی روایت کی سند پر مجھے اعتماد نہیں۔ اور ہاروری نے برد بن شان کی سند سے بحوالہ مکحول، بشر بن عطیہ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا: آپ ﷺ نے اپنی وفات سے پہلے جو میں کاموں پر لعنت کی۔ فرمایا: "آگاہ رہو! اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور لوگوں کی اس پر لعنت ہو جو کوئی میرا تھوڑا سا حق بھی کم کرے۔" پھر لمبی حدیث بیان کی۔ اور ابن مندہ نے مکحول کی سند سے بحوالہ غصیف بن حارث، ابو ذر سے روایت کیا ہے کہ بشر بن عطیہ نے نبی ﷺ سے کوئی بات پوچھی آپ نے اس کا جواب دیا۔

میں کہتا ہوں: وہ عکاف کے قصبہ میں ہے جو ان کے سوانح میں آ رہا ہے۔ لیکن ان کا نام عطیہ بن بسر ہی محفوظ ہے اور ان کا تعلق قبیلہ مازن سے ہے۔ جو پیش اور سین کے سکون سے ہے۔ "بشر بن عصمہ" میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ انہیں بشر بن عطیہ بھی کہا گیا ہے۔

(۶۷۰) بشر بن عقربۃ الجہنی

ابو الیمان، انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے جیسا کہ آئے گا۔ بعض نے شین کے بعد یا کی زیادتی کے ساتھ بشر بھی کہا ہے۔ ابن اسکن بحوالہ بخاری فرماتے ہیں! بشر زیادہ صحیح ہے۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اسی عنوان سے ان کے سوانح لکھے ہیں۔ فرماتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن عثمان نے بحوالہ حجر بن حارث بتایا کہ وہ فرماتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عوف کو فرماتے سنا: میں نے بشر بن عقربہ کو فرماتے سنا: کہ میرے والد کسی غزوے میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور وہاں ان کی شہادت ہو گئی۔ جب آپ کا میرے پاس سے گزر ہوا اور آپ نے مجھے روتے دیکھا تو فرمانے لگے: "چپ کر جاؤ مت رو، کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ میں تمہارا باپ اور عاتشہ تمہاری ماں ہو؟" میں نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

امام بخاری فرماتے ہیں: مجھے عثمان نے بتایا کہ بشر فلسطین میں مشہور ہیں۔ یہی بشر نام محمد بن المبارک نے بحوالہ حجر بن الحارث بتایا ہے۔ اور سعید بن منصور نے "بشر بن عقربہ" کہا۔ میں کہتا ہوں: ان کا یہی نام جو میں نے ایک دوسری حدیث میں پڑھا ہے جس کی سند یوں ہے میں نے یہ حدیث ابو الفرج بن حماد کے سامنے پڑھی کہ علی بن اسماعیل نے انہیں بتایا، انہیں اسماعیل بن عبد القوی نے بحوالہ فاطمہ بنت سعد الخیر سے سن کر وہ فاطمہ جو زوانیہ سے سن کر کہ ابن ربزہ نے انہیں بتایا، مجھے طبرانی نے، انہیں

مسند احمد (۵۰۰/۳) المعجم الكبير (۱۷۲۷/۲) الجرح والتعديل (۳۶۰/۲) الاستيعاب (۲۵۰/۱) الثقات (۳۱/۳)
کنز العمال (۴۴۰۵۷) جمع الجوامع (۹۰۸۳) اسد الغابۃ (ت ۴۳۵) الاستيعاب (۱۹۲) تجرید (۵۰/۱) التاريخ الكبير (۷۸/۲)

ابوزید قرطبی اور علی بن عبدالعزیز نے وہ دونوں فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ حجر بن الحارث غسانی، عبداللہ بن عوف کتانی سے وہ رملہ میں عمر بن عبدالعزیز کی طرف سے گورنر تھے انہوں نے دیکھا کہ جب عمرو بن سعید قتل ہوئے تو عبدالملک بن مروان نے بشر بن عقرہ جہنی سے کہا: ابوالیمان! کوئی بات کرو! مجھے تمہاری گفتگو کی ضرورت ہے، تو بشر کہنے لگے: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”جو دکھلاوے اور سنانے کی غرض سے خطبہ دینے کھڑا ہوا اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں اسے ہر کوئی دیکھ سکے اور اس کے بارے میں سن سکے۔“

اسے امام احمد نے بھی سعید سے نقل کیا ہے یوں ہم علوسند میں ان کے مطابق ہو گئے۔ اور بغوی نے علی بن عبدالعزیز سے یوں ان کی موافقت بھی ہو گئی۔ ابن السکن فرماتے ہیں یہ مشہور حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی اسماعیل بن عیاش کی روایت سے بحوالہ مضمہ بن زرع، شریح بن عبید، بشر بن عقرہ سے اسی مفہوم کی ایک اور سند بھی ہے۔ ابو حاتم نے ”بشر“ نام کو ترجیح دی ہے اور ابن حبان نے ان کے برعکس کہا کہ جو انہیں بشیر کہتا ہے اسے وہم ہو گیا ہے۔ ابن عبدالبر* فرماتے ہیں۔ بشر بن عقرہ ۸۵ھ کے بعد فوت ہوئے۔ اور ابن حبان* کا قول ہے کہ فلسطین کے کسی ضلع کے کسی گاؤں میں فوت ہوئے۔ اور ابن سمیع نے ان کا فلسطین میں فروکش ہونے والوں میں ذکر کیا ہے اور بشر ان کا نام بتایا ہے۔ ان کا ذکر ایک اور حدیث میں بھی آتا ہے جس میں انہیں بشیر (یا کاذب اور شیم کاذب) نام سے بلایا گیا ہے۔

ابن اسحاق ربلی نے اپنے فوائد میں لکھا ہے جسے میں نے سلفی کے قلم سے پڑھا ہے فرماتے ہیں: ہمیں حسن بن بشر نے بتایا کہ مجھے میرے والد نے اپنے والد حسن بن مالک بن نافذ سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں نے بشیر بن عقرہ جہنی سے سنا: فرمایا: میرے والد عقرہ جہنی نبی ﷺ کے پاس آئے، فرمایا: عقرہ! یہ تمہارے ساتھ (بچہ) کون ہے؟ عرض کیا: یہ میرا بیٹا بخیر ہے آپ نے فرمایا: ادھر آؤ، میں آپ کے قریب جا کر آپ کی دائیں ران پر بیٹھ گیا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور فرمایا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا: بخیر ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا: نہیں! تمہارا نام بشیر ہے میری زبان میں کچھ لگت تھی آپ نے میرے منہ میں پھونک ماری تو میرا ہکلا پن دور ہو گیا۔ اب میرے سر کے سارے بال سفید ہو گئے سوائے اس جگہ کے جہاں آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا وہ بدستور سیاہ ہیں“ پھر اسے اسحاق نے بحوالہ حسن بن سوید، عبدالرحمن بن عتبہ الجہنی سے وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن بشر بن عقرہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: پھر اسی مفہوم کی حدیث ذکر کی۔ دونوں جگہوں میں ان کا نام بخیر ابتداء میں زیر اور حا کے زیر سے لکھا ہے۔

(۶۶۱) بشیر بن عمرو*

بن محسن الانصاری۔ کنیت سے شہرت پائی نام میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ ہم کئیوں میں ان کا ذکر کریں گے۔

(۶۶۲) بشر بن قدامة الضبابی* (ضاد کے زیر اور دو باؤں کے ساتھ)

حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ خطبہ کو نقل کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ ﷺ کو عرفات میں

* مستند احمد (حدیث ۵۰۰/۳) المعجم الكبير (۲۹) * الاستيعاب (۲۵۲/۱) * الثقات (۳۱/۳)

* اسد الغابة (۴۳۶) * اسد الغابة (۴۳۹) الاستيعاب (۱۹۱) تجرید (۵۷/۱)

الکتاب فی التفسیر الصحیح (جلد ۳۱۴)

سرخ اونٹنی پر ٹھہرے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: ”اے اللہ! دکھاوے اور شہرت کے بغیر کا سال ہے۔“ (حدیث)
ان سے عبداللہ بن حکیم کنانی روایت کرتے ہیں۔ اور ابن خزیمہ اپنی صحیح میں ان کی حدیث نقل کرتے ہیں۔ جس کی سند ابن
عبداللہ بن عسید بن بشر، عبداللہ بن حکیم ہے اور باوردی نے اسے موسیٰ بن ہارون سے بحوالہ ابن عبداللہ بن عسید سے روایت کیا ہے۔ بعض
کا قول ہے کہ وہ اس میں منفرد ہیں۔ جبکہ ہمیں ابن مندہ کی ”معرفۃ“ اور ”تقصیبات“ میں عالی سند سے مل گئی ہے۔

۶۴۳) بشر بن قیس

بن کلدہ التمیمی العنبری از بنی مالک بن عذر، ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا اور ان سے عبداللہ بن ابی ظبیہ روایت
کرتے ہیں۔ پھر ابن شاپین نے ایک ضعیف سند ولید بن عبداللہ بن ابی ظبیہ بحوالہ ان کے والد، بشر بن قیس بن کلدہ کی پیش کی ہے کہ
وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ان کے ساتھ ان کا بیٹا رحیم بھی تھا۔ تو ایک قسم کی وجہ سے وہ دونوں ایک زنجیر میں بندھے ہوئے تھے۔ آپ
ﷺ نے فرمایا: بشر! اس زنجیر کو کاٹ دو اب تمہارے اوپر کوئی قسم نہیں۔ چنانچہ وہ زنجیر کاٹ دی اور اسلام لے آئے۔ آپ نے ان
کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے خیر و برکت کی دعا کی۔
میں کہتا ہوں: کہ خلیفہ کے والد بشر کے سوانح میں اس کا کچھ تذکرہ آئے گا۔

۶۴۴) بشر بن المحتفز المزنی

خزاعی بن عبد قیس مزنی کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۶۴۵) بشر بن المحتفز البصری

فوح میں ان کا تذکرہ آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں سوس کا والی مقرر کیا تو انہوں نے آپ سے پوچھا کہ جو دیے عجم
پیش کرتے ہیں ان کا کیا کروں؟ آپ نے منع کر دیا۔

۶۴۶) (ن) بشر بن مسعود

ابن حبان * نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے وہ صحابی ہیں جبکہ ان کی حدیث کی سند میں تاہل ہے۔
میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے یہ بشر بن ابی مسعود ہوں جن کا ذکر قسم ثانی میں آئے گا۔

۶۴۷) بشر بن معاذ الاسدی

ذیل میں ابو موسیٰ نے ابولہر اسد بن احید بن نوح المزنی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ۲۳۶ھ میں جابر بن عبداللہ عقیلی سے
سنا، فرمایا: مجھ سے بشر بن معاذ اسدی نے بیان کیا کہ انہوں نے اور ان کے والد نے نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی اس وقت وہ دس
سال کے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے امام بنے ہوئے تھے آپ جبرائیل علیہ السلام کے سائے کی طرف دیکھتے جو بادل کے

* السنن الکبریٰ (۳۳۳/۴) معرفۃ الصحابة (۹۵/۳) حکن العمال (۱۲۵۵۹) جامع المسانید (۲۷۶/۲)

* تجرید (۵۱/۱) * الثقات (۳۱/۳) * اسد الغابۃ (۴۴۰) * تجرید (۵۱/۱)

سائے کی طرح تھا۔ جب سایہ حرکت کرتا نبی ﷺ رکوع کرتے، بشر بن معاذ کے ہاں اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں ہے۔ ابونصر کا قول ہے ایک سو پچاس سال کے ہو گئے تھے۔ * میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ بشر بن معاذ ۱۰۰ھ کے بعد بھی زندہ رہے لیکن جابر جھوٹ میں مشہور کذاب ہے۔

غبار نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امیر خالد بن احمد نے انہیں بخارا سے اس لئے جلا وطن کیا تھا کہ ان کا دعویٰ تھا کہ میں نے حسن بصری کا سماع کیا ہے وہ فرماتے ہیں: جب میری ولادت ہوئی تو مجھے نبی ﷺ کے سامنے لے جایا گیا۔ ان کی حدیث ”مؤلف“ میں ابوسعید مالینی نے ابو جعفر عینہ بن محمد مروزی کی سند سے بحوالہ جابر بن عبد اللہ بن ایمن یمانی، بشر بن معاذ توزی سے جو اہل توز سے ہیں۔ ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں کہ وہ صحابی ہیں اس وقت ان کی عمر ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال تھی فرمایا: ”میں نے اور میرے والد نے جب میری عمر دس سال تھی نبی ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔“ (حدیث)

۶۷۸ بشر بن معاویہ *

بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البراء، ان کا نام ربیعہ بن عامر بن حصصہ عامری بکائی ہے۔ باوردی فرماتے ہیں ان کی احادیث ان کی کسی اولاد سے مروی ہیں۔ اور ابن حبان کا قول ہے: وہ صحابی ہیں: اہل حجاز میں ان کا شمار ہے وہ اور ان کے والد وفد میں آئے تھے۔ ادھر بخاری * اور بغوی وغیرہ نے عمران بن ماعز کی سند سے روایت کیا اور ابن مندہ کی کتاب میں صاعد بن العلاء بن بشر ہے فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد نے اپنے والد بشر بن معاویہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ وہ اپنے والد معاویہ بن ثور کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے بشر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعا کی..... حدیث۔ اسی میں ہے کہ ان کے چہرے پر آپ ﷺ کے چھونے کا اثر ایسا تھا جیسے سفید نشان، وہ جس چیز کو چھوتے تو وہ بارونق ہو جاتی، * بغوی کا قول ہے: عمران مجہول ہے ابن مندہ کہتے ہیں: ہم انہیں صرف اس سند سے جانتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کے اور طرق بھی ہیں۔ ایک وہ جسے ابوالفیثم صائد بن طالب بکائی کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے والد نو اس بن رباط وہ اپنے والد، وہ اپنے والد واصل بن کاہل سے وہ اپنے والد وہ اپنے والد مجالد بن ثور سے وہ بشر بن معاویہ بن ثور سے جو صاعد کے نانا ہیں روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان دونوں کو سورۃ یسین، فاتحہ، معوذات اور نماز کو بسم اللہ سے شروع کرنا سکھایا۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی اس کی سند صاعد سے آگے زیادہ مجہول ہے۔

اس کا ایک اور طریق بھی ہے جسے ابن شاہین نے زیاد بن عبد اللہ بکائی کی سند سے بحوالہ معاویہ بن بشر بن یزید بن معاویہ بن ثور نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ”کہ بشر بن معاویہ بن ثور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کے چہرے پر اپنا دست اقدس پھیرا اور ان کے لیے دعا کی۔ اس سند میں اتھطار ہے۔

نیز ابن شاہین نے روایت کیا ہے اور ثابت نے ”ولائل“ میں ہشام کلبی کی سند سے بحوالہ ابومسکین، حضرت ابو ہریرہ کے

* جامع المسانید والسنن (۲۷۷/۲) * اسد الغابۃ (۴۴۱) الاستیعاب (ت ۱۸۴) تجرید (۵۱/۱)

* تاریخ الکبیر (۸۳/۲) * جامع المسانید والسنن (۲۸۰/۲)

الاصناف في مناقب الصحابة (الرو) جلد ۱

۳۱۶

غلام، جعد بن عبد اللہ بن معمر بن خالد بن ثور بن بکائی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معاویہ بن ثور بن عبادہ بن بکاء نبی ﷺ کے پاس آئے وہ انتہائی بوڑھے تھے ان کے ساتھ ان کا بیٹا بشر اور ہجعت بن عبد اللہ بن جندع بن بکاء اور جهم الامم تھا۔ معاویہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے اس بیٹے کے چہرہ پر ہاتھ پھیر دیں، آپ نے پھیر دیا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے تو محمد بن بشر بن معاویہ نے اس کے بارے میں اشعار کہے:

میرا باپ وہ ہے جس کے سر پر نبی ﷺ نے دست مبارک پھیرا تھا اور اس کے لیے خیر و برکت کی دعا کی تھی۔ * عبد عمرو بن کعب کے سوانح میں ان کا تذکرہ آ رہا ہے نیز ان کے والد معاویہ بن ثور کے حالات میں آئے گا۔

۶۷۹ بشر بن المعلى *

بعض ابن حنشل بن معلى، بعض ابن عمرو اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔ جارد عبدی ابوالمزہد اپنے لقب سے شہرت رکھتے ہیں نام میں اختلاف ہے جیم میں آئے گا۔

۶۸۰ بشر بن الهجنج البکائی *

ابن سعد نے ان کا تیسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ حضریہ * (ضاد کے زبر را کے زیر اور یا کی تشدید سے) میں فروکش ہوئے۔ اور نبی ﷺ کے پاس آنے والے لوگوں میں سے ہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ذکر کیا ہے۔ اور جو روایت طبقات کبریٰ ابن سعد میں ہے اس کے لحاظ سے ان کا تذکرہ چوتھے درجہ کے وفود میں کیا ہے۔ بشر بن معاویہ کے سوانح میں مجمع کا تذکرہ ہو چکا ہے احتمال ہے کہ ان کے والد ہوں۔

۶۸۱ بشر بن هلال العبدي *

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور ایک مجہول سند بحوالہ عکرمہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ چار اشخاص کو اسلام میں سرداری حاصل ہوئی۔ عدی بن حاتم، بشر بن هلال، سراقہ بن مالک اور عروہ بن مسعود۔ *

۶۸۲ بشر (بے نسبت) *

خلیفہ کے والد، ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہے۔ طبرانی * نے ابو معشر براء کی سند سے بحوالہ نوار بنت عمرو، فاطمہ بنت سلم ان سے خلیفہ بن بشر بحوالہ اپنے والد بشر سے روایت کرتے ہیں: کہ جب وہ مسلمان ہو گئے تو نبی ﷺ نے انہیں ان کا مال و اولاد لوٹا دیا، پھر آپ کی ان سے اور ان کے بیٹے طلحہ سے ملاقات ہوئی یہ دونوں ایک رسی میں بندھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: یہ کیا (سزا) ہے؟ عرض کیا: ”میں نے قسم کھائی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے میرا مال و اولاد واپس کر دیا تو میں اپنے آپ کو

* جامع المسانید (۲۸۰/۲ - ۲۸۱) * اسد الغابہ (۴۴۲) تجرید (۵۱/۱)

* اسد الغابہ (۴۳۳) تجرید (۵۱/۱) * اسد الغابہ (۲۲۰/۱)

* اسد الغابہ (۴۴۴) تجرید (۵۱/۱) * لسان المیزان (۳۰۶/۳) میزان الاعتدال (۴۳۱۴)

* اسد الغابہ (۴۲۴) تجرید (۴۹/۱) * المعجم الكبير (۲۵/۲)

الْاِسْكَنْ فِي بَيْتِ الْاِسْكَنْ (جلد ۱) ۳۱۷

باندھ کر جکڑ کر دیا گا۔ آپ ﷺ نے وہ رسی کاٹ کر فرمایا: ”تم دونوں ایسے ہی حج کرو یہ شیطانی عمل ہے“ ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے کہ یہ غریب روایت ہے۔ بشر سے ان کا بیٹا خلیفہ روایت کرنے میں متفرد ہے ایسا ہی حال بشر بن قیس کا گزر چکا ہے۔ مجھے نہیں پتہ دونوں ایک ہیں یا دو؟

۶۸۲ بشر سلمیٰ

رافع کے پدر بزرگوار، بعض شروع میں زبر اور یا کے اضافے کے قائل ہیں، اور کچھ لوگ شروع میں پیش بتاتے ہیں۔ اسی پر ابن السکن اور ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد بھروسہ کیا ہے اور بعض دیگر حضرات پیش اور سین ساکن کے قائل ہیں۔ ان کی حدیث امام احمد اور ابن حبان نے ابو جعفر محمد بن علی کی سند سے بحوالہ رافع بن بشر سلمیٰ، ان کے والد سے روایت کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:...

اس کے آخر میں ہے جسے وہ پائے گی کھا ڈالے گی۔ ابن حبان نے ”صحابہ“ میں مخالفت کرتے ہوئے لکھا ہے، جس کا یہ گمان ہے کہ وہ صحابی ہیں اسے وائم ہوا ہے۔

۶۸۳ بشر الغنوی

انہیں شعبی بھی کہا جاتا ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں: مصر کے باسی ہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور ابن السکن کا قول ہے کہ ان کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد، بخاری نے تاریخ میں اور طبرانی وغیرہ نے نقل کی ہے جو ولید بن مغیرہ معافری کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بشر غنوی مروی ہے۔ بعض کہتے ہیں شعبی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”قتل ظنیہ ضرور فتح ہوگا۔ اس گروہ کی کمان کرنے والا امیر کیا ہی اچھا ہوگا۔ اور کیا ہی بہترین وہ لشکر ہوگا۔“ فرماتے ہیں: مجھے مسلمہ بن عبدالملک نے بلایا۔ مجھ سے مطالبہ کیا تو میں نے انہیں وہ حدیث سنائی تو وہ بھی قتل ظنیہ کے جہاد میں شامل ہو گئے۔ میں کہتا ہوں: اس کا قائل عبداللہ بن بشر ہے۔ ابن السکن نے اسی سند سے نقل کرتے ہوئے کہا: بزر بن ربیعہ شعبی، قسم ثالث میں بشر بن ربیعہ شعبی آ رہا ہے۔ اس لیے یہ احتمال بھی ہے کہ وہ یہ ہوں یا کوئی اور ہوں۔

۶۸۵ بشر الاسدی

ہند جہیہ کے عاشق جو اس کے عشق سے چل بے، یہ قصہ سراج نے طویل انداز میں اپنی کتاب ”مصارع العشاق“ (عشاق کی پچھاڑ) میں اور جعفر مستغفری نے اور ابوسوی نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ”صحابہ“ میں ذکر کیا ہے۔ ہند میں اس کی سند آئے گی (یہ واقعہ آغاز اسلام کا ہے)۔

اسد الغابۃ (۴۵۷) الاستیعاب (۱۸۸) تجرید (۵۰/۱) الجرح والتعديل (۳۶۶/۲)

مسند احمد (۴۴۳/۳) صحیح ابن حبان (۶۸۴۰) اسد الغابۃ (۴۳۷) الاستیعاب (ت ۱۸۷) تجرید (۵۱/۱)

الجرح والتعديل (۳۶۶/۲)

مسند احمد (۳۳۵/۴) مستدرک (۴۲۲/۴) المعجم الکبیر (۴۶۶/۲) الدر المنثور (۶۰/۶) جامع المسانید (۳۶۹/۲)

بشیر نامی (شروع میں زبر شین کے زیر پھریا) حضرات کا تذکرہ

۶۸۶) **بشیر بن اکال** * (شروع میں زبر کاف مشدود)

الحاوی الانصاری۔ بخوی و بادردی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، جبکہ بزار، ابن السکن اور طبرانی وغیرہ نے عبد اللہ بن عبد الرحمن بن معمر (جو ابو طوالة انصاری ہیں) کی سند سے بحوالہ ایوب بن بشیر معاوی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: بنی معاویہ میں کوئی شورش ہوئی تو نبی ﷺ ان میں صلح کرانے گئے، آپ ایک شخص کا سہارا لے کر بیٹھے تھے اچانک ایک قبر کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ”تو نہ جان سکے۔“ * (حدیث) بخوی کہتے ہیں: مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی حدیث معلوم نہیں۔ اس میں عمر بن صہبان ضعیف راوی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: اس میں تامل ہے۔ کیونکہ ان کی حدیث میں سماع اور حضور کا ذکر نہیں۔ ابن الاثیر * فرماتے ہیں: مجھے ان کا نسب بیان کرتا کوئی نہ ملا۔ یہ احتمال ہے کہ وہ بشیر بن اکال بن لوزان بن حارث بن امیہ بن معاویہ اوی ہوں۔ ان کے بھتیجے انمان بن زید بن اکال کا تذکرہ آنے والا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہو سکتا ہے وہ بشیر بن سعد بن نعمان بن اکال ہوں جن کا ذکر عنقریب آئے گا۔ شاید کسی راوی نے انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا ہے۔

۶۸۷) **بشیر بن انس** *

بن امیہ بن عامر بن جشم بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس، احد میں شریک تھے۔ ابو عمر * نے اس کا ذکر کیا ہے اور ابن شاپین نے بروایت محمد بن یزید ان کے رجال سے نقل کیا، فرمایا: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

۶۸۸) **بشیر بن جابر** *

بن عراب (عین کے پیش سے) بن عوف بن ذوالہ بن شہوہ (شین کے زبر اور با کے سکون سے) ابن ثوبان بن عیس بن صحار بن عک بن عدنان، ثا سے بعض عدنان دونوں سے بھی کہتے ہیں۔ افضی، ابن یونس نے کہا: نبی ﷺ کے پاس آئے اور فتح مصر * میں شریک تھے اور ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابن سعانی نے ان کا نام یا پھر سین تقشیر سے قلمبند کیا ہے۔ واللہ اعلم

۶۸۹) **بشیر بن حارث انصاری** *

ابن قانع وغیرہ نے ان کا صحابہ بنی اللہ میں تذکرہ کیا ہے۔ ابن عبد البر کہتے ہیں: ابن ابی حاتم * نے ان کا ذکر کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۴۴۵) تجرید (۵۷/۱)

* المعجم الكبير (۱۲۲۷/۲) مجمع الزوائد (۵۳/۳) اتحاف السادة المتقين (۴۱۵/۱۰) جامع المسانيد والسنن (۳۰۹/۲)

* اسد الغابۃ (۲۲۷/۱) * اسد الغابۃ (۴۴۶) الاستیعاب (۲۰۲) * اسد الغابۃ (۴۵۰) الاستیعاب (۲۰۸)

* اسد الغابۃ (۲۲۱/۱) استیعاب (۲۵۶/۱) * اسد الغابۃ (۴۵۲) الاستیعاب (۱۹۸) * الجرح والتعديل (۳۷۳/۲)

میں کہتا ہوں: بات یہی ہے البتہ یہ اضافہ کیا ہے کہ بعض لوگ انہیں بشیر بن حارث یعنی پیش سے کہتے ہیں۔ ابن قانع نے داؤد اودی کی سند سے بحوالہ فضی، بشیر بن حارث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہارا یا تا میں اختلاف ہو جائے تو اسے یا سے لکھا کرو، قرآن کو بڑھ کر رہنے دو۔*

ابن قانع کے الفاظ عام یعنی فضی سے بحوالہ بشیر یا بشیر بن حارث ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جب تمہیں قرآن کی کسی آیت کے بارے میں شک ہو جائے تو قرآن کو بڑھ کر رہنے دو۔* ابن قانع کے الفاظ ہیں: "عامر سے" ایسا ہی انہوں نے شک سے ابتداء کا زریعہ پیش (لفظ بشیر میں) ذکر کیا ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے کہ عبد بن حمید نے انہیں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ جو وہم ہے اس واسطے کہ کئی لوگوں نے فضی کی سند سے بحوالہ بشیر بن حارث عبد اللہ بن مسعود یہ روایت موقوفاً نقل کی ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے جو فرمایا اس کا احتمال ہے۔ لیکن یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ انہوں نے مرفوع و موقوف دونوں طرح روایت کی ہو۔ واللہ اعلم

۶۹۰ بشیر بن خصاصیہ

ابن محمد آ رہا ہے۔

۶۹۱ بشیر بن ابی زید انصاری

ابن کلی کا بیان ہے کہ ان کے والد ابو زید أحد میں شہید ہوئے، وہ اور ان کے بھائی و داع صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ یہ ابو عمر نے نقل کیا ہے۔

۶۹۲ بشیر بن ابی زید انصاری*

ان میں سے ایک جنہوں نے عہد نبوی میں قرآن جمع کیا تھا، میری مراد ابو زید ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابوسعید ذکر کیا ہے کہ وہ حرہ کے روز شہید کر دیئے گئے۔ جبکہ ابن الاثیر نے ان پر یہ اعتراض کیا کہ وہ تو یوم الحمر میں خلافت فاروقی میں شہید ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: وہ سمجھے کہ ابن مندہ نے ان کے والد مراد لیے ہیں لیکن حق بات یہ ہے کہ ابو زید یوم الحمر میں اور ان کے یہ بیٹے حرہ کے روز شہید ہوئے۔ یہ پہلے والے ہوں اس کا بھی احتمال ہے۔

۶۹۳ بشیر بن سعد*

بن ثعلبہ بن جلاس (جیم کے زبر سے مخفف) اور دار قطنی نے یہ نام خاکے زبر اور لام کی تشدید سے قلمبند کیا ہے۔ بن زید بن

* اسد الغابۃ (۲۲۲/۱) * کنز العمال (۲۸۱۰) * اسد الغابۃ (۵۵۸) الاستیعاب (۲۰۰)

* اسد الغابۃ (۲۵۹) الاستیعاب (۱۹۴) تجرید (۵۳/۱)

مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری ہمدانی، نعمان کے والد۔ صحیح مسلم وغیرہ میں اولاد کو بہہ کے قصہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ان کی حدیث سنائی میں ہے۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معیت میں بمقام ”عین الثمر“ خلافت صدیقی ۱۲ھ میں شہید ہوئے۔ یہ انصار کے پہلے شخص تھے جنہوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ واقفی کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے شعبان میں انہیں فدک کی طرف ایک سریہ مہم میں بھیجا تھا اور پھر شوال میں وادی القری کی جانب روانہ فرمایا۔

۶۹۳ بشیر بن سعد

بن نعمان بن اکال انصاری معاوی، اپنے والد کے ہمراہ احد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ یہ عدوی کا بحوالہ ابن القدرح، قول ہے ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۶۹۵ بشیر بن سعد

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا اور محمد بن کعب قرظی کی سند سے بشیر بن سعد صحابی رسول سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”موشن کا مقام ایسا ہی ہے جیسا جسم میں سر کا مرتبہ۔“ طبرانی نے یہ روایت نقل تو کی ہے لیکن بشیر بن سعد، نعمان کے والد کے سوانح میں۔

میں کہتا ہوں: یہ سند ضعیف ہے اگر صحیح بھی ثابت ہو جائے تو ابن قانع ٹھیک ہیں۔ اس واسطے کہ قرظی نے نعمان کے والد کو نہیں دیکھا لہذا احتمال ہے کہ وہ بشیر بن سعد بن نعمان بن اکال ہوں جن کا سب سے پہلے ذکر ہوا۔

۶۹۶ بشیر بن عبد اللہ انصاری الخزرجی

ابو موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ابن شہاب سے اور ابوالاسود نے عروہ کے حوالہ سے شہدائے یرامہ میں ذکر کیا ہے۔ یہ پہلے گزرا چکا ہے کہ ابن اسحاق نے ان کا نام بشر بتایا ہے۔

۶۹۷ بشیر بن عبد المنذر انصاری

ابولبابہ کنیت سے مشہور ہیں، نام میں اختلاف ہے، کتبوں میں آئے گا۔ ابن حبان نے ابراہیم بن المنذر اور ابن سعد کے مجرور سے پر اسے ترجیح دی ہے کہ ان کا نام بشیر ہے، فرماتے ہیں بعض کا قول ہے کہ رفاعہ ہے۔

۶۹۸ بشیر بن عتیک

بن قیس بن حارث بن پیٹھ انصاری از بنی عمرو بن عوف، جبیر بن عتیک کے بھائی۔ احد میں شریک تھے اور یرامہ میں شہید ہوئے۔ عدوی نے بحوالہ ابن القدرح ان کا ذکر کیا ہے، ابن فتحون اور ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا ہے۔

مسلم کتاب الہبات باب کراهة تفضیل بعض الاولاد فی الہبة (۱۵۳/۱) (۱۵۴/۱) (۱۵۵/۱)

جامع المسانید (۲۹۲/۲) اسد الغابہ (۶۰/۱) المعجم الکبیر (۲۸/۲) مجمع الزوائد (۱۳۰۹۴) تہذیب تاریخ دمشق (۳۶۵/۳)

اسد الغابہ (ت ۶۶۱) الاستیعاب (ت ۲۰۲) الاستیعاب (۵۵۵/۱) اسد الغابہ (۲۵۵/۱) الثقات (۳۲/۳)

۶۹۹ بشیر بن عرفطۃ الجہنی

جرم میں گزر چکا ہے۔ ایسا ہی بشیر بن عقریہ اور بشیر بن عمرو بن حصن۔

۷۰۰ بشیر بن عنبس

بن زید بن عامر بن سود بن ظفر انصاری ظفری۔ ابو عمر کا قول ہے اُحد میں شریک تھے اور یوم جرم میں شہید ہوئے۔ طبری نے ان کا ذکر کیا کہ انہیں فارس الحواء کہا جاتا تھا۔ الحواء ان کا گھوڑا تھا، ایسا ہی دارقطنی نے ذکر کیا ہے۔ ابن شاپین نے کہا: ہمیں محمد بن ابراہیم نے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے حوالہ سے بتایا کہ وہ اُحد و خندق میں شریک رہے اور خلافت فاروقی میں شہید ہوئے۔ اور ابن ماکولا نے ابن القدراس سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا نام نسیر بتایا ہے۔ نون کے پیش اور سین کے زبر سے۔ میرے نزدیک یہ زیادہ معتبر ہے۔

۷۰۱ (ن) بشیر بن کعب

بن ابی الحمیری۔ سیف نے فتوح میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے جب ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ یرموک سے روانہ ہوئے۔ پھر ایسا ذکر کیا جیسا قسم ثالث میں آئے گا اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ اس وقت صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا اس لیے وہاں میں نے شک کی بناء پر ان کا ذکر کیا ہے۔

۷۰۲ بشیر بن ابی مسعود

قسم ثانی میں تذکرہ آئے گا۔

۷۰۳ بشیر بن معبد

انہیں مذیر بن معبد بن شراحیل، بھی کہا جاتا ہے۔ بن سبع بن ضہاری بن سدوس بن شیبان بن ذہل سدوسی، ابن خصاصیہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ لفظ خصاصیہ خا کے زبر اور صاد پر تشدید نہیں ہے۔ جو خصاصیہ کی طرف منسوب ہیں ان کا نام الاءۃ بن عمرو بن کعب بن حارث الغطریف الاصغر بن عبداللہ بن عامر الغطریف الاکبر الازدی۔ وہ بشیر کے جد اعلیٰ ضہاری بن سدوس کی دادی ہیں۔ یہ بات دمیاطی نے بحوالہ ابن کلبی لکھی ہے اور رامہرمزی نے اس پر بھروسہ کرتے ہوئے، کہا: ان کا نام کعبہ تھا۔ بعض ماویہ بنت عمرو بن حارث غطریفیہ اور بعض بنت عمرو بن کعب بن الغطریف کہتے ہیں۔

رہے ابو عمر تو وہ اس بات کے قائل ہیں کہ خصاصیہ ان کی والدہ نہیں۔ وہ تو ان کی دادی ہیں۔ اور ان کے نسب میں ضہاری کی جگہ ضباب کہا ہے جو لفظ غطریفی ہے اور ان کے والد کا نام مذیر کی جگہ یزید لیا ہے، جو ان کے ہاں ابن اسکن کی کتاب میں ابن مفرج کے قلم سے بدیر لکھا ہے جو درست ہے۔ ان کی حدیث امام بخاری کی الادب المفرد اور سنن میں ہے۔ ان کا نام زجم (زا اور حا کے

اسد الغابۃ (۴۶۸) الاستیعاب (ت ۱۹۵) الاستیعاب (۲۵۳/۱) الاستیعاب (۲۵۲/۱)

الاکمال (۱۲۳) تجرید (۵۳/۱) الاستیعاب (۲۵۲/۱)

سکون سے) تھا تو آپ ﷺ نے ان کا نام تبدیل کر دیا۔ ان کی اس حدیث کے علاوہ بھی احادیث ہیں۔

۷۰۳ بشیر بن معبد

ابو معبد اسلمی۔ ابن حبان کا قول ہے کہ وہ صحابی نہیں۔ اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بشیر اسلمی صحابی ہیں ان کی حدیث کو فیوں میں ہے۔ طلق بن عتاق نے مجھے بتایا: ہم سے محمد بن بشر بن بشیر اسلمی اپنے والد کے واسطے سے اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ وہ اشان لائے تاکہ اس سے وضو کریں۔ وہ انہوں نے دائیں ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی تو وہ ان پر کبیر کر کے کہنے لگے: ”(استنجے کی چیز دائیں ہاتھ میں؟) ہم دائیں ہاتھ سے صرف اچھائی (نفاست) والے کام کرتے ہیں۔“ اسے ابن مندہ نے ابوالحمز زبیدی کی سند سے بحوالہ محمد روایت کیا ہے اور ان کے دادا کے متعلق فرماتے ہیں: انھیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اسی روایت کو ہم نے عباس دوری کی سند سے بحوالہ طلق بن غنم نقل کیا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان میں موجود تھے۔ اور بغوی نے قیس بن ربیع کی سند سے بحوالہ بشر بن بشیر اسلمی سے وہ اپنے والد سے جنہیں صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، روایت کرتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔ اور ابن السکن دوسری سند سے روایت کرتے ہیں جس میں قیس کے حوالہ سے فرماتے ہیں: وہ درخت (تلمی بیعت کرنے) والوں میں سے تھے۔ مجھے حدیث کی کسی سند میں ان کے والد کا نام معبد نہیں ملا صرف ابوحاتم نے اس پر بھروسہ کیا ہے۔

ادھر ابن حبان نے ”صحابہ“ میں بشیر اسلمی جن کی حدیث ان کے بیٹے بشر بن بشیر سے مروی ہے کے درمیان اور بشیر بن معبد اسلمی (جو صحابی ہیں) کے درمیان فرق ظاہر کیا ہے۔ انھیں وہم ہو گیا حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے کہ بشیر اسلمی صحابی ہیں انھیں بشر بن معبد کہا جاتا ہے۔ پھر یحییٰ بن یعلیٰ کی سند سے بحوالہ محمد بن بشر وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا بشیر بن معبد سے روایت کرتے ہیں۔ پھر گزشتہ حدیث ذکر کی۔ لہذا ہمیں مستند ذرائع میں ان کا نام معبد ہی ملا۔ واللہ اعلم۔ ان کی ایک اور حدیث بھی ہے جسے بغوی نے بخاری کی سند سے بحوالہ ابوسعود، ابوسلمہ بشر بن بشیر اسلمی سے ان کے والد سے روایت کیا ہے جس میں بزرگوار کا ذکر ہے۔

۷۰۵ (ز) بشیر بن معاویہ

ابوعلقہ نحرانی، حاکم نے اکلیل میں، ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں اور بیہقی نے ”دلائل“ میں یونس بن کبیر کی سند سے بحوالہ سلمہ بن عبد یسوع ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوسعید کی روایت میں سعید بن عمرو سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے (جو عیسائی تھے پھر اسلام لے آئے) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کو خط بھیجا تو ان کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر واپس لوٹ گئے۔ اسی اثناء میں پوپ آپ ﷺ کا خط پڑھ رہا تھا اس کی سواری بدی، تو ان کے بھائی جس کا نام بشیر بن معاویہ ابوعلقہ تھا محمد ﷺ کو برا بھلا کہنے لگا تو پوپ نے اسے ڈانکا کہ میں نے تمہارے سامنے ایک فرستادہ نبی کا ذکر کیا ہے۔ اس پر بشیر نے کہا: اس کا بدلہ یہی ہے

اسد الغابہ (ت ۷۶) الاستیعاب (۱۹۹) الفات (۳۴/۳)

الاستیعاب (۲۵۴/۱) اسد الغابہ (۲۲۹/۱) معرفة الصحابة (۱۰۰/۳)

کہ میں اس نبی سے جا ملوں اور اپنی سواری کو مدینہ کی جانب ایڑ لگا دی۔ اور یہ اشعار کہتے جا رہے تھے: ”اشتقاق سے تیری طرف دوڑتی ہے نصاریٰ کے دین کے برخلاف اس کا دین ہے۔“

پھر ابو علقمہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہے یہاں تک کہ ان کی شہادت ہو گئی۔ میں نے اس قصہ کو مختصر نقل کیا ہے ورنہ یہ تین درقوں تک پھیل جاتا۔ ان شاء اللہ کتبوں میں ذکر ہوگا۔

۴۰۶) بشیر بن نعمان

بن عبیدہ، انہیں مقرن بن اوس بن مالک انصاری اسی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن القدری فرماتے ہیں: وہ ۷۰ھ کے روز اور ان کے والد یمامہ کے روز شہید ہوئے۔

۴۰۷) بشیر بن نقاس عبدی

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور انتہائی ضعیف سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے جس میں ان کا سماع نہیں، اس کا متن یہ ہے: ”جس بندے کو اللہ کینہ اور گھٹیا کرتا ہے وہ علم سے محروم ہو جاتا ہے۔“ ابو موسیٰ نے اسے نقل کیا ہے۔

۴۰۸) بشیر بن یزید الضبعی

بغوی کے ہاں بشیر بن یزید لکھا ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: ان کی حدیث بصرین میں عام ہے۔ ابن ابی حاتمؒ اپنے والد کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ بغوی کا کہنا ہے: میں نے ان کے بارے میں صرف اس حدیث میں سنا ہے، پھر اہلب ضبعی کی سند سے ان کے حوالہ سے وہ حدیث پیش کی۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ذی قار کے روز فرمایا: ”آج عرب عجم سے آدھے ہو گئے۔“

حقی بن مخلد نے اپنی سند میں اسی سند سے نقل کی ہے، ایسا ہی امام بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں، ان کے اور ابن اسکن کے بیان میں ہے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ خلیفہ نے یزید بن بشر کہا۔ ابو عمرؒ کہتے ہیں: پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن حبان نے ان کا تابعینؒ میں ذکر کیا ہے۔ فرمایا: بہت پرانے بوڑھے ہیں، دور جاہلیت پایا ہے، مرسل روایت نقل کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت کردہ کسی حدیث میں سماع کی وضاحت نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ذی قار عرب کی مشہور جنگ ہے جو کسریٰ کے لشکر اور بکر بن وائل کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کے اسباب جنہیں مؤرخین نے ذکر کیا ہے مختلف ہیں جن کی شرح و تفصیل طویل ہے۔ بہر کیف وہ جنگ بدر کے واقعہ کے کچھ ماہ بعد ہوئی۔ یہ ابن کلبی کا بیان ہے۔

۱۔ اسد الغابہ (ت ۴۷۲) تجرید (۵۴/۱) میزان الاعتدال (۵۹۳) کنز العمال (۲۸۹۲۷)

۲۔ اسد الغابہ (۴۷۳) الاستیعاب (۲۱۰) تجرید (۵۴/۱) الجرح والتعديل (۳۸۰/۲)

۳۔ المعجم الكبير (۲/۲۳۸) التاريخ الكبير (۱۰۶/۲) مجمع الزوائد (۲۱۱/۶) جامع المسانيد والسنن (۳۰۱/۲)

۴۔ التاريخ الكبير (۱۰۵/۲) الاستیعاب (۲۵۷/۱) الثقات (۷۰/۴)

الکتاب فی البیاض والصحاح (جلد ۳۲۳)

فرماتے ہیں: مجھے کبھی نے بتایا، ابوصالح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے سامنے ذی قار جنگ کا تذکرہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ پہلا دن ہے جس میں عرب عجم سے آدھے ہو گئے اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔“ *

۴۰۹ بشیر الانصاری *

عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ وہ ہرمعونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے تھے۔

۴۱۰ بشیر الثقفی *

بنو اور اسمعیلی وغیرہ نے انہیں بشیر نامی (بروزن عظیم) صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور ان لوگوں نے ابوامیہ عبدالکریم بن ابی الحارث (جو ایک ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ حصہ بنت سیرین، ان سے روایت کرتے ہوئے ان کی حدیث نقل کی ہے فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! زمانہ جاہلیت میں میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اونٹوں کا گوشت نہیں کھاؤں گا اور نہ شراب پیوں گا۔ آپ نے فرمایا: ”جہاں تک اونٹوں کے گوشت کی بات ہے تو وہ کھالیا کرو، ربی شراب تو وہ نہ پئے۔“ * ابن ماکولا * نے شروع میں پیش سے قلمبند کیا ہے بعض ان کے بارے میں ہجیر بھی کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

۴۱۱ بشیر الحارثی الکعبی *

عصام کے والد، ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں ان کی حدیث سعید بن مروان الرحادی سے ملتی ہے۔ عمیرہ بن عبدالمومن، عصام بن بشیر حارثی کعبی سے روایت کرنے میں ان (سعید) کی متابعت کرتے ہیں۔ عصام فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ میری قوم بنی حارث نے مجھے نبی ﷺ کے پاس بھیجا۔ آپ نے فرمایا: کہاں سے آ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں اسلام لانے میں آپ کی طرف اپنی قوم کا قاصد ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: خوش آمدید تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا: میرا نام اکبر ہے، آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تمہارا نام بشیر ہے۔ * یہ روایت نسائی نے ایوم والیلیہ میں، بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن السکن نے نقل کی ہے۔

ابن مندہ کا قول ہے: غریب روایت ہے جسے ہم صرف اہل جزیرہ کی حدیث عصام سے مروی ہی جانتے ہیں۔ ایک روایت میں امام بخاری فرماتے ہیں: عصام کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہو گئی تھی۔

۴۱۲ بشیر الغفاری *

ان کا ایک حدیث میں ذکر آتا ہے جسے حسن بن سفیان اور ابن شاپین وغیرہ عبدالسلام بن عجلان، جو ضعیف راوی ہے، کی سند سے بحوالہ ابو یزید حزن مدنی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ بشیر غفاری کی نبی ﷺ کے پاس نشست ہوا کرتی تھی

* حوالہ گزر چکا۔ * اسد الغابۃ (ت ۴۴۷) * اسد الغابۃ (۴۴۹) الاستیعاب (ت ۲۲۱)

* معرفۃ الصحابة (۱۱۹۸۳) جامع المسانید (۳-۴/۲) * الاکمال (۱۱۹) * اسد الغابۃ (۴۵۴) الاستیعاب (۲۱۱) تجرید (۵۲/۱)

* الجرح والتعديل (۳۸۰/۲) * التاريخ الكبير (۱۰۵/۲) * اسد الغابۃ (۴۶۹) الاستیعاب (۲۰۳) تجرید (۵۴/۱)

جس سے وہ کبھی غیر حاضر نہیں ہوئے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں انہوں نے ایک اونٹ خریدا، جو بدک گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بدکے لوٹ آتے ہیں، اس میں ہے ”اس وقت کیا حال ہوگا جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہے جب لوگوں کی رب العالمین کے حضور پیشی ہوگی؟“ اسے مردویہ نے اپنی تفسیر میں اسی سند سے روایت کیا ہے۔

۴۱۳ بشیر المعادی

یہی ابن کال ہیں پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۴۱۴ بشیر والد رافع

بشر میں گزر چکا ہے اور باکے پیش سے تصغیر بھی کہتے ہیں۔

بشر (پیش سے) نامی حضرات کا تذکرہ

۴۱۵ بشیر

ابن ماکولاؒ نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ ثقی پیش سے ہے والد رافع کے متعلق بھی لوگ کہتے ہیں: کہ وہ پیش سے ہے لیکن اس کا ثبوت نہیں، ایسا ہی بشیر بن حارث ہے۔

باب الباء جس کے بعد صاد ہے

۴۱۶ بَصْرَه بن اکثم الانصاری

بعض نے غزالی بھی کہا ہے نکاح میں ان کی ایک حدیث ملتی ہے۔ سعید ابن المسیب ان سے روایت کرتے ہیں۔ جسے ابو داؤد وغیرہ نے نقل کیا ہے بعض انہیں سمرہ پیش اور سین سے کہتے ہیں اور بعض نھلہ نون اور ضاد سے، کچھ نصرہ اسی وزن پر کہتے ہیں صرف دال کو اسے بدل دیتے ہیں۔ راجح پہلا نام ہی ہے جو صفوان بن سلیم کی سند سے بحوالہ سعید بن المسیب محفوظ ہے۔ بعض راویوں نے عبدالرزاق سے روایت کرنے میں ان کے متعلق اختلاف کیا ہے بعض نون ضاد سے، بعض لام سے اور بعض را سے کہتے ہیں، ایسا ہی یحییٰ بن ابی کثیر نے بحوالہ یزید بن نعیم، سعید سے نصرہ (نون ضاد) نقل کیا ہے۔ اسے ابن مندہ وغیرہ نے نقل کیا ہے اور محمد بن سعید بن المسیب سے بحوالہ ان کے والد شک کے ساتھ بصرہ یا نصرہ روایت کیا ہے اور ابن مندہ نے اسے اپنی سند سے بسرہ نقل کیا ہے۔ اور ان کے نسب میں کہا: غفاری ہیں یا کندی، اور اسے محمد سے روایت کرنے والا شخص انتہائی ضعیف ہے جو اسحاق بن ابی فروہ ہے۔

اور طبرانی نے ان کی مذکورہ حدیث نکاح میں بصرہ بن ابی بصرہ غفاری۔ جن کا ذکر ان کے بعد ہوگا۔ کے سوانح میں نقل کی

ہے اور ابن کلبی نے اسلم بن ابی الجون کی اولاد میں: معبد، بصرہ اور جلدیہ * نامی ایک بٹی کا ذکر کیا ہے لہذا احتمال ہے اس حدیث والے ہی بصرہ ہوں اگر اس نے یہ ضبط کیا ہو جس نے ابن اسلم خزاہی کہا۔

۴۱۷ بصرہ بن ابی بصرہ غفاری *

یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ اہل مصر فروکش ہونے والوں میں شمار ہوتے ہیں امام مالک اور اصحاب سنن نے ان کی حدیث نقل کی ہے جس کی سند صحیح ہے۔ ابن حبان * فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے: کہ وہ صحابی ہیں۔ یہ قول انہوں نے ان سے مروی حدیث میں اختلاف کی وجہ سے پیش کیا آیا وہ حدیث ان سے مروی ہے یا ان کے والد سے؟

باب الباء جس کے بعد عین ہے

۴۱۸ بعجہ بن زید الجذامی

ان کے بھائی برزخ کے سوانح میں ان کی حدیث گزر چکی ہے۔ انیف بن ملہ کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔

باب الباء جس کے بعد غین ہے

۴۱۹ بغیض بن حبیب *

بن مروان بن عامر بن ضیاری بن جحہ بن کابیہ بن حرقوص بن مازن بن مالک بن عمرو بن تمیم تمیمی مازنی، نبی ﷺ کے پاس آئے آپ نے ان کا نام حبیب * رکھا، شام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا۔

باب الباء جس کے بعد قاف ہے

۴۲۰ بقیلۃ الاکبر الاشجعی

ازہنی مکر بن اشجعی۔ کنیت ابوالمہمال تھی یہ لفظ قاف سے تصغیر ہے۔ آمدی * نے حرف با میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ انہوں نے احد کے روز نبی ﷺ کو کمک پہنچائی تھی انہیں احد کے روز گھوڑوں والا کہا جاتا ہے۔ یعنی اشجعی کے لشکر بعض لوگ کہتے ہیں: گھوڑوں والے مسر اشجعی ہیں۔ بقیلہ بڑی عمر کے سردار شاعر آدمی تھے وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں۔ جو انہوں نے ایک غزوے سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھے تھے۔

”کوئی قاصد ابو حفص (عمر) کو یہ پیام پہنچا دے، با اعتماد بھائی کی طرف میرا الزام پہ فدا ہو۔ ہماری اونٹنیاں،

* جامع المسانید والسنن (۳۱۴/۲ - ۳۱۵) * اسد الغابۃ (۴۷۷) الاستیعاب (۲۱۸) * الثقات (۳۷/۳)

* اسد الغابۃ (۴۸۱) * اسد الغابۃ (۲۳۶/۱) * المؤلف والمختلف (۸۱)

اللہ آپ کو راہِ راست پر رکھے، حصار کے زمانہ میں ہم تم سے غافل رہے۔“

وہ قصہ جعدہ سلمیٰ کے سوانح میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔ مذکورہ بقیلہ کے یہ اشعار بھی ہیں۔*

اگر تمہارے قریبی کے کپڑے بوسیدہ ہو جائیں تو اسے کپڑے بنا دو! جو پرانے کپڑے نہ پہنے اس کے لیے نئے نہیں ہیں۔
سب سے زیادہ شعر گو گھروہ ہے جس کا تو قائل ہے وہ گھر ہے جب میں اسے شعر کہنے کو کہوں تو وہ سچ کہے شعر تو آدمی کی عقل ہے جسے وہ مجالس کے سامنے پیش کرتا ہے چاہے وہ عقلمند ہو یا بے وقوف۔

عمر بن وہب نے ”اخبار مدینہ“ میں لکھا ہے بقیلہ بن المنہال الاشجعی نے کہا۔ اور وہ قادیسیہ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ بعض لوگ بقیلہ یعنی نون قا سے کہتے ہیں۔ اور ان کے اشتیاق مدینہ کے اشعار نقل کیے۔ زبیر بن بنگار ”موفقیات“ میں ان کے اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میں نے انھی سے سنا وہ ان کا نام غلط پڑھتے تھے بقیلہ نون سے کہتے تھے۔

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

۷۲۱ بکر بن امیۃ الضمری*

عمرو کے بھائی۔ ان کے بھائی کے سوانح میں ہی ان کا نسب آئے گا۔ ابن حبان،* بخاری* اور ابن السکن نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو حاتم* فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔

ابن حبان فرماتے ہیں: ان کی حدیث ان کے بھتیجے فضل بن عمرو بن امیہ سے ملتی ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کی حدیث ابن ابی الدنیا کی کتاب ”مجاہد الدعویہ“ میں ملی ہے اور ”موفقیات“ میں محمد بن اسحاق کی سند سے بحوالہ حسن بن فضل بن حسن بن عمرو بن امیہ، ان کے والد سے وہ اپنے چچا بکر بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی ضمرہ کے شہروں میں ابتداء اسلام کے دور میں ایک چھینی پڑوسی تھا اور ہم لوگ اس وقت شرک پر قائم تھے پھر چھینی کا ریشہ بخاری کے ساتھ پیش آمدہ قصہ اور اس کا ان پر ظلم کرنے کا واقعہ اور چھینی کی اس کے لیے بددعا* کرنے کی روایت ذکر کی۔ ایک جماعت نے یہ روایت ابن اسحاق کی سند سے نقل کی ہے۔ وہ اسی روایت سے معروف ہیں۔ میرے خیال میں یہ سند منقطع ہے۔ اس واسطے کہ بکر بن امیہ فضل کے والد ہیں اور ان کی سند میں عن سے ہی روایت آئی ہے۔

۷۲۲ بکر بن جبیلہ*

بن وائل بن قیس بن بکر بن عامر بن عوف بن بکر، بن عوف بن عذرہ بن زید الملات کلی بن ان کا نام عبد عمرو تھا آپ ﷺ نے ان کا نام بکر* رکھا، اسے ابن کلی نے ذکر کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ہشام بن کلی کی سند سے بحوالہ حارث بن عمرو وغیرہ نقل کیا ہے کہ

* المؤتلف والمختلف (۸۲) * اسد الغابۃ (۴۸۲) الاستیعاب (۲۱۲) تہرید (۵۵/۱) * الثقات (۳۶/۳) * التاریخ الكبير (۸۷/۲)

* الجرح والتعديل (۳۸۱/۲) * معرفة الصحابة (۱۳۸/۳) التاریخ الكبير (۸۷/۲) الجرح والتعديل (۳۸۱/۲)

* اسد الغابۃ (ت ۴۸۳) تہرید (۵۵/۱) * اسد الغابۃ (۲۳۳/۱)

الْأَكْبَلِيْنَ فِي مَنَازِلِ الصَّحَابَةِ (جلد ۱) ۳۱۸

عبد بن عمرو جبہ نے کہا: ہمارا ایک بت تھا جس کا نام غیر تھا لوگ اس کی تعظیم کرتے تھے۔ ہم اس کے پاس رو رہے تھے تو میں نے ایک آواز سنی جو کہہ رہی تھی: ”بکر بن جبہ! کیا تم لوگ محمد (ﷺ) کو جانتے ہو؟“ پھر حدیث ذکر کی۔ اٹھ میں ان کے اسلام لانے کا قصہ ہے۔ ایسا ہی ابن مندہ نے مختصر ذکر کیا ہے۔ مرزبانی نے ان کے قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور ان کے اشعار بھی پیش کیے۔ ایک شعر یہ ہے:

”جب رسول اللہ ﷺ ہدایت لائے تو میں آپ ﷺ کے پاس آیا، پھر میں اللہ پر ایمان لے آیا حالانکہ پہلے میں اللہ کا منکر تھا۔“

ان کے بھائی سعید بن ابشر کلبی کی اولاد سے بنی مردان کی حکومت کا مشہور امیر ہے، اس کا نام سعید بن ولید بن عبد عمرو بن جبہ ہے۔

۴۲۳ بکر بن الحارث الانصاری

ابو المنقذ، انھیں ابو منقذ بھی کہا جاتا ہے۔ ترمذی اور ابن شاپین نے انھیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو بکر بن عیسیٰ بغدادی حص فروکش ہونے والے صحابہ میں فرماتے ہیں: میں نے عبد اللہ بن عبد الرحمن مخزومی سے ابو منقذ کا نام پوچھا، فرمایا: مجھے جابر بن عمر بن حبیب اور انس بن خالد نے بتایا کہ ابو منقذ کا نام بکر بن حارث تھا وہ صحابی رسول تھے۔ اور ایک نسخہ میں بکر بن حباب ہے، فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو عبد اسیم ہے، ابن الدباغ، ابن الامین اور ابن فتون نے ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن قانع نے ان کا ذکر کر کے ان کا نام بکر بن حارث لیا ہے۔ پھر کلیب بن منقذ کی سند سے بحوالہ ان کے دادا، ان کی حدیث نقل کی ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں کس سے نیکی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی والدہ سے۔“ (حدیث)

۴۲۴ بکر بن حارثہ الجہنی

دولابی نے ان کا ذکر کیا اور حسن بن بشر کی سند سے بحوالہ ان کے والد بشر بن مالک، ان کے والد مالک بن ناقد، ان کے والد ناقد بن مالک الجہنی سے وہ فرماتے ہیں: مجھے بکر بن حارثہ جہنی نے بتایا کہ میں ایک مہم میں تھا جسے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا، ہماری اور مشرکین کی جنگ ہوئی، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد:

”کسی مومن کے لیے کسی مومن کو قتل کرنے کی گنجائش نہیں، ہاں غلطی سے ہو جائے تو وہ اور بات ہے۔“ (سورۃ النساء: ۹۲) کے نازل ہونے کے بارے حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے نزدیک کر لیا۔

یہ روایت ابن مندہ اور معمری نے اسحاق بن ابراہیم رطلی سے بحوالہ حسن بن بشر اسی سند کو بکر بن حارثہ جہنی تک پہنچاتے ہوئے نقل کی ہے کہ ان کی مشرکین سے جنگ ہوئی، رسول اللہ ﷺ مجھ سے فرمانے لگے: ”بکر! آج تمہاری کیا کارگزاری ہے؟“ میں نے عرض کیا: میں نے نیزے کے ذریعہ ان سے اچھی طرح مڈ بھیر کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے میرا نام ”بریر“ رکھ دیا۔ ”حارث بن

اسد الغابۃ (۲۳۳/۱) اسد الغابۃ (ت ۴۸۴) تجرید (۵۵/۱) السنن الکبریٰ (۱۷۹/۴)

اسد الغابۃ (ت ۴۸۵) تجرید (۵۵/۱) کنز العمال (۳۶۸۷۱)

یزید کے سوانح میں آ رہا ہے کہ اس آیت کا شان نزول ان کا وہ قصہ ہے جو عیاش بن ابی ربیعہ کے ساتھ پیش آیا۔

۴۲۵) بکر بن حبیب الحنفی

ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا کہ ان کا نام بربر تھا۔ آپ ﷺ نے بکر نام رکھ دیا۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ طبرانی نے ان کے سوانح ذکر کیے لیکن کوئی حدیث پیش نہیں کی۔

۴۲۶) (ز) بکر بن حذلم الاسدی

حافظ ابن عساکر ان کے بیٹے عبداللہ بن بکر حذلم کے حالات میں فرماتے ہیں: لوگ کہتے ہیں ان کے والد صحابی ہیں۔

۴۲۷) بکر بن شداد اللیثی

انہیں بکیر بھی کہا جاتا ہے۔ اشعث کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن مندہ نے ابو بکر ہذلی کی سند سے بحوالہ عبدالملک بن یعلیٰ لیثی نقل کیا ہے کہ بکر بن شداد لیثی (بجین میں) نبی ﷺ کے خدام میں سے تھے۔ جب وہ بالغ ہوئے تو نبی ﷺ کو آگاہ کیا، آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔

ہشام کلبی نے یہ قصہ کتاب النسب میں ذکر کیا ہے، لیکن بکیر بن شداد بن عامر بن ملح بن میسر کہا، وہی شداد بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث لیثی ہیں۔ پھر مذکورہ قصہ ذکر کیا۔ اس کے بعد کہا وہ اسی ”اطلال“ کے سوار تھے، جو شام نے اپنے اشعار میں مراد لیا ہے۔

موقان میں، میں اس لشکر سے غائب رہا جس نے بکیر بن شداد بن فارس اطلال کی بات مان لی۔

اطلال ان کے گھوڑے کا نام ہے جن کا ان کے ساتھ قصہ ہے جسے سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے۔ وہ اس طرح کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں ان کی قوم کا امیر بنایا جب وہ عراق میں داخل ہوئی۔ جب لوگوں نے جلد میں گھسنا چاہا تو لوگ پانی سے دھشت زدہ ہو کر رک گئے۔ بکیر نے کہا: ”اطلال کو دا“ اس نے کہا: ”کو دا ہے اور سورۃ البقرہ پڑھو“۔ بکر کے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ہمراہ کئی واقعات ہیں جنہیں سیف وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ بعض میں انہوں نے بکر بن عبداللہ کہا ہے، اس لیے یہ احتمال ہے کہ بکر بن عبداللہ لیثی دوسرے ہوں بظاہر وہ ہذلی ہیں وہ اپنے جد اعلیٰ کی طرف منسوب ہو گئے۔ جو شداد ہیں۔ ابن کلبی نسب میں انہی سے رجوع کرتے انہی نے موقان فتح کیا جس کی طرف انہیں سراقد بن عمرو نے روانہ کیا تھا۔

۴۲۸) بکر بن عبداللہ

بن ربیع الانصاری۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور اسلمیل بن عیاش کی سند سے بحوالہ سلیم بن عمرو انصاری، بکر بن عبداللہ بن ربیع انصاری سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی اولاد کو تیرا کی اور تیرا انداز ہی سکھاؤ“۔ (حدیث)

اور اسلیل اپنے شہر کے علاوہ سے روایت لینے میں ضعیف قرار دیئے جاتے ہیں اور یہاں یہی صورت حال ہے۔ نیز ان کے شیخ غیر معروف ہیں اور ہمارے یہ ذکر بھی نہیں کیا کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سنا ہے اس لیے مجھے خدشہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

۴۲۹) بکر بن مبشر

بن جبر انصاری اوسی۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: یہ صحابی نہیں۔ ایسا ہی ابن حبانؒ کا قول ہے، البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ اہل مدینہؒ میں شمار ہوتے ہیں۔ اور ابن السکن نے فرمایا: صحیح سند سے ان کی ایک ہی حدیث ہے۔ حاکم نے اپنی مستدرکؒ میں، ابوداؤدؒ اور بخاریؒ نے اپنی تاریخ میں، باوردی نے نقل کیا ہے ابن قطان نے کہا کہ ان سے صرف اسحاق بن سالم نے روایت لی ہے اور اسحاق غیر معروف ہیں۔

۴۳۰) بکیر

تفسیر ہے۔ ابن شداد جو ابن شداد سے مشہور ہیں پہلے گزر چکا ہے۔

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۴۳۱) (ن) بلال بن اُحیحة

بن الجلاح انصاری الخزرجی۔ عدوی نے انساب میں ان کا ذکر کر کے کہا: وہ اور ان کا بیٹا بلیل صحابی رسول ﷺ ہیں۔

۴۳۲) بلال بن بلیل

بن احمہ بن الجلاح۔ بعض کا قول ہے کہ یہ ابویسی کا نام ہے جن کا تذکرہ کئیوں میں آئے گا۔ ان کا نسب صرف ابن دباغ کی سند تجرید میں ہے۔

۴۳۳) بلال بن حارث

بن عصم بن سعید بن قرہ بن علاوہ (خانقہ والی جس پر زبر ہے) بن ثعلبہ بن ثور ابو عبد الرحمن المزنی، اہل مدینہ سے ہیں۔ نبی ﷺ نے انہیں عقیق کی زمین عطا کی۔ فتح مکہ کے روز حنین کا جھنڈا ان کے ہاتھ میں تھا۔ وہ مدینہ سے باہر رہتے تھے بعد میں بصرہ منتقل ہو گئے۔ ان کی احادیث سنن میں ملتی ہیں، صحیح ابن حبان اور ابن خزیمہ میں بھی مروی ہیں۔ مدائنی وغیرہ کا قول ہے: ۶۰ھ میں ہجرتی (۸۰) سال فوت ہوئے۔

اسد الغابۃ (۴۸۹) الاستیعاب (۲۱۳) تجرید (۵۶/۱) الجرح والتعديل (۳۹۲/۲) الثقات (۱۰۳/۶)

جامع المسانید (۳۲۱/۲) المستدرک (۲۹۶/۱)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب اذا لم يخرج الامام للعید فی یومہ یخرج من الغد (۱۱۵۸)

التاریخ الكبير (۹۴/۲) اسد الغابۃ (۴۹۱) الاستیعاب (۲۱۶) جامع المسانید والسنن (۳۳۱/۲) اسد الغابۃ (۲۳۶/۱)

۴۳۳) بلال بن حارث

بن نجیر، از بنی مرہ، ابن شاپین نے بلال بن حارث حرنی جوان کے علاوہ ہیں، کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ہمیں عمر بن حسن نے بحوالہ منذر حسین بن محمد، ابو عبد الرحمن، یحییٰ بن عطیہ، وہ اپنے والد اور سمیع بن یزید سے وہ اپنے والد سے وہ بنی شقرہ کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: بلال بن حارث بن نجیرہ "یکے از بنی مرہ" آئے۔ وہ مددگاروں سے تھے۔ آپ نے انہیں زمین کا حصہ دیا۔

۴۳۵) بلال بن رباح الحبشی

مؤذن رسول ﷺ بلال بن حمامہ، جو ان کے والد ہیں۔ مشرکین آپ کو توحید کی وجہ سے اذیت پہنچاتے تھے اس لیے حضرت ابوبکر الصدیق نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر وہ نبی ﷺ کے ہو کر رہ گئے اور آپ ﷺ کے ہاں اذان دینے پر مقرر ہو گئے۔ اور آپ کے ساتھ تمام واقعات میں شریک رہے۔ آپ نے ان میں اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ میں بھائی چارہ قائم فرمایا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد بلال جہاد کے سلسلہ میں چلے گئے اور شام میں فوت ہوئے۔ ابوعبیمہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم عمر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے خزانچی بھی تھے۔ ابواسحاق جوزجانی اپنی تاریخ میں منصور کی سند سے بحوالہ مجاہد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سب نے مشرکین کی حسب فشاہات کہہ دی سوائے بلال کے۔ ان کے بے شمار فضائل ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: وہ بنی حنظل کے کسی فرد کی اولاد تھے۔ ان کی والدہ حمامہ تھیں۔ دوپہر پہنچتی تو امیہ بن خلف انہیں باہر لاکر پیٹھ کے بل گراتا اور مکہ کی ریت پر ان کے سینہ پر مضبوط چٹان ٹکاتا پھر رکھنے کا حکم دیا کرتا۔ اور یہ کہتا: یا تو یہ اسی عالم میں جان دے دے یا محمد (ﷺ) کا انکار کر دے۔ لیکن وہ (بلال) اس وقت بھی آخِذٌ آخِذٌ کہتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے اپنے سیاہ فام مضبوط اندام غلام کے عوض انہیں امیہ سے خرید لیا۔ امام بخاری فرماتے ہیں: ان کا انتقال بعد فاروقی شام میں ہوا۔ ابن کبیر کا قول ہے کہ وہ عمواس کے طاعون میں فوت ہوئے۔ عمرو بن علی نے کہا: ۲۰ھ میں فوت ہوئے۔ ابن زبیر فرماتے ہیں: وہ داریا میں فوت ہوئے۔ ابن مندہ کی "معرفۃ الصحابہ" میں ہے کہ وہ حلب میں دفن ہوئے۔

۴۳۶) بلال بن سعد

ابن حزم نے ان صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جن کی روایات جعی بن مخلد نے نقل کی ہیں۔ مناسب ہے کہ اس کی سند دیکھ لی جائے اس لیے کہ مجھے خدشہ ہے وہ بلال بن سعد تابعی نہ ہوں جو شامی سے شہرت رکھتے ہیں۔

۴۳۷) بلال بن مالک مزینی

ابو عمر نے ان کا تذکرہ کیا کہ نبی ﷺ نے انہیں ۵ھ میں بنی کنانہ کی جانب روانہ کیا تو لوگوں نے انہیں جتا دیا، جن میں صرف ایک گھوڑا حاصل ہوا۔ میں کہتا ہوں: لکھ دینا چاہیے ایسا نہ ہو وہ بلال بن حارث ہوں جن کا ذکر گزر چکا ہے۔

۴۳۸) بلال انصاری

ابو عمر نے کہا: ان کا نسب بیان نہیں ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان کا والی بنایا پھر (کسی بنا پر) معزول کر دیا۔ اور اس علاقہ کو عثمان بن ابی العاص کی ولایت میں شامل کر دیا، فرماتے ہیں: ان کا یہ واقعہ مشہور ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۴۹۳) الاستیعاب (۲۱۴) معرفۃ الصحابۃ (۵۰/۳) التاریخ الکبیر (۱۰۶/۲) جامع المسانید (۳۳۹/۲)

اسد الغابۃ (۴۹۴) الاستیعاب (۲۱۵) الاستیعاب (۲۶۱/۱) اسد الغابۃ (ت ۴۹۶) الاستیعاب (ت ۲۱۷)

۴۳۹ (ن) بلال الفزاری

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد ان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: ”اسلام کا آغاز اجنبیت میں ہوا۔“ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: ان کا حال نامعلوم ہے۔

۴۴۰ بَلَز

انہیں برز بھی کہا جاتا ہے، کچھ لوگوں کا کہنا ہے یہ ابو العشاء کا نام ہے۔

۴۴۱ (ن) بَلْعَام

مکہ کے ایک لوہار تھے۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں اور ابن مردویہ نے مسلم بن کیسان اعمرو (جو ضعیف راوی ہے) کی سند سے بحوالہ مجاہد، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک لوہار کو سکھاتے تھے، اس کی زبان عربی نہ تھی۔ مشرکین کی رسول اللہ ﷺ پر نظر تھی کہ آپ ﷺ کا اس کے پاس آنا جانا رہتا ہے، کہنے لگے: یہ تو بلعام سے سیکھتے ہیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”یہ اپنے خیال سے کہہ دیتے ہیں کہ اسے ایک انسان سکھاتا ہے، جس زبان کی طرف ان کا اشارہ ہے وہ عجمی ہے اور یہ واضح عربی زبان ہے۔“

حضری کے غلام کے سوانح میں اس کا کچھ تذکرہ آئے گا۔ ابن ابی حاتم نے اسے سدی کی سند سے روایت کیا تو کہا: جب وہ دیکھتے کہ آپ بنی حضرت کے ابوالیسر نامی غلامی کے پاس آئے ہیں جو عیسائی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جو اسی مفہوم کا ہے۔ پہلے کے برعکس کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے اس کے مسلمان ہونے کا پتہ چلے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف جیم کے لفظ جبر میں ان کے نام میں اختلاف کا بیان آئے گا۔

۴۴۲ (ن) بلقوم الرومی النجار

جس نے بعثت سے پہلے قریش کے کہنے پر کعبہ تعمیر کیا۔ ابن شہاب نے قریش کے تعمیر کعبہ کے قصہ میں ان کا نام لیا ہے۔ جسے عمر بن شہب نے کتاب مکہ میں ابراہیم بن منذر بحوالہ ابن وہب، یونس سے وہ ان (ابن شہاب) سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ اسلام لایا تھا۔ لیکن جس بڑھی نے منبر بنایا تھا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہی شخص ہے جس نے کعبہ کی تعمیر کی تھی اور اس روایت میں اس کا نام باقوم (لام کی جگہ الف سے) ہے جس کا ذکر اس حرف کی ابتداء میں گزر چکا ہے۔ فاللہ اعلم

۴۴۳ (ن) بلیع بن مخشی

مرزبانی نے عجم الشعراء کے حرف با میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے اشعار ذکر کیے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے وہ صحابی ہیں

✽ مسلم کتاب الایمان باب بدأ الاسلام غربیا و سيعود کما بدأ (۳۷۰)

ابن ماجہ کتاب الفتن باب بدأ الاسلام غربیا (۳۹۸۶) کنز العمال (۱۲۰۱)

✽ اسد الغابۃ (۹۹۷) تجرید (۵۶/۱) النحل (۱۰۳)

جن میں سے دو یہ شعر ہیں:

”ہم نے اپنی تلواروں سے نبی ﷺ کی مدد کی۔ ہم لوگ مکہ میں بشارتیں لیتے تھے اللہ تعالیٰ اور نبی ﷺ کے حکم سے (ہم نے ایسا کیا) جن کے حکم کے سامنے کسی کا حکم نہیں چلتا۔“

(ز) بلیع الارض ”زمین کے نگے ہوئے“

ضیب بن عدی انصاری۔ خاء میں ذکر آئے گا۔

(۴۳۵) بُئِلِل (تصغیر ہے)

ابن بلال بن اجمہؓ بعض بلال بن ہلیل انصاری کہتے ہیں۔ ابویلیٰ جو عبد الرحمن کے والد ہیں ان کے بھائی۔ خلیفہ نے کوفہ میں فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور عدوی کا قول ہے وہ اور ان کے بھائی عمران، احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ بعض کہتے ہیں: یہ ابویلیٰ کا نام ہے۔ ابن کلبی نے جس پر بمرورہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابویلیٰ کا نام داؤد ہے، بعض بلال بن ہلیل اور بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد نون ہے

(۴۳۶) بَنَةُ الْجَهَنَّمَ* (با کے بعد نون مشدود زبر والا)

ان کی حدیث ابن لہیعہ ابو زبیر کے حوالہ سے بواسطہ جابر بنی تلوار پکڑنے کی ممانعت کے بارے میں ان سے روایت کرتے ہیں۔* بنوی نے کہا: مجھے ان کی یہی روایت معلوم ہے جسے ابن لہیعہ ہی بیان کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: رشید بن سعد نے ان کی متابعت کی اور اسے ابو عمر نجفی اور ابن لہیعہ دونوں کے واسطے سے ابو الزبیر سے نقل کیا ہے۔ ابو نعیم* نے اسے نقل کیا ہے۔ جبکہ حماد بن سلمہ نے ان کی مخالفت کی اور اسناد میں یتہ کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام ضبط کرنے میں علماء کا اختلاف ہے اکثر نے با سے ذکر کیا ہے۔ ابن السکن آخری حرف یا میں با کی جگہ نقل کرتے ہیں یعنی یتہ میں۔ جبکہ عباس دوری نے ابن معین کے حوالہ سے یتہ یعنی نون پھر با سے تصغیر کہا ہے یہ روایت ابن وہب کی ہے۔ واللہ اعلم

باب الباء جس کے بعد ہا ہے

(۴۳۷) بهزاد ابو مالك*

عبدان مروزی کے حوالہ سے ابو موسیٰ نے ان کا یہی عنوان دیا ہے۔ پھر مسلم بن عبد الرحمن کی سند سے بحوالہ یوسف بن مالک

* اسد الغابۃ (۴۹۸) * اسد الغابۃ (۴۹۹) الاستیعاب (۲۲۴) تجرید (۵۷/۱)

* مؤسس احمد (۳۴۷/۳) المعجم الكبير (۱۱۹۰/۲) معرفة الصحابة (۱۸۵/۳) مجمع الزوائد (۲۹۱/۳) جامع المسانید (۳۲۳/۲)

* معرفة الصحابة (۱۸۵/۳) * اسد الغابۃ (۵۰۱) تجرید (۵۷/۱)

الاصول في تصنيف الصحاح (جلد ۱) ۳۳۳

بن ہزادان کے دادا سے روایت کی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کے دوران فرمایا: ”لو! ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بارے میں میرا خیال رکھنا۔“ (حدیث) عبدان فرماتے ہیں ان کی شہرت صرف اسی حدیث سے ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کی سند میں جعفر بن عبد الواحد ہاشمی ہے جس پر جھوٹ کی تہمت ہے۔ ابن قانع نے بھی اسے نقل کیا تو کہا: بھڑا د پھر اسی سند سے جس سے عبدان نے روایت بیان کی یہ روایت نقل کی: یوسف بن ماہک حاء سے، ایسا ہی میں نے حافظ خلیب کے قلم سے تحریر کردہ پڑھا ہے۔ اور ابوموسیٰ کے ہاں سند میں یوسف بن ماہک حاء سے اور عنوان میں مالک لام سے ہے۔

۴۳۸ بہز القشیری

انہیں ہنزی بھی کہا جاتا ہے بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور حمیت۔ جو ثا، با آخر میں تاء سے تصغیر ہے۔ ابن کثیر ضعی کی سند سے بحوالہ یحییٰ بن سعید بن المسیب، بہز سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ عرض (دانتوں کی چوڑائی) پر سواک کیا کرتے تھے۔^۱ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ بہز نے اس کے علاوہ کوئی روایت کی ہو۔ یہ روایت بھی منکر (نقات کے خلاف) ہے۔ ابن مندہ کا کہنا ہے: اسے عباد بن یوسف نے حمیت سے روایت کیا فرماتے ہیں: بہز کی بجائے قشیری سے مروی ہے۔ اور یحییٰ بن تمیم نے بہز بن حکیم بحوالہ ان کے والدان کے دادا سے نقل کیا ہے۔ (ابن مندہ) کہتے ہیں: یہ روایت سعید بن المسیب نے بہز بن حکیم سے سنی ہے۔ اور راوی نے اسے مرسل بیان کر دیا۔ اس سے بعض لوگوں نے انہیں صحابی سمجھ لیا۔

میں کہتا ہوں: کہ ابن مندہ نے کہا: کہ سلیمان بن سلمہ جنازی نے اسے یرمان بن عدی سے بحوالہ حمیت، یحییٰ بن سعید، معاویہ قشیری سے نقل کیا ہے۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ سعید نے بہز بن حکیم کے دادا سے یہ روایت سنی ہو تو کبھی انہوں نے عن بہز کہا ہو اور کسی راوی نے جد کا لفظ ساقط کر دیا ہو۔ خلاصہ یہ ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے کہا: اس کی سند مضطرب ہے درست نہیں۔

۴۳۹ بھلول بن ذؤیب النباش

ایک بے ثبوت حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں وہ روایت غیر متصل سند سے محمد بن زیاد بحوالہ ابو ہریرہ منقول ہے فرمایا: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے عرض کیا: دروازے پر ایک نوجوان پڑا ہے جو اپنی جوانی پر اشک بہا رہا ہے، اجازت طلب کرتا ہے اجازت ملی اندر آیا، آپ نے فرمایا: بھئی کیوں روتے ہو؟^۲ عرض کیا: مجھ سے ایسے گناہ سرزد ہو گئے ہیں کہ اگر کسی ایک میں میری پکڑ ہو گئی تو ہمیشہ کے لئے جہنم مقدر ہوگا۔ پھر اس کے اعتراف میں حدیث ذکر کی کہ وہ قبروں سے کفن چراتا تھا۔ اسی میں ہے، وہ پکار کر کہنے لگا: اے میرے سردار! میرے آقا! یہ بھلول بن ذؤیب گلے میں طوق، ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈالے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے حاضر ہے، راوی کا بیان ہے پھر انہوں نے تقریباً دو درتوں کی حدیث نقل کی۔

میں کہتا ہوں: اس روایت پر بعض حفاظ حدیث نے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے لیکن ابوموسیٰ نے ذکر کیا کہ ابوشیخ نے

جامع المسانید (۳۲۶/۲) * اسد الغابہ (۵۰۰) الاستیعاب (۲۷۷)

المعجم الكبير (۱۷۴۲/۲) معرفة الصحابة (۱۸۰/۳) جامع المسانید (۳۲۴/۲)

اسد الغابہ (۵۰۲) * کنز العمال (۱۷۰۶۳)

اسحاق بن ابراہیم سے بحوالہ سلمہ بن شویب عبدالرزاق سے وہ معمر سے انہوں نے زہری سے اسی مضمون کی روایت مرسل نقل کی ہے اور اس شخص کا نام نہیں لیا۔ اور ابوسعید نیشاپوری نے "الاسباب الداعیۃ الی التوبۃ" نامی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

۴۵۰ **بہیر** (تغیر آخر میں را ہے)

ابو ایہم انصاری حارثی، ابن اسحاق نے "عقبہ" میں موجود لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے ایسا ہی ابوالاسود نے عروہ سے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ احد میں شریک تھے، یونہی طبری نے ذکر کیا کہ اس کے شروع میں نون ہے یعنی بہیر ہے۔

۴۵۱ **بہیس بن سلمی تمیمی**

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: "کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کا صرف وہ مال لینا جائز ہے جو اسے اپنی خوشدلی سے دے۔" ایسا ہی ابو عمر نے مختصر ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد واؤ ہے

۴۵۲ **بؤلا** (بے نسبت)

عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور خطاب بن محمد بن بولی کی سند سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "مگرم کھانے (پینے کے استعمال) سے بچو!" (حدیث) اس کی سند مجہول ہے۔ ایسا ہی ابو موسیٰ نے با میں ذکر کیا ہے۔ عبدالغنی بن سعید نے کتاب "المؤتلف" میں نقل کیا فرماتے ہیں: یہ نام تا سے ہے ایسا ہی میں نے مغلطی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے۔ البتہ المشتبہ میں مجھے یہ نام نہیں ملا۔ اس میں صرف عبداللہ بن تولی، عثمان سے اور ان سے ابو حازم روایت کرتے ہیں۔ ابن قانع نے اس میں لفظی غلطی کرتے ہوئے "صحابہ" میں لکھا ہے "بؤلا" عبداللہ کے والد ہیں۔ پھر عبدالعزیز بن ابی حازم کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن بولی، ان کے والد سے جو صحابی رسول ہیں فرماتے ہیں: نبی ﷺ سرخ پہاڑ کے پاس آئے جہاں آپ نے ایک مردہ بکری دیکھی اس کی بدبو کی وجہ سے ہم نے اپنی ناکیں بند کر لیں۔ (حدیث) اس میں ہے: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی وہی قدر و منزلت ہے جو اس بکری کی اس کے مالکوں کے ہاں ہے۔"

ابوقانع نے اسے "با" میں نقل کیا جو غلط لکھ دیا اور اس کی سند میں ٹھوکر کھائی، درست سند یوں ہے عبدالعزیز بن ابی حازم سے وہ اپنے والد سے وہ عبداللہ بن تولی سے، اس میں ان کے والد سے کے الفاظ نہیں ہیں۔ واللہ اعلم

اسد الغابۃ (۵۰۳) الاستیعاب (۲۲۳) تجرید (۵۷/۱) اسد الغابۃ (۵۰۴) الاستیعاب (۲۳۳) تجرید (۵۷/۱)

السنن الکبریٰ (۱۰۰/۶) سنن دارقطنی (۲۶/۳) کنز العمال (۳۹۷) جامع المسانید (۳۲۷/۲)

اسد الغابۃ (۵۰۵) تجرید (۵۷/۱)

جمع الجوامع (۹۳۴۵) کنز العمال (۴۰۷۱۳) جامع المسانید (۳۲۸/۲)

ابن ماجہ کتاب الزہد باب مثل الدنيا (حدیث ۴۱۱۱) الدر المنثور (۲۳۸/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۳۸۵/۵)

باب الباء جس کے بعد یاء ہے

۷۵۳) **یَنْعِرُهُ** (حائے مفتوحہ جس سے پہلے یائے ساکن ہے)

ابن عامر، ابن حبان * نے ”صحابہ“ میں لکھا ہے: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور ابن اسکن کا قول ہے: وہ صحابی ہیں جن کی ایک حدیث ہے۔ میں کہتا ہوں: انہوں نے اور طبرانی وغیرہ نے منذر عمری کی سند سے روایت کیا کہ انہوں نے حجرہ بن عامر کو فرماتے سنا: ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا اور آپ سے نماز مغرب کی معافی کی درخواست کی آپ سے کہا کہ ہم لوگ اونٹنیوں کا دودھ دوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان شاء اللہ تعالیٰ تم لوگ اونٹیاں بھی دو ہو گے اور نماز بھی پڑھو گے۔ *
ابو نعیم * فرماتے ہیں: زمال بن منذر سے بحوالہ ان کے والد یحییٰ بن راشد اس روایت میں متفرد ہے۔ میں کہتا ہوں: یحییٰ ضعیف ہے۔ ابو عمر نے ان کا نام بحرا غلط لکھا ہے شاید انہوں نے ایسا اپنے حافظے سے کام لیا ہے جبکہ میں نے ابن اسکن کی کتاب کے نسخہ میں ایسا ہی لکھا دیکھا ہے جیسا میں نے نقل کیا۔ ابن مندہ نے یہ نقل کیا ہے کہ انہیں حجرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور فرمایا: ان کا شمار بصرہ کے دیہاتی لوگوں میں ہے۔ پھر میرے خیال میں ان کا تعلق عبدالقیس سے ہے رہا ان کا نام حجرہ بن فراس بن عبد اللہ بن سلمہ بن کعب بن قشیر قشیری تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو چھو کر کدوایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر لعنت کی، وہ ان کے علاوہ اور شخص ہے، میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے اس کا صحابہ میں ذکر کیا ہے بظاہر وہ شخص مسلمان نہیں ہوا تھا۔ اس کی یہ بات ان شاء اللہ تعالیٰ ضباعہ کے سوانح میں آرہی ہے۔ جو کتاب نساء میں ہے۔ بعد میں میں نے ابن اسکن کی کتاب میں عنوان والی شخصیت کے بارے میں دیکھا کہ وہ ازدی ہیں۔

قسم ثانی از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہیں دیدار نبوی ﷺ حاصل ہے

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۷۵۴) **بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ الْنَصَارِيُّ الْبَدْرِيُّ**

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوداؤد طیالسی کی سند سے بحوالہ ایوب بن عتبہ، ابن حزم انصاری سے انہیں عروہ نے بحوالہ ابومسعود یا بشیر بن ابی مسعود بتایا ان دونوں نے نبی ﷺ کا دور دیکھا ہے پھر نماز کے اوقات * کی حدیث روایت کی۔ ایسا ہی یہ روایت علی بن عبد العزیز نے اپنی مسند میں احمد بن یونس، بحوالہ ایوب بن عتبہ نقل کی اس میں فرماتے ہیں: ”وہ دونوں نبی ﷺ کے

* اسد الغابۃ (۵۰۷) تجرید (۵۷/۱) * الثقات (۳۷/۳) * المعجم الکبیر (۱۲۴۰)

* معرفة الصحابة (۱۸۷/۳) * جامع المسانید (۲۹۹/۲) کنز العمال (۲۸۸۰۷)

صحابی ہیں" جو ایوب بن عتبہ کا غلط ملط ہے یہ روایت تو عروہ نے بشیر بن ابی مسعود سے بحوالہ ان کے والد نقل کی ہے جیسا کہ صحیحین وغیرہ میں درج ہے۔ اور ابن مندہ نے سعید بن عبد العزیز کی سند سے بحوالہ ابن حلیس، بشیر بن ابی مسعود۔ جو صحابی ہیں سے روایت کیا ہے۔ اور مسمر کی سند سے بحوالہ ثابت بن عید روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے بشیر بن ابی مسعود کو دیکھا جو صحابی رسول تھے۔

میں کہتا ہوں: ان دونوں سندوں میں احتمال ہے کہ ضمیر ابو مسعود کی طرف لوٹ رہی ہو۔ ادھر ہم نے فوائد ابو العباس اہم کے جزء ثالث میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم سے ابو عتبہ نے بحوالہ بقیہ، انہوں سعید بن عبد العزیز سے بحوالہ ابن حلیس، فرماتے ہیں: بشیر بن ابی مسعود نے فرمایا: اور وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو جماعت کے ساتھ رہو اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہیں کرنے والا" یہ حدیث موقوف ہے۔ اور اگر یہ محفوظ ہے تو بشیر لازماً صحابی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے "عن ابیہ" کا لفظ رہ گیا۔ اس لیے کہ یہ کلام ابو مسعود کے قول سے محفوظ ہے جسے حاکم وغیرہ نے مختلف طرق سے ان کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

اور بشیر کے بارے میں بخاری، * علی، * مسلم اور ابو حاتم وغیرہ نے یقین کیا کہ وہ تابعی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں: وہ حیات نبی ﷺ میں پیدا ہوئے اور بعض کہتے ہیں: نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوئے۔ یہ قول ابن خلفون نے ذکر کیا ہے ابن عبد البر نے "تمہید" میں اس پر بھر دسا کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں پیدا ہوئے۔

۵۵۵ بشیر بن فدیك

کنیت ابو صالح تھی۔ ابن اسکن فرماتے ہیں کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں جبکہ صحابی تو ان کے والد ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں انہیں دیدار نبوی ﷺ اور ان کے والد کو صحبت رسول ﷺ حاصل ہے۔ ابن حبان * نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا: وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، ان کی حدیث ان کے بیٹے سے ملتی ہے۔ بغوی کا قول ہے کہ مجھے فدیك بن سلیمان کے ذریعہ بحوالہ اوزاعی، انہیں بحوالہ صالح بن بشیر بن فدیك، زہری کے ذریعہ یہ بات پہنچی کہ ان کے والد نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ جس نے ہجرت نہیں کی وہ تو ہلاک ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "نماز قائم کیا کرو"۔ *

باوردی نے یہ روایت اس طرح نقل کی ہے لیکن انہیں وہم ہو گیا۔ جبکہ بغوی اور ابن حبان نے یہ روایت زبیدی کے طریق سے بحوالہ زہری، صالح بن بشیر سے بحوالہ ان کے والد سے روایت کی ہے کہ فدیك نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اور ابن مندہ نے ایک دوسرے طریق سے بحوالہ زبیدی وہ صالح سے وہ اپنے والد سے فرمایا: فدیك آئے۔ معلوم ہوا "ان کے والد سے" پہلی روایت میں فدیك مراد ہیں۔ جو ان کے مجازی والد ہیں یعنی ان کے دادا ہیں۔ جس کسی نے بھی انہیں صحابہ میں ذکر کیا اس نے پہلی روایت کو دلیل بنایا اور زہری کے بارے میں زبیدی دوسروں سے زیادہ اشد و قاطع ہیں اور ان کی حدیث صحیح ہے۔ اگر ابن مندہ کا یہ اطمینان نہ ہوتا کہ وہ دیدار سے مشرف ہیں تو ان کے لیے چوتھی قسم زیادہ بہتر تھی۔

* المستدرک (۵۰۸/۴) * التاريخ الكبير (۱۰۴/۲) * تاريخ الفقات (۸/۲) * اسد الغابۃ (۴۷۰) تجرید (۵۴/۱)

* الفقات (۳۳/۳) * السنن الكبرى (۱۷/۹) المعجم الكبير (۸۶۲/۱۸) کنز العمال (۴۳۴۰۱) المطالب العالیہ (۲۸۸۳)

معرفة الصحابة (۱۱۵/۳) مجمع الزوائد (۲۵۵/۵)

قسم ثالث از حرف باء

ان حضرات کا ذکر جنہوں نے دورِ نبوی ﷺ پایا لیکن ملاقات نہ ہو سکی چاہے وہ آپ کی زندگی میں مسلمان ہوئے یا بعد میں

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۷۵۱ بابویہ الفارسی الکاتب

دلائل النبوت میں ابن ابی الدنیا لکھتے ہیں: ہمیں احمد بن محمد بن ایوب نے بحوالہ ابراہیم بن سعد، محمد بن اسحاق سے نقل کر کے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ کی طرف عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کو اپنا خط دے کر روانہ فرمایا، جس میں آپ اسے اسلام کی دعوت دے رہے تھے۔ (خط ملتے ہی) اس نے جب پڑھا، پڑھ کر پھاڑ دیا اور اپنے گورنر یمن باذان کو لکھا: کہ اس شخص (مراد نبی ﷺ) کی طرف دو مضبوط آدمی بھیجو جو اسے پکڑ کر میرے پاس لے آئیں تو باذان نے اپنے منتظم ”بابویہ“ کو بھیجا جو کاتب اور محاسب تھا۔ اور اس کے ساتھ فارسی آدمی جس کا نام ”خسرہ“ تھا، نبی ﷺ کی طرف بھیجا۔ یہ دونوں آ کر آپ سے کہیں: ہمارے ساتھ کسریٰ کے ہاں پیش ہوں اور ”بابویہ“ سے کہا اس شخص کا حال و احوال معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں طائف آئے۔ وہاں سے مدینہ پہنچے۔ بابویہ نے آپ سے گفتگو کی: سلطان کسریٰ نے شاہ باذان کو یہ حکم لکھ بھیجا کہ وہ آپ کی طرف، آپ کو لے جانے کے لیے لوگ بھیجے۔ اگر آپ یہ بات تسلیم کرتے ہیں تو میں آپ کو ایک تحریر بنا دیتا ہوں جو آپ کو وہاں کام دے گی۔ اور اگر انکار کرتے ہیں تو وہ آپ کو اور آپ کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ شہروں کو برباد کر دے گا۔ آپ نے ان دونوں سے فرمایا: ابھی تم دونوں واپس (مسافر خانے میں) لوٹ جاؤ کل آنا۔

نبی ﷺ کے پاس وحی آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کا بیٹا مسلط کر دیا ہے جو اسے فلاں مہینے کی فلاں رات کی فلاں گھڑی میں قتل کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے ان دونوں کو یہ اطلاع (بصورت پیش گوئی) دی۔ وہ دونوں بولے: ہم آپ کی یہ بات باذان کو لکھ بھیجتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے اور تم دونوں اس (باذان) سے کہہ دینا ”کہ اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں تمہیں تمہاری بادشاہت پر برقرار رکھوں گا“ پھر خسرہ کو ایک ازار دیا جس میں سونا چاندی لگی تھی۔ یہ دونوں باذان کے پاس آئے اور اسے سارا واقعہ بتایا؟ وہ کہنے لگا: یہ کسی بادشاہ کا کلام نہیں، اگر اس کی بات برحق ہے تو وہ فرستادہ نبی ہے۔ اسی عالم میں اس کے پاس شیر ویہ کا خط آ گیا جس میں وہ کسریٰ کے قتل ہونے کی اطلاع دے رہا تھا۔ اور اس کی جانب لوگوں سے فرمانبرداری قبول کرنے کا حکم دیا اور لکھا کہ جس شخص کے متعلق کسریٰ نے تمہیں لکھا ہے اس کے کام میں دخل نہ دینا۔

راوی کا بیان ہے کہ باذان مسلمان ہو گیا اور فارس کی وہ نوجوان نسل جو یمن میں تھی وہ بھی اسلام لے آئی۔ بابویہ نے باذان سے یہ بھی کہا تھا کہ اس سے بڑھ کر کوئی بھی بارعب نہ تھا۔ ابن ابی الدنیا نے علی بن جعد سے بحوالہ ابو معشر، سعید المقبری سے اجتہائی مختصر نقل کیا جس میں خسرہ اور بابویہ کا نام نہیں لیا۔

۴۵۷ (ز) باب (دونوں باء ہیں)

بن ذی الجرحہ (جیم کے زیر سے) الحمری مشہور شہسواروں سے تعلق رکھتے ہیں ۱۹ھ میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ہمراہ فتح تسر میں شریک رہے۔ آپ نے انہیں چالیس آدمیوں کی نفری میں قلعہ دستولی کی طرف روانہ کیا، یہ رات کو وہاں آئے دیکھا پھر سے دارنٹ سے دھت ہیں اور قلعہ کا دروازہ کھلا پڑا ہے تو یہ ان پر بل پڑے انہیں قتل کر دیا۔ لوگوں کو خبر ہو گئی۔ قلعہ کا امیر ذوالرتاق باب بن ذی الجرحہ سے الجھ گیا، باب نے اسے دیو چاکہ زمین پر پچھاڑے اس نے ان کی انگلی کاٹ کر چبا دی، لیکن انہوں نے پھر بھی نہ چھوڑا اور زمین پر گر کر قتل کر دیا اور قلعہ میں جو کچھ تھا جمع کر لیا، مدائنی نے اس کا تذکرہ کیا ہے مزید تذکرہ عبدالرحمن نامی شخصیتوں میں آئے گا۔

۴۵۸ باذان الفارسی (آخر میں نون بعض میم بھی کہتے ہیں)

وہ نوجوان جنہیں کسریٰ نے یمن بھیجا تھا وہ اپنے دور میں یمن کے حاکم تھے جب کسریٰ مر گیا تو باذان اسلام لائے اور اپنے اسلام کی اطلاع نبی ﷺ کو بھیجی۔ آپ نے انہیں انہی کے علاقہ کا گورنر بنا دیا۔ جب ان کا انتقال ہو گیا تو ان کے بیٹے شہر بن باذان کو اپنے کسی کام پر مامور کر دیا۔ یہ بات ابن اسحاق، ابن ہشام، واقدی اور طبری نے ذکر کی ہے۔ اور باوردی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حرف جیم میں حمیرہ کے دادا کے سوانح میں بھی ان کا تذکرہ آئے گا۔ تاریخ دوسری کتب میں ان کے حالات مذکور ہیں۔ ثعلبی فرماتے ہیں: وہ پہلے نجی بادشاہ ہیں جو اسلام لائے۔ اور پہلے مسلمان ہیں جو یمن کے حاکم بنائے گئے فاکہی فرماتے ہیں: ہمیں یحییٰ بن ابی طالب نے بحوالہ علی بن عاصم، داؤد سے وہ قصص سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نبی ﷺ نے کسریٰ کو خط لکھا تو اس نے وہ خط پھاڑ دیا اور باذان کو پیام بھیجا کہ اس شخص سے کہو اپنی قوم کے دین پر ہی رہو اگر نہ مانے تو (نعوذ باللہ) اسے قتل کر دینا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے تو باذان یمن سے نبی ﷺ کی طرف نکلا تو عسیٰ کذاب نے ان کا پیچھا کیا اور قتل کر دیا۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۴۵۹ بجاد بن قیس

بن مسعود بن ذی الحذین، زمانہ نبوی پایا ہے ان کے ایک مسعود نامی بیٹے ہیں جو کوفہ میں شرافت سے مشہور ہیں وہی سوار یوں کی حفاظت کرتے تھے یہ سواریاں وہ اونٹ تھے جو کوفہ میں حجاج کے زمانہ میں تجارت کے لئے پالے جاتے تھے۔ جن پر حشیب بن عمرو بن کعب نے حملہ کر دیا۔ جن کا قصہ ابن کلبی نے ذکر کیا اور عمرو بن کعب کے حالات میں، اس کی طرف میں نے بھی اشارہ کر دیا ہے۔

۶۹۰) بجالہ بن عبدہ التمیمی العنبری

نبی ﷺ کا دور پایا ہے لیکن آپ کا دیدار نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ جزء بن معادیہ کے کاتب تھے۔ جس کا صحیح بخاری کے باب جزیرہ میں ثبوت ہے لفظ بجالہ شروع کے زبر اور جیم مخفف ہے اور ان کے والد کا نام صحیح دوزیروں سے ہے۔

۶۹۱) بُجَر بن الحارث

بن امری القیس بن زہیر بن جناب کلبی ابو جعفر لوط بن یحییٰ نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک سو سات سال زندہ رہے۔ وہی یہ اشعار کہتے ہیں، جو شخص ایک سو پچاس سال تک زندہ رہے وہ انتظار کرنے لگتا ہے اور آخر میں اس کی حیثیت چمکے ہوئے ٹاٹ کی طرح ہوتی ہے۔ نہ اس سے کوئی مشورہ لیتا ہے اور نہ وہ کسی کو دیتا ہے۔ اور نہ چھوڑتا ہے۔ اس سے قریبی لوگوں سے گزر بسر کرنے والوں سے پوچھ کہ اس کی کتنی لمبی عمر تھی بری زندگی بڑھا پایا ہے۔

۶۹۲) بُعَیْر (جیم سے تغیر ہے)

ابن الحسین العنسی بنی ناشب بن سبد بن رزام بن مازن بن ثعلبہ کے ایک فرد ہیں۔ ابو قاسم الاعمی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ تھنری شاعر ہیں اور جاہلیت کے شہسوار تھے۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۶۹۳) بحیر بن الحویرث

بن تغیر بن بحیر ابن عبد بن قعسی نے زمانہ نبوی پایا ہے: لیکن آپ سے روایت نہیں، البتہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں یہ بلاذری کا قول ہے جو مغلطی کے قلم سے ہے۔

۶۹۴) بحیر (شروع کا زبر اور حا کا زیر)

ابن زریان (را کے زبر اس کے بعد یا سا کن پھر سین) الکلاعی الیمانی، تحریر اپنا اسلام لانا نبی ﷺ کے پاس بھیجا جو حارث بن عبد کلال کے سوانح میں آئے گا۔ بحیر کی مصر میں آل اولاد ہے جس کا تاریخ مصر میں ذکر ملتا ہے۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۶۹۵) (ز) بدر بن عامر الہذلی

ابو الفرج اسمعانی نے ذکر کیا ہے کہ وہ تھنری شاعر ہیں جو عہد فاروقی میں اسلام لائے وہ اور ان کے چچا زاد مصر میں فروکش ہوئے۔ اسمعان نے ان کے اشعار بھی درج کیے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

۴۶۶) بُرْد بن حارثہ نیشکری

ذی قار جنگ جو عربوں اور فارسیوں میں ہوئی تھی اس میں ان کا ذکر ہے۔ جس میں عربوں کو کامیابی ہوئی، قصہ میں ہے کہ برد بن حارثہ نیشکری نے اس دن حامز فارس کے امیر کو لٹکارا اور اسے قتل کر دیا، پھر برد مذکور نے مسیلہ کذاب کو یمامہ میں قتل کیا اور ان کے بیٹے نے شیب کو، اس وقت یہ دونوں مسلمان ہو چکے تھے۔

باب الباء جس کے بعد شین ہے

۴۶۷) (ن) بشار بن عدی

بن عمرو بن سوید الطائی ثم المعنی، جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا، وہی کہتے ہیں: ”میں نے اشعار چھوڑ دیئے اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ کی کتاب کو اپنا لیا جس کا کوئی شریک نہیں۔ میں نے شراب اور شراب کی مجلس چھوڑ دی جب صبح کا منادی مرغ بلاتا ہے۔“
یہ اشعار رشاطی نے بحوالہ ابن درید نقل کیے ہیں۔

۴۶۸) بشر بن ربیعہ

بن عمرو بن منارہ بن قُصَیْر بن عامر بن رابیہ بن مالک بن واہب بن جلیجہ بن اکلب بن ربیعہ بن عفرس بن خلف بن اقیل بن انمار شعمی۔ ابن کلبی نے فرمایا: کوفہ میں انہوں نے اپنی زمین کا احاطہ بنایا وہاں ان کی حویلی ہے جسے کوفہ میں جہانہ بشر کہا جاتا ہے۔ قادیہ میں شریک تھے وہی یہ اشعار کہتے ہیں: ”میں نے قادیہ کے (شہر) دروازے پر اپنی اونٹنی بٹھادی جبکہ سعد بن ابی وقاص میرے امیر تھے۔“ قسم اول میں بشر شعمی کا تذکرہ ہو چکا ہے، انہیں غنوی بھی کہا جاتا ہے۔ بعض روایات میں جو بشر بن ربیعہ شعمی لکھا ہے احتمال ہے کہ وہ یہی ہوں۔

۴۶۹) بُشَیر بن ربیعہ

بشر بن ابی رہم جنہی یہی کوفہ میں جہانہ (نامی جگہ) والے ہیں۔ یہ لفظ با کے پیش اور شین کے سکون سے ”امیر“ نے قلمبند کیا ہے کہ وہ بشر بن ابی رہم ہیں جو یمامہ میں شریک تھے۔ مرزبانی نے اپنی مجسم میں جیسا میں نے آغاز میں کہا ہے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ایک شہسوار تھے۔ جو معرکہ قادیہ کے بعد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اشعار میں کہتے ہیں:
”اللہ آپ کو ہدایت پر قائم رکھے باب قدیس میں ہماری تلواروں کے ٹکراؤ اور دلوں کا دہل جانا یاد کیجئے۔ جب

ہم ایک جگہ کے مقابلہ سے فارغ ہوتے، پہاڑوں کی طرح چلتے چلتے دوسرے کے لیے آگے بڑھ جاتے۔

نیز وہ کہتے ہیں: امیر المؤمنین کے پاس زائد انعامات ہیں، جبکہ ”شعی“ کے پاس چاندی اور ریشم ہے۔

ابو عبیدہ نے یونس اور ابوالخطاب کے حوالہ سے نقل کیا ہے ان اشعار کا سبب یہ بنا کہ حضرت سعد نے غنیمت تقسیم کی تو کچھ مال بچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے فرمایا: وہ بقیہ مال حفاظ قرآن میں تقسیم کر دو۔ اتنے میں ان کے پاس عمرو بن معدی کرب آ گئے۔ آپ نے پوچھا: کتنی کتاب اللہ یاد ہے؟ انہوں نے کہا: جہاد میں مشغولی کی وجہ سے مجھے یاد کرنے کا موقع نہیں ملا۔ انہوں نے فرمایا: تمہارے لئے اس میں کوئی نصیب و حصہ نہیں ہے۔ پھر بشر بن ربیعہ آ گئے۔ ان سے بھی یہی پوچھا۔ انہوں نے کہا: ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“۔ تو انہیں کچھ نہ دیا۔ جس پر انہوں نے مذکورہ شعر کہا۔ اور عمرو نے دوسرے اشعار کہے۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے متعلق لکھا، فرمایا انہیں ان کی مصروفیت کی وجہ سے دے دو۔ تو ان دونوں کو دو دو ہزار دیئے۔

دعبل نے طبقات اشعراء میں لکھا ہے: بشر شعی، جہانہ والے وہی ہیں جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا، پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ بعد کے اشعار یہ ہیں: ”وہ ایسی صبح تھی کہ کچھ لوگ یہ چاہتے تھے کہ کاش! ان کے پرندوں جیسے پر ہوتے تو وہ وہاں سے اڑ جاتے۔“

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خراج تقسیم کر دیا تو کچھ بچ گیا جس کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے فرمایا: قرآن کے قاریوں میں بانٹ دو۔ انہوں نے یہی کیا۔ جب پچھلا سال تھا تو وہ سات تھے اور اب ستر۔ آپ نے انہیں لکھا کہ دشمن سے برسرِ پیکار اور جنگ والوں میں بانٹ دو۔ تو بشر شعی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف یہ اشعار لکھ بھیجے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد سے مکاتبت کی کہ وہ مال جنگی لوگوں میں تقسیم کرو اور اسے مقدم رکھنا، سو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

۴۴۰ بشر بن ربیعہ

یاذرت بن حارث بن ربیعہ بن غنم بن عامر ثعلبی، خلافت فاروقی کے دور میں جسر ابی عبیدہ میں شہید ہوئے۔ اس وقت ان کے والد حیات تھے جو بے حد عمر رسیدہ بزرگ تھے۔ یہ مرزبانی کا ذکر کردہ بیان ہے کہ بشر کو کثات ان کے ان اشعار کی بنا پر کہا جاتا ہے: ”نوجوان بہادروں کا میدان جس میں میں تھا میں انہیں ہندوستانی لوہے کی مشرقی تلواریں سے جھاڑ رہا تھا (جیسے پتے جھاڑے جاتے ہیں)۔“

۴۴۱ (ن) بشر بن شہر (شین کا زہر اور با کا سکون)

خطیب نے حسین رماس ہمدانی کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے مدائن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے انہیں (۱۹) شاگرد دیکھے جن میں سے بشر بن شہر بھی تھے۔

۴۴۲ (ن) بشر بن عامر بن مالک العامری

ابو عمر بن ابی براء۔ ملاعب الاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے بیٹے، ان کے والد کا ذکر آ رہا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں (اس غم سے کہ ان کے بچے عامر بن طفیل نے ان کا عہد توڑا تھا جس سے بر معونہ کا واقعہ پیش آیا، شراب پی کر جان دے دی) فوت

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد ۱)

ہوئے۔ اُن کے اس بیٹے نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے اور اتنا عرصہ زندہ رہے کہ مروان بن الحکم نے ان کی بیٹی سے شادی کر لی جس سے بشر بن مروان پیدا ہوئے، جو اپنے بھائی عبدالملک کی جانب سے کوفہ کے والی مقرر ہوئے۔ یہ بات مدائنی اور زبیر بن بکار وغیرہ نے ذکر کی ہے۔

۴۴۳ بشر بن عامر

بن مالک بن جعفر بن کلاب، لبید بن ربیعہ شاعر کے چچا زاد، انہوں نے زمانہ نبوی پایا اور ان کے والد صحابی ہیں۔ ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام ”عبداللہ“ تھا۔ آل مروان کی خلافت میں اس کا ذکر آتا ہے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے وہ ذمہ داری اٹھائی تھی جس میں ان کا اور عبدالعزیز بن زرارہ کلابی کا جھگڑا ہو گیا تھا۔ اور عبدالعزیز اپنے دور میں دیہاتیوں کا سردار تھا۔

۴۴۴ بشر بن قحیف

ابن مندہ نے ان کا صحابہ میں تو ذکر کیا ہے لیکن کہا: مجھے معلوم نہیں آیا وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تابعین میں ذکر کیا ہے اور ابو نعیم فرماتے ہیں: وہ صحابی نہیں۔ احمد بن سیار نے انہیں صحابہ میں اس حدیث کی وجہ سے ذکر کر دیا ہے جو انہوں نے محمد بن جابر کی سند سے بحوالہ مساک، ان سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: ”میں نبی ﷺ کی نماز میں شریک ہوتا، آپ اسی طرف رخ کرتے جس سمت پیٹھے ہوتے۔“ یہ روایت تو ان سے مساک بن حرب نے مغیرہ بن شعبہ کے ذریعہ روایت کی ہے۔ وہم محمد بن جابر کی طرف سے واقع ہوا ہے۔

ادھر ابن حبان رحمہ اللہ اور ابن ابی حاتم نے ان کا ”ثقات التابعین“ میں ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: وہ حضرت عمر اور مغیرہ بن شعبہ رحمہما سے روایت کرتے ہیں۔

ابن سعد نے کہا: ہمیں یزید نے بحوالہ شعبہ، مساک بن حرب سے، وہ بشر بن قحیف سے، فرمایا: میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے عرض کی: میں آپ سے بیعت ہونے آیا ہوں، فرمایا: کیا تم نے میرے امیر کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی ہوئی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟ فرمایا: جب تم نے میرے امیر سے بیعت کر لی تو گویا مجھ سے بیعت کر لی ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے انہیں شرف صحابیت حاصل نہیں، صرف زمانہ نبوی پایا ہے اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں آئے تھے جس سے معلوم ہوا وہ زمانہ نبوی میں عمر رسیدہ شخص تھے۔

۴۴۵ بشر بن قطبہ

بن سنان بن حارث بن جدعان بن نوفل بن نفیس اسدی فقیہ، انہیں بشر بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ قطبہ ان کی والدہ کا نام ہے جو سنان شہسوار مخضرمی شاعر کی بیٹی ہیں جو عہد صدیقی میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شریک تھے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں: ”میں خالد کے لشکر میں لمبی کمر والے، پر گوشت گھوڑے پر کبھی آتا کبھی جاتا، وہ لشکر جسے وسیع میدان جنگ نے سمیٹ

الاصناف في مناقب الصحابة (جلد ۱) ۳۳۳

رکھا تھا۔ یہ اشعار مرزبانی نے ذکر کیے ہیں۔ زبیر بن بکارت نے ان کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے سوانح میں تذکرہ کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق خجاک کی ایک تحریر دیکھی۔ بشر بن قطبہ، پھر حارث تک ان کا نسب بیان کیا اور مکمل بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ابن جعدان بن نوفل بن نفیس، اسی میں ہے کہ یمامہ کے عرض والے حصہ میں عقرباء کے روز بشر نے یہ اشعار کہے جب وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے:

”جب سیف اللہ نے کہا ان پر ٹوٹ پڑا تو ہم نے ان پر حملہ کر دیا۔ باطل کے پیروکاروں کی ہم نے پروا نہیں کی۔ جب دل کی حالت نرم پڑ گئی تو میں نے اسے کہا: جب ڈرنے کا وقت تھا تو تو کیوں نہ ڈرا، اب ذرا صبر کر، امیر کے ساتھ جو محمد بن ابی بکر کے پیرو ہیں ہونا اور گر منافق کا دل جھوٹ بولے تو، توجہ بولنا۔“

۴۴۶ بشر بن قیس

زمانہ نبوی پایا ہے، عبدالرزاق، بحوالہ ثوری، زیاد بن علاقہ سے وہ بشر بن قیس سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک رمضان میں ہم لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں مقیم تھے، ہم لوگ افطار کر بیٹھے جبکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”جس نے وقت سے پہلے روزہ افطار کر لیا ہے وہ اس کی جگہ قضاء روزہ رکھے۔“ اس کی سند صحیح ہے۔

۴۴۷ بشر بن ثور العجلی

ابو اسماعیل ازدی نے فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بنی عجل کے معزز شخص اور شمی بن حارث کے شہسواروں میں سے تھے۔ انہوں نے خالد بن ولید کو مشورہ دیا تھا کہ وہ عراق میں ہی ٹھہرے رہیں، لیکن انہوں نے نہ مانا اور شام چلے گئے جس کا لمبا قصہ ہے۔

۴۴۸ بشیر (بروزن عظیم)

ابن کعب بن ابی الجحیم، یرموک کے حاکم۔ سیف نے اپنی آئندہ سے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ جب یرموک سے چلے تو دمشق میں فروکش ہوئے۔ یرموک میں بشیر بن کعب بن ابی الجحیم کو اپنے پیچھے ایک جماعت کا نائب بنا گئے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بشیر حضرمی ہیں۔ رہے بشیر بن کعب عدوی تو وہ تابعی ہیں اور بصرہ کے باسی ہیں۔ جو عمران بن حصین رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت لیتے ہیں۔ صحیحین میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ وہ نام ہاکے پیش سے ہے۔ ابن عساکر نے پہلا قصہ ان کے سوانح میں درج کیا ہے اور مزنی نے ”تہذیب“ میں ان کی پیروی کی ہے جس میں تامل ہے۔ ادھر ابن فقیون نے ”ذیل الاستیعاب“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں پہلے وہ لوگ جن کا نام بشیر (شروع کے زیر سے) ہے۔ واللہ اعلم

باب الباء جس کے بعد طاء ہے

(۷۷۹) البطين بن عبدالله الحنفی

بنی حنیفہ کے جو لوگ اسلام لائے اور نبی ﷺ کے وصال کے بعد اپنے اسلام پر برقرار رہے، ان میں سے ایک ہیں۔ وحمہ بن فرات نے ان کا کتاب الردہ میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مجاہد کے ساتھ پیش آمدہ قصہ میں ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد غین ہے

(۷۸۰) بغیض بن شماس

بن لای بن شماس بن جعفر۔ بعد والے میں ان کا ذکر آتا ہے۔

(۷۸۲) بغیض بن عامر

بن شماس بن لای بن انف الناقہ جعفر بن قریح بن عوف بن کعب بن سعد بن زید مناة بن حمیم بنی سعدی، جاہلیت میں بنی حمیم کے سردار تھے اسلام کا زمانہ تو پایا لیکن کسی سند سے یہ ثابت نہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کا ذکر آتا ہے۔

ابوالفرج اصہبانی، ابو عبد اللہ ابن الاعرابی، ابو عبیدہ اور یونس بن حبیب وغیرہ مؤرخین سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی حمیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے زبرقان بن بدر بن امرئ القیس بن خلف بن بہدہ بن عوف بن کعب کو مقرر کیا تھا۔ بعد میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں اسی خدمت پر برقرار رکھا۔ پھر کسی وقت وہ اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حلیہ شاعر کی قرقری میں ان سے ملاقات ہو گئی۔ اس کے ساتھ اس کے دونوں بیٹے اوس، سوادہ، بیٹی اور بیوی تھی۔ زبرقان نے اسے پہچان لیا۔ کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟ کہا: عراق کا ارادہ ہے، تاکہ وہاں کسی ایسے شخص کا قصد کروں جو میری اور میرے اہل و عیال کی خبر گیری کر سکے۔ اور میں اس کی مدح سرائی کروں۔ زبرقان نے کہا: وہ تمہیں مل گیا ہے۔ پوچھا کون؟ کہا: میں۔ کہنے لگا: آپ کی تعریف؟ کہا: میں زبرقان بن بدر ہوں۔ تم ام بدرہ (جو مصعبہ بنت ناجیہ کی بیٹی فرزدق شاعر کی پھوپھی اور زبرقان کی بیوی تھی) کے پاس میرا خط لے جاؤ، تو یہ ادھر چل پڑے۔ یہ بات بغیض بن عامر، ان کے بھائیوں اور چچہ بھائیوں کو پہنچ گئی، جو یہ تھے: بغیض بن شماس، علقمہ بن صوفیہ، شماس بن لای اور خیل وغیرہ۔ یہ لوگ بدر بن زبرقان سے سرداری میں تنازع رہتے۔ ان میں اور زبرقان میں باہمی برائی کرنا جاری تھا۔ انہوں نے ام بدرہ کو دھوکے سے کہا کہ زبرقان حلیہ کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ تمہیں ان کی عزت و تکریم کا کہے گا۔ تو ام بدرہ نے ان سے بے رخی کی۔ ادھر بغیض اور اس کے رشتہ داروں نے حلیہ کو پیام بھیجا کہ ہمارے ہاں آ جاؤ، ہم تمہارے لیے زبرقان سے زیادہ اچھے پڑوسی ثابت ہوں گے۔ نیز اسے طمع دلائی اور وعدے دیئے تو وہ ان

کے ہاں منتقل ہو گیا۔

جب زبرقان آئے، انہیں اطلاع ملی، غور ان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان سے کہا: میرا مہمان مجھے واپس کرو۔ انہوں نے انکار کر دیا، قریب تھا کہ دونوں فریق میں لڑائی چھڑ جاتی، اتنے میں قبیلے کے لوگ درمیان میں پڑ گئے اس پر صلح ہوئی کہ وہ حلیہ کو اختیار دیں، چنانچہ حلیہ نے بغیض اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ بعض لوگ کہتے ہیں: زبرقان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان پر سختی کرنے کی درخواست کی تو انہوں نے اختیار دینے کی ہامی بھری۔ راوی کا بیان ہے کہ حلیہ زبرقان سے چھیڑ چھاڑ کیے بغیر ان لوگوں کی مدح کرنے لگا۔ کچھ عرصہ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ زبرقان نے تمر بن قاسط کے ایک دثار بن شیبان نامی شاعر کی طرف پیام بھیجا۔ جس نے بغیض اور اس کے گھرانے کی ہجو کی۔ حلیہ نے جب دثار کے اشعار سنے تو اپنے پڑوسیوں کی حمایت میں چند اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں:

”بغیض کا کوئی گناہ نہ تھا، تمہارا باپ نہ رہے۔ اس تنگدست کے بارے میں جو لوگوں کے پیچھے اونچی آواز سے اشعار پڑھتا تھا۔“

یہ لمبا قصیدہ ہے۔ زبرقان نے حلیہ کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مدد طلب کی یہ تھی کہ اسے قید رکھا، پھر جو ہوا سو ہوا۔ ابو حاتم بھٹائی نے معمر بن بوالہ اسمعی اس کا ذکر کیا ہے اور ان کے قصیدہ سے یہ اشعار نقل کیے: بغیض کا اس کے سوا کوئی گناہ نہیں کہ اس نے ایک فاقہ زدہ شخص کو دشوار مقام پر اترتے دیکھا۔ جو نیکی کا حکم کرتا ہے وہ اس کے بدلے سے محروم نہیں رہتا۔ نیکی اللہ اور بندوں کے درمیان ہرگز ضائع نہیں جاتی۔

باب الباء جس کے بعد عین ہے

(۷۸۲) (ز) بعاطر الاسقف

ضعاطر میں ان کا ذکر آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد کاف ہے

(۷۸۳) (ز) بکاء الراهب

ازہل شام، اسلام کا زمانہ پایا۔ نبی ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ لیکن یہ مذکور نہیں کہ وہ آپ کی خدمت میں آئے ہوں۔ یثیم بن عدی نے حالات میں سعید بن العاص کے حوالہ سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: بدر میں جب میرے والد عاص بن سعید بن عاص قتل ہو گئے تو میں اپنے چچا ابان بن سعید بن العاص کی پرورش میں تھا۔ وہ شام کی جانب تجارت کی غرض سے نکلا جہاں ایک سال ٹھہر کر آیا۔ وہ اکثر رسول اللہ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتا تھا، تو سب سے پہلی بات جو اس نے پوچھی یہ تھی: محمد کا کیا ہوا؟ تو اسے میرے چچا

الْاِسْتِغْنَاءُ فِي مَنَاسِكَ الْاِسْلَامِ (جلد اول)

فعبدا اللہ (جو حکم کے نام سے موسوم تھے، آپ ﷺ نے ان کا نام عبداللہ رکھ دیا تھا، وہ سفر میں ابان کے ساتھ تھے) نے کہا: وہ اللہ کی قسم پہلے سے زیادہ مضبوط اور اس کا کام بڑھ رہا ہے۔ اس پر ابان خاموش رہے اور جیسے پہلے آپ ﷺ کو برا بھلا کہا کرتے تھے نہ کہا۔ اس کے بعد (واجبی پر) انہوں نے ایک جگہ کھانے کا بندوبست کیا اور بنی امیہ کے سرداروں کو پیام بھیجا، وہ آئے۔ ان سے کہا: میں شام کے ایک گاؤں میں تھا جہاں مجھے ایک راہب نظر آیا جو چالیس سال سے اپنے عبادت خانے سے نیچے نہیں آیا۔ ایک دن وہ نیچے آیا تو لوگ اس کے پاس زیارت کے لئے جمع ہو گئے۔ میں بھی اس کے پاس آیا۔ میں نے اسے کہا: مجھے تم سے کام ہے، تو وہ مجھے علیحدہ لے گیا۔ میں نے کہا: دیکھو! میں ایک قریشی ہوں۔ ہمارا ایک آدمی خیال کرتا ہے کہ اسے اللہ نے رسول بنا بھیجا ہے۔ اس نے پوچھا: اس کا نام؟ میں نے کہا: محمد (ﷺ)۔ کہنے لگا: کتنا عرصہ ہوا ہے کہ وہ مشہور ہوئے ہیں؟ میں نے کہا: بیس سال۔ کہنے لگا: کیا میں تمہیں اس کی نشانیاں نہ بتاؤں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، ضرور! تو اس نے آپ ﷺ کا حلیہ ایسا بیان کیا کہ ذرا سی بھی غلطی نہیں کی۔ پھر مجھ سے کہنے لگا: اللہ کی قسم! وہ اس امت کا نبی ہے۔ اللہ کی قسم! وہ ضرور غالب آئے گا۔ پھر وہ واپس اپنے عبادت خانے میں چلا گیا۔ جاتے جاتے مجھ سے کہہ گیا: اسے میرا سلام کہنا۔ فرماتے ہیں: یہ زمانہ حدیبیہ کی بات ہے۔

(ن) بکر بن عبداللہ (۷۸۴)

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں آذربائیجان کا حاکم بنایا۔ میں نے یہ واقعہ تاریخ مظفری سے نقل کیا ہے۔

(ن) بکر بن علی (۷۸۵)

بن تیم بن ثعلبہ بن شہاب بن لام طائی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ان کے بیٹے مسعود کا حجاج کے زمانہ میں تذکرہ آتا ہے جو ایک شہسوار تھا۔ ابن کلبی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد ہا ہے

(ن) بہدل طائی (۷۸۶)

بلاذری نے انساں میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوت پایا ہے اور ان کی والدہ ام قریظہ عہد نبوی میں قتل ہوئیں اور وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور میں بچکی نے ان کے ذریعہ جعدہ بن ہبیرہ کو قتل کیا۔ تو ان سے قصاص لیا گیا۔

باب الباء جس کے بعد یا ہے

(ن) بیاض بن سوید (۷۸۷)

بن حارث بن حصن بن ضمیم بن عدی بن جناب کلبی، زمانہ جاہلیت پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام لائے۔

ابن عساکر نے ان کے بیٹے اس کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۴۸۸) بیرح بن اسد الطاحی

عمان کے رہنے والے ہیں۔ نبی ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آپ وفات پا چکے تھے۔ ان کی حدیث امام احمد رحمہ اللہ اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے جریر بن حازم کی سند سے بحوالہ زبیر بن حریث، ابولبید سے روایت کی ہے۔ فرمایا: عمان کا ایک شخص بیرح بن اسد نامی ہجرت کر کے نبی ﷺ کے ارادے سے نکلا۔ آپ ﷺ کو مدینہ میں فوت پایا۔ ابھی وہ مدینہ کے کسی راستہ میں تھے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہو گئی وہ انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے۔ پھر عمان کی فضیلت میں حدیث ذکر کی۔ رشاطی کہتے ہیں: وہ نبی ﷺ کی وفات کے کچھ روز بعد مدینہ آئے، انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا تھا۔

۴۸۹) (ن) بیر زطن ہندی

شاہان فارس کے زمانے کے ایک بوڑھے ہیں۔ سن کی گھاس کے متعلق ان کی مشہور روایت ہے جس کا ان علاقوں میں سب سے پہلے انہوں نے ہی شہرہ کیا۔ اور یمن میں ان سے اس کی بہت شہرت ہو گئی۔ پھر اس بوڑھے شخص نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے۔ جس کا ذکر شیخ حسن بن محمد شیرازی نے کتاب السوانح میں اپنے شیخ جعفر بن محمد شیرازی کے حوالہ سے کیا ہے۔

قسم الرابع حرف باء

جن کا غلطی سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ کتابوں میں ذکر ہو گیا اور اس کا بیان

باب الباء جس کے بعد الف ہے

۴۹۰) (ن) باب بن عمیر

عسکری نے ان لوگوں کی فضیلت میں ان کا ذکر کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: انہیں کسی صحابی سے روایت حاصل نہیں۔ ابوداؤد میں ان کی روایت بعض تابعین سے ہے۔

۴۹۱) باذان شاہ ہند

ابن مقفوز نے ذکر کیا ہے کہ جب کسری مارا گیا تو باذان نے اپنے اور اپنے ساتھ کے لوگوں کے اسلام کی اطلاع نبی ﷺ کی طرف بھیجی۔ جسے ابن ہشام نے ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ذہبی نے تجرید میں درج کیا ہے جہاں انہوں نے نو جوانوں میں سے باذان فارسی کا تذکرہ کیا ہے جو قسم ثالث میں مذکور ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان سے پہلے کسی نے ان دونوں میں فرق کیا ہو۔ ان کا ملک البند

شاہ ہند کہتا قابل تاقل ہے۔ درست ملک الیمن ہے۔ پھر تیسری جگہ ذہبی نے ذکر کیا، باذان شاہ یمن۔ واقدی نے اہل سبا کے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ یقیناً پہلے والے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد جیم ہے

۶۹۲ بجیر بن بجرہ الطائی

ذہبی نے تجرید میں لکھا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی مدح سرائی کی تھی۔ ان میں اور بجیر بن بجرہ طائی جن کا مرتدوں سے جنگ میں ذکر ہے فرق کیا، جبکہ وہ دونوں ایک ہیں۔

۶۹۳ بجیر بن عبد بن الحضرمی

ابن فہون نے ان کا استدراک کیا اور اسے تفسیر ثعلبی کی طرف منسوب کیا کہ ان کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:
”یقیناً ہمیں معلوم ہے یہ تمہارے متعلق کیا کہتے ہیں کہ اسے ایک آدمی سکھاتا پڑھاتا ہے“۔ (النحل: ۱۰۳)
جوفضی غلطی ہے یہی واقعہ عبدان نے اپنی تفسیر میں بحوالہ یونس، شیبان سے وہ قتادہ سے روایت کرتے ہیں: یحسنا یا،
حائے مہملہ اور نون مشدد سے پھر سین ہے۔ جبکہ ان کا مشہور نام جبر ہے۔ جیسا کہ حرف جیم میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

باب الباء جس کے بعد حاء ہے

۶۹۴ (ن) بعراۃ بن عامر

یہی نام ابن عبد البر نے لیا ہے جبکہ صحیح بخاری ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

۶۹۵ بحیرا الراہب

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ابو نعیم نے بھی ان کی پیروی کی۔ مغازی میں ان کا قصہ مشہور ہے۔ مجھے معلوم نہیں انہوں نے بشت نبوی پائی ہے یا نہیں؟ زہری سے منقول بعض واقعات میں آتا ہے کہ وہ تیاء کے یہودی تھے۔ مسعودی کی مروج الذهب میں لکھا ہے: ان کا نام جریمس تھا اور وہ عبد القیس کے عیسائی تھے۔ رہا ان کا قصہ تو اسے ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ ابو طالب ایک قافلہ میں تجارت کی غرض سے شام گئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ جب قافلہ بصری فروکش ہوا، جہاں ایک بحیرہ نامی راہب اپنے جھونپڑے میں تھا جس کے پاس نصرانیت کا علم تھا۔ یہاں پہلے بھی قافلہ ٹھہرا کرتا تھا لیکن وہ ان سے بات چیت نہ کرتا۔

اسد الغابۃ (ت ۳۶۳) الاستیعاب (ت ۱۶۵) التجرید (۱۳) جامع المسانید (۵/۲)

اسد الغابۃ (ت ۳۷۱)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱) ۳۵۰

جب بحیرانے محمد ﷺ کو دیکھا کہ بادل ان پر سایہ اٹکن ہے تو وہ ان کے پاس آگیا۔ ان لوگوں کے لیے کھانا بنایا اور انہیں اپنے پاس جمع کر لیا۔ محمد ﷺ صغریٰ کی وجہ سے ان کے کجاووں کے پاس رہ گئے۔ بحیرانے انہیں کہا: اس بچے کو بلاؤ، چنانچہ کوئی گیا اور آپ ﷺ کو لے آیا۔ بحیرا آپ ﷺ کو غور سے دیکھنے لگا، اور جو نشانیاں اسے معلوم تھیں وہ آپ ﷺ کے بدن پر ٹٹولنے لگا۔

جب یہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ آپ ﷺ سے آپ کے متعلق مختلف باتیں دریافت کرنے لگا۔ آپ ﷺ اسے بتاتے جاتے۔ جو اس کے علم کے مطابق تھیں۔ پھر اس نے آپ ﷺ کی پیٹھ پر دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی، جس پر وہ آپ ﷺ کے چچا سے کہنے لگا: اپنے بیٹے کو اپنے شہر واپس لے جاؤ اور اسے یہودیوں سے بچا کر رکھنا۔ اس واسطے کہ تمہارے اس بیٹے کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ اسے جلدی اس کے علاقے میں لے چلو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہود کے ایک گروہ نے ان سب چیزوں کا مشاہدہ کیا جو بحیرانے دیکھیں تو انہوں نے آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہا، بحیرانے انہیں ہٹا دیا اور انہیں اللہ کا واسطہ دیا اور جو آپ ﷺ کی صفات ان کی کتاب میں مذکور تھیں وہ یاد دلائیں کہ وہ ان تک نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ان سے بحث مباحثہ کرتا رہا یہاں تک کہ انہوں نے آپ ﷺ کی تصدیق کر دی۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ ادھر ابوطالب بھی شام کی تجارت سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کو لے کر واپس آ گئے۔

اسے ابو نعیم نے بحوالہ واقدی "دلائل" میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ان کی سند سے طبقات ابن سعد^۱ میں مرقوم ہے۔ اس میں ہے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر بارہ (۱۲) سال تھی۔ اور یہ قصہ بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ جس میں یہ اضافہ ہے: وہ گروہ یہود تھا۔ یہ قصہ ایک ایسی سند سے بھی مروی ہے جس کے رجال ثقہ ہیں۔ جو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے منقول ہے۔ جسے امام ترمذی^۲ وغیرہ نے روایت کیا ہے، جو یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بلال رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیج دیا۔ نکارت کی وجہ یہ ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اس وقت اس بات کے اہل نہ تھے۔ اور نہ اس وقت انہوں نے بلال رضی اللہ عنہ کو خریدنا تھا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اس آخری جملہ کو دوسری حدیث کا ٹکڑا سمجھا جائے جو اس حدیث میں شامل کر دیا گیا ہے۔ الغرض یہ کسی راوی کا وہم ہے۔

ابن مندہ نے اپنی اسناد سے عبدالغنی بن سعید ثقفی (جو ایک ضعیف اور متروک راوی ہے) کی تفسیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے اس وقت دوست بنے جب آپ رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ (۱۸) سال اور آپ ﷺ کی عمر بیس (۲۰) سال تھی ان لوگوں کا شام تجارت کے لیے جانے کا ارادہ تھا۔ چلتے چلتے آپ رضی اللہ عنہ ایک جگہ جہاں بیری کا درخت تھا سواری سے اترے اور اس کے سائے تلے بیٹھ گئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ بحیرا راہب سے کوئی بات پوچھنے چلے گئے۔ اس نے کہا: بیری کے سائے تلے کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا: محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب، تو وہ پکارا تھا: اللہ کی قسم! یہ شخص نبی ہے۔ اس کے سائے تلے عیسیٰ بن مریم کے بعد صرف محمد (ﷺ) نے بیٹھنا تھا۔ یہ بات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دل میں رکھ لی۔ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو انہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کر لی۔ تو یہ واقعہ اگر صحیح ہے تو احتمال ہے کہ یہ ابوطالب کے سفر کے بعد کوئی سفر تھا۔

ابو سعید نیشاپوری کی "شرف المصطفیٰ" میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے تجارت کے لیے گئے تھے، اس وقت بھی بحیرا سے آپ ﷺ کا گزر ہوا تھا، آپ کے ساتھ میرہ تھے۔ بحیرانے آپ ﷺ سے کہا تھا: میں نے آپ کی

۱ الطبقات الکبریٰ (۷/۱)

۲ ترمذی کتاب المناقب باب ما جاء فی بدء نبوة النبی ﷺ (۳۶۲)

تمام میں ہے علامات دیکھ لی ہیں سوائے خاتم نبوت کے۔ آپ ﷺ اپنی پیٹھ سے کپڑا ہٹائیے۔ آپ ﷺ نے کپڑا ہٹایا تو اس نے مہر نبوت دیکھ لی۔ دیکھتے ہی بول اٹھا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ نبی امی جس کی خوشخبری عیسیٰ بن مریم نے دی تھی پھر بہت لمبا قصہ ذکر کیا۔ واللہ اعلم

میں نے ان کا اس قسم میں صرف اس وجہ سے ذکر کیا ہے کہ صحابی کی تعریف ان پر منطبق (فٹ) نہیں آتی، جو یہ ہے کہ جس نے آپ ﷺ پر ایمان لاتے ہوئے آپ ﷺ کی زیارت کی اور اس پر اس کی موت واقع ہوئی ہو۔ تو ہمارا یہ کہنا: ”مسلمان“ اس سے وہ شخص خارج ہو گیا، جس کا بعثت سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان ہے جیسا کہ یہ شخص ہے۔ واللہ اعلم

۴۹۱) بُخِینہ

عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور عباس دوری سے بحوالہ ابو نعیم، عبد السلام بن حرب، ابو خالد سے وہ محمد بن عبد الرحمن بن ثوبان سے بحوالہ محسینہ روایت کرتے ہیں، نماز فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ کا میرے ہاں سے گزر ہوا، میں کھڑے نماز (نفل) پڑھ رہا تھا آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان دونوں کے درمیان فاصلہ رکھو۔“

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: ان کا یہی عنوان ہے اور یہ حدیث بیان کی۔ درست روایت وہ ہے جو خثعمہ بن سلیمان نے بحوالہ اسری بن یحییٰ اسی سند سے ابو نعیم سے نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: ابن محسینہ سے روایت ہے۔

میں کہتا ہوں: احمد بن حازم بن ابی عروہ نے اپنی مسند میں، اس میں وہم کرنے والے کو واضح کیا ہے۔ چنانچہ وہ اسے ابو نعیم سے نقل کرتے ہیں جیسا کہ عباس نے روایت کیا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ہمیں ابو نعیم نے کہا: وہ تو ابن محسینہ ہیں۔ لیکن ایسا ہی ہمیں عبد السلام نے کہا: ابوموسیٰ فرماتے ہیں: یونہی یحییٰ بن ابی کثیر نے ابن ثوبان سے درست نقل کیا ہے، پھر مسند احمد سے اسے نقل کیا ہے۔

۴۹۲) (ز) بحیرہ بن عامر

ابن قانع نے نقل کیا ہے کہ اسے بعض لوگوں نے غلطی سے بخیرہ کی بجائے بحیرہ لکھ دیا، حالانکہ صحیح بحیرہ ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

باب الباء جس کے بعد دال ہے

۴۹۸) (ز) البداء بن عاصم اللخمی

ابوعلیٰ المکرمیسی نے کتاب القضاء میں عبد الملک بن سعید بن جبیر کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، فرمایا: بداء بن عاصم اور تمیم داری سفر میں نکلے، ان کے ساتھ بنی سہم کا ایک شخص تھا پھر اس آیت: ”اے ایمان والو! تمہاری آپس کی گواہی یوں ہے۔“ کے نزول کے متعلق حدیث ذکر فرمائی۔ اسے معقل بن منصور، بحوالہ ابن ابی زائدہ محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے عبد الملک سے روایت کیا ہے۔

اسی روایت کو امام بخاری، ترمذی، طبرانی اور ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ * نے کئی طرق سے ابن ابی زائدہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اس پر سب متفق ہیں کہ وہ عدی بن بداء ہیں۔ لیکن کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ وہ بداء بن عامر ہیں۔ شاید نسب یوں ہو ”عدی بن بداء بن عامر“ اور لفظ عدی ساقط ہو گیا ہو۔ واللہ اعلم۔
بہر کیف عدی کی تفصیل حرف عین میں ان شاء اللہ آئے گی۔

۴۹۹ (ز) الْبَدَاحُ بْنُ عَدِيْ أَنْصَارِي

ابن حبان کہتے ہیں، لوگوں کا کہنا: ”وہ صحابی ہیں“ ان کی سند میں اختلاف اتنا زیادہ ہے کہ دل نہیں مانتا۔ باوردی نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن وہ وہم ہے جو غلطی غلطی سے رونما ہوا۔ چنانچہ انہوں نے روح بن قاسم کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی بکر بن حزم سے وہ بداح بن عدی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چرواہوں کو (ایک دن ری کرنے کی) رخصت دی۔ * (حدیث) اسی حدیث کو مالک رحمہ اللہ وغیرہ نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم سے بحوالہ ابوالبداح بن عامر بن عدی روایت کیا ہے جو صحیح ہے۔ ایسا ہی ابوداؤد نے ابن عیینہ کی روایت سے محمد بن ابی بکر بن حزم سے صحیح نقل کیا ہے۔ ابن القیم حنبلی کے سنن پر حاشیہ پر میں نے دیکھا کہ اس پر اعتماد ہے کہ جلیلہ بنت یسار جو معقل بن یسار کی بہن تھیں۔ ان کے خاوند کا نام بداح بن عامر بن عدی تھا اور کنیت ابو عمر تھی۔ اگر یہ بات محفوظ ہے تو وہ ابوالبداح تابعی کے بھائی ہوئے۔ واللہ اعلم

۸۰۰ (ز) بُذَيْلٌ * (بے نسبت)

ابن مندہ کہتے ہیں، صحابہ میں ان کا تذکرہ آیا ہے۔ * جبکہ اہل فن نے انہیں تابعین میں شامل کیا ہے۔ پھر موسیٰ بن سروان سے بحوالہ بدیل روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ کی آستین گٹوں (کلائی کی ہڈی) تک تھی۔“
میں کہتا ہوں: بدیل موسیٰ کے شیخ ہیں جو ابن میسرہ عقیلی ہیں، صغیر تابعی ہیں، ان کی زیادہ روایات تابعین ہی سے ہیں۔

* بخاری کتاب الوصایا باب قوله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنَكُمْ﴾ (حدیث ۲۷۸۰)

ابوداؤد کتاب الاقضية باب شهادة اهل الذمة في الوصية في السفر (حدیث ۳۶۰۶)

ترمذی کتاب التفسیر سورة المائدة (۳۰۶۰) طبرانی المعجم الكبير (۳۶۸/۱۷)

* ابوداؤد، کتاب المناسک باب رمی الجمار (۱۹۷۵)

ترمذی کتاب الحج باب ما جاء في الرخصة للرعاة ان يرموا يومًا (۹۵۴)

ابن ماجہ کتاب مناسک الحج باب تاخير رمی الجمار في عذر (۳۰۳۶)

موطا مالک کتاب الحج باب تكبير ايام التشريق (۹۲۲)

* اسد الغابة (ت ۳۸۵) الاستيعاب (ت ۱۶۹)

* ابوداؤد کتاب اللباس باب ما جاء في القميص حدیث (۴۰۲۷)

ترمذی کتاب اللباس باب ما جاء في القميص (۱۷۶۵) المعجم الكبير (۴۱۶/۲۴)

باب الباء جس کے بعد ذال ہے

(۸۰۱) بذیمہ والد علی* (با کے زبر اور ذال کے زیر سے ہے)

صحابہ میں ذکر ہوئے، جو سند میں سقوط کی وجہ سے غلطی پر مٹی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ابن صاعد نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور احمد بن منیع سے بحوالہ اشعث بن عبدالرحمن، ولید بن ثعلبہ، علی بن بذیمہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر دعا* کے متعلق حدیث نقل کی، یہاں تک ابن مندہ کی بات ختم ہوئی۔

ابو نعیم نے ان کا ذکر کر کے کہا: یہ وہم ہے، لیکن وہم کی وجہ بیان نہیں کی۔ جو علی اور ان کے والد کے درمیان میں ابو عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود کا رہ جانا ہے۔ حدیث تو عبداللہ بن مسعود کی سند سے ہے جسے مسعر نے اپنی روایت "علی بن بذیمہ، بحوالہ ابو عبیدہ وہ اپنے والد سے" میں بیان کیا ہے۔ حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ سالم بن عوف بن مالک کے احوال میں حدیث ذکر کروں گا۔ بذیمہ صحابی نہیں ہے نہ انہیں روایت و دیدار نصیب ہوا اور نہ روایت لینا۔ وہ تو شاہان فارس کے شہزادے تھے۔ فارس کی جنگ میں مغربی میں گرفتار ہوئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے جابر بن سمرہ کو بہہ کر دیا۔ مدائن کی جنگ کا یہ واقعہ ہے جسے ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا ہے۔

باب الباء جس کے بعد راء ہے

(۸۰۲) البراء بن الجعد

ابن عوف۔ ابن الجوزی نے اپنی تصحیح میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا تجرید میں ذہبی نے استدراک کرتے ہوئے درج کیا ہے جو وہم ہے۔ یہ اپنے دادا براء بن اوس بن خالد بن الجعد بن عوف کی جانب منسوب کر دیئے گئے جن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۸۰۳) البراء بن قبیصہ*

ابو موسیٰ نے کہا: عبدالان نے ان کا ذکر کیا کہ میں نے تذکرہ میں ان کا نام دیکھا ہے لیکن مجھے معلوم نہیں یہ صحابی ہیں یا نہیں۔ میں کہتا ہوں: تابعین میں انہیں امام بخاری، ابن ابی حاتم* بحوالہ اپنے والد اور دوسرے لوگوں نے ذکر کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں ان کا نام براء بن قبیصہ بن ابی عقیل ثقفی لکھا ہے۔

(۸۰۴) بردع بن زید*

بن عامر، ابن الاثیر نے استیعاب پر اضافہ کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ وہ ابن زید نعمان بن

* اسد الغابۃ (ت ۳۸۶) تجرید (۱/۶۷) * جامع المسانید والسنن (۲/۱۷) * اسد الغابۃ (۳۹۰)

* الجرح والتعديل (۲/۴۰۰) * تجرید (۱/۴۷)

زید بن عامر ہیں۔ یوں ان کے نسب سے زید سے زید تک کے افراد رہ گئے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۸۰۵) بریج بن عرفجہ

ایسا ہی ابن مندہ نے حرف باء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو نعیم نے اسے وہم کہا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ ابن مندہ نے فرمایا: عبدالرحمن مخاربی، لیث سے بحوالہ زیاد بن علاقہ، شریح بن عرفجہ سے یا شریح سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: دوسروں نے لیث سے روایت کی کہ عرفجہ بن شریح نے کہا: جو درست ہے۔

۸۰۶) بریدہ بن سفیان الاسلمی

مشہور تابعی ہیں جو محدثین کے ہاں ضعیف ہیں۔ ابن حبان نے کہا: بعض لوگوں کا کہنا ہے یہ صحابی ہیں۔ عبدان نے ایک حدیث کی وجہ سے جسے انہوں نے مرسل روایت کیا ان کا تذکرہ کیا، تو بعض ناموں میں انہیں وہم ہو گیا، وہ یوں کہ وہ عبدالرحمن بن عبداللہ کی سند سے بحوالہ زہری وہ بریدہ بن سفیان اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن عدی، زید بن الدہجد، ضعیب بن عدی اور مرشد بن ابی مرشد کو روانہ فرمایا۔

پھر عاصم وغیرہ کے نقل کے قصہ کی حدیث روایت کی۔ وہ تو عاصم بن ثابت ہیں حدیث صحیحین میں کئی طرق سے منقول ہے جو زہری سے بحوالہ عمرو بن ابی سفیان، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مروی ہے۔

باب الباء جس کے بعد سین ہے

۸۰۷) (ن) بُسْر (با کا پیش سین کا سکون)

ابن الحارث، وہ امیرق بن عمرو ہیں ایسا ہی ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ ان کا ذکر کیا ہے۔ جسے انہوں نے غلط لکھ دیا وہ تبشر ہے (شروع کا زیر اور سین نقطوں والا)۔

۸۰۸) بُسْر (پیش سے اور سین بغیر نقطوں کے ساکن)

ابن نجح دلی، مشہور تابعی ہیں۔ جس پر امام بخاری رحمہ اللہ اور جمہور کا یقین ہے جبکہ بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ پھر ان لوگوں نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عمران بن ابی انس، حنظلہ بن علی سے وہ بسر بن نجح سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے ظہر کی نماز اپنے گھر پر ہی پھر اپنے اونٹ لے کر نکلا کہ انہیں چراگاہ کی طرف باروں، میرا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزر ہوا آپ ﷺ اپنی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کر رہے تھے۔ (الحدیث) سند سے "عن ابیہ" کا لفظ رہ گیا ہے۔ یہی روایت امام مالک رحمہ اللہ نے اور ان کی سند سے نسائی نے زید بن اسلم سے بحوالہ بسر بن نجح ان کے والد سے نقل کی ہے اور امام احمد نے ثوری کی روایت سے بحوالہ

اسد الغابۃ (۳۹۷) تجرید (۴۷/۱) * اسد الغابۃ (۳۹۹) * الثقات (۸۱/۴) * اسد الغابۃ (ت ۴۱۶) * تجرید (۴۸/۱)

* نسائی کتاب الامامة باب اعادة الصلاة مع الجماعة بعد ... (۸۵۶) مؤطا مالک کتاب صلاة الجماعة باب اعادة الصلاة مع الامام (۲۹۸)

المستدرک (۲۴۴/۱) کنز العمال (۲۰۶۹۱)

زید بن اسلم نقل کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ درست ہے۔

۸۰۹ بسبس بن عمرو الجہنی

بن ساعدہ بن خزرج کے حلیف ابن مندہ نے ان میں اور بسبس بن عمرو جنہیں نبی ﷺ نے جاسوس بنا کر بھیجا تھا، فرق کیا ہے۔ جبکہ دونوں ایک ہیں۔

بشر (با کے زیر اور شین کے سکون سے) نامی حضرات

۸۱۰ بشر الثقفی

ابن شامہ بن اور ابن عبدالبر نے بشر نامی حضرات میں ان کا تذکرہ کیا ہے جو غلط لکھ دیا حالانکہ وہ بشر شین کے بعد باضافہ یاء ہے جیسے کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۸۱۱ بشر بن صحار العبدي

عبدان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور مسلم بن قتیبہ کی سند سے بحوالہ اُن کے نقل کیا ہے کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کی چادر دیکھی جس پر برس کا رنگ چڑھا ہوا تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے گدھے باز ا بھی دیکھا، اس (گدھے) کا نام عفیر تھا میں (بچپن میں) ازواج النبی (امہات المؤمنین) کے گھروں میں آتا جاتا، چھتیس درست کرتا“۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں: یہ بشر ابن صحار بن عباد بن عمرو تیج تابعین سے ہیں، حسن بصری وغیرہ سے روایت کرتے ہیں: نبی ﷺ کی چادر وغیرہ کے دیکھ لینے سے یہ صحابی نہیں بن سکتے۔ میں کہتا ہوں: کہ بشر بن صحار سے، ابو عاصم النبیل اور ابوسلمہ التبوذکی وغیرہ نے روایت کی ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ کے شیوخ ہیں۔ اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ صحابہ میں صحار عبدي دوسرے ہیں جو ان کے والد کے علاوہ ہیں۔ جن کا تذکرہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۸۱۲ بشر بن عاصم

بن سفیان ثقفی، جس نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا اسے وہم ہوا ہے حالانکہ یہ تیج التابعین سے ہیں۔ جس کی تشریح میں نے قسم اول میں کر دی ہے۔ ابن الاثیر نے معاملہ الناکر کے امام بخاری رحمہ اللہ پر رو کرنا شروع کر دیا کہ انہوں نے بشر بن عاصم کا تذکرہ کیا ہے جن کا صحابہ میں نسب نہیں بیان کیا۔ اور بشر بن عاصم بن سفیان کے علاوہ جدا عنوان قائم کیا ہے اور انہیں صحابی شمار نہیں کیا۔ جسے تھوڑا غور و فکر کا موقع ملے گا وہ جان لے گا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی روش درست ہے۔

اسد الغابۃ (ت ۴۱۶) تجرید (۴۸/۱) * اسد الغابۃ (ت ۴۲۸) * اسد الغابۃ (۲۱۵/۱)

النفقات (۱۹۴/۳) * اسد الغابۃ (۴۲۹) تجرید (۴۹/۱) الاستیعاب (ت ۱۹۳)

۸۱۳ بشر الغنوی (عبداللہ بن بشر کے والد)

ابن شاپین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید سے اپنے رجال کے ذریعہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: انہیں ان میں اور بشر غنوی میں فرق کرنے سے وہم ہو گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ قسمی جن کا پہلے ذکر ہو چکا، وہی عبداللہ کے والد ہیں، جیسا کہ گزر چکا ہے۔

بشر (باکازبر اور شین کے بعد یا کا اضافہ) نامی حضرات کا تذکرہ

۸۱۴ بشیر بن تیم

ابن ابی شیبہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور عبداللہ بن اخطع کی سند سے بحوالہ ان کے والد، عکرمہ سے وہ بشیر بن تیم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے بدر کے قیدیوں کو مختلف چیزوں کے عوض چھوڑ دیا تھا۔ عباس بن علیؓ سے آپ نے فرمایا: ”آپ اپنے فدیہ کا انتظام کریں۔“ (حدیث)

میں کہتا ہوں: یہ سند پلٹ گئی ہے۔ وہ تو یوں تھی: اخطع، بشیر بن تیم سے وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں۔ بشر بن تیم کی شیخ ہیں جو تابعین سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ نے ان کا دور پایا ہے۔ امام بخاریؒ اور ابن ابی حاتمؒ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ انہی بشیر بن تیم کی ایک اور مرسل روایت ہے جس کی وجہ سے عہدان نے انہیں (صحابہ میں) ذکر کر دیا۔ چنانچہ سعید بن مراحم کی سند سے بحوالہ معروف بن خربوذ، بشیر بن تیم سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات نبی ﷺ کی ولادت تھی موندان کسری نے ایک لشکر کثیر تعداد میں دیکھا جس نے دجلہ کو عبور کر لیا ہے۔۔۔ پھر لہذا قصہ ذکر کیا۔

۸۱۵ بشیر ابو جمیلہ

ازہبی سلیم۔ ابن مندہ نے ابن سعدؒ کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا: درست بشر ابو جمیلہ ہے۔ واقعی یہ ایسا ہی ہے جیسا (ابو نعیم نے) کہا ہے۔

۸۱۶ بشیر بن الحارث

بن سرج بن بجاہ العنسی باوردی اور طبری نے بنی عس میں سے نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فحون نے حرف بامیں ان کا استدراک کیا ہے۔ ایسا ابن الاثیر نے ان کا استدراک کیا بہر کیف دونوں کو وہم ہو گیا۔ صحیح نسیر (یا کے پیش اس کے بعد سین) لفظ تغیر ہے۔ ایسا حفاظ حدیث نے قلمبند کیا ہے۔ درست ان شاء اللہ تعالیٰ حرف یا میں آئے گا۔

اسد الغابہ (۴۴۸) تجرید (۵۲/۱) * معرفة الصحابة (۱۲۳/۳) طبقات لابن سعد (۸/۱/۴) جامع المسانید (۲۸۵/۲)

الجرح والتعديل (۳۷۲/۲) * اسد الغابہ (۴۵۱) * الطبقات الكبرى (۴/۱)

(۸۱۷) بشیر بن راعی البعیر

عمر بن شبر نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابن قحون نے ان کا استدراک کیا ہے جو بے شک لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو نمر باکے پیش اور سین کے سکون سے درست ہے، جیسا کہ پہلے قسم اول میں گزر چکا ہے۔

(۸۱۸) بشیر بن زید الانصاری

حاکم نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی مسانید بہت کم ہیں۔ ان کی ایک حدیث محمد بن اسحاق بخنی کی سند سے بحوالہ عمر بن قیس بن بشیر وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے اصرم کو کہا: ”امحق“۔ شعب میں بیہوشی لکھتے ہیں کہ حاکم کو ثمین یا چار طرح سے وہم ہو گیا ہے۔ اول انہوں نے کہا: عمر بن قیس جبکہ وہ عمرو ہیں۔ دوم: انہوں نے کہا: بشیر جبکہ وہ یسیر ہے۔ سوم: انہوں نے حدیث کو مرفوع لکھا ہے جبکہ وہ موقوف ہے۔ چارم: انہوں نے کہا: وہ صحابی ہیں، جبکہ انہوں نے صرف زمانہ نبوی پایا۔ میں کہتا ہوں: کچھ وہم اور بھی باقی ہیں۔ انہوں نے بشیر بن زید کہا، جبکہ وہ بشیر بن عمرو ہیں۔ نسب میں انہیں انصاری لکھا جبکہ وہ عہدی اور بقول بعض کنہی ہیں۔

(۸۱۹) بشیر بن عمرو

ہجرت کے سال پیدا ہوئے، خود فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت میں دس سال کا تھا، مروی ہے کہ وہ زمانہ حجاج میں اپنی قوم کے ناظم (معاملات کی دیکھ بھال کرنے والے) تھے۔ * ۸۵ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ابو عمر نے اتنا ہی ذکر کیا ہے مگر اس نام میں لفظی غلطی کی یہ وہی بشیر بن عمرو ہیں جن کے متعلق سابقہ عنوان میں بیہوشی نے متنبہ کیا تھا۔ جنہیں اسیر بن جابر بھی کہا جاتا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے، ابن سعد نے ان کی تاریخ وفات ۸۵ھ بتائی ہے۔

ابو نعیم نے کہا: وہ زمانہ حجاج میں ناظم تھے۔ پھر عمرو بن قیس بحوالہ ان کے والد ان کے دادا بشیر سے روایت کی، فرمایا: جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی میری عمر دس سال تھی۔ جن شاہین نے بھی ان کا نام غلط لکھا ہے۔ انہوں نے حرف باء میں ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے۔ پھر ایک حدیث عمرو بن قیس بن بشیر بن عمرو بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا کی سند سے روایت کی۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے: ”جب وہ اپنا وظیفہ لیتے، سال کا خرچ چلا لیتے“۔ (حدیث) موقوف ہے۔ یہ یسیر بن عمرو ہیں، انہیں اسیر بھی کہا جاتا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: اہل بصرہ اسیر بن جابر اور اہل کوفہ اسیر بن عمرو کہتے ہیں۔ بخاری * نے دوسرے کو ترجیح دی ہے اور جو انہیں ابن جابر کہتے ہیں: ان کے قول کی کمزوری کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بخاری کے علاوہ لوگ اسیر بن عمرو بن جابر کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

(۸۲۰) بشیر (ایوب کے والد)

مجم ابن قانع اور مسند بزار میں ان سے ان کے بیٹے ایوب روایت کرتے ہیں، ایسا ہی تجرید میں ذہبی نے درج کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۴۶۷) الاستیعاب (۲۰۱) * اسد الغابۃ (۲۲۷/۱) الاستیعاب (۲۵۴/۱)

* التاريخ الكبير (۱۰۰/۲)

وہم سے انہیں دوبارہ ذکر کر دیا ہے وہ تو بشیر بن اکال ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا۔

(۸۲۱) بشیر بن زید ضبعی درست ابن یزید ہے جیسا کہ گزر چکا ہے۔

(۸۲۲) بشیر* (با کے پیش سے تصغیر ہے)

ابن کعب العدوی۔ ابن شاہین اور عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: ہمارے بعض مشائخ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ہمیں نہیں معلوم وہ صحابی ہیں یا نہیں۔ وہ ایک شخص تھے جنہوں نے کتب پر بھی تھیں۔ فرماتے ہیں: طاؤس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: آپ نے بشیر بن کعب سے فرمایا: فلاں حدیث کو دہراؤ۔

میں کہتا ہوں: یہ مسلم* نے نقل کیا ہے۔ عبدان نے کہا: ہمیں عبد الجبار نے بحوالہ سفیان بتایا، انہوں نے عمر سے فرماتے ہیں: میں نے طلق بن حبیب سے بحوالہ بشیر بن کعب روایت کرتے سنا، فرمایا: نبی ﷺ کے پاس دونو جوان آئے اور عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! کیا جو ہماری تقدیر لکھی جا چکی، اس میں ہم کوئی عمل کر سکتے ہیں؟ (الحديث) ایسا ہی ابن شاہین نے دونوں سندوں سے بحوالہ سفیان نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے فرمایا: اس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ بشیر صحابی ہیں جبکہ ایسا ہے نہیں۔ یہ روایت تو مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: میں یہ پہلے بتا چکا ہوں کہ ابن عساکر نے انہیں دوسری شخصیت سے ملا دیا جنہیں بشیر بن کعب کہا جاتا تھا جو جنگ یرموک میں شریک تھے۔ اگر یہ بھی یرموک میں شریک ہوئے تو اکابر صحابہ کو دیکھا ہوگا۔ لیکن ہمیں ان کی کوئی روایت ان میں سے زیادہ قدیم سے جیسے ابو ذر اور ابو درداء ہیں، نہیں ملتی۔ بعض کا قول ہے کہ ان دونوں سے ان کی روایت مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(ن) بشیر المازنی ابو عبد اللہ (۸۲۳)

ابن قانع نے تضاعیف میں بشیر نامی حضرات میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن غلط لکھ دیا۔ چنانچہ وہ یزید بن حیر کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن بشیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے ساتھ ایک جگہ فروش ہوئے، پھر کھانا اور کھجوریں لائی گئیں۔ (الحديث) اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے دعا فرمائی۔ تو یہ حدیث عبد اللہ بن سمر مازنی کی ہے (جو با کے پیش اور سین کے سکون سے ہے)۔

باب الباء جس کے بعد عین ہے

(۸۲۴) بعجہ بن عبد اللہ*

بن بدر الجعفی، عبدان نے ان کا ذکر کیا اور اسامہ بن زید بحوالہ بھہ جعفی نبی ﷺ سے ان کی ایک مرسل حدیث نقل کی۔ آپ نے فرمایا: ”لوگوں نے ایک ایسا وقت بھی دیکھا ہے جس میں بہترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے گھوڑے کی لگام (راہ خدا میں) پکڑ

* اسد الغابۃ (۴۷۶) * مسلم کتاب القدر باب کیفیۃ الخلق الادمی فی بطن امہ (حدیث ۶۶۷۷، ۶۶۷۸)

* اسد الغابۃ (۴۸۰)

رکھی ہوگی۔* (حدیث) عبدان کہتے ہیں: ہمیں بچہ کے بارے صحابی میں ہونے اور دیدار نبوی کا علم نہیں، صحابی تو ان کے والد ہیں۔ میں کہتا ہوں: بات وہی ہے جو انہوں (عبدان) نے کہی۔ مذکورہ حدیث بروایت بچہ (جن کا ابھی ذکر ہوا ہے) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول صحیح مسلم میں ہے۔ یوں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام اس روایت سے ساقط ہو گیا۔ بچہ مشہور تابعی ہیں، نسائی نے ان کی توثیق کی ہے اور ابن حبان* نے ان کی تاریخ وفات ۱۰۰ھ لکھی ہے۔

باب الباء جس کے بعد لام ہے

۸۲۵ بُلز*

ابوالعشر اودارمی۔ ابن مندہ وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلطی ہے۔ صحابی تو ابوالعشر اء کے والد ہیں۔

۸۲۶ (ن) بلال بن حمامہ*

حضرت قاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے متعلق ان سے کعب بن نوفل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: ابوموسیٰ نے ان میں اور بلال بن رباح مؤذن رسول ﷺ میں فرق کیا ہے۔ یہ حدیث فضول روایت ہے۔ اگر ثابت ہو بھی جائے تو بلال بن رباح مؤذن ہی ہوتے۔

۸۲۷ بلال بن یحییٰ*

حسن بن سفیان نے ان کا واحد ان میں ذکر کیا اور محمد بن عثمان قرشی کی سند سے ان کے حوالہ سے حبیب بن سلیم وہ ان سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”دنیا میں بندے سے اللہ تعالیٰ کی عافیت کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں پر پردہ ڈالے رکھے۔“ ابو نعیم* کہتے ہیں: میرے خیال میں یہ عیسیٰ کوئی ہیں جو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

میں کہتا ہوں: بات ان کے گمان کے مطابق ہی ہے اس واسطے کہ حبیب بن سالم ہی ان سے روایت کرنے میں شہرت رکھتے ہیں جو مشہور تابعی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ان کی روایت مرسل ہے۔ ادھر ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد روایت کیا ہے، فرمایا: وہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ بات پہنچی ہے۔

۸۲۸ بلال الفزاری

کسی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے، مغلطائی نے اسد الغابہ پر اپنے قلم سے حاشیہ میں بحوالہ ابن ابی حاتم* استدراک

* مسلم کتاب الامارۃ باب فضل الجہاد والرباط (۴۸۶۶) ابن ماجہ کتاب الفتن باب العزلة (۳۹۷۷) سنن البیہقی (۱۵۹/۹)

المعجم الكبير (۱۰۷۶۸/۱۰) صحيح لابن حبان كتاب السير باب فضل الجهاد (۶۱۰۰) المصنف لابن ابي شيبة (۲۹۱/۵)

* الفقات (۸۴/۴) * اسد الغابة (۴۹۷) * اسد الغابة (۴۹۲) * اسد الغابة (۴۹۵) تجريد (۵۶/۱)

* كنز العمال (۱۰۳۵۰۱) * معرفة الصحابة (۶۳/۳) * الجرح والتعديل (۳۹۷/۲)

کرتے لکھا ہے: جیسا انہوں نے کہا وہی بات ہے۔ جرح و تعدیل میں ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے: ”اسلام کا آغاز اجنبی پن میں ہوا“۔* فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا، فرمانے لگے: یہ مجھوں ہے۔ میں کہتا ہوں: انہوں نے مراسیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی حدیث مرسل ہے وہ صحابی نہیں۔ میرے خیال میں وہ بلال بن مرداس ہیں، مذکورہ حدیث امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں نقل کی ہے، سند یوں ہے: ہمیں اسحاق نے بحوالہ جریر، لیث سے وہ بلال فزاری سے روایت کرتے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ بلال بن مرداس جن کی طرف ابو حاتم نے اشارہ کیا ہے وہ چھوٹے درجے کے تابعی ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔

باب الباء جس کے بعد واو ہے

۸۲۹ بودان*

علی بن سعید عسکری نے ان کا تذکرہ کیا اور ابن جریر کی سند سے بحوالہ ابن عینانے ان سے روایت کیا ہے، وہ نبی ﷺ سے نقل کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے سامنے اس کا مسلم بھائی معذرت کرے“۔* (حدیث) ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کرتے کہا: اس روایت کو ابوبکر بن ابی علی نے بھی نقل کیا ہے۔ مشہور بودان ہے۔ میں کہتا ہوں: یہی درست ہے، یہ روایت اسی سند سے ابن ماجہ نے نقل کی جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ پہلا غلط ہے۔



* مسلم کتاب الایمان باب بدأ الاسلام غربا (۳۷۰) ابن ماجہ کتاب الفتن بدأ الاسلام (۳۹۸۸)

کنز العمال (۱۱۹۲) جمع الجوامع (۵۳۸۰)

* اسد الغابہ (ت ۵۰۶) تجرید (۹۴۵۷/۱)

* ابن ماجہ کتاب الادب باب المعاذیر (۳۷۱۸) جامع المسانید (۳۲۹/۲)

حرف التاء

قسم اول حرف تاء

باب التاء جس کے بعد لام ہے

۸۳۰ التلب بن ثعلبه*

بن ربیعہ بن عطیہ بن اخیف بن کعب بن العنبر بن عمرو بن حمیم خمیری۔ بعض کا قول ہے کہ یہ نضب بنت ثعلبہ کے بھائی ہیں۔ بعض نے ان کے نسب کے متعلق کچھ اور کہا ہے۔ شرف صحابیت حاصل ہے، ان کی احادیث ہیں۔ ابوداؤد اور نسائی نے ان کی روایت نقل کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تین بار * استغفار کیا ہے۔ یہ لفظ تاء کے زیر اور لام کے زیر سے ہے جس کے بعد باء مخفف ہے بعض نے کہا شد ہے۔ شعبہ یہ لفظ تاء سے ثلب کہتے تھے۔ بہر کیف پہلا زیادہ صحیح ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں: شعبہ کی زبان میں ہکلاہت (تاک کی جگہ ثابو لئے کی پیاری) تھی۔ ان کے نسب "آخیف" لفظ الف کے پیش خاء نقطے والی، تصغیر ہے۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۳۱ تمام بن عبیدہ الاسدی*

اسد خزیمہ، ابن اسحاق نے مہاجرین میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھائی زبیر کا ذکر آ رہا ہے۔

۸۳۲ تمام الحبشی

ان آٹھ میں سے ایک جو حبشہ سے نبی ﷺ کے پاس آئے، ابراہیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۸۳۳ (ن) تمام بن یھودا

شماک بن مزام نے علماء یہود سے مسلمان ہونے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فختون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۸۳۴ تمیم بن اسید*

بعض نے اسد بن عبد العزی بن جعوتہ بن عمرو بن القین بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی کہا۔ ابن سعد

* جامع المسانید (۳۷۰/۲)

* اسد الغابۃ (۵۰۹) الاستیعاب (ت ۲۴۴) تجرید (۵۷/۱)

* اسد الغابۃ (ت ۵۱۳) تجرید (۵۸/۱)

* اسد الغابۃ (۵۱۱) تجرید (۵۸/۱)

* الطبقات الکبریٰ (۳۷/۴)

در الاصلہ فی تفسیر الصحیح (جلد ۳۶۲)

فرماتے ہیں: وہ اسلام لائے اور فتح مکہ سے پہلے صحابی ہونے کا شرف پایا۔ آپ ﷺ نے انہیں نشانہ حرم کی تجدید کے لیے بھیجا تھا۔ پھر اس کی ابن خثیم تک بحوالہ ابوظہیل سند بیان کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسی روایت کو ابونعیم * نے باضافہ نقل کیا ہے: ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام کے دکھانے سے وہ پھر رکھے تھے۔ اس کی سند حسن ہے۔ فاکہی نے ابن جریج کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے ابن خثیم نے بحوالہ محمد بن اسود بن خلف.... پھر وہ حدیث اضافہ کے ساتھ ذکر کی۔ وہ عبدالرحمن بن مطلب بن حمیم کے دادا ہیں۔ ابن اسحاق نے معاذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کی ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے روز سواری پر بیٹھے داخل ہوئے۔ آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا.... پھر وہ حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: ”آپ ﷺ جس بت کی طرف اشارہ کرتے وہ گدی کے بل گر پڑتا“۔ * اسی کے متعلق حمیم بن اسد خزاعی کہتے ہیں۔ ”اضنام (انصاب) میں معتبر اور علم اس شخص کے لیے ہے جو ثواب یا عذاب کی امید رکھے“۔ ابن مندہ نے اسے دوسری سند سے روایت کیا ہے، اور کہا ہے: یہ حدیث غریب ہے، جس میں یعقوب بن محمد زہری میں متفرد ہے۔

۸۳۵) تمیم بن اسید

ابورقاعہ العدوی، ان کے اور ان کے والد کے ناموں میں اختلاف ہے۔ کئیوں میں آئے گا۔ وہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔

۸۳۶) تمیم بن اوس الاسلمی

دوسری قسم میں آئے گا۔

۸۳۷) تمیم بن اوس *

بن حارث۔ بعض خارجہ بن سود، بعض سواد بن جذیمہ بن دراع بن عدلی بن الدار البزرقیہ الداری کہتے ہیں۔ صحابہ میں شہرت کے حامل تھے۔ پہلے نصرانی تھے۔ مدینہ آ کر مسلمان ہوئے اور نبی ﷺ سے جساسہ اور دجال کا قصہ ذکر کیا۔ اور نبی ﷺ نے اسے منبر پر بیان کیا۔ یہ بات ان کے مناقب میں شمار ہوتی ہے۔ بقول ابن السکن وہ اور ان کے بھائی نعیم ۹ھ میں اسلام لائے اور دونوں کو معیت نبوی میسر ہوئی۔ اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: مدینہ آئے اور نبی ﷺ کے ہمراہ جہاد میں شریک رہے اور ابونعیم * فرماتے ہیں: وہ فلسطین کے راہب اور اہل فلسطین کے عبادت گزار انسان تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چرخ جلا یا۔ جسے طبرانی * نے حدیث ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے، پہلے شخص ہیں جنہوں نے قصہ بیان کیا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کی بات ہے جسے اسحاق بن راہویہ اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شام منتقل ہو گئے۔ آپ ﷺ نے وہاں انہیں

* معرفة الصحابة (۱۹۹/۳)

* مسلم کتاب الجہاد والسیر باب ازالة الاصنام حول الکعبة (۴۶۰۱)

ترمذی کتاب التفسیر باب سورة بنی اسرائیل (۳۱۳۸)

* اسد الغابۃ (۵۱۵) تعجید (۵۸/۱) * معرفة الصحابة (۱۹۲/۳) * المعجم الکبیر (۱۲۹۴/۲)

الْأَصْلَابُ فِي تَعْيِينِ الصَّحَابَةِ (جلد ۳۶۳)

بقدر اراضی عین نامی عطا کیا تھا۔ جس کے متعلق کئی طرق سے مروی ہے۔ بہت زیادہ تہجد گزار تھے۔ ایک آیت (ام حسب الدین اجترو حوال السیات) (سورۃ الجاثیہ: ۲۱) میں پوری رات گزار دی۔ یہ بغوی نے ”جعدیات“ میں مسروق تک صحیح سند سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ”مجھے ایک کی شخص نے تمیم بتایا یہ تمہارے بھائی تمیم بنی شام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے“ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

بغوی نے تمیم بنی شام کا حضرت عمر بنی شام کے ساتھ ایک قصہ ذکر کیا ہے۔ جس میں حضرت تمیم کی کرامت واضح ہے اور حضرت عمر بنی شام ان کی بہت زیادہ تعظیم کرتے تھے۔ جس میں معاویہ بن حمرل کے سوانح قسم الخضر میں ان شاء اللہ تعالیٰ ذکر کروں گا۔ ابن حبان ^۱ کہتے ہیں: وہ شام میں فوت ہوئے۔ ان کی قبر فلسطین کے شہر بیت جبرین میں ہے۔ امام بخاری ^۲ فرماتے ہیں: ابوبند الداری ان کے بھائی ہیں۔ بعض نے امام بخاری ^۳ کا تعاقب کیا۔ لیکن ابن حبان فرماتے ہیں: ہاں یہ ان کے ماں شریک بھائی تھے۔ تنبیہ: تجرید میں ذہبی نے اس پر یقین کیا ہے کہ جام والا شخص جس کے اور اس کے ساتھ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

”اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کو موت آنے لگے تو اس وقت تمہاری باہمی شہادت یوں ہے۔“ (سورۃ البانہ: ۱۰۶)

وہ تمیم داڑی کے علاوہ ہے، اور اسے مقاتل بن حیان کی طرف منسوب کیا، یہ ٹھیک نہیں۔ اس واسطے کہ ترمذی وغیرہ کتب میں بروایت ابن عباس ^۴ کا قصہ کے متعلق مروی ہے، وہ تمیم داری ہی تھے۔

(۸۳۸) **تمیم بن بشر** اس کے بعد ان کا تذکرہ آئے گا۔

(۸۳۹) **تمیم بن جراحہ الثقفی**

(جیم کے پیش سے) مطین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابواسحاق بن سمان اسلمی کی سند سے بحوالہ عبدالعزیز بن ثمم، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ تمیم بن جراحہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں ثقیف کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آیا، ہم لوگ اسلام لے آئے اور آپ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ ہمیں ایک تحریر بنا دیں جس میں شرطیں ہوں۔“ ^۱ (حدیث) اس کی سند ضعیف ہے۔ ابواسحاق، ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ اور ابویحییٰ وہی سمان ہیں۔

(۸۴۰) **تمیم بن حارث**

بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ زہیر فرماتے ہیں کہ وہ اجتادین کے روز شہید ہوئے۔ اور ان کے ساتھ ان کے ماں شریک بھائی سعید بن عمرو تمیمی بھی شہید ہوئے۔ ان کی والدہ بنی عامر بن صعصعہ سے تھیں۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ حبشہ کے مہاجرین میں ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی زہری نے نقل کیا۔ جبکہ واقدی نے ان کا نام نمیر (شروع میں پیش والا لون اور راء سے) لیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا: بشیر بن حارث، پھر ذکر کیا کہ انہوں نے حبشہ ہجرت کی۔

بلاذری کا قول ہے: تمیم بن حارث نے دوسری مرتبہ کی ہجرت میں حبشہ ہجرت کی۔ ان کے ساتھ بنی تمیم سے ان کے معبد نامی بھائی تھے۔ پھر اجتادین کے معرکہ میں تمیم شام میں شہید ہو گئے۔ ان کا والد مسلمانوں سے استہزاء (نفاق) کرتا تھا۔

۱ الفقات (۳۹/۳) ۲ التاریخ الکبیر (۱۵۰/۲) ۳ التجرید (۱۷) ۴ اسد الغابہ (۵۱۷) ۵ تجرید (۵۸/۱)

۶ جامع المسانید والسنن (۳۹۶/۲) ۷ اسد الغابہ (۵۱۸) ۸ الاستیعاب (۲۳۶) ۹ اسد الغابہ (۵۱۹) ۱۰ الاستیعاب (۲۴۲)

۸۴۱) تمیم بن حجر الاسلامی

بقول ابن حبان * اور طبرانی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ ابن مندہ نے ابن سعد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ تمیم بن اوس بن حجر ابو نواس اسلمی عرج کے پاس فروکش ہوتے۔ یہ بریدہ بن سفیان کے دادا تھے۔ پھر ان کا تعاقب کرتے کہا: یہ وہم ہے، درست ابو تمیم اوس بن عبد اللہ بن حجر ہے۔ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۸۴۲) تمیم بن ربیعہ *

بن عوف بن جراد بن یربوع بن طخیل البجسی، ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ بہت پہلے اسلام لائے۔ حدیبیہ میں شریک تھے اور درخت کے نیچے بیعت بھی کی۔ اور ابن شاپین نے بحوالہ محمد بن ابراہیم، محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے ایسا ہی ذیل میں ابن فحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا ہے۔

۸۴۳) تمیم بن زید الانصاری *

عباد کے والد اور بقول اکثر حضرات، عبد اللہ بن زید بن عاصم مازنی کے بھائی۔ بعض کا کہنا ہے کہ ان کے ماں شریک بھائی ہیں۔ رہے ان کے والد تو وہ غزیہ بن عبد عمرو بن عطیہ بن خضاء ہیں۔ اسی پر دمیاطی نے ابن سعد کی پیروی میں یقین کیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں: تمیم بن زید مازنی صحابی ہیں جن کی حدیث ان کے بیٹے سے مروی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن ابی عمر، بغوی، طبرانی اور باوردی وغیرہ سب نے ابو الاسود کی سند سے بحوالہ عباد بن تمیم مازنی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے اور پاؤں پر مسلح کرتے دیکھا۔“ * اس کے رجال معتبر ہیں۔ ابو عمر نے غریب کچھ کر ضعیف کہہ دی۔ بغوی فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں کہ عباد نے اپنے والد سے اس کے علاوہ کوئی روایت نقل کی ہے؟ بعض لوگوں نے اسی بات میں ان کی اتباع کی ہے جبکہ اس میں تامل ہے اس لیے کہ ابن مندہ نے ان کی دو حدیثیں نقل کیں۔ ایک حدیث جس میں شک ہے (کہ وہ کس سے مروی ہے) جس میں ابن ابیہ کو وہم ہو گیا وہ تو ان کے چچا کے حوالہ سے مشہور ہے۔ دوسری حدیث جسے ہم نے فوائد عسوی کے جزاء اول میں ایٹ کی سند سے بحوالہ ہشام بن سعد، ابن شہاب سے وہ عباد بن تمیم سے وہ اپنے والد اور چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ”چت لیٹے ہوئے دیکھا۔“ (حدیث) یہ حدیث عباد سے بحوالہ ان کے چچا مشہور ہے۔ لیکن اس میں کوئی نافع نہیں کہ عباد اکٹھے ان دونوں سے روایت کرتے۔ یہی روایت باوردی نے ابو بکر ہذلی کی سند سے بحوالہ زہری نقل کی، فرماتے ہیں: عباد سے وہ اپنے والد یا چچا سے روایت کرتے ہیں (شک کے ساتھ)۔ واللہ اعلم

۸۴۴) (ن) تمیم بن زید (دوسرے) ابن یزید میں تذکرہ آئے گا۔

* التفات (۴۱/۳) * الطبقات الکبریٰ (۱۴۴/۴) * اسد الغابۃ (۵۲۲)

* اسد الغابۃ (۵۲۳) تجرید (۵۹/۱) * مسند احمد (۴۰/۴) * المعجم الکبیر (۱۲۸۶/۲)

۸۴۵) تمیم بن سعد تمیمی

بنی تمیم کے اس وفد میں تھے جو آ کر اسلام لایا۔ ابن شاہین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید، اپنے راویوں سے ان کا ذکر کیا ہے اور ذیل میں ابن فتحون نے بحوالہ طبری ذکر کیا۔

۸۴۶) تمیم بن سلمہ

ابوموسیٰ نے وہیب بن خالد کی سند سے بحوالہ خالد الخداج، ایک شخص سے وہ تمیم بن سلمہ روایت کرتا ہے، فرمایا: ایک دفعہ میں نبی ﷺ کے پاس تھا کہ آپ ﷺ کے ہاں سے ایک شخص واپس ہوا میں نے مڑ کر دیکھا وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا۔ جس کا شملہ اس نے پیچھے لٹا رکھا تھا۔ میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! یہ کون شخص تھا؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جبرائیل“۔ اور علی بن سعید عسکری نے زیاد بن فیاض کی سند سے بحوالہ تمیم بن سلمہ مرفوع نقل کیا: ”جو شخص امام سے پہلے سراٹھاتا ہے۔“ اس کے رجال معتبر ہیں لیکن میرے خیال میں یہ روایت مرسل ہے۔ اس واسطے کہ تمیم بن سلمہ کوئی مشہور تابعی ہیں۔ ان سے زیاد بن فیاض وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ زیاد بن فیاض نے کسی صحابی سے روایت لی ہو۔

۸۴۷) (ن) تمیم بن عبد عمرو

بقول بعض: یہ ابو حسن انصاری کا نام ہے جو اپنی کنیت سے مشہور ہیں۔ کئیوں میں آئے گا۔

۸۴۸) تمیم بن معبد

بن عبد سعد بن عامر بن عدی بن حشم انصاری مازنی۔ ابو عمر نے ان کے والد کے سوانح میں ذکر کیا کہ دونوں احد میں شریک تھے۔ ابن فتحون وغیرہ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۸۴۹) تمیم بن بشر

بن عمرو بن حارث بن کعب بن زید بن حارث بن خزرج انصاری (سفیان بن بشر کے بھائی) احد میں شریک تھے۔ ابن شاہین نے اسے اپنی سند سے نقل کیا ہے اور ایسا ہی ابن ماکولا نے کہا: اور ان کے والد کا نام نسر (نون) کے زبر اس کے بعد سین ساکن آخر میں راء سے) قلمبند کیا۔ ابوموسیٰ نے تمیم بن بشر کہا پھر ان کا نسب بیان کیا جس میں لفظ غلطی کی۔

۸۵۰) تمیم بن یزید

یا، ابن زید انصاری۔ ابن مندہ نے ابولیح رقی کی سند سے بحوالہ ابو ہاشم جعی نقل کیا، فرمایا: ہم لوگ مسجد قباء میں داخل

اسد الغابۃ (۵۲۴) * اسد الغابۃ (۵۲۵) تجرید (۵۹/۱)

دلائل النبوة (۱۱/۴) مصنف عبد الرزاق حدیث (۲۰۹۱۷) الدر المنثور (۱۷۸۸/۳) التفسیر لابن کثیر (۲۶۹/۵)

اسد الغابۃ (۵۲۹) * اسد الغابۃ (۵۱۶) الاستیعاب (۲۳۵)

الاکمال (۱۱۵) * اسد الغابۃ (ت) (۵۳۱) تجرید (۳۰۰/۱)

ہوئے، لوگ کافی صبح کر چکے تھے۔ آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ پھر حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: یہ حدیث صرف اسی سند سے مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں انقطاع ہے۔ اسے عمر بن شبہ نے دوسری سند سے ابویحییٰ سے بحوالہ ابوہاشم نقل کیا کہ تمیم بن زید انصاری مسجد قباء میں آئے۔ لوگوں سے پوچھا: اتنی دیر ہوگئی تم لوگ کیوں نہیں ادا کر رہے؟ انہوں نے کہا: ہم معاذ رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں ”ان کی انہیں امامت کرانے اور معاذ کی آپ سے شکایت کا ذکر ہے۔“ اس پر آپ نے فرمایا: ”جب امام کہیں رہ جائے تو ایسا کر لیا کرو۔“ اس میں ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اور تمیم نے جس نیکی میں مقابلہ کیا تمیم مجھ سے آگے رہے۔ شہادت میں ہمارا مقابلہ ہوا وہ شہید ہو گئے اور میں ابھی زندہ ہوں۔

۸۵۱) تمیم بن یعار

بن قیس یا نسر بن عدی بن امیہ بن خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج عروہ، زہری اور ابن اسحاق وغیرہ نے شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا اور دارقطنی نے ان کے دادا کا نام نون اور سین سے ذکر کیا، رہے ان کے والد تو وہ نام شروع میں یاہ پھر سین سے ہے۔

۸۵۲) تمیم

خراش بن صہ انصاری کے غلام۔ ابن ابی حاتم نے کہا: مغازی سے وہ نکالے گئے ہیں۔ ان کی روایت نہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ان کے اور خباب (جو عقبہ بن غزوہ ان کے غلام تھے) کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ زہری عروہ، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ خراش خا اور آخر میں شین سے ہے۔

۸۵۳) (ن) تمیم الحبشی

آٹھ میں سے ایک۔ ابراہیم میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۸۵۴) (ن) تمیم بن غنم کے غلام

بن سلم بن مالک بن اوس انصاری۔ بقول ہشام: وہ سعد بن خیشم کے غلام تھے۔ اور سعد بن خیشم سے تھے۔ زہری اور ابن اسحاق نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے کہا: ہمیں وکیع نے بحوالہ اسراہیل، جابر سے وہ عاصم سے روایت کر کے بتایا: بدر میں چھ غیر عربی حضرات نے شرکت کی ان میں سے ایک بلال اور تمیم بھی تھے۔

اسد الغابہ (ت ۵۲۲) الاستیعاب (ت ۲۳۴)

معرفۃ الصحابة (۲۰۹/۳) جامع المسانید (۴۰۱/۲)

الجرح والتعديل (۴۴۰/۲)

اسد الغابہ (ت ۵۲۱) الاستیعاب (ت ۲۳۹)

اسد الغابہ (ت ۵۲۲) الاستیعاب (ت ۲۳۷) تجرید (۵۹/۱)

باب التاء جس کے بعد واؤ ہے

۸۵۵ التوام ابودخان

ابن مندہ نے شعبہ بن دخان بن توأم سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ اشعار کلام عرب کا قافیہ ہے۔“ ابن مندہ کہتے ہیں: اس کی سند مجھول ہے، جو وہم ہے۔ ابن قانع نے بروایت جریر ان کی دوسری حدیث ذکر کی ہے جو مغیرہ سے وہ اپنے والد سے وہ شعبہ بن توأم سے وہ اپنے والد سے مرفوعاً نقل کرتے ہیں: ”(جاہلیت کے قائم کردہ) عہد و بیان کی اسلام میں کوئی حیثیت نہیں۔“ فرمایا: یہ غلط ہے۔ درست بھشم کی مغیرہ سے روایت ہے جس میں شعبہ سے وہ قیس بن عاصم کے الفاظ ہیں۔

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

۸۵۶ (ز) التبیان انصاری

اسعد کے والد۔ ابن قانع، ابن شاذان اور ابن مندہ نے یہاں ذکر کیا ہے اور ابن اسکن نے نون میں۔ گویا وہی رائج ہے ان شاء اللہ تعالیٰ وہیں ان کی حدیث کا ذکر آئے گا۔

جنہیں دیدار کی دولت نصیب ہوئی

قسم ثانی

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۵۷ تمام بن العباس

بن عبدالمطلب ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچیرے بھائی۔ دس بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے۔ ان کی والدہ باندی تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما فرماتے تھے: ”تمام سے پورے دس ہو جاؤ۔“ یہ زبیر بن بکار کا قول ہے اور ابو عمر نے کہا: حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے

اسد الغابۃ (۵۳۴) تجرید (۶۰/۱) جمع الجوامع (۷۳۵۴) جامع المسانید (۴۰۴/۲)

بخاری کتاب الاعتصام باب ما ذکر النبی ﷺ و خص (۷۳۴۰)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب مواخاة النبی ﷺ بین اصحابہ رضی اللہ عنہم (۲۰۵)

المستدرک (۲۲۰/۲) کنز العمال (۶۶۴۳۲)

اسد الغابۃ (۵۳۶) تجرید (۶۰/۱) اسد الغابۃ (۵۱۰) الاستیعاب (۲۴۳)

الاصناف في تبيين الصحاح (جلد اول)

۳۶۸

تمام بیٹوں کو دیار حاصل ہے، سماع صرف فضل اور عبد اللہ رضی اللہ عنہما کو میسر ہوا۔ ابن السکن نے کہا: وہ اپنے بھائیوں میں سب سے کم سن تھے۔ پورے قریش میں سب سے زیادہ جملہ آور تھے ان کی نبی ﷺ سے کوئی روایت ثابت شرہ سند سے مروی نہیں۔

ابن حبان * کا قول ہے: وہ نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں جو وہ اپنے والد کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: منصور پر جا کے اختلاف ہوتا ہے جو وہ ابوعلیٰ مفضل سے بحوالہ جعفر بن تمام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس طرح مسواک کیا کرو!“ * اسے ثوری اور منصور کے اکثر تلامذہ نے ذکر کیا ہے اور امام احمد رحمہ اللہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ عمر بن عبد الرحمن الابار نے منصور سے روایت کی تو یوں سند چلائی: تمام سے وہ اپنے والد سے، اسے یزار اور حاکم نے نقل کیا۔ اور شیمان نے منصور سے بحوالہ ابوعلیٰ، جعفر بن عباس سے انہوں نے اپنے والد سے۔ ایک روایت میں ان سے بحوالہ جعفر بن تمام، وہ اپنے والد سے ہے اور ثوری سے بحوالہ منصور وہ مفضل سے وہ تمام بن تمام یا تمام بن تمام سے وہ اپنے والد سے، کی سند مروی ہے۔ امام احمد نے یہ روایت معاویہ بن ہشام بحوالہ ان کے نقل کی ہے اور معاویہ خراب حافظے والے تھے۔ تمام علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مدینہ کے گورنر بنے اور اسی میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: وہ دس بھائی یہ ہیں: (۱) فضل (۲) عبد اللہ (۳) عبید اللہ (۴) تمام (۵) معبد (۶) عبد الرحمن (۷) کثیر (۸) صبیح (۹) مسہر اور (۱۰) تمام۔ سوائے آٹھویں اور نویں کے باقی سب ناموں پر اتفاق ہے۔ ان دو کو ہشام بن کلثوم نے ذکر کرنے میں منفرد ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں: کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۸۵۸ (ز) تعیم بن ایاس

بن کبیر لیشی، ان کے والد کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابویونس نے تاریخ میں تعیم کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: فتح مصر میں موجود تھے اور وہیں دوسرے شہداء کے ساتھ شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ ۲۰ھ کی بات ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کی ولادت عہد نبوی ﷺ میں ہوئی چاہیے۔

۸۵۹ (ح) تعیم بن غیلان

بن سلمہ ثقفی، بقول بغوی: ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ عہد نبوی ﷺ میں پیدا ہوئے۔ یہی ابن شاپین کا موقف ہے۔ امام بخاری تاریخ میں ابن جریج کی سند سے بحوالہ تعیم بن غیلان، عبد الرحمن بن عوف کی مرفوع روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اے عبد الرحمن! عشا کے نام پر ہرگز (لفظ عثمہ) غالب نہ کرتا“۔ ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: ان سے عبد العزیز بن ابوداؤد روایت کرتے ہیں۔ بغوی، ابن شاپین اور ابن قانع نے مفضل بن تعیم بن غیلان کی سند سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا، فرمایا کہ ”رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان بن حرب، مغیرہ بن شعبہ اور خالد بن ولید یا کسی اور کو روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ ثقیف کے سرکش کو پکلیں۔“ * (حدیث) ابن مندہ نے کہا: ہمیں یہ روایت اسی سند سے معلوم ہے اور ہے یہ مرسل۔

* الثقات (۸۵/۴) مسند احمد (۲۱۴/۱) السنن الکبریٰ (۳۶/۱) المستدرک (۱۴۶/۱) المعجم الکبیر (۵۴/۲)

* اسد الغابۃ (۵۲۸) تجرید (۹۵/۱) الجرح والتعديل (۴۴۱/۲) کنز العمال (۱۱۴۳۲) بخاری فی تاریخہ (۱۵۳/۲/۱)

وہ لوگ جنہوں نے زمانہ نبوی پایا لیکن آپ ﷺ کو نہیں دیکھا

قسم ثالث

باب التاء جس کے بعد باء ہے

۸۶۰ تبیع الحمیری

کعب احبار کی بیوی کے بیٹے۔ زمانہ جاہلیت پایا۔ خلیفہ نے اہل شام کے پہلے طبقہ میں انہیں ذکر کیا ہے۔ اور ابو بکر بغدادی نے اہل محص کے اونچے طبقہ میں جو صحابہ کے قریب ہے ان کا ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی ﷺ کا دلال تھا آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو اس وقت وہ مسلمان نہ ہوا یہاں تک کہ آپ ﷺ وفات پا گئے بعد میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر اسلام قبول کیا۔ ابن سعد نے انہیں اہل شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا کہ وہ ۱۰۱ھ میں فوت ہوئے، نسائی نے ان کی روایت کردہ حدیث نقل کی ہے۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۱ تمیم بن حذلم

دور جاہلیت پایا اور عہد صدیقی میں آئے۔ امام بخاریؒ اپنی تاریخ میں اعمش کی سند سے بحوالہ علاء بن بدر، تمیم بن حذلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا دور پایا ہے اور ایک جماعت کا ذکر کر کے فرمایا: میں نے ابن مسعود سے زیادہ دنیا سے بے رغبت انسان نہیں دیکھا۔ بخاری نے الادب المفرد میں ان کی حدیث نقل کی ہے۔

۸۶۲ تمیم بن مقبل

بن عوف بن حنیف بن قتیہ بن عجلان بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ابو کعب مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لکھتے ہیں: انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آئے۔ وہ اہل جاہلیت پر آنسو بہاتے ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال تھی۔ ان کا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ ہے جب انہوں نے نجاشی شاعر کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپیل کی کیونکہ دونوں ایک دوسرے کی ہجو کرتے تھے۔ قصہ مشہور ہے جسے ہم نے کتاب المجالۃ میں نقل کیا ہے۔ اور ثعلب نے اپنے ”قواعد“ میں ابو الحسن بن مقسم کی روایت سے ان سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں، ہمارے اصحاب نے کہا کہ تمیم بن مقبل نے نجاشی کے خلاف حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مدد طلب کی انہوں نے کہا: امیر المومنین، اس نے میری برائی کی سو اس کے خلاف میری مدد کریں۔ آپ نے نجاشی سے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ وہ بولے: امیر المومنین! میں نے وہ بات کی جس میں مجھے کوئی گناہ نظر نہ آیا، پھر یہ اشعار سنائے:

”اللہ تعالیٰ جب کسی عہد و ذمہ داری کی وجہ سے اہل ملامت کو بدلہ دینے لگے تو ابن مقبل کے خاندان بنی عجلان کو بدلہ دے۔ اس کا قبیلہ کوئی عہد نہیں توڑتا اور لوگوں پر رانی برابر بھی ظلم نہیں کرتے۔“

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے لگے: ”کاش میں ان سے ہوتا۔“ تو وہ آگے بولے:

”وہ شام کے وقت گھاٹ پر اترتے ہیں۔ جب پانی کی جگہوں سے پانی لینے والے نکل چکے ہوتے ہیں۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”ان پر کیا الزام جب بھی آئیں۔“ تو وہ کہنے لگے:

”عجلان کو اس کی اس بات کی وجہ سے جلد باز کہا جاتا ہے، غلام ابرتن لے، دودھ دودھ اور جلدی کر۔“

اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اپنے کنبہ کو فائدہ پہنچانے والا بہترین شخص ہے۔“ نسیم فوراً بولے:

”حضرت! اس سے اس کے قول کے متعلق پوچھیں۔ یہ باندی کی اولاد اور کینے خاندان سے ہے۔ اور عاجز و

ذلیل شخص کا کنبہ ہے۔“

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”اس پر تو میں تمہیں معاف نہیں کر سکتا۔“ اسے قید میں ڈلوایا اور درے لگوائے۔

۸۶۳) تیمم بن نذیر الغدوی

کنیت ابو قتادہ تھی اسی سے مشہور ہیں۔ بعض نے ان کا نام بذر بن قنظل بتایا جسے خلیفہ نقل کرتے ہیں۔ بقول یزید بن زمامہ جاہلیت پایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا۔ اور نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ باوردی اور ابن اسکن نے انہیں صحابہ میں شامل کیا ہے اور حمید بن ہلال کی سند سے بحوالہ ان کے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لوگو! اپنی جانوں کو اللہ کے مال سے خرید لو۔“ (حدیث) اس کے راوی معتبر ہیں۔ بقول ابن اسکن ان کی روایت کردہ حدیث میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ صحابی ہیں۔ ایک جماعت نے یہ حدیث مسند میں داخل کر دی۔ ابن حبان * نے انہیں ثقات میں اور ابن سعد بصرہ کے ان کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا ہے جنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے۔ میں کہتا ہوں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ان کی حدیث صحیح مسلم میں ہے۔

۸۶۴) تیمم بن ورقاء الخثعمی

دور جاہلیت دیکھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اپنی قوم کے ناظم تھے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قیساریہ فتح کر کے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اطلاع دینے بھیجا۔ ابن عساکر نے حکم بن عبدالرحمن کے سوانح میں ہشام بن عمار کی سند سے بحوالہ یزید بن سمرہ، حکم بن عبدالرحمن ابن ابی العصماء ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ فتح قیساریہ میں موجود تھے۔ فرماتے ہیں: امیر معاویہ نے سات سال اس کا محاصرہ جاری رکھا۔ رومی جنگجو جنہیں اس میں رصد ملتی تھی ایک لاکھ تھے، انہیں ایک شخص نے جو گروی رکھے لوگوں میں سے تھا ان کا خفیہ راستہ بتا دیا پھر وہ انہیں اس سرگ سے لے آیا جہاں سے اونٹ سامان لے کر گزرتا تھا۔ یہ دن بھی اتوار کا تھا۔ وہ لوگ گرجا میں تھے مسلمانوں کی عجیب بلند ہوئی تب انہیں پتہ چلا بس پھر ان کی ہلاکت تھی۔ یزید بن سمرہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری جن لوگوں کے ذریعہ بھیجی ان کے ساتھ تیمم بن ورقاء خثعم کے ناظم بھی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر فرمانے لگے: سنو! قیساریہ جبراً فتح ہو گیا ہے۔

جن کا ذکر لفظی غلطی سے صحابہ میں ہو گیا باب التاء جس کے بعد لام ہے

قسم رابع

۸۶۵ تلید بن کلاب اللیثی

تجرید میں ذہبی نے ان کا استدراک کیا ہے کہ ان کی حدیث مسند امام احمد میں ہے، ذوالخویصرہ کا آپ ﷺ سے کہنا: انصاف کیجیے! جسے ابن اسحاق نے ابوعبیدہ بن محمد بن عمار سے بحوالہ مقسم وہ ایک شخص کے ذریعہ ان سے روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: مذکورہ حدیث مسند امام احمد کی مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص میں لکھی ہے۔ جس میں تلید بن کلاب کی روایت کا ذکر نہیں بلکہ صرف اس کا ذکر ہے امام احمد فرماتے ہیں: ہمیں یعقوب نے بحوالہ ابی، وہ ابن اسحاق سے وہ ابوعبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر سے وہ مقسم ابوالعباس سے (جو عبد اللہ بن حارث بن نوفل کے غلام ہیں) روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں اور تلید بن کلاب لیثی باہر آئے، چلتے چلتے ہم لوگ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کے پاس پہنچ گئے، وہ اپنے نعلین ہاتھ میں لٹکائے بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ہم نے ان سے پوچھا: کیا آپ اس وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے جب حنین کے روز تھی آپ سے گفتگو کر رہا تھا۔ فرمانے لگے: ہاں! بنی تمیم کا ایک شخص آیا جسے ذوالخویصرہ کہا جاتا تھا، پھر لمبی حدیث بیان کی۔ ایسا ہی طبرانی نے معجم کبیر میں مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص میں اسے نقل کیا ہے۔ یہاں یہ بات واضح ہو گئی کہ مقسم نے یہ حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے بالشافہ (روبرو) حاصل کی ہے۔ سیاق میں کوئی چیز ایسی نہیں جس سے تلید کے صحابی ہونے یا روایت کرنے کا پتہ چلتا ہو۔

باب التاء جس کے بعد میم ہے

۸۶۶ تمیم بن اسد الخزاعی

ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا کہ عبدان نے کہا: ہمیں ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔ بظاہر ان کی مراد تمیم بن اسید ہیں جن کا تذکرہ گزر چکا۔ اسی پر ابن الاثیر نے اعتماد کیا ہے۔ ہوا یوں کہ جب ان کے والد کا نام تبدیل ہوا تو وہ اسے دوسرا شخص سمجھ بیٹھے اور اسے عبدان کی بات ”ہمیں ان کی روایت نہیں ملی“ سے مضبوط کر دیا۔ باوجودیکہ ان کی روایت ملتی ہے۔

۸۶۷ (ز) تمیم بن اوس الاسلمی

درست ابو تمیم اوس بن عبد اللہ بن حجر سے پہلے تذکرہ گزر چکا ہے۔

۸۶۸ تمیم بن حمام انصاری

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا اور محمد بن مروان سدی کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تمیم بن الحمام بدر میں شہید ہوئے۔ ان کے اور چند دیگر حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

”جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے جاتے ہیں انہیں مردے نہ کہو۔“ (سورۃ البقرہ: ۱۵۴)

ابو نعیمؒ فرماتے ہیں: علماء کا اس پر اتفاق ہے وہ عمرو بن حمام ہیں۔ سدی سے غلطی ہوئی ہے جس کی بعض لوگوں نے پیروی کر لی۔

۸۶۹) تعیم* (بے نسبت)

بقول ابن مندہ انہیں ”داری“ کہا جاتا ہے، جو صحیح نہیں۔ ان کی حدیث، موسیٰ بن علی بحوالہ یزید بن الحصین، تمیم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا کہ نبی ﷺ سے کسی نے پوچھا کیا سا مرد تھا یا عورت؟ (حدیث)* ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی عبد الوہاب بن عبدہ نے ابو عمرو سے بحوالہ لیث ان سے نقل کیا، فرماتے ہیں: ابو عمرو مجھول ہے۔ اسے موسیٰ نے بحوالہ اپنے والد یزید بن الحصین سے مرسل نقل کیا جس میں تمیم کا ذکر نہیں۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن مردویہ نے زید بن الحباب کی سند سے بحوالہ موسیٰ ایسا ہی نقل کیا ہے لیکن ابن ابی خثیمہ نے اسے عبد الوہاب بن عبدہ سے بحوالہ عثمان بن کثیر، لیث سے انہوں نے موسیٰ بن علی سے وہ یزید بن حصین سے وہ تمیم داری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص..... پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس میں ابن مندہ کا دو طرح سے تعاقب ہوا ہے۔ اول: ”ابو عمرو مجھول ہے“۔ تو اب ان کی جہالت ختم ہوئی کہ وہ عثمان بن کثیر ہیں۔ دوم: ان کا کہنا کہ کہا جاتا ہے ”وہ تمیم داری ہیں یہ بات صحیح نہیں“ اس واسطے کہ ابن ابی خثیمہ نے وضاحت کر دی کہ وہ تمیم داری ہی ہیں۔ ان کا یہ روایت مرسل روایت کرنے سے کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا کہ وہ شخص تمیم داری ہی ہوں۔ واللہ اعلم۔ حدیث فروہ بن مسیک سے مشہور ہے جس کا ذکر حرف فامیں آتا ہے۔ اسے ترمذی نے نقل کیا اور انہی الفاظ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جس کی طرف ترمذی نے اشارہ کیا ہے اور ابن مردویہ نے موصول روایت کیا ہے۔

باب التاء جس کے بعد یاء ہے

۸۷۰) التبیان الانصاری*

ابوالہشتم کے والد، مطین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ طبرانی، باوردی اور ابن حبان نے ان کی اتباع کی ہے۔ چنانچہ مطین نے یونس بن بکیر کی سند سے بحوالہ ابن اسحاق محمد بن ابراہیم تمیمی سے وہ ابوالہشتم بن التبیان سے وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے خبیر* میں عامر بن اکوع کا قصہ ذکر کرتے ہیں۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ غلط ہے، درست ابن ابی الہشتم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مطین کو اس میں غلطی لگی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس یونس بن بکیر کو وہم ہوا ہے ایسا ہی مغازی میں ان سے ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ التبیان نے اسلام کا دور

ہی نہیں پایا۔

* معرفة الصحابة (۲۰۶/۳) * اسد الغابة (۵۳۳) تجرید (۵۹/۱)

* معرفة الصحابة (۲۱۱/۳) جامع المسانید والسنن (۴۰۲/۲) اسد الغابة (۲۵۲/۱)

* اسد الغابة (ت ۵۳۵) * المعجم الكبير (۱۳۰۴/۲) مجمع الزوائد (۱۲۸/۸) جامع المسانید (۴۰۵/۲)

حرف الثاء

قسم اول

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۸۴۱ ثابت بن اشلہ انصاری اوسی

از بنی عمرو بن عوف۔ ابن اسحاق نے شہدائے خیبر میں ان کا تذکرہ کیا اور ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان ان کا استدراک کیا ہے۔ ابن عبد البر نے ان کے والد کے نام میں تحریف کر دی جیسا کہ میں قسم رابع میں اس پر متنبہ کروں گا۔

۸۴۲ ثابت بن اقرم

بن ثعلبہ بن عدی ابن عجلان البلو، انصار کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے بدرین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مغازی میں ابن اسحاق نے کہا: مجھے محمد بن جعفر بن زبیر نے بحوالہ عروہ بتایا کہ غزوہ موتہ میں پھر جھنڈا ثابت بن اقرم نے تھام لیا جب ابن رواد شہید ہو گئے تھے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ابوالیسر کی حدیث سے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور واقدی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: میں موتہ میں موجود تھا تو ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا: تم بدر میں ہمارے ساتھ نہیں تھے، وہاں ہماری کثرت کی وجہ سے مدد نہیں کی گئی۔ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ ثابت بن اقرم عہد صدیقی میں شہید ہوئے انہیں طلحہ بن خلیلہ اسدی نے شہید کیا (جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے)۔ طلحہ کے اسلام لانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں تم سے کیسے محبت کروں جبکہ تم نے دو نیک شخص عکاشہ بن حصن اور ثابت بن اقرم شہید کیے؟ تو طلحہ نے جواب دیا: میرے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو عزت بخشی اور مجھے ان دونوں کے ہاتھوں سے رسوا نہیں کیا۔ عروہ نے اس کے خلاف روایت کی ہے چنانچہ طبرانی نے ابن ابیہ کی سند سے بحوالہ ابوالاسود، عروہ سے نقل کیا فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے نجد کے علاقہ کھر کی جانب ایک دستہ بھیجا جن کے امیر ثابت بن اقرم تھے جس میں وہ زخمی ہوئے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں شہید ہو گئے تھے۔ البتہ یوں اس کی تاویل کرنا ممکن ہے کہ وہ زخمی ہوئے تھے لیکن فوت نہیں ہوئے تھے۔

میں کہتا ہوں: غرہ فین کے زبر سے ہے۔

اسد الغابۃ (۵۳۷) * اسد الغابۃ (۲۵۴/۱) السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۲۶۶/۳)

اسد الغابۃ (۵۳۹) الاستیعاب (۲۵۰) تجرید (۶۰/۱) * المعجم الکبیر (۷۷/۲) مجمع الزوائد (۷۱۰/۶)

۸۶۳ ثابت بن الجوز

ان کا نام ثعلبہ بن زید بن حارث بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے شہدائے طائف میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز انہی دونوں نے اہل عقبہ میں بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ البتہ طبرانی کی روایت میں موسیٰ بن عقبہ کی سند سے ثابت بن اجذع ہے جو لفظی غلطی ہے۔

۸۶۴ ثابت بن حارث انصاری

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا نسب بیان کیا ہے، بعض ابن حارث کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، ثابت بن حارث انصاری، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ”آپ ﷺ نے بدری شخص کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے۔“ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہیں کیا معلوم؟ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو جھانک کر دیکھا ہو۔“ (حدیث) حسن بن سفیان، ابن سعد اور طبرانی نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ ابن لہیعہ حارث بن یزید سے وہ ثابت بن حارث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیمہ کے غنائم تقسیم کیے تو سہلہ بنت عاصم بن عدی انصاری اور ان کی بیٹی کا حصہ بھی نکالا جو پیدا ہوئی تھی۔ اس کی سند قوی ہے اس لئے کہ ابن المبارک کی ابن لہیعہ سے روایت لینا ابن لہیعہ کی حدیث کے قوی ہونے کی نشانی ہے۔

اور بغوی نے اسے کامل بن طلحہ سے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا تو کہا: مجھے حارث نے اسی سے ملتا جلتا مفہوم بتایا۔ اور فرماتے ہیں: مجھے ان کی اس کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: طبرانی کے ہاں ان کی اسی سند سے ایک اور حدیث ہے اور ابن مندہ کے ہاں دوسری ہے جسے ابن وہب بحوالہ ابن لہیعہ، حارث بن یزید سے وہ ثابت بن حارث انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ہم انصار کا ایک شخص منافق سا ہو گیا، اس کا بھتیجا جسے ورقہ کہا جاتا تھا، آ کر رسول اللہ ﷺ سے کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ! (میرے خیال میں) میرا بچا منافق ہو چکا ہے، مجھے اجازت دیجئے اس کا سر قلم کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ بدر میں شرکت کر چکا ہے، شاید یہی اس کے لیے کفارہ بن جائے۔“ (حدیث) اسی کی طرف ابو حاتم نے اشارہ کیا ہے۔

۸۶۵ ثابت بن حسان

ابن خضاء میں تذکرہ آئے گا۔

۸۶۶ ثابت بن خالد

بن نعمان۔ بقول بعض: ابن عمرو بن نعمان بن خضاء بن عسیرہ بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، ابن اسحاق موسیٰ بن عقبہ اور ابن کلبی نے انہیں شرکائے بدر میں ذکر کیا ہے۔ اور قداح نے بزم معونہ کے شہداء میں ان کا ذکر کیا اور ابن لہیعہ

اسد الغابۃ (۵۴۰) الاستیعاب (۲۴۵) اسد الغابۃ (۲۵۴/۱) الاستیعاب (۲۷۴/۱)

اسد الغابۃ (۵۴۱) الاستیعاب (۲۶۹) الجرح والتعديل (۴۵۰/۲)

المعجم الكبير (۹۹/۱۲) اسد الغابۃ (۵۴۳) الاستیعاب (۲۴۸) تجرید (۶۱/۱)

الاصحاب في سيرة الصحابة (جلد ۱) ۳۷۵

نے ابوالاسود سے بحوالہ عروہ ان کی مخالفت میں انہیں شہدائے یمامہ* میں ذکر کیا، ایسا ہی واقدی نے البتہ ان کے دادا کا نام نعمان کی جگہ عروہ بتایا ہے۔ ان کی دو بیٹیاں دینہ اور رقیہ تھیں جو صحابیات ہیں۔ عسیرۃ ان کے نسب میں جو نام ہے وہ سین سے تصغیر ہے اور ابن ہشام نے نقطے والے سے لکھا ہے۔

۸۷۷ ثابت بن خنساء*

انیس، ابن حسان بن عمرو بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور واقدی نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے واقدی نے ان کا نام ابن خنساء اور دوسروں نے ابن حسان لیا ہے۔ ابو عمر سے ذہول ہوا وہ سبھے کہ واقدی بدر میں ان کا ذکر کرنے میں اکیلے ہیں۔ اس طرح وہ یہ گمان کر بیٹھے کہ وہ اس ابن حسان کے علاوہ کوئی شخص ہیں جن کا ابن اسحاق اور موسیٰ نے تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے یہ بات ابن شاپین کی عبارت سے لی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن خنساء پھر ان کا نسب بیان کرتے ہیں کہ واقدی کی روایت کے مطابق بدر میں شریک رہے۔

۸۷۸ ثابت بن دحداح*

غیم بن غنم بن ایاس، انصار کے حلیف۔ وہ بلوی تھے۔ بنی عمرو بن عوف سے معاہدہ کیا۔ انہیں ثابت بن دحداح بھی کہا جاتا ہے۔ ابودحداح اور ابودحداح کنیت رکھتے تھے۔ طبرانی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن یسار، سماک بن حرب سے وہ جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ ﷺ کو ثابت بن دحداح کے جنازے میں دیکھا تھا۔“* (حدیث) یہ حدیث صحیح مسلم میں جابر بن سرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے لیکن اس میں انہوں نے نام نہیں لیا۔ فرماتے ہیں: ہم نے ابن دحداح کا جنازہ پڑھا اور ایک روایت میں ہے، ابودحداح کا جنازہ پڑھا۔

بادردی نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ محمد بن ابی عدی، عکرمہ یا سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا کہ ثابت بن دحداح نے نبی ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھا تو یہ آیت:

”لوگ آپ سے حیض (عورتوں کی ماہواری) کے متعلق پوچھتے ہیں۔“ (البقرة: ۲۲۲)

نازل ہوئی۔ واقدی غزوہ اُحد کے بیان میں لکھتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمار خطمی نے بتایا: اُحد کے روز ثابت بن دحداح سامنے آ کر کہنے لگے: ”(جب یہ افواہ پھیل گئی کہ محمد ﷺ شہید ہو گئے) انصار! اگر محمد ﷺ شہید ہو گئے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے جسے موت نہیں آتی۔“ تو اپنے دین کو بچانے کے لئے لڑو۔ تو انہوں نے اپنے ساتھ چند مسلمانوں کو لے کر یکبارگی حملہ کیا۔ خالد نے ایسا نیزا مارا کہ آ رہا ہو گیا وہ زمین پر گر پڑے۔ بقول واقدی: ہمارے بعض احباب کہتے ہیں: وہ وہاں سے نکل آئے اور اس زخم سے تندرست ہو گئے تھے۔ بعد میں ان کی وفات بسر ہوئی جب نبی ﷺ اُحد بیہ سے لوٹے۔ واللہ اعلم

* المعجم الكبير (۷۸، ۷۷/۲) اسد الغابۃ (۵۴۴) الاستیعاب (۲۴۹) تجرید (۶۱/۱)

* اسد الغابۃ (۵۴۵) الاستیعاب (۲۵۵)

* مسلم کتاب الجنائز باب ركوب المصلى على الجنازة اذا انصرف (۲۲۳۵) المعجم الكبير (۲۱۹/۲، ۲۴۱، ۲۵۰)

۸۷۹ ثابت بن دینار

ثابت بن قیس میں تذکرہ آئے گا۔

۸۸۰ ثابت بن ربیعہ

از بنی عوف بن خزرج انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۱ ثابت بن ربیع انصاری

عبدان نے ان کا تذکرہ کیا اور ابن لہیعہ کی سند سے بحوالہ یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ثابت بن ربیع کے پاس عیادت کے لئے آئے تو عورتیں رونے لگیں۔ (حدیث) اس میں ”جب وہ فوت ہو جائے تو میں ہرگز کسی رونے والی کی آواز نہ سنوں“۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: یہ حدیث جابر بن عتیک کی روایت سے مشہور ہے اس میں ہے جن کے گھر آپ آئے تھے وہ عبد اللہ بن ثابت تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت مؤطا وغیرہ میں ہے۔ اس میں ابن لہیعہ نے غلط کر دیا۔ لیکن مخرج حدیث کے مختلف ہونے کی وجہ سے احتمال ہے کہ قصہ کئی بار واقع ہوا ہے۔

۸۸۲ ثابت بن رفاعہ انصاری

ابن مندہ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا اور ابن مندہ نے ہی عبد الوہاب کی سند سے بحوالہ سعید، قتادہ سے نقل کیا کہ ثابت بن رفاعہ کے چچا نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ثابت یتیم ہے جس کی پرورش میرے ہاں ہے تو میرے لئے اس کا کونسا مال استعمال کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: ”تم اس کے مال کے ذریعہ اپنا مال بچائے بغیر دستور کے مطابق کھا سکتے ہو“۔ یہ روایت مرسل ہے اور اس کے راوی معتبر ہیں۔

۸۸۳ ثابت بن رؤف

انہیں ربیع انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم نے فرمایا: ثابت بن ربیع صحابی ہیں، میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا وہ شامی ہیں، میرے نزدیک ان کا (معتبر نام) رؤف بن ثابت ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: وہ مصر میں فردش ہوئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے عبید اللہ بن موسیٰ سے بحوالہ اسرائیل، زیاد المصفر سے حسن بصری سے نقل کیا، فرمایا: مجھے مصر کے ثابت بن ربیع نے بتایا (وہ)

اسد الغابۃ (۵۴۸) الاستیعاب (۲۵۵) تجرید (۶۲/۱) * اسد الغابۃ (۵۴۷)

ابوداؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات بالطاعون (۳۱۱)

نسائی کتاب الجنائز باب النهی عن البكاء علی المیت (۱۸۴۵) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ما یرجی فیہ الشہادۃ (۲۸۰۳)

السنن الکبریٰ (۷۰/۴) التاریخ الکبیر (۲۰۹/۲)

اسد الغابۃ (۵۴۹) تجرید (۶۲/۱) * معرفۃ الصحابۃ (۲۴۳/۳) کنز العمال (۴۰۵۰۰۰) الدر المنثور (۱۲۲/۲)

اسد الغابۃ (۵۵۰) الاستیعاب (۲۶۵) تجرید (۶۲/۱) * الجرح والتعذیل (۴۵۲/۲)

الْأَسْكَنُ فِي تَبَيُّنِ الصَّحِيحِ وَتَوَيُّنِ أَهْلِ النَّوَالِ (جلد ۱)

اکثر دستوں کے امیر بنائے جاتے تھے) میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”خبردار! مال غنیمت کی خیانت سے تم لوگ بچنا“۔ (حدیث) ایسا ہی انہوں نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ اور سعید بن مسعود وغیرہ نے بحوالہ عبید اللہ بن موسیٰ ان کی متابعت کی ہے۔ بقول ابن السکن: مجھے ان کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کا ایک دوسرا طریق بھی ہے جیسے ابوبکر ہذلی نے عطاء خراسانی سے بحوالہ ثابت بن رفیع روایت کیا اور ابن یونس نے تاریخ مصر میں لکھا ہے: ثابت بن رفیع بن ثابت بن السکن انصاری۔ ابوملیکہ بلوی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے یزید بن ابی حبیب۔ اہل مصر میں سے ثابت بن رفیع سے حسن بصری روایت کرتے ہیں۔ میرے خیال میں وہ ثابت بن رفیع ہی ہیں، اس واسطے کہ ان کے والد مصری صحابہ میں شہرت رکھتے ہیں۔

۸۸۷ ثابت بن زید حارثی

ابوزید، جنہوں نے قرآن جمع کیا۔ یہی نام محمد بن سعد نے بحوالہ ابوزید غمری سے نقل کیا ہے۔ ان کا گمان ہے یہ ان کے دادا ہیں۔ بقول بعض ان کا نام قیس ہے یہی اکثر کا قول ہے۔ ان کا ایک بیٹا ثابت نامی ہے جو تابعی ہے۔

۸۸۵ ثابت بن زید

بن قیس بن زید بن نعمان ابن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج محمد بن ابراہیم بحوالہ محمد بن یزید سے ابن شاہین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا کہ وہ غزوہ احد میں شریک تھے۔

۸۸۶ ثابت بن زید

بن مالک بن عبید بن کعب بن عبداللہ اشہل انصاری اشہلی، سعد بن زید کے بھائی۔ ابن شاہین نے گزشتہ سند سے ذکر کیا کہ وہ احد میں شریک تھے۔

۸۸۷ ثابت بن زید بن ودیعہ

ابن ودیعہ میں تذکرہ آئے گا۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

۸۸۸ ثابت بن سفیان

بن عدی بن امری القیس بن عمرو بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج۔ وہ اور ان کے دونوں بیٹے سماک اور حارث احد میں شریک ہوئے، تو حارث اسی دن شہید ہو گئے۔ یہ بات ابن شاہین نے اپنے رجال کے ذریعہ محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید نقل کی ہے۔

۸۸۹ ثابت بن سماک

بن ثابت بن سفیان، سابقہ شخصیت کے پوتے۔ ان کا بھی ابن شاہین نے ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا کہ باپ،

بیٹا اور دادا سب غزوہ اُحد میں شریک ہوئے۔*

میں کہتا ہوں: اسی پر عدوی اور طبری نے بھروسہ کیا ہے۔

۸۹۰) ثابت بن الصامت انصاری

خزرجی۔ عبادہ بن الصامت کے بھائی ابن الاثیر نے بعد والے عنوان میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۱) ثابت بن الصامت*

بن عدی بن کعب بن عبد الاشہل انصاری اشہلی، ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم* بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن خزیمہ نے ابن ابی حبیب کی سند ہے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد الرحمن بن ثابت بن الصامت، اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے بنی عبد الاشہل کی مسجد میں نماز ادا فرمائی آپ ﷺ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے جس سے زمین کی ٹھنڈک سے بچاؤ کا سامان کیے ہوئے تھے۔“ اسی سند سے ابن ماجہ* نے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن ان کے ہاں: عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ثابت لکھا ہے۔ ”ان کے والد ان کے دادا سے“ کے الفاظ رہ گئے ہیں، جس سے یہ وہم ہوتا ہے کہ صحابی عبد اللہ بن عبد الرحمن ہیں جبکہ ایسا نہیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ ثابت بن صامت زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ صحابی ان کے بیٹے ہیں۔ اسی پر ابو عمر نے ابن سعد کی پیروی میں بھروسہ کیا ہے اس حدیث کے متعلق ابن سعد کہتے ہیں: یا تو عبد الرحمن بن عبد الرحمن کے بیٹے ہیں جو اپنے والد سے اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں یا وہ اپنے والد سے بحوالہ بنی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ اس میں ”عن جدہ“ کے الفاظ نہیں۔ اس واسطے کہ جو بنی ﷺ کے صحابی ہیں جنہوں نے آپ سے روایت کی وہ عبد الرحمن بن ثابت ہیں نہ کہ ان کے والد۔ اس بارے میں ابن سعد کا جس پر بھروسہ ہے وہ ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ ثابت بن صامت جاہلیت میں فوت ہو گئے عقرب عبد الرحمن بن ثابت کے سوانح میں آئے گا کہ جو صامت جاہلیت میں فوت ہوئے وہ عبادہ کے والد ہیں۔ نیز وہ اشہلی نہیں۔ اور ابن قانع نے عجیب کام کیا کہ صامت، جو ثابت کے والد ہیں انہیں صحابہ نہیں ذکر کر دیا۔ اور اس حدیث کو دوسری سند سے بحوالہ ابن ابی شیبہ روایت کیا تو کہا: عبد الرحمن بن ثابت اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا نقل کرتے ہیں گویا ان کی روایت سے ابن کالفظ چھوٹ گیا۔ یوں وہ روایت ابن عبد الرحمن سے ہے۔

۸۹۲) (ن) ثابت صہیب*

بن کرز بن عبد مناة بن عمرو بن غیان ساعدی۔ ابن سعد اور ابن شاپین نے ذکر کیا کہ وہ اُحد میں شریک تھے یہی بات طبری نے نقل کی ہے۔

۸۹۳) ثابت بن الضحاک*

بن امیہ بن ثعلبہ ابن جشم بن مالک بن سالم بن غنم بن عوف بن عمرو بن الخزرج۔ بقول ابن مندہ، ابن سعد نے ان کا ذکر

* اسد الغابہ (۲۵۹/۱) * اسد الغابہ (۵۵۶) الاستیعاب (۲۶۳) تجرید (۶۳/۱) * الجرح والتعذیل (۵۳/۲)

* ابن ماجہ کتاب إقامة الصلاة والسنة فيها باب السجود على الثياب في الحر والبرد (۱۰۳۲)

* اسد الغابہ (۵۵۷) الاستیعاب (۲۵۲) * اسد الغابہ (۵۵۸) الاستیعاب (۲۶۰)

کیا کہ ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ برقی نے ان کا ذکر کیا اور ان کی ایک حدیث روایت کی۔ واقدی نے ان کا تذکرہ کیا کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے ان سے کوئی روایت محفوظ نہیں۔

۸۹۴ ثابت بن الضحاک

بن خلیفہ بن ثعلبہ بن عدی بن کعب بن عبد الاہمیل الانصاری الأشہلی بیعت رضوان میں شریک تھے جیسا کہ اس کا ثبوت صحیح مسلم میں ابو قلابہ کی روایت سے ہے کہ انہوں نے خود یہ بات بیان کی۔ ابن مندہ نے بحوالہ بخاری نقل کیا ہے کہ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے کہا کہ بخاری نے کہا: وہ حدیبیہ میں شریک تھے۔ میں کہتا ہوں: یہ بات ترمذی نے بھی نقل کی ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ابن شاہین بحوالہ ابن ابی داؤد اور ابن اسکن، ابو بکر بن ابی الاسود کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ خندق کے روز ثابت بن ضحاک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سوار تھے اور حمراء الاسد کی جانب آپ کے رہبر تھے۔ وہ درخت تلے بیعت کنندگان میں سے تھے۔ ابو عمر واقدی کی اتباع میں کہتے ہیں: وہ ہجرت کے تیسرے سال پیدا ہوئے اور ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے، شاید وہ بعثت کے تیسرے سال پیدا ہوئے ہوں۔ اس واسطے کہ جو شخص ہجرت کے چھٹے سال حدیبیہ میں شریک ہو کر اس میں بیعت کرتا ہے ہجرت کے تین سال بعد اس کی ولادت کیسے ہو سکتی ہے؟ اس لحاظ سے حدیبیہ میں اس کی عمر تین سال ہونی چاہیے۔ زیادہ مناسب یہ ہے کہ ہجرت کے تیسرے سال جن کی ولادت ہوئی وہ ان سے پہلے والی شخصیت ہے۔ واللہ اعلم ابو حاتم فرماتے ہیں: مجھے بحوالہ ابن نمیر یہ روایت پہنچی ہے، انہوں نے فرمایا: وہ زید بن ثابت کے والد ہیں۔ اگر انہوں نے یہ بات کہی ہے تو غلط ہے اس لیے کہ ابو قلابہ نے زید بن ثابت کو نہیں دیکھا تو ان کے والد کا زمانہ کیسے پالیا کہ وہ کہیں: مجھے ثابت بن ضحاک نے بتایا ہے؟

میں کہتا ہوں: شاید ان لوگوں نے ابن نمیر کی جو بات سمجھی ہے وہ ان کی مراد نہ ہو، ہاں! یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ان کا ایک بیٹا زید نامی تھا نہ یہ کہ وہ ان زید بن ثابت کے والد ہیں جو مشہور نقیبہ ہیں۔ بغوی بحوالہ ابوموسیٰ ہارون بن عبد اللہ فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو زید تھی۔ وہ عبد اللہ بن زبیر کے دور میں فوت ہوئے۔ یہی تاریخ طبری، ابن سعد اور ابو احمد حاکم نے بیان کی ہے۔ بعض ۶۴ھ کا اضافہ کیا ہے۔ عمرو بن علی فرماتے ہیں: ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی، شاید انہوں نے بھی واقدی کی پیروی کی ہے۔

۸۹۵ ثابت بن طریف المرادی قسم ثالث میں تذکرہ آئے گا۔

۸۹۶ ثابت بن ابی عاصم

ابن ابی عاصم نے وحدان میں ان کا تذکرہ کیا اور ثعلبہ بن مسم کی سند سے ان کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں سارے کا ذکر نہیں کیا۔ ثعلبہ حج تابعین سے ہیں۔ وہ کسی صحابی سے نہیں ملے۔ بقول ابو نعیم وہ تابعین کے زیادہ مناسب ہیں۔

اسد الغابۃ (۵۵۹) الاستیعاب (۲۶۱) تجرید (۸۳/۱) * کتاب الایمان باب غلط تحریم قتل الانسان نفسه (۲۹۸)

الجرح والتعديل (۴۵۳/۲) * اسد الغابۃ (۵۶۱) تجرید (۶۳/۱) * الاحاد والمثنانی (۱۶۶/۵)

۸۹۷ ثابت بن عامر *

بن زید انصاری، بدر * میں شریک تھے، ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ان کا تذکرہ کیا۔ ابو عمر نے بھی ان کی بیروی کی ہے۔ جبکہ یہ وہم ہے درست ثابت بن عمرو بن زید ہے جن کا تذکرہ آنے والا ہے۔

۸۹۸ ثابت بن عبید انصاری *

بدر میں پھر اس کے بعد جنگ صفین میں شریک رہے اور اسی میں شہید ہو گئے۔ * ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۸۹۹ ثابت بن عتیک *

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مبذول انصاری جمر ابی عبید کے روز ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔ یہ موسیٰ بن عقبہ اور عروہ وغیرہ کا قول ہے۔

۹۰۰ ثابت بن عدی *

بن مالک بن حرام ابن خدیج بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف الاوسی۔ ابن شاپین نے بحوالہ محمد بن زید، محمد بن ابراہیم سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا کہ وہ اور ان کے بھائی حارث، عبدالرحمن اور سہل احد میں شریک رہے۔ ان لوگوں کی والدہ ام عثمان بنت معاذ بن فروہ خزرجیہ * ہے۔ یعنی عدوی اور طبری نے نقل کیا، عدوی فرماتے ہیں: وہ جمر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔ میں کہتا ہوں: لفظ حرام بغیر نقطہ حا اور را سے ہے اور خدیج نقطہ والی خاء سے آخر میں جیم ہے۔

۹۰۱ ثابت بن عمرو *

بن زید بن عدی بن سواد بن مالک بن غنم بن عدی بن نجار۔ ابوالاسود کے ہاں بحوالہ عروہ، ان کے نسب میں سواد کے بعد مخالفت ہے، وہ لکھتے ہیں: سواد بن عاصم ابو عاصم انصاری، ان کے حلیف ہیں۔ اصلاً وہ اشج کے تھے بعد میں انصار سے عہد باندھا پھر بیٹے ہونے کی وجہ سے انہی میں شمار ہونے لگے۔ جیسا کہ بہت سے عرب کا اس سے اتفاق ہوا ہے۔ مثلاً مقداد بن الاسود ورنہ نجار کی طرف ان کا نسب بیان کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اصلاً انصاری ہوں نہ کہ معاہدہ کی بنا پر۔ وہ بدر میں شریک رہے اور ماسوائے ابن اسحاق سب کے قول کے مطابق احد * میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے ابن جریر کی اتباع میں کہا ہے: ابن اسحاق نے ان کا بدری صحابہ میں ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ جبکہ موسیٰ بن عقبہ نے شہدائے احد میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

* اسد الغابۃ (۵۶۲) الاستیعاب (۲۵۷) * اسد الغابۃ (۳۱۲/۱) الاستیعاب (۲۷۹/۱) * الجرح والتعديل (۴۵۳/۲)

* الاستیعاب (۲۵۹) اسد الغابۃ (۵۶۲) * اسد الغابۃ (۲۶۲/۱) الاستیعاب (۲۷۹/۱)

* اسد الغابۃ (۵۶۴) تجرید (۴۶۳/۱) * اسد الغابۃ (۵۶۵)

* اسد الغابۃ (۲۶۲/۱) * اسد الغابۃ (۵۶۷) الاستیعاب (۲۴۷)

* المعجم الكبير (۸۰/۲)

۹۰۲ ثابت بن قیس

بن عظیم بن عدی بن عمرو بن سواد بن ظفر انصاری ظفری۔ ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابو عمر فرماتے ہیں، صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ سعید بن العاص نے انہیں اس وقت کوفہ کا گورنر بنایا۔ جب اہل کوفہ کی ان سے شکایت کی بنا پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں طلب فرمایا تھا، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں، ان کے والد جاہلیت میں نامور شاعر تھے۔

مصعب بن زبیری فرماتے ہیں: مجھے عبداللہ بن محمد بن عمار القذاح نے بتایا کہ نبی ﷺ نے قیس بن عظیم کے سامنے اسلام پیش کیا جب وہ مکہ میں تھے تو انہوں نے مدینہ آنے تک مہلت مانگی۔ پھر ہجرت سے قبل اوس و خزرج کی باہمی کسی لڑائی میں قیس قتل ہو گئے۔ فرماتے ہیں: یزید بن قیس ان کے بیٹوں میں سے ہیں، انہی کے نام کی کنیت رکھتے تھے۔ ثابت بن قیس کو جنگ احد میں بارہ (۱۲) گھاؤ آئے۔ اس دن آپ ﷺ نے ان کا نام حاسر (جس کے بدن پر زہ اور سر پر خون نہ ہو) رکھا آپ فرماتے: حاسر آگے بڑھو حاسر اچھے ہو، وہ آپ ﷺ کے سامنے اپنی تلوار چلا رہے تھے۔ اس کے بعد والی جنگوں میں بھی شریک کار رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا۔ وہ اسی کے گورنر رہے بالآخر مغیرہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے کوفہ کے گورنر بن کر آئے تو انہیں معزول کر دیا۔ ثابت کا انتقال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں ہوا۔

ابن سعد طبقات مصعب سے اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ یعینہ قداح نے محمد بن صالح بن دینار سے اپنی سند سے روایت کیا کہ حضرت امیر معاویہ، ثابت بن قیس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگوں میں رہنے کی وجہ سے ناپسند کرتے تھے۔ انصار نے ایک بار اکٹھے ہو کر حضرت معاویہ کو اطلاع لکھنا چاہی کہ وہ ان کے حقوق روکے ہوئے ہیں تو ثابت نے انہیں مشورہ دیا کہ ان سے ایک آدمی خط و کتابت کرے مبادا کوئی ایسا جواب آئے جسے تم لوگ ناپسند کرو۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا کہ وہ ان کا خط لے کر ان کے پاس گئے اور ان دونوں کے مابین خط و کتابت ہوئی۔

حرلی نے غریب الحدیث میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عاصم بن عمر نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: خزرج نے جاہلیت میں قیس بن عظیم کو قتل کر دیا۔ جب ان کا بیٹا مسلمان ہو گیا تو انہوں نے اس کے پاس ان کے ہتھیار بھیج دیے، تو کہنے لگا: اگر اسلام نہ ہوتا تو تمہیں اپنا کیا عجیب لگتا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ عدی بن ثابت کی جو روایت بحوالہ ان کے دادا ان کے والد سے سنن میں آتی ہے اس میں ان کے دادا سے مراد یہی ثابت بن قیس ہیں۔ کیونکہ وہ (راوی) عدی بن ابان بن ثابت بن قیس بن عظیم ہیں اسی پر ابواحمد دمیاطی نے بعض علماء نسب مثلاً ابن کلبی کی پیروی کرتے ہوئے، بھروسہ کیا ہے۔ اس میں کافی اختلاف ہے۔ بعض ثابت بن عازب کو براء کا بھائی، اور بعض نے ثابت بن عبید بن عازب کے متعلق کہا کہ وہ براء کے بھتیجے ہیں۔ بقول بعض ان کے دادا کا نام عدی بن عمرو بن اخطب ہے۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ ان کے نانا عبداللہ بن یزید ہیں اور کچھ لوگ کہتے ہیں: وہ ثابت بن دینار ہیں۔ بعض کچھ اور کہتے ہیں۔

دمیاطی کے قول پر اہل نسب مثلاً ابن کلبی اور ابن سعد کا اتفاق معلوم ہوتا کہ ابان بن ثابت بن قیس ختم ہو گئے ان کا کوئی وارث نہیں۔

۹۰۳ (ز) ثابت بن قیس

بن زید بن نعمان خزرجی، ابو زید، ابن حبان * نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور خلافت میں فوت ہوئے یہ وہ نہیں ہیں جنہوں نے قرآن جمع کیا، ان کا نام قیس بن سکن ہے۔

۹۰۴ ثابت بن قیس *

بن شماس بن زہیر بن مالک بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج انصاری خزرجی، خطیب انصار، ابن اسکن نے ابن ابی عدی کی سند سے بحوالہ حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ آمد پر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نے خطبہ یا عرض کیا: جس سے ہم اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو بچاتے ہیں اسی سے آپ کو بچائیں گے تو ہمیں کیا ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جنت۔ لوگوں نے بیک زبان کہا: ہم راضی ہیں۔ جعفر بن سلیمان بحوالہ ثابت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ انصار کے خطیب تھے، جن کی کنیت ابو محمد بقول ابو عبد الرحمن تھی۔ اہل مغازی نے انہیں بدری صحابہ میں ذکر نہیں کیا ان کا کہنا ہے کہ ان کی شرکت کا پہلا معرکہ احد اور اس کے بعد والے غزوات ہیں۔ مشہور قصہ میں نبی ﷺ نے انہیں جنت کی بشارت دی جسے موسیٰ بن انس بحوالہ اپنے والد روایت کیا۔ اس حدیث کی اصل مسلم نے نقل کی ہے۔

ترمذی * میں صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے: ”ثابت بن قیس بہترین مرد ہے“۔ بخاری میں مختصر اور طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے طویل روایت ہے کہ جنگ یمامہ کے روز لوگوں کے قدم اکھڑتے دیکھے تو میں نے ثابت بن قیس سے کہا: چچا جان! چچا جان! آپ یہ کیا دیکھ رہے ہیں؟ وہ حنوط لگا رہے تھے، فرمانے لگے: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معصیت میں اس طرح تو نہیں لڑتے تھے، تم لوگوں نے اپنے دوستوں کو بری عادت ڈال دی ہے۔ اے اللہ! میں تیرے حضور اس سے برأت کا اعلان کرتا ہوں جو انہوں (مسلمانوں) نے کیا اور جو ان (مشرک) لوگوں نے کیا، اس کے بعد لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

ان کے جسم پر بڑی عمدہ زرہ تھی ان کی نعش سے کسی مسلمان کا گزر ہوا تو اس نے وہ زرہ لے لی۔ اسی اثناء میں ایک مسلمان نے خواب دیکھا ثابت اس سے کہہ رہے ہیں، میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں، لیکن خیال کرنا اسے خواب سمجھ کر ضائع نہ کرنا، وہ وصیت یہ ہے کہ جب میں شہید ہو گیا تو میری زرہ فلاں شخص نے اتاری ہے۔ اس کا ٹھکانہ لوگوں سے دور ہے۔ اس کے خفیہ مقام کے پاس گھوڑے آگے پیچھے دوڑ رہے ہوں گے، اس نے زرہ پر ہنڈیا دے کر اس کے اوپر اونٹ کا کجاوا رکھ دیا ہے۔ تم خالد بن ولید کے پاس جانا کہ وہ اسے لے لیں اور ابو بکر سے کہنا کہ مجھ پر جو اتارنا قرض ہے وہ ادا کر دیں اور فلاں جو میرا غلام ہے آزاد ہے۔ وہ شخص چونک کر جاگا اور سیدھا خالد رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ساری بات سنا دی۔ انہوں نے زرہ کے لیے آدی بھیج کر منگوائی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

* الثقات (۱۲۳/۶) * اسد الغابہ (۵۶۹) الاستیعاب (۲۵۳)

* ترمذی، کتاب المناقب، باب مناقب معاذ بن جبل (۳۷۹۵)

سے خواب بیان کیا، آپ ﷺ نے ان کی وصیت * نافذ فرمائی۔

بغوی نے یہ روایت دوسری سند سے عطاء خراسانی سے بحوالہ ثابت بن قیس بن عوف کی بیٹی، طویل ذکر کی ہے۔

۹۰۵ (ز) ثابت بن قیس

انہیں ابن کامل ابو روم بھی کہا جاتا ہے، کشتوں میں تذکرہ آئے گا۔ بقول بعض ان کا نام عبید یا کچھ اور ہے۔

۹۰۶ ثابت بن مغلہ *

بن زید بن مغلہ ابن حارث بن عمرو انصاری خطمی۔ ابن شاپین نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے کہ وہ ۷۰ھ کے روز شہید ہوئے۔ یہ روایت انہوں نے عبد اللہ بن سلیمان بن الاصف سے سنی ہے۔ ابن شاپین ہی نصر بن علی کی سند سے بحوالہ محمد بن بکر، ابن جریج سے وہ ابن المنکدر سے وہ ابو ایوب سے وہ ثابت بن مغلہ انصاری سے مرفوع روایت کرتے ہیں ”جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر پردہ ڈالے گا“۔ (حدیث) اس میں تامل ہے۔ اسی روایت کو امام احمد نے اپنی مسند * میں محمد بن بکر سے اسی سند کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ تو انہوں نے مسلم بن مغلہ کہا۔ یہ ان کی مشہور حدیث ہے اس میں ان کا ابو ایوب کے ساتھ ایک واقعہ بھی ہے جسے ہم نے خطیب کی کتاب الرحلہ میں نقل کیا ہے۔

۹۰۷ ثابت بن مسعود

آخری قسم میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۹۰۸ ثابت بن نعمان بن امیہ

بقول بعض یہ ابو حبیہ بدری کا نام ہے۔

۹۰۹ ثابت بن نعمان *

بن امیہ بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، ابو حبیہ کنیت تھی۔ بقول ابن البرقی اور ابن یونس فتح مصر میں شریک تھے۔ یہ وہ بدری نہیں ہیں وہ کلفہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف کے بیٹے ہیں جس پر علماء کا اتفاق ہے۔ ابن مندہ کو وہم ہوا انہوں نے دونوں کو ایک بنا دیا۔ ادھر ابن اسحاق نے ابو الصباح ثابت بن نعمان کو شہدائے اُحد میں ذکر کیا اور یحییٰ یہ نسب وہاں بیان کیا ہے، اس لحاظ سے ان کے والد ان کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے۔

۹۱۰ ثابت بن نعمان *

بن حارث بن رزاح بن ظفر انصاری ظفیری، ابن شاپین نے سابقہ سند کے ذریعہ ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول قذاح، اُحد اور

* بخاری کتاب الجہاد باب التخط عند القتال (۲۸۴۵) والمعجم الكبير (۱۳۰۹/۲)

* اسد الغابہ (۵۷۰) تجرید (۶۴/۱) * مسند احمد (۱۰۴/۴) * اسد الغابہ (۵۷۵) تجرید (۶۵/۱)

* اسد الغابہ (۵۷۶) الاستیعاب (۲۶۸)

بعد کے غزوات میں شرکت کی۔ البتہ عدوی نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ حمرابی عیدہ کے روز شہید ہوئے۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ *

۹۱۱) ثابت بن نعمان *

بن زید بن عامر بن سواد بن ظفری انصاری ظفری۔ ان کا بھی ابن شاپین * نے تذکرہ کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا: میرے خیال میں یہ پہلے والے نہیں۔ جبکہ ابن الاثیر * نے اس کا رد کیا ہے۔ اسی طرح ابو عمر نے ان دونوں میں فرق کیا ہے۔

۹۱۲) ثابت بن ہزال *

بن عمرو بن عمر بن قریوس بن لؤذان بن سالم بن عوف انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ ان کا شرکائے بدر اور شہدائے یمامہ * میں تذکرہ کیا ہے اور ابن عبد البر * نے ذکر کیا کہ وہ بنی عمرو بن عوف کے فرد ہیں۔

۹۱۳) ثابت بن ودیعہ *

ابن یزید میں تذکرہ آئے گا۔

۹۱۴) ثابت بن ودیعہ بن خذام *

بنی امیہ بن زید بن مالک کے فرد ہیں ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ ان کے والد منافق تھے اور ان میں اور ثابت بن یزید میں فرق کیا ہے۔ ابن ودیعہ * سے مشہور ہیں۔ ابن الاثیر * نے اس کا رد کیا ہے۔ میرے سامنے جو بات ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ دونوں جدا شخصیتیں ہیں، کیونکہ دونوں کا نسب مختلف ہے۔ اور بظاہر بھی ودیعہ ان کے والد نہیں رہے وہ جن کا تذکرہ آئے گا تو ان کی والدہ کا نام ودیعہ ہے۔

۹۱۵) ثابت بن وقش *

بن زعبہ بن زعوراء بن عبد الاشمل انصاری اشہلی۔ مخازی میں ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ عاصم بن عمر نے مجھے بحوالہ محمود بن لبید بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ اُحد کی جانب نکلے تو ثابت بن وقش اور حسل بن جابر جو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد ہیں ٹیلوں پر عورتوں اور بچوں کے ساتھ دکھائی دیئے دونوں ضعیف و پیری میں تھے۔ ایک دوسرے سے کہنے لگے: ہم آج کل میں کھوپڑیاں بن جائیں گے۔ تمہارا ناس! ہمیں کس چیز کا انتظار ہے؟ پھر وہ دونوں مسلمانوں سے آٹے تاکہ شہادت حاصل کریں۔ جب وہ دونوں

* السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳) * اسد الغابۃ (۵۷۷) الاستیعاب (۲۵۶) * السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳)

* اسد الغابۃ (۲۶۷/۱) * اسد الغابۃ (۵۷۸) الاستیعاب (۲۴۶) تجرید (۶۵/۱)

* المعجم الکبیر (۱۳۵۹/۲) معرفۃ الصحابہ (۲۳۵/۳) اسد الغابۃ (۲۶۸/۱)

* الاستیعاب (۲۷۴/۱) * اسد الغابۃ (۵۸۰) الاستیعاب (۲۶۳) تجرید (۶۵/۱)

* جامع المسانید (۴۲۲/۲) * اسد الغابۃ (۲۶۸/۱)

* اسد الغابۃ (۵۸۱) الاستیعاب (۲۵۸)

لوگوں میں شامل ہوئے تو مشرکین نے ثابت بن قیس کو شہید کر دیا۔ اور مسلمانوں کی کنواریں حذیفہ کے والد کی جانب مڑ چکی تھیں۔ حذیفہ بولے: میرے والد، میرے والد ہیں۔ اتنے میں وہ شہید ہو گئے۔ وہ انہیں پہچانتے نہ تھے۔ حضرت حذیفہ نے فرمایا: اللہ تمہاری مغفرت فرمائے اور اپنے والد کی دیت * مسلمانوں پر صدقہ کر دی۔ حذیفہ کے والد کا قصہ صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہے لیکن اس میں ”ثابت“ کا ذکر نہیں۔

۹۱۶ ثابت بن یزید *

بن ودیعہ، انہیں ابن یزید بن عمرو بن قیس بن جزی بن عدی بن مالک بن سالم بھی کہا جاتا ہے۔ وہ حنبلی بن عوف بن عمرو بن الجوح انصاری ہیں۔ کنیت ابو سعد تھی۔ ترمذی نے ذکر کیا کہ ودیعہ ان کی والدہ ہے جس سے وہ مشہور ہیں۔ جس کا روایات میں تذکرہ آتا ہے۔ ابوداؤد وغیرہ نے ضب * (گود) کے متعلق ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ اکثر کے ہاں وہ ثابت بن ودیعہ سے مروی ہے اور رقاء کی روایت میں بحوالہ حصین، یزید بن وہب سے وہ ثابت بن یزید انصاری سے، جس سے معلوم ہوا وہ وہی ہیں۔ بقول ابن ابی حاتم: * ثابت بن یزید صحابی ہیں۔ جن سے عامر بن سعد روایت کرتے ہیں، وہ یہی ہیں۔

۹۱۷ ثابت بن یزید

یہودیوں کو تحریر لکھنے کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قصہ میں ان کا تذکرہ آتا ہے، عبد اللہ بن ثابت میں بھی ذکر آئے گا۔

۹۱۸ ثابت بن یزید * (نسب کا ذکر نہیں)

باوردی، ابن مندہ اور طبرانی نے نصر بن علقمہ کی سند سے مسند شامین میں بحوالہ ان کے بھائی محفوظ، وہ ابن عائد سے فرماتے ہیں: ثابت بن یزید نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ایک پاؤں لنگڑا ہے جو زمین پر نہیں لگتا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے دعا فرمائی تو وہ پاؤں ٹھیک ہو گیا اور دونوں برابر زمین پر لگنے لگے، جیسے دوسرا * پاؤں صحیح طور پر زمین کو چھوتا تھا۔ بقول ابن مندہ ہمیں انہیں صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔ فرماتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ابن ودیعہ ہوں۔

۹۱۹ (ن) ثابت بن یسار

بقول بعض ان کے متعلق یہ آیت:

* اسد الغابہ (۲/۶۶۹) معرفة الصحابة (۲/۲۲۴)

* اسد الغابہ (۵۸۲) الاستیعاب (۲۶۳) تجرید (۱/۶۵)

* ابوداؤد کتاب الاطعمہ باب فی اکل الضب (۳۷۹۵) نسائی کتاب الصيد باب الضب (۴۳۳۱)

ابن ماجہ کتاب الصيد باب الضب (۳۲۳۸) مسند احمد (۴/۲۲۱) ابوداؤد طیب السی (۱۶۵۸) المعجم الكبير (۲/۸۰، ۸۱)

* الجرح والتعديل (۲/۴۵۹)

* اسد الغابہ (۵۸۳)

* اسد الغابہ (۱/۲۷) جامع المسانید (۲/۴۲۵) معرفة الصحابة (۳/۲۴)

”جب تم عورتوں کو طلاق دے دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو یا تو بھلے طریقے سے انہیں روک لو یا بھلے طریقے سے رخصت کر دو“۔ (البقرة: ۲۳۱)

اسے طبرانی اور ابن المنذر نے سدی کی سند سے نقل کیا ہے کہ ثابت بن یسار نامی ایک شخص تھے انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ جب اس کی عدت پوری ہونے لگی تو اس سے رجوع کر لیا۔ پھر طلاق دے دی۔ ایسا اس نے کئی بار کیا، جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ثعلبی نے اسے بغیر سند نقل کیا ہے۔ ربیع وہ آیت جو اس کے قریب ہی ہے جس میں ہے: ”انہیں مت روکو“ (البقرة: ۲۳۱) تو وہ معطل بن یسار کے بارے میں اتری۔

۹۲۰ ثابت

افض بن شریق کے غلام، عبدان نے کہا وہ بدر میں شریک تھے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ فتح مصر میں بھی موجود تھے جسے ابو موسیٰ نے نقل کیا ہے۔

۹۲۱ (ن) ثابت الحجبی

عقبہ بن عامر کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے، جسے طبرانی * نے مسند عقبہ بن عامر میں سعید بن عبد الجبار الکراشی کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن ثابت انجی نقل کیا۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے عقبہ بن عامر کے حوالہ سے بتایا کہ وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے تو حفاظت کی ذمہ داری میرے اور ثابت جعی کے سپرد ہوئی۔ تو میں نے اپنے شریک کار سے کہا: ذرا میرے علاقہ کا خیال کرنا تاکہ میں تھوڑی دیر حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھا آؤں۔ (حدیث)

۹۲۲ ثابت

بقول بعض غلام رسول ﷺ ابو رافع کا نام ہے۔

باب الشاء جس کے بعد راء ہے

۹۲۳ ثروان بن فزارہ *

بن عبد یغوث ابن زبیر بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن صعصعہ۔ ابن کلبی اور طبری نے ذکر کیا کہ وہ وفد میں آئے، وہی یہ اشعار کہتے ہیں:

”اللہ کے رسول! آپ کے اشتیاق میں میری سواری صبح و شام چلتے چلتے کئی آبادیوں کی مسافت طے کر آئی۔“

ایسا ہی ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد عین بے نقطہ ہے

www.KitaboSunnat.com

(ن) ثعلبہ بن اوس ۹۲۲

انہیں ابن ناشر بھی کہا جاتا ہے، تذکرہ آئے گا۔

ثعلبہ بن ابی بلتعہ ۹۲۵

حاطب بن بلتعہ کے بھائی۔ ابویسی ترمذی نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے دور نبوی پایا ہے اکثر روایات صحابہ سے لی ہیں۔

(ن) ثعلبہ بن ثابت ۹۲۶

عورتوں کی کیتوں میں ام کتہ میں تذکرہ آئے گا۔

ثعلبہ بن حارث ۹۲۷

زید بن حارث میں ذکر آئے گا۔

ثعلبہ بن حاطب ۹۲۸

بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے اصحاب بدر میں ان کا ذکر کیا۔ ایسا ہی ابن کلبی نے ان کا تذکرہ کیا۔ البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔

ثعلبہ بن حاطب ۹۲۹

یا ابن ابی حاطب انصاری۔ ابن اسحاق نے ان کا تذکرہ بنیان مسجد ضرار میں کیا ہے۔ باوردی، ابن السکن اور ابن شاہین وغیرہ نے معان بن رفاعہ کی سند سے بحوالہ علی بن زید، قاسم سے وہ ابوامامہ سے، سابقہ والے عنوان میں روایت کرتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب انصاری نے کہا: یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ مجھے مال نعیب کرے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”وہ تھوڑا مال جس کا تم شکر کر لو اس سے بہتر ہے جس کا تم شکر ادا نہ کر سکو“۔ پھر وہ لمبی حدیث ذکر کی جس میں آپ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی۔ ان کا مال بڑھنا اور زکوٰۃ دینے سے باز رہنا اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

”ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد باندھا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہمیں

نوازا تو ہم خیرات کریں گے۔“ (سورۃ التوبہ: ۷۵)

نازل ہونا، وغیرہ کا ذکر ہے۔ اس میں ہے کہ نبی ﷺ فوت ہو گئے اور ان سے زکوٰۃ نہیں لی اور نہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما نے۔ وہ خلافت عثمانی

اسد الغابۃ (۵۸۶) * اسد الغابۃ (۵۹۰) الاستیعاب (۲۷۳) تجرید (۶۶/۱) * اسد الغابۃ (۵۹۰) الاستیعاب (۲۷۳)

* طبری (۱۳۰/۱)، القرطبی (۲۰۹/۸)، الواحی (۱۸۰)، الدر المنثور (۲۶۱/۳) تہذیب تاریخ دمشق (۲۰/۴)

الکتاب فی التبیان الصحیح (جلد اول) ۳۸۸

میں فوت ہوئے۔ اس قصہ والی شخصیت کے بارے، اگر یہ واقعہ صحیح ثابت ہو جائے لیکن میرے خیال میں صحیح نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ بدری صحابی ہیں، تامل ہے ابن کلبی کے قول سے ان میں فرق یقینی ہو جاتا ہے کہ بدری صحابی اُحد میں شہید ہو گئے۔ جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن مردودہ نے عطیہ کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مذکورہ آیت کے متعلق اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ ایک شخص تھا جسے ثعلبہ بن ابی حاطب کہا جاتا تھا وہ انصار میں سے تھا ان کی ایک مجلس میں آ کر کہنے لگا: ”اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضل سے نوازے“ پھر وہ طویل قصہ ذکر کیا، فرمایا: یہ ثعلبہ بن ابی حاطب ہے۔ اور بدری صحابی کے متعلق سب کا اتفاق ہے کہ وہ ثعلبہ بن حاطب ہیں۔ اور یہ روایت پایہ ثبوت تک پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جو لوگ بدروحد بیہ میں شریک تھے ان میں سے کوئی (مسلمان) بھی جہنم میں نہیں جائے گا۔“

نیز وہ ایک حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا: ”جو چاہے کرو میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔“

جس کا یہ مرتبہ ہوا سے اللہ تعالیٰ دل میں نفاق کا بدلہ کیسے دے گا۔ اور جو کچھ نازل ہوا اس کے متعلق کیسے نازل ہو سکتا ہے؟ لہذا یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اس شخصیت کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

(۹۳۰) ثعلبہ بن حرام

ابن زید میں تذکرہ آئے گا۔

(۹۳۱) ثعلبہ بن الحکم

بن عرفط بن حارث بن لقیط بن یمر اللہ بن اریخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن عبد مناف بن کنانہ الکنانی اللیثی۔ بقول امام بخاریؒ وہ صحابی ہیں، چنانچہ اپنی تاریخ صغیر میں رقمطراز ہیں: ”انہیں بچپن میں صحابہ نے گرفتار کر لیا تھا“ جس کی سند انہوں نے تاریخ کبیر میں بیان کی ہے۔ ”اوسط“ میں ستر سے اسی سال کے درمیان وفات پانے والوں میں ان کا ذکر ہے۔ ابن ماجہ میں بروایت ساک بن حرب، صحیح سند سے ان کی ایک حدیث ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے ثعلبہ بن حکم کو فرماتے سنا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے ایک موقع پر لوگوں نے بکریاں لوٹ لیں تو آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔

(۹۳۲) ثعلبہ بن خدام انصاری

ان میں سے ایک جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اوس بن خدام کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

❖ مسند احمد (۳/۶۳۳) الدر المنثور (۴/۲۸۲) کنز العمال (۲/۳۳۹۰) اتحاف السادة المتقين (۱۰/۷۹) السنة لابن ابی عاصم (۲/۴۱۵)

❖ السنن الكبرى (۹/۱۴۶، ۱۴۷) فتح الباری (۱۱/۴۷) الدر المنثور (۶/۲۰۳، ۲۰۴) کنز العمال (۷/۳۷۹۵۷، ۳۷۹۶۳)

❖ اتحاف السادة المتقين (۷/۱۳۶) (۱۰/۷۹)

❖ اسد الغابة (۲/۵۹۲) الاستیعاب (۲۷۸) تجرید (۱/۶۶)

❖ التاريخ الكبير (۲/۱۷۳)

❖ ابن ماجه كتاب الفتن باب النهی عن النهبة (۳۹۳۸)

۹۳۲ ثعلبہ بن زہد تمیمی *

الخطی۔ از بنی ثعلبہ بن یزید بن عطلہ۔ بقول ابن ابی فدیک، ان کے متعلق لوگ کہتے ہیں: یہ صحابی نہیں، امام بخاری * نے لکھا کہ ثوری نے فرمایا: ”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔“ جبکہ یہ بات صحیح نہیں۔ امام مسلم اور عجمی نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ نسائی * میں ان تک صحیح سند کے ساتھ ایک حدیث مروی ہے۔

۹۳۳ (ز) ثعلبہ بن زید

بن حارث بن حرام بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن علی ابن سارودہ بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں وہ طائف میں شہید ہوئے۔ انہی ثعلبہ کا لقب ”جذع“ ہے اور یہ ان ثابت کے والد ہوتے ہیں جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا یوں ذکر کیا ہے: ثعلبہ بن الجذع، ان کے لقب کو ان کے والد کا نام بنا دیا۔ جب دوبارہ ان کا تذکرہ کیا تو یوں کہا: ”ثعلبہ بن حارث“ انہیں ان کے دادا کی طرف منسوب کر دیا۔ ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا تو کہا: ثعلبہ بن حرام انہیں ان کے والد کے دادا کی طرف منسوب کر کے ایک شخص تین افراد میں تبدیل ہو گیا۔

۹۳۵ ثعلبہ بن زید انصاری *

بن عمرو بن عوف کے فرد ہیں۔ بقول ابن مندہ، مغازی میں ان کا ذکر آتا ہے۔ عبدالغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اپنی سند سے نقل کیا۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا: ”اور نہ ان لوگوں پر جہاد میں نہ جانے میں کوئی حرج ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تاکہ آپ انہیں سواری کا جانور دیں۔“ (التوبة: ۹۲)

اور عبدالن نے احمد بن سيار سے نقل کیا کہ ثعلبہ بن زید بنی حرام سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو انصار کے بہت رونے والے * شخص تھے۔ ابوموسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: جن کا تعلق بنی حرام سے ہے وہ پہلے والی شخصیت ہے اور جن کا تعلق بن عمرو بن عوف سے ہے وہ یہی صاحب سوانح شخصیت ہے اس لیے ممکن ہے کہ دونوں زیادہ رونے والے ہوں اور یہ بھی احتمال ہے کہ صاحب سوانح شخص کا نام تبدیل ہو گیا۔ اور مجمع بن حارث نے زیادہ رونے والوں کے نام شمار کیے ہیں ان میں ثعلبہ بن زید کو نہیں گنا۔ البتہ علیہ بن زید حارثی کو شامل ہے۔ ابن مردودہ نے اپنی تفسیر میں یہ بات نقل کی ہے۔ واللہ اعلم

۹۳۶ ثعلبہ بن ساعدہ *

بن مالک، ابو الاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے جسے طبرانی * ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ ابونعیم

* اسد الغابۃ (۵۹۵) الاستیعاب (۲۷۷) تجرید (۶۷/۱) * التاريخ الكبير (۱۷۳/۲)

* نسائی کتاب القسامة باب هل یؤخذ احد بجزیره غیرہ (۲۸۴۸) بمعناہ * اسد الغابۃ (۵۹۷) تجرید (۶۷/۱)

* اسد الغابۃ (۲۷۵/۱) * اسد الغابۃ (۵۹۹) تجرید (۶۷/۱) * المعجم الكبير (۱۳۹۲/۲، ۱۳۹۳)

الْأَنْبِيَاءُ فِي تَيْبِزِ الصَّحَابَةِ (جلد ۱) ۳۹۰

فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ بہل بن سعد کے بھائی ہیں۔ ایسا لگتا ہے اس میں تحریف ابن ابیہر سے ہوئی ہے۔ جو ابوالاسود سے روایت کرنے والے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر نے اس بات پر یقین کیا ہے کہ وہ ابو حمید ساعدی کے چچا ہیں۔ لہذا دونوں جدا ہو گئے۔

۹۳۷ ثعلبہ بن سعد

بن مالک بن خالد ابن ثعلبہ بن حارث بن عمرو بن الخزرج ابن ساعدہ خزرجی ساعدی بہل بن سعد کے بھائی، بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے عبدالمہسن بن عباس بن بہل بن سعد سے بحوالہ اپنے والدہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرا بھائی بدر میں شریک اور احد میں شہید ہوا۔ * موسیٰ بن عقبہ نے شہدائے احد میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۹۳۸ ثعلبہ بن سعید

ان لوگوں میں سے ہیں جو یہودیت * سے اسلام لائے، اسد بن سعید میں ذکر گزر چکا ہے۔

۹۳۹ ثعلبہ بن سلام

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ طبرانی نے ابن جریر کا یہ یقینی قول نقل کیا ہے کہ یہ ان میں سے ایک نہیں جن کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

”اہل کتاب کی ایک جماعت حق پر قائم ہے۔“ (آل عمران: ۱۱۳)

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۹۴۰ (ن) ثعلبہ بن سوید انصاری

ابن قحون نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ان کے بھائی اوس بن سوید میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۴۱ ثعلبہ بن سہیل

بقول بعض یہ ابوامامہ حارثی کا نام ہے (لیکن) مشہور یہ ہے کہ ابوامامہ حارثی کا نام ایاس بن ثعلبہ، کئیوں میں آئے گا۔ ثعلبہ نامی حضرات کے آخر میں اس اختلاف کا سبب آئے گا۔

۹۴۲ ثعلبہ بن صعیر

انہیں ابن ابی صعیر بن عمرو بن زید بن سنان بن سلامان قضاعی عذری بھی کہا جاتا ہے۔ بنی زہرہ کے حلیف۔ بقول طبرانی: یہ صحابی ہیں اور ان کا بیٹا عبداللہ دیدار سے مشرف ہے۔ ابن ابی عاصم اور باوردی وغیرہ نے بکر بن وائل کی سند سے بحوالہ زہری عبداللہ

* اسد الغابۃ (۶۰۰) الاستیعاب (۲۷۱) * المعجم الکبیر (۸۹/۲) * المعجم الکبیر (۱۳۸۸/۲) مجمع الزوائد (۳۲۷/۶)

* اسد الغابۃ (۶۰۲) الاستیعاب (۲۷۴) * الاستیعاب (۲۸۵/۱) * اسد الغابۃ (۶۰۳) الاستیعاب (۲۷۶) تجرید (۶۷/۱)

* اسد الغابۃ (۶۰۴) الاستیعاب (۲۷۹) تجرید (۶۷/۱)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد اول) (۳۹۱)

بن ثعلبہ بن صعیر سے وہ اپنے والد سے صدقہ فطر کے متعلق روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: اس میں ہمام، بکر سے روایت کرنے میں مشرود ہے۔

میں کہتا ہوں: بحر بن کنیر سقاء نے بحوالہ زہری بکر کی متابعت کی ہے جسے حسن بن سفیان نے نقل کیا ہے اور ان کی سند سے ابو نعیم نے روایت کیا ہے۔

مذکورہ حدیث کو ابوداؤد نے نعمان بن راشد کی سند سے بحوالہ زہری روایت کیا ہے تو یوں کہا: ثعلبہ بن ابی صعیر اپنے والد سے، اور ایک روایت میں ان کے ہاں ہے عبد اللہ بن ثعلبہ یا ثعلبہ بن عبد اللہ۔ ابن السکن فرماتے ہیں: ثعلبہ بن عبد اللہ بن ابی صعیر عذری کا سماع صحیح نہیں۔ پھر اپنی سند جو ابن معین تک ہے سے روایت کرتے ہیں، فرمایا ثعلبہ بن ابی صعیر نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ ابن شاپین نے یحییٰ بن خارجہ کی سند سے بحوالہ زہری نقل کیا تو کہا: عبد اللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر سے مروی ہے۔ بقول ابن شاپین۔ اس روایت کو یحییٰ بن خارجہ نے مرسل روایت کیا ہے۔ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے عبد اللہ بن ثعلبہ کے سوانح میں آئے گا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تاریخ میں لکھتے ہیں: عبد اللہ بن ثعلبہ بن صعیر نبی ﷺ سے مرسل روایت کرتے ہیں، ہاں جہاں ”عن ابیہ“ کے الفاظ ہوں وہ زیادہ مناسب ہے۔ رہے ثعلبہ بن ابی صعیر تو وہ ان لوگوں میں سے نہیں۔

میں کہتا ہوں: اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ ثعلبہ بن صعیر، ثعلبہ بن ابی صعیر کے علاوہ کوئی شخصیت ہونی چاہیے۔ فاللہ اعلم

(ز) ثعلبہ بن عبد اللہ بن سام ثعلبہ بن ابی مالک میں آئے گا۔

(۹۳۳) ثعلبہ بن عبد الرحمن انصاری

ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت کرتے تھے۔ ابن شاپین اور ابو نعیم نے ایک طویل روایت سلیم بن منصور بن عمار کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ متکدر بن محمد بن مکرر وہ اپنے والد سے وہ جابر سے کہ انصار کا ایک نوجوان ثعلبہ بن عبد الرحمن نبی ﷺ کی خدمت کرتا تھا، آپ نے اسے کسی کام سے بھیجا وہ کسی انصاری کے گھر سے گزرے ان کی بیوی غسل کر رہی تھی تو اسے گھورنے لگا۔ اتنے میں دل میں خوف ہوا کہ وحی نازل نہ ہو جائے۔ سیدھا بھاگ نکلا اور مکہ و مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں رہنے لگا۔ نبی ﷺ نے اسے چالیس دن گم پایا اور یہ وہ دن تھے جن میں (وحی کا سلسلہ موقوف تھا اور) لوگ کہتے پھرتے تھے: ”انہیں (محمد ﷺ کو) ان کے رب نے چھوڑ دیا اور ان سے ناراض ہے۔“ جبرائیل علیہ السلام آ کر کہنے لگے: ”محمد (ﷺ) ابھاگنے والا پہاڑوں میں جہنم سے میری پناہ مانگتا ہے۔“ آپ ﷺ نے اس کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا، اور فرمایا: تم اور سلمان جاؤ، اسے میرے پاس لے آؤ۔ راستہ میں انہیں ذقافہ نامی گڈریا ملا، وہ کہنے لگا: شاید تم دونوں کو جہنم سے بھاگنے والے کی تلاش ہے۔ پھر اس کے لانے کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی۔ اوس کا پیار پڑ جانا اور اپنے گناہ کے خوف سے فوت ہو جانے کا قصہ بیان کیا۔ ابن مندہ نے یہ قصہ

ابوداؤد کتاب الزکاة باب من روی نصف صاع من قمح (۱۶۱۹) المعجم الكبير (۸۷/۲) السنن الكبرى (۱۶۷/۴)

اسد الغابۃ (۶، ۶) کنز العمال (۴۵۸۷) الامالی للشجرى (۲۶۹/۱) حلیۃ الاولیاء (۳۳۰/۹) علل الحدیث (۱۵۱، ۱۵۳)

الموضوعات لابن الجوزی (۱۲۲/۸)

مختصر روایت کرنے کے بعد کہا: منصور اسے نقل کرنے میں متردد ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ ضعیف ہے اور اس کا شیخ اس سے زیادہ ضعیف ہے۔ اور روایت کے بیان سے پتہ چلتا ہے یہ حدیث کمزور ہے۔ اس واسطے کہ آیت ﴿مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾ (سورۃ الضحیٰ: ۳) بلا اختلاف ہجرت سے پہلے نازل ہوئی۔

۹۴۵ ثعلبہ بن عبید

بن عدی۔ ”تجریہ“ میں ذہبی فرماتے ہیں: ابن الجوزی نے ”تلخیص“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے ڈر ہے کہ ان کے والد کے نام میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ وہ ثعلبہ بن عثمہ بن عدی ہیں جن کا تذکرہ تھوڑے وقفہ سے آئے گا۔

۹۴۶ ثعلبہ بن عمرو جذامی

ابن اسحاق نے مغازی میں ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہیں زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے بنی جذام سے ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد گرفتار کیا تھا اور آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیے کا حکم دیا تھا۔

۹۴۷ (ن) ثعلبہ بن عمرو

بن محسن ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مہذول بن مالک ابن الحجار انصاری۔ موسیٰ بن عقبہ بن المل بدر میں ان کا ذکر کیا اور کہا وہ حجر ابی عبید کے روز شہید ہوئے۔ بقول واقدی خلافت عثمانی میں فوت ہوئے۔

۹۴۸ (ن) ثعلبہ بن عمرو

بقول بعض جسے بغوی نے نقل کیا ہے، ابو عمرہ انصاری کا نام ہے۔

۹۴۹ ثعلبہ بن عثمہ

ابن عدی بن نابی بن عمرو بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمیٰ خزرجی، موسیٰ بن عقبہ اور عروہ وغیرہ نے شرکائے بدر و عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان میں سے تھے جو بنی سلمہ کے بت توڑتے تھے۔ بقول ابن اسحاق: غزوہ خندق میں شہید ہوئے، ہمیرہ بن ابی وہب نے آپ کو شہید کیا۔ ابن لہیعہ بحوالہ ابوالاسود عروہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ذکر کیا کہ انہوں نے پوچھا کہ ہلال (چاند) کیسے چھوٹا سا ظاہر ہو کر بڑھتا رہتا ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا ”لوگ آپ سے چاند کے متعلق پوچھتے ہیں“۔ (سورۃ البقرہ: ۱۸۹) *

۹۵۰ (ن) ثعلبہ بن قیس سلمہ بن سلام میں ان شاء اللہ ذکر آئے گا۔

* تجرید (۲۰/۸) * اسد الغابۃ (۶۱۰) * السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۹۹۱/۴، ۲۱۳)

* اسد الغابۃ (۶۰۹) الاستیعاب (۳۷۲) * اسد الغابۃ (۶۱۱) الاستیعاب (۲۷۰)

* المعجم الکبیر (۱۴۰۳/۲) معرفۃ الصحابہ (۲۶۹/۳) اسد الغابۃ (۲۸۰/۱)

۹۵۱ ثعلبہ بن قیظی

بن سحر بن سلمہ انصاری۔ مطین اور طبرانی وغیرہ نے عبید اللہ بن ابی رافع کی سند سے ان اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے جو صفین میں شریک تھے، عبید اللہ تک سند بہت کمزور ہے۔

۹۵۲ ثعلبہ بن ابی مالک القرظی

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: انہیں دیدار حاصل ہے اور ابن سعد نے کہا: ابو مالک جن کا نام عبد اللہ بن سام تھا یمن سے آئے ان کا تعلق کندہ سے تھا۔ انہوں نے قرظہ کی ایک خاتون سے شادی کر لی تو قرظی مشہور ہو گئے۔ بقول مصعب زبیری یہ ان لوگوں میں سے تھے جن کی قرظہ کے دن مسین نہ پھوٹی تھیں تو انہیں بھی عطیہ کی طرح چھوڑ دیا گیا۔ میں کہتا ہوں: عطیہ کا ذکر آئے گا۔ بغوی وغیرہ نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابو مالک بن ثعلبہ بن ابی مالک وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس مہرور کے لوگ آئے آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ جب پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے اوپر سے نہ روکا جائے۔ ولید بن کثیر نے ابو مالک سے روایت کرنے میں ابن اسحاق کی متابعت کی ہے اور ابن ابی عاصم نے صفوان بن سلیم کی سند سے بحوالہ ثعلبہ اسی مفہوم کو روایت کیا ہے، اس کے رجال محترم ہیں۔ ابن ماجہ نے اسے دوسری سند سے بحوالہ محمد بن عقبہ بن ابی مالک، ان کے چچا ثعلبہ بن ابی مالک سے روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابو حاتم فرماتے ہیں: تابعی ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کی حدیث بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صحیح بخاری میں ہے جس کے والد قرظہ میں قتل ہوئے اور وہ ان لوگوں میں سے ہو کہ اگر اس کے داڑھی نہ ہوتی تو قتل کر دیا جاتا۔ اس سے کوئی مانع نہیں کہ اس کا سماع صحیح ہو۔ اسی احتمال کی بنا پر میں ان کا یہاں ذکر کر رہا ہوں۔

۹۵۳ (ن) ثعلبہ بن ودیعہ انصاری

ان میں سے ایک جو غزوہ تبوک سے رہ گئے اوس بن خدام میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۵۴ ثعلبہ تمیمی عنبری

ہر اس بن حبیب عنبری کے دادا، اسحاق بن راہویہ نے نصر بن سمیل سے بحوالہ ہر اس سے اپنی روایت میں وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے ان کا نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس اپنا ایک قرض خواہ لایا، آپ نے فرمایا: ”اس سے جدا نہ ہوتا۔“ (حدیث) بقول ابن مندہ: حسن بن عمر بن شقین نے نصر سے روایت کرنے میں ان کی مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: ہر اس

اسد الغابۃ (۶۱۲) تجرید (۶۹/۱) المعجم الكبير (۸۷/۲) اسد الغابۃ (۶۱۳) الاستیعاب (۲۸۰) تجرید (۶۹/۱)

ابن ماجہ کتاب الرہون باب الشرب من الاودیۃ و مقدار حبس الماء (۲۴۸۱) النقات (۹۸/۴) الجرح والتعديل (۴۶۳/۲)

ابوداؤد کتاب الاقضیۃ باب فی الحبس فی الدین وغیرہ (۳۶۲۹)

ابن ماجہ کتاب الصدقات باب الحبس فی الدین والملازمۃ (۲۴۲۷) التاریخ الكبير (۲۴۷/۸) علل الحدیث (۱۲۴۴)

الاصحاب في كتب الصحاح (جلد ۱) ۳۹۳

بن حبیب سے، وہ اپنے والد سے، وہ اپنے دادا ہر ماس بن زیاد سے روایت کرتے ہیں۔ ایسا ہی ابن مندہ نے ثعلب بن محرز، بحوالہ قتیبہ بن ہر ماس بن حبیب بن ہر ماس بن زیاد نقل کیا ہے اور ایک جماعت نے اسے نصر سے روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے ہر ماس بن حبیب کے دادا کا نام نہیں لیا۔ فائدہ علم

(۹۵۵) (ز) ثعلبہ انصاری

عبداللہ کے والد، بقول بعض ان کے والد کا نام سہیل ہے۔ ابن ابی حاتم * نے ان کا تذکرہ کیا۔ باوردی اور ابو مسلم الکلی نے خالد بن حارث کی سند سے اور حاکم نے مستدرک میں، حسن بن سفیان اور ابواحمد حاکم * نے اکنی میں عبداللہ بن حمران کی سند سے دونوں عبدالحمید بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے عبداللہ بن ثعلبہ انصاری نے بتایا کہ میں نے عبدالرحمن بن کعب کو فرماتے سنا، میں نے تمہارے والد ثعلبہ کو فرماتے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو شخص بھی کسی کا حق جھوٹی قسم سے مارے گا تو اس کے دل میں نفاق کی وجہ سے سیاہ داغ لگ جائے گا جسے قیامت تک کوئی چیز نہ مٹا سکے گی۔“

قتی بن مخلد کی سند میں ثعلبہ بن عبداللہ لکھا ہے۔ فائدہ علم

ابواحمد حاکم نے نقل کیا کہ حسین بن محمد قبائی نے کہا: یہ ثعلبہ ابوامامہ حارثی ہیں۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ ابوامامہ کا نام ایاس بن ثعلبہ ہے۔ جن لوگوں نے صحابہ کے متعلق تصنیفات چھوڑی ہیں ان میں سے کئی ایک مثلاً بغوی، ابن ابی حاتم اور ابن شاہین وغیرہ نے اس پر یقین کیا کہ وہ کوئی اور ہیں۔ ادھر دونوں حدیثوں میں متن اور اسناد کے لحاظ سے فرق ہے، اس لیے احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ اسی فرق پر ابواحمد وغیرہ نے یقین کیا ہے۔ واللہ اعلم

(۹۵۶) ثعلبہ انصاری

نزیل مصر عبدالرحمن کے والد۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن چوری کے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں جو ابن ماجہ * و ابن مندہ نے یزید بن ابی حبیب کی سند سے بحوالہ عبدالرحمن درج کی ہے۔ ابو عمر * نے ذکر کیا کہ وہ ثعلبہ بن عمرو بن مھسن ہیں۔ البتہ ابن ابی حاتم نے، ایسا ہی طبرانی * نے دونوں میں فرق کیا ہے، یہی درست ہے۔

(۹۵۷) (ز) ثعلبہ (کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں)

”ابن ثعلبہ“ کے سمہات میں ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا۔ اور دونوں نے یحییٰ بن جابر کی سند سے بحوالہ ابن ثعلبہ ان کی روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ! میرے لیے اللہ کے حضور شہادت کی دعا فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس کچھ بال لاؤ۔“ چنانچہ وہ بال لائے۔ فرمایا: ”اپنے کندھے سے کپڑا ہٹاؤ۔“ فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے وہ بال ان کے بازو پر باندھ دیئے پھر ان میں پھونک مار کر فرمایا: ”اے اللہ! ثعلبہ کا خون مشرکین اور منافقین کے لیے حرام فرمادے۔“ *

* اسد الغابہ (۶۰۵) تجرید (۶۸/۸) * الجرح والتعديل (۵۶۲/۲) * المستدرک (۲۹۴/۴)

* ابن ماجہ کتاب الحدود باب السارق يعترف (۲۵۸۸) * المعجم الكبير (۸۶/۲) * مجمع الزوائد (۳۷۹/۹)

ابن الاثیر فرماتے ہیں، ان دونوں کے ہاں ”ثعلبہ کا خون“ کے الفاظ ہیں۔ سوائے اوّل سند کے کسی چیز سے ابن ثعلبہ کا پتہ نہیں چلتا۔

میں کہتا ہوں: ابن ثعلبہ کا نام ضرر ہے۔ یہ حدیث ان کے سوانح میں حرفِ ضاد میں گزر چکی ہے۔ لہذا اگر یہ روایت ثابت ہے تو ”وہ ابن“ ضمیر کا مرجع ثعلبہ ہوگا۔ یوں صحابہ میں ان کا ذکر متعین ہو جائے گا اور وہ اس قسم میں شمار ہوں گے جو خود بھی صحابی اور ان کے والد بھی صحابی ہیں۔ لیکن جو روایت حرفِ ضاد میں گزری ہے اس میں ہے: ”اے اللہ! ابن ثعلبہ کا خون حرام فرما دے“۔ لفظ ابن کا اضافہ ہے۔ واللہ اعلم

باب الثاء جس کے بعد قاف ہے

۹۵۸ ثقاف بن عمرو العدواني

بقول ابن ابی حاتم بحوالہ ان کے والد مہاجر بن اولین سے ہیں۔ اور ابن مندہ نے ابن المبارک کی سند سے بحوالہ حماد بن زید انہوں نے ایوب، انہوں نے جری جو ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ ثمامہ بن عدی اور ثقیف بن عمرو مہاجر بن اولین سے ہیں۔ ان سے کوئی حدیث منقول نہیں۔

۹۵۹ ثقب بن قزوه

بن البدری انصاری ساعدی۔ انہیں احرش کہا جاتا ہے، ان کا نام ونسب ابن القداح نسب نے بتایا ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے، لیکن نام تغیر سے ذکر کیا جسے ابن شاپین نے درج کیا کہ ثقیف شروع کا زبر آخر میں فاء ہے، ایسا ہی ابن عبدالبر* اور ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

۹۶۰ ثقف بن عمرو

بن سبط از بنی غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ، ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا کہ وہ اور ان کے دونوں بھائی مدلاج اور مالک بدر میں شریک ہوئے اور وہ خود خبیر* میں شہید ہوئے۔ بقول واقدی: ثقاف بن عمرو کو اسید بن رزام یہودی نے شہید کیا۔

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۶۱ ثمامہ بن اثال

بن نمان بن مسلمہ بن عقبہ بن ثعلبہ بن ربیع بن ثعلبہ بن وائل بن حنیفہ حنفی ابو امامہ یحییٰ، ان کی حدیث بخاری* میں

* اسد الغابۃ (۶۱۶) * اسد الغابۃ (۶۱۵) الاستیعاب (۲۸۴) * الاستیعاب (۲۹۰/۱)

* اسد الغابۃ (۶۱۷) الاستیعاب (۲۸۵) تجرید (۶۹/۱) * المعجم الکبیر (۱۰۴/۲)

* اسد الغابۃ (۶۱۹) الاستیعاب (۲۸۲) * بخاری مکتب الصلاۃ باب الاغتسال اذا اسلم وربط (۴۶۲)

الْاَكْبَلِيَّةُ فِي مَنَاقِبِ النَّبِيِّ ﷺ (جلد اول) (۳۹۶)

سعید المقبری کی سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نجد کی جانب ایک دستہ بھیجا تو وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جسے ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اسے لا کر مسجد کے ستون سے باندھ دیا۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے۔ فرمایا: ”ثمامہ کو چھوڑ دو۔“ وہ مسجد کے قریبی غلستان میں غسل کر کے واپس مسجد آ کر کہنے لگے: میں اللہ کے معبود ہونے اور محمد (ﷺ) کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔ اسی طرح انہوں نے طویل روایت نقل کی ہے جسے ابن اسحاق نے مغازی میں سعید المقبری سے طویل نقل کیا ہے جس کا آغاز اس طرح ہے کہ ثمامہ جب آپ کے سامنے قتل کے ارادے سے آئے آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے اس پر قابو دے دے۔ اسلام لانے کے بعد جب وہ عمرہ کرنے مکہ گئے تو (کفار مکہ سے) کہنے لگے: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، (اگر تم باز نہ آئے) تمہارے پاس یمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں پہنچے گا۔ وہ مکہ والوں کی معیشت کی وسعت کا ذریعہ تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اجازت دے دیں۔^۱ اسے حمید نے سفیان سے بحوالہ ابن عجلان سعید سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ نیز ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جب اہل یمامہ مرتد ہوئے تو ثمامہ اسلام پر ثابت قدم رہے وہ اور ان کے پیروکار جو ان کی قوم سے تعلق رکھتے تھے کوچ کر گئے، اور علماء حضری رضی اللہ عنہ سے مل کر بحرین کے مرتدوں کے خلاف جنگ کی۔ جب انہیں فتح ہو گئی تو ثمامہ نے وہ جوڑا خریدا جو ان کے سردار کا تھا، جب انہیں بنی قیس بنی ثعلبہ کے لوگوں نے دیکھا وہ سمجھے کہ انہی نے اسے قتل کر کے اس کا لباس اتارا ہے اور انہیں شہید کر دیا۔ عامر بن سلمہ کے سواغ میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

ابن مندہ نے علماء بن احمر کی سند سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں ثمامہ کے اسلام لانے اور یمامہ جانے، قریش کو غلہ سے روکنے اور اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے نازل ہونے کا قصہ نقل کیا ہے:

”ہم نے انہیں (قطع کے) عذاب میں مبتلا رکھا پھر بھی یہ اپنے رب کے سامنے نہ جھکے اور نہ عاجزی اختیار کرتے ہیں۔“ (سورۃ المومنون: ۷۶)

اس روایت کی سند حسن ہے۔ دیمہ نے قتیبہ ارتداد میں ان کا کارنامہ ذکر کیا ہے اور بنی حنیفہ کی مخالفت میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں۔

میں ایک بات کو چھوڑنے کا قصد کرتا ہوں لیکن نبی محمد ﷺ کا احسان مجھے واپس (اپنی حالت پر) لے آتا ہے۔ میں چیزوں سے آزاد کرانے پر ان کا شکریہ ادا کیا جبکہ مجھے تلواروں کے سائے نظر آ رہے تھے۔

۹۶۲ ثمامہ بن انس

قتیبہ بن خلاد نے اپنی سند میں ان کی ایک حدیث روایت کی ہے۔ احتمال ہے کہ وہ ثمامہ بن انس بن مالک ہوں، اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوگی۔

۹۶۳ ثمامہ بن بجاد العبیدی

ابو حاتم، ابن السکن اور باوردی نے کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ کتاب الزہد میں امام لکھتے ہیں: ہمیں ابو داؤد

۱ اسد الغابۃ (۲۸۲/۱) ۲ اسد الغابۃ (۶۲۰) الاستیعاب (۲۸۳) تجرید (۷۰/۱) ۳ الجرح والتعديل (۴۹۵/۲)

الکتاب فی تہذیب الصحاح (جلد ۱) ۳۹۷

نے نے بحوالہ زمیر، ابواسحاق سے بتایا اور ابواسحاق سے بحوالہ ثمامہ بن بجاؤ جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرنے میں شعبہ نے ان کی متابعت کی ہے، فرمایا: میں تمہیں سوف سوف (پھر کر لوں گا) سے ڈراتا ہوں۔ اسے ابواسحاق سے ایک جماعت نے نقل کیا (لیکن) انہوں نے یہ نہیں کہا کہ وہ صحابی ہیں۔ بقول ابوحاتم: ان سے عزیز ابن حریش بھی روایت کرتے ہیں۔

۹۶۳ ثمامہ بن ابی ثمامہ*

بن بکر جذامی ابو سوادہ۔ ابو سعید بن یونس فرماتے ہیں: میں نے عمرو بن حارث کی کتاب میں بحوالہ بکر بن سوادہ جذامی، ان کے غلام سے مروی لکھا دیکھا کہ نبی ﷺ نے ان کے دادا ثمامہ* کے لئے دعا فرمائی تھی۔ اسے ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس روایت کیا ہے۔

۹۶۵ ثمامہ بن حزن قسم ثالث میں تذکرہ آئے گا۔

۹۶۶ ثمامہ بن عدی قرشی

ثقف بن عمرو میں ان کا تذکرہ ہوا کہ وہ مہاجرین اولین سے ہیں۔ ابوموسیٰ نے بحوالہ طبری نقل کیا کہ وہ بدر* میں شریک تھے۔ اور بقول ابن السکن: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ وہ صنعاء کے گورنر تھے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن سعد نے ابوقلابہ تک بحوالہ ابوالاشعث الصنعانی صحیح سند سے نقل کیا ہے، جب ثمامہ بن عدی کو جو صنعاء (شام) کے گورنر اور صحابی تھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو وہ رو پڑے اور دیر تک روتے رہے۔ جب ہوش آیا تو فرمانے لگے: یہ وہ وقت ہے جس میں نبوت کی خلافت چھن گئی۔ باوردی نے دوسری سند سے ایوب سے بحوالہ ابوقلابہ نقل کیا ہے اور ابن مندہ نے نصر بن معبد کی سند سے بحوالہ ابوقلابہ نقل کیا، فرماتے ہیں: ابوالاشعث صنعانی نے مجھے بتایا کہ ثمامہ صنعاء کے گورنر تھے اور ان کا تعلق اصحاب محمد ﷺ سے تھا۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۹۶۷ ثوبان*

خادم رسول اللہ ﷺ مشہور صحابی ہیں۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا تعلق عرب کے حکمی قبیلہ سے تھا جو حکم بن سعد بن حمیر کی طرف منسوب تھا۔ بقول بعض: فارسی سرداروں سے تھے۔ آپ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر بھی انہوں نے آپ کی وفات تک خدمت کی۔ اس کے بعد وہ رملہ پھر وہاں سے حمص منتقل ہو گئے اور وہیں بقول ابن سعد وغیرہ ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن السکن نے یوسف بن عبد الحمید کی سند سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میری ثوبان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے اپنے گھرانے

* اسد الغابۃ (۶۲۱) تجرید (۷/۱) * اسد الغابۃ (۲۸۴/۱) معرفۃ الصحابۃ (۲۹۵/۳)

* المعجم الكبير (۹۰/۲) * اسد الغابۃ (۶۲۴) الاستیعاب (۲۸۶) تجرید (۷/۱)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (ج ۱) (جلد ۱) ۳۹۸

کے لیے دعا فرمائی، میں نے عرض کیا: میں بھی اہل بیت سے ہوں، تیسری مرتبہ پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک تم دروازے پر رکاوٹ بنے کھڑے نہ رہو اور کسی گورنر سے سوال کرنے نہ جاؤ“۔ ابوداؤدؒ نے عاصم کی سند سے بحوالہ ابوالعالیہ ثوبان سے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو مجھے یہ ضمانت دے دے کہ وہ لوگوں سے سوال نہیں کرے گا، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں“۔ ثوبان بولے: میں۔ چنانچہ وہ کسی سے کچھ بھی نہیں مانگتے تھے۔

۹۶۸ ثوبان انصاریؒ

محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان کے دادا، ابن منہ محمد بن حمیر کی سند سے بحوالہ عباد بن کثیر، محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جسے تم مسجد میں شعر کہتے سناوے کہو: ”اللہ تمہارے دانت توڑے“۔ (حدیث) اور اسے ابوہشمہ جعفی کی سند سے بحوالہ عباد بن کثیر روایت کیا تو اس میں ”دادا سے“ کے الفاظ نہیں۔ عباد اس میں ضعیف ہیں۔ یزید بن خصیفہ نے ان کے خلاف روایت کی تو کہا: محمد بن عبدالرحمن سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے، یہی محفوظ ہے جسے نسائی اور ترمذیؒ نے نقل کیا ہے۔

۹۶۹ ثوبانؒ

عمر بن حکم ابن ثوبان کے دادا۔ ابن ابی عاصمؒ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور عبید اللہ بن عبد اللہ اموی کی سند سے بحوالہ عبد الحمید بن جعفر، عمر بن حکم بن ثوبان سے وہ اپنے چچا سے وہ اپنے والد ثوبان سے روایت کرتے ہیں کہ ”نبی ﷺ نے (غماز میں) کوئے کی طرح ٹھونگ مارنے سے اور درندے کی طرح بیٹھنے سے منع فرمایا ہے“۔ ابن منہ فرماتے ہیں: عبد الحمید بن جعفر کے شاگردوں نے ان کے خلاف روایت کی ہے۔ چنانچہ وہ عبد الحمید کے واسطہ سے بحوالہ عمر بن حکم بن ثوبان بحوالہ عبدالرحمن مرسل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: عمر بن حکم کا شمار تابعین میں ہوتا ہے۔ وہ سعد بن ابی وقاص جیسے اکابر صحابہ سے روایت کرتے ہیں تو ان کے دادا کیسے صحابی نہیں ہو سکتے حالانکہ وہ انصاری ہیں؟

۹۷۰ (ز) ثوبان العنسیؒ

عبدالرحمن بن ثابت بن ثوبان کے دادا، ابن عساکر، اوزاعی کی سند سے ثابت بن ثوبان سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کے پاس کسانوں کا کھانا لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کھاتے میں امام۔ یا کھانا بچا لے (دیکھئے) وہاں یا جہان میں ٹھیک ہو وہ لوگوں میں سے پہل کرے“۔ ثابت بن ثوبان مشہور تابعی ہیں مجھے ان کے والد کا ذکر صرف اسی روایت میں ملا ہے جس میں انہوں نے سماع کا ذکر نہیں کیا، مجھے معلوم نہیں یہ روایت مرسل ہے یا نہیں۔

ابوداؤد کتاب الزکاة باب کراهية المسألة (۱۶۴۳) * اسد الغابہ (۲۶۶)

ترمذی کتاب البیوع باب النهی عن البیع فی المسجد (۱۲۲۱) * اسد الغابہ (۲۶۵)

الأحاد والمثنائی (۳۳۲/۱) * الکامل فی الضعفاء (۲۸۱/۱، ۱۶۳۸)

۹۶۱) ثوب (ابو مسلم خولانی کے والد)

یہ لفظ ثاء کے پیش اور واؤ کے زیر سے ہے۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ابو مسلم خولانی کے سوانح میں ذکر کیا ہے کہ ابو مسلم اہل شام کے عبادت گزار لوگوں میں سے تھے۔ ان کے والد صحابی ہیں۔

۹۶۲) ثور بن عزرہ*

بن عبد اللہ بن سلمہ ابو العکبر القشیری۔ ابن شہین نے ابو الحسن مدائنی سے بحوالہ یزید بن رومان وغیرہ سے اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا، وہ لوگ فرماتے ہیں: ثور بن عزرہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حمام اور سد کے مقامات عطا کیے جو عقیق میں ہیں۔ اور انہیں ایک تحریر بنا کر دی۔ اسی کے متعلق شاعر کہتا ہے: ”اگر میسرہ بن بشر تجھ پر غالب آ جائے تو تیرا باپ ابو العکبر ہے جو مقام حمام* میں رہتا ہے۔“

۹۶۳) ثور السلمی*

معن بن یزید بن افضہ سلمی کے نانا۔ ان کی کنیت ابو امامہ ہے۔ ابن حبان* نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے۔ اور باوردی نے ان کے سوانح میں ابو الجویریہ کی سند سے بحوالہ معن بن یزید بن ثور روایت نقل کی کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے، میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی۔ اس سیاق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ثور ان کے دادا کا نام ہے جبکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ ان کا نام تو افضہ ہے۔ بہتر روایت وہی ہے جو ابن حبان نے بیان کی۔

۹۶۴) (ن) ثور بن معن

بن افضہ بن حبیب بن جرہ بن زغب بن مالک بن خفاف بن امرئ القیس بن ہمد بن سلیم سلمی۔ ابو علی ہجری نے نوادر میں لکھا ہے: وہ، ان کے والد اور ان کے دادا صحابی رسول ﷺ ہیں۔ ابن رشاعی کی روایت کے مطابق یہ لوگ بنی معن سے مشہور ہیں۔ میں کہتا ہوں: مشہور معن بن افضہ ہے، بخاری نے ان کی حدیث نقل کی ہے ان کا ذکر آ رہا ہے۔ شاید یہ ثور ان کے چچا زاد بھائی ہیں۔ واللہ اعلم۔ اگر یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ جائے تو معن بن افضہ، معن بن یزید الافضہ کے چچا ٹھہرے۔

* اسد الغابہ (۶۲۸) * اسد الغابہ (۲۸۷/۱) * اسد الغابہ (۶۲۹) * الثقات (۴۹/۳)

* بخاری کتاب الزکاة باب اذا تصدق علی ابنہ وهو لا بشعر (۱۴۲۲) مسند احمد (۴۷۰/۳) (۴۷۰/۴) (۲۵۹/۴)

المعجم الكبير (۱۴۵۵/۲) فتح الباری (۲۹۱/۳) (۲۹۲)



قسم ثانی از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۷۵ (ن) ثابت بن مری

بن سنان بن سنان بن ثعلبہ۔ ان کے والد کے سوانح میں ان کا نسب آ رہا ہے۔ بقول عدوی: یہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں پیدا ہوئے، سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کے ماں شریک* بھائی ہیں۔ ابن قتیون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

قسم ثالث از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۷۶ ثابت بن طریف المرادی*

فتح مصر میں شریک تھے ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت پایا ہے۔ ابن مندہ نے بحوالہ ابن یونس اور ابن حبان* نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حاکم نے ابن عبد الاعلیٰ یعنی ابن یونس کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ جنہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔ ابن الاثیر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ ابن مندہ نے ان کے صحابی ہونے کی تصریح نہیں کی۔ ان کا ذکر تو اس لحاظ سے کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ اور جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات میں شریک رہے انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے لیکن ان میں سے بعض کو شرف صحابیت حاصل ہے اور بعض اس سے محروم ہیں، اہ مختصر*۔

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

۹۷۷ ثعلبہ بن ابی رقیہ اللخمی*

ابن یونس نے ان کا ذکر کیا کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے ایسے ہی ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد میم ہے

۹۷۸ (ن) ثمامہ بن اوس

بن ثابت بن لام طائی۔ سیف نے فتوح میں ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے خلافت ابی بکر میں ضرار بن ازور کی طرف پیام بھیجا جبکہ وہ طلحہ سے برسرِ پیکار تھے کہ میرے ساتھ جذیمہ قبیلہ کے پانچ سو آدمی ہیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس سے معلوم ہوتا ہے انہوں

* اسد الغابۃ (۵۷۱) * اسد الغابۃ (۵۶۰) * الثقات (۹۴/۴) * اسد الغابۃ (۲۶۷/۱) * اسد الغابۃ (۵۹۳)

نے دور جاہلیت پایا ہے۔

۹۶۹) ثمامہ بن خُزَن

بن عبداللہ بن سلمہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن معصہ قشیری ابوالورد بن ثمامہ کے والد۔ نبی ﷺ کے عہد میں نوجوان آدمی تھے۔ مسلم نے حضر میں اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں شمار کیا ہے۔ بقول ابویسع: انہوں نے دور نبوی تو پایا لیکن آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے۔ تاریخ بخاری میں لکھا ہے: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے پاس آئے۔ اس وقت ان کی عمر پینتالیس سال تھی۔ اور بقول ابن عبدالبر بنی عامر کے بعض اہل نسب نے ذکر کیا کہ ثمامہ بن حزن صحابی ہیں۔

۹۸۰) (ن) ثمامہ الردمانی ان کے غلام

خارجہ بن عراک۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے اور اپنے آقا کے ساتھ فتح مصر میں عمرو بن العاص کی معیت میں شریک تھے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

۹۸۱) ثور بن ثلثہ

انہیں باء سے ثوب بھی کہا جاتا ہے۔ یوں اس نام کو قلمبند کرنے میں اختلاف رونما ہوا۔ بقول ابن کلبی: ثیاب واحد کا لفظ ہے اور جسے دارقطنی نے یثیم بن عدی کی پیروی میں ثاء کے پیش واؤ کے زیر سے لکھا ہے۔ رہا ان کے والد کا نام تو یثیم اور ابن کلبی نے کہا: وہ ثاء کے زیر اور لام کے سکون سے ہے جبکہ دارقطنی نے تا کے زیر سے تحریر کیا ہے۔ نیز انہیں تصغیر سے ثلثہ کہا جاتا ہے ان کا تعلق بنی والبد بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ، بقول بعض ثلثہ یا ثلثہ ان کی والدہ، باندی یا انہیں گود لینے والی خاتون ہے اور ان کے والد کا نام ربیعہ ہے۔ یہ بات سیف نے فتوح میں ذکر کی ہے۔ ابوحاتم جستانی ^{۹۸۲} معمر بن میں ان کا ذکر کرتے ہیں کہ وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے، آپ نے اُن سے پوچھا: میرے آباء واجداد میں سے تم نے کسی کا زمانہ پایا ہے؟ تو وہ بولے: امیہ بن عبد شمس کا دور میں نے پایا ہے۔ وہ نا بیٹے ہو گئے تھے اور ان کا غلام ذکوان ان کا ہاتھ تھامے لے جاتا تھا۔ حضرت معاویہ جھٹ سے بولے: ارے وہ تو ان کا بیٹا تھا۔ وہ کہنے لگے: یہ بات تو آپ لوگ کہتے ہیں۔ حضرت معاویہ نے فرمایا: ان لوگوں میں سے امیہ کے زیادہ مشابہ کون ہے؟ وہ بولے: یہ اور عمرو بن سعید بن العاص بن امیہ کی جانب اشارہ کیا۔ جو ”اشدق“ کے عرف سے مشہور ہیں۔

اس قصہ کا کچھ حصہ ابوموسیٰ نے ذیل میں ابویقوب سراج کی سند سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جس کی سند عاصم بن ابی الغزو سے ہے، فرمایا: ہم یعنی بنی اسد بن خزیمہ بدر کے روز مہاجرین کا ساتواں حصہ تھے۔ ہمارا ایک آدمی تھا جس کا نام ثور بن ثلثہ تھا اس کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال ہو گئی تھی پھر کچھ واقعہ ذکر کیا۔ ابوموسیٰ، عاصم کی یہ بات ”ہمارا ایک آدمی

الاصول في الحديث الصحيح (الجزء الأول) (حاشیہ)

۲۰۲

تھا۔ یہ سمجھ بیٹھے کہ اس کا تعلق ”ہم بدر کے روز“ سے ہے، یوں صاحب عنوان شخصیت بدر بین میں شمار ہوتی ہے جبکہ ایسا نہیں۔ بلکہ عاصم کا ارادہ اپنی قوم کی خصوصیات شمار کرنا ہے۔ اس لیے انہوں نے ذکر کیا کہ وہ مہاجرین کا ساتواں حصہ تھے اور ان میں اس عمر رسیدہ شخص کا تذکرہ کیا۔ اگر بات بظاہر ایسی ہوتی جیسی ابو موسیٰ سمجھے ہیں تو ”ہم“ کہنے سے عاصم بھی بدر بین میں شمار ہوتے، جبکہ وہ چھوٹے تابعی ہیں، ان کی روایات تابعین سے ہے۔

دارقطنی نے مؤلف میں ابو بکر بن عیاش کی سند سے بحوالہ عاصم روایت کی فرمایا کہ ثور بن تلحہ نے فرمایا: میں نے والبات کی تین پشیش دیکھی ہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ ان کی عمر دسوا چالیس (۲۴۰) سال ہو گئی تھی۔ ابن کلبی نے ان کا شعر کہا ہے۔

اگر آدمی نوے سے دسوا سال تک بھی زندہ رہے یہ ساری مدت اپنی جگہ پھر بھی اس نے جانا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے معلوم نہیں جب انہوں نے امیر معاویہ کے سامنے یہ اشعار کہے پھر اس کے بعد زندہ رہے یا نہیں۔ سیف بن عمر نے ذکر کیا کہ وہ فتوحات میں شریک اور قادیسیہ میں موجود تھے اس میں انہوں نے اشعار کہے، مرزبان نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جو آدمی نے کسی اور کے حوالہ سے ذکر کیے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حرفہ نون میں نسیر بن ثور غلی کے سوانح میں آئے گا۔

۹۸۲ (ن) ثور بن قدامہ

دور نبوی پایا ہے اور فتوح میں وہ کافی معرکوں میں رہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی سند سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط آیا۔ ان سے ابراہیم عقلی روایت لیتے ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ثقاہت تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۹۸۳ ثور بن مالک الکندی

نبی ﷺ کے عہد میں تھے اور یمن، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ کی وفات کی اطلاع ملی تو انہیں کندہ پر اپنا نائب بنا کر گئے۔ یہ روایت وشمہ نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے، جب اہل کندہ نے ارتداد کا پختہ عزم کر لیا تو انہوں نے وہاں جو تاریخی خطاب کیا وہ بھی ذکر کیا ہے اور ان کا جواب بھی بیان کیا ہے پھر ان کی جوابات چلی یہاں تک کہ مسلمانوں نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا چنانچہ وہ ان اشعار میں کہتے ہیں:

”میں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کا دین اختیار کیے رہو تو وہ بے وقوفی سے کہنے لگے: تمہارے منہ میں خاک پڑے۔ پھر کیا تھا ان کی ہلاکت پر میں رونے لگا جو کچھ انہوں نے کیا میں اس میں شریک نہ ہوا۔“

قسم رابع از حرف ثاء

باب الثاء جس کے بعد الف ہے

۹۸۴ (ن) ثابت بن اجدع ثابت ابن الجزع میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۹۸۵ ثابت بن ابی الاقلع

ابو نعیم نے دلائل میں محمد بن مروان کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کی ہے کہ عقبہ بن ابی معیط کو بدر سے قید کے بعد ثابت بن ابی الاقلع نے قتل کیا۔ مشہور یہ ہے کہ اسے حاصم بن ثابت بن ابی الاقلع نے قتل کیا تھا۔

۹۸۶ (ز) ثابت بن ابی زید الانصاری

بعض نے حاکم کی کتاب "علوم الحدیث" کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ عزہ بن ثابت، محمد بن ثابت اور علی بن ثابت ان کے والد ثابت بن ابی زید صحابی رسول ﷺ ہیں۔ لفظ صحابی مجرور واقع ہو کر ابو زید کی صفت ہے۔ جنہوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا وہ یہ سمجھے کہ یہ لفظ مرفوع ہے، اس صورت میں وہ ثابت کی صفت بن جائے گی جبکہ ایسا نہیں۔ واللہ اعلم

۹۸۷ ثابت بن الضحاک

بن ثعلبہ۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ سعید بن یعقوب سراج ان کا استدراک کیا ہے۔ استدراک کی کوئی وجہ بنتی نہیں اس لئے کہ ابن مندہ نے ان کا صحیح اندراج کیا ہے۔ جبکہ نسب سے صرف ایک شخص ساقط ہوا ہے اور وہ ثابت بن الضحاک بن خلیفہ بن ثعلبہ ہے جیسا کہ قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

۹۸۸ ثابت بن عمرو انصاری

بدر میں شریک ہوئے۔ ابو نعیم نے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ ان کے اور اشجعی جو انصار کے حلیف ہیں اور ان کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کے درمیان فرق کر کے ان کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ ایک شخصیت ہے۔ انہیں وہم ہو گیا۔

۹۸۹ (ز) ثابت بن قیس انصاری

حدیث جابر میں ان کا تذکرہ آتا ہے۔ ابو داؤد فرماتے ہیں: اس کے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ ابو داؤد: قاضی اسلمیل نے "احکام" میں اور ابو مسلم کجی نے "سنن" میں بشر بن مفضل کی سند سے بحوالہ ابن عقیل، جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کی معیت میں نکلے۔ چلتے چلتے ہم لوگ انصار کی ایک خاتون کے ہاں آئے، وہ جلدی سے دو پچیاں لا کر کہنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! یہ دونوں ثابت بن قیس کی بیٹیاں ہیں۔ وہ آپ ﷺ کے ساتھ احد میں شرکت کے باعث شہید ہو گئے۔ (حدیث) ابو داؤد فرماتے ہیں: راوی سے غلطی ہوئی جبکہ صحیح یہ ہے کہ وہ سعد بن ربیع ہیں۔ اس کے بعد ابن وہب کی سند سے بحوالہ داؤد بن قیس وغیرہ سے، ابن عقیل سے نقل کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمرو نے بحوالہ ابن عقیل ایسا ہی فرمایا ہے۔ جو درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اگر حدیث کا مخرج ایک نہ ہوتا تو واقعہ میں تعدد ہو سکتا تھا۔

اسد الغابۃ (۵۵۸) الاستیعاب (۲۶۱) اسد الغابۃ (۵۶۷) تجرید (۶۴/۸) اسد الغابۃ (۲۶۳/۱)

ابو داؤد کتاب الفرائض باب ما جاء فی میراث الصلب (۲۸۹۱)

۹۹۰ (ن) ثابت بن قیس (دوسرے)

ابو التوکل، میم میں، کتبوں میں تذکرہ آئے گا۔

۹۹۱ (ن) ثابت بن مسعود*

عبدان نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے کہ ان کا صرف صفوان بن محرز کی حدیث میں تذکرہ آتا ہے۔ جبکہ سعید بن یعقوب سراج نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حماد بن ثابت بنانی کی سند سے بحوالہ صفوان بن محرز ان کی روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا، میرے ساتھ ایک صحابی رسول اللہ ﷺ ہوتے، جنہیں وہ ثابت بن مسعود سمجھتے ہیں۔ فرمایا: میں جب اونچی آواز میں قراءت کرتا وہ اپنی آواز پست کر لیتے۔ میں نے ان سے اچھا کوئی پڑوسی نہیں دیکھا۔ مجھے جب انگن ہوتی تو وہ فتح (لحمہ) دے دیتے۔ نماز سے فراغت کے بعد میں طواف میں شامل ہو گیا۔ بعد میں وہ بھی آگئے اور میرا ہاتھ تھام کر فرمانے لگے: ”رو میں جمع کیا ہوا الشکر ہیں۔“* (حدیث)

”ذیل“ میں ابو موسیٰ لکھتے ہیں: انہوں نے ایسا ہی درج کیا۔ دو حافظ الحدیث شخصیتوں پر تعجب ہے کہ ان سے یہ بھول کیسے ہوئی؟ درست عبارت یوں ہے: ہمارے خیال میں وہ ثابت (جو البنانی ہیں) بن مسعود ہیں۔ ابن مسعود محبہ کا مفعول ثانی ہے جس سے عبد اللہ بن مسعود مراد ہیں۔

میں کہتا ہوں: باوردی نے اس سلسلہ میں ان سے اتفاق کیا ہے اور ثابت بن مسعود کا عنوان قائم کیا ہے اور یہ حدیث انہی کے سوانح میں حماد کی سند سے بحوالہ ثابت روایت کی ہے جہاں تک ابو عمر کا تعلق ہے تو وہ فرماتے ہیں: ثابت بن مسعود، فرمایا: صفوان بن محرز نے جو اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ایک شخص میرے پڑوسی تھے، میرے گمان میں وہ ثابت بن مسعود تھے، میں نے ان سے بڑھ کر اچھا پڑوسی نہیں دیکھا۔ پھر وہ روایت ذکر کی: یہ ان کے الفاظ ہیں۔ ثابت کے حذف سے جو اسے صفوان سے روایت کرنے والے ہیں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ جنہیں وہ ابن مسعود سمجھ بیٹھے وہ صفوان ہیں۔ ذہبی* نے ”تجزید“ میں یہ ابو عمر کا عیب شمار کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: مجھے یہاں صفوان بن محرز کی جانب سے توقف ہے اس لئے کہ میرے خیال میں انہوں نے ابن مسعود کو نہیں دیکھا ہے۔ واللہ اعلم

۹۹۲ (ن) ثابت بن معاذ انصاری

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث جو ضعیف سند سے بیان کی گئی ہے اس میں ان کا ذکر آتا ہے جسے خطیب نے ”مؤلف“ میں قاسم بن خلیفہ کی سند سے بحوالہ ابو یحییٰ تمیمی اسحاق بن ابراہیم، مطیر ابو خالد سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، روایت کیا ہے۔

* اسد الغابۃ (۵۷۲) الاستیعاب (۲۶۶)

* بخاری کتاب الانبیاء باب الارواح جنود مجنۃ (۳۳۳۶) مسلم کتاب البر والصلة باب الارواح جنود مجنۃ (۵۶۵۰، ۵۶۵۱)

ابوداؤد کتاب الادب باب من یؤمر ان ینالس (۳۸۲۴) مسند احمد (۵۳۹/۲) المعجم الكبير (۲۲۳/۶)

حلیۃ الاولیاء (۱۹۸/۱) المستدرک (۴/۲۴۰، ۴۲۰) التجزید (۲۵/۱)

الاصالة في تبيين الصحاح (جلد ۲۰۵)

فرماتے ہیں: ”ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ سے کوئی بات پوچھنا چاہتے تو حضرت علی، سلمان فارسی یا ثابت بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہتے، کیونکہ صحابہ میں یہ لوگ آپ ﷺ کے سامنے جرأت کر لیتے تھے۔ پھر جب ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ﴾ (سورۃ النصر: ۱) نازل ہوئی۔ اس کے بعد راوی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں ایک منکر (ضعیف راوی کی ایسی روایت جو ثقات کے خلاف ہے) حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے: ”یہ (علی رضی اللہ عنہ) میرے بھائی، میرے وزیر، میرے اہل بیت میں میرے خلیفہ اور میرے بعد خلیفہ ہونے کے لئے بہترین آدمی ہیں۔“ * خطیب فرماتے ہیں: مطیع مجہول راوی ہے۔

میں کہتا ہوں: جبکہ ابوبہی تمہی تو بے حد کمزور راوی ہے۔

(۹۹۳) ثابت بن معبد *

تابعی، مرسل اور موصول روایت کر دیتے ہیں جس سے بعض راویوں کو شبہ ہو جاتا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کے متعلق وہم کی وجہ بیان کی۔ فرمایا: عمرو بن خالد نے عبید اللہ بن عمرو سے بحوالہ عمرو بن عیسر وہ کلب کے ایک شخص سے بحوالہ ثابت بن معبد روایت کی ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ سے ایک عورت کے بارے میں پوچھا جس کے حسن سے وہ متاثر ہو گیا تھا۔ (حدیث) * عمرو نے ایسا ہی کہا۔ جبکہ علی بن سعد وغیرہ نے اسے عبید اللہ بن عمرو سے بحوالہ عبد الملک انہوں نے ثابت بن معبد سے وہ کلب کے ایک شخص کے واسطے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے، اسے عمرو بن خالد نے آگے پیچھے کر دیا تھا۔ تاریخ بخاری میں ہے: ثابت بن معبد سے وہ کلب کے ایک شخص کے واسطے سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہی درست ہے اسے عمرو بن خالد نے آگے پیچھے کر دیا تھا۔ تاریخ بخاری میں ہے: ثابت بن معبد سے عبد الملک بن عیسر کو فیوں میں ان کی منقطع حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان * نے ”تابعین“ میں لکھا ہے، ثابت بن معبد اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبد الملک بن عیسر روایت لیتے ہیں۔ ابن ابی حاتم * اپنے والد کے حوالہ سے فرماتے ہیں: ثابت بن معبد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے عبد الملک، ابن مندہ فرماتے ہیں: وہ تابعی ہیں اہل کوفہ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

(۹۹۴) ثابت بن المنذر *

بن حرام بن عمرو از بنی مالک بن نجار بن اوس۔ بدر میں شریک تھے ایسا ہی ابن مندہ نے نقل کیا اور پھر ابن اسحاق تک اپنی سند سے بیان کیا: وہ لوگ جو بدر میں شریک ہوئے ان کے نام یہ ہیں: از بنی مالک بن نجار بن اوس بن ثابت بن المنذر پھر ان کا تذکرہ کیا۔

ابو نعیم نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: یہ کھلا وہم ہے اس واسطے کہ نجار تو ثقبہ بن مالک کے بیٹے ہیں۔ درست نسب وہ ہے جو ابراہیم بن سعد وغیرہ نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: بنی عمرو بن مالک بن نجار سے اوس بن ثابت بن منذر بن حرام بدر میں شریک ہوئے۔ تو کاتب نے اوس سے پہلے ابن بڑھا دیا جس سے یہ انتخابی برا وہم پیدا ہو گیا۔ ابن مندہ جیسے پیشوا

* السلسلة الصحيحة (۱۷۵۰) * اسد الغابہ (۵۷۳) تجرید (۶۵/۱) * اسد الغابہ (۲۶۶/۱) معرفة الصحابة (۲۵۳/۳)

* الثقات (۹۲/۴) * الجرح والتعديل (۴۵۷/۲) * اسد الغابہ (۵۷۴)

الاصحاب في السيرة النبوية (۷۷/۲) السيرة النبوية (۱۱۸/۳) اسد الغابة (۵۷۹) الاستيعاب (۲۶۷)

فصل سے یہ بات کیسے پوشیدہ رہ گئی کہ ثابت بن منذر جو حضرت حسان اور ان کے بھائیوں کے والد ہیں انہوں نے اسلام کا دور نہیں پایا ہے؟ ادھر موسیٰ بن عقبہ نے معازی میں اوس بن ثابت کا ذکر بدرتین میں صحیح طرح کیا ہے۔ اور کئی لوگوں نے اس طرح ذکر کیا ہے جیسا پہلے ان کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ اس میں طبرانی سے بھی بھول ہو گئی چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن منذر بن حرام۔ اور ابن لہیعہ تک اپنی سند میں: ابوالاسود سے بحوالہ عروہ، اہل بدر کے نام لیتے ہوئے فرماتے ہیں: بنی مالک بن نجار سے ثابت بن منذر۔ ابو نعیم کا خیال ہے کہ وہم ابن لہیعہ کی وجہ سے پیدا ہوا۔ واللہ اعلم اس کی نظیر ابن عبدالبر کے ساتھ حارث بن مالک کے سوانح میں بھی پیش آئی ہے۔

۹۹۵ ثابت بن واثلہ

خیبر میں شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر نے ایسا ہی درج کیا ہے البتہ انہوں نے ان کے والد کا نام بدل دیا۔ جو واثلہ امزہ کے زیر اور ثاء کے سکون سے ہے جیسا کہ پہلے درست گزر چکا ہے۔

۹۹۶ ثابت بن وقش

بن زعوراء۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن شاپین نے ان کا تذکرہ کیا ہے ان میں اور ثابت بن وقش بن زعہ بن زعوراء میں فرق کیا ہے۔ بقول ابن الاثیر* یہ فرق بہت بعید ہے۔ پھر فرمایا: اس میں تو شک نہیں کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ نسب سے زعہ کے رہ جانے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ دونوں میں فرق ہے۔

۹۹۷ ثابت بن یزید الانصاری

باوردی اور ابو نعیم نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور شریک کی سند سے بحوالہ ابواسحاق، عامر بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں قرظہ بن کعب ثابت بن یزید اور ابوسعود کے پاس آیا تو وہاں چھوکر یاں اور دوسری لہو ولعب کی چیزیں تھیں۔ میں نے تعجب سے کہا: آپ لوگ اصحاب رسول ہو کر یہ شغل کر رہے ہیں؟ وہ حضرات بولے: ہمیں شادی کے موقع پر اتنے لہو ولعب کی اجازت ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ثابت بن یزید وہی ابن ودیعہ ہیں۔ جس نے انہیں دو شخصیتیں سمجھا اسے وہم ہوا ہے۔ چنانچہ ابوداؤد طحاہی اپنی مسند میں شعبہ سے بحوالہ ابواسحاق یہ حدیث روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ثابت بن ودیعہ۔ ابواسحاق سے کئی طرق کے ذریعہ یہ روایت محفوظ ہے۔ اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ابن ابی حاتم سے یہ نام تبدیل ہو گیا۔ ودیعہ کی جگہ دواہہ کر دیا۔ ان میں اور ثابت بن یزید بن ودیعہ کے درمیان فرق کیا چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ثابت بن یزید بن دواہہ کوفہ کے رہنے والے صحابی ہیں۔ ان سے براء، زید بن وہب اور عامر بن سعد روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اس سے پہلے لکھتے ہیں: ”ثابت بن یزید بن ودیعہ“ اور اسی طرح کی

* المعجم الكبير (۷۷/۲) السيرة النبوية (۱۱۸/۳) اسد الغابة (۵۷۹) الاستيعاب (۲۶۷)

* الاستيعاب (۲۸۲/۱) اسد الغابة (۵۸۱) الاستيعاب (۲۵۸) تجريد (۶۵/۱) اسد الغابة (۲۶۹/۱)

* اسد الغابة (۵۸۴) تجريد (۶۵/۱) ابوداؤد طحاہی فی مسنده (۱۲۲۱)

بات ذکر کی۔ اور اس سے پہلے انہوں نے فرمایا: ثابت بن زید صحابی ہیں جن سے عامر بن سعد وغیرہ روایت کرتے ہیں، یوں ایک شخصیت سے تین افراد قرار دیئے۔

۹۹۸ ثابت بن یزید

ابو اسید انصاری ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ ان کا نام عبداللہ بن ثابت ہے جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔ ”زینون کھایا کرو“ (حدیث) حدیث کے وہ راوی ہیں، بقول بعض ان کا نام ان کی کنیت ہے۔

۹۹۹ ثابت انصاری

عدی بن ثابت کے والد ابو موسیٰ نے ذیل میں بحوالہ ابن ماجہ ان کا ذکر کیا ہے اور ہم ثابت بن قیس بن خطیم کا ذکر پہلے کر چکے ہیں۔ اگر ابن کلیبی کی بات صحیح ثابت ہو جائے کہ عدی بن ثابت ہی ابن ابان بن ثابت بن قیس بن خطیم ہے اور عدی کی نسبت ان کے دادا کی طرف بھی کی جاتی ہے۔ تو پھر یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ورنہ نہیں۔ اس کے باوجود ان کے دوبارہ ذکر کرنا زرا وہم ہے۔ واللہ اعلم

باب الثاء جس کے بعد عین ہے

۱۰۰۰ ثعلبہ بن الجذع

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ ان میں اور ثعلبہ بن حارث جن کا لقب جذع ہے فرق کر کے ان کے لقب کو ان کے والد کا نام قرار دے کر دوسری شخصیت سمجھ بیٹھے۔ ان لوگوں کے اوہام کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ جو ثعلبہ بن زید بن حارث کے سوا خ میں ہے وہاں ہم نے اسے درست ذکر کیا ہے۔

۱۰۰۱ ثعلبہ بن زبیب العنبری

ان سے ان کے بیٹے عبداللہ روایت کرتے ہیں جس میں ارسال اور ضعف ہے تجرید میں ایسا ہی تحریر ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ نسب پلٹ گیا ہے جبکہ یہ ”عبداللہ بن زبیب بن ثعلبہ“ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

۱۰۰۲ ثعلبہ بن العلاء الکفانی

ابو احمد العشاء نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور حجاج بن ارطاة کی سند سے بحوالہ ساک بن حرب، ثعلبہ بن العلاء کفانی

ترمذی مکتب الاطعمہ باب ما جاء فی اسکل الزیت (۱۸۵۱، ۱۸۵۲) ابن ماجہ باب الزیت (۳۳۱۹، ۳۳۲۰)

مسند احمد (۴/۴۹۷) دارمی باب فضل الزیت (۲/۱۰۲) المعجم الکبیر (۱۹/۲۷) المستدرک (۲/۳۹۸) علل الحدیث (۱۲۵۰)

اسد الغابۃ (۵۹۴) تجرید (۱/۶۷) اسد الغابۃ (۸/۶۸) تجرید (۱/۶۸)

الکتاب فی التعلیقات (جلد اول)

۳۰۸

سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں نے خیبر کے روز نبی ﷺ کو فرماتے سنا آپ ﷺ مثلاً (ناک، کان، ہونٹ کاٹ کر عیب دار) کرنے سے منع فرما رہے تھے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: اسے زہیر بن معاویہ نے سماک بن حرب سے بحوالہ ثعلبہ بن حکم بن لیث کے بھائی سے اسی مفہوم میں نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: بنی لیث کا تعلق بنی کنانہ سے اس لحاظ سے نسب ایک ہوا اور راوی بھی ایک۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حجاج کو ان کے والد کے نام میں وہم ہو گیا یا علاء ان کے آباء میں سے کسی کا نام ہو۔ قسم اول میں ثعلبہ بن حکم کا درست عنوان گزر چکا ہے۔

۱۰۰۳ (ز) ثعلبہ بن مفن

بن مھسن از بنی عامر بن مالک بن نجار، ابن فقہون نے ان کے بارے میں خلائی مافات کی ہے اور کہا کہ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ نام ابن ابی حاتم کی کتاب کے اکثر نسخوں میں ثعلبہ بن عمرو بن مھسن ہے ابو عمر نے ان کا حوالہ دیا اس لیے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۱۰۰۴ ثعلبہ البهرانی

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور موسیٰ بن امین کی سند سے بحوالہ عبدالکریم جزری، فرات سے وہ ثعلبہ بہرانی سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”عقرب علم اچک لیا جائے گا“۔ (حدیث) یہ سلسلہ سند غلط ہے جو لفظی غلطی سے پیدا ہوا۔ روایت فرات بن ثعلبہ سے ہے۔ لفظ ابن کو غن بنا دیا گیا۔ فرات بن ثعلبہ مشہور تابعی ہیں۔ ابن حبان نے ان کا ثقات التابعین میں ذکر کیا ہے کہ اہل شام ان سے روایت کرتے ہیں۔ بقول ابو موسیٰ: مذکورہ حدیث ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے۔

باب الثاء جس کے بعد لام ہے

۱۰۰۵ الثالب العنبری

ابن الامین نے استدراک کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا ہے، درست ثاء سے ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا اور قسم اول میں اس پر تنبیہ بھی کی گئی ہے۔

۱۰۰۶ (ز) ثلثہ الاسدی

ابن الامین وغیرہ نے ان کا استدراک کیا ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ درست ثور یا ثوب بن ثلثہ ہے جیسا کہ قسم ثالث میں گزر

✽ ابن ماجہ کتاب الفتن باب النہی عن النہیۃ (۳۹۳۸) المصنف لعبد الرزاق (۱۸۸۴۱) المعجم الکبیر (۱۳۷۵)

مجمع الزوائد (۴۹/۵) جامع المسانید والسنن (۴۳۲/۲) معرفة الصحابة (۲۵۶/۳)

✽ الجرح والتعديل (۴۶۱/۲) ✽ اسد الغابة (۵۸۷) تجرید (۶۶/۱) ✽ کنز العمال حدیث (۳۸۵۲۴)

چکا ہے۔ اور وہاں یہ بھی بتایا جا چکا ہے کہ بقول عوام ملحدہ ان کی والدہ کا نام ہے۔

باب الثاء جس کے بعد واؤ ہے

(۱۰۰۷) (ز) ثوبان بن فزارہ العامری

مرزبان نے بنجم اشعراء میں ثوبان نامی لوگوں میں رسول اللہ ﷺ کے غلام ثوبان کے ساتھ ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر ان سے لفظی غلطی ہوئی ہے۔ درست ثروان را پھر واؤ سے ہے جیسا کہ پہلے قسم اول میں گزر چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com



حرف جیم

قسم اول از حرف جیم

www.KitaboSunnat.com

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

۱۰۰۸ جابان *

میمون کے والد ابن منده نے ابوسعید مولا بنی ہاشم کی سند سے بحوالہ ابو خالد روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے میمون بن جابان سے بحوالہ ان کے والد سنا، انہوں نے کئی بار جس کی تعداد دس بن جاتی ہے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جو کسی عورت سے اس نیت سے شادی کرے کہ اسے مہر نہیں دے گا اس کی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات ہوگی کہ وہ زانی شمار ہوگا۔“ *

میں کہتا ہوں: اگر یہ محفوظ ہے تو انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے ایسا ہی کہا ہے۔

۱۰۰۹ جابر بن ازرق الغاضری *

ان کی حدیث اہل حمص سے ملتی ہے۔ ابن منده نے فرمایا: وہ حمص میں فروکش ہوئے۔ اور نصر بن علقمہ کی سند سے بحوالہ اپنے بھائی محفوظ، عبدالرحمن بن عائد سے وہ ابوراشد حیرانی سے فرمایا: مجھے جابر بن ازرق غاضری نے بتایا: میں ایک سواری پر اپنے ساتھ کچھ سامان لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو مجھے ایک شخص نے ہٹا دیا۔ میں نے کہا: یمن کے دور دراز علاقہ سے نبی ﷺ کی بات سننے آیا ہوں تاکہ اسے محفوظ (یاد) کر کے پیچھے رہ جانے والے لوگوں کو سناؤں (میرا تو یہ مقصد ہے) اور تم مجھے (اندر جانے سے) روک رہے ہو۔ اس شخص نے کہا: تم نے سچ کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے۔ اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی۔ اسی میں آپ ﷺ کی سرمنڈانے والوں کے لیے تین بار * کی دعا ہے۔ (ابن منده) فرماتے ہیں: تو کبھی روایت ہے جو صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے۔

اسد الغابۃ (۶۳۰) تجرید (۷۱/۱)

المعجم الكبير (۴۷/۸) المعجم الصغير (۴۳/۸) مجمع الزوائد (۶۶۵۲) تہذیب تاریخ دمشق (۴۵۵/۶)

کنز العمال (۴۴۷۲۵) اتحاف السادة المتقين (۱۰/۱۰) الترغیب والترہیب (۵۹۹/۲)

اسد الغابۃ (۶۳۱) تجرید (۷۱/۱)

بخاری کتاب الحج باب الحلق والتقصیر (۱۷۲۶) مسلم کتاب الحج باب تفضیل الحلق علی التقصیر و جواز التقصیر (۳۱۳۲)

ابوداؤد کتاب المناسک باب الحلق والتقصیر (۱۹۷۹) ترمذی کتاب الحج باب ما جاء فی الحلق والتقصیر (۹۱۳)

ابن ماجہ کتاب المناسک باب الحلق (۳۰۴۴) کنز العمال (۱۲۷۴۲)

۱۰۱۰ جابر بن اسامہ الجہنی

کنیت ابوسعاد تھی۔ مصنف روکش ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ یہ بات ابویونس نے ایک حدیث ذکر کر کے اس میں کہی جو ابن وہب سے بحوالہ اسامہ بن زید مروی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی عاصم اور طبرانی وغیرہ اسامہ بن زید کی سند سے بحوالہ معاذ بن عبد اللہ بن خبیب، جابر بن اسامہ جہنی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے بازار میں نبی ﷺ سے ملاقات کی آپ ﷺ کے ساتھ آپ کے صحابہ تھے میں نے ان لوگوں سے پوچھا آپ ﷺ کا کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے بتایا: تمہاری قوم کی مسجد بنانے کا۔ میں اپنی قوم کے پاس واپس آیا تو وہ لوگ آپ سے کہنے لگے: ہمارے لیے مسجد کا نقشہ بنا دیں اور قبلہ کی جانب ایک لکڑی گاڑ دیں۔ ابن اسکن نے کہا: ان سے اس سند کے سوا کچھ مروی نہیں۔ اسی مفہوم سے ملتی جلتی بات بغوی نے لکھی ہے۔

۱۰۱۱ جابر بن حابس

عابس العبدی۔ طبرانی نے حصین بن نمیر کی سند سے فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے والد کے حوالہ سے بتایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔“ اس کی سند مجہول ہے اور یوسف بن ظلیل کی روایت میں ان کے قلم سے عابس ہے ایسا ہی ابن الجوز کے ہاں مرقوم ہے۔

۱۰۱۲ (ن) جابر بن حارث العبدی

اس وفد کے ایک آدمی جو حج کے ہمراہ آ کر مسلمان ہوئے ان کا تذکرہ صحاح العبدی کے سوانح میں ان شاء اللہ آئے گا۔

۱۰۱۳ جابر بن خالد

بن مسعود بن عبد اللہ شہل بن حارث بن دینار بن نجار خزرجی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب، اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور محمد بن اسحاق نے شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن اسحاق کے ہاں جابر بن عبد اللہ لکھا ہے جبکہ درست پہلا نام ہے۔

۱۰۱۴ جابر بن رباب

ابن عبد اللہ بن رباب میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۱۵ جابر بن ابی سبرہ الاسدی

حاکم اور بیہقی نے ”شعب“ میں اور ابن مندہ نے ابن عجمان کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن سائب، سالم بن ابی الجعد سے

اسد الغابة (۶۳۲) الاستيعاب (۳۰۲) تجريد (۷۱/۱)

المعجم الكبير (۱۹۳/۲، ۱۹۴) المعجم الصغير (۲/۵۸/۱) التاريخ الكبير (۲۰۲/۱)

اسد الغابة (۶۳۳) الاستيعاب (۲۹۹) تجريد (۷۱/۱) المعجم الكبير (۱۳۵/۱) (۳۲/۷)

اسد الغابة (۶۳۴) الاستيعاب (۲۸۸) اسد الغابة (۶۳۵) الاستيعاب (۳۰۱) تجريد (۷۱/۱)

شعب الايمان (۴۲۶۴)

الاصحاب في الحديث النبوي (جلد ۱)

انہوں نے جابر بن ابی سبرہ سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے جہاد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ”شیطان انسان کے راستوں میں بیٹھا ہوتا ہے۔“ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں، النوکی روایت ہے جس میں طارق متفرد ہے اس میں محفوظ سالم بن ابی الجعد، بحوالہ سبرہ بن ابی فاکہہ ہے، جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا۔

۱۰۱۶ جابر بن سفیان

از بنی زریق خزرجی، معمر بن حبیب نجفی کے حلیف۔ ان دونوں کے والد نے معمر سے معاہدہ کیا اور مکہ میں مقیم ہو گئے۔ اسلام لانے کے بعد حبشہ ہجرت کی پھر وہ اور ان کے دونوں بیٹے جابر اور جنادہ حبشہ سے دو کشتیوں میں آئے یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ ابن کلبی اور ابن اسحاق ہی کا کہنا ہے کہ تینوں خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ شریحیل بن حسنہ، جابر اور جنادہ کے باپ شریک بھائی تھے۔ پھر شریحیل کا سعید بن المسلی کے ساتھ پیش آمدہ وہ قصہ ذکر کیا جب وہ انصار سے علیحدہ ہو کر بنی زہرہ کے حلیف بن گئے۔

۱۰۱۷ جابر بن سلیم

بقول بعض سلیم بن جابر یا جری جہمی۔ کثرت زیادہ مشہور ہے۔ اس لئے کثرتوں میں آئے گا۔

۱۰۱۸ جابر بن سمرہ

بن جنادہ بن جندب بن جحیر بن رباب بن حبیب بن سواء بن عامر بن حصصہ عامری سوائی۔ بنی زہرہ کے حلیف، ان کی والدہ خالدہ بنت ابی وقاص، سعد بن ابی وقاص کی بہن ہیں۔ انہیں (جابر) اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ صحیح کے مصنفین نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ شریک نے سماک سے بحوالہ جابر بن سمرہ بنی شامہ روایت کی ہے، فرمایا: میں کوئی سو سے زائد بار نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھا ہوں، اسے طبرانی نے نقل کیا ہے۔ صحیح روایت میں ان سے مروی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کی اقتداء میں دو ہزار سے زیادہ بار نماز پڑھی ہے۔ بقول ابن اسکن: ان کی کثرت ابو عبد اللہ، بقول بعض ابو خالد ہے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو وہیں ایک حویلی بنائی۔ عراق میں بشری گورنری کے دوران فوت ہوئے۔ جو ۴۷ھ کا سن ہے۔ مسلم بن جنادہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن حرث نے ان کا جنازہ پڑھایا۔

۱۰۱۹ جابر بن شیبان

بن عجلان بن عتاب بن مالک انصاری۔ مدائنی نے ”اخبار ثقیف“ نامی کتاب میں ذکر کیا کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ابن دباغ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۶۳۶) الاستیعاب (۲۹۳) السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۱) (۲۶۹/۱)

اسد الغابۃ (۶۳۸) الاستیعاب (۳۰۲) المعجم الکبیر (۱۹۴/۲) (۲۲۶/۲)

اسد الغابۃ (۶۳۹)

۱۰۲۰ جابر بن صخر

بن امیہ انصاری۔ جبار کے بھائی بقول ابن القدر عقیبہ میں شریک تھے۔ اور بدر کے علاوہ باقی غزوات میں شرکت کی ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق نے کہا ہے ابن سعد لکھتے ہیں: واقعی ان سے واقف نہیں اور نہ موسیٰ بن عقبہ کو ان کی خبر ہے مسند سعد میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابوسعید جابر بن عبد اللہ سے مروی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور جابر بن صخر کو اپنی افتاء میں کھڑا کر کے نماز پڑھائی۔ ان کے علاوہ نے روایت کی تو جابر بن صخر کہا، یہی محفوظ ہے جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ آ رہا ہے۔

۱۰۲۱ جابر بن ابی صعصعہ ابن عمرو میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۲۲ جابر بن طارق

بن ابی طارق بن عوف الاحمسی الجبلی۔ اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جانے سے جابر بن عوف اور جابر بن ابی طارق کہلاتے ہیں۔ امام بخاری فرماتے ہیں: شرف صحابیت سے مشرف ہیں ان کی حدیث نسائی کے ہاں صحیح سند سے مروی ہے۔ بغوی کا قول ہے مجھے ان کی اور حدیث معلوم نہیں۔ اور ابن السکین اسعلیل بن ابی خالد کی سند سے بحوالہ حکیم بن جابر سے (جو اہل قادسیہ سے تھے) وہ اپنے والد سے، پھر حدیث ذکر کی۔ یہی روایت شیرازی کی کتاب "اللقاب" میں اس قول کے بغیر ہے "وہ اہل قادسیہ سے تھے" کہ ایک دیہاتی نے نبی ﷺ کی نعت کہی یہاں تک کہ بولتے بولتے اس کے منہ کے کناروں سے جھاگ نمایاں ہونے لگی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم لوگ کم بولا کرو، اس لیے کہ گفتگو کی فصاحت و بلاغت شیطان کا حصہ ہے۔" ابن حبان نے جابر بن طارق احمسی اور جابر بن عوف احمسی میں فرق کر کے پہلی شخصیت کے متعلق کہا: وہ کوفہ میں رہے سرخ خضاب لگاتے تھے اور دوسری کے متعلق کہا: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، حکیم کے والد ہیں۔ ایسا ہی ابو عمر (کی کتاب) پر ابن فحون نے استدراک میں کہا ہے۔ چنانچہ جہاں انہوں نے جابر بن عوف درج کیا ابن فحون نے جابر بن طارق لکھا ہے۔ یہ سارے وہم ہیں، شخصیت ایک ہی ہے۔

۱۰۲۳ جابر بن خاتم

بن حارث بن عتاب بن ابی حارث بن جدی بن تدول بن سحر البحرانی الطائی۔ بقول طبری نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے آپ نے انہیں ایک خریدی جو ان لوگوں کے پاس ہے ابن فحون اور رشاطی نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۲۴ جابر بن عباس

یہی ابن حابس ہیں، تذکرہ گزر چکا ہے۔ ان کا نسب خرید کی تلقین میں ہے وہاں تنبیہ نہیں ہے کہ یہ شخصیت پہلے مذکور ہو گئی ہے۔

✽ مسند احمد (۶۴۱) ✽ مسند احمد (۴۲۱/۳) المعجم الكبير (۲۱۳۷/۲) مجمع الزوائد (۹۵/۲)

✽ اسد الغابۃ (۶۴۳) تجرید اسماء الصحابة (۷۲/۱) ✽ تفسیر ابن کثیر (۴۳/۲)

✽ الثقات (۵۳/۳) ✽ اسد الغابۃ (۶۴۴) الاستیعاب (۲۹۸) ✽ اسد الغابۃ (۲۹۳/۱)

۱۰۲۵ جابر بن عبد اللہ

بن رباب بن نعمان بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم ابن کعب بن سلمہ انصاری سلمیٰ ان چھ میں کے ایک جو عقبہ اولیٰ میں حاضر تھے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اپنی قوم کے شیوخ کے حوالہ سے بتایا، فرماتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ انصار کے چھ آدمیوں: اسعد بن زرارہ، جابر بن عبد اللہ بن رباب، قطبہ بن عامر، رافع بن مالک، عقبہ بن عامر بن زید، عوف بن مالک سے ملے تو یہ لوگ اسلام لے آئے۔ اور پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے اور ابو الاسود نے عروہ سے شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے ابن عبد البر ان کے سوانح میں لکھتے ہیں: ابن کلبی کے ہاں بحوالہ ابوصالح ان سے مروی ایک حدیث ہے مجھے اس کے علاوہ ان کی روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: جابر بن عبد اللہ بن رباب سے مروی ضعیف طرز سے کئی اور احادیث بھی ہیں جن میں سے بغوی، ابن اسکن وغیرہ نے وازع بن نافع کی سند سے بحوالہ ابوسلمہ جابر بن عبد اللہ بن رباب سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”میکائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت سمیت میرے پاس سے گزرے۔“ * (حدیث) بغوی فرماتے ہیں: وازع ضعیف ترین راوی ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے جابر کی اس کے علاوہ کوئی مستند روایت معلوم نہیں۔

میں کہتا ہوں: کیوں نہیں ان کی ایک روایت اور بھی ہے جسے بخاری نے تاریخ میں ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ کلبی، ابوصالح سے وہ جابر بن عبد اللہ بن رباب سے ابویاسر بن اخطب کے قصہ میں نقل کرتے ہیں۔ جسے یونس بن کبیر نے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ جس کی سند یوں ہے ابن اسحاق، محمد بن ابی محمد سے وہ عکرمہ یا سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جابر بن رباب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ابویاسر بن اخطب نبی ﷺ کے ہاں سے گزرے، آپ ﷺ سورۃ فاتحہ اور ﴿اللَّهُ ۝ ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۚ فِيْهِ ۝﴾ (سورۃ البقرہ: ۲) کی تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ لگتا ہے جابر کی نسبت ان کے دادا کی طرف ہوئی۔

اسی طرح ابن شاپین اور ابن مردویہ ہمام کی سند سے بحوالہ کلبی اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے۔“ (سورۃ الرعد: ۳۹) کے متعلق نقل کرتے ہیں، فرمایا: رزق کا کچھ حصہ ختم کر دیتا ہے۔ میں نے کہا: آپ سے یہ بات کس نے بیان کی؟ فرمایا: ابوصالح نے بحوالہ جابر بن رباب رسول اللہ ﷺ سے۔

۱۰۲۶ جابر بن عبد اللہ

بن عمرو بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری سلمیٰ۔ ابو عبد اللہ، ابو عبد الرحمن اور ابو محمد کنیت رکھنے کے کئی اقوال ہیں۔ نبی ﷺ کے ارشادات بکثرت روایت کرنے والوں میں سے ایک ہیں ان سے صحابہ کی ایک جماعت روایت کرتی ہے وہ اور ان کے والد دونوں صحابی ہیں۔ صحیح میں ان سے مروی ہے کہ وہ عقبہ * میں شریک تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ابوسفیان سے

* اسد الغابۃ (۶۶۶) الاستیعاب (۲۸۹) تجرید (۷۳/۱) * المعجم الکبیر (۱۷۱۷/۲) مجمع الزوائد (۳۹/۶)

* المعجم الکبیر (۱۷۱۷/۲) السنن الکبریٰ (۱۳۱/۳) دلائل النبوة حدیث (۱۳۱/۳) کنز العمال (۲۲۶۳۴)

* التاریخ الکبیر (۲۰۸/۱) * اسد الغابۃ (۶۴۷) الاستیعاب (۲۹۰) * المعجم الکبیر (۱۸۰/۲) مجمع الزوائد (۱۶۴/۵)

* التاریخ الکبیر حدیث (۲۰۷/۱)

بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ صحیح سند سے نقل کیا ہے، فرمایا: ”جنگ بدر کے روز میں اپنے ساتھیوں کے لیے چلو بھر کر پانی لاتا تھا۔“ اور جابر بن صوف کی سند سے مروی ہے، فرمایا: ”مجھے ابوہریرہ نے بحوالہ جابر بتایا، آپ نے ان سے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس اکیس (۲۱) غزوات کیے جن میں سے میں انیس (۱۹) غزوات میں شریک ہوا۔“ واقدی نے ابوسفیان کی جابر سے بیان کردہ روایت کا انکار کیا ہے۔ امام مسلمؒ ذکر یا بن اسحاق کی سند سے بحوالہ ابوہریرہ روایت کی ہے انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں انیس (۱۹) غزوات کیے۔ حضرت جابر خود فرماتے ہیں کہ میں بدر واحد میں شریک نہ ہوسکا مجھے میرے والد نے کم سن کی وجہ سے منع کر دیا تھا۔ جب وہ شہید ہو گئے تو پھر میں پیچھے نہ رہا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اونٹ (کی خریداری) کی رات رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے پچیس بار استغفار فرمایا۔ اسے امام احمد وغیرہؒ نے حماد بن سلمہ کی سند سے ابوہریرہ سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔

معصف و کعب میں ہشام بن عروہ سے مروی ہے، فرمایا: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا مسجد نبوی میں ایک حلقہ لگتا تھا جہاں سے لوگ علم حاصل کرتے تھے۔ بغوی نے عاصم بن عروہ بن قتادہ کی سند سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے پاس جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ان کی بیٹائی ختم ہو چکی تھی انہوں نے اپنے سر اور اپنی داڑھی پر زرد خضاب کر رکھا تھا۔*
ابولہال کی سند سے بحوالہ قتادہ مروی ہے، فرمایا: مدینہ میں صحابہ میں سے حضرت جابر نے سب سے آخر میں وفات پائی۔ بغوی فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، وہاں ہبل بن سعد آخری صحابی فوت ہوئے۔ یحییٰ بن کبیر وغیرہ کا قول ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا انتقال ۷۸ھ میں ہوا۔ علی بن مدائن نے فرمایا: حضرت جابر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوت ہوئے۔ آپ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ ججج* میرا جنازہ نہ پڑھانے پائے۔

میں کہتا ہوں: یہ یثیم بن عدی کے قول کے موافق ہے کہ وہ ۷۳ھ میں فوت ہوئے۔ طبری اور تاریخ بخاریؒ میں اس کا شاہد موجود ہے کہ ججج ان کے جنازے میں شریک تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ ۷۳ھ میں فوت ہوئے اور بقول بعض وہ چورانوے (۹۳) سال زندہ رہے۔

(ز) جابر بن عبد اللہؒ

انہیں ابن عبید بن جابر العبیدی بھی کہا جاتا ہے۔ امام مالکؒ نے کتاب الاشراف میں اور ان سے بغوی نے حارث بن مرہ کی سند سے بحوالہ نفیس، عبد اللہ بن جابر عبیدی سے روایت کی ہے، فرمایا: ”عبد نفیس کا جو وفد نبی ﷺ کے پاس آیا میں بھی اس میں

* مسلم باب عدد غزوات النبی ﷺ حدیث (۴۶۷۱)

* ترمذی کتاب المناقب باب فی مناقب جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما (۳۸۵۲)

نسائی فی المناقب السنن الکبریٰ علی تحفة الاشراف (۲۹۴/۲) جامع المسانید والسنن (۱۱۳/۲۵)

* المعجم الکبیر (۱۸۲/۲) مجمع الزوائد (۱۶۴/۵)

* المعجم الکبیر (۱۸۱، ۱۸۰/۲) مجمع الزوائد (۴۳۱/۹)

* التاريخ الکبیر (۲۰۷/۲)

* اسد الغابہ (۶۴۸) الاستیعاب (۳۰۰) تجرید (۷۳/۱)

تھا، اگرچہ میرا تعلق اس قبیلہ سے نہیں، میں تو اپنے والد کے ساتھ تھا رسول اللہ ﷺ نے انہیں (مخصوص) برتنوں میں پینے سے منع فرمایا تھا۔“ (حدیث) *

اسی میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے بعد اپنے والد کے ہمراہ حج کیا، تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس آئے۔ انہیں سلام کیا، آپ ﷺ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے کسی نے گھڑے میں نبیذ بنانے کے متعلق پوچھا تو آپ نے اسے رخصت دی۔ تو میرے والد نے ان سے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے بعد بھی رخصت ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں اتم لوگوں کے بعد آپ ﷺ نے اس کی رخصت دے دی۔ اس کی سند حسن ہے (لیکن) مجھے یہ روایت مسند احمد میں نہیں ملی۔ البتہ ابو نعیم نے اسے قطعی سے بحوالہ عبد اللہ بن احمد بن حنبل بحوالہ ان کے والد روایت کیا ہے۔ ابن الاثیر نے انوکھا کام کیا کہ اسے مسند کی سند سے بیان کیا۔ لگتا ہے انہوں نے جب ابو نعیم کی اسناد دیکھی تو اسے مقدم کیا۔ جبکہ وہ کتاب الاثر بہ امام احمد کی روایت ہے۔ ادھر باوردی نے نصر بن حمیل کی سند سے بحوالہ حبیب بن ابی جویہ طفاوی نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھے قیس نے بتایا کہ میں حج کے ارادے سے رخت سفر باندھ کر نکلا تو قبیلہ عبدالقیس کے ایک شخص سے ملاقات ہوئی جس کا نام عبد اللہ بن جابر تھا۔ وہ شخص کہنے لگے: میں نے اپنے والد کے ہمراہ حج کیا تھا پھر ہم لوگ مدینہ کے رخ چل پڑے۔ فرمانے لگے: ام المومنین کے ہاں نہ اتریں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں۔ ہم ان کے ہاں روانہ ہو گئے۔ میرے والد نے ان سے عرض کیا میں سن رہا تھا: میں اس وفد کے ساتھ تھا جو بحرین سے آیا تھا، کیا آپ نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے ہمارے بعد مشروبات کے بارے میں کوئی نیا حکم صادر فرمایا ہو؟ انہوں نے کہا: نہیں۔

۱۰۲۸ جابر بن عبد اللہ راسبی *

صالح جزرہ کا قول ہے بصرہ فروکش ہوئے اور ابو عمر نے کہا: ان سے ابوہذاف روایت کرتے ہیں۔ ابن مندہ نے عمر بن برقان کی سند سے بحوالہ ابو شداد، جابر بن عبد اللہ راسبی سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: ”جس نے اپنے (رشتہ دار) کے قاتل سے درگزر کیا وہ جنت میں جائے گا۔“ * فرماتے ہیں: یہ انوکھی روایت ہے، اگر محفوظ ہو۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: انہیں راسبی کہنا وہم ہے وہ تو انصاری ہیں۔

۱۰۲۹ (ن) جابر بن عبد اللہ از انصار

ابو الفتح بھری نے سیرۃ نبویہ میں ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہیں نبی ﷺ نے احد کے روز (کم عمری کے باعث) واپس کر دیا تھا۔ فرماتے ہیں: یہ وہ نہیں جن سے حدیث مروی ہے۔

* بخاری کتاب الاشربة باب ترخیص النبی ﷺ فی الاوعية (۵۵۹۴)

مسلم کتاب الاشربة باب النهی عن الانتیاض فی المرفف (۵۱۷۲) نسائی کتاب الاشربة باب النهی عن نبیذ (۵۶۴۸)

ابن ماجہ کتاب الاشربة باب النهی عن نبیذ الاوعية (۳۴۰۳) مسند احمد (۹۰/۳)

* اسد الغابہ (۶۴۵) الاستیعاب (۲۹۱) تجرید (۷۲/۱)

* کنز العمال (۳۹۸۵۵)

میں کہتا ہوں: انصار کے علاوہ کوئی ایسے صحابی نہیں دیکھے گئے جنہیں جابر بن عبد اللہ کہا جاتا ہو سوائے عہدی کے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ شخصیت راسبی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی کے متعلق یہ بیان نہیں کیا گیا کہ انہیں اُحد سے واپس بھیج دیا گیا ہو، ہو سکتا ہے یہ تیسری شخصیت ہو۔ پھر مجھے ابن فتحون کے ”ذیل“ میں ان کا ذکر مل گیا۔ فرماتے ہیں: ابن سعد نے کہا: ہمیں ابن اسامہ نے بحوالہ قاضی ابو یوسف، عثمان بن عبد اللہ بن یزید بن حارثہ سے وہ اپنے چچا ابن یزید بن حارثہ سے وہ اپنے والد کے واسطے سے بتاتے ہیں، فرمایا کہ اُحد کے روز رسول اللہ ﷺ نے ابن عمر زید بن ارقم ابو سعید اور جابر بن عبد اللہ کو کم سن قرار دیا یہ وہ جابر نہیں جن سے حدیث مروی ہے۔ ان میں سعد بن حبیب بھی شامل ہیں، اسے طبری نے بحوالہ ابن سعد نقل کیا ہے۔

۱۰۳۰ جابر بن عتیک

بن قیس بن حارث بن حنیف بن حارث بن امیہ بن زید بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس انصاری۔ ابن کلبی اور ابن اسحاق نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور فرماتے ہیں: وہ بدر اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ امام مالک نے مؤطا میں عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک سے بحوالہ عتیک بن حارث بن عتیک (وہ عبد اللہ کے نانا ہیں) روایت کی ہے کہ جابر بن عتیک نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عبد اللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عیادت کرنے آئے تو انہیں بے ہوش پایا، آپ نے انہیں آواز دی تو وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔ آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، فرمایا: ابو یحییٰ ہم تمہارے بارے میں قضاء الہی سے ہار گئے۔ (حدیث) اسے ابو داؤد اور نسائی نے امام مالک رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا اور نسائی نے عبد الملک بن عیسٰی کی سند سے روایت کیا تو فرمایا: جبر بن عتیک سے روایت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک میت کے پاس گئے تو عورتیں رو پڑیں۔ (حدیث) اور ابن ماجہ وغیرہ نے ابو اسامہ اور دیگر لوگوں کی سند سے بحوالہ ابو العیسٰی، عبد اللہ بن عبد اللہ بن جبر سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے اسی مفہوم کی روایت کرتے ہیں۔ اور نسائی نے جعفر بن عون کی سند سے بحوالہ ابو العیسٰی سے ہے اس میں عبد اللہ بن عبد اللہ بن جابر بن عتیک وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے، مروی ہے بہر کیف اس میں کافی اختلاف ہے ان سب میں امام مالک کی روایت معتبر ہے جس کی ترجیح ابو داؤد اور نسائی کی اس روایت سے ہوتی ہے جو محمد بن ابراہیم تمیمی کی سند سے بحوالہ ابن جابر بن عتیک ان کے والد سے مرفوع منقول ہے: ”غیرت کی بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہیں“۔ (حدیث) اس کی سند صحیح ہے۔

تاریخ بخاری میں نافع بن یزید کی سند سے بحوالہ ابوسفیان بن جابر بن عتیک ان کے والد سے مروی ہے انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے کسی مسلمان شخص کا مال اپنی (جھوٹی) قسم کے ذریعہ دبا لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر

اسد الغابۃ (۶۴۹) الاستیعاب (۲۹۴)

مؤطا مالک کتاب الجنائز باب النہی عن البکاء علی المیت (۵۵۲)

ابوداؤد کتاب الجنائز باب فی فضل من مات بالطاعون (۳۱۱) نسائی کتاب الجنائز باب النہی عن البکاء علی المیت (۱۸۴۵)

ایضاً کتاب الجہاد باب من خان غازی فی اہلہ (۳۱۹۴) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب ما یرجی فیہ الشہادۃ (۲۸۰۳)

ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الخیلاء فی الحرب (۲۶۵۹) نسائی کتاب الزکاة باب الاختیال فی الصدقة (۲۵۵۲)

ان تمام احادیث سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ ان کا نام جابر ہے لیکن وہ آخری حدیث جو آئندہ عنوان میں آ رہی ہے اس کا احتمال رکھتی ہے۔ اس لئے کہ ان کے دادا کا نام نہیں لیا گیا۔ دمیاطی نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ ان کا نام جبر تھا۔ جبکہ دوسرے علماء بغوی وغیرہ نے اس کا یقین کیا ہے کہ جبران کے بھائی کا نام ہے۔ ابن اسحاق وغیرہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے کہ جبر بن عتیک بدر میں شریک ہوئے۔ اور صحابہ میں جابر بن عتیک نامی ان کے علاوہ دو شخصیتیں ہیں۔ ان میں سے ایک

۱۰۳۱ جابر بن عتیک

بن نعمان بن عتیک انصاری ہیں۔ ابن حبان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کر کے لکھا ہے، ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور شرف صحابیت سے مشرف ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا ابوسفیان روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: ابوسفیان بن جابر کی روایت کردہ حدیث جو ان کے والد کے حوالہ سے مروی ہے تاریخ بخاری میں ہے۔ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے کسی مسلمان کا مال اپنی (جھوٹی) قسم سے دبا لیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت حرام کر دے گا۔“ فرماتے ہیں: ”ابوسفیان معمر آئے کسی کو ان کا نام معلوم نہیں (کنیت سے ہی مشہور ہیں)۔“ دوسری شخصیت

۱۰۳۲ جابر بن عتیک

بن قیس بن اسود بن مزی بن کعب بن غنم بن سلمہ انصاری سُلَکِی ہے۔ پہلی شخصیت (۱۰۳۰) کی ہنام حتیٰ کہ ان کے والد اور دادا کا نام بھی ایک جیسا ہے برخلاف ثانی کے، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ آیا وہ اُحد میں شریک ہوئے یا نہیں۔ چنانچہ ابن سعد نے علماء سیر کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ وہ اُحد کے بعد والی مہمات میں شریک تھے۔ وہ عبد الملک بن جابر بن عتیک کے والد ہیں جو جابر بن عبد اللہ سے یہ روایت کرتے ہیں: جب کوئی شخص کسی قوم سے کوئی بات کر کے چلا جائے تو وہ بات امانت ہوگی۔ یہ دمیاطی کا قول ہے۔

۱۰۳۳ جابر بن ابی صعصعہ

عمرو بن زید بن عوف بن مبزول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النجار انصاری مازنی ابن القدرح نے انصار کے نسب میں ان

مسلم کتاب الایمان باب وعید من اقتطع حق مسلم بيمين فاجرة بالنار (۳۵۱)

نسائی کتاب آداب القضاء باب القضاء فی قلیل المال و کثیره (۵۴۳۴)

ابن ماجہ کتاب الاحکام باب من حلف علی یمین فاجرة لیقتطع بها مالا (۲۳۲۴)

موطا مالک کتاب الاقضیہ باب ما جاء فی الحنث علی منبر النبی ﷺ (۱۳۳۵)

المعجم الكبير (۲۴۹/۱) (۲۱۰/۲) السنن الکبریٰ (۱۷۹/۱۰)

حوالہ گزر چکا۔

ابوداؤد کتاب الادب باب فی نقل الحديث (۴۸۶۸) ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی المجالس امانه (۱۹۵۹)

مسند احمد (۳۷۹/۲) السنن الکبریٰ (۲۴۷/۱۰) البر المنثور (۲۲۶/۵) فتح الباری (۸۲/۱۱) کنز العمال (۵۳۷۸)

اسد الغابۃ (۶۴۲) الاستیعاب (۲۹۷)

کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں: عوف بن مبذول کی اولاد سے قیس بن ابی صعصعہ ہیں جو عقبہ، بدر میں شریک ہوئے اور ان کے بھائی جابر بن ابی صعصعہ نے أحد اور بحد کے غزوات میں شرکت کی۔ اور جنگ موتہ میں شریک ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد اور ابن شہابین نے جابر کے متعلق لکھا ہے۔

۱۰۳۳ جابر بن عمیر انصاری

امام بخاری رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور بقول ابن حبان: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ نسائی نے عطاء سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا، فرمایا: میں نے جابر بن عبد اللہ اور جابر بن عمر کو کشتی کرتے دیکھا، ان میں سے ایک اکٹرا کر بیٹھ گئے تو ان کے ساتھی کہنے لگے: سست پڑ گئے ہو کیا؟ فرمایا: ہاں۔ فرمایا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”سوائے چار چیزوں کے جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوگا وہ کھیل تماشا ہے“۔ (حدیث)

۱۰۳۵ (ز) جابر بن عوف ابن طارق میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۰۳۶ جابر بن عوف الثقفی

سعید بن یعقوب نے ان کا ذکر کیا اور یحییٰ بن عطاء کی سند سے بحوالہ ان کے والد اوس بن ابی اوس (ان کا نام جابر بن عوف) سے روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے نماز پڑھی اور اپنے پیروں پر تر ہاتھ پھیرا۔ (کتاہوں میں) محفوظ، ابواوس کا نام حذیفہ ہے جیسا کہ آئے گا۔

۱۰۳۷ جابر بن ماجد الصدفی

ابن ہونس نے ان کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے اور فتح مصر میں شریک تھے۔ ابن لہیعہ نے عبد الرحمن بن قیس بن جابر صدیقی سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں جس کا متن یہ ہے: ”عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے، پھر امراء اس کے بعد عالم بادشاہ ہوں گے“۔ (حدیث) اوزاعی نے اس کے خلاف روایت کی ہے، چنانچہ وہ اسے قیس بن جابر سے وہ اپنے والد اپنے دادا سے، اس بنا پر روایت جابر کے والد ماجد کی ہوگی اور ابن لہیعہ والی روایت میں ”اپنے دادا سے“ مراد قیس نہیں ہوں گے۔ واللہ اعلم

۱۰۳۸ جابر بن نعمان

بن عمیر بن مالک بن قحیر بن مالک بن سواد البلوئی۔ انصار کے حلیف۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ کعب بن عجرہ

❖ الثقات (۵۳/۳)

❖ اسد الغایۃ (۶۵۰) الاستیعاب (۲۹۶) تجرید اسماء الصحابة (۷۳/۱)

❖ نسائی فی عشرة النساء فی السنن الکبریٰ علی ما فی تحفة الاشراف (۴۰۴/۲) ❖ اسد الغایۃ (۶۵۱) تجرید (۷۳/۱)

❖ اسد الغایۃ (۶۵۳) الاستیعاب (۲۹۲)

❖ اسد الغایۃ (۲۹۷/۱)

❖ اسد الغایۃ (۶۵۴) الاستیعاب (۲۹۵)

❖ ابن حبان (۱۵۵۶) سنن الکبریٰ (۱۵۸/۸) کنز العمال (۳۸۶۶۷)

الاصحاب في كتب الحديث (جلد ۱) ۲۲۰

کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور صحابی ہیں۔ ان کے نسب میں سواد نامی شخص کا نام ابن ماکولا * نے شروع کے پیش سے قلمبند کیا ہے۔

۱۰۳۹ جابر بن یاسر *

بن عویس بروزن قدیر (ع اور صاد سے) الربیعہ۔ بقول ابن مندہ صحابہ میں ان کا ذکر آتا ہے اور ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے یہ عباس بن جابر کے بیٹوں عباس اور جابر کے دادا ہیں۔ ان کی کوئی حدیث معروف نہیں ہے۔

۱۰۴۰ (ن) جابر الاسدی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا کہ سعد بن ابی وقاص نے قادسیہ کی لڑائی میں بعض مہمات کا انہیں امیر مقرر کیا تھا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ امارت صرف صحابہ کو دی جاتی تھی۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۴۱ جاجل ابو مسلم الصدفی *

ابن مندہ نے ابن وہب کی سند سے بحوالہ ابوالاشیم دمیاط کی مسجد کے مؤذن وہ شراحیل بن یزید سے وہ محمد بن مسلم بن جاجل سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اس قرآن کو زیادہ یاد رکھنے والے میری امت کے منافق لوگ ہوں گے۔“ * فرماتے ہیں: یہ انوکھی حدیث ہے جسے ہم اسی سند سے پہچانتے ہیں۔ ابونعیم نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا: میرے نزدیک ان کا صحابی ہونا مسلم نہیں۔ متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ محمد بن ربیع حیرتی نے مصر فروش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہم نہیں جانتے وہ فتح میں شریک تھے اور نہ مصر میں ان کی کوئی جائیداد ہی ہے۔ البتہ مصری ان کے حوالہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں پھر وہ حدیث ذکر کی، اسے ابن یونس اور ابن زبر نے ذکر کیا ہے۔ ان میں ابن مندہ قابل نمونہ ہیں۔

۱۰۴۲ الجارود بن المعلى *

انہیں ابن عمرو بن المعلى بھی کہا جاتا ہے۔ بقول بعض الجارود بن العلاء، ترمذی نے ”عبدی ابوالمہذر“ نسبت و کنیت سے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض ابو غیاث (زیادہ صحیح غین اور ثناء سے ہے) بعض نے عین اور باء سے کہا ہے۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام بشر بن عثس ہے (حا اور نون زبر والا پھر شین نقطوں والا) اور ابن اسحاق فرماتے ہیں: جارود بن عمرو بن عثس پہلے عیسائی تھے نبی ﷺ کے پاس آئے پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ان کے نام کے متعلق اور کچھ بھی لوگوں نے کہا ہے، ان کا لقب جارود (خالی کر دینے والا) اس وجہ سے پڑا کیونکہ انہوں نے بکر بن وائل پر حملہ کر کے ان کا استیصال کر دیا تھا۔ شاعر کہتا ہے: ”ہم نے ہر طرف سے ان پر گھوڑے کھسیو دیے جیسے جارود نے بکر بن وائل کا صفایا کر دیا تھا۔“

* الاحکام (۴۲/۲) * اسد الغابہ (۶۵۵) * اسد الغابہ (۶۵۶)

* جمع الجوامع (۶۱۲۴) جامع المسانید والسنن (۵۸۵/۲) * اسد الغابہ (۶۵۷) الاستیعاب (۴۵۴) تجرید (۷۴/۱)

الکتاب فی سیرۃ النبی ﷺ (جلد ۱)

وہ قبیلہ عبد القیس کے سردار تھے۔ ابن اسکن ان کے لقب کی یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ عبد القیس کے علاقہ میں قحط پڑا تو جارد کے چند اونٹ رہ گئے۔ وہ انہیں لے کر اپنے ماماؤں بنی قدید بن شیبان کے ہاں چل دیئے۔ ان کے ماماؤں کے اونٹ خارشی ہونے لگے تو لوگ کہتے پھرتے تھے بشر نے انہیں خارشی بنا دیا ہے، یوں ”جارد“ ان کا لقب پڑ گیا۔ اور شاعر نے کہا پھر وہ اشعار ذکر کیے۔

جارد عبد القیس کے آخری وفد میں ۱۰ھ میں آئے۔ نبی ﷺ ان کے اسلام لانے سے بہت خوش ہوئے۔ طبرانی نے زری بن عبد اللہ کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: جب جارد نبی ﷺ کے پاس وفد میں آئے تو آپ ان سے بے حد خوش ہوئے انہیں اپنے قریب رکھا اور نزدیک بٹھایا۔ ابن اسحاق کا مغازی میں قول ہے: ان کا اسلام بہت عمدہ تھا اور بڑے کٹر دیندار تھے۔ طبرانی نے ابن سیرین کی سند سے بحوالہ جارد روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کیا: میرا ایک مذہب ہے، میں اپنا مذہب چھوڑ کر آپ کے دین میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ مجھے عذاب تو نہیں دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں دے گا۔ بغوی نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔

جارد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے داماد تھے اور بحرین میں ان کے ساتھ تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں روانہ فرمایا تھا جیسا کہ قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے سوانح میں آئے گا۔ وہ فارس کی زمین عقبہ الطین (مٹی کی گھاٹی) میں شہید ہوئے، اس کا نام ہی عقبہ الجارد پڑ گیا۔ یہ حضرت عمر کی خلافت ۲۱ھ کی بات ہے۔ بقول بعض وہ نہاند میں نعمان بن مقرن کے ساتھ شہید ہوئے اور ایک قول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت تک زندہ رہے۔ ابن مندہ نے ابوبکر بن ابی الاسود کی سند سے بحوالہ جارد کی اولاد میں سے کسی شخص نے نقل کیا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فارس کی زمین میں شہید ہوئے۔ ابو عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ان کے عمدہ اشعار یہ ہیں:

”میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ برحق ہے اور میرے دل کے خیالات گواہی دینے اور اٹھنے سے چشم پوشی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک میرا پیام پہنچا دے، میں جہاں بھی زمین پر ہوا دین حنیف پر رہوں گا۔ اگرچہ میرا گھر یثرب میں تمہارے درمیان نہیں، پھر بھی اٹھتے بیٹھتے میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں اپنی جان کو تم پر آنے والی ہر مصیبت کے سامنے ڈھال بنالوں گا اور اپنی عزت سے تمہاری عزت بچاؤں گا۔“

ان کے بیٹے المنذر بن الجارد بصرہ میں عبد القیس کے سرداروں میں سے تھے، جن کی تعریف اُشی حرامزی نے کی ہے اور ان کا پوتا حکم بن منذر وہی ہے جس کے متعلق یہی اُشی کہتا ہے:

”اے حکم! منذر بن جارد کے بیٹے، بزرگی کی قاتل تھ پر تہی ہیں۔ تو جی کا بیٹا قابل تعریف جی ہے تو سخاوت والے گھر میں سخاوت میں پلا ہے۔“

فرماتے ہیں: حجاج ان کے اشعار کی وجہ سے حکم سے حسد کرتا تھا۔

۱۰۴۳) الجارود بن المنذر العبدي

یہ دوسرے ہیں۔ امام بخاری نے ان میں اور سابقہ شخصیت کے درمیان کتاب الواحدان میں فرق کیا ہے یہ ابن منذر کا قول ہے اور انہیں وہی شخصیت قرار دیا ہے جن سے حضرت ابن سیرین روایت کرتے ہیں۔ رہے حسن بن سفیان اور طبرانی وغیرہ تو انہوں نے ابن سیرین کی حدیث سابقہ والے جارود کے سوانح میں نقل کی ہے۔ درست یہ ہے کہ یہ دو شخص ہیں۔ اس لئے کہ جارود بن منذر اتنا زندہ رہے کہ ان سے حسن بصری اور ابن سیرین نے روایت لی ہے۔ اور جارود بن معنی اس سے پہلے فوت ہو گئے۔ منذر ان کی کنیت ہے ان کے والد کا نام نہیں۔ واللہ اعلم

۱۰۴۴) جاریہ بن اصرم کلبی اجداری

ازہبی عامر بن عوف، عامر اجدار کے نام سے شہرت رکھتے ہیں۔ شرقی بن قنطاری نے زہیر بن منظور سے بحوالہ جابر بن اصرم روایت کیا ہے: میں نے جاہلیت میں دومۃ الجندل میں وڈبت کو مرد کی صورت میں دیکھا۔ ابن ماکولا فرماتے ہیں: جاریہ بن اصرم صحابی کا شمار بصری صحابہ میں ہوتا ہے۔ اور ابو نعیم لکھتے ہیں: وہ صحابی نہیں ہیں۔

۱۰۴۵) جاریہ بن جابر انصاری

رشاطی نے ان کا ذکر کیا کہ وہ وفد عبدالقیس کے ایک فرد تھے۔ میں کہتا ہوں: ابن منذر نے ان کا ”جویریہ انصاری“ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں۔ صحابہ بن عباس عبدي کے سوانح میں ان کا ذکر ہے کہ جو لوگ حج کے ساتھ آ کر اسلام لائے ان میں یہ بھی تھے۔

۱۰۴۶) جاریہ بن حمیل

(بے نقطے حرف سے تغیر ہے) ابن شہد بن قرط الاشجی۔ بقول طبری: اسلام لائے اور نبی ﷺ کے صحابی ہوئے۔ دارقطنی وغیرہ نے ان کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن کلبی کہتے ہیں: جاریہ بن حمیل بن شہد بن قرط بن مرہ بن بصار بن دہان بن نصر بن سمیع بن بکر بن اشج دھانی اشجی، نبی ﷺ کی معیت میں بدر میں شریک ہوئے۔ بقول ابن البرقی: احد میں شہید ہوئے۔

۱۰۴۷) جاریہ بن زید

ابن کلبی نے انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۱۰۴۸) جاریہ بن ظفر الیمامی الحنفی

ابو نمران۔ بقول ابن حبان: صحابی ہیں۔ اور بروایت دثیم بن قران، بحوالہ نمران بن جاریہ وہ اپنے والد سے، ابن ماجہ میں

اسد الغابۃ (۶۵۸) * اسد الغابۃ (۶۵۹) * بیضا (۲۹۹/۱) * الاحکام (۲۹۲/۲)

اسد الغابۃ (۶۶۰) الاستیعاب (۳۰۷) * اسد الغابۃ (۲۹۹/۱) الاستیعاب (۳۰۰/۱)

اسد الغابۃ (۶۶۱) الاستیعاب (۳۰۹) * اسد الغابۃ (۶۶۲) الاستیعاب (۳۰۸) تجرید (۷۵/۱)

دو حدیثیں ہیں۔ ان کی روایت صرف دہشم کی سند سے مشہور ہے۔ اور دہشم بے حد ضعیف راوی ہے۔ یزید بن معبد حنفی یرامی کے سوانح میں جاریہ کا تذکرہ آئے گا۔

۱۰۴۹) جاریہ بن عبد اللہ الاشجعی

انصار میں سے بنی سلمہ کے حلیف۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا اور سیف بن عمر سے نقل کیا کہ وہ جنگ یرموک کے روز حضرت خالد بن ولید کے ہمراہ بائیں دستے کے امیر تھے۔ اسے دارقطنی اور ابن ماکولانے سیف سے روایت کیا ہے اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے کی جنگوں میں صرف صحابہ کو امارت ملتی تھی۔

۱۰۵۰) جاریہ بن قدامہ

بن مالک بن زہیر بن حصن بن رزاح بن سعد بن بکیر بن ربیعہ بن کعب بن سعد بن زید مناة ابن تمیم شمیٰ سعدی۔ انہیں ”احنف کا چچا“ بھی کہا جاتا ہے۔

طبرانی فرماتے ہیں کہ احنف انہیں تعظیماً چچا کہا کرتے تھے، ورنہ وہ دونوں سعد بن زید میں یکجا ہو جاتے ہیں۔ ابن سعد نے بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتمؒ بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ امام احمد نے یحییٰ بن سعید وغیرہ سے بحوالہ ہشام بن عروہ وہ اپنے والد سے وہ احنف سے وہ جاریہ بن قدامہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرمائیے اور ہو بھی مختصر سی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خصم نہ کرنا“۔ یہ روایت ابن مندہ کی ”معرفت“ نامی کتاب میں عالی سند سے ہے۔ اس میں ہشام سے آگے اختلاف ہے۔ ان کے اکثر شاگرد نے ایسا ہی نقل کیا ہے جیسا پہلے گزر گیا۔ ابن حبان نے اپنی سند سے اس کی تصحیح کی ہے اور ابو معاویہ اور یحییٰ بن ابی زکریا غسانی اور سعید بن یحییٰ لخمی نے اسے ہشام سے نقل کیا تو اس میں یہ اضافہ کیا ”جاریہ سے وہ اپنے چچا سے“ جبکہ اسے ابن ابی شیبہ نے عبیدہ بن سلیمان سے بحوالہ ہشام اس کے برعکس روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ”احنف سے وہ اپنے چچا سے وہ جاریہ سے“۔

ابویعلیٰ کی روایت میں لکھا ہے: جاریہ بن قدامہ سے وہ اپنے والد کے چچا سے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ پہلی سند زیادہ بہتر ہے۔ چنانچہ طبرانی نے ابن ابی زناد کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ عروہ سے، اور محمد بن کریب کی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے، فرمایا: میں احنف کے پاس تھا وہ اپنے چچا سے وہ اپنے چچا جاریہ بن قدامہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے، انہوں نے عرض کیا: مجھے کوئی ایسی بات بتائیں جو مجھے نفع دے اور مختصر کریں.... (حدیث)

ابن ماجہ کتاب الاحکام باب الرجلان یدعیان فی خص (۲۳۴۳)

اسد الغابۃ (۶۶۴) الاستیعاب (۳۰۶) تجرید (۷۵/۱)

الجرح والتعديل (۵۲۰/۲)

بخاری کتاب الادب باب الحذر من الغضب (۶۱۱۶) ترمذی کتاب البر والصلة باب ما جاء فی کثرة الغضب (۲۰۲۰)

مسند احمد (۴۸۴/۳) المستدرک (۶۱۵/۳) الصحيح لابن حبان (۱۹۷۱، ۱۹۷۲) المصنف لابن ابی شیبہ (۳۴۵/۸)

المعجم الكبير (۲۶۷/۲، ۲۶۷/۱) السنن الكبرى (۱۰۵/۱۰) التاريخ الكبير (۲۶۷/۵)

ابو عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کے ساتھی تھے۔ یہ وہی ہیں جنہیں عبداللہ بن حضری نے بصرہ کے دارسید میں جلا دیا تھا۔ اس لئے کہ حضرت معاویہ نے ابن حضری کو ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امین بن ضبیحہ کو روانہ کیا وہ قتل ہو گئے تو جاریہ بن قدامہ کو روانہ کیا۔ ابن حضری نے ان کا محاصرہ کر لیا پھر آگ لگا دی۔ بقول بعض وہ جویریہ بن قدامہ ہیں جو بخاری میں اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں۔

ان جاریہ کا امیر معاویہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جس میں وہ کہتے ہیں: حضرت معاویہ نے ان سے کہا: ابو قدس! اپنی ضرورت بیان کر دو۔ انہوں نے کہا: لوگوں کو ان کے گھروں میں رہنے دو، انہیں اپنے پاس بلانے کے لیے قاصد نہ بھیجے اس لئے کہ وہ آپ کے پاس بالداروں کو تولے آتے ہیں جبکہ بالداروں کو چھوڑ آتے ہیں۔

۱۰۵۱ جارہ بن مجتہ

بن جاریہ انصاری۔ طبرانی وغیرہ نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن انہوں نے ان کے سوانح میں یہ ذکر کر دیا ہے کہ وہ قرآن جمع کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ جبکہ محفوظ روایت ان کے والد کے بارے میں ہے۔

۱۰۵۲ جاہمہ بن العباس

بن مرداس اسلمی، سنن میں ابن ماجہ نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے اور ابن اسکن فرماتے ہیں: انہیں ابن العباس بن مرداس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن سعدؒ نے خندق میں شریک طبقہ میں ان کا ذکر کیا کہ وہ اسلام لائے اور صحابی بنے۔ بغوی، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے سفیان بن حبیب کی سند سے بحوالہ ابن جریج، محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ سے انہوں نے معاویہ بن جاہمہ سلمیٰ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس جہاد میں شرکت کے مشورے کے لیے آیا، آپ نے فرمایا: کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: ”بس اس کی خدمت میں لگے رہو“۔ اس روایت میں ابن جریج سے آگے راویوں کا اختلاف ہے۔ سفیان بن حبیب نے عمدہ سند بیان تو کی لیکن طلحہ کو سند سے ساقط کر دیا۔ یہ بغوی کا قول تھا بقول بعض: یحییٰ بن سعید قطان سے بحوالہ ابن جریج ایسی ہی روایت منقول ہے اور یحییٰ بن سعید اموی نے ابن جریج سے بحوالہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ وہ اپنے والد سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔

بغوی نے یہ روایت شریح بن یونس سے بحوالہ اموی نقل کی ہے پھر اسے حجاج بن محمد کی سند سے بحوالہ ابن جریج روایت کی تو محمد بن طلحہ کا نسب مختلف کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: محمد بن طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمن وہ اپنے والد طلحہ سے وہ معاویہ بن جاہمہ سے کہ جاہمہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ایسا ہی نسائی اور ابن ماجہ نے حجاج کی سند سے روایت کیا ہے امام بیہقی فرماتے ہیں: حجاج کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ ابو عاصم نے ان کی متابعت کی ہے وہ روایت ابن شاپرین کی کتاب میں معاویہ بن جاہمہ کے سوانح

اسد الغابۃ (۶۶۵) تجرید اسماء الضحابة (۷۵/۱) المعجم الكبير (۳۶۱/۲) الفتح للحافظ (۵۳/۹)

اسد الغابۃ (۶۶۶) الاستیعاب (۳۵۶) تجرید (۷۵/۱) الطبقات الكبرى (۱۷/۴)

فسانی کتاب الجہاد باب الرخصة فی التغلف لمن له والدۃ (۳۱۰۴) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الرجل یغزو وله ابوان (۲۷۸۱)

میں درج ہے۔

میں کہتا ہوں: امام احمد رحمہ اللہ نے یہ روایت بحوالہ روح بن عبادہ، حجاج کی روایت کی طرح نقل کی ہے جبکہ ابن ماجہ نے محمد بن اسحاق کی سند سے یوں نقل کی: محمد بن طلحہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر سے، حجاج کی موافقت تو کی البتہ عبد اللہ بن طلحہ کا نام حذف کر دیا۔ اور ابن شاپین نے معاویہ بن جاہم کے سوانح میں ابراہیم بن سعد کی روایت سے بحوالہ ابن اسحاق نقل کی تو ان کا نام برقرار رکھا۔ اور محمد بن سلمہ خزاعی نے بحوالہ محمد بن اسحاق ان کی متابعت کی ہے یہی ان سے مشہور ہے۔ بقول بعض: ابن اسحاق سے بحوالہ زہری وہ ابن طلحہ سے وہ معاویہ سلمی سے۔

ابن لعیجہ نے کہا: یونس بن یزید سے بحوالہ ابن اسحاق اسی سند سے لیکن صحابی کا نام اور نسبت بدل دی، یوں کہا: ”جہم سلمی سے“ اور عبد الرحمن بن سلیمان نے بحوالہ ابن اسحاق روایت کی تو کہا: محمد بن طلحہ اپنے والد طلحہ بن معاویہ بن جاہم سے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آیا۔ یہ غلط ہے جو غلطی غلطی ہے اور اول بدل سے پیدا ہوئی۔ درست یوں ہے: محمد بن طلحہ سے وہ معاویہ بن جاہم سے وہ اپنے والد سے۔ لکھنے والے نے ”عن“ کو ابن کر دیا اور ”عن ابیہ“ کو مقدم کر دیا جس سے یہ ظاہر ہوا کہ طلحہ کے لیے صحابیت ثابت ہے جبکہ ایسا ہے نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں اور معاویہ بن جاہم میں خاندانی نسبت نہیں۔ اگر معاملہ سند کے ظاہر پر ہوتا تو یہ چاروں حضرات یکے بعد دیگرے اصحاب رسول ﷺ بن جاتے: طلحہ بن معاویہ بن جاہم بن عباس بن مرداس۔

طبرانی * نے سلیمان بن حرب کی سند سے بحوالہ محمد بن طلحہ بن مضر ف، معاویہ بن درہم سے روایت نقل کی ہے کہ درہم نبی ﷺ کے پاس آئے، کہنے لگے: میں آپ ﷺ کے پاس جہاد میں شرکت کے مشورہ کے لیے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ زندہ ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں، زندہ ہے۔ فرمایا: ”بس اس (کی خدمت) سے جدا نہ ہونا“۔ یہی قصہ بیعت جاہم کے ساتھ پیش آیا۔ اگر لفظ جاہم درہم سے بدل گیا ہو، ان کے نسب میں محمد بن طلحہ لکھا ہے یوں ان کے دادا کے نام میں وہم ہوا، ورنہ یہ کوئی اور قصہ ہے جو کسی دوسری شخصیت کے ساتھ پیش آیا ہے۔

باب الجہیم جس کے بعد باء ہے

۱۰۵۳ جبار بن العارث عبد الجبار میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۵۴ جبار بن الحکم السلمی *

ابن سعد اور دہلوی نے نبی ﷺ کے * پاس وفد میں آکر اسلام لانے والوں میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۰۵۵ جبار بن سلمی * (سین کے پیش سے)

(بقول بعض زہری) ابن مالک بن جعفر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ کلابی۔ ان کے والد کو ”نزال المصیق“ کہا

* المعجم الكبير (۲/۲۸۹) * اسد الغابة (۶۶۸) * اسد الغابة (۱/۳۰۲)

* اسد الغابة (۶۶۹) الاستيعاب (۳۶۱)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

جاتا ہے۔ ابن سعد نے ذکر کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس عامر بن طفیل کے ساتھ وفد میں آئے۔ یہ عامر بن طفیل وہی مشرک ہے، جس نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ مخازی ابن اسحاق میں ہے، جبار بن سلمیٰ کی اولاد میں سے ایک شخص نے مجھے بتایا، جبار ان لوگوں میں سے تھے جو اس روز عامر بن طفیل کے ساتھ بزمعونہ میں شریک تھے۔ بعد میں اسلام لائے۔ واقدی نے ذکر کیا کہ وہ ضحاک بن سفیان کلابی کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ واقدی ہی نے موسیٰ بن شیبہ کے واسطے سے خارجہ سے بحوالہ عبد اللہ بن کعب بن مالک روایت کی ہے کہ بنی کلاب کا وفد آیا اس میں تیرہ مرد تھے جن میں لبید بن ربیعہ بھی تھے یہ لوگ رملہ بنت حارث کے گھر فروکش ہوئے۔ جبار بن سلمیٰ اور کعب بن مالک کے درمیان دوستانہ تھا۔ کعب نے انہیں خوش آمدید کہا اور جبار بن سلمیٰ کا اعزاز و اکرام کیا اور ان کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس چل کر گئے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ ابن اسحاق اور واقدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جبار بن سلمیٰ وہی ہیں جنہوں نے اس روز عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا تھا۔ تو انہوں نے کہا تھا: رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔ نیزہ لگنے سے وہ زمین پر گرے تو سبھی لیکن ان کا جسم نہ ملا۔ اس کرامت کی وجہ سے جبار اسلام لے آئے، بہترین مسلمان بن گئے۔ ابن کلیبی روایت کرتے ہیں: لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ عامر بن طفیل سے زیادہ گھرسوار تھے۔

۱۰۵۶ جبار بن صخر

بن امیہ بن خنساء بن شان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ثم سلمیٰ۔ کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اہل عقبہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو الاسود نے بحوالہ عروہ اہل بدر میں۔ طبرانی ^{۱۰۵۶} نے ابن اسحاق کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نقل کیا کہ عبد اللہ بن رواحہ تو صرف ایک سال بچل کا اندازہ لگانے لگے پھر وہ غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جبار بن صخر کو اہل خیبر کے پھلوں کا اندازہ لگانے بھیجتے تھے۔

مخازی ابن اسحاق میں ہے مجھے عبد اللہ بن ابی بکر نے بحوالہ عبد بن مکلف بتایا کہ حارث نے مجھ سے بیان کیا: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے یہودیوں کو باہر نکال دیا تو سوار ہو کر مہاجرین و انصار میں گھومے آپ کے ساتھ جبار بن صخر بھی تھے وہ اہل مدینہ کے قیاس گر اور ان کے خزائنچی تھے (زرعی حساب و کتاب ان کے پاس تھا)۔ امام مسلم ^{۱۰۵۶} نے عبادہ بن ولید کی سند سے بحوالہ جابر بن عبد اللہ روایت کی ہے کہ وہ کسی غزوہ میں نبی ﷺ کی معیت میں تھے۔ پھر حدیث ذکر کی، فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہم سے پہلے جا کر کون ہمارے لیے حوض کو جبری مٹی سے بند کرے گا تا کہ خود بھی سیراب ہو اور ہمیں بھی سیراب کرے“۔ جابر فرماتے ہیں، میں نے عرض کیا: یہ شخص۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جابر کے ساتھ کون ہے؟“ تو جبار بن صخر کھڑے ہو کر بولے: میں یا رسول اللہ ﷺ۔ (حدیث)

امام احمد رحمہ اللہ ^{۱۰۵۶} اور بغوی وغیرہ نے ابن ابی اویس کی سند سے بحوالہ شریح بن سعد جبار بن صخر سے اسی مفہوم کی حدیث روایت کی ہے۔ بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث معلوم نہیں۔

اسد الغابۃ (۳/۱) ۳۰۲، اسد الغابۃ (۶۷۰) الاستیعاب (۳۱۰) المعجم الکبیر (۲/۲۷۰)

مسلم کتاب الزہد باب حدیث جابر الطویل و قصۃ ابی یسر (۷۴۲۷) مسند احمد (۴۷/۳)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱)

میں کہتا ہوں: بلکہ ان کی ایک اور روایت بھی ہے جسے ابن شاہین اور ابن اسکن وغیرہ نے زہیر بن محمد کی سند سے بحوالہ شریعہ انہوں نے جبار بن صخر سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ہمیں اپنے اعضاء مستورہ دیکھنے سے روک دیا گیا ہے۔“ * ابراہیم بن ابی یحییٰ نے شریعہ سے روایت کرنے میں ان (زہیر) کی متابعت کی ہے۔ اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے اور ابن اسکن وغیرہ فرماتے ہیں: جبار بن صخر ۳۰ھ خلافت عثمانی رضی اللہ عنہ میں فوت ہوئے۔ ابوعبید نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ باسٹھ (۶۲) سال کے تھے۔

۱۰۵۷ (ن) جبار الثعلبی

واقفی نے مغازی میں ذکر کیا ہے کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ذی امر جاتے ہوئے انہیں ربیع الاول میں (جو ہجرت کا پچیسواں ابتدائی مہینہ بنتا تھا) گرفتار کیا تھا۔ نبی ﷺ کے پاس لائے، آپ ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔ دوسری جگہ انہوں نے ذکر کیا کہ وہ غطفان کی پیش قدمی میں نبی ﷺ کے راہ نما تھے (لیکن) وہ لوگ بھاگ نکلے تھے۔

۱۰۵۸ (ن) جبار بن نسبت جبلہ میں تذکرہ آئے گا۔

۱۰۵۹ جبارۃ (زیر اور تخفیف سے)

ابن زرارہ بلوی۔ * ابن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے ان کی کوئی روایت نہیں ہے۔

۱۰۶۰ جَبَجَاب

دو جیموں اور دو باؤں سے، بے قطعی حاء میں آئے گا۔

۱۰۶۱ جبر بن انس

بن سعد بن عبد اللہ بن عبد یاسیل بن خزاق بن غفار غفاری۔ ابن ماکولا * نے ان کا ذکر کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ انہیں جبر بن عبد اللہ قطبی بھی کہا جاتا ہے، تذکرہ آئے گا۔

۱۰۶۲ جبر بن انس

بن ابی ذریق طبرانی * نے بحوالہ مطین ان کی سند سے جو عبد اللہ بن ابی رافع تک ہے ان کا ذکر شرکائے صفین صحابہ میں کیا ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھے۔ فرماتے ہیں: بدری ہیں۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ مغازی کے مصنفین نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ البتہ انہوں نے جبیر بن یاس کا تذکرہ کیا ہے۔

* کنز العمال (۲۱۶۸۴) * اسد الغابۃ (۶۷۱) الاستیعاب (۳۸۷) * الاکمال (۱۱۵/۲)

* اسد الغابۃ (۶۷۳) * المعجم الكبير (۲۵۹/۲)

میں کہتا ہوں: ابوسوی نے روایت کیا ہے۔ انہیں جزء بن انس بھی کہا جاتا ہے، صحیح نہیں۔ اس واسطے کہ جزء بن انس کا تذکرہ آئے گا کہ وہ سہمی ہیں جبکہ یہ انصاری ہیں۔

(۱۰۶۳) (ز) جبر بن ایاس

جبر میں تذکرہ ہوگا۔

(۱۰۶۴) جبر بن عبد اللہ قبطنی

بنی غفار کے غلام، انہیں ابوبصرہ غفاری کا غلام بھی کہا جاتا ہے۔ ابن یونس نے حسن بن علی بن خلف بن قدیدہ سے نقل کیا ہے کہ وہ ماریہ قطیبہ رضی اللہ عنہا کو نبی ﷺ کے پاس پہنچانے کے مقوقس کی جانب سے قاصد تھے۔ حسن کہتے ہیں: مجھے مصر میں ان کی اولاد میں سے کوئی نظر آیا تھا۔ ہانی بن منذر کہتے ہیں: وہ ۶۳ھ میں فوت ہوئے۔*

(۱۰۶۵) (ز) جبر بن ابی عبید ثقفی

بلاذری نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ حمر کے روز شریک ہوئے جس کی تفصیل ابویسید کے سوانح میں کتبوں میں ان شاء اللہ آئے گی۔

(۱۰۶۶) جبر بن عتیک

بن قیس بن حیثم بن حارث۔ جابر بن عتیک میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ وہ جابر بن عتیک کے بھائی ہیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو گیا ہے۔ فتح مکہ کے روز ان کے پاس اپنی قوم کا جھنڈا تھا۔ واقفی فرماتے ہیں: جبر بن عتیک انصاری اسے ۷ھ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: وہ تین بھائی: جابر، جبر اور عبد اللہ تھے۔ جبران سے بڑے ہیں۔ ابن مندہ نے ان کے سوانح میں لکھا ہے، حجاج بن ارطاة کی سند سے بحوالہ ابراہیم بن مہاجر، موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے، فرمایا: میں نے جبر، سعد اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے، یہ لوگ چوتھائی اور تہائی پر اپنی زمینیں دیتے تھے۔ میں کہتا ہوں: ابوعوانہ وغیرہ نے حجاج کے خلاف روایت کی ہے انہوں نے جبر کے بدلے خواب کہا ہے۔

(۱۰۶۷) جبر (بے نسبت)

ابن قانع اور ابن مندہ نے رحمہ بن مصعب کی سند سے بحوالہ شریک بن اشعث بن سلیم، اسود بن ہلال سے نقل کیا، فرمایا: ہمارے ہاں ایک دیہاتی تھا جو حیرہ میں اذان دیا کرتا، اس کا نام جبر تھا۔ اس نے کہا: عثمان جب تک خلیفہ نہیں بن جاتے ہرگز فوت نہیں ہوں گے۔ کسی نے اس سے کہا: تمہیں اس کا کیسے علم ہوا؟ اس نے کہا: میں نے ایک دفعہ نبی ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی، نماز سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے ہماری طرف رخ انور متوجہ کر کے فرمایا: آج کی شب میرے صحابہ کا وزن کیا گیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ

* اسد الغابہ (۶۷۵) الاستیعاب (۳۱۴) * اسد الغابہ (۳۰۴/۱) الاکمال (۱۴/۲)

* اسد الغابہ (۶۷۶) الاستیعاب (۳۱۳) * الطبقات الکبریٰ (۳۷/۳)

کو تو لا گیا تو اس کا وزن بڑھ گیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کو تو لا گیا تو وہ بھی وزنی ہوا، عثمان رضی اللہ عنہ کو تو لا گیا تو وہ بھی وزن دار ہوا۔* ابن مندہ کہتے ہیں: یہ حدیث اس سند سے غریب ہے جبکہ ابوموسیٰ نے کہا کہ ابن مندہ نے جبر بن عتیک کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ درست یہ ہے کہ یہ دوسری شخصیت ہے۔ میں کہتا ہوں: ایسے غی ابو عمر نے ان کا علیحدہ ذکر کیا ہے اس میں ہے جبر اعرابی بخاری۔

(۱۰۶۸) (ز) جبر

عامر بن حضری کے غلام، بعد والی شخصیت کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

(۱۰۶۹) (ز) جبر بنی عبدالدار کے غلام

واقعی کا بیان ہے کہ وہ مکہ میں رہنے والے یہودی تھے۔ نبی ﷺ سے سورۃ یوسف کی تلاوت سنی تو خفیہ طور پر اسلام لے آئے۔ بعد میں اپنے مالکوں کو بتایا تو وہ انہیں اذیت پہنچانے لگے۔ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپ ﷺ نے انہیں ان کی قیمت دی تاکہ اپنے آپ کو خرید کر چھڑا لیں، یوں وہ آزاد اور مالدار ہو گئے اور بنی عامر کی ایک صاحب شرافت خاتون سے نکاح کر لیا۔ مقاتل بن حیان نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا: ”مگر وہ شخص کافر نہیں جسے مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔ (سورۃ النحل: ۱۰۶)

اور یہ ارشاد بھی انہی کے متعلق نازل ہوا:

”ہم نے تم میں سے بعض کو بعض کے لئے آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے“۔ (سورۃ الفرقان: ۲۰)

طبری نے اپنی تفسیر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

”اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ کے متعلق جھوٹ بولے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی آتی ہے“۔ (سورۃ الانعام: ۹۳)

کے متعلق سدی کی سند سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح اسلام لانے کے بعد مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملا۔ عمار اور جبر ابن حضری یا ابن عبدالدار کے غلام کی چٹائی چوری کی تو انہوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دینے لگے۔ ان دونوں نے انکار کر دیا، جس پر یہ آیت:

”اگر وہ مجبور کیا گیا اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو“۔ (سورۃ النحل: ۱۰۶)

نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم اور عبد بن حمید کی تفسیر میں حصین بن عبد الرحمن کی سند سے بحوالہ عبداللہ بن مسلم البخاری منقول ہے۔ فرمایا: ہمارے دو غلام تھے، ایک کا نام یسار اور دوسرے کا جبر تھا۔ دونوں لوہار تھے۔ دونوں اپنی کتابیں پڑھتے اور ان پر عمل کرتے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے گزرے تو دونوں کی قراءت سنتے لوگ کہنے لگے (محمد ﷺ) ان سے سیکھتا ہے جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”ہمیں بخوبی علم ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) کو کوئی انسان سکھاتا ہے“۔ (سورۃ النحل: ۱۰۳)

یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہوئے تھے۔ اور قنادہ کی سند سے وہ ابن الحضری کے غلام کے بارے میں نازل ہوئی جس کا نام محسن

تھا۔ جس کا تذکرہ عنقریب آئے گا۔ ابن قحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۶۰ جبر الکندی

ابن شاپین نے عمرو بن غیاث کی سند سے بحوالہ عبدالملک بن عمیر، کندہ کے ایک ابن جبرکندی نامی شخص سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں جو وفد میں تھے کہ نبی ﷺ نے سکا سک اور سکون کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا: اہل یمن مسلمان ہو گئے، وہ نرم دل لوگ ہیں۔ اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے اللہ! ان کے دل متوجہ فرما“۔ مسند جی بن مخلد میں یہ حدیث ابن جبیر سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۶۱ جبل (جیم اور باء کے زبر سے)

ابن جہل بن صفوان بن بلال بن اصرم بن ایاس بن عبد غنم بن نجاش بن بجالہ بن مازن بن ثعلبہ بن سعد بن ذبیان شاعر ذبیانی ثم ثعلبی۔ دارقطنی نے مؤلف میں لکھا ہے: یہ صحابی ہیں اور ہشام بن کلثی کا قول ہے کہ یہودان بنی قریظہ کے ساتھ تھے۔ پھر اسلام لائے اور جی بن اخطب کا ان اشعار میں مرثیہ کہا: تیری زندگی کی قسم! ابن اخطب نے اپنے آپ کو ملامت نہیں کی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ رسوا کر دے رسوا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی اشعار ابن اسحاق نے مخازی میں ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ اشعار خود جی بن اخطب کے ہیں۔ ابو عبیدہ قاسم بن سلام نے ذکر کیا: وہ فیطیون بن عامر بن ثعلبہ کی اولاد سے تھے۔ اور تنجم الشعراء میں مرزبانی نے لکھا ہے: پہلے یہودی تھے پھر اسلام لائے۔ جب نبی ﷺ نے خیبر کو فتح کیا تو انہوں نے یہ اشعار کہے: مصیبت میں نبی (ﷺ) کی طرف سے ایک ڈنچل پھینکا گیا جو مہروں اور عزت والی چمکدار ہے۔

دیوان حسان بن ثابت جو ابوسعید سمری کا بحوالہ ابن حبیب تیار کردہ ہے اس میں ہے کہ حضرت حسان بن ثابت نے جبل بن جہل ثعلبی، جو پہلے یہودی تھے بعد میں اسلام لا کر ان اشعار کا جواب دیا:

”خبردار! اے بنی محاذ کے سعد! جو کچھ قریظہ اور نضیر نے کیا ہے، تم نے اپنی ہنڈیاں چھوڑیں جن میں کچھ بھی نہ تھا اور قوم کی ہنڈیاں گرم کھول رہی تھیں۔“

حضرت حسان نے فرمایا:

”وہ جماعت یاد کرے جسے ہمارے خلاف مدد دی گئی اب ان کے شہر میں کوئی مددگار نہیں ہے۔ ان لوگوں کو کتاب دی گئی جسے انہوں نے ضائع کر دیا۔ اب وہ تورات سے اندھی اور ہلاک ہونے والی ہے۔ بنی لوی کے

اسد الغابۃ (۶۷۷)

بخاری کتاب المغازی باب قدوم الاشرعین و اهل الیمین (۴۳۸۸) مسلم کتاب الایمان باب تفاضل اهل الایمان فیہ (۱۸۲)

ترمذی کتاب المناقب باب فضل الیمین (۳۹۳۴) (۳۹۳۵) مسند احمد (۲۷۷/۲) (۲۵۵/۲) المعجم الکبیر (۱۲۵/۵)

دلائل النبوة (۲۳۶/۶) المطالب العالیہ (۴۴۳۰) کنز العمال (۳۷۷۱۲)

اسد الغابۃ (۶۷۸) الاستیعاب (۳۶۵)

السیرۃ النبویہ (۱۹۰/۳) (۲۱۵/۳) الاحکمال (۴۷/۲) اسد الغابۃ (۳۰۵/۱)



سر داروں پر وہ آگ ہلکی رہی جو یورہ میں چھا گئی تھی۔ (اشعار)
مرزبانی نے مذکورہ اشعار جبل کے ذیل میں ذکر کیے اور ان میں یہ اضافہ کیا ہے:
”لیکن اموات کے ساتھ ہمیشہ رہنا نہیں ہوتا جو اچک لیتی اور قبر میں سمیٹ لیتی ہیں۔ گویا وہ عید کی بکریاں ہیں جو ذبح کی جاتی ہیں ان پر کوئی نکیر کرنے والا نہیں۔“

۱۰۷۲ (ز) جبلہ بن الازرق الحمصی

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں، ابن اسکن اور طبرانی وغیرہ نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ راشد بن سعد، جبلہ بن الازرق سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک دیوار کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جس میں بہت زیادہ پتھر لگے تھے، وہ نماز ظہر کی تھی یا عصر کی۔ نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک بچھونے آپ کو ڈس لیا جس کی وجہ سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے جھار پھونک کی تو آپ کو آفاقہ ہو گیا۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دے دی لیکن تمہاری جھار پھونک سے نہیں (اپنی رحمت سے)۔ بغوی کہتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ ابن اسکن کہتے ہیں: ان کے علاوہ کوئی روایت نہیں ہے۔

۱۰۷۳ جبلہ بن اشعر خزاعی

واقفی نے ذکر کیا کہ وہ فتح مکہ کے روز کرز بن جابر کے ساتھ قتل ہوئے۔ ابو عمر نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ مشہور یہ ہے کہ کرز کے ساتھ قتل ہونے والے حموش بن خالد تھے، وہی حموش بن اشعر ہیں۔ جیسا کہ اپنے مقام پر آئے گا، اشعر ان کے زیادہ بالوں کی وجہ سے ان کا لقب بن گیا۔

۱۰۷۴ جبلہ بن ثعلبہ انصاری خزرجی بیاضی

مطین نے عبید اللہ بن ابی رافع تک اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ اہل بدر میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک ہونے والوں میں شامل تھے۔ طبرانی اور ابونعیم وغیرہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں، جبلہ بن ثعلبہ از بنی بیاضہ بدری صحابی ہیں۔ ابن الاثیر نے کہا: درست رحیلہ بن خالد بن ثعلبہ ہے، راگر گئی اور غلطی سے اپنے دادا کی طرف منسوب ہو گئے۔ میں کہتا ہوں: یہ احتمال ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ ہاں یہ بات بجا ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے رحیلہ ہیں اور اس کا کئی بار واسطہ پڑا ہے کہ عبید اللہ بن ابی رافع تک سند انتہائی کمزور ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اسد الغابہ (۶۷۹) الاستیعاب (۳۲۲)

المعجم الكبير (۲۸۷/۲) التاريخ الكبير (۲۱۸/۱) تفسير القرطبي (۴۶/۲) جمع الجوامع (۴۸۶۹)

الطبقات الكبرى (۱۴۶/۷) كنز العمال (۲۸۳۵۸) (۲۸۵۲۳)

اسد الغابہ (۶۸۰) الاستیعاب (۳۲۵) اسد الغابہ (۳۰۵/۱) اسد الغابہ (۶۸۱)

المعجم الكبير حديث (۲۱۹۸/۲) الطبقات (۵۸/۳)

۱۰۷۵) جبلة بن ثور حنفی

بنی حنیفہ کے وفد میں تھے، ابو عبید نے ذکر کیا کہ وہ قاتلین مسیلہ کذاب میں شریک تھے۔ ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۷۶) جبلة بن جنادہ

بن سوید بن عمرو بن عرفطہ بن ناقد بن تیم بن سعد بن کعب بن عمرو بن ربیعہ خزاعی ان کا تذکرہ ابن شاپین نے محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال کے ذریعہ نقل کیا ہے۔ ابوموسیٰ وابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے ایسا ہی انہوں نے آئندہ والی شخصیت جبلة بن سعید کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۷۷) جبلة بن حارثہ

بن سراجیل، زید بن حارثہ کے بھائی اور اسامہ بن زید کے چچا۔ جو عمر میں حضرت زید سے بڑے ہیں۔ امام ترمذی رحمہ اللہ اور ابویعلیٰ نے اسماعیل بن ابی خالد کی سند سے بحوالہ ابو عمرو الشیبانی، جبلة بن حارثہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگا: میرے بھائی کو میرے ساتھ بھیج دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے سامنے ہے اگر وہ جانا چاہے تو میں اسے منع کرنے کا نہیں۔“ اس پر حضرت زید بولے: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کے مقابلہ میں کسی کو پسند نہیں کر سکتا۔“ حضرت جبلة فرماتے تھے: میں نے اپنے بھائی کی بات کو اپنی بات سے بہتر پایا۔

تاریخ بخاری رحمہ اللہ میں اسی سند سے شیبانی سے منقول ہے، فرمایا: میں نے جبلة رحمہ اللہ سے سنا، ان کی ایک متصل روایت صحیح سند سے نسائی رحمہ اللہ میں ہے جو ابواسحاق کی روایت سے بحوالہ فروہ، جبلة بن حارثہ رحمہ اللہ سے زیند کے وقت پڑھنے کے بارے میں ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں: ”میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی چیز سکھائیے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے فائدہ پہنچائے۔“ فرمایا: ”جب اپنے بستر پر سونے کے لئے آنے لگو تو ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (سورۃ الکافرون: ۱) پڑھ لیا کرو۔“

۱۰۷۸) جبلة بن سعید

بن الاسود بن سلمہ بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین۔ ابن شاپین ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے جبلة بن جنادہ میں گزر چکا ہے۔

۱۰۷۹) جبلة بن سراجیل کلبی

زید بن حارثہ کے چچا، ابن مندہ نے ایک احتمالی امر سے ان کا ذکر کیا ہے جس کی شرح فصل اخیر میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گی۔

اسد الغابۃ (۶۸۲) * اسد الغابۃ (۶۸۳) الاستیعاب (۳۲۰)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب زید بن حارثہ (۳۸۱۵) * التاریخ الکبیر (۲۱۷/۱)

نسائی عمل الیوم واللیلۃ (۸۰۰، ۸۰۲) * اسد الغابۃ (۶۸۴)

۱۰۸۰ جبلة بن عمرو

بن اوس بن عامر بن ثعلبة بن قش بن ثعلبة بن طریف بن خزرج بن ساعدة ساعدی انصاری۔ ابن السکن کہتے ہیں: وہ احد میں شریک ہوئے۔ یہ ابو مسعود کے بھائی کے علاوہ ہیں، کیونکہ نسبتوں میں اختلاف ہے۔
میں کہتا ہوں: بات ویسی ہی ہے جیسی انہوں نے کہی۔ ابن شہب نے اخبار مدینہ میں عبد الرحمن بن ازہر کی سند سے نقل کیا کہ لوگوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیعت میں دُفن کرنا چاہا تو جبلة بن عمرو ساعدی نے دفنانے سے روک دیا چنانچہ وہ ”حش کوکب“ ان کی میت لے گئے، ان کے ساتھ معبد بن معمر بھی تھے، جہاں انہیں دفن کر دیا۔

۱۰۸۱ جبلة بن عمرو

بن ثعلبة ابن اسیرہ انصاری، ابو مسعود بدری کے بھائی طبرانی نے مطین سے ان عبید اللہ بن ابی رافع تک کی سند سے ان کا ذکر مطین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک صحابہ کرام میں کیا ہے۔ اور ابن السکن نے ہارون ہمدانی کی سند سے بحوالہ ثابت بن عبید روایت کی ہے۔ فرمایا: میں ابو مسعود انصاری کے بھائی جبلة بن عمرو کے پاس گیا، وہ تازہ کھجوریں توڑ رہے تھے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن السکن نے مکر بن شیخ کی سند سے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا کہ وہ لوگ مغرب میں ایک غزوہ میں معاویہ بن خدیج کے ساتھ تھے۔ انہوں نے لوگوں کے لیے انعام مقرر کیا۔ ان کے ساتھ اصحاب رسول ﷺ تھے جس کی سوائے جبلة بن عمرو انصاری کے کسی نے تردید نہیں کی۔ ابن مندہ نے اسے خالد بن ابی عمران کی سند سے بحوالہ سلیمان بن یسار نقل کیا ہے۔ ان سے جنگ میں انعام رکھنے کے متعلق پوچھا گیا۔ فرمایا: میں نے معاویہ بن خدیج کے ساتھ کسی کو نہیں دیکھا وہ انعام رکھتے ہوں۔ ہمیں افریقہ کے غزوے میں غص کے بعد ثلث (تہائی) زاد حصہ ملا۔ جبکہ ہمارے ساتھ کئی ایک انصار و مہاجرین صحابہ تھے ان میں جبلة بن عمرو انصاری بھی تھے۔

۱۰۸۲ جبلة بن ابی کریب

بن قیس بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین۔ بقول ابن سعد: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور ڈھائی ہزار کے عطیہ میں تھے۔ ابن شاپین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا اور ابن قحون و ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔

۱۰۸۳ جبلة بن مالک

بن جبلة بن صفارہ ابن وزاز بن عدی بن لہ ار بن ہانی بن حبیب بن نمارہ بن لحم بن نجی داری۔ دارقطنی کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن شاپین نے اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا اور ابو عمر نے ان کا مختصر حوالہ دیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: جب کو سے واپسی پر آپ ﷺ کے پاس آئے۔ مجھے ان کا پتہ نہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا استدراک کیا ہے۔ نعیم بن اوس

الاستیعاب (۳۲۱) * الاستیعاب (۳۰۷/۱) * اسد الغابۃ (۶۸۶) * المعجم الكبير (۲۱۹۷)
التاریخ الكبير (۲۱۸/۱) * اسد الغابۃ (۳۰۷/۱) * اسد الغابۃ (۶۸۷) * اسد الغابۃ (۳۰۷/۱)
اسد الغابۃ (۶۸۸) * الاستیعاب (۳۲۴) * الجرح والتعديل (۵۱۰/۲)

کے سوانح میں بحوالہ واقدی ان کا تذکرہ آئے گا۔ ابواسحاق بن الامین نے ابن عبدالبر کی کتاب پر استدراک میں حرف حاء بے نقطہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان سے گزشتہ لوگوں نے حاء میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۰۸۴ (ز) جَبَلَه* (بے نسبت)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صحابی ہیں، اور ابن سیرین نے ان سے مرسل روایت کی ہے۔ میرے خیال میں یہ پہلے والے شخص ہیں یعنی جبلہ بن عمرو انصاری۔ ابن اسکن فرماتے ہیں، لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں جبکہ نبی ﷺ سے ان کی کوئی روایت نہیں۔ بخاری میں تعلقاً ہے ابن سیرین نے فرمایا: ان سے روایت لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کی مراد بیوی اور اس بیوی کے خاوند کی پہلی بیوی سے جو بیٹی ہوئی دونوں سے نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن اسکن اور بغوی نے یہ روایت حماد کی سند سے بحوالہ ایوب، ابن سیرین سے موصول نقل کی ہے، فرمایا: انصار میں سے ایک صحابی رسول ﷺ مصر میں رہتے تھے جن کا نام جبلہ تھا۔ انہوں نے ایک خاتون اور اس کے پہلے خاوند کی پہلی بیوی سے جو بیٹی تھی دونوں سے نکاح کیا تھا۔* ایوب فرماتے ہیں: حسن اسے ناپسند سمجھتے تھے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ایسا ہی عفان وغیرہ نے روایت کیا جبکہ سلیمان بن حرب نے اسے حماد سے نقل کیا تو کہا: ”جبار“ پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے ابن علیہ نے ایوب سے یوں ہی نقل کیا ہے اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے اور ایسا ہی عبدالوہاب ثقفی سے بحوالہ ایوب روایت کر کے کہا: مجھے بتایا گیا کہ سعد بن قرقاء ایک صحابی رسول ﷺ تھے۔ پھر اسی روایت کا مفہوم ذکر کیا۔

۱۰۸۵ حَبِيب (جیم دباؤں سے تصغیر ہے)

ابن الحارث۔ ابن اسکن نے ان کا ذکر کیا کہ ان کی حدیث کی سند صحیح نہیں۔ پھر وہ خود اور طبرانی نوح بن ذکوان کی سند سے بحوالہ ہشام وہ اپنے والد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: حبیب بن حارث نبی ﷺ سے آکر کہنے لگے: میں ایک گتہ کار شخص ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے توبہ کی دعا مانگو“۔ (حدیث)* ابن مندہ نے کہا: غریب ہے صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں لکھا ہے، ہشام سے صرف اسی سند سے مروی ہے جس میں عیسیٰ بن ابراہیم، بحوالہ سعید بن عبداللہ، نوح سے وہ ان سے روایت کرنے میں متفرد ہے اور عبدالغنی بن سعید نے ”مؤلف“ میں لکھا ہے کہ اسے ایوب بن ذکوان نے ہشام سے روایت کیا۔

میں کہتا ہوں: ایوب اور نوح دونوں ضعیف ہیں یہ بھی احتمال ہے کہ کسی راوی نے نوح کو ایوب بنا دیا ہو۔ شعب میں بیہقی نے اسے متنبہ کیا ہے کہ کسی نے اسے روایت کیا ہے تو فرمایا: جیر بن حارث اسے ہے۔ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے ابن شایین نے اسے غلط لکھ دیا ہے اور حاء میں ان کا نام درج کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ان کا تعاقب کیا ہے۔ نیز حبیب کا تذکرہ ابوالخادیہ کے سوانح میں آئے گا۔

* اسد الغابہ (۶۸۹) الاستیعاب (۳۲۳) * اسد الغابہ (۳۰۸/۱) * اسد الغابہ (۶۹۱) الاستیعاب (۳۶۴)

* سنن دارقطنی (۱۰۲/۳) السنن الکبریٰ (۲۷۱/۸) مجمع الزوائد (۲۰۰/۱۰) تفسیر لابن کثیر (۱۰۳/۳)

۱۰۸۶ جیبر بن ایاس

بن غلہ بن مخلد بن عامر بن زریق انصاری خزرجی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب۔ ابن اسحاق اور ابو معشر وغیرہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی روایت معروف نہیں۔ اور ابن قتارح نے لکھا ہے: خبر میں جیم پر زبر اور باء ساکن ہے۔

۱۰۸۷ جیبر بن یحیٰی

عبداللہ کے بھائی۔ ابن مالک بن القشب ازدی بنی المطلب کے حلیف ابوالاسود نے بحوالہ عروہ یرامہ میں شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے ان کا تذکرہ لکھتے ہوئے ان کے سوانح کے آغاز میں لکھا ہے: جبر بن مالک نوٹلی، نوٹلی میں انہیں وہم ہو گیا جبکہ وہ ازدی ہیں یا مطلبی۔

۱۰۸۸ جیبر بن الحباب

بن المہذبان انصاری۔ ابن حبان فرماتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ صحابی ہیں، جس کی سند میں تامل ہے۔ البتہ مطین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا کہ عبید اللہ بن ابی رافع کی سیر میں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ صفین میں شریک صحابہ میں ان کا نام لیا ہے۔ ہارودی اور طبرانی نے مطین ہی کے حوالہ سے اور ابن مندہ ہارودی اور ابو نعیم نے طبرانی کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۰۸۹ جیبر بن حویرث

بن نفید بن بجر بن عبد بن قصی بن کلاب قرشی۔ زیر لکھتے ہیں: ان کے والد فتح مکہ میں قتل ہو گئے۔ بقول ابن سعد: نبی کریم ﷺ کا دور پایا ہے اور آپ کی زیارت بھی کی ہے، لیکن ان سے کوئی روایت نہیں ملتی۔ البتہ ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ واقدی نے ابن السیب سے بحوالہ جبر بن حویرث روایت کی ہے، فرمایا: معرکہ یرموک میں میں شریک تھا، مجھے سوائے لوہے کی ٹنٹن کے آدمیوں کی ایک بات بھی سنانی نہیں دے رہی تھی۔ میں کہتا ہوں: جو شخص یرموک میں جوان مرد ہو یقیناً فتح مکہ کے روز ممتاز و مشہور ہوگا۔ لہذا انہیں صحابہ میں شمار کرنے سے کوئی مانع نہیں۔ اگرچہ انہوں نے روایت نہیں کی۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ جبکہ ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۱۰۹۰ جیبر بن حیہ

ابن مسعود ثقفی، مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بھتیجے۔

- اسد الغابۃ (۶۹۲) الاستیعاب (۳۱۶) السیرۃ النبویۃ (۲۵۹/۲) اسد الغابۃ (۶۹۳) الاستیعاب (۳۱۷) اسد الغابۃ (۶۹۴)
النفات (۵۱/۳) المعجم الکبیر (۱۶۱۲) اسد الغابۃ (۶۹۵) الاستیعاب (۳۱۹) اسد الغابۃ (۶۹۶)

الاصحاب في حياة النبي ﷺ (جلد ۱)

میں کہتا ہوں: صحیح بخاری میں ثابت ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فتوحات میں شریک رہے۔ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے متعلق حدیث بھی روایت کی ہے جو زائدہ بن زیاد بن جبیر سے ان کے حوالہ سے ہے۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے جبیر کو صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ حالانکہ وہ ان کی شرط پر پورا اترتے ہیں۔ اس واسطے کہ نبی ﷺ کے عہد مبارک میں ثقیف کا جو شخص بھی باقی بچا وہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا ہے۔

ابو موسیٰ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا اور ان کی ایک حدیث نقل کی جس کے متعلق مرسل ہونے کا گمان کیا ہے اور اس بات کو صحیح قرار دیا کہ وہ تابعی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان کا صحابی ہونا اس لحاظ سے ثابت ہے کہ جو شخص عہد فاروقی کی فتوحات میں جوان سال ہو اور جس قصہ میں انہوں نے اپنی شرکت کا بتایا وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد دس سال سے کم کے عرصہ میں پیش آیا ہے تو کم از کم ان کے لئے دیدار نبوی تو ثابت ہوتا ہے۔ یہ مذکورہ شخص طائف میں رہتے تھے اور کاتبوں کے معلم تھے عراق آئے تو شاعری دیوان کے کاتب مقرر ہو گئے۔ بعد میں زیاد نے انہیں اصحابان کا والی بنادیا۔ یوں عبد الملک کی حکومت میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

۱۰۹۱ جیبیر بن مالک نوفلی

ابن محسنہ ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۱۰۹۲ جبیر بن مطعم

بن عدی بن نوفل بن عبد مناف قرشی نوفلی، ان کی والدہ ام حبیبہ بنت سعید اور بقول بعض ام جمیل بنت سعید بن عبد اللہ بن ابی قیس از بنی عامر بن لوی ہیں۔ وہ قریش کے اکابر اور علماء انساب میں سے تھے۔ بدر کے قیدیوں کا وفد نبی ﷺ کے پاس آیا تو یہ بھی اس میں شامل تھے۔ نبی ﷺ سے سورہ طور کی تلاوت سنی، فرماتے ہیں: یہ پہلا موقع تھا کہ ایمان نے میرے دل میں گھر کر لیا۔ یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح میں روایت کی ہے اور نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”آج اگر تمہارے والد زندہ ہوتے اور مجھ سے ان قیدیوں کی رہائی کی بات کرتے تو میں یہ ان کے حوالہ کر دیتا۔“

حضرت جبیر حدیبیہ اور فتح مکہ کے درمیانی عرصہ میں اسلام لائے۔ بقول بعض فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ ابن اسحاق کے سامنے جب نعمان کا نسب لایا گیا تو آپ نے جبیر بن مطعم کو بلا بھیجا۔ وہ قریش میں سے قریش اور سارے عرب کے سب سے زیادہ انساب کے عالم تھے، فرماتے ہیں: میں نے علم انساب ابو بکر الصديق رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سارے عرب کے انساب کے بڑے عالم تھے۔ صحابہ میں سے ان سے روایت کرنے والے سلیمان بن صرد اور عبد الرحمن بن ازھر ہیں۔ ابن المصیب ان سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے کہ جیسی تقسیم آپ نے بنی ہاشم و مطلب کے لیے کی ہے میرے لیے بھی کریں۔ اور ساتھ یہ بھی کہا: ہماری رشتہ ساجھی ہے، یعنی ہاشم، مطلب اور نوفل جو جبیر کے دادا اور عبد شمس جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دادا تھے، آپس میں بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے انکار کر دیا اور

اسد الغابۃ (۶۹۸) الاستیعاب (۳۱۵)

بخاری مکتاب المغازی باب ۱۲ حدیث (۴۰۲۴)

فرمایا: ”بنی ہاشم اور بنی مطلب تو شیر و شکر ہیں۔“ ان کی وفات ستاون، اٹھاون یا انسٹھ (۵۹/۵۸/۵۷)ھ میں ہوئی۔

۱۰۹۳) جبیر بن نفیر کنندی

عسکری نے ان میں اور جبیر بن نفیر حضرمی میں فرق کیا ہے۔ تھوڑا قریب ہی جبر کنندی میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۰۹۴) جبیر بن نوفل

ابن حبان فرماتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ اس کی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے۔ اور مطین، باوردی اور ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ سب نے ابو بکر بن عیاش کی سند سے بحوالہ لیث بن ابی سلیم، زید بن ارطاة سے انہوں نے جبیر بن نوفل سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی بندہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا قرب کسی چیز سے حاصل نہ کر سکا بجز اس کے جو اس سے نکلی ہے یعنی قرآن مجید۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے بکر بن حنیس نے لیث سے بحوالہ زید انہوں نے ابو امامہ سے نقل کیا ہے۔ اور علاء بن حارث نے بحوالہ لیث زید سے انہوں نے جبیر بن نفیر سے مرسل روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۰۹۵) جبیر مولیٰ کثیرہ بنت سفیان

ان کا تذکرہ سعید مولیٰ کثیرہ کے سوانح میں آئے گا۔

۱۰۹۶) (ز) جبیر

نبی کریم ﷺ نے اس نام سے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اس حدیث میں مخاطب فرمایا ہے جسے ابو عبد اللہ صدقہ والے ابو زبیر سے بحوالہ جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی ضیمہ وغیرہ نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۰۹۷) جبیلہ بن عامر

بن ایف بن ثعلبہ بن قنفذ بن حلاوہ بن سبع بن بکر بن اشج بلوی، انصار کے حلیف۔ ابن الامین نے استیعاب پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور نسب بیان نہیں کیا۔ جبکہ انساب میں رشاطی نے نقل کیا ہے اور ابن کلیبی سے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے معاہدوں والے اور غزوہٴ احزاب میں آپ کے جاسوس تھے۔ فرماتے ہیں: ابن عبد البر اور نہ ابن فتحون نے ان کا ذکر کیا ہے۔

بخاری کتاب المناقب باب مناقب قریش (۳۵۰۲)

ابوداؤد کتاب الخراج باب فی بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذی القری (۲۹۷۸)

نسائی فی کتاب قسم الفی باب ۱ حدیث (۴۱۴۷، ۴۱۴۸) ابن ماجہ فی باب الجہاد باب قسمۃ الخمس (۲۸۸۱)

السنن الکبریٰ (۳۴۰/۶) (۳۱/۷) تفسیر طبری (۵/۱۰) حلیۃ الاولیاء (۶۶/۹)

إسد الغابة (۷۰۱)

ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ۱۷ (حدیث ۲۹۱۱) مسند احمد (۲۶۸/۵) المعجم الکبیر (۱۶۱۴)

مجمع الزوائد (۲۵۰/۲) کنز العمال (۲۳۶۶)

باب الجیم جس کے بعد ثاء ہے

۱۰۹۸ جثامہ (شروع کے زیر اور ثا مشدد سے) ابن قیس

ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور حبیب بن عبید الرجبی کی سند سے بحوالہ ابو بشر جثامہ بن قیس (جو صحابی رسول ﷺ ہیں) سے مرفوعاً نقل کیا ہے، فرمایا: ”جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اسے سو سال کی مسافت جہنم سے دور کر دے گا۔“ اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ صعب بن جثامہ بن قیس بن عبد اللہ بن یحییٰ لیشی اور ان کے والد کے سوانح میں اس کے علاوہ روایت آ رہی ہے۔

۱۰۹۹ جثامہ بن مساحق

بن ربیع بن قیس الکنانی، انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ”ہرقل“ کی طرف بھیجا تھا۔ ابن مندہ نے عبدالحق بن حمصی کی سند سے بحوالہ یحییٰ بن ایوب، کنانی سے جو ہرقل کی جانب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے۔ جنہیں جثامہ بن مساحق کہا جاتا تھا، فرمایا: ہرقل کی مجلس میں جب میں کرسی پر بیٹھا تو مجھے معلوم نہ تھا کہ اس چادر کے نیچے کیا ہے۔ بعد میں مجھے پتہ چلا کہ یہ سونے کی کرسی ہے۔ جونہی میں نے اسے دیکھا میں اس سے اتر پڑا، جس پر ”ہرقل“ ہنسنے لگا۔ مجھ سے بولا: کیا اتر پڑے؟ میں نے کہا: ”رسول اللہ ﷺ (سونے کی) ایسی چیزوں سے منع فرماتے تھے۔“

۱۱۰۰ (ز) جثاجات

بقول بعض یہ ابو عقیل صاع والے (جنہوں نے رات بھر محنت سے دو صاع کمائے ایک صاع گھروالوں کے لیے اور ایک صاع اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا جس پر منافقوں نے طعن زنی کی اس وقت سے ان کا نام صاحب الصاع پڑ گیا) کا نام ہے۔ سبیل نے یہ نام ابن عبد البر کی اقتداء میں حاء بے نقط سے قلمبند کیا ہے۔ اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ان کا نام کچھ اور ہے ان کے حالات کتبوں میں آئیں گے۔

۱۱۰۱ (ز) جثیلہ (جیم اور ثاء سے تصغیر) ابن عامر

حاء بے نقط میں آئے گا۔

اسد الغابۃ (۷۰۲)

بخاری کتاب الجہاد باب فضل الصوم فی سبیل اللہ (۲۸۴۰) مسلم کتاب الصوم باب فضل الصیام فی سبیل اللہ (۲۷۰۴)

ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب ما جاء فی فضل الصوم (۱۶۲۳) نسائی کتاب الصیام ذکر الاختلاف علی سفیان فیہ (۲۲۵۳)

السنن الکبریٰ (۲۹۶/۴) مجمع الزوائد (۱۶۰/۳) المعجم الکبیر الصغیر (۱۶۱/۱) التاریخ الکبیر (۲۳۴/۲)

کنز العمال (۱۰۸۰۰) (۲۳۵۹۶)

اسد الغابۃ (۷۰۳)

باب الحجیم جس کے بعد حاء ہے

۱۱۰۲ جعدم بن فضالہ الجہنی

ابن مندہ نے محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن جعدم کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے والد وہ اپنے دادا جعدم سے روایت کرتے ہیں، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تھے آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا، اور فرمایا تھا: ”اللہ تعالیٰ جعدم کو برکت دے۔“ اور ان کے لیے ایک تحریر بھی بنوائی۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔ پھر وہ مروی بھی نصر بن مسلم بن شاذان سے ہے جو متروک راوی ہے۔

۱۱۰۳ جعدم الخمسی (حاء بے نقط کے پیش میم کے سکون سے پھر سین ہے)

میں نے خطیب کے قلم سے مؤلف میں ایسا ہی لکھا ہوا پڑھا ہے، اور انہوں نے محمد بن المسیب ارغیانی کی سند سے بحوالہ موسیٰ بن سہل رملی، محمد بن عمرو بن عبد اللہ بن فضالہ فرمایا: میں نے اپنے والد کو اپنے والد عبد اللہ سے وہ اپنے والد فضالہ سے وہ جعدم الخمسی سے روایت کرتے سنا وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جعدم کو برکت دے۔“ اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ وہ پہلے والے ہوں، اور پہلی شخصیت کے بارے میں جہنی کہنا غلطی سے لکھا گیا ہو اور قصہ کی دو سندیں ہوں۔

۱۱۰۴ (ن) جعدم (بے نسبت)

عیسیٰ غنبار نے مغیرہ بصری سے بحوالہ یثیم بن میمون، حکیم بن جعدم سے میرے خیال میں وہ اپنے والد سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو اپنی بکری دودھ لے، اپنی قمیص پر پیوند لگا لے، اپنا جوتا گاٹھ لے، اپنے خادم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالے اور بازار اپنا سودا سلف لے آیا کرے تو ایسا شخص تکبر سے بری ہے۔“ اس کی سند ضعیف ہے، ابن مندہ نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔

۱۱۰۵ (ز) جعدم الجذیمی

ازبنی جذیمہ، جیم کے زبر ذال نقطہ والی کا زیر، اموی نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا مغازی میں ذکر کیا ہے کہ بنی جذیمہ کے جو لوگ اسلام لائے ان میں سے ہیں۔ اور واقدی نے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ بنی جذیمہ کے جن لوگوں کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ انہوں نے ”مسلمان ہوئے“ کہنے کی بجائے ”ہم بے دین ہوئے“ کہا تھا۔ قصہ مشہور ہے البتہ ان میں سے ان کا جعدم نام لینے میں متفرد ہے۔ ابن قتیون نے اپنے ذیل میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۷۰۶) مکنز العمال (۳۶۸۸۳) جامع المسانید (۶۴۹/۲) اسد الغابۃ (۷۰۵)

اتحاف السادة المتقين (۴۰۷/۸) جامع المسانید (۶۴۹/۲)

۱۱۰۶ (جملہ ۴) (بے نسبت، نسب کا ذکر نہیں)

انہیں صحابی ہونے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ یہ ابوجہاب کا ایاد سے بحوالہ ان کے قول ہے، ایسا ہی ذہبی کی تجرید میں لکھا ہے۔ آخری قسم میں جہدہ آئے گا جہاں اس قول کی وضاحت کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

۱۱۰۷ (جملہ ۴) جحش الجہنی

اپنے ذیل میں ابن فتحون نے لکھا ہے: طبری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: آخری قسم میں جحش الجہنی کا تذکرہ آئے گا کہ بعض راویوں نے ان کا نام غلط لکھ دیا۔ مجھے معلوم نہیں آیا وہ یہی ہیں یا کوئی اور؟

۱۱۰۸ (ن) جحش بن رثاب الاسدی

ابواحمد کے والد، انہی کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا۔ بقول ابن حبان: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ جعابی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو خود اور ان کے بیٹے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ دارقطنی نے ایک کمزور سند سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان جحش کا نام تبدیل کیا تھا۔ پہلے ان کا نام بڑہ تھا آپ ﷺ نے جحش رکھا۔ (لیکن) مشہور یہ ہے کہ ان کی بیٹی کا نام برہہ تھا آپ نے اس کا نام تبدیل کیا تھا۔

باب الحجیم جس کے بعد دال ہے

۱۱۰۹ (جملہ ۴) جدار (شروع کے حرف کے زیر اور دال کی تخفیف سے)

بغوی اور ابن ابی عاصم وغیرہ نے عباس بن فضل بن عمرو انصاری کی سند سے بحوالہ قاسم بن عبدالرحمن انصاری، وہ زہری وہ یزید بن شجرہ وہ جدار سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا، جب ہمارا دشمن سے سامنا ہوا آپ نے کھڑے ہو کر حمد و ثنائیاں کی اس کے بعد ارشاد فرمایا: ”لوگو! صبح ہوتے ہی تم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کوئی سبز کوئی زرد اور کوئی سرخ ہونا شروع ہو گئیں اور گھروں میں جو ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔“ پھر لمبا خطبہ ذکر کیا۔

ابن مندہ لکھتے ہیں: انہی روایت ہے اسے یزید بن ابی زیاد نے مجاہد سے بحوالہ یزید بن شجرہ طویل ذکر کیا ہے لیکن ”جدار“ کا تذکرہ نہیں کیا۔ ایسا ہی یزید سے منصور نے روایت کیا لیکن موقوف۔

میں کہتا ہوں: مجاہد سے موقوف نقل کرنے میں اعمش نے ان کی متابعت کی ہے۔ عباس بے حد ضعیف راوی ہے۔ عباس دوری نے ابن معین سے بحوالہ یزید بن شجرہ کہا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ رہی جدار کی حدیث تو وہ صحیح نہیں، ہمیں معلوم نہیں کہ زہری نے

التجريد (۲۷/۱) اسد الغابة (۷۰۷) الثقات (۶۵/۳) اسد الغابة (۷۰۸)

المعجم الكبير (۲۸۹/۲) مسند البزار (۱۷۱۴) مجمع الزوائد (۲۷۵/۵) الاحاد والمثنائ (۱۱۴/۵)

الاصطلاح فی الترمذی (جلد اول)

یزید بن ثمرہ سے کچھ روایت کیا ہو۔ حدیث منصور سے مروی ہے اور بخاری نے اسی مفہوم کی روایت کی ہے۔ البتہ اس میں اضافہ کیا ہے کہ زہری نے یزید سے نہیں سنا: ابن الجوزی بحوالہ نسائی فرماتے ہیں: یہ حدیث باطل ہے اور دارقطنی کا ارشاد ہے یہ روایت محفوظ نہیں۔ درست منصور اور عمارش کا قول ہے یہ بات انہوں نے ”علل“ میں لکھی ہے۔

(ن) جُلْد جُلْد (دو پیش والی جیموں اور درمیان میں وال ساکن) الجندعی

یہی نے دلائل میں عبدالرزاق کی روایت سے بحوالہ ایک شخص، سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص انصار سے آکر کہنے لگا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا ہے اور فلاں عورت سے میرا نکاح کیا ہے۔ آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے حضرت علی اور مقداد رضی اللہ عنہما کو بھیجا: ”وہ تمہیں ملے تو اسے قتل کر دینا لیکن وہ تمہیں نہیں ملے گا۔“ تو انہوں نے اسے دیکھا کہ کسی سانپ نے اسے ڈس لیا تھا۔ یہی فرماتے ہیں: اس شخص کا نام لیا گیا ہے جو عطاء بن سائب کی بحوالہ عبداللہ بن حارث کی روایت میں جلد جلد ہے۔ میں کہتا ہوں: منہ کے ہاں جچی بن بسطام کی سند سے بحوالہ عمرو بن فرقہ، عطاء بن سائب سے عبداللہ بن حارث سے منقول ہے کہ جرجہ جندعی پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جسے جندع انصاری کے سوانح میں درج کیا ہے جو درست نہیں، اس بنا پر عطاء بن سائب سے آگے اس شخص کے نام میں اختلاف ہے۔

(ن) جلد بن قیس

بن محرز بن خضاء ابن شان بن عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری ابو عبداللہ۔ طبرانی اور ابن منہ نے معاویہ بن عمار ذہبی کی سند سے بحوالہ ان کے والد وہ ابو زبیر سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے میرے ماموں جلد بن قیس سوار کر کے لے گئے اور میں انصار کے ستر گھڑ سواروں میں پتھر بھی نہ پھینک سکتا تھا جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وند بنا کر گئے یعنی کم سن تھا۔ پھر بیعت عقبہ کی حدیث ذکر کی۔ اس کی سند قوی ہے۔ ابن منہ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے جو معاویہ بن عمار کی حدیث سے مروی ہے جسے محمد بن عمران بن ابی لیلیٰ نقل کرنے میں متروک ہے۔ جلد بن قیس بنی سلمہ کے سردار تھے جیسا کہ عمرو بن الجحوم کے حالات میں آئے گا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جلد بن قیس منافق شخص تھا۔ ابو نعیم اور ابن مردویہ ضحاک کی سند سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اس کے متعلق یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا:

”ان میں سے بعض کہتے ہیں: مجھے اجازت دیجئے اور قتلہ میں نہ ڈالو۔“ (سورۃ التوبہ: ۵۹)

اسے ابن مردویہ نے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے ضعیف سند سے بھی ذکر کیا ہے اور حدیث جابر سے ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں مبہم شخص ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جلد حدیبیہ اور بیعت سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اسے ابن عساکر نے عمارش کی سند سے بحوالہ ابوسفیان، ان سے روایت کیا ہے۔

عبدالرزاق، معمر سے بحوالہ قتادہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد:

”ان کا عمل رلاما ہے کچھ نیک اور کچھ بد بعد نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر مہربانی فرمائے۔“ (سورۃ التوبہ: ۱۰۲)

الْاِسْمَاءُ فِي تَقْدِيرِ الصَّحَابَةِ (جلد اول)

۳۳۲

کے متعلق فرماتے ہیں: ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوا جو غزوہ تبوک سے رہ گئے تھے۔ ان میں ابولہبہ اور جد بن قیس ہیں ان کی توبہ قبول نہیں ہوئی۔ ابو عمر ان کے سوانح کے آخر میں لکھتے ہیں: کچھ لوگوں کا کہنا ہے انہوں نے توبہ کی اور اچھے انداز سے تاب ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

جلد ۱۱۱۲ (سین اور سکون سے)

ابن شہرہ العتقی * بقول ابن یونس: صحابی ہیں مصر میں شریک ہوئے ایسا ہی عبد اللہ بن سعید نے ذکر کیا۔

جلد ۱۱۱۳ جَدِیع بن مُذَیِر * (دونوں نام تصغیر سے ہیں)

المرادی ثم الکلبی از بنی کعب بن عوف جو مراد کا بطن ہے۔ نبی ﷺ کے خادم۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ صحابی ہیں، نبی ﷺ کی خدمت کی لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ابوظہیر بن عبد الرحمن بن مالک کے دادا ہیں۔

جلد ۱۱۱۳ جَدِی (تصغیر ہے)

ابن مرہ بن سراقہ البلو، بنی عمرو بن عوف جو انصار کی ایک شاخ ہے اس کے حلیف۔ ابن سعد * نے ان کا ذکر کیا کہ وہ اور ان کے والد خیر میں شہید ہوئے۔

جلد ۱۱۱۵ جَدِیمہ بن عمرو العصری

از وفد عبد القیس، رشاہی نے انساب میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرمایا: جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد کی صورت میں آئے ان میں جدیمہ بن عمرو، عمرو بن مرحوم اور ہمام بن ربیعہ شامل ہیں۔ ان چار حضرات کا تذکرہ ابو عبید نے بھی کیا ہے، جبکہ ابو عمر اور ابن قحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

باب الحجیم جس کے بعد ذال ہے

جلد ۱۱۱۶ الْجَذَعُ الانصاری ثعلبہ بن زید

جلد ۱۱۱۷ الْجَذَعُ الانصاری *

ابن شاپین نے ان کا تذکرہ پہلے شخص سے جدا کیا ہے۔ شریک بن ابی نمر کی سند سے بحوالہ انصار کے ایک شخص جن کا نام ابن الحجدع ہے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت کے اکثر لوگوں کو اس لئے مال نہیں دیا گیا کہ وہ حق کے منکر ہو جائیں اور ان سے بالکل مال چھینا نہیں گیا کہ وہ سوال کرنے لگ جائیں۔“ * ابوموسیٰ لکھتے ہیں: میں نہیں جانتا یہ ثعلبہ بن زید ہیں یا کوئی اور؟

میں کہتا ہوں: ہاں! یہ دوسری شخصیت ہے۔ اس واسطے کہ ان کا بیٹا ثابت بن ثعلبہ طائف میں شہید ہوا، جن کا زمانہ شریک

* اسد الغابۃ (۳۱۴/۱) الاستیعاب (۳۳۱) * اسد الغابۃ (۷۱۱) * اسد الغابۃ (۷۱۰)

* الطبقات الکبریٰ (۸۹/۴) * اسد الغابۃ (۷۱۲) * جامع المسانید (۶۵۳/۲)

ابن ابی نمیر نے نہیں پایا جس کی وضاحت ان سے مروی حدیث سے ہوگئی لہذا دونوں میں فرق ہو گیا۔

باب الحجیم جس کے بعد راء ہے

۱۱۱۸ الجراح الاشجعی*

طبرانی نے ان کے حالات تو لکھے ہیں لیکن ان کا نسب بیان نہیں کیا۔ انہیں ابو الجراح بھی کہا جاتا ہے۔ ان کی حدیث امام احمد اور ابو داؤد نے عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کی سند سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: مجھے عبد اللہ بن مسعود نے ایک شخص کے بارے میں بتایا جس نے ایک عورت سے شادی کی پھر اس سے ہمستر ہوا اور کچھ مقرر کیے بغیر ہی فوت ہو گیا۔ (حدیث) فرماتے ہیں: تو اشجعی کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا اس کا فیصلہ ہمارے لیے نبی ﷺ نے بروع بنت واشق کے بارے میں کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس پر اپنے دو گواہ لاؤ“۔ فرماتے ہیں: تو ابوشان اور جراح جو اشجعی کے دو آدمی تھے انہوں نے گواہی دی (اور آپ ﷺ نے اس کے لئے مہر مثل مقرر فرمایا)۔

۱۱۱۹ جراد بن عبس*

ان کا شمار بصرہ کے دیہاتیوں میں ہوتا ہے۔ ابن مندہ نے عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة (جو متروک راوی ہے) کی سند سے بحوالہ قرہ بنت مزاحم روایت کی ہے۔ انہوں نے ام عیسیٰ بنت جراد سے سنا وہ اپنے والد جراد بن عبس یا ابن عیسیٰ کے حوالہ سے نقل کرتی ہیں۔ فرمایا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے کنویں ہیں وہ کیسے میٹھے ہوں گے؟ (حدیث)

۱۱۲۰ جراد العقیلی

عبد اللہ کے پدر بزرگوار ابن مندہ نے یعلیٰ بن اشدق سے (جو متروک راوی ہے) بحوالہ عبد اللہ بن جراد العقیلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ روانہ فرمایا جس میں قبیلہ ازد اور اشجری لوگ تھے۔ وہ غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔ (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: یہ روایت خود عبد اللہ بن جراد سے مشہور ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن کلبی نے انسب میں جراد بن مشتق بن عامر بن عقیل کا ذکر کر کے فرمایا: نبی ﷺ کے پاس آئے بظاہر وہ یہی ہیں ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۲۱ (ز) جرثوم ابو شبلہ لخثی۔ ان کا اس کے علاوہ کچھ اور بھی ذکر کیا گیا ہے جو کتبوں میں آئے گا۔

۱۱۲۲ (ز) جزجرہ الاسرافیلی حائے یہ قطعی میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۲۳ جرج

ابو نعیم نے اس میں جواہر بن بشکوال اور ابواسحاق بن الامین نے واقعہ بیان کیا ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے حوالہ سے اسد بن



وداعہ کی حدیث بیان کی کہ ایک بزرگ نامی شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! میری اہلیہ میری بات نہیں مانتی۔ (حدیث) لفظ جزء جیم کے زبر زائے سکون آخر میں ہمزہ میں درست نام آئے گا۔

۱۱۲۳ جرموز الہجیمی

ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: جرموز قرطبی بصری، صحابی ہیں۔ ابن قانع نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: جرموز بن اوس بن عبد اللہ بن جریر بن عمرو بن انمار بن جیم بن عمرو بن جیم۔ بقول ابن اسکن صحابی ہیں۔ بصری میں ان کی حدیث ملتی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ابوعامر العقدی کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن حوزہ قرطبی، بنی جیم کے ایک شخص سے وہ جرموز سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام احمد وغیرہ نے عبدالصمد بن عبدالوارث کی سند سے بحوالہ عبد اللہ بن حوزہ، ایک شخص سے جس نے جرموز نجفی سے سنا فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں زیادہ لعن طعن نہ کرنا۔ اسے ابن اسکن نے مسلم بن قتیبہ کی سند سے بحوالہ عبید اللہ بن حوزہ، میں نے انہیں بڑھاپے کی وجہ سے ان کی چارپائی پر انہیں دیکھا فرماتے ہیں: مجھ سے جرموز نے بیان کیا پھر وہ روایت ذکر کی۔ اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ عبید اللہ نے ان سے یہ روایت کسی واسطے سے سنی ہو پھر براہ راست ان سے سنی ہو۔ پہلی روایت میں مبہم شخص جس کے متعلق بغوی اور ابن اسکن نے یقین کیا ہے کہ وہ ابو جمہر جیمئی ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: اسی طرح ان سے ان کے بیٹے حارث بن جرموز بھی روایت کرتے ہیں، یہی قول ابن ابی حاتمؒ کا بحوالہ ان کے والد ہے۔

۱۱۲۵ (ز) جرحہم

بقول بعض یہ ابو ثعلبہ کا نام ہے۔ یہ قول بغوی نے امام احمد کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ ایسے ہی رشاطی اور ابو عمر نے بھی ذکر کیا۔

۱۱۲۶ جرو السدوسی (راء ساکن پھر واؤ بقول بعض ز پھر ہمزہ سے)

ابن مندہ نے محمد بن جابر کی سند سے بحوالہ حفص بن المبارک بنی سدوس کے جرد نامی شخص سے فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس یمامہ کی کھجوریں لائے، آپ نے فرمایا: یہ کونسی قسم کی کھجوریں ہیں؟ (حدیث) فرماتے ہیں: یہ اجنبی روایت ہے (لیکن) اس کا مخرج اچھا ہے۔

میں کہتا ہوں: محمد بن جابر یمامی ضعیف راوی ہے اسی حدیث کو ابو قیس نے ابن مندہ کی سند سے نقل کیا ہے شاید انہیں اس کے علاوہ کوئی طریق نہیں ملا۔

اسد الغابۃ (۷۱۸) الاستیعاب (۲۷۰) الجرح والتعديل (۶۷/۲)

مسند احمد (۷/۵) مجمع الزوائد (۷۱/۸) المعجم الكبير (۲۸۳/۲، ۲۸۴) المستدرک (۴۹۸/۴)

التاريخ الكبير (۲۴۸/۲) الترغيب والترهيب (۴۷۰/۲)

الجرح والتعديل (۶۷/۲) اسد الغابۃ (۷۱۹)

مجمع الزوائد (۴۱/۵) کنز العمال (۳۸۳۲۶)

۱۱۲۶ جرو بن عمرو العذری

بقول بعض تغیر سے اور بعض نے جزء زاء، اور ہمزہ سے اور بعض نے جزی زاء کے زیر اور اس کے بعد یاء سے کہا ہے۔ میں نے استیعاب کے صحیح نسخہ میں جزء ہروذن خفاء لکھا دیکھا ہے۔ ابن مندہ نے ابو ثمامہ بن الضریس بن ربیع کی سند سے بحوالہ ان کے والد ربیع وہ اپنے والد اقصیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جرو بن عمرو نے ان سے بیان کیا: وہ نبی ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر بنوائی کہ ”تم پر جمع ہونا اور عذر دینا واجب نہیں۔“ یہ سند مجہول ہے۔

۱۱۲۸ جنول بن مالک

بن عمرو ابی بنی تخی بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف اوی انصاری، بقول بعض زاء اور ہمزہ سے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۲۹ جرو بن الاحنف

بن سبط بن امری القیس بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی۔ بقول بعض یہ رجاء بن حیوہ کا نام ہے۔ جو احمد بن محمد بن الحجاج بن رشدین کا قول ہے۔ طبرانی نے جاریہ بن مصعب کی سند سے بحوالہ رجاء بن حیوہ، بحوالہ اپنے والد، اپنے دادا جو صحابی رسول ﷺ ہیں، فرماتے ہیں: حنین کے قیدیوں میں سے ایک لڑکی آپ ﷺ کے پاس سے گزری، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کس کی ہے؟ (حدیث) ان کے دادا کا نام راوی نے نہیں لیا۔ اس بارے میں حافظ ابن عساکر نے دو اور قول نقل کیے ہیں، ایک جندل نون سے دوسرا دال کے بدلے زاء سے۔

۱۱۳۰ جرو بن عباس

بن عامر انصاری۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ابن اسحاق اور خلیفہ نے شہدائے یمامہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: ابن ماکولہ کی کتاب میں ہے: جرو (جیم کے پیش اس کے بعد راء سے ہے) ابن عیاش (یا اور شمین سے) از بنی مالک بن اوس یہ عطار دی کی، یونس بن یکیر سے بحوالہ ابن اسحاق روایت ہے اور ابراہیم بن سعد کی ان سے روایت میں جرو بن عباس ہے شروع کے زیر با اور سین سے۔ موسیٰ بن عقبہ کے ہاں جیم کے زیر زاء کے سکون اور اس کے بعد ہمزہ سے ہے۔ با اور سین پر اتفاق کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۱۳۱ جنول

انہیں جرو بن مالک ابن عمرو بن عویمیر بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری بھی کہا جاتا ہے۔ ابن کلیں نے ان کا ذکر کیا کہ ہمر بن ابی ارطاة نے جب مدینہ پر حضرت امیر معاویہ کی جانب سے چڑھائی کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی

اسد الغابۃ (۷۲۰) * کنز العمال (۳۰۳۱۲) * اسد الغابۃ (۷۲۴) * اسد الغابۃ (۷۲۲) * المعجم الکبیر (۷۶۶/۲۲)

اسد الغابۃ (۷۲۳) الاستیعاب (۳۵۲) * الاکمال (۱۳۴/۱) * اسد الغابۃ (۷۲۴)

خلافت کا آخری دور تھا تو مدینہ میں ان کا مکان گرا دیا۔ اس لیے کہ یہ ان لوگوں میں شامل تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف باغیوں کو مدد دی تھی۔

۱۱۳۲ جوزہد بن حوئلہ*

بن بکرہ بن عبدالمیل بن زرعہ بن رزاح بن عدی بن سہم بن قسیم بن مازن بن حارث بن سلامان بن اسلم بن اقصی اسلمی۔ اہل صفہ میں شامل تھے کنیت ابو عبد الرحمن تھی، لوگ کہتے ہیں: شریف انسان تھے، ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ ان کی مشہور حدیث ”ران (پردہ) ستر ہے۔ محدثین کا اس کی سند میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ ابن حبان نے اسے صحیح کہا ہے، فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے ان کے علاوہ دیگر علماء کا کہنا ہے: ”اہل مدینہ میں“ یہی صحیح ہے۔

ابن السکن نے ابیاس بن سلمہ بن اوع کی سند سے بحوالہ مسلم بن جرہد، چچا زاد سے وہ اپنے والد سے (جو حدیبیہ میں شریک تھے) روایت کرتے ہیں، پھر وہ حدیث ذکر کی۔ طبرانی* نے زرعہ بن عبد الرحمن بن جرہد کی سند سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ وہ اصحاب صفہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور سفیان بن فروہ کی سند سے بحوالہ بنی جرہد کے کسی شخص سے وہ جرہد سے کہ انہوں نے بائیں ہاتھ سے کھایا تو نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔“ انہوں نے عرض کیا: اس میں تکلیف ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس پر پھونک ماری۔ پھر مرتے دم تک انہیں تکلیف نہیں ہوئی۔ واقدی فرماتے ہیں: مدینہ میں ان کا گھر تھا، اس میں یزید کی حکومت کے آخری ایام میں فوت ہوئے۔

۱۱۳۳ جریج الاسرائیلی

پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہوئے۔ ابوطی بن اسحق (جو ایک متروک و مجہم بالکذب راوی ہے) کی کتاب السنن میں ان کا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی سند سے بحوالہ اہل بیت حضرت علی رضی اللہ عنہ تک کی روایت کرتے ہیں کہ ایک جریج نامی یہودی تھا... پھر ان کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی۔ میں نے اس لفظ کو دوسری جگہ جو بن جرحہ لکھا پایا ہے۔

۱۱۳۴ جریج الجندی

جدید میں تذکرہ ہو گیا ہے۔

۱۱۳۵ جریب بن الارقطہ*

فرماتے ہیں: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کو دیکھا آپ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ((اعطیت الشفاعۃ)) ”مجھے (قیامت کے روز خصوصی) شفاعت عطا کی گئی۔“* اسے ابن مندہ نے یعلیٰ بن اشدق (جو متروک راوی ہے) کی سند سے

* اسد الغابۃ (۷۲۵) الاستیعاب (۳۶۳) * المعجم الکبیر (۲/۲۷۲) * اسد الغابۃ (۷۲۷)

* بخاری کتاب التیمم باب (حدیث ۳۳۵) مسلم کتاب المساجد باب المساجد ومواضع الصلاۃ (۱/۱۶۳)

نسائی کتاب الغسل باب التیمم بالصعید (۴۳۰) السنن الکبریٰ (۴۳۳/۲) مسند احمد (۳۰۱/۱)

المعجم الکبیر (۱۱۰/۴۷/۱۱) (۱۳۵۲۲/۱۲) السنۃ لابن ابی عاصم (۳۷۳/۲)

روایت کیا ہے۔

۱۱۳۱) جریر بن اوس *

بن حارث حائلی۔ خرم کے بھائی۔ ابو عمر فرماتے ہیں: دونوں بھائی ایک ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ وہی جریر ہیں جن سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: تمہارا سردار کون ہے؟ انہوں نے کہا: جو ہمارے سائل کو عطا کرے اور جاہل کو معاف کر دے۔ تو حضرت معاویہ نے فرمایا: ”جریر! تم نے بہت بہتر کہا۔“ *

۱۱۳۲) جریر بن عبد اللہ *

بن جابر بن مالک بن نضر بن ثعلبہ بن جشم بن عوف بن خزیمہ بن حرب بن علی الحکلی مشہور صحابی ہیں۔ کنیت ابو عمرو اور بقول بعض ابو عبد اللہ تھی۔ وہ کس وقت مسلمان ہوئے اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ طبرانی * کی الاوسط میں حصین بن عمر الاحمسی کی سند سے بحوالہ اسلمیل بن ابی خالد، قیس بن ابی حازم، جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے میں آپ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: ”تم کس وجہ سے آئے؟“ میں نے عرض کیا: مسلمان ہونے، آپ نے اپنی چادر میری طرف پھیلا کر فرمایا: ”جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔“ اس سند میں حصین ضعیف راوی ہے۔ اگر صحیح ثابت ہو جائے تو اسے مجاز پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی جب ہمیں نبی ﷺ کی بعثت کی خبر ملی، یا محذوف (کچھ عبارت پوشیدہ) پر محمول کیا جائے گا۔ یعنی جب آپ ﷺ مبعوث ہوئے اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور آپ مدینہ تشریف لائے اس کے بعد قریش وغیرہ سے جنگ کی، فتح مکہ ہوئی اور آپ کے پاس کئی وفود آئے۔ ابن حزم نے ان کی اس روایت پر بھروسہ کیا کہ وہ نبی ﷺ کی وفات سے چالیس روز قبل مسلمان ہوئے، جو غلط ہے۔ صحیحین میں ان سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے، آپ نے ان سے فرمایا: ”حجۃ الوداع میں لوگوں کو خاموش رہنے کا کہو۔“ * اور واقدی نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ وہ ۱۰ھ کے رمضان میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اور ذی الحصلہ کی طرف ان کی روانگی اس کے بعد ہوئی۔ اور انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ پورا حجۃ الوداع اسی سال گزارا۔

لیکن میرے نزدیک اس میں تاہل ہے اس واسطے کہ شریک نے شیبانی سے انہوں نے شعی سے بحوالہ جریر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت جریر نے فرمایا، ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا: ”تمہارا نجاشی بھائی فوت ہو گیا۔“۔ (حدیث) اسے طبرانی * نے نقل کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جریر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا زمانہ ۱۰ھ سے پہلے کا ہے۔ اس واسطے کہ نجاشی کی وفات اس سے پہلے ہوئی ہے۔ حضرت جریر خوبصورت و رعنا شخص تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے: یہ اس اُمت کا یوسف ہے۔ عراقی جنگوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمام بحیلہ لوگوں سے انہیں پیش پیش رکھا۔ ان لوگوں کا فتح قادیسیہ میں نمایاں اثر ہے۔ اس کے بعد حضرت جریر کو ذرہ رہنے

* اسد الغابۃ (۷۲۸) الاستیعاب (۳۲۷) * اسد الغابۃ (۳۶۹/۱) الاستیعاب (۳۱۱/۱)

* اسد الغابۃ (۷۳۰) الاستیعاب (۳۲۶) * المعجم الكبير (۲۲۶۶)

* بخاری کتاب العلم باب الانصات للعلماء (۱۶۱) مسلم کتاب الایمان باب بیان معنی قول النبی ﷺ لا ترجعوا... (۲۲۰)

* المعجم الاوسط (۵۹۸۳، ۸۵۲۵)

گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں قاصد بنا کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا۔ اس کے بعد یہ دونوں فریق سے جدا ہو کر قریسا میں ہی سکون پذیر رہے یہاں تک کہ ۵۱ھ اور بقول بعض ۵۲ھ میں فوت ہو گئے۔

صحیح روایت میں ہے کہ آپ علیہ السلام نے انہیں ذی الخلفہ بھیجا جسے یہ منہدم کر آئے۔ اسی روایت میں ان سے مروی ہے، فرمایا: جب سے میں مسلمان ہوا آپ علیہ السلام نے کبھی مجھے اپنے پاس آنے سے نہیں روکا۔ اور جب مجھے دیکھتے تبسم و مسکان فرماتے۔ بنوی نے قیس کے طریق سے بحوالہ جریر رضی اللہ عنہ نقل کیا، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے (لنگوٹ میں) کپڑوں کے بغیر دیکھ کر فرمایا: میرے خیال میں حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق جو کچھ ذکر کیا جاتا ہے اس طرح کی صورت صرف اس نوجوان کو ملی ہے۔ ابراہیم بن اسلمیل کھلی کی سند سے مروی ہے کہ حضرت جریر کا قد چھ ہاتھ لمبا تھا۔ اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کی ہے: ”جریر ہم اہل بیت سے ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ان سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: جریر میری خدمت کرتے حالانکہ وہ عمر میں مجھ سے بڑے تھے (محض اس وجہ سے کہ حضرت انس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے)۔“ اسے یحییٰ بن نے نقل کیا ہے۔

۱۱۳۸ جریر بن عبد اللہ الحمیری

ابن عساکر فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ پھر سیف بن عمر سے فتوح میں بحوالہ محمد، ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب یمامہ سے عراق جانے کا عزم کیا تو لشکر کو نئے سرے سے ترتیب دی، پہلے صحابہ کو طلب کیا پھر ان میں سے زرہ پوشوں کو تلاش کیا اور فرمایا: ”قضاء قبیلہ پر یمن کی طرف جریر بن عبد اللہ حمیری، اقزح بن عبد اللہ کے بھائی قاصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے۔“ اور وہ قصہ ذکر کیا۔ اسی طرح سیف ذکر کرتے ہیں کہ یہی جریر بن عبد اللہ جنگ یرموک میں مدینہ جانے کے قاصد تھے۔ سیف نے مختلف مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک اور ابن الاثیر نے تجرید میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض: جریر بن عبد الحمید سے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ لفظی غلطی ہے۔

۱۱۳۹ جریر بن مغدان الکندی

خشیش میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۴۰ جری الحنفی (جیم کے بعد را تصغیر ہے)

ابن مندہ ”سلام طویل“ کی سند سے بحوالہ اسلمیل بن رافع، حکیم بن سلمہ وہ بنی حنیفہ کے جری نامی شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اکثر اوقات جب میں نماز میں ہوتا ہوں تو میرا ہاتھ میری شرمگاہ پر

بخاری کتاب الجہاد والسیر باب من لا یثبت علی الخیل (۳، ۳۵)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جریر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ (۶۳۱۴)

المعجم الكبير (۲۹۲، ۲۹۱/۲) * اسد الغابة (۷۲۹) * اسد الغابة (۳۱۹/۱) * اسد الغابة (۷۲۲)

جاگتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنی نماز جاری رکھا کرو“۔ فرماتے ہیں: اجنبی روایت ہے۔
میں کہتا ہوں: سلام اور اسی طرح اسلعل دونوں ضعیف ہیں۔

(ن) جری بن عمرو العذری جرد میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(ن) جرتی (بے نسبت) بعد والے میں ذکر آئے گا۔

جزء (جیم) کے زبرزا کے سکون اور ہمزہ سے یا زا کے زیر اور اس کے بعد یاء) نامی حضرات کا ذکر
باب الجیم جس کے بعد زا ہے

جزء بن انس السلمی

ابن ابی عاصم نے ان کا ذکر کیا اور نائل بن مطرف بن عبد الرحمن بن رزین بن انس کی سند سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:
میں نے اپنے والد اور دادا کے پاس نبی ﷺ کا تحریر کروایا ہوا ایک نوشتہ دیکھا جو آپ نے رزین بن انس کے لیے لکھوایا، وہ ان کے دادا
کے چچا ہیں۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں: رزین کے لیے جو تحریر تھی اس میں جزء کا ذکر نہیں۔

میں کہتا ہوں: ابو محمد بن حزم نے عبد الکریم بن امیہ کے طریق سے نقل کیا ہے کہ جزء بن انس نے رسول اللہ ﷺ سے
خرگوش کے بارے میں پوچھا، آپ نے فرمایا: تم اسے نہیں کھاتے۔ (حدیث) ابو عمر کہتے ہیں: جری (جیم اور را سے) بے نسبت ہیں۔
انہوں نے نبی ﷺ سے گود، لومڑی اور حشرات الارض کے بارے میں پوچھا، اس کی سند قوی نہیں سارا دارودہ عبد الکریم بن امیہ پر
ہے۔ اسی طرح انہوں نے جری (جیم) کے زبرزا کے زیر اور اس کے بعد یاء) میں اس کا ذکر کیا ہے۔ میرے خیال میں یہ وہی ہیں جن
کا ابن حزم نے ذکر کیا ہے۔

جزء بن العذر جان

بن مالک الیمانی۔ ابن مندہ نے ہاشم بن محمد بن ہاشم بن جزء بن عبد الرحمن بن جزء بن الحد زحان بن مالک کی سند سے
بحوالہ ان کے والد ان کے دادا وہ اپنے والد عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھ سے میرے والد جزء بن الحد جان نے (جو
صحابی رسول ﷺ ہیں) بیان کیا کہ میرے بھائی قذ ابن الحد جان نبی ﷺ کے پاس اپنے ایمان اور اپنے گھرانے کے لوگوں کے
ایمان کی یمن سے اطلاع دینے گئے یہ چھ سو گھرتے جنہوں نے حد جان کی بات مانی اور حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے۔ راستے میں
انہیں نبی ﷺ کا لشکر ملا، قذ اد نے ان سے کہا: میں مومن ہوں۔ انہوں نے اس کی بات نہ مانی اور اسے قتل کر دیا، مجھے اطلاع ملی تو میں

کنز العمال (۲۷۱۷۹) جامع المسانید والسنن (۷۷/۳) اسد الغابۃ (۷۳۵)

اسد الغابۃ (۷۳۶)

الاحاد والمثنائی (۱۰۷/۳)

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چل نکلا جس پر یہ آیت:

”اے ایمان والو! جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں سفر کرو تو اچھی طرح چھان بین کر لیا کرو“۔ (سورۃ النساء: ۹۴)

تو نبی ﷺ نے مجھے میرے بھائی کی دیت سو سرخ اونٹنیاں دیں۔ (اسی دوران) میں غنی طے سے جنگ کی جہاں سے مجھے بہت سی غنیمتیں اور چالیس قیدی عورتیں ہاتھ لگیں اور انہیں مدینہ لے آیا، جن سے نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کی شادیاں کرا دیں۔[❖] یہ سند مجہول ہے ابن ماکولا کے ہاں لکھا ہے: جزء بن الحدرد صحابی ہیں ایسا ہی ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے، شاید وہ یہی ہوں جن کے والد کے نام میں اختلاف ہو گیا ہو۔ جبرہ ابن کلیب میں ازد کے نسب میں لکھا ہے: عبدالملک بن جزء بن الحدرد جان شام میں شریف النسب تھے، حجاج کے زمانہ میں والی بنے۔

۱۱۳۵ (ز) جزء بن سہیل السلمي

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے اور ثابت بن قاسم نے ”دلائل“ میں نصر بن علقمہ کی سند سے بحوالہ جبیر بن نفیر، عبداللہ بن حوالہ سے روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے پاس تھے آپ نے فرمایا: ”خوشخبری پاؤ“۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا، اس میں ہے میں نے عرض کیا: شام کون جاسکتا ہے؟ وہاں تو بالوں والے روی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ ضرور تمہیں اس میں خلافت عطا فرمائے گا یہاں تک کہ ان میں کی سفید چروں والی جماعت تم میں سے کالے شخص کی حکم بجا آوری کے لیے کھڑی ہوگی وہ انہیں جو حکم دے گا وہ کر گزریں گے۔“[❖] فرماتے ہیں: میں نے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کو فرماتے سنا: تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نے مذکورہ علامت جزء بن سہیل سلمیٰ میں پہچان لی وہ غمیوں کے والی بنے، جبکہ وہ رنگ کے سیاہ اور چھوٹے قد کے تھے۔ یہ لوگ ان غمیوں کو ان کے ارد گرد کھڑے دیکھتے، جس کام کا انہیں حکم دیتے وہ کرنے لگ جاتے تو اس حدیث کی وجہ سے انہیں تعجب ہوا۔

۱۱۳۶ جزء السدوسی

www.KitaboSunnat.com

۱۱۳۷ جزء العذری

۱۱۳۸ جزء بن عباس

۱۱۳۹ جزء بن مالک از بنی جحجیسی، سب کا ذکر جرد اور جردل میں گزر چکا ہے۔

۱۱۵۰ جزء بن معاویہ[❖]

بن حصین ابن عبادہ بن النزال بن مرہ بن عبید بن معاس بن عمرو بن کعب بن سعد بن زید مناۃ بن تمیم بنی سعدی، اخف بن قیس کے چچا۔ ابو عمر فرماتے ہیں وہ ابواز پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے گورز تھے۔ بقول بعض: صحابی ہیں[❖] لیکن یہ قول صحیح نہیں۔

❖ جامع المسانید والسنن (۸۰، ۷۹/۳) ❖ مشکل الآثار (۳۶/۲)

❖ اسد الغابۃ (۷۴۳) الاستیعاب (۳۶۹) ❖ اسد الغابۃ (۳۲۳/۱) الاستیعاب (۳۳۸/۱)

یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ اُس دور میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ جزء اتنا عرصہ زندہ رہے کہ زیادہ کے کئی عہدے پر فائز ہوئے۔ یہ بات ”بلاذری“ نے انساب الاشراف میں ذکر کی ہے۔

۱۱۵۱ (ز) جزو (بے نسبت)

بقول ابن مندہ: اہل شام میں شمار ہوتے ہیں۔ طبرانی نے معاویہ بن صالح کی سند سے بحوالہ اسد بن دواع روایت کیا ہے کہ ان سے جزء نامی شخص نے بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میری اہلیہ میری نافرمانی کرتی ہے، میں اسے کیسے سرزنش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تین بار غصہ و معافی سے کام لو اس کے بعد اگر سر اودینا بھی چاہو تو بقدر گناہ دو، دیکھنا چہرے پر مارنے سے بچنا۔“ ابو مسعود رازی نے اسی سند سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: اسد بن دواع سے بحوالہ جزء نامی شخص جو نبی ﷺ کے پاس آئے۔ پھر وہ روایت ذکر کی۔ جبکہ ابن بکوال اور ابن الامین نے ابو نعیم کی طرف یہ قول منسوب کر کے بحوالہ طبرانی مذکورہ سند سے ان کا ذکر بخرج (جیم کے پیش را کے سکون اور اس کے بعد جیم سے) نامی لوگوں میں کیا ہے۔ رائج وہی ہے جو پہلے گزر چکا۔ واللہ اعلم

۱۱۵۲ جزئی

ابو خزیمہ سلمی، سلمی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن نے یحییٰ بن محمد الجاری کی سند سے بحوالہ حصین بن عبد الرحمن (جن کا تعلق اہل دلفینہ سے ہے) حبان بن جزئی وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس قاصد بن کرائے آپ نے انہیں پہننے کو دو کپڑے دیے۔ اور طبرانی نے اسی سند سے ان الفاظ میں یہ روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک قیدی لایا گیا نبی ﷺ کے پاس آپ کے صحابہ تھے۔ جنہوں نے اسے حالت شرک میں گرفتار کیا تھا۔ پھر مسلمان ہوئے تو جزء بھی اسلام لے آیا۔ آپ نے فرمایا: ”عائشہ کے پاس جاؤ وہ تمہیں دو چادریں دے گی۔“ ابن مندہ نے اسے حدیث جزء سے یوں ذکر کیا ہے کہ جزء کو دو چادریں پہننے کو دیں اور وہ اسلام لائے تھے۔

باب الحجیم جس کے بعد سین ہے

۱۱۵۳ جسر بن وہب

بن سلمہ ازوی: دار قطنی نے مؤلف میں ان کا ذکر کیا اور وجیہ بن عمارہ کی سند سے بحوالہ ابو عمارہ بن دجی بن جسر، انہوں نے جسر بن زهران وہ اپنے دادا جسر بن وہب سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”(اللہ کی راہ میں جنگی) گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک خیر و برکت رکھ دی گئی ہے۔“ یہ مجہول سند ہے بقول ابن ماکولا * یہ نام جیم کے زیر سے ہے۔

* اسد الغابۃ (۷۴۰) المعجم الكبير (۲/۲۱۳) * اسد الغابۃ (۷۴۲) الاستيعاب (۳۶۸)

* المعجم الكبير (۲/۲۶۸) * اسد الغابۃ (۷۴۴)

* مسلم کتاب الزکاة باب اثم مانع الزکاة (۲۶) ترمذی کتاب فضائل الجہاد باب فضل من لربط فرسا فی سبیل اللہ (۱۶۳۶)

المستدرک (۹۱/۵) المعجم الكبير (۲/۳۸۵) کنز العمال (۳۵۲۴۴) حلیۃ الاولیاء (۳/۴۳) * الاکمال (۲/۱۰۰)

باب الحجیم جس کے بعد شین ہے

۱۱۵۳ جشیب* (جیم کے زبر شین نقطوں والا پھر یا ہے آخر میں با ہے)

ابن ابی عاصم*۔ ابن ابی ندیک کے طریق سے بحوالہ جیم بن عثمان، ابن جشیب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے برکت کی امید سے میرا نام رکھا تو برکت اس کی طرف آ جائے گی اور قیامت تک رہے گی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اگر یہ جشیب وہی جشیب ہیں جن سے سعید بن سوید نقل کرتے ہیں تو وہ پرانے تابعی ہیں جو حضرت ابو برداء رضی اللہ عنہ کے اصحاب میں شامل ہیں۔

باب الحجیم جس کے بعد عین ہے

۱۱۵۵ جُعَال بن زیاد علیل میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۵۶ جُعَال بن سراقہ ضمری* / غفاری / ثعلبی

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور اسامہ بن زید بن اسلم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ عوف بن سراقہ سے وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، اس وقت آپ اُحد کی جانب متوجہ تھے: ”مجھے کسی نے کہہ دیا کہ تم کل قتل کر دیے جاؤ گے“۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا سارا زمانہ کل آئندہ نہیں؟“* ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علماء نے علیل بن سراقہ کا بھی ذکر کیا ہے (لیکن) مجھے معلوم نہیں آیا وہ اسی (نام) کی تغیر ہے یا کوئی اور شخصیت ہے؟ میں کہتا ہوں: احتمال ہے کہ ان کے بھائی ہوں۔ واقعی مغازی میں عرباض بن ساریہ کی سند سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے تو جُعَال بن سراقہ اور عبد اللہ بن مغفل نمودار ہوئے۔ پھر ہم تینوں نے آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا اس کے بعد وہ قصہ ذکر کیا۔

موسیٰ بن عقبہ غزوہ بنی مصطلق کے واقعہ میں ذکر کر چکے ہیں: اصحاب رسول ﷺ میں ایک جُعَال نامی شخص تھے جن کے متعلق گمان ہے کہ وہ بنی ثعلبہ سے تعلق رکھتے تھے اور دوسرے صاحب بنی غفار سے تھے، جن کا نام حجابہ تھا۔ دونوں کی آوازیں بلند ہونیں، پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں طوالت ہے۔ مغازی میں ابن اسحاق کا قول ہے: جب شعبان میں نبی ﷺ نے غزوہ بنی مصطلق کیا جو ۶ھ کا واقعہ ہے تو مدینہ میں جُعَال ضمری کو مقرر فرمایا۔ یہ موسیٰ بن عقبہ کے قول کے مخالف ہے کہ وہ غزوہ بنی مصطلق میں ان کے ساتھ تھے۔ دونوں میں جمع کی یہ صورت بنتی ہے کہ انہیں دو شخصیتیں تسلیم کیا جائے۔

* اسد الغابۃ (۷۴۵) * الاحاد والمثنائی (۲۷۵/۵) * اسد الغابۃ (۷۴۸) الاستیعاب (۳۷۱)

* اسد الغابۃ (۳۲۵/۱) الاستیعاب (۳۲۸/۱)

۱۱۵۷ (ز) جمال الحبشی

ابن شاپین نے اعش کے طریق سے ایک ضعیف سند سے بحوالہ مجاہد، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ سے آکر کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں کہ اگر میں آپ کے سامنے قتال کرتے کرتے شہید ہو جاؤں تو میرا رب مجھے جنت میں داخل فرمائے گا اور میری حقارت نہیں کرے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ وہ کہنے لگا: میرا پسینہ بدبودار اور میرا رنگ سیاہ ہے، پھر بھی؟ اسی میں ہے کہ وہ شہید ہو گئے۔

ابوموسیٰ انہیں بے نسبت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: میں نہیں جانتا آیا یہ وہی یعنی ابن سراقہ ہیں یا کوئی اور؟ ابن الاثیر فرماتے ہیں: بلکہ یہ دوسری شخصیت ہے۔
میں کہتا ہوں: کتاب الانساب میں صفار نے ان کا یوں ذکر کیا ہے، الحبشی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۵۸ (ز) الجعد بن قیس المرادی

شاعر اور بنی غطف کے فرد ہیں۔ ابوسعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفیٰ“ نامی کتاب میں ان کی حدیث روایت کی ہے، فرماتے ہیں: جعد بن قیس نے فرمایا: اس وقت وہ سو سال کے ہو چکے تھے۔ ہم چار شخص زمانہ جاہلیت میں حج کے ارادے سے نکلے، یمن کی کسی وادی سے ہمارا گزر ہوا، رات ہوئی تو ہم نے وادی کے (جن) سردار کی پناہ طلب کی اور اپنی سواریاں باندھ دیں۔ جب رات تھی اور میرے ساتھی سو گئے تو مجھے دادی کے کونے سے کسی کہنے والے کی آواز آئی: ”اے پڑاؤ کرنے والے سوارو! جب تم مقام حطیم اور زمزم پر کھڑے ہونا تو محمد (ﷺ) کو جو مبعوث ہوئے ہیں ہماری طرف سے سلام کہہ دینا جو ان کے ساتھ رہے جب بھی وہ چلیں یا (چلنے کا) قصد کریں اور ان سے کہہ دینا ہم آپ کے دین کے مددگار ہیں، اس کی ہمیں مسیح ابن مریم علیہ السلام نے وصیت کی ہے۔“ پھر یہی حدیث ذکر کی جس میں ان کے اسلام لانے کا قصہ ہے۔

۱۱۵۹ جعدہ بن خالد

بن الصمد الجشمی۔ امام احمد اور نسائی نے ان کی دو حدیثیں روایت کی ہیں۔ ان میں سے ایک کی سند صحیح ہے ان کی حدیث بصریین سے ملتی ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کوفہ میں فروکش ہوئے۔ ابن قانع نے ان کا نام ابو محابہ بتایا ہے۔

۱۱۶۰ جعدہ بن ہانی الحضرمی

ابن مندہ محفوظ بن علقمہ کے طریق سے بحوالہ ابن العائد روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے مقدم کندی، جعدہ بن ہانی اور ابو عتبہ نے بتایا کہ نبی ﷺ نے انہیں مدینہ میں ایک نصرانی شخص کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا، اگر وہ انکار کر دے تو اس کا مال

اسد الغابۃ (۷۴۹) * اسد الغابۃ (۳۲۵/۱) * اسد الغابۃ (۷۵۰) الاستیعاب (۳۲۰)

مسند احمد (۴۷۱/۳) عمل اليوم والليلة (۱۰۶۴) * اسد الغابۃ (۷۵۱)

نصائف تقسیم کردے۔

۱۱۶۱ جعدہ بن ہبیرہ الاشجعی

کوفی ہیں۔ یزید ازدی ان سے بحوالہ نبی ﷺ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں۔“ ان کی حدیث اور یس اور داؤد (جو دونوں یزید اودی کے بیٹے ہیں) کے ہاں بحوالہ ان کے والد، ان سے مروی ہے ایسا ہی ابن عبد البر نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی سے علیحدہ ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: غالب گمان یہی ہے کہ وہ یہی ہیں۔ کیونکہ حدیث کو عبد اللہ بن ادریس نے اپنے والد، اپنے دادا سے بحوالہ جعدہ بن ہبیرہ مخزومی روایت کیا ہے۔ میں کہتا ہوں: لیکن میں نے نہیں دیکھا جس نے ان کا تذکرہ کیا ہو اس نے انہیں اشجعی کہا ہو۔ ہاں! ابن ابی شیبہ، احمد بن منیع، ابن ابی عاصم بغوی، باوردی، ابن قانع، طبرانی اور حاکم نے جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کے سوانح میں نقل کی ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب لکھا ہے وہ یہی مخزومی ہیں، لگتا ہے ابن عبد البر کو انہیں دوسری شخصیت بنانے میں وہم ہوا ہے۔ ابن ابی حاتم نے ذکر کیا کہ ان کے والد نے ان لوگوں سے یہ حدیث وحدان بن جعدہ مخزومی کے سوانح میں بیان کی ہے اور یہ بھی کہا کہ جعدہ تابعی ہیں۔

۱۱۶۲ جعدہ بن ہبیرہ

ابن ابی وہب بن عائد بن عمران بن مخزوم قریشی مخزومی، ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ بلا اختلاف انہیں دیدار نبوی حاصل ہے۔ اس واسطے کہ ان کے والد فتح مکہ کے بعد کافر قتل ہوئے۔ ان کے صحابی اور ان کے سماع کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے جسے میں ان شاء اللہ قسم ثانی میں تفصیل سے بیان کروں گا۔

۱۱۶۳ جعدہ (بے نسبت)

ان کے ہتھکریا لے بال تھے اس وجہ سے نبی ﷺ نے ان کا نام ”جعدہ“ رکھ دیا۔ اسے ابو داؤد طیالسی نے محمد بن عبد اللہ بن حسین بن جعدہ سے بحوالہ ان کے گھر کے کسی فرد سے وہ اپنے دادا جعدہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنے والد کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا ہے۔

جامع المسانید (۸۶/۳) * اسد الغابہ (۷۵۲) الاستیعاب (۳۲۹)

بخاری کتاب الجہاد باب لا یشهد علی شہادۃ جور ... (۶۶۵۲)

مسلم کتاب فضائل الصحابۃ باب فضل الصحابۃ ثم الذین یلونہم ... (۶۴۱۹)

ترمذی کتاب المناقب باب ما جاء فی فضل من رأى النبی ﷺ و صحبه (۳۸۵۹)

ابن ماجہ کتاب الاحکام کراہیۃ الشہادۃ لمن لم یتشهد (۲۳۶۲)

مسند احمد (۲۷۷/۴) المستدرک (۱۹۱/۳) (۴۷۱/۳) التاریخ الکبیر (۱۰۲/۱) (۱۸۸/۱)

المعجم الکبیر (۲۸۵/۲) * الجرح والتعديل (۵۲۶/۲)

اسد الغابہ (۶۵۳) الاستیعاب (۳۲۸) * الجرح والتعديل (۵۲۶/۲)

۱۱۶۳ جعشم الخیر بن خلیبہ

بن شامی بن مویب الصدنی۔ درخت تلے بیعت کی۔ نبی ﷺ نے انہیں اپنی قمیض اور اپنے نعلین پہنے کو دیئے اور اپنے بال بھی عطا کیے۔ انہوں نے آمنہ بنت طلح بن سفیان بن امیہ سے شادی کی تھی۔ شریذ بن مالک نے عکاشہ بنی شحو کو شہید کرنے کے بعد انہیں شہید کر دیا۔ * یہ فتنہ ارتداد کا دور تھا۔ ایسا ہی ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔ جہاں تک ابن یونس کا تعلق ہے تو وہ تاریخ مصر میں لکھتے ہیں: وہ فتح مصر میں شریک تھے، اس بنا پر وہ فتنہ ارتداد میں شہید نہیں ہوئے، اس واسطے کہ وہ فتح مصر سے پہلے ہے۔ ابن ماکولا * فرماتے ہیں: شریذ بن مالک سے پہلے آمنہ بنت طلح سے شادی کی۔ یہ صحیح بات کے زیادہ قریب ہے۔ شاید قتلہ تاسے (بجائے قبلہ) لفظی غلطی ہو اور ارتداد میں ضمیر وہم ہو (یعنی لفظ قبل قتل بنا کر اس کے ساتھ ضمیر لگا دی گئی)۔ [عالم ترقی ندوی]

۱۱۶۵ جعفر بن ابی الحکم

بقول بعض جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم۔ یہ بھی کسی نے کہا ہے کہ وہ صحابی ہیں۔ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ "وحدان" میں ان کی ایک روایت یحییٰ بن حسانی سے بحوالہ عبد اللہ بن جعفر وہ عبد الحکم بن صہیب سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے جعفر بن ابی الحکم نے دیکھا، میں برتن میں سے ادھر ادھر سے کھا رہا ہوں۔ فرمایا: "تجھے انا ایسے شیطان کھاتا ہے"۔ آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے سے اپنا ہاتھ نہ بڑھاتے۔ * یہی روایت بخاری نے اپنی تاریخ میں دوسری سند سے عبد اللہ بن جعفر سے بحوالہ عبد الحکم نقل کی کہ انہوں نے جعفر بن عبد اللہ بن ابی الحکم سے یہ روایت سنی ہے، فرماتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے۔ جبکہ ابراہیم نے ایک سند سے عبد اللہ بن جعفر سے بحوالہ عبد الحکم انہوں نے جعفر بن ابی الحکم سے نقل کی ہے۔ فرمایا: مجھے حکم بن رافع بن سنان نے دیکھا۔ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو جعفر کی صحابیت منفی ثابت ہوگی۔ لیکن چونکہ اس کا راوی نعمان بن شہل ضعیف ہے اس لیے مشکل ہے۔ بہر کیف احتمال پھر بھی ہے۔

۱۱۶۶ جعفر بن ابی سفیان

بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم۔ ابن سعد * فرماتے ہیں: ان کے گھرانے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حنین میں شریک تھے۔ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دور پایا ہے اس کے درمیانی عرصہ میں فوت ہوئے۔ ایسا ہی ابن شاپین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال سے ذکر کیا اس میں اتنا اضافہ کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی وفات تک جڑے رہے۔ جبکہ ابو نعیم کا گمان ہے کہ ابن مندہ اس میں منفرد ہیں۔ لیکن ان کا تعاقب ہوا کہ یہ وہم ہے۔ حنین میں ان کے والد ابو سفیان شریک تھے۔ اس بارے میں ابو نعیم کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ابن حبان نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے، اور حنین میں شریک ہوئے۔ ان کی والدہ حمامہ بنت ابی طالب ہیں اور دمشق میں ۵۰ھ میں فوت ہوئے۔

* اسد الغابۃ (۷۵۴) الاستیعاب (۳۸۲) * اسد الغابۃ (۳۳۶/۱) الاستیعاب (۳۴۲/۱) * الاکمال (۲۴۷/۱)

* اسد الغابۃ (۷۵۵) * کنز العمال (۱۸۱۷۵) اتحاف السادة المتقين (۱۱۷/۷) جامع المسانید (۸۹/۳)

* اسد الغابۃ (۷۵۸) الاستیعاب (۳۳۲) * الطبقات الکبریٰ (۳۸/۴)

الاصحاب في حياة النبي ﷺ (جلد ۱) ۲۵۶

بھائی نے ”جس نے اور اس کے والد نے نبی ﷺ سے روایت کی“ نامی کتاب میں لکھا ہے: مقام ابواء میں جعفر بن ابی سفیان اور ان کے والد نبی ﷺ سے ملے اور اسلام لے آئے۔ ان کے والد ابوسفیان کے سوانح میں آئے گا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے ملنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی، جس پر وہ کہنے لگے: اگر مجھے اجازت نہیں تو میں اپنے بیٹے کو لے کر درویش جاؤں گا۔ ابوالیقظان فرماتے ہیں: جعفر کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

۱۱۶۷ جعفر بن ابی طالب

بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی، ابو عبد اللہ، نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی اور اسلام کی طرف سبقت کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ہیں۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: پچیس (۲۵) آدمیوں کے بعد اسلام لائے۔ بقول بعض: اکتیس (۳۱) آدمیوں کے بعد۔ نبی ﷺ نے ان میں اور محاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں رشتہ اخوت قائم فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: نبی ﷺ کے بعد تمام لوگوں سے افضل جعفر تھے۔ بخاری میں انہی سے مروی ہے، فرمایا: جعفر مساکین کے لیے بہترین انسان تھے۔ خالد الخدّاء بحوالہ عکرمہ روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: میں نے نبی ﷺ کے بعد جوئے پیسنے، سوار ہونے اور بیدل چلنے والوں میں جعفر بن ابی طالب سے بڑھ کر افضل شخص نہیں دیکھا۔ اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ سند صحیح ہے۔ اور بغوی مقبری کی سند سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، جعفر مساکین سے محبت کرتے ان کے پاس بیٹھتے ان کی خدمت کرتے وہ بھی ان کا کوئی کام کر دیتے اسی بنا پر نبی ﷺ نے انہیں ابوالمساکین کی کنیت دی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تم شکل و شبہت اور اخلاق میں مجھ جیسے ہو“۔ اسے امام بخاری اور مسلم رحمہما اللہ نے براء کی حدیث سے روایت کیا اور مسند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے: ”مجھے ایسے رفقاء دیئے گئے جو شریف ہیں“۔ ان میں ان کا بھی ذکر کیا۔ انہوں نے حبشہ ہجرت کی تو نجاشی اور ان کے پیروکاران کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ جعفر نے وہیں قیام کیا اس کے بعد مدینہ کی جانب ہجرت کی، آئے تو نبی ﷺ خیر میں تھے۔ یہ سب کچھ مغازی میں متعدد صحیح روایات سے ثابت ہے۔ بغوی وابن السکن محمد بن عبد اللہ بن عبید بن عمر کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن سعید، قاسم سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں: جب جعفر اور ان کے ساتھی آئے، نبی ﷺ نے ان کا استقبال کیا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ ابن السکن مجاہد کے طریق سے بحوالہ شععی، عبد اللہ بن جعفر سے روایت کرتے ہیں، میں نے اپنے چچا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جب کوئی ایسی چیز مانگی جو وہ نہ دینا چاہتے تو میں جعفر کا واسطہ دیتا تو وہ مجھے دے دیتے۔ شام کی سرزمین میں بمقام موتہ میں بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھتے ہوئے شہید ہوئے۔ نبی ﷺ کی حیات میں رومیوں سے جہاد کیا جو جمادی الاولیٰ ۸ھ کا واقعہ ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دس سال بڑے تھے۔ پورے چالیس پائے صحیح روایت کے مطابق زیادہ عمر پائی۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے بحوالہ اپنے والد بتایا، فرمایا: مجھے میرے رضاعی والد نے بتایا: ان کا تعلق بنی مرہ بن عوف سے تھا، اللہ کی قسم! میں گویا اب بھی جعفر بن ابی طالب کو

بخاری کتاب فضائل الصحابة مناقب جعفر بن ابی طالب (۳۷۰۸)

اسد الغابة (۷۵۹) الاستيعاب (۳۳۱)

ترمذی کتاب، باب والعنوان و احد (۳۷۶۴) بخاری کتاب المغازی باب عمرة القضاء (۴۲۵۱)

الاصالة في سيرة الصحابة (جلد ۱)

اپنے سرخ زرد رنگ کے گھوڑے پر دیکھ رہا ہوں، وہ جنگ میں کس پڑے اس کی ٹانگیں کاٹ دیں اس کے بعد آگے بڑھے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ابوداؤدؒ نے اسی سند سے نقل کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں: اسلام میں یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے (جنگ میں گھوڑے کی) ٹانگیں کاٹیں۔ طبرانیؒ نے بحوالہ ابن عمر، نافع کی حدیث روایت کی ہے، فرمایا: میں اس غزوے میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے جعفر کو بھیڑ میں سے تلاش کیا۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر سامنے سے نوے سے زائد نیزے اور تیر کے زخم لگے ہوئے ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”میں نے جعفر کو ملائکہ کے ساتھ جنت میں پرواز کرتے دیکھا۔“ اسے طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے نقل کیا ہے، نیز طبرانیؒ میں سالم بن ابی الجعد کے طریق سے مروی ہے، نبی ﷺ کو جعفر دو پروں والے خون آلود فرشتے کی صورت میں دکھائے گئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جہاد کرتے ہوئے ان کے دونوں بازو کاٹ گئے۔ صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، آپ ﷺ جب بھی عبداللہ بن جعفر کو سلام کرتے تو فرماتے: ”اے ذوالجناہین کے بیٹے! السلام علیک۔“

دارقطنی نے غراب میں ضعیف سند سے مالک، نافع، بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ نے آسمان کی طرف اپنا سراٹھایا اور فرمایا: ”وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے ایسا کیا کیا؟ فرمایا: ”جعفر ابن ابی طالب فرشتوں کے ہمراہ گزرتے ہوئے مجھے سلام کر رہے تھے۔“

ابوہل بن زیاد اللطان کے فوائد کے جزء رابع میں سعدان بن ولید کے طریق سے بحوالہ عطاء، ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے، فرمایا: ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے اور اسماء بنت عمیس آپ کے پاس ہی تھیں، اچانک آپ نے فرمایا: اے اسماء! ابھی جعفر بن ابی طالب، جبرائیل اور میکائیل کے ساتھ گزرے اور میرے سلام کا جواب دیا۔ (حدیث) اسی میں ہے: ”اللہ تعالیٰ نے انہیں دونوں ہاتھوں کے بدلے دو پر عطا کیے ہیں جن سے وہ جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں۔“ مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں، مجھ سے عبدالرحمن بن قاسم نے بحوالہ اپنے والد، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: جب جعفر کی وفات کی خبر آئی تو ہم لوگوں نے نبی ﷺ کے چہرے پر غم کے نمایاں آثار دیکھے۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو جب عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو اہل موتہ کا مرثیہ کہتے ہوئے انہوں نے فرمایا:

”میں نے دیکھا کہ بہترین اہل ایمان گھائیوں میں اتر گئے اور میں پیچھے رہ جانے والوں میں چھوڑ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ موتہ میں پے در پے شہید ہونے والوں کو ہرگز (اپنی رحمت سے) دور نہیں کرے گا جن میں ذوالجناہین جعفر، زید اور عبداللہ تھے جو یکے بعد دیگرے سب شہید ہوئے جبکہ موت کے اسباب پیش آ رہے تھے۔“

نیز اسی قصیدے میں فرماتے ہیں:

”ہمیں جعفر میں محمد (ﷺ) سے وفاء اور کام کی مضبوطی نظر آتی جب انہیں کسی کام کا حکم دیا جاتا۔ اسلام میں

ابوداؤد کتاب الجہاد باب الدابة تعرق في الحرب (۲۵۷۳) المعجم الكبير (۱۰۷/۲)

المعجم الكبير (۱۰۹، ۱۰۸/۲) بخاری کتاب المغازی باب غزوه مؤتہ من ارض الشام (۴۲۶۴)

المستدرک (۲۱۲/۳) الطبقات الكبرى (۲۶/۴) تهذيب تاريخ دمشق (۳۴۲، ۷) فتح الباری (۷۶/۷)

المستدرک (۲۱۰/۳) کنز العمال (۳۳۲، ۸)

آل ہاشم کے ہمیشہ سے عزت کے ستون قائم رہیں گے جن پر فخر کیا جائے گا۔

۱۱۶۸ (ن) جعفر بن عبد یزید

بن ہاشم بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی۔ رکانہ کے بھائی، سائب بن یزید بن عبد یزید جو امام شافعی رحمہ اللہ کے دادا ہیں ان کے چچا۔ یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں ابن اسحاق کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں خیبر کی کھجوروں میں تمبیں (۳۰) وزن اور ان کے بھائی رکانہ کو پچاس (۵۰) وزن کھجوریں کھانے کے لیے دیں۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۶۹ (ن) جعفر بن محمد

بن مسلمہ انصاری۔ ابن شاپین نے عبد اللہ بن سلیمان بن اشعث کے حوالہ سے ان کا ذکر کیا کہ نبی ﷺ کے ساتھ رہے اور فتح مکہ اور بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۱۷۰ (ن) جعوفہ بن زیاد الشنی

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا کہ عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة (جو ایک ضعیف راوی ہے) نے بحوالہ عبید اللہ بن زیاد شنی، جلاس بن زیاد شنی، وہ جعوفہ بن زیاد شنی سے، وہ نبی ﷺ سے سن کر روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”ناظم کے بغیر چارہ نہیں (لیکن بے انصاف) ناظم جہنم میں ہے۔“ اس کے باقی رجال مجہول ہیں۔

۱۱۷۱ (ن) جعوفہ بن نضله انصاری

فتوح میں ان کا ذکر آتا ہے ابن جریر نے تاریخ میں اور باوردی نے ”الصحابة“ میں ابو معروف عبد اللہ بن معروف کے طریق سے بحوالہ ابو عبد الرحمن انصاری، محمد بن حسن بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے جب حلوان عراق فتح کیا۔ مسلمان نکلے ان میں ایک انصار کے جعوفہ بن نضله نامی شخص تھے۔ ایک گھاٹی سے گزرے تو نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ پھر زریب بن ثعلبی، عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وحی کے قصہ کی لمبی حدیث ذکر کی۔ یہ اسناد ضعیف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم زریب کے سوانح میں باوردی کے طریق سے قصہ کا سباق ذکر کریں گے۔

ابن ابی حاتم کی ”الجرح والتعديل“ میں لکھا ہے: جعوفہ بن نضله سعید بن ابی وقاص سے اور ان سے قتادہ روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے اپنے والد سے یہ کہتے سنا ہے، اس میں جو فساد ہے وہ پوشیدہ نہ رہے۔ اس قصہ کا ایک طریق متصل بھی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے، جو نافع کے طریق سے بحوالہ ابن عمر مروی ہے اس میں اس شخص کا نام نضله بن معاذ یہ انصاری لیا ہے اور دوسرا طریق منصور بن دینار بحوالہ عبد اللہ بن ابی ہذیل سے مروی ہے کہ سعد بن ابی وقاص نے نضله بن عمرو انصاری کو روانہ کیا جیسا کہ آ رہا ہے۔

اسد الغابۃ (۷۶۱) * اسد الغابۃ (۷۶۳) * کنز العمال (۱۴۹۷۵) جامع المسانید (۱۰۲/۳)

الجرح والتعديل (۵۴/۳)

۱۱۷۲ جُعَيْل بن زياد اشجعی *

بقول بعض ابن ضمرہ۔ ان کی حدیث نسائی نے صحیح سند سے عبداللہ بن ابی الجعد کی روایت سے نقل کی ہے، اس میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوہ میں شرکت کی۔ انہیں جعال بھی کہا گیا ہے۔

۱۱۷۳ جُعَيْل بن سراقہ ضمری

جعال بن سراقہ کے سوانح میں ان کے متعلق کچھ گزر چکا ہے۔ ابن اسحاق نے مغازی میں محمد بن ابراہیم تمیمی سے نقل کیا کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے عیینہ بن حصن اور اقرع بن حابس کو سوسو (دینار وغیرہ) عطا کیے ہیں اور جمیل کو محروم چھوڑ دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جمیل بن سراقہ زمین پر نظر آنے والے عیینہ اور اقرع جیسوں سے بہتر ہے۔ انہیں ان کا دل بہلانے کو دیتا ہوں اور جمیل کو اس کے ایمان پر چھوڑ دیتا ہوں (ورنہ اس سے بھی ویسا ہی معاملہ کرتا)۔“ یہ مرسل روایت ہے لیکن اس کا شاہد موصول روایت ہے۔ روایاتی نے اپنی سند میں اور ابن عبدالحکم نے فتوح مصر میں بکر بن سوادہ کے طریق سے بحوالہ ابوسالم حبشانی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: جمیل تمہیں (مال کے لحاظ سے) کیسا لگتا ہے؟ میں نے عرض کیا: اپنے جیسے لوگوں کی طرح مسکین ہے، پھر فرمایا: فلاں کے متعلق کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کیا: سرداروں میں سے سردار ہے۔ آپ نے فرمایا: ”ان جیسے لوگوں سے زمین بھر جائے پھر بھی جمیل ان سے بہتر ہے۔“ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! فلاں تو ایسا ہی ہے پھر بھی آپ ﷺ اس سے ایسا سلوک کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ اپنی قوم کا سردار ہے، میں اس کی دلجوئی کے لیے ایسا کرتا ہوں۔“ *

اس کی سند صحیح ہے جسے ابن حبان نے دوسری سند سے بحوالہ ابوذر نقل کیا ہے لیکن جمیل کا نام نہیں لیا۔ اور بخاری نے سہل بن سعد کی حدیث سے نقل کیا ہے جس میں جمیل اور ابوذر کو ہم رکھا ہے۔ ابن مندہ یعقوب بن عتبہ بحوالہ عبدالواحد بن عوف، سراقہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے بھائی جمیل کی آنکھ بنی قریطہ کے غزوے میں ضائع ہو گئی۔

۱۱۷۴ (ز) جُعَيْل (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان میں اور پہلے شخص میں فرق کیا ہے۔ اور مغازی میں ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے بحوالہ عروہ، عبداللہ بن کعب بن مالک سے نقل کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے خندق کی کھودائی کو لوگوں پر تقسیم کر دیا، آپ خود بھی ان کے ساتھ کھودائی میں مشغول تھے۔ ان میں جمیل نامی ایک شخص تھے، آپ ﷺ نے ان کا نام عروہ رکھا۔ جس پر بعض فی البدیہہ بول اٹھے: آپ نے اس کا نام جمیل سے عروہ رکھ دیا اور تنگ دست کے لئے مدد کا دل تھا، لوگ جب عروہ کہتے آپ بھی عروہ کہتے اور جب ظہر کہتے آپ بھی ظہر کہتے۔ *

* اسد الغابۃ (۷۶۴) الاستیعاب (۳۳۴)

* المعجم الكبير (۷۸۰/۲) دلائل النبوة (۵۳/۶) کنز العمال (۳۵۳۸۴) جامع المسانید (۱۰۴/۳)

* دلائل النبوة (۱۸۳/۵) الطبقات الكبرى (۱۸۱/۴) کنز العمال (الحدیث: ۳۲۲۳۹)

* دلائل النبوة (۱۸۳/۵) حلیۃ الاولیاء (۳۵۳/۱) الطبقات الكبرى (۱۸۱/۴) فتح الباری (۸۰/۱) و (۲۷۷/۱)

* اسد الغابۃ (۷۶۶) اسد الغابۃ (۳۳۱/۱)

باب الجیم جس کے بعد فاء ہے

۱۱۶۵ جفیش بن النعمان الکندی

ابن مندہ نے ان کے والد کا یہی نام لیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں معدان بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابو الخیر تھی۔ ”جریر بن معدان“ بعض نے کہا ہے۔ اور بعض روایات میں جفیش خاتلے والی سے لکھا ہے۔ اور یہ اضافہ کیا ہے بے نقطی حاسے پڑھا جاتا ہے جس کے شروع میں زیر اور پیش کا ذکر کیا ہے یعنی جفیش۔

ابن کلبی وابن سعد لکھتے ہیں: ان کا نام معدان بن اسود بن معدی کرب بن ثمامہ بن اسود ہے۔ ابو عمر بن عبد البر نے لکھا ہے: مجالد کے طریق سے بحوالہ شععی مروی ہے کہ اشعث بن قیس نے کہا: ہمارے اور حضرمی شخص کے درمیان جس کا نام جفیش تھا زمین کا تنازعہ تھا۔ (حدیث) خبر کی اصل سنن ابوداؤد میں مسلم بن ہضم کی روایت سے بحوالہ اشعث موجود ہے لیکن جفیش کا نام نہیں لیا گیا۔

ابو عمر نے ابن عون کے طریق سے بحوالہ شععی، جریر بن معدان سے (جن کا لقب جفیش تھا) روایت کی کہ انہوں نے ایک شخص سے اپنے تنازعہ کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کرایا۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

میں کہتا ہوں: اس سے ظاہر ہوتا ہے ان کا نام جریر تھا۔ اور وہ صحابی تھے۔ جبکہ یہ روایت اجنبی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے: ”ان کا لقب“ جریر کے والد کی طرف ضمیر راجع ہو اور حدیث جریر کی روایت سے بحوالہ ان کے والد مروی ہو۔ جریر نے اس میں ارسال سے کام لیا ہو، میرے نزدیک یہی زیادہ صحیح ہے۔ ابو سعد نیشاپوری نے مسلمہ بن عمار کے طریق سے بحوالہ سدی، ابوبالک، ابن عباس رضی اللہ عنہما ذکر کیا ہے: حضرت موت کے بادشاہ آئے۔ کندہ کا وفد آیا اس میں اشعث بن قیس تھے پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: اسی کے متعلق جفیش کہتے ہیں: ان کا نام معدان بن اسود کندی تھا۔ بھورے رنگ کے اونٹ ہمیں یمن والے دیہاتیوں سے تیز لے گئے وہ ہمیں لے کر بلندی کے بعد پستی میں لے اترتے۔ بالآخر ایک مجمع کے پاس ہم نے وہ اونٹ جا بٹھائے جن میں صادق امین رہنما رسول تھے۔ طبرانی نے صالح بن جہی کے طریق سے بحوالہ جفیش کندی روایت کیا ہے، فرمایا: کندہ کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی، کہنے لگی: آپ ہمارے خاندان سے ہیں اور اس کا دعویٰ کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا: ”تم لوگ ہم (عربوں) سے اپنی نئی نہ کرو اور ہم اپنے باپ دادا سے اپنی نئی نہیں کرتے۔“

ان کی ایک اور طریق سے بحوالہ صالح روایت ہے: ”ہم سے جفیش نے بیان کیا“ جو غلط ہے اس واسطے کہ انہوں نے ان کا دور نہیں پایا۔ حدیث کی اصل مسند احمد میں مسلم بن ہضم کی روایت سے بحوالہ اشعث موجود ہے۔ فرمایا: میں کندہ کی ایک جماعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس میں جفیش کا ذکر نہیں۔ ابو عمر نے عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے بحوالہ جفیش اسی

اسد الغابۃ (۷۶۷) الاستیعاب (۳۸۰) الاستیعاب (۳۴۱/۱)

المعجم الکبیر (۲۸۵/۲، ۲۸۶) المعجم الصغیر (۸۱/۱) مسند احمد (۲۱۱/۵)

روایت کو نقل کیا ہے، وہ مرسل ہے۔ ابن کلبی نے اسے بغیر سند روایت کر کے کہا: انہوں نے یہ بات تین بار کہی، تیسری بار میں آپ نے جواب دیا۔ اس پر اضعف نے اس سے کہا: اللہ تمہارے دانت گرائے دو مرتبہ پر تم کیوں خاموش نہ ہوئے۔ فرمایا: ہشیش ہی فتنہ ارتداد کے زمانہ میں کہتے ہیں: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے فراماتہ دار ہیں جب وہ صادق موجود تھے۔ تعجب ہے ابوبکر کو بادشاہی مل گئی۔“

میں کہتا ہوں: کامل میں مبرد نے یہ بیت خطیبہ کے حوالہ سے پڑھی ہے اس میں صادق کی جگہ حاضر ہے۔ اور عجبا کی جگہ لہفہ ہے۔ عمر بن شہب نے ذکر کیا کہ ہشیش کندہ ان لوگوں میں سے تھے جو مرتد ہو گئے گرفتاری کے بعد قید کر کے انہیں باندھ کر قتل کر دیا گیا۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو پھر وہ صحابی نہیں۔ جتنے بھی لوگوں نے ان سے روایت کی وہ مرسل ہی ہے۔ اس واسطے کہ انہوں نے یہ زمانہ نہیں پایا۔ واللہ اعلم

۱۱۴۶ جفینہ الجہنی

بقول بعض نہدی اور غسانی، ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد، بغوی طبرانی * ابوبکر زاہری کے طریق سے بحوالہ سفیان، ابواسحاق سے وہ عرینہ سے وہ جفینہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف ایک خط بھیجا، جس سے انہوں نے اپنا ڈول مرمت کر لیا۔ اس پر ان کی بیٹی کہنے لگی: آپ نے عرب کے سردار کے خط سے (جو چڑے پر لکھا تھا) اپنا ڈول مرمت کر لیا ہے؟ تو مارے خوف کے وہ بھاگ نکلے، اپنا تھوڑا بہت مال سمیٹ لیا بعد میں مسلمان ہو کر آ گئے۔ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: ”دیکھو! حصوں کی تقسیم سے پہلے تمہیں جو اپنا سامان نظر آئے وہ لے لو“۔ بغوی فرماتے ہیں ثوری کی حدیث میں منکر روایت ہے۔ اور ابوبکر زاہری ضعیف الحدیث شخص ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ حدیث ہمیں فوائد عیسوی کے جز ثانی میں عالی سند سے ملی ہے اور اسے اسرائیل نے روایت کیا ہے جو ابواسحاق کے متعلق ابواسحاق سے روایت کرنے میں سب سے مستند ہیں وہ بحوالہ شععی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے رعیدہ شعی کو خط لکھا..... پھر طوالت سے اس کا ذکر کیا جس کا شاہد حماد بن سلمہ کی بحوالہ حجاج بن ارطاة، ابواسحاق سے مروی روایت ہے۔ البتہ انہوں نے بحوالہ رعیدہ الجہنی کہا، شععی کا ذکر نہیں کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حریف رامیں درست نام آئے گا۔

باب الجحیم جس کے بعد لام ہے

۱۱۴۷ جلاس بن سوید

بن صامت انصاری۔ پہلے منافقوں سے میل جول تھا پھر توبہ کر لی اور اچھے طریقے سے توبہ کی۔ یحییٰ بن سعید اموی اپنے مغازی میں لکھتے ہیں: ہمیں محمد بن اسحاق نے بحوالہ زہری، عبد الرحمن بن عبد اللہ بن کعب بن مالک سے وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ آئے تو میرے پاس میری قوم آ کر کہنے لگی: تم ایک شاعر آ دی ہو اگر رسول اللہ ﷺ

* اسد الغابۃ (۷۶۸) الاستیعاب (۳۷۳) * الجرح والتعديل (۵۵/۲)

* المعجم الكبير (۲۸۹/۲) * اسد الغابۃ (۷۶۹) الاستیعاب (۳۵۴)

سے کچھ معذرت کرنا چاہو تو کر لو۔ پھر کعب بن مالک کی توبہ والی لمبی حدیث ذکر کی، جس میں کہا کہ منافقوں میں پیچھے رہ جانے والوں میں جلاس بن سوید بن صامت بھی تھے، جن کے متعلق قرآن نازل ہوا۔ ام عیمر بن سعدان کی زوجیت میں تھی۔ اور عیمران کی پرورش میں تھے۔ ایک دن انہوں نے سن لیا کہ یہ کہہ رہے تھے کہ اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو ہم لوگ گدھوں سے بدتر ہیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جو ان دونوں کے درمیان پیش آیا۔ اور اس آیت کا نازل ہونا: ”وہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے یہ بات کہی..... پس اگر وہ توبہ کر لیں یہ ان کے لیے بہتر رہے گا“ (سورۃ التوبہ: ۷۴) تک۔ تو لوگوں نے سمجھا کہ جلاس نے توبہ کر لی اور ان کی توبہ اچھی رہی۔

میں کہتا ہوں: جلاس کی توبہ کے قصہ کو اموی کعب کی توبہ کے قصہ میں شامل کر دیا ہے جبکہ کعب کی حدیث اس سے پہلے ختم ہو چکی ہے۔ ابن ہشام نے صرف کعب کے قصہ پر اکتفا کیا ہے جلاس کا قصہ ذکر نہیں کیا۔ ادھر واقعہ یہ ہے کہ یہ قصہ عبد الحمید بن جعفر سے بحوالہ ان کے والد طویل ذکر کیا ہے جس کے آخر میں ہے: جلاس نے توبہ کر لی اور ان کی توبہ اچھا رنگ لائی۔ اور جو بھلائی وہ عیمر سے کرتے تھے اس سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ جس سے ان کی توبہ کی پہچان ہوئی۔ عذری نے نقل کیا ہے کہ جلاس وہی ہیں جنہوں نے اپنے والد سوید بن صامت کے بدلے میں مجذہر بن یزید کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ مجذہر کا قاتل حارث بن سوید تھا (جو مرتد ہو گیا تھا پھر فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے آپ نے انہیں مجذہر کے قصاص میں قتل کر دیا تھا) جیسا کہ آ رہا ہے۔

۱۱۷۸ (ن) جلاس بن صلیت الیربوعی

ابن السکن اور ابن شاپین نے عبد الرحمن بن عمرو بن جبلة کے طریق سے بحوالہ مرار بنت منذر صلیبیہ روایت کیا ہے کہ ام منذر بنت جلاس بن صلیت یربوعی اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، انہوں نے فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مالدار خطرات اور رشتہ داروں والا شخص ہوں، میرے آباؤ اجداد اس مقام تک پہنچے کہ انہوں نے آگ جلائی دسترخوان بچھائے یہ کیا اور وہ کیا، کیا انہیں یہ سب کام فائدہ دیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ انہوں نے کہا: پھر آپ نے ہمارے موالی میں سے ایک نوجوان کو ہمارا امیر مقرر کیا جو اللہ کی کتاب زیادہ پڑھتا تھا، فرماتے ہیں: جلاس کی اولاد نے اسلام میں عظیم کارنامہ سرانجام دیا ابن منذر نے اسی سند سے بحوالہ جلاس تعلیقاً نقل کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے وضو کے متعلق پوچھا، آپ نے فرمایا: ایک مرتبہ اور دو مرتبہ وضو کر لینا کافی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے آپ کو ایک عضو تین بار دھوئے دیکھا۔ ابن منذر کہتے ہیں: اجنبی روایت ہے کہ جو اسی سند سے مشہور ہے۔ عبد الرحمن حدیث میں قابل ترک شخصیت ہے۔

میں کہتا ہوں: لفظ مرار کو میں نے ابن شاپین اور ابن سکین کی کتاب کے مستند نسخہ میں پیش تخفیف اور آخر میں دال سے لکھا ہوا اور ان کے علاوہ کتابوں میں اسے لکھا دیکھا۔ واللہ اعلم

۱۱۷۹ جلاس بن عمرو الکندی

بخاری نے علی بن قرین کے طریق سے بحوالہ یزید بن ہلال، اپنے والد ہلال بن قطبہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے جلاس بن عمرو سے سنا کہ میں اپنی قوم کی جماعت میں کندہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ جب ہم واپس آنے لگے، ہم نے عرض

الْاِسْتِيعَابُ فِي مَنَابِتِ الرِّجَالِ (جلد ۲۶۳)

کیا اللہ کے رسول! ہمیں کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ہر کوشش کرنے والے کی ایک انتہاء ہوتی ہے اور انسان کی آخری حد موت ہے۔“ (حدیث) * علی بن قرین تو بہت ضعیف راوی ہے جبکہ اس سے اوپر کے راوی غیر معروف ہیں۔

۱۱۸۰ جُلَیْبِیْب (بے نسبت جلاباب کی تصغیر)

امام مسلم * نے حماد کی حدیث سے بحوالہ ثابت، کنانہ بن نعیم، ابو برزہ اسلمی سے نقل کیا کہ نبی ﷺ کسی غزوے میں تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر جنگ سامان دیا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا: تم کسی کو گم پاتے ہو؟ لوگوں نے عرض کیا: فلاں فلاں شخص نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”لیکن مجھے جلیبیب نظر نہیں آ رہا۔“ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ * نسائی نے اسے نقل کیا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ان کا ذکر ہے جس میں ایک انصاری عورت سے ان کی شادی کرانے کا ذکر ہے، جس میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لیکن تم اللہ تعالیٰ کے ہاں کھوئے نہیں۔“ جو برقانی کے ہاں ابو برزہ کی حدیث میں ان کے استخراج میں ہے۔ امام احمد نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔ حدیث انس بزار نے عبدالرزاق کے طریق سے بحوالہ معمر، ثابت نے ان سے طویل ذکر کی ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ نے عبدالرزاق سے اور ابن عبد البر نے ان کے سوانح میں نقل کیا ہے کہ ان کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

”کسی مسلمان مرد اور عورت کے لئے اس کی گنجائش نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول کسی کام کا فیصلہ کر دیں

تو پھر انہیں کسی قسم کا اختیار باقی ہو۔“ (سورۃ الاحزاب: ۳۶)

مجھے یہ بات حدیث انس کے کسی موصول طریق میں نہیں ملی اور نہ حدیث ابی ہریرہ میں اس کا ذکر ہے۔

۱۱۸۱ جُلَیْبِیْبہ بن عبد اللہ

بن محارب ابن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبد مناة لیشی۔ ابن اسحاق اور واقدی نے شہدائے طائف * میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے دادا کا نام بعض نے محارب کی بجائے حارث ذکر کیا ہے۔

۱۱۸۲ جُلَیْبِیْبہ بن شجار العافقی

باب الحجیم جس کے بعد میم ہے

۱۱۸۳ جمانہ الباہلی

ابو الفتح ازدی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بکر بن حمیس کے طریقہ سے بحوالہ عاصم بن حمانہ باہلی نقل کیا، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے جب موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے لیے بددعا کی اجازت دے دی تو فرشتے آئین کہتے

* کنز العمال (۴۲۳۱) مسند ابن شہاب (۱۰۲۵) * اسد الغابۃ (۷۷۲) الاستیعاب (۳۶۶)

* مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل جلیبیب (۶۳۰۸) * مسند احمد (۱۶۱/۳)

* اسد الغابۃ (۷۷۲) الاستیعاب (۳۸۱) * المعجم الكبير (۲۷۵/۲) * اسد الغابۃ (۷۷۴)



تھے۔ (حدیث) اسی میں مجاہدین کی فضیلت کا ذکر ہے۔ ابوسوی نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۱۸۳ جمرہ بن عوف

کنیت ابویزید۔ اہل فلسطین میں شمار ہوتے ہیں۔ دارقطنی نے مؤتلف میں وہاس بن علاق بن ہاشم بن یزید بن جمرہ کے طریق سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا یزید بن جمرہ سے روایت کرتے سنا۔ فرمایا: میں اپنے والد جمرہ بن عوف کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، ہم نے آپ ﷺ سے بیعت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی اور ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا۔

ابن مندہ نے اسی سند سے روایت کر کے اس میں کہا: یزید بن جمرہ سے روایت ہے، فرمایا: کہ میرے والد جمرہ بن عوف اور ان کے بھائی حریث نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اس سند کے رجال مجہول ہیں۔

۱۱۸۵ جمرہ بن نعمان

بن حمزہ بن مالک بن سمان العذری۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: یہ پہلے شخص ہیں جو نبی ﷺ کی خدمت میں بنی عذرہ کی زکوٰۃ لے کر آئے۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: وہ عذرہ کے وفد میں آئے۔ بقول طبری: بنی عذرہ کے سردار تھے نبی ﷺ کے پاس ان کی زکوٰۃ لے کر آئے۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: اہل حجاز میں سے پہلے شخص ہیں جو اپنی قوم کی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں ان کے گھوڑے کی دوڑ اور کوڑے کی پھینک کے بقدر وادی قری سے زمین دی۔ جہاں وہ فروکش ہوئے اور موت تک وہیں رہے۔ ابن شاپین نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن بے نقطى حاء میں۔ ایسا ہی ابن یسکوال نے بحوالہ ابن رشدین اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن دونوں کو اس میں وہم ہوا ہے جبکہ دارقطنی وغیرہ نے جیم را سے یہ نام قلمبند کیا ہے۔

واقفی شعیب بن میمون سے بحوالہ ابو مرایہ بلوی روایت کرتے ہیں، انہوں نے حمزہ بن نعمان عذری سے جو صحابی ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بال اور خون دینے کا حکم دیا۔ دارقطنی نے مؤتلف میں اپنی سند سے اسے نقل کیا ہے سعد بن مالک عذری کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۱۸۶ (ن) جمرہ (بے نسبت)

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابن لیجہ نے حارث بن یزید سے بحوالہ عبد الرحمن بن جبیر، یعیش غفاری سے روایت کیا ہے، آپ ﷺ نے اپنے پاس کھڑی اونٹنی کے متعلق فرمایا: اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: مرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ پھر دوسرا شخص اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے عرض کیا: جمرہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ (حدیث) ایسا ہی ابویلی بن السکن نے ذکر کیا ہے اور ابن عبد البر نے حنون کے طریق سے بحوالہ

کنز العمال (۱۰: ۶۶۵) الاحافات السنیہ (۲۵۳) جامع المسانید (۱۰۹/۳) اسد الغابہ (۷۷۶)

جامع المسانید (۱۱۱/۳) اسد الغابہ (۷۷۷) الاستیعاب (۳۷۴) الجرح والتعديل (۵۴۸/۲)

جامع المسانید (۱۱۲/۳) کنز العمال (۲۸۴۸۷) المصنف لابن ابی شیبہ (۴۱۷/۳) فتح الباری (۳۴۶/۱۰)

موطا مالک کتاب الاستئذان باب ما یکرہ من الاسماء (۱۸۱۹) مجمع الزوائد (۴۷/۸)

الاصحاب في قبيل الانصار (جلد ۱)

ابن وہب، ابن لہیعہ سے اس کا سیاق بیان کیا ہے۔ حرب نامی لوگوں میں (حائے بے نقطہ کی تذکرہ آئے گا۔ انہوں نے جمرہ کی جگہ حرب کہا ہے۔

۱۱۸۷ جہان الاعنی

ابن الاثیر نے ان کا استدراک میں ذکر کیا ہے۔ میں نے فاطمہ بنت عبد البہادی کے سامنے بحوالہ حسن بن عمر کردی، مکرم بن ابی الصقر نے حاضر ہو کر پڑھا کہ سعد بن ہبل نے انہیں بتایا، انہیں ابوالحسن بن اہرم نے انہیں ابوالنصر قاسم نے ان سے اہم، ان سے رجب، ان سے اسد بن موسیٰ، ان سے نصر بن طریف، ان سے ایوب بن موسیٰ، ان سے مقبری، ذکوان سے بحوالہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس تھیں اتنے میں جھان ناہنے آئے، آپ نے فرمایا: پردے میں ہو جاؤ، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جھان ناہنے ہیں آپ نے فرمایا: عورتوں کے لیے مردوں کو دیکھنا ایسے ہی مکروہ ہے جیسے مردوں کا عورتوں کو دیکھنا۔ * نصر بن طریف ضعیف راوی ہے۔

۱۱۸۸ (ز) الجموح الانصاری

از بنی سلمہ، عمر بن شبہ کتاب مکہ میں ان اصنام کے ذکر میں لکھتے ہیں جن کی جاہلیت میں پوجا کی جاتی تھی: بنی سلمہ کا مناف نامی بت تھا۔ اس کے پاس ان میں سے ایک شخص گیا جسے جموح کہا جاتا تھا اس کے ساتھ کتاب بندھ دیا اور پھر دونوں کو ایک کنویں میں پھینک کر کہا: تمام تعریفیں احسانوں والے صاحب جلال اللہ کے لئے ہیں، جس نے مناف میل والے کا برا حال کر دیا۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں (اے مناف!) اگر تو الہ و معبود ہوتا تو تو اور کتاب دونوں رسی سے بندھے کنویں کے درمیان میں نہ پڑے ہوتے۔

۱۱۸۹ (ز) الجموح بن عثمان

بن ثابت بن الجذع الغفاری۔ ابن فہون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور عمر بن شبہ نے عبد العزیز بن عمران کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابراہیم بن جعفر مولیٰ بنی غفار، جموح سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ اپنے گھروں میں تھے کہ رات ایک چپخنے والے نے چیخ ماری پھر اشعار ذکر کیے فرماتے ہیں پھر دوسری اور تیسری رات اس نے بلایا زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ ہمیں نبی ﷺ کے ظہور کی اطلاع مل گئی۔

۱۱۹۰ جمیع بن مسعود

بن عمرو بن اصرم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری ہشام بن کلثبی فرماتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کے عہد میں اپنا سارا سامان صدقہ کر دیا تھا۔

۱۱۹۱ جمیل الغفاری ابو لہرہ بے نقطہ حرف میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۹۲ جمیل بن اسید الفہری

کنیت ابو معرقی۔ فراء نے معانی القرآن میں ان کا نام ذوالقلمین (دو دلوں والا) بتایا ہے۔ زبیر بن بکار فرماتے ہیں: ہمیں

الاصناف في تبيين الصحابة (الروايات) (جلد ۱) ۳۶۶

عمر بن ابی بکر موصی نے بحوالہ زکریا بن عیسیٰ، ابن شہاب سے روایت کر کے بتایا کہ ذوالقلمین کا تعلق بنی حارث بن فہر سے تھا۔ کنیت ابو معمر تھی، یہ وہی ہیں جنہوں نے قریش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی اور مقاتل اپنی تفسیر میں باری تعالیٰ کے اس ارشاد: ”اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے“ (سورۃ الاحزاب: ۴) کے بارے میں لکھتے ہیں، یہ آیت ابو معمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایسا ہی اسمعیل بن ابی زیاد شامی نے کہا ہے کہ ابو معمر فہری کے بارے میں نازل ہوئی وہ عرب کے ذہین ترین اور حافظے والے انسان تھے۔

ابو زکریا فراء معانی القرآن میں فرماتے ہیں: یہ آیت ابو معمر جمیل بن اسید کے حق میں نازل ہوئی۔ اہل مکہ کہتے تھے کہ ابو معمر کے سینے میں دو دل ہیں۔ اور دو عقلیں ہیں۔ کیونکہ ان کا حافظہ بہت تیز تھا۔ اسی طرح واحدی نے ”الاسباب“ میں ان کا ذکر کیا۔ رہے ابن درید تو انہوں نے ان کا نام عبد اللہ بن وہب اور بقول بعض ذوالقلمین جمیل بن معمر ہیں جن کا ذکر آئے گا۔ یہ پہلی کا قول ہے جبکہ مشہور یہی ہے کہ یہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

۱۱۹۳ جمیل بن ردام العذری

ابن مندہ نے شقیق بن یعقوب کے طریق سے بحوالہ عبد الملک بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم، اپنے والد سے وہ اپنے دادا عمرو بن حزم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جمیل بن ردام عذری کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ”یہ مقام رمد کی وہ تحریر ہے جو محمد رسول اللہ (ﷺ) نے جمیل بن ردام عذری کو عطا کیا، اس میں کوئی اسے جھگڑ نہیں سکتا۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تحریر کیا۔

۱۱۹۴ جمیل بن عامر

بن حذیم الجمعی سعید کے بھائی۔ نافع بن عمر بن عبد اللہ بن جمیل بن عامر الحنفی المکی مشہور محدث کے دادا۔ ابو عمر کہتے ہیں: مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔

۱۱۹۵ جمیل بن معمر

بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح الحنفی۔ ابو العباس مہر و کامل میں لکھتے ہیں یہ صحابی ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خصوصی آدمی تھے۔ ان میں اور جمیل بن عبد اللہ بن معمر عذری کے درمیان کوئی نسب نہیں۔ جو بیحد والے مشہور شاعر ہیں۔ انہی نے قریش کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خبر دی۔ جیسا کہ سیرۃ ابن اسحاق میں بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: جب میرے والد مسلمان ہوئے آپ نے فرمایا: کونسا قریشی بات جلدی پہنچاتا ہے؟ کسی نے کہا: جمیل بن معمر جحی۔ تو انہوں نے اسے اپنے اسلام کی تو خبر دی لیکن کہا کہ اسے پوشیدہ رکھنا۔ وہ اونچی آواز سے پکار کر بولے: عمر بے دین ہو گیا... پھر قصہ ذکر کیا۔ بعد میں جمیل بھی اسلام لے آئے اور حنین میں شریک ہوئے۔ زبیر بن انجر کو قتل کیا جس کا مشہور قصہ ہے۔ ابو خراش ہذلی

اسد الغابۃ (۷۸۱) السنن الکبریٰ (۱۴۵/۶) المستدرک (۵۱۷/۳) الطبقات (۴۵/۲/۱) کنز العمال (۳۰۳۰۷) جامع المسانید (۱۱۳/۳)

اسد الغابۃ (۷۸۲) الاستیعاب (۳۳۵) اسد الغابۃ (۷۸۳) الاستیعاب (۳۳۶)

الکتاب فی تہذیب الفضا (ابن قیم رحمہ اللہ) جلد ۱

نے مشہور زمانہ اشعار میں زیر کا مرثیہ کہا۔ کامل میں میر دیکھتے ہیں: جمیل بن معمر فتح مکہ میں شریک تھے اور ابوحراش ہذلی کے بھائی کو قتل کیا۔ ابن یونس فرماتے ہیں: جمیل بن معمر فتح مصر میں موجود تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔ آپ کو ان کی وفات کا بہت صدمہ ہوا۔ میرے خیال میں جب وہ فوت ہوئے سو (۱۰۰) سال کے لگ بھگ تھے۔ کیونکہ جب وہ حرب الحجار میں شریک تھے تو جوان مرد تھے، اور ان کے والد اکابر صحابہ میں سے تھے، جیسا کہ آئے گا۔ زیر لکھتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پاس آئے تاکہ وہ حدی کی طرح کا ایک راگ گار ہے ہیں:

”جب جمیل بن عمر کا مدینہ میں کوئی کام نہیں رہا تو اس کے بعد میرا ٹھہرنا کیا ہوگا۔“

فرمایا: ابو محمد یہ کیا الپ رہے ہو؟ فرمایا: ہم جب تنہائی میں ہوتے ہیں تو ویسا ہی کہتے ہیں جیسا لوگ کہتے ہیں (یعنی اشعار گنگنا تے ہیں) میرزہ نے یہ قصہ ذکر کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ شعر گنگنا نے لگے۔ واللہ اعلم

۱۱۹۶ جمیل النجرائی

ابن فہمون نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن شبہ کے طریق سے ان کی سند جو جمیل نجرائی تک ہے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا آپ نے اپنی وفات سے ایک سال پہلے فرمایا: ”میں ہر دوستی والے کی دوستی سے بری ہوں (میں نے اگر کسی کو دوست بنانا ہوتا تو ابوبکر کو بنانا وہ بھی میرے بھائی اور یار غار ہیں)۔“ (الحديث) ابن الاثیر نے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۱۹۷ جناب بن حارثہ

بن صحر بن مالک بن عبدمناة العذری۔ ابو حاتم بھٹائی نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حارثہ نے اسلام کا زمانہ پایا لیکن مسلمان نہیں ہوا، البتہ اس کا بیٹا جناب مسلمان ہو گیا اور مدینہ ہجرت کی۔ جس سے ان کے والد نے بہت بے صبری کا مظاہرہ کیا۔ اس کے وہ اشعار بھی ذکر کیے جو ان کے متعلق اس نے کہے تھے:

”جب ٹہنیوں پہ کوتری چمکتی ہے تو میرے آنسوؤں کے قطرے لگا تار بننے لگتے ہیں۔ کوتری مجھے میری زندگی

کی پسندیدہ چیز جناب کی یاد دلاتی ہے۔ جناب سے صلح کے لیے میرا کون مددگار ہے؟ میری ہدائی میں تو نے

اپنے رب کی طرف سے ثواب کا ارادہ کر لیا ہے جبکہ میری نزدیکی ثواب کے زیادہ نزدیک ہے۔“

یہ اشعار امیہ بن اسکر کے ان اشعار کے مشابہ ہیں جو انہوں نے اپنے بیٹے کلاب کے متعلق کہے تھے۔ ان اشعار سے یہ بھی

معلوم ہوتا ہے کہ حارثہ اسلام لے آئے۔

اسد الغابۃ (۳۳۷/۱) الاستیعاب (۷۸۴) اسد الغابۃ (۷۸۴)

جامع المسانید (۱۱۴/۳) المعمرین (۷۰/۱)

۱۱۹۸ (ز) جناب بن زید انصاری

حائے بے نقطی میں تذکرہ آئے گا۔

۱۱۹۹ جناب الکنانی (حائک کے والد)

ابن مندہ، عبد اللہ بن العلاء کے طریق سے بحوالہ زہری، سعید بن المسیب سے وہ حائک بن جناب کنانی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ایک دفعہ جنگل میں تھا کہ ہمارے پاس سے بہت بڑی تعداد میں ایک لشکر گزرا، کسی نے کہا: ”یہ رسول اللہ ﷺ ہیں“۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی، جبکہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔

۱۲۰۰ جناب الکلبی

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا کہ وہ فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ سے سنا آپ ایک درمیانے قد والے شخص سے فرما رہے تھے: میری دائیں طرف جبرائیل بائیں طرف میکائیل ہے۔ فرشتوں نے میرے لشکر پر سایہ کر رکھا ہے تو تم اپنے کوئی اشعار سناؤ۔ اس شخص نے سر جھکا کر پھر کچھ کہنا شروع کیا۔ وہ اشعار ذکر کیے۔ فرماتے ہیں: وہ شخص حسان بن ثابت تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جس کا ذکر پہلے ہو گیا۔ شاید ان کے نسب میں اختلاف ہو۔

۱۲۰۱ جناد بن میمون

ابن مندہ بحوالہ ابن یونس لکھتے ہیں: صحابہ میں ان کا شمار ہے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے۔ میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا دیکھا: مجھے ابن یونس کی تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

۱۲۰۲ جنادہ بن ابی امیہ ازدی

امام احمد، نسائی اور بغوی نے یزید بن ابی حبیب کے طریق سے بحوالہ ابوالخیر حذیفہ بارتی وہ جنادہ بن ابی امیہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ آٹھ افراد جس میں سے وہ آٹھویں تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ جمعہ کا روز تھا آپ نے ان کے سامنے کھانا پیش کیا۔ حدیث جس میں جمعہ کے دن نفل روزہ رکھنے کی ممانعت ہے۔ بعض نے ”جنادہ ازدی“ کہا، ابن ابی امیہ نہیں کیا۔ امام احمد بھی یزید کے طریق سے بحوالہ ابوالخیر روایت کرتے ہیں کہ جنادہ بن ابی امیہ نے ان سے بیان کیا کہ بعض صحابہ کہنے لگے: ہجرت ختم ہو گئی جس میں اختلاف ہو گیا تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا: ”جب تک جہاد ہوتا رہے گا ہجرت ختم نہیں ہوگی“۔ ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔ ان سے ان کی اہلیہ روایت کرتی

اسد الغابۃ (۷۸۵) جامع المسانید (۱۱۵/۳) اسد الغابۃ (۷۸۷) الاستیعاب (۳۷۹)

کنز العمال (۳۲/۴۴) جامع المسانید (۱۱۶/۳) اسد الغابۃ (۷۸۸) اسد الغابۃ (۷۸۹) الاستیعاب (۳۴۰)

مسند احمد (۲۹۶/۳) مسند احمد (۱۶/۴)

ہیں۔ جن روایات سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ چلتا ہے ان میں اہل مصر کے علاوہ کسی کی ان سے روایت کرنا ثابت نہیں۔
ہاں البیہ طبرانی نے ضعیف سند سے بحوالہ شہر بن حوشب، ابو عبد الرحمن صنعانی سے نقل کیا کہ جنادہ ازدی نے ایک قوم کو نماز پڑھائی۔ (حدیث) اسی میں ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص کسی ایسی قوم کی امامت کرائے جو اسے ناپسند کریں تو اس کی نماز باطلی سے آگے نہیں بڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔ طبرانی نے اسے انہی جنادہ کے سوانح میں درج کیا ہے۔ یہ پہلی دو حدیثیں صحیح ہیں جن میں ان کے صحابی ہونے کی صحیح صراحت موجود ہے۔ میرے نزدیک ان کے والد کا نام صحیح نہیں۔ ابن السکن نے جنادہ بن مالک ازدی کے حالات میں وہ حدیث ذکر کی ہے جو جنادہ بن ابی امیہ کے سوانح میں گزر چکی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے بھی ان کی خبر دی کی ہے۔ بظاہر یہ وہم ہے۔ واللہ اعلم

ادھر ابن سعید (سعد)، ابو حاتم، ابن عبد البر اور کئی ایک نے جنادہ بن ابی امیہ ازدی اور جنادہ بن مالک ازدی کے درمیان فرق کیا ہے۔ عبد النبی بن سرور مقدسی نے ابونعیم پر دونوں کو یکجا کرنے پر رد کیا ہے میں پیچھے ذکر کر آیا ہوں۔ ان کے ہاں جنادہ بن ابی امیہ ایک اور شخص بھی ہیں، جن کے والد کا نام کبیر ہے۔ وہ مخضری ہیں۔ نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے۔ شیخین وغیرہ نے ان کی بحوالہ عبادہ بن الصامت روایت نقل کی ہے۔ وہ شام میں رہتے تھے وہیں ۶۷ھ میں فوت ہوئے۔ جن کے متعلق عملي لکھتے ہیں: اکابر تابعین میں سے ثقہ تابعی ہیں۔

”تابعین“ میں ابن حبان لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ ابن سعد یعقوب بن سفیان اور ابن جریر نے اکابر تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: جنادہ ازدی صحابی ہیں۔ لیث، یزید سے وہ حدیث ازدی سے وہ ان (جنادہ ازدی) سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی عنوان والی شخصیت ہے جن کے والد کا نام ذکر نہیں کیا۔

۱۲۰۳ جنادہ بن تمیم مالکی کنانی

سیف نے فتوح میں ذکر کیا کہ ۵۵ھ کو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں اجنادین کے روز لڑائی میں فوج کے ایک دستے کا امیر مقرر فرمایا تھا۔ اور یہ پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صرف صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔ ابن فتحوں نے اپنے ذیل میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۲۰۴ جنادہ بن جراد عیلامی باہلی

دارقطنی نے مؤلف میں ابن السکن اور ابن شاہین نے زیاد بن قریع (جو بنی عیلام بن جاوہ کے ایک فرد ہیں) کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ جنادہ بن جنادہ ابن جراد (جو بنی عیلام بن جاوہ بن معن کے ایک شخص ہیں) سے روایت کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس اپنا اونٹ لے کر گیا جس کی ناک پر میں داغ لگایا تھا۔ آپ نے فرمایا: تمہیں سوائے چہرے کے داغنے کو کوئی عضو نہ

المعجم الكبير (۳۱۷/۲) الجرح والتعديل (۵۳۷/۲) تاريخ الفتا (۹۹/۱)

الفتا (۱۰۳/۴) اسد الغابہ (۷۹۲) الاستيعاب (۳۴۲)

الاصناف في نسب الصحابة (جلد ۱)

۱۲۰۵ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی روایت معلوم نہیں جبکہ اس کی بھی سند غیر مشہور ہے۔

میں کہتا ہوں: لفظ عیسانی کو رشاطی نے عین بے نقطہ قلمبند کیا ہے کہ ابن عیسان بابلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

ابن ماکولا* اور ابن نقطہ اس نسبت سے ”مشتبہ النسبة“ میں بیان کرنے سے غافل رہے ہیں۔ البتہ ابن ماکولا نے عیسان اور غیلان دونوں ذکر کیے ہیں۔ فرماتے ہیں: نقطے والا زیادہ مشہور ہے اور جو بے نقطہ ہے وہ قیس عیسان ہے۔ اور عیسان کی طرف قیس کی نسبت کے سبب میں اختلاف کو ذکر کیا۔

۱۲۰۵ جنادہ بن زید حارثی*

ابن السکن اور باوردی نے عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة کے طریق سے بحوالہ سودہ بنت حنملہ وہ اپنی دادی ام المختلس بنت جنادہ بن زید وہ اپنے والد سے روایت کرتی ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، میں نے عرض کیا: میں بحرین سے اپنی قوم بلحارث کا قاصد ہوں، دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دشمنوں پر فتح دے۔ فرماتے ہیں: آپ نے دعا فرمائی اور ہمارے لیے ایک نوشت لکھوائی* اس کی سند ضعیف اور مجہول ہے۔

۱۲۰۶ جنادہ بن سفیان الجمحی

اپنے بھائی جابر بن سفیان کے ساتھ عفریب تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۲۰۷ جنادہ بن ابی نبقہ*

عبد اللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبد مناف۔ ابو عمر نے ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے ایسا ہی ابو محمد بن حزام نے حمرة النسب میں لکھا ہے کہ جنادہ اور ان کے بھائی ہذیم یمامہ میں شہید ہوئے۔ ان دونوں کا بیٹا کوئی نہ تھا۔

۱۲۰۸ (ز) جنادہ بن عوف

بن امیہ ابن قلع بن عباد بن حذیفہ بن عبد بن قسیم بن عدی بن زید بن عامر بن ثعلبہ بن حارث بن مالک بن کنانہ ابو شامہ کنانی ابن اسحاق نے سیرت کی ابتداء میں نسی کی رسم ذکر کرنے کے بعد کہا: جنادہ بن عوف پر اسلام کا دور آیا، لیکن یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ مسلمان ہوئے۔ سبیلی لکھتے ہیں: مجھے ان کے متعلق ایک حدیث ملی ہے جس سے پتہ چلتا ہے وہ اسلام لائے تھے۔ اس واسطے کہ وہ حج کے موسم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں آئے تھے۔ لوگوں کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کو چومنے میں بھیڑ بنائے ہوئے ہیں۔ کہا: لوگو! میں نے یہ پتھر تم سے اجرت پر لے لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دڑے سے آہستہ سے مار کر فرمایا: خاموش رہو! اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے معاملات ختم کر دیے ہیں۔

ہشام بن کلبی نے ذکر کیا کہ انہوں نے چالیس سال نسی کی رسم رکھی، بہت پرانی یاد اور لمبی عمر والے تھے۔ زبیر نے کتاب

* المعجم الكبير (۲/۲۸۳) مجمع الزوائد (۸/۱۱۰) کنز العمال (۲۵۶۳۶) * الاكمال (۲/۷۷۸)

* اسد الغابة (۷۹۳) * جامع المسانيد (۳/۱۲۳) * اسد الغابة (۷۹۵) الاستيعاب (۳۴۱)

الْأَنْبِيَاءُ فِي تَيْسَرِ الْفَتْحِ (جلد ۱) ۲۷۱

النسب میں لکھا کہ قتمس کے بعد سب سے پہلے جس نے نسی کی رسم شروع کی وہ حذیفہ بن عبد قہیم بن عدی تھا۔ وہ قتمس بن عامر بن ثعلبہ پھر عباد بن حذیفہ پھر قلع بن عباد پھر امیہ بن قلع پھر عوف بن امیہ پھر جنادہ ہے انہی کے دور میں اسلام کا ظہور ہوا۔ بقول بعض انہوں نے چالیس سال نسی کی رسم جاری رکھی۔ اسی طرح ابو عبیدہ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ ابو ثمامہ جنادہ بن عوف کے دور میں اسلام کا ظہور ہوا۔ پھر محمد بن حسن سے بحوالہ معمر، ابن ابی نجیح، مجاہد سے نقل کیا کہ سب سے پہلے حارث بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ نے نسی کی رسم شروع کی اور سب سے آخر میں ابو ثمامہ نے، ان کا نام امیہ بن عوف بن جنادہ بن عوف بن عباد بن قلع بن قہیم بن عدی بن عامر بن حارث بن ثعلبہ ہے۔ حارث تک سب نے نسی کی رسم رکھی۔

(۱۲۰۹) جنادہ بن مالک ازدی *

ابو عبد اللہ: ابن سعد۔ ابن سکن اور طبرانی نے ولید بن قاسم کے طریق سے بحوالہ مصعب بن عبد اللہ بن جنادہ وہ اپنے والد وہ اپنے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ”تین باتیں جاہلیت کی ہیں جنہیں مسلمان نہیں چھوڑیں گے: (۱) ستاروں کے ذریعہ بارش کی طلب۔ (۲) نسب (میں) پر طعن زنی۔ (۳) اور میت پر نوحہ کرنا۔“ * اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں روایت کر کے فرمایا: اس کی سند میں تاثر ہے۔ اس میں پہلے جنادہ بن ابی امیہ کے سوانح میں بتا چکا ہوں کہ اس کے متعلق ابن مندہ کو جو وہم ہوا ہے۔

(۱۲۱۰) جنادہ * (بے نسبت)

ابن مندہ نے پہلی سند سے جمیل بن ردام بن عمرو بن حزم کے سوانح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنادہ کے لیے تحریر لکھوائی:

”یہ خط محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے جنادہ، اس کی قوم اور اس کے متبعین کے لئے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ اور محمد (ﷺ) کی ذمہ داری ہے۔“ *

(۱۲۱۱) (ن) جُنْدُب

جیم پر پیش نون ساکن، اس کے بعد با پیش والی آخر میں ذال نقطے والی، بقول بعض نون کے بعد یا پھر دال بے نقط کی تفسیر کا صیغہ ہے۔ ابن سبع نے ابن سباع کہا ہے ابو جعدہ کنتوں میں تذکرہ آئے گا ان کی اسی نام سے مجسم طبرانی * میں ایک حدیث ہے۔

(۱۲۱۲) (ن) جُنْدُب بن الاعجم الاسلامی

واقفی نے مغازی میں غزوہ حنین کے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کی ترتیب دی پرچم اور

* اسد الغابہ (۷۹۶) الاستیعاب (۳۲۸) * التاريخ الكبير (۲۱۳/۲) اسد الغابہ (۷۹۸) * جامع المسانید (۱۲۴/۳)

* جامع المسانید (۱۲۴/۳) * المعجم الكبير (۲۹۰/۲)

جھنڈے بنائے۔ قبیلہ اسلم کے دو جھنڈے تھے، ایک بریدہ بن حصیب کے پاس دوسرا جندب بن انجم کے پاس۔

۱۲۱۳ (ز) جندب بن الادلع الہذلی

ابن اسحاق اور واقدی فرماتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر خراس امیہ نے انہیں جاہلیت کے باہمی خون کے بدلہ جو ان میں تھا نقل کر دیا تھا۔ تو نبی ﷺ نے خزامہ کو دیت ادا کرنے کو کہا۔ طبری نے بحوالہ ابن اسحاق یہ قصہ ذکر کیا تو ان کا نام جندب تصغیر سے لیا۔

۱۲۱۴ جندب بن جنادہ

ابو ذر غفاری، کئیوں میں تذکرہ آئے گا۔

۱۲۱۵ (ز) جندب بن حارث

بن وحشی ابن مالک اٹھی۔ ابو ظبیان حصین بن جندب جو مشہور تابعی ہیں ان کے والد۔ بقول بعض صحابی ہیں۔ معانی بن زکریا نے ”جلس“ میں ان کی ایک روایت سعد بن عامر کے طریق سے بحوالہ قابوس بن ابی ظبیان، ان کے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ حضرت حسن کی رانوں میں سے ان کی ناف پر بوسہ دے رہے تھے۔ یہ حدیث اجنبی ہے۔ اسے طبرانی نے کبیر میں دوسری سند سے بحوالہ قابوس روایت فرماتے ہیں ان کے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے۔ واللہ اعلم۔

بقول بعض: صحابی ان کے دادا ہیں، اس لحاظ سے ان کے دادا کی ضمیر ابو ظبیان کی جانب ہوگی۔ جائے بے نقطہ میں آئے گا۔

۱۲۱۶ جندب بن حیّان

ابو رمثہ کئیوں میں ذکر آئے گا۔ ابن البرقی نے ان کا نام جندب بتایا ہے۔

۱۲۱۷ جندب بن خالد

بن سفیان، ابن عبد اللہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۲۱۸ جندب بن زہیر

بن حارث بن کثیر بن سجع بن مالک ازدی غامدی۔ بعض لوگ، جندب بن عبد اللہ بن زہیر غامدی کہتے ہیں۔ ابن کلبی نے تفسیر میں ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ جندب بن زہیر غامدی جب نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے یا صدقہ کرتے تو اس کی وجہ سے بہت راحت محسوس کرتے جس پر آیت: ”پس جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو (یقین کے درجہ میں) اسے چاہیے کہ وہ نیک عمل کرے۔“ (سورۃ الکہف: ۱۱۰) نازل ہوئی۔

عمیر بن حارث ازدی کے سوانح میں بھی ان کا ذکر ہے کہ وہ اپنی قوم کی جماعت میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں جندب بن زہیر، مخنف بن مسلم، عبداللہ بن سلیم اور جندب بن کعب وغیرہ حضرات شامل تھے۔ علی بن سعد "الطاعة والمعصية" نامی کتاب میں مقاتل کے طریق سے بحوالہ مکرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ازد کا ایک جندب بن زہیر غامدی نامی شخص نبی ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کرنے لگا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں جب آپ کے پاس سے اٹھ کر جاتا ہوں تو نہ مال سے دل بہکتا ہے نہ اولاد سے، جب تک واپس نہ آؤں چمن نہیں ملتا۔ آپ ﷺ کو دیکھتا ہوں تو قرار ملتا ہے۔ کیا قیامت کی ہولناکی میں آپ ﷺ کا ساتھ میسر ہوگا؟ اس کے بعد قیامت کے ہولناک مناظر کے بارے میں لمبی حدیث ذکر کی۔ مقاتل ضعیف راوی ہے۔

ابن سعد اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ وہ جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ خلیفہ علی بن زید کے طریق سے بحوالہ حسن روایت کرتے ہیں کہ جندب بن زہیر جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ ایسا ہی ان کا ذکر مفضل غلابی نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ فرماتے ہیں: جنگ جمل کے روز عبداللہ بن زہیر رضی اللہ عنہ نے ہمارا چناؤ کیا۔ اسنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حواریوں میں سے ایک شخص کو یا ہم سے خیر خواہی کرنے باہر آیا، کہنے لگا: قریشی جوانو! میں تمہیں دو آدمیوں سے آگاہ کرتا ہوں، ایک جندب بن زہیر غامدی دوسرا اشتر۔ ان کی تلواروں کے سامنے تم نہ ٹھہرنا۔ رہا جندب تو وہ ایسا شخص ہے جس کا قدمیاد نہ ہے، وہ جب اپنی زرہ پہنچتا ہے تو اس کا نشان تک * منادیتا ہے۔ ابن عبدالبر فرماتے ہیں: زہیر نے ذکر کیا۔ جادوگر کے قاتل یہی جندب بن زہیر ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ وہ اور شخص ہیں۔ جندب بن زہیر کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ اور سری بن اسماعیل کی وجہ سے ان کی حدیث کے متعلق ناقدین نے کلام کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: زہیر نے بحوالہ اپنے چچا "کتاب الموفقیات" میں جندب بن زہیر اور جندب بن کعب ابن کوثر جادوگر کے قاتل کے درمیان فرق کیا ہے۔ ایسا ہی فرق ابن کلی نے بھی کیا ہے۔

(ن) جندب بن سفیان ابن عبداللہ۔ تذکرہ آئے گا۔ (۱۲۱۹)

جندب بن ضمیرہ جندع میں ذکر ہوگا۔ (۱۲۲۰)

(ن) جندب بن عبداللہ * (۱۲۲۱)

بن ارقم ازدی غامدی۔ انہیں جندب الخیر بھی کہا جاتا ہے۔ ابن کلی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زہیر بن بکار فرماتے ہیں: میرے چچا مصعب نے فرمایا: جناد بن کاعق ازد سے ہے ان کے نام یہ ہیں: جندب بن عبد بن سفیان، جندب بن عبداللہ بن جبیر، جندب بن زہیر بقول بعض تغیر ہے جندب بن کعب جادوگر کے قاتل اور جندب بن عقیف۔

(ن) جندب بن عبداللہ بن زہیر، ابن زہیر میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ (۱۲۲۲)

(۱۲۲۳) (ن) جندب بن عبد اللہ جادوگر کے قاتل ابن کعب میں ذکر ہوگا۔

(۱۲۲۴) (ن) جندب بن عبد اللہ

بن سفیان بکلی غم علی۔ ابو عبد اللہ، اپنے دادا کی طرف منسوب ہو کر جندب بن سفیان بھی کہلاتے ہیں۔ پہلے کوفہ پھر بصرہ میں رہائش پذیر ہوئے، جہاں مصعب بن زبیر کے ساتھ آئے۔ ان سے دونوں شہروں کے لوگ روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: اہل شام میں سے ان سے شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے جندب بن سفیان نے بتایا، ابن السکن فرماتے ہیں کہ اہل بصرہ انہیں جندب بن عبد اللہ اور اہل کوفہ جندب بن سفیان کہتے ہیں، حالانکہ اس میں کوئی اور شریک نہیں وہ ایک ہی شخصیت ہے۔ انہیں جندب الخیر بھی کہا جاتا ہے جس کا ابن کلبی نے انکار کیا ہے۔

بغوی فرماتے ہیں: انہیں جندب الخیر، جندب الفاروق اور جندب بن ام جندب کہا جاتا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جندب بن عبد اللہ بن سفیان، جس نے انہیں ابن سفیان کہا تو دادا کی نسبت سے۔ بقول بعض جندب بن خالد بن سفیان جبکہ پہلا نسب زیادہ صحیح ہے۔ طبرانی نے بھی اسی سے ملتا جلتا قول ذکر کیا ہے۔ طبرانی میں ابو عمران جونی کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں: مجھے جندب نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے عہد میں طاقتور لڑکا تھا۔ صحیح مسلم میں صفوان بن محرز کے طریق سے مروی ہے کہ جندب بن عبد اللہ بکلی نے عبد اللہ بن زبیر کی شورش کے زمانہ میں عسکس بن سلامہ کی طرف پیام بھیجا کہ میرے لیے اپنے بھائیوں کو یکجا کرو۔ طبرانی میں حسن کے طریق سے مروی ہے، فرمایا: میں مصعب بن زبیر کی امارت کے دور میں جندب کے پاس بیٹھا۔

(۱۲۲۵) (ن) جندب بن عقیف ازدی جندب بن کعب میں تذکرہ آئے گا۔

(۱۲۲۶) جندب بن عمار

بن نعیم بن شہاب ابن لام بن عمرو بن طریف الطائی ثم الملائسی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا کہ وہ شاعر تھے قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ مرزبانی نے نجم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے پھر قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ وہی یہ اشعار کہتے ہیں: طعنہ زنوں کا گمان ہے کہ جندب کی اونٹنی گاؤں کے ایک طرف بے پالان جھاڑیوں کے جھنڈ میں تھی۔ طعنہ زنوں نے جھوٹ کہا وہ اگر قادیسیہ میں اس کے بیٹھے کی جگہ دیکھ لیتے تو کہتے اس کا سوار صفوں میں گھس رہا اور اونٹنی اس کے تابع رہی ہے۔ اگر کوئی بھدی آواز والا شخص اس کی گردن کے نیچے ستار بجاتا ہوا ترنم سے گاتا تو یہ بھی چیتے لگتی۔

(۱۲۲۷) جندب بن عمرو

بن حمہ دوسی۔ بنی امیہ کے حلیف۔ موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اجتادین کے روز شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ زبیر نے کتاب النسب میں عبد العزیز

اسد الغابہ (۸-۴) الاستیعاب (۳۴۴) الثقات (۵۶/۳) المعجم الكبير (۱۵۸/۲)

مسلم کتاب الایمان باب تحريم قتل الکافر بعد ان قال: لا إله الا الله (۲۷۵) اسد الغابہ (۸-۵)

الکتاب فی التیاض (ابن جریر) (جلد ۱) ۲۷۵

ابن عمران کے طریق سے بحوالہ محرز بن جعفر وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: جندب بن عمرو بن حمہ دوسی ہجرت کر کے آئے۔ پھر شام کی طرف چل نکلے اور اپنی بیٹی ام اتان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھوڑ گئے اور یہ کہہ گئے کہ اگر کوئی کفو (برابری کا رشتہ) ملا تو اس کی شادی کر دینا، اگر چہ (ہونے والے خاوند کے) تھے کے بدلے ہو ورنہ اس وقت تک روکے رکھنا جب تک وہ اپنی قوم کے گھرانے سے نہیں جاملتی۔ چنانچہ وہ بچی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہری رہی۔ وہ آپ کو کہا کہ بلاتی یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی کر دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ہی ان سے عمرو بن عثمان پیدا ہوئے جن کا تذکرہ طفیل بن عمرو کے سوانح میں آئے گا۔

ابن کلیبی فرماتے ہیں: جندب بن عمرو بن حمہ بن حارث بن رافع بن ربیعہ بن ثعلبہ بن لؤی بن عامر بن غانم بن دھمان بن مہب بن دوس کے والد عرب کے فیصل لوگوں میں سے تھے۔ ابن درید فرماتے ہیں: ہمیں سکین بن سعید نے بحوالہ محمد بن عباد، شرتی سے وہ بحالہ فصعی سے روایت کر کے بتاتے ہیں: ہم لوگ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، آپ اس وقت زحرم کے کنارے لوگوں کو مسائل بتا رہے تھے۔ اچانک ایک شخص آپ کے پاس آ کر کہنے لگا: آپ نے لوگوں کو تو بتا دیا اب ہمیں بتائیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بولو! اس نے کہا: شاعر کے اس قول کا کیا مطلب ہے:

”فیصلے والے کے لیے آج سے پہلے لٹھی نہیں کھٹکھٹائی جاتی تھی، انسان کو اسی لیے سکھایا گیا تاکہ وہ جان جائے۔“

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اس سے مراد عمرو بن حمہ دوسی ہے۔ انہوں نے تین سال تک عربوں کے فیصلے کیے جب وہ بوڑھے ہو گئے تو ان کی اولاد میں سے ساتویں یا نویں بیٹے کو ان کے ساتھ کر دیا۔ تو وہ جب غافل ہو جاتے تو وہ نو جوان لٹھی کھٹکھٹاتا۔ جب ان کی وفات کا وقت ہوا تو ان کے پاس ان کی قوم اکٹھی ہوئی، انہوں نے انہیں بہت اچھی وصیت کی جس میں حکمت کی باتیں تھیں۔

(۱۲۲۸) (ز) جندب بن کعب

ابن عبد اللہ بن جزء بن عامر بن مالک بن دھمان ازدی غامدی ابو عبد اللہ، بسا اوقات اپنے دادا کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ جندب الخیر اور جادوگر کے قاتل بھی کہی ہیں۔ جندب بن زہیر کے سوانح میں پہلے ان کا تذکرہ ہوا ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جندب بن کعب ازدی صحابی ہیں۔ ابو حاتم فرماتے ہیں: جندب بن کعب جادوگر کے قاتل ہیں۔ بقول بعض جندب بن زہیر یوں انہوں نے دونوں شخصوں کو ایک کر دیا۔ ابن سعد بحوالہ ہشام بن کلثوم فرماتے ہیں: ہمیں لوط بن یحییٰ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوظہیان ازدی ابن غامد کو خط لکھ کر انہیں اور ان کی قوم کو اسلام کی دعوت دی۔ تو انہوں نے اپنی قوم کی ایک جماعت سمیت یہ دعوت قبول کی۔ جن میں تحف، عبد اللہ اور زہیر بنی سلیم، عبد شمس بن عقیف بن زہیر شامل تھے۔ یہ لوگ تو مکہ میں آپ کے پاس آئے۔ مدینہ میں آپ کے ہاں آنے والوں میں جندب بن زہیر، جندب بن کعب، اور حجر بن مرقع تھے۔ بعد میں چالیس آدمیوں کے ساتھ حکم بن مغفل آئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں خالد الحذافہ کے طریق سے بحوالہ ابوشامان روایت کی ہے کہ ولید بن عقبہ

بن ابی معیط کے پاس ایک مسخر تھا جو انسان کو ذبح کر کے اس کا سر جدا کرتا تھا، ہمیں اس سے بڑا تعجب ہوتا، وہ پھر سر کو جوڑ دیتا۔
جندب ازدی نے آ کر اسے قتل کر دیا اور عاصم کے طریق سے بحوالہ ابو عثمان مروی ہے جندب بن کعب نے اسے قتل کیا۔

دلائل میں پہنچی نے ابن وہب کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ، ابوالاسود سے روایت کیا ہے کہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط عراق کے امیر تھے۔ ان کے سامنے ایک انسان کرتب دکھاتا وہ ایک شخص کا سر کاٹ دیتا پھر حج کر اسے پکارتا تو وہ کپڑے سے باہر نکل کر کھڑا ہو جاتا۔ وہ شخص دوبارہ اس میں سر لگا دیتا۔ جس پر لوگ کہنے لگے: سبحان اللہ! یہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ مہاجرین میں سے ایک نیک شخص کی نظر اس پر پڑی تو دوسرے دن اپنی تلوار لیے آپہنچے۔ وہ شخص اپنا کرتب دکھانے لگا، انہوں نے اپنی تلوار سونپی اور اس کی گردن اتار کر فرمایا: اگر سچا ہے تو اپنے آپ کو زندہ کرے۔ ولید نے انہیں قید کا حکم سنایا۔ تھانیدار کا نام دینا تھا۔ وہ بھی نیک آدمی تھا۔ اسے اس طرح کا آدمی اچھا لگا۔ وہ ان سے گویا ہوا: ”آپ چلے جائیں آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ مجھ سے کبھی نہیں پوچھے گا۔“ زید بن صوحان کے سوانح میں اس کا حدیث بریدہ سے دوسرا طریق آئے گا۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: مذکورہ جادوگر کا نام بستانی تھا۔ استیعاب میں ابویسان لکھا ہے۔ ”فصوص“ صاعد لغوی اس کا نام بطر داتا بتاتے ہیں۔ ابن السکن، یحییٰ بن کثیر بصری کے شاگرد کے طریق سے بحوالہ اپنے والد وہ عبد اللہ بن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں: آپ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت کو کہیں لے کر گئے۔ آپ فرمانے لگے: جندب کہاں ہے؟ جندب کی کیا شان ہے! یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔

صحابہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ﷺ نے دو لفظ بولے ہیں جن کا مطلب ہم نہیں سمجھتے؟ اس پر آپ نے فرمایا: ”وہ ایک تلوار مارے گا اور اکیلے پوری امت جتنا کارنامہ سرانجام دے گا۔“ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو کوفہ کا گورنر بنایا تو انہوں نے ایک ایسا شخص بٹھایا جو انہیں یہ کرتب دکھاتا گویا وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ پھر جندب کا اسے قتل کرنے کا قصہ ذکر کیا۔ ان کا مقدمہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں پیش ہوا۔ آپ نے ان سے فرمایا: تم نے اسلام میں تلوار اٹھائی؟ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارے متعلق نہ سنا ہوتا تو تمہیں مدینہ کی عمدہ تلوار سے قتل کر دیتا۔ پھر انہیں جبل دخان ﷻ کی جانب چلے جانے کا حکم دیا۔

استیعاب میں دوسری سند سے مروی ہے کہ جندب کے بھتیجے نے تھانیدار کو مار کر اپنے چچا کو کال لیا اور اس کے متعلق اشعار کہے: ”کیا جادوگر کو مارنے کی وجہ سے جندب کو جیل میں ڈالا جاتا ہے اور نبی ﷺ کے پہلے صحابہ کو قتل کی دھمکی دی جاتی ہے۔“ ع

ترمذی ﷺ نے حسن کے طریق سے بحوالہ جندب بن کعب روایت کیا ہے کہ جادوگر کی حد تلوار سے اس کا قتل ہے اور اس حدیث کے موقوف ہونے کو رائج کہا ہے۔ طبرانی ﷺ نے جندب بن عبد اللہ بکلی کے سوانح میں جادوگر کی حد کی حدیث نقل کی ہے۔ درست یہی ہے کہ وہ دوسرے ہیں۔ ابن قانع اور حسن بن سفیان نے حضرت حسن کے حوالہ سے دوسندوں سے اسے جندب الحیر سے

تہذیب تاریخ دمشق (۱۴/۶) الطبقات الکبریٰ (۸۶/۶) کنز العمال (۳۳۲۳۴) (۳۶۱۹۹)

ترمذی کتاب الحدود باب ما جاء فی حد الساحر (۱۴۶۰)

المعجم الكبير (۱۷۷/۲)

الْاِسْمَاءُ فِي تَحْقِيقِ الصِّحَاحِ (جلد اول)

نقل کیا ہے کہ وہ ساحر کے پاس آئے اور تلوار سے اس کی گردن اتار دی۔ وہ مر گیا اور فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۱۳۲۹ جندب بن مکیت * شروع کا زبر آخر میں تا ہے

ابن عمرو بن جراد بن یزید بن یزید بن عدی بن رجبہ بن رشدان جہنی، رافع بن مکیت کے بھائی۔ ابن سعد * فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے انہیں جہینہ کی زکوٰۃ پر مقرر فرمایا، بغوی نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ یعقوب بن عتبہ، مسلم بن عبد اللہ وہ جندب بن مکیت سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے غالب لہجہ کو ایک سریہ میں بھیجا، میں بھی ان میں شامل تھا۔ پھر لہجہ قصہ ذکر کیا۔ * عسکری لکھتے ہیں: جندب بن عبد اللہ بن مکیت اپنے دادا کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں، جبکہ اوروں نے دونوں میں فرق کیا ہے اور دوسرے شخص کو پہلے کا نتیجہ بتایا ہے۔ ابن الاثیر نے اسی کو راجع قرار دیا ہے۔ لیکن اس کے بعض طرق میں اس حدیث کے متعلق جسے ابن اسحاق نے ذکر کیا اور وہ طبرانی میں ہے جندب بن عبد اللہ جہنی سے مروی لکھا ہے۔

۱۳۳۰ جندب بن ناجیہ ناجیہ بن جندب میں ذکر ہوگا۔

۱۳۳۱ (ن) جندب بن نعمان ازدی

ابوعزیز۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے: میں نے ابو الحسن رازی کی کتاب میں پڑھا ہے: ابو نصر ظفر بن محمد بن عمر بن حفص بن عمر بن سعید بن ابی عزیز ازدی نے مجھ سے اپنے والد کے حوالہ سے وہ اپنے والد ظفر سے وہ اپنے والد عمر سے وہ اپنے والد حفص سے وہ اپنے والد عمر سے وہ اپنے والد سعید بن ابی عزیز جندب بن نعمان ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اسلام قبول کیا۔ ان کا اسلام بہت اچھا رہا وہ اپنی قوم کے ناظم بنائے گئے۔ بعد میں خلافت فاروقی میں شام ہجرت کر گئے دمشق رہائش رکھی دار فخر سے ان کا گھر مشہور ہے۔ وہیں وہ خود ان کا بیٹا سعید اور پوتا عمر بن سعید دفن ہوئے تھے۔ پھر حفص بن عمر بن سعید * ذمکا منتقل ہو کر وہیں مقیم ہو گئے۔ اس کی سند اوپری ہے۔ اس کے راویوں کو میں صرف اسی سند میں جانتا ہوں۔ یہی روایت ابو عمر نے کئی میں مختصر ذکر کی لیکن انہوں نے ابو عزیز بن جندب کہا، فرماتے ہیں: بقول وہی جندب ہیں۔

۱۳۳۲ جندب * (بے نسبت)

جی بن خالد نے اپنی سند میں قیس بن ربیع کی روایت سے بحوالہ زہیر بن ابی ثابت سے وہ ابن جندب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”اے اللہ! میرے ستر پر پردہ ڈال۔ مجھے میرے خوف میں امن

* اسد الغابہ (۸۰۷) استیعاب (۳۴۵) * الطبقات الكبرى (۶۷/۴)

* ابوداؤد کتاب الجہاد باب فی الأسیر یوثق (۲۶۷۸) المعجم الكبير (۱۷۸/۲)

السيرة النبوية (۲۸۲/۴) جامع المسانيد (۱۴۹/۳)

* جامع المسانيد (۱۵۲/۳) * اسد الغابہ (۸۱)

دے، اور میرا قرض ادا فرما۔*

ابن مندہ نے دوسری سند سے بحوالہ قیس اسے روایت کیا ہے۔

۱۳۲۳ جندره بن خيشنه ابو قرق صافہ کنانی۔ کتبوں میں ذکر آئے گا۔

۱۳۲۴ جندع بن ضميرہ*

بن ابی العاص جندعی ضمری یا لیشی۔ سیرۃ میں ابن اسحاق بحوالہ یزید بن عبد اللہ بن قسیط ان کی قوم کے رجال سے روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی، اس وقت جندع بن ضمیرہ بن ابی العاص مسلمان شخص تھے، ان سے تاخیر ہو گئی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی جس میں وہ اپنے بیٹوں سے کہتے ہیں: مجھے مکہ سے باہر لے چلو۔ چنانچہ وہ ہجرت کی غرض سے نکلے اور راستے میں ہی انتقال کر گئے۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی:

”جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کر کے نکلا۔۔۔“ (سورۃ النساء: ۱۰۰)

ابن اسحاق سے یہی مشہور ہے۔

اسی روایت کو حماد بن سلمہ نے ابن اسحاق سے روایت کر کے ”جندب بن ضمیرہ“ کہا، اسی پر واقدی نے اعتماد کیا ہے اور ابن مندہ نے جابر بن عبد اللہ کے طریق سے بحوالہ سفیان بن عیینہ، ابن طاووس سے وہ اپنے والد سے وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ بنی لیث کا ایک شخص تھا جس کا نام جندب بن ضمیرہ تھا پھر وہ روایت ذکر کی۔ ابویعلیٰ اور ابن ابی حاتم اشعث کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”ضمیرہ بن جندب“ نکلے اور ابن مندہ نے حکم بن ابان کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا: ”ضمیرہ یا ابن ضمیرہ“ اسی سند سے ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں: ”ضمیرہ“ شک کا اظہار نہیں کیا۔ اور فاکہی نے ابن جریج کے طریق سے فرمایا: جندب بن ضمیرہ، اور فرماتے ہیں: سوئی ابن عباس ضمیرہ کہتے تھے۔ ابن عیینہ کے طریق سے بحوالہ عمرو بن دینار عکرمہ سے مروی ہے کہ بنی مکر کے ایک شخص نے کہا، پھر وہ واقعہ ذکر کیا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: ہمیں یہ روایت ملی ہے کہ وہ ضمیرہ بن جندب ہیں اور سعید بن جبیر نے فرمایا: ضمیرہ بن العیص، بقول بعض جو ان سے مروی ہے، ابو ضمیرہ بن العیص۔ واللہ اعلم

بلاذری اور سراج نے ابویشر کے طریق سے بحوالہ سعید بن جبیر نقل کیا، فرماتے ہیں: خزاعہ کے ضمیرہ بن العیص یا العیص بن ضمیرہ بن زبایع نامی ایک شخص تھے۔ ابن ابی حاتم نے سالم الطلس کے طریق سے بحوالہ سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہ ”ابو ضمیرہ بن العیص“ نکلے۔ عبد الغنی بن سعید ثقفی اپنی تفسیر میں عطاء اور ضحاک کے طریق سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، ضمضم بن عمرو نکلے۔ ان کے علاوہ نے ضمیرہ بن عمرو کہا ہے۔ ابن عبد البر نے اشعث کے سابقہ طریق سے جو انہوں نے ذکر کیا، ضمیرہ بن جندب

* مسند احمد (۲۵/۲) المعجم الكبير (۴/۹۴، ۱۲/۳۴۳) جمع الجوامع (۹۷۱۷) موارد الظمان (۲۳۵۶)

مکنز العمال (۴۹۹۷) جامع المسانيد والسنن (۱۵۷/۳)

* اسد الغابۃ (ت ۸۱۳)

کہا بقول بعض ابن حبیب اور ابن انس۔ واقعہ عطاء خراسانی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ”حبیب بن صمرہ“ فرمایا۔

۱۳۳۵ جندع الانصاری الاوسی

حماد بن سلمہ، ثابت سے وہ عبد اللہ بن حارث بن نوفل کے کسی بیٹے سے وہ اپنے والد سے وہ جندع انصاری سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”جس نے جان بوجھ کر میرے متعلق جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔“ اسے ابو نعیم نے نقل کیا۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں: ان سے حارث بن نوفل نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ ابن الجوزی نے عجیب کام کیا کہ ان کا عنوان موضوعات میں جندع بن صمرہ قائم کر کے ان کے حالات لکھ دیے شاید اس بارے انہوں نے ابن مندہ کی پیروی کی ہے جبکہ انہوں نے ان کو پہلی شخصیت سے رلا ملا دیا ہے، جو غلطی ہے، اس واسطے کہ پہلی شخصیت عہد نبوی میں فوت ہوئی جیسا کہ گزر چکا ہے۔ وہ اتنا زندہ نہیں رہے کہ ان سے کوئی روایت لیتا۔ جد جند میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۳۳۶ (ن) جندل صحرا میں ان کی حدیث آئے گی۔

۱۳۳۷ (ن) جندل

جندل بن نھلہ بن عمر بن بھدلہ بھی کہلاتے ہیں۔ اعلام النبوة میں ان کی ایک حسن حدیث ہے۔ ایسا ہی ابو عمر نے مختصر کہا ہے۔ ”شرف المصطفیٰ“ میں ابو سعد نیشاپوری نے نقل کیا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میں جنگی شاعر تھا، ایک جن میرا دوست تھا، ایک دفعہ وہ اچانک آ کر کہنے لگا: ہوشیار ہو جاؤ اس لیے کہ صادق مہذب امین کی وجہ سے دین کا چراغ چمک اٹھا ہے، تو ایسی اونٹنی پر سفر کر جو محفوظ اور شوکر گھنے سے مامون ہو، جو ہموار اور بلند زمین پر چل سکتی ہو۔ میں چونک کر متنبہ ہوا، میں نے کہا: کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: ”زمین کو پھیلانے والے اور مقرر کرنے والے کی قسم، زمین کے طول عرض پر محمد مبعوث ہو چکے ہیں۔ وہ حرمت والی بڑی جگہوں میں پلے بڑھے اور امن والی زمین مدینہ کی طرف ہجرت کر آئے ہیں۔“ فرماتے ہیں: میں چل پڑا، مجھے ایک غبی آواز والے نے کہا: ”اے سوار جو اپنی سواری کو رسول (ﷺ) کی طرف لے جانے والا ہے، تجھے ہدایت کی توفیق دی گئی۔“ تو وہ میرا جن دوست ہی تھا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس میں کہا: نبی ﷺ نے میرے سامنے اسلام پیش کیا تو میں مسلمان ہو گیا۔

۱۳۳۸ جنید بن سبع یا جمعة

کئیوں میں تذکرہ ہوگا، ان کے اور ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے۔

اسد الغابۃ (۸۱۲) الاستیعاب (۳۸۶)

بخاری کتاب العلم باب اثم من کذب علی النبی (۱۰۶) مسلم مقدمہ باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ (۴)

ابوداؤد باب فی التشدید فی الکذب علی رسول اللہ (۳۶۵) مسند احمد (۱/۱۶۵) جامع المسانید (۱۶۲/۳)

اسد الغابۃ (۸۱۴) الاستیعاب (۳۸۳)

۱۲۳۹ (ز) جنید بن سمیع المزنی

عقیلی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ایسا ہی تجرید میں ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ یہ پہلے والی شخصیت ہے۔ والد کے نام میں لفظی غلطی ہوئی ہے۔

۱۲۴۰ جنید بن عبدالرحمن

بن خوف بن خالد بن عقیف بن مجید بن رؤاس بن کلاب عامری رؤاسی ہشام بن کلیبی نے ذکر کیا کہ وہ، ان کے بھائی عمرو بن مالک اور حمید آئے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۲۴۱ (ز) جنید بن عوف

بن عبد شمس بن عمرو بن عابس بن ظرب بن حارث بن فہر قرشی فہری۔ حارث بن عباس بن عبد المطلب کے نانا۔ ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت جبیدہ تھا۔ زیر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے بیٹے کو بھی شرف صحابیت حاصل ہے لیکن اصحاب سیر نے دونوں کا ذکر نہیں کیا۔

۱۲۴۲ جنید بن

اس نام سے نبی ﷺ نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا تھا۔ یہ بات سن ابن ماجہ کی کتاب الادب میں لکھی ہے۔

۱۲۴۳ (ز) جنید بن الادلع

جنید بن الادلع میں ذکر ہو چکا ہے۔

باب جیم کے بعد ہاء

۱۲۴۴ جہینش جیم کے زیر سے جہینش تصغیر کے صیغہ میں ذکر ہوگا۔

۱۲۴۵ جہیل بن سیف

از بنی جراح، ابن شامہ بن محمد بن ابراہیم سے بحوالہ محمد بن یزید اپنے رجال سے ان کا ذکر کیا، فرماتے ہیں یہ وہی شخص ہیں جنہوں نے حضرت موت نبی ﷺ کی وفات کی خبر پہنچائی تھی۔ انہی کو امرؤ القیس بن عابس کہتا ہے۔ اس دن سے موت کی خبریں بلند ہو گئیں جس دن جہیل نے احمد بنی ہدایت والے کی خبر دی۔ فرماتے ہیں: جہیل اور ان کے گھرانے کا تعلق کلب سے ہے اور یہ لوگ حضرت موت میں رہتے ہیں۔

۱۲۳۶ جہاجہ بن سعید

بقول بعض ابن قیس اور بقول بعض ابن مسعود غفاری، حدیبیہ میں بیعت رضوان میں شریک تھے۔ شیخین نے حدیث جابر سے روایت کیا ہے کہ ہم غزوہ بنی معطلق میں تھے ایک مہاجر شخص نے ایک انصاری کو لات مار دی، حدیث جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد ”ایسا ضرور ہو کر رہے گا کہ مدینہ کے عزت مند وہاں کے ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے“ کے متعلق ہے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں: مہاجری جہاجہ اور انصاری سان تھے۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ غزوہ مریسج میں شریک تھے، جہاں ان میں اور سان بن وبرہ میں جھگڑا ہو گیا، یہاں تک کہ دونوں نے اپنے اپنے قبیلوں کو بلالیا۔ جہاجہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مزدور تھے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ جہال کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ ابن ابی شیبہ، عبید الاخر کے طریق سے بحوالہ عطاء بن یسار، جہاجہ غفاری سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ اسلام لانے کے ارادے سے آئے۔ اس وقت آپ ﷺ مغرب کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے ساتھ بیٹھے آدمی کا ہاتھ پکڑ لے۔ پھر ان کے اسلام لانے سے پہلے سات بکریوں کا دودھ پینے کی حدیث ذکر کی۔ اور جب مسلمان ہو گئے تو ایک بکری کا دودھ بھی مکمل نہیں پی سکے۔

حدیث انوکھی ہے جس میں موسیٰ بن عبیدہ، عبیدہ سے روایت کرنے میں متفرد ہے۔ سوانح میں ترمذی نے اس کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ جہاجہ خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ باوردی ولید بن مسلم کے طریق سے بحوالہ امام مالک رحمہ اللہ وغیرہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جہاجہ غفاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ منبر پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے لاشی لے کر توڑ ڈالی۔ ابھی جہاجہ کو سال بھی نہیں ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ میں خارش لگا دی جس سے وہ فوت ہو گئے۔ ابن السکن سلیمان بن بلال اور عبداللہ بن ادریس کے طریق سے بحوالہ عبید اللہ بن عمر، نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کرتے ہیں۔ اور اسے فتح بن سلیمان کے طریق سے بحوالہ اپنی پوجہ بھی، اپنے والد اور ان کے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ فرماتے ہیں: جہاجہ بن سعید غفاری ان کی طرف بڑھے اور ان کے ہاتھ سے لاشی لے کر اپنے گھٹنے پر توڑ دی، لوگوں نے انہیں پکارا (ارٹے یہ کیا!) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر گھر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے غفاری کے گھٹنے میں بیماری پیدا فرمادی۔ ابھی سال بھی نہ گزرا تھا کہ فوت ہو گئے۔ اسی روایت کو ہم نے محاملیات میں حماد بن زید کے طریق سے بحوالہ یزید بن حازم، سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ جہاجہ غفاری..... پہلے واقعہ کی طرح۔

ابن السکن فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد سال سے کم عرصہ میں فوت ہوئے۔

۱۲۳۷ جہر ابو عبداللہ

طبرانی اور ابن قانع ایک ہی شیخ سے عثمان بن عبدالرحمن وقاص کے طریق سے بحوالہ زہری، عبداللہ بن جہر سے وہ اپنے

۱۲۳۶ اسد الغابۃ (۸۱۸) الاستیعاب (۳۶۰) سورة المنافقون (۸)

۱۲۳۷ البخاری (حدیث: ۴۹۰۵) مسلم (حدیث: ۶۵۲۶ و ۶۵۲۷) مصنفہ (الحدیث: ۱۸۰۴۱) دلائل النبوة (۵۴/۴) الدر المنثور (۲۲۵/۶)

۱۲۳۸ المعجم الكبير (۲۷۴/۲) مسند ابی یعلیٰ (۵۸/۲) فتح الباری (۵۳۸/۹) مکنز العمال (۳۶۲۸۳)

۱۲۳۹ جامع المسانید والسنن (۱۶۵/۳) اسد الغابۃ (۸۲۰) المعجم الكبير (۲۸۸/۲)

الْأَنْبِيَاءُ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ (اردو) جلد ۱

والد جبر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جبر! مجھے نہیں اپنے رب کو سناؤ۔“ طبرانی نے اسے حرف جیم میں نقل کیا تو عبد اللہ بن جبر سے مروی ہے کہا، اور ابن قانع نے حرف حاء میں نقل کیا تو عبد اللہ بن جبر کہا اور ابواحمد عسکری نے ایک طریق سے بحوالہ وقاص نقل کیا، فرماتے ہیں: عبد اللہ بن جابر سے مروی ہے۔ یہ تین اقوال ہیں، ان میں پہلا قول راجح ہے۔

میں نے ابن السکن کی کتاب میں ابن عبد البر کے قلم سے لکھا حاشیہ پڑھا ہے جن کا ابن السکن نے ذکر نہیں کیا۔ ان میں سے ایک جبر ہیں۔ ہم سے بیان کیا، پھر اپنی سند سے دوسری طرح عثمان بن عبد الرحمن مخزومی تک سلسلہ کو پہنچایا۔ جو وقاص ہیں، جن کا ابھی ذکر ہوا، اور یہی روایت ذکر کی۔ فرماتے ہیں: جبر نے اس کے علاوہ کوئی حدیث روایت نہیں کی۔

میں کہتا ہوں: وقاص ضعیف راوی ہے۔ چنانچہ نعمان بن راشد نے ان کے مخالف روایت کی۔ وہ زہری سے بحوالہ ابوسلمہ، ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ عبد اللہ بن حذافہ دن میں نماز پڑھتے ہوئے جبراً (اوپر آواز سے) قراءت کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عبد اللہ! اللہ کو سناؤ ہمیں نہ سناؤ۔“ اسے امام احمد، ابن ابی خثیمہ اور حاکم ابواحمد نے کئی میں نقل کیا ہے۔ ہم نے جو تھے درجہ میں عالی سند سے یہ حدیث، حدیث ابی جعفر بن بختری سے اسی سند سے سنی ہے۔

(۱۳۳۸) جہم بن قثم العبدی

حدیث زارع کی روایت سے مطرب بن ہلال مخزومی کے سوانح میں ان کا ذکر آتا ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، ان کے ساتھ جہم بن قثم بھی تھے۔ ابو عمر کندی نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ماریہ کی بہن جہم عبدی کو بخش دی تھی جن سے زکریا بن جہم پیدا ہوئے۔ ابن زولاق فرماتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ آپ نے وہ حسان کو عطا کی تھی۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر کندی نے اپنی ذکر کردہ بات ابن اسحاق کی مغازی سے لی ہے۔ اس واسطے کہ وہ ان دونوں کے متعلق کہتے ہیں: مجھے زہری نے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد القاری بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کی طرف بھیجا، پھر وہ قصہ ذکر کیا، اس میں ہے اس نے آپ کو دو باندیاں بہہ کیں ان میں سے ایک کا نام ام ابراہیم اور دوسری آپ نے جہم بن قثم العبدی کو عطا کر دی۔ جو ام زکریا بن جہم ہے۔ یہ وہی ہیں جو عمرو بن العاص کے خلیفہ تھے۔ یہی نے دلائل میں ابو بشر دولابی کے طریق سے پھر عبد الرحمن بن زید بن اسلم کی روایت سے وہ اپنے والد سے وہ یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے مقوقس کی طرف بھیجا، پھر وہ قصہ ذکر کیا اس میں ہے اس نے آپ کی خدمت میں تین باندیاں ہدیہ میں بھیجیں، لیکن حدیث میں کہا: ان میں کی ایک آپ نے جہم بن حذیفہ کو بخش دی۔

(۱۳۳۹) جہم بن قیس

بن عبد شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی العبدری، ابو خزیمہ انہیں جہیم (تقصیر) بھی کہا جاتا ہے۔ جہیم بن الصلت کے ماں شریح بھائی۔ ابن اسحاق نے حبشہ ہجرت کرنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ابو ہند داری تک ضعیف

الاصم العامری (ز) جہم (۱۲۵۰)

سند سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے ایک تحریر لکھوائی، جس میں تھا، عباس بن عبدالمطلب، جہم بن قیس اور شرمیل بن حسنہ موجود تھے۔ اگر یہ حدیث اس سلسلہ میں ثابت ہو جائے تو احتمال ہے یہ شاہد صاحب عنوان کے علاوہ کے لیے ہو۔

جہم (۱۲۵۰) جہم الاصم العامری

بشر بن معاذ یہ بکائی کے حالات میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

جہم (۱۲۵۱) جہم البلوی

بلوی نے عبدالعزیز بن عمران کے طریق سے بحوالہ جہم بن مطیع، علی بن جہم بلوی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہمارا رسول اللہ ﷺ سے سامنا ہوا، آپ نے فرمایا: ”تم کون لوگ ہو؟“ ہم نے عرض کیا: ہم بنی عبد مناف ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اللہ کے بندے کی اولاد ہو؟“ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: عبدالعزیز بن عمران ضعیف راوی ہے، اس کی روایت پر اعتماد نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: میں نے زبرقان نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں فضیلت حاصل ہے۔ انہوں نے ایسا کہا: لیکن مجھے ان کی کتاب میں زبرقان نامی لوگوں میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔

جہم (۱۲۵۲) جہم (بے نسبت)

ابن ابی فرزہ نے اپنی سند میں لیث کے طریق سے بحوالہ مجاہد، ابو وائل سے روایت کیا کہ ذوالکلاع کا گمان ہے کہ اس نے جہم کو فرماتے سنا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”حسن اور حسین جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں۔“ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابن مندہ نے یہ روایت اسی سند سے نقل کی ہے۔ ابو نعیم نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ بلوی ہوں۔ جبکہ ابن قانع نے دونوں میں فرق کیا ہے اور اسے لیث کے طریق سے نقل تو کیا لیکن انہوں نے ابو وائل سے بحوالہ زبرقان بن حکم روایت کیا کہ ذوالکلاع نے ان سے بیان کیا، پھر اسی حدیث کا ذکر کیا۔ مجاہد کا تو ذکر نہیں کیا البتہ حکم کا اضافہ کیا ہے۔

جہم (۱۲۵۳) جہم الاسلامی جہم میں ذکر ہوگا۔

جہم (۱۲۵۴) جہم بن سعد

قضای نے کتاب النبی ﷺ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اور زبیر دونوں زکوٰۃ کی مالیت لکھتے تھے۔ ایسا ہی مفسر قرطبی نے ان کا ذکر اپنی کتاب المولد النبوی میں کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۸۲۲) الاستیعاب (۲۴۹) المعجم الکبیر (۲/۲۱۵۵) کنز العمال (۱۴۱۲۷) جامع المسانید (۱۶۸/۳)

الجرح والتعديل (۵۲۱/۲) الجرح والتعديل (۲/۵۲۱)

کنز العمال (۳۷۶۹۳) البدایہ والنہایہ (۱۷۹/۸) جامع المسانید (۱۶۹/۳)

ترمذی کتاب المناقب باب مناقب الحسن والحسین (۳۷۶۸) مسند احمد (۳/۶۲، ۶۴، ۸۲)

۱۲۵۵ جہیش

آخر میں شین تغیر ہے، بقول بعض شروع میں زیر ہا کے نیچے زیر اور یا ساکن ہے۔ اور بعض نے شروع کا زیر ہا ساکن اور اس کے بعد بالکسی ہے۔ اسی پر ابن الامین بن اویس نخعی نے اعتماد کیا ہے۔ ابن مندہ نے عمار بن عبد الجبار کے طریق سے بحوالہ ابن المبارک اوزائی وہ یحییٰ بن ابی سلمہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: جہیش بن اویس نخعی رسول اللہ ﷺ کے پاس مدح قبیلہ سے اپنے ساتھیوں کی جماعت میں آئے یہ لوگ کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہم مدح قبیلہ کے لوگ ہیں، پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں شعر ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

”یا رسول اللہ ﷺ! آپ تصدیق یافتہ ہیں، ہدایت پانے اور ہدایت کرنے میں بابرکت ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمارے لیے دین حنیف مقرر کیا جب کہ ہم لوگ گدھوں کی طرح بتوں کی پوجا کرتے تھے۔“

خطابی نے غریب الحدیث میں ان کا طویل ذکر کیا اور ان کی تشریح کی۔ ابن سعد نے طبقات میں نفع کے وفد میں فرمایا: ہشام بن محمد بن سائب کلبی نے ہمیں اپنے والد کے حوالے سے وہ نفع کے بوزھوں سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ قبیلہ نفع نے اپنے دو آدمی نبی ﷺ کے پاس اپنے اسلام کی خبر دینے کے لئے بھیجے۔ ان میں سے ایک ارطاة بن شریل بن کعب، دوسرے جہیش جن کا نام ارقم تھا۔ ان کا تعلق بنی کبر بن عمرو بن عوف بن نفع سے تھا۔ وہ دونوں وہاں سے نکلے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو دونوں نے قبول کر کے اپنی قوم کی طرف سے آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔ رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کی حالت اور شائستگی پسند آئی۔ فرمایا: کیا تم لوگ اپنے پیچھے اپنی قوم میں سے اپنے جیسے آدمی چھوڑ آئے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہم اپنے پیچھے اپنی قوم کے ستر آدمی چھوڑ آئے ہیں جو ہم سے بھی افضل ہیں۔ وہ دونوں قطعی فیصلہ کرتے اور کئی امور نافذ کرتے۔ جب کوئی کام درپیش ہوتا وہ ہمارے ساتھ شریک نہ ہوتے۔ آپ نے ان دونوں اور ان کی قوم کے لیے دعا فرمائی۔ ”فرمایا: اللہ ان نفع کو برکت دے۔“ پھر ارطاة کے لیے جھنڈا بنایا اور ان کا قصہ ذکر کیا۔ ”تجربہ“ میں ذہبی لکھتے ہیں: انہیں خزاہی کہا جاتا ہے، پھر ایک حدیث ذکر کی گویا وہ موضوع ہے۔

۱۲۵۶ (ن) جہیش بن زید

بن مالک بن عبد اللہ بن حارث بن بشر بن یاسر نخعی۔ ہشام بن کلبی فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فقون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے، ان میں اور سابقہ شخصیت میں فرق کیا ہے۔

۱۲۵۷ جہیم بن الصلت

بن خمرہ بن المطلب بن عبد مناف مطلبی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے، مجھے ان کی روایت کا علم نہیں۔ ایسا ہی بلا ذری نے کہا، اور یہ اضافہ کیا کہ جاہلیت میں انہوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا، اسلام آیا تو وہ لکھتے تھے انہوں نے رسول اللہ ﷺ

اسد الغابۃ (۸۲۷) الطبقات الصغیرۃ (۷۷/۲) التجرید (۲۷/۱)

اسد الغابۃ (ت) ۸۲۸ الاستیعاب (ت) ۳۵۰

کی خدمت کھائی کا کام بھی کیا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: خبیر کے سال اسلام لائے۔ آپ نے انہیں خبیر کی کھجوروں میں سے تمیں و سق کھانے کے لئے دیئے۔ مغازی میں ابن اسحاق * نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ جب تبوک پہنچے آپ کے پاس محمہ بن رؤبہ آیا اور آپ سے صلح کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے ایک تحریر لکھوائی، اس کے آخر میں ہے وہ تحریر جہیم بن ملت نے لکھی۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے بدر کے دنوں میں ایک گھڑ سوار دیکھا جو کہہ رہا تھا: عقبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹے قتل ہو گئے۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے: ابو جہل نے کہا: یہ بنی عبدالمطلب کا سند یا (پیام) دینے والا۔

تاریخ والے حماد جی لکھتے ہیں: زبیر اور جہیم بن ملت زکوٰۃ کی مالیت لکھتے تھے۔

(۱۲۵۸) (ن) جہیم بن قیس دبی جم ہیں۔

(۱۲۵۹) جہیم بن ابی جہیمہ الاسلامی

جیسا کہ آ رہا ہے۔ وہ حنین کی فتح میں لائے پر مقرر تھے۔ ان کا ذکر عثمان بن ابی جہیمہ کے حالات میں ہے۔

باب الجیم جس کے بعد واؤ ہے

(۱۲۶۰) (ن) جودان العبیدی * (بے نسبت)

ابن شاپین نے شعیب بن صفوان کے طریق سے بحوالہ عطاء بن سائب، اشعث بن عمر، وہ جودان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وفد عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے مشروبات کے متعلق پوچھا۔ (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے عطاء بن سائب نے بحوالہ اپنے والد جودان روایت کیا ہے۔ ابن حبان نے روضۃ العقلاء میں وکیع کے طریق سے بحوالہ سفیان وہ ابن جریج وہ عباس بن عبد الرحمن بن یثادہ جودان سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: ”جس نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور اس نے اس کا عذر قبول نہیں کیا تو اس پر ٹیکس لینے والے جیسا گناہ ہے۔“ ابن حبان فرماتے ہیں: * اگر ابن جریج نے ان سے سنا ہے تو یہ روایت حسن غریب ہے۔ اسے ابن ماجہ اور طبرانی نے اسی سند سے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے مراسیل میں سہل بن صالح سے بحوالہ وکیع، ابن جودان سے وہ اپنے والد سے۔ ابن ابی حاتم * نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے ان کے متعلق پوچھا، فرمایا: جودان نامعلوم شخص ہیں جو صحابی نہیں۔ شاید جودان عبیدی اس راوی کے علاوہ کوئی شخص ہوں جن کی حدیث پر ابوداؤد اور ابو حاتم کا اتفاق ہے کہ وہ مرسل ہے۔ واللہ اعلم

(۱۲۶۱) (ن) الجون بن قتادہ

بن الاور بن ساعدہ بن عوف بن کعب التمیمی۔ ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ قسم راجع میں ہم ان

* السیرۃ النبویۃ (۱۹۶/۲) * اسد الغابۃ (۸۳۰) الاستیعاب (۳۷۶)

* ابن ماجہ باب المعاذیر (۳۷۱۸) المعجم الکبیر (۲۷۵/۲) * الثقات (۶۵/۳) * الجرح والتعذیل (۵۴۲/۲)

کا تذکرہ کریں گے۔

۱۳۶۲ (ن) الجون بن مجاسر

بن الضمین بن مالک بن مرہ بن عامر بن حارث بن انمار عبدی انج العصری کے ماموں زاد آدمی فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اپنی قوم کے کام کے متعلق پوچھا جو ان کے لئے عیب بتاتے تھے۔ آپ نے انہیں ایسا جواب دیا جس میں تو یہ تھا (دونوں پہلو تھے)۔ آپ نے فرمایا: ”اگر تم میں سخاوت نہ ہوتی تو اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دیتا اور میں تمہیں ملک بدر کر دیتا تم پر تفت ہے کہ اپنی قوم کے قاصد بن کر آئے ہو۔“ رشاطی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۶۳ جویریہ العصری

محمد بن محمد بن مرزوق نے فرمایا: ہمیں سہلہ بنت سہیل نے بتایا کہ میں نے اپنی دادی حمادہ بنت عبد اللہ سے بحوالہ جویریہ العصری سے سنا فرمایا: میں وفد عبد القیس میں نبی ﷺ کے پاس آیا، ہمارے ساتھ منذر بھی تھے آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”تمہاری دو خصلتیں بردباری اور حزم و وقار اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔“ اسے ابن مندہ نے تعلیقاً اور ابو نعیم نے موصولاً ذکر کیا ہے، روایت کی سند میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے وہ غیر معروف ہیں۔

القسم الثانی جنہیں دیدار حاصل ہے

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۳۶۵ جبیر بن خویث

بن تقید بن عبد الدار بن قصی بن کلاب۔ انہیں دیدار اور حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن سعید بن یزید روایت لیتے ہیں۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ”انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا آپ کا دیدار کیا (لیکن) آپ سے کچھ روایت نہیں کیا۔ ان کے والد فتح مکہ کے موقع پر کافر مارے گئے جنہیں علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔“ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ میں کہتا ہوں: کسی نے یہ حدیث روایت کی تو ان کا نام جبلہ بتایا، جو تبدیلی ہے درست جبیر ہے۔

❖ مجمع الزوائد (۴۷۱۲)

❖ اسد الغابۃ (۸۳۲) الاستیعاب (۳۸۴)

❖ کنز العمال (۵۸۳۸) (۳۷۵۱۸) الطبقات الکبریٰ (۵۴/۲/۱) جامع الحدیث (۶۶۸/۴) جامع المسانید (۱۷۱/۳)

❖ اسد الغابۃ (۶۹۵) الاستیعاب (۳۱۹)

❖ اسد الغابۃ (۳۰۹/۱) الاستیعاب (۳۰۶/۱)

باب الحجیم جس کے بعد عین ہے

(۱۲۶۶) جعدہ بن ابی ہبیرہؓ

بن ابی وہب بن وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم قرشی مخزومی، ان کی والدہ ام ہانی بنت ابی طالب ہیں۔ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے اور آپ سے مرسل روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے خراسان کے گورنر بنے۔ ابن مندہ فرماتے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ازدی وغیرہ نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن سے صحابی کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا۔ حاکم اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں: ان کے متعلق کہا جاتا ہے: انہیں دیدار کی دولت نصیب ہے۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں: مجھے ان کے صحابی ہونے کے متعلق کوئی معتد روایت نہیں ملی۔ بغوی فرماتے ہیں: عہد نبوی میں پیدا ہوئے لیکن صحابی نہیں۔ ابن اسکن نے اسی جیسا قول اختیار کیا ہے۔ اجری فرماتے ہیں: میں نے ابوداؤد سے پوچھا: کیا جعدہ بن ہبیرہ صحابی ہیں؟ فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ سے کچھ نہیں سنا۔

میں کہتا ہوں: ان کی روایت تو برحق ہے اس واسطے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ وہ آپ کی چچا زاد بہن کے بیٹے ہیں۔ اور ام ہانی کی خصوصیت نبی ﷺ سے مشہور ہے۔ طبرانی نے ابن جریر کے طریق سے ابوزبیر سے وہ جعدہ بن ہبیرہ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے سونے کی انگلی پہننے سے منع فرمایا ہے۔ (حدیث)

حافظ ضیاء نے مختارۃ میں طبرانی کے طریق سے نقل کیا ہے کیونکہ باوردی نے اسے طبرانی کے شیخ سے اپنی سند کے ذریعے بحالہ جعدہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے میرے ماموں علی نے منع فرمایا، پھر وہ روایت ذکر کی حدیث صحیح میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت سے بذریعہ دوسری سند مشہور ہے۔ طبرانی نے جعدہ بن ہبیرہ بے نسبت کے سوانح میں ایک دوسری حدیث نقل کی ہیں جس میں فرماتے ہیں نبی عبدالمطلب کے ایک غلام کا نبی ﷺ کے سامنے ذکر ہوا کہ وہ نماز پڑھتا رہتا ہے سوتا نہیں۔ (حدیث) یہ روایت مرسل ہے۔ امام بخاریؒ وغیرہ نے فرمایا جعدہ امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ام ہانی کے حالات میں آئے گا کہ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے تو ان کے صحابی ہونے کے منکر لوگوں کی بات غلط ہو جائے گی۔ جس کی طرف میں نے قسم اول میں اشارہ کر دیا ہے۔

باب الحجیم جس کے بعد نون ہے

(۱۲۶۷) (ن) جنید (تفسیر ہے)

ابن جنید بن عمرو بن حمہ دوسی قسم اول میں قرہی ہی ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے۔ یہ جنید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے

ساتھ جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے ان کی ان سے کم عمر ایک بہن تھی جس کے متعلق انہیں والد نے وصیت کر رکھی تھی۔ جن کی شادی حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کر دی تھی اس کا تقاضا یہی ہے کہ انہیں اسی قسم کے لوگوں میں شمار کیا جائے گا۔

القسم الثالث اسلام و جاہلیت کا دور پانے والے حضرات جن کے متعلق یہ وارد نہیں کہ انہوں نے

آپ ﷺ کو دیکھا ہے

باب الحکم جس کے بعد الف ہے

(ن) جابر بن عمر مزنی (۱۳۶۸)

ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کرتے لکھا ہے: حضرت عمرؓ نے انہیں دجلہ اور فرات سے سیراب زمین پر مقرر کیا لیکن انہوں نے استعفیٰ دے دیا۔ یہ طبری کا قول ہے۔

(ن) جابر بن کعب (۱۳۶۹)

بن کرمان بن طرفہ، ابن وہب بن مازن بن قیم بن اسد بن حارث بن الحنیک الازدی۔ ثابت بن قطبہ بن کعب بن جابر مشہور شاعر کے دادا۔ انہوں نے زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عبدالاعز شاعران کے بیٹے ہیں۔ بنی امیہ کی حکومت میں ان کا ذکر آتا ہے۔

(ن) جابر بن یاسر (۱۳۷۰)

بن عویص (سہیل کے زہر سے) آخر میں رہے ابن فذک ربحی قتبان۔ زمانہ نبی ﷺ حاصل ہے۔ ابن یونس فرماتے ہیں فتح مصر میں شریک تھے۔ اور یہی عباس کے بیٹوں عیاش اور جابر کے دادا ہیں۔

(ن) جابر یا جویبر العبدي (۱۳۷۱)

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جوان آدمی تھے، اس لحاظ سے انہوں نے دور نبوی پایا ہے۔ امام بخاری نے ”الادب المفرد“ میں ابونضرہ کے طریق سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ہمارے ایک جابر یا جویبر نامی شخص فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ کی خلافت میں مجھے ایک ضرورت پیش آئی۔ رات کے وقت میں مدینہ پہنچا، آپ کے پاس گیا، ذہانت و زبان تو مجھے (قدرت سے) ملی تھی۔ آپ ﷺ کے سامنے دنیا کی حقارت بیان کرنے لگا، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔

(ن) جابر الرعینی (۱۳۷۲)

سعید بن جابر کے والد۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا کہ انہوں نے دور نبوی پایا اور فتح دمشق میں شریک تھے۔

میں کہتا ہوں: شاید یہ پہلے والے ہوں۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

(ن) الجَبَان (بے نسبت) (۱۲۶۳)

مجھے ان کا نام معلوم نہ ہو سکا۔ ان کا یہ لقب ان کی بہادری کی وجہ سے پڑا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح تستر میں شرکت کی۔ زمانہ نبوی پایا ہے۔ ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہم سے فزاد ابونوح نے بحوالہ عثمان بن معاویہ قرشی وہ اپنے والد سے وہ عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے روایت کر کے بتایا: جب ابو موسیٰ لوگوں کو لے کر ہرمزان کے مقابلہ میں تستر فروکش ہوئے۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا جس میں ہے: بحراۃ بن ثور ایک سرگ سے تین سو آدمیوں سمیت شہر میں داخل ہوئے۔ اس تعداد میں سے چھیالیس (۸۶) آدمی مخصوص کر لیے ان سے کہا: جب تک تمہارے باقی ماندہ ساتھی اندر نہیں پہنچا دیتا میں نہیں لوٹوں گا۔ تو ان سے ایک کوئی، جس کی بہادری کی وجہ سے اسے جبان (بزدل) کہا جاتا تھا، کہنے لگا: بحراۃ آپ اپنی فکر کریں، آپ کے علاوہ بھی کوئی یہ کام کر سکتا ہے۔ آپ کو جس کا حکم ہے وہ کریں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا: تم نے صحیح کہا۔ پھر وہ انہیں دروازے تک لے گئے اور اس شخص کو ان پر نگران بنا کر ایک جھٹ سے کر دیوار کی طرف چل پڑے۔ ایک کافر سردار ان کی طرف اتر پڑا اور انہیں نیزہ مارا جو نشانے پر لگا۔ بحراۃ نے ان سے کہا: اپنے امیر کی طرف چلو، غفلت میں نہ پڑنا۔ انہوں نے پچان کے لیے ان پر ٹاٹ ڈال دیا اور چل پڑے۔ دیوار پر مسلمانوں کی تعداد بڑھ گئی اور انہوں نے دروازہ کھول لیا۔ ابو موسیٰ نے بھی ادھر کا رخ کیا، پھر باقی ماندہ حدیث سنائی۔

جُبَيْر بن قَسَم (۱۲۶۴)

بن یزید بن ارقم بن نعمان بن عمرو بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی، زمانہ نبوی پایا ہے اور عراق کی فتوحات میں شریک رہے بلکہ خلافت فاروقی میں قادیہ کے قاضی بھی رہے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا کہ ان کے نسب میں بنی ارقم بن نعمان کی جس جماعت کا ذکر ہے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں کوفہ میں تھی۔ کچھ کوئی لوگ حضرت عثمان کے خلاف کچھ کہنے لگے، تو بنی ارقم نے کہا: ہم اس شہر میں نہیں رہتے جہاں عثمان کو برا بھلا کہا جائے۔ چنانچہ یہ لوگ امیر معاویہ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ آپ نے انہیں جزیرہ کی زمین رہا کر بخش دیا۔

جُبَيْر بن نَفِير (نون، فاسے تفسیر ہے) (۱۲۶۵)

ابن مالک بن عامر حضرمی ابو عبدالرحمن، اکابر تابعین میں سے مشہور شخص، ان کے والد صحابی ہیں۔ ابن حبان * ثقات التابعین میں لکھتے ہیں: انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے۔ باوردی اور ابن السکن نے عبدالرحمن بن جبیر بن نفیر کے طریق سے بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے جاہلیت کا دور دیکھا ہے، ہمارے پاس یمن میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد آیا تو ہم لوگ

اسلام لے آئے۔ ابن شاہین نے یہ روایت طویل ذکر کی ہے۔ ابو احمد عسکری کا گمان ہے کہ جبر بن نفیر دو ہیں۔ ایک کنڈی جو آئے، دوسرے حضری ہیں جو صحابی نہیں اور نہ وفد میں آئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں غلطی لگی ہے، جس کا سبب یہ ہے ان کے پاس حدیث اس طرح لکھی ہے جبر بن نفیر کی روایت ہے کہ ”وہ نبی ﷺ کے پاس آئے“۔ جبکہ درست یہ ہے جبر بن نفیر سے بحوالہ ان کے والد جیسا کہ آ رہا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد وال ہے

(ن) جلد جمیرہ (دونوں جیموں سے)

انہیں خرہ خسرہ (دونوں نقطوں والی خاؤں اور سین سے) فارسی بھی کہا جاتا ہے۔ کسریٰ کا حکم نبی ﷺ ایک پہنچانے کے لئے باذان کے قاصد، بعد میں اسلام لے آئے۔ ابوسعید غنیشا پوری نے ”شرف المصطفیٰ“ میں ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ زہری، ابوسلمہ بن عبدالرحمن روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا خط کسریٰ کے پاس پہنچا تو اس نے پڑھ کر چاک کر دیا اور یمن میں اپنے گورنر باذان کو لکھا: کہ تجار والے اس شخص کی طرف اپنے پاس سے دو مضبوط آدمی بھیجو۔ جو اسے میرے پاس لے آئیں۔ باذان نے ذمہ دار ابونوہ کو بھیجا، وہ فارسی زبان لکھنے اور حساب کتاب کرنے والا تھا۔ اور اس کے ساتھ ایک فارسی شخص روانہ کیا جس کا نام ”جد جمیرہ“ تھا۔ انہیں ایک خط دے کر نبی ﷺ کی طرف روانہ کیا جس میں آپ کو ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کی طرف متوجہ ہونے کا کہا، ذمہ دار سے کہا: اس شخص کی طرف سے پوری چھان بین کرنا اور اس سے گفتگو کر کے مجھے اس کی اطلاع دینا۔ یہ دونوں وہاں سے نکل کر طائف پہنچے۔ جہاں انہیں قریش کے چند تاجر ملے ان سے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا، ان لوگوں نے بتایا وہ شرب میں ہیں وہ خوش ہوئے کہنے لگے کسریٰ نے اس کی سزا مقرر کر رکھی ہے۔ وہ شخص تمہیں کافی ہے۔ وہاں سے چلے مدینہ آ گئے۔ ابونوہ نے آپ سے بات کی کہ کسریٰ نے باذان کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کے پاس ایسے شخص بھیجے جو آپ کو لے جائیں۔ اس نے مجھے بھیجا ہے تاکہ آپ میرے ساتھ چلیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اب (سرائے میں) لوٹ جاؤ، کل میرے پاس آنا“۔ دوسرے دن جب وہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ اور اس کے بیٹے شبرویہ کو فلاں رات فلاں صبحے اس پر مسلط کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا: آپ جانتے ہیں جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں (اس کا کیا نتیجہ ہوگا)؟ یہ بات ہم باذان کو لکھ بھیجیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس سے کہنا: اگر تم مسلمان ہو گئے تو میں تمہیں تمہارے عہدے پر برقرار رکھوں گا۔ پھر آپ نے جد جمیرہ کو ایک ازار بند عطا کیا جو آپ کو ہدیہ میں ملا تھا۔ اس میں سونا چاندی لگی تھی۔ پھر وہ دونوں باذان کے پاس آئے، اسے حالات سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا: اللہ کی قسم! یہ تو بادشاہ کا کلام نہیں، ہم ان کی بات کا ضرور انتظار کریں گے۔ ابھی تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کے پاس شبرویہ کا خط آ پہنچا: صورت حال یہ ہے کہ میں نے فارس کے لئے غصہ میں کسریٰ کو قتل کر دیا ہے، کیونکہ اس نے فارس کے بڑے بڑے لوگ قتل کرنا حلال سمجھ لیا تھا۔ اپنی جانب کے لوگوں سے میری فرمانبرداری کا پروانہ لے لیا اور اس شخص کی ذرا بھی گستاخی نہ کرنا جس کے لیے کسریٰ نے تمہیں لکھا تھا۔ جب اس نے خط پڑھا، کہنے لگا: بے شک یہ شخص فرستادہ نبی ہے اور وہ اسلام لے آئے

جس کی وجہ سے وہاں کے وہ سب فارسی نو جوان بھی مسلمان ہو گئے جو یمن میں رہتے تھے۔ ابو نعیم اصبہانی نے ”دلائل النبوة“ میں ایسا ہی لکھا ہے جو ابن اسحاق نے بلا سند مروی ہے لیکن انہوں نے ان کا نام خرخرہ لیا ہے۔ البتہ ان کے رفیق ”ابانود“ کے نام پر اتفاق کیا ہے۔

باب الحجیم جس کے بعد راہ ہے

(ن) جراد بن طہیمہ (۱۲۷۷)

بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن عامر بن کلاب کلابی وحیدی، مخضرمی، زمانہ جاہلیت و اسلام پایا ہے۔ ان کے بیٹے شعیب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ شہید ہوئے، مرزبان نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) جراد بن مالک (۱۲۷۸)

بن نویرہ تہمی سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کے چچا تمیم نے ان کا مرثیہ کہا ہے۔ حرفہ میم میں ان شاء اللہ تعالیٰ مالک کے قتل ہونے کی روایت آئے گی۔

(ن) جرادہ البجلی (۱۲۷۹)

جاہلیت کا دور پایا اور جریر کے ساتھ فتح قادسیہ میں شریک ہوئے۔ خلال کہتے ہیں: ہمیں جعفر بن احمد بن بسر نے بحوالہ ابوبسر بن مجالد بن جراد بتایا، اور جراد ان لوگوں میں سے ہیں جو جریر کے ساتھ فتح قادسیہ میں شریک تھے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔

(ن) جرجه / جرجهیر دومی (۱۲۸۰)

ابو یونس ازدی نے فتوح الشام میں ان کا ذکر کیا ہے اور دلائل میں ابو نعیم کے طریق سے مروی ہے، کہا: ”جرجهیر“ فتوح میں سیف بن عمر نے جرحہ لکھا ہے۔ اور اس کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئے۔ یرموک میں شہید ہوئے۔ ابو حذیفہ اسحاق بن بشر نے فتوح میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔

(ن) جرویل بن اوس (۱۲۸۱)

حاء بے نقلی میں ان کا ذکر ہوگا۔ حلیہ عسی شاعر ہیں۔

(ن) جرویل العبسی (دوسرے ہیں) (۱۲۸۲)

نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے اور عہد فاروقی میں شریک جنگ رہے۔ یعقوب بن شیبہ نے اپنی مسند میں سرتج بن نعمان سے بحوالہ یثیم بن عمران بن عبد اللہ فرماتے ہیں: میرے دادا عبد اللہ نے بحوالہ اپنے والد ابو عبد اللہ جرویل بتایا، فرمایا: میں عتبہ بن غزو ان کے ساتھ فتح مصر میں شریک تھا۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا، آپ نے شام کے گورنر کو لکھا کہ ابو عبد اللہ کے حساب میں

ستر دینار کا اور ان کے اہل و عیال کے وظیفے میں دس دس دینار کا اضافہ کر دو۔

(۱۲۸۳) (ز) جرود بن یزید الطائی

ابو حاتم بھٹائیؒ نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا کہ وہ سو سال کے قریب زندہ رہے۔ پھر اسلام کا زمانہ پایا۔ حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت میں ترکوں سے جنگ میں اخف بن قیس کے ساتھ شریک تھے جس میں ان کا ہاتھ شل ہو گیا تو اخف نے انہیں اس کی دیت عطا کی۔ بعد میں بلخ فروکش ہوئے وہ اکثر ترکوں سے شریک جنگ رہے۔ اس وقت وہ بے حد بوڑھے تھے بالآخر سعید بن ابیجر کے ساتھ شہید ہوئے اس کے متعلق ان کے بہت سے اشعار بھی ہیں۔

(۱۲۸۴) (ز) جُزَیْبَہ (جیم اور باء سے تصغیر ہے)

ابن الاثیر بن عمرو بن وہب بن دثار بن نقض اسدی ثم نقضی، آمدی فرماتے ہیں: بنی اسد کے شاعروں اور جاہلیت میں ان کے شاعروں میں سے ایک ہیں۔ پھر اسلام لے آئے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں:

”جو مذہب پرانا ہو گیا وہ میرے لیے ایک نئے دین سے تبدیل ہو گیا۔ گناہ کی ایسی کثرت تھی گویا میں اندھیروں میں تھا۔ اے دین کے مالک! ہمیں قائم رکھ تاکہ ہم سیدھے رہیں۔ میں اگر گناہ کا ارادہ بھی کروں گہنگار نہ ہوں۔“

مرزبانی لکھتے ہیں: جاہلی شاعر ہیں۔ فرماتے ہیں:

”نشان زدہ گھڑ سواروں پر فدا، غبار کے تلے میرا ماموں اور چچا تھا۔ ہم نے دشمنوں سے کہا اترو! تو وہ نہیں اترے۔ اترو! اترو! کی ان پر کثرت ہو گئی۔“

ابن کلیبی نے ان کا ذکر کیا اور صرف ان کا شاعرانہ وصف بیان کیا۔ عنقریب نقض تک ان کا نسب آئے گا جیسا کہ یہاں ہے۔

باب الجیم جس کے بعد زاء ہے

(۱۲۸۵) جزؤ بن حارث بن جذیمہ العبسی

ابن کلیبی نے ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد دور جاہلیت میں فوت ہوئے۔ اور ان کے چچا قیس بن زبیر اپنے دور میں بنی عس کے رئیس تھے، وہ بھی دور جاہلیت میں فوت ہوئے۔ رہے یہ جزء تو مجھے کوئی ایسا نظر نہیں آیا جس نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہو۔ انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا ہے ان کا بیٹا عباس جوام الولید بن عبد الملک کے والد ہیں تابعین سے ہیں۔ بنی امیہ کے ساتھ ان کے کئی واقعات ہیں۔

۱۲۸۶ (ز) جزو بن ضرار الغطفاء

مرزبانی نے اپنی محکم میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حضرمی شاعر ہیں جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مرثیہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کو بہترین بدلہ دے اور اس پٹھے ہوئے چڑے میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں برکت ہو۔“ (اشعار)

۱۲۸۷ (ز) جزو بن مالک اسدی

حضرمی بن عامر میں تذکرہ ہوگا۔

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۲۸۸ جشیش الدیلعی (جیم کے بعد دوشین سے تصغیر ہے)

یہ نام دارقطنی نے لکھا ہے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسود کذاب کے قتل میں امداد بہم پہنچائی تھی۔ طبری نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فحون نے اپنے استدراک میں انکا ذکر کیا ہے۔ سیف نے کتاب الردہ میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے جشیش، داروہ اور فیروز کی طرف پیغام بھیجا کہ اسود الحنسی سے جنگ کرو۔ اسے دوسندوں کے لئے ذریعہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ فرمایا: اس پیغام کا قصد ویرہ بن محسن تھا۔ ایسا ہی واقعہ نے درہ میں ہمام بن منہب کی روایت سے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی سیف نے فرمایا: ہمیں مستعیر بن یزید نے بحوالہ عروہ بن غزیہ شیشی ضحاک بن فیروزہ جشیش دیلمی سے روایت کر کے بتاتے ہیں، فرمایا: ہمارے پاس وبرا بن محسن نبی ﷺ کا خط لے کر آئے جس میں آپ ﷺ ہمیں اپنے دین پر قائم رہنے، جنگ میں ثابت قدم رہنے اور اسود کذاب کے خلاف متحرک رہنے کا حکم دے رہے تھے۔ پھر ان کا وہ لمبا قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اسود کو قتل کیا۔ اس کے آخر میں ہے پھر میں نے اذان دی اور ان کے سامنے اس کا (کٹا ہوا) سر ڈال دیا۔ ویرہ نے نماز قائم کی پھر ہم نے ان پر بلہ بول دیا اور نبی ﷺ کو حالات کی خبر دی۔ آپ ﷺ اس وقت باحیات تھے۔ اسی رات آپ ﷺ کے پاس وحی آچکی تھی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو اس کی اطلاع دی آپ کے بعد ہمارے قاصد صدیق اکبر کے پاس آئے اور انہوں نے ہی ہمارے خطوط کا جواب دیا۔ دادو کے حالات میں آئے گا کہ یہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہوں نے اسود کے قتل میں اعانت کی تھی۔

باب الجیم جس کے بعد را ہے

۱۲۸۹ جر جست فارسی

اگر اس میں لفظی غلطی نہیں تو یہ دوسرے شخص ہیں۔ اس میں بھی کوئی مشکل نہیں کہ وہ متعدد ہوں۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

(۱۲۹۰) (ز) جعدہ سلمیٰ

جہالت کا زمانہ پایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مدینے میں ان کا ایک قصہ ہے۔ آمدیؒ نے ان کا ذکر کیا کہ وہ غزل گو عورتوں والے شاعر تھے۔ عورتوں سے باتیں کرتے، انہیں ہنساتے اور ان سے مذاق کرتے وہ بھی ان کے پاس جمع ہو جاتیں۔ انہوں نے ایک عورت کو پکڑا اسے باندھا اور کہا کہ اب چلو وہ لڑکھڑا کر گری جس سے اس کے کپڑے کھل گئے اور سب عورتیں ہنسنے لگیں۔ یہ بات قبیلہ اشجعی کو پہنچ گئی، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں شریک جہاد تھے انہوں نے آپ کی طرف خط لکھا۔

کوئی قاصد ابو حفص کو یہ پیغام پہنچا دے میرا بھائی آپ پر قربان ہوا اللہ آپ کی رہنمائی کریں ہماری اونٹنیوں کا خیال کرو، ہم محاصرہ کے زمانے میں آپ لوگوں سے غافل رہے۔ ان اونٹنیوں کا کون نگہبان ہوگا جو بیڑیاں ڈال کے چھوڑ دی گئیں۔ مختلف جھگڑوں کو لے کر سلع پہاڑ چل پڑا کچھ اونٹیاں بنی کعب ابن عمرو کی کچھ قبیلہ اسلم، جہینہ اور غفار کی ہیں۔ جنہیں سفید شرارتی باندھتا ہے اور وہ شخص کیا ہی برا جو اچھے اونٹوں کو باندھتا ہے۔ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جعدہ کی طرف پیغام بھیجا اور انہیں جلا وطن کر دیا۔ قصہ مشہور ہے جو ان کے علاوہ کسی اور کی طرف سے تھی نقل کیا جاتا ہے۔ میں نے تاریخ ابن عساکر میں جعفر بن خزاعہ کے طریق سے اصرعیؒ تک ان کی سند سے مروی پڑھا ہے۔ فرمایا: ہمیں ابو عمرو بن العلاء نے بتایا، فرمایا کہ مدینہ میں بنی سلیم کا جعدہ نامی ایک شخص تھا جس کے پاس مدینہ کے درمیان میں عورتیں آکر باتیں کرتیں۔ وہ ایک عورت کو رسی سے باندھتا پھر کہتا: رسی سے بندھا گھوڑا چھلانگ لگائے گا۔ جب وہ عورت کو دتی تو گر جاتی جس سے اس کی شرمگاہ کھل جاتی، جہاد میں شریک کچھ لوگوں کو اس کی اطلاع ملی جن میں سے ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا پھر وہ اشعار ذکر کیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے پاس جعدہ بن سلیم لایا جائے۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ سعید بن المسیب فرمایا کرتے تھے: میں ان جوانوں میں شامل تھا جو جعدہ کو پکڑ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لائے۔ آپ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا: جیسا تمہارے متعلق کہا گیا کہ وہ سفید رنگ شرارتی ہے، تو ایسا ہی ہے، پھر اسے کبڑے مارے اور عمان کی طرف جلا وطن کر دیا۔

(۱۲۹۱) جعفر بن علس

بن ربیعہ بن حارث بن عبد یغوث بن حارث بن معاویہ حارثی۔ ابو الفرج اصہبانی فرماتے ہیں: دور جاہلیت پایا پھر اسلام

آئے۔

(۱۲۹۲) (ز) جعفر بن قرط العامری

ابو حاتم بخثانیؒ نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا کہ وہ تین سو سال تک زندہ رہے، اسلام کا زمانہ پایا تو مسلمان ہو گئے۔

۱۲۹۳ (ن) جعونیہ بن شعوب الیثی

ابوبکر بن شداد بن شعوب کے بھائی، زمانہ نبوی پایا ہے۔ فاکہی نے ابواویس کے طریق سے بحوالہ اپنے والد کے چچاریج بن مالک سے وہ اپنے والد سے وہ جعونیہ بن شعوب الیثی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ باہر نکلا آپ نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا تھا یا میرے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ کی نظر ایک قافلے پر پڑی جو گھائی سے نکل رہا تھا اور اپنی سواریاں بھیج چکا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر قافلے کو اس فضیلت کا علم ہو جائے جو وہ لے کر جا رہے ہیں..... (حدیث)

۱۲۹۴ (ن) جعونیہ بن مرثد الاسدی

خضر مطلقہ بن خیلد نے جب نبوت کا دعویٰ کیا اس کے متعلق اشعار ہیں:

”بنی اسد نے جو کچھ کہا مجھے برا لگا، جو قوم اللہ سے جنگ کرنے لگے اس کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا، میں دین حنیف کا پیروکار ہوں اگرچہ تم بے وقوفی کی وجہ سے دین مستقیم پر قائم رہنے کی بنا پر برا بھلا کہو، پھر بھی میں مسلمان ہوں۔“

۱۲۹۵ (ن) الجعیدہ (بے نسبت)

میرے خیال میں وہ بنی تغلب کے فرد ہیں۔ مدائنی نے کتاب الکناک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ان عربوں میں سے تھے جو اجتادین کی جنگ کے بعد رومیوں کے ساتھ تھے اور ان کی قید سے چھوٹ گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہیں دشمنوں کے خفیہ ٹھکانوں کی اطلاع دی۔ اور ان کے لیے ایک تدبیر سوچی جس پر عمل کر کے ناقصہ کے روز انہیں شکست دے دی۔ اور ان کے دس لاکھ سے زائد سوار قتل کر دیئے۔ اور ذکر کیا کہ یرموک اور ناقصہ کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے۔

۱۲۹۶ (ن) جعیدہ بن عبیدہ کلابی

ارتد کے خلاف جنگ کے دوران اور فتح شام میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ وہی کہتے ہیں: ”مجنون کی بیٹی کہتی ہے: کیا تو بیٹھا ہوا ہے۔ نہیں اس کے باپ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس کی بات نہیں مانوں گا جس کا خالد کے لشکر میں بکثرت آنا جاتا ہو۔ رومیوں کی طرف سے اس پر ان کے آنسو بہتے ہوں گے۔“

باب الحجیم جس کے بعد لام ہے

۱۲۹۷ الجندی

شروع کا پیش لام پر زبر فون ساکن اور دال پر زبر، عمان کے بادشاہ۔ دیمہ نے رذۃ میں ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے عمرو بن العاص کو انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لئے بھیجا تو انہوں نے کہا: تم نے مجھے اس نبی اسی کے متعلق بتایا کہ وہ جس بھلائی کا حکم دیتا ہے سب سے پہلے خود اس پر عمل کرتا ہے اور جس شر سے منع کرتا ہے سب سے پہلے خود اس سے باز رہتا ہے۔ جب وہ غالب آتا ہے تو نہ ٹھکراتا ہے اور نہ جھڑکتا ہے۔ وہ عہد کی پاسداری اور وعدے کی وفاداری کرتا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں وہ نبی ہے۔

پھر چند اشعار کہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

”عمرو میرے پاس وہ بات لے کر آیا جس کے بعد نہ کوئی حق ہے اور نہ خیر خواہی۔ میں نے اس سے کہا: جو کچھ تم لے کر آئے اس میں اضافہ نہیں کیا، عمان کا جلندی چننا ہے۔ اے عمرو! میں کھلے عام اللہ تعالیٰ کے لیے مسلمان ہو چکا ہوں جس کی صدا دونوں وادیوں میں پھیل رہی ہے۔“

عنقریب جعفر بن جلندی کے سوانح میں آئے گا کہ جن کی طرف پیام بھیجا گیا عمرو تھے، اس لیے امکان ہے کہ باپ اور بیٹے دونوں کی طرف آپ نے پیام بھیجا ہو۔ مدائنی نے ذکر کیا کہ کسی عجمی بادشاہ نے جلندی بن عبدالعزیز ازدی کو گورنر بنایا، انہیں جاہلیت میں عبد جمل کہا جاتا تھا، پھر قصہ ذکر کیا۔

باب الحجیم جس کے بعد میم ہے

(ن) جماع بن ضرار (۱۲۹۸)

www.KitaboSunnat.com

شمار بن ضرار کے حالات میں تذکرہ ہوگا

(ن) جمرہ بن شہاب (۱۲۹۹)

خضریٰ ہیں۔ ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جسے ہم نے ”فوائد ابی القاسم بن بشران“ میں موسیٰ بن عقبہ کے طریق سے بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا: جمرہ۔ آپ نے فرمایا: کس کے بیٹے ہو؟ کہا: شہاب کا۔ فرمایا: کن سے ہو؟ کہنے لگا: آگ جلانے والوں میں سے۔ فرمایا: تمہارا گھر کہاں ہے؟ اس نے کہا: حرہ میں۔ فرمایا: کس محلہ میں؟ کہا: ذات لثلی (لپٹ والی) میں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہنچو! پہنچو! تمہارے گھر والے تو جل گئے۔ چنانچہ وہ شخص آیا، دیکھا تو واقعی اس کے گھر والے جل چکے تھے۔

عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ ذہری ابن المستحب سے روایت کیا، فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر اسی سے ملے جلتے مفہوم کی روایت ذکر کی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ نے مؤطا میں یحییٰ بن سعید سے نقل کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: جمرہ۔ پھر اسی مفہوم کی روایت ذکر کی۔ اس روایت کا ابواللال اشعری کی روایت سے ایک اور طریق ہے جو خالد اشعری سے بحوالہ مالک ایک شیخ سے جس نے جاہلیت کا دور دیکھا ہے، کہا: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا پھر اسی مفہوم کا قصہ ذکر کیا۔ اخبار منثورہ میں ابن درید لکھتے ہیں: ہمیں ابو حاتم بستانی نے بحوالہ ابو عبیدہ بن شیبہ بتایا کہ شہاب بن جمرہ جہنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہوں نے ایسا ہی اٹل ذکر کیا ہے جبکہ صحیح نام پہلے والا ہے۔ ابن کلبی نے ”المجامع“ میں ان کا ذکر کیا کہ وہ جمرہ بن شہاب بن ضرام بن مالک الجہنی ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ان کا قصہ بھی ذکر کیا ہے۔

باب الحجیم جس کے بعد نون ہے

www.KitaboSunnat.com

(۱۳۰۰) جناب بن مرثد (ابو ہانی الرضی)

نبی ﷺ کے دور میں اسلام لائے اور یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ابن یونس وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۰۱) جنادہ بن ابی امیہ الدوسی

ان کے والد کا نام کبیر (باء سے) ہے۔ عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں۔ میں نے ان کے ہنام کے سوانح میں فرق پہلے بتا دیا ہے جس سے فائدہ ہوگا۔ یہ کہ انہوں نے دور جاہلیت اور اسلام پایا ہے۔ ۶۷ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

(۱۳۰۲) جناب بن سلامہ الہذلی

دور جاہلیت دیکھا ہے، عہد فاروقی میں مدینہ کے تاجر تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں سلمہ بن جندب کے طریق سے بحوالہ جندب بن سلامہ روایت کیا ہے، فرمایا: ہم لوگ اس بازار کے تاجر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم اپنے اور تمہارے درمیان اس چیز کو راستہ نہیں دیں گے جسے تم ذخیرہ کر سکو۔ مسلم بن جندب کہتے ہیں: جندب بن سلامہ کا تعلق میری قوم سے تھا۔

(۱۳۰۳) جناب بن سلمیٰ مدلجی

بنی سوق کے فرد، ان لوگوں میں سے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں (نحوذ باللہ منہ) مرتد ہو گئے۔ ان کی طرف عتاب بن اسید گورنر مکہ نے اپنا بھائی خالد بن اسید بھیجا جو انہیں اہارق میں جا ملے۔ انہیں شکست دی اور ان کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ اس کے بعد انہیں ندامت ہوئی اور دوبارہ مسلمان ہو گئے، چنانچہ وہ کہتے ہیں: مجھے ندامت ہوئی اور میں نے یہ یقین کر لیا کہ میں نے اس کا انکار کر دیا جس کی عار ہمیشہ زمانے کے ساتھ رہے گی۔

(۱۳۰۴) جندع بن صمیل

نبی ﷺ کے عہد میں اسلام لائے آپ کی طرف رخت سفر باندھا لیکن رستے میں فوت ہو گئے۔ رافع بن خدش کے سوانح میں ان کا تذکرہ آئے گا وہ ان کے چچا زاد ہیں۔

(۱۳۰۵) جندل العجلی

قحطری ہیں۔ ۱۲ھ کو جاپان کے قتل کی خوشخبری حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تک پہنچانے کے لئے خالد بن ولید کے قاصد تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا تذکرہ کیا ہے کہ جندل فصیح آدمی تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک قیدی لڑکی بہہ کی جس سے ان کی اولاد ہوئی۔ ابن فتحوں نے ان کا استدراک کیا ہے۔

باب الحجیم جس کے بعد ہاء ہے

(ن) جہمہ بن عوف الدوسی (۱۳۰۶)

ابو جعفر لوط بن یحییٰ نے معمر بن میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ تین سو ساٹھ (۳۶۰) برس زندہ رہے۔ اسلام کا زمانہ پایا۔ چنانچہ جب وہ کسی کو لا الہ الا اللہ کہتے ہوئے سنتے تو فرماتے، میں نے اپنی جوانی میں لوگوں کو یہ کلمہ پڑھتے سنا ہے وہ ایک وادی سے گزرتے جو بے آب و گیاہ تھی، فرماتے ہیں: میں اس وادی سے گزرتا جس میں کوئی درخت نہ ہوتا وہ اتنا زندہ رہے کہ ان کی ابروئیں ان کی آنکھوں پر پڑ گئی تھیں۔ مندرجہ ذیل اشعار کے قائل وہی ہیں:

”میں بوڑھا ہو گیا اور عمر لمبی ہو گئی یہاں تک کہ مجھے رات کے اڑھوں کے ڈسے شخص کا قائم مقام بنا دیا جو ودیعت اور امانت نہیں رکھا گیا۔ نہ تو مجھے بیماری کی مصیبت ہے نہ کوئی اور غم ہے، ہاں موسم گرما اور بہار کے لگا تار سال مجھ پر گزر رہے جن میں تین سو سال مکمل گزرے۔ دیکھو اب میں چوتھے کی امید پر ہوں۔ میں گزشتہ سالوں کی باتیں بتاتا ہوں۔ ایک دن ایسا ضروری ہے جس میں کچھڑنے کے لیے مجھے اڑایا جائے۔“

(ن) جہم بن کلدہ الباہلی (۱۳۰۷)

دارقطنی کی ”المختلف و المختلف“ میں مظہر بن سعید باہلی کے طریق سے ان کا ذکر آیا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میرے دادا مظہر بن جہم بن کلدہ نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ ہم لوگ سو قہ میں تھے جو ریتلا علاقہ ہے۔ جب ہمارے پاس نبی ﷺ کی وفات کی اطلاع پہنچی تو لوگوں نے اپنے گھر گرانا شروع کر دیے پھر سات دن تک تعمیر نہیں ہوئے۔

(ن) جہم الحضرمی (۱۳۰۸)

عامر بن جہم میں ذکر آئے گا۔

باب الحجیم جس کے بعد واؤ ہے

(ن) جویریہ بن قدامہ التیمی (۱۳۰۹)

خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اور ان سے ابو جہرہ (جیم سے) روایت کرتے ہیں بخاری میں ہے بقول بعض نام ان کا جاریہ اور جویریہ لقب ہے۔ اور کسی نے کہا کہ اکابر تابعین میں سے وہ آخری شخص ہیں۔ اور جو روایت ابن عساکر نے سعید بن عمرو الاموی کے طریق سے روایت کی ہے اس سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ دونوں ایک ہی شخص ہیں۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان سے کہا: جاریہ بن قدامہ کو اندر آنے کی اجازت دو! جب وہ اندر آئے تو آپ نے ان سے فرمایا: جویریہ! پھر قصہ ذکر کیا۔

باب الجیم جس کے بعد یاء ہے

جیفر ۱۳۱۰

بروزن جعفر بن عیین کی جگہ یا ہے بن جلدی ازدی شاہ عمان۔ ابو عمر نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: انہوں نے اور ان کے بھائی نے نبی ﷺ کا دیدار نہیں کیا۔ ان کے والد کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن سعد نے عمرو بن شعیب کے طریق سے عمرو بن العاص کے مولیٰ سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے عمرو بن العاص کو فرماتے سنا: میں نجاشی کے پاس مسلمان ہوا پھر اپنی ہجرت کا واقعہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے جیفر اور عبید کی طرف بھیجا جو جلدی کے صاحبزادے اور عمان میں رہتے تھے۔ ان میں سے بادشاہ جیفر تھا۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا۔ پھر ان کے اسلام لانے کا واقعہ ذکر کیا۔ اور ان دونوں نے انہیں زکوٰۃ کی عام اجازت دی۔ نبی ﷺ کی وفات تک وہ عمان میں ہی رہے۔

ادھر عبدان نے زہری تک صحیح سند سے بحوالہ عبد الرحمن بن عبد القاری روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو جیفر اور عبید کی طرف بھیجا جو جلدی کے بیٹے اور عمان کے گورنر تھے۔ حضرت عمرو ان کے ہاں گئے تو وہ دونوں اسلام لے آئے۔ ان کے ساتھ بہت سے لوگ بھی حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ آپ نے اسلام نہ لانے والوں پر جزیہ مقرر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں اور جلدی تک جو مرسل روایت ہے اُس میں کوئی منافات نہیں۔ اور یہ مشکل بھی نہیں کہ جلدی خود بوڑھے ہو گئے ہوں اور اختیار مملکت اپنے دونوں بیٹوں کو دے دیا ہو۔ واللہ اعلم

(ن) جیفر بن جشم ازدی ۱۳۱۱

وہم نے کتاب الرزۃ میں ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔

القسم الرابع جن کا وہم اور غلطی سے ذکر ہوا

باب الجیم جس کے بعد الف ہے

(ن) جابر بن عبد اللہ الاشہلی ۱۳۱۲

ان کے متعلق ابن مندہ کو وہم ہوا ہے، درست یوں ہے: جابر بن خالد بن مسعود، پہلے بھی تذکرہ ہوا ہے۔ وہم کی وجہ یہ بنی کہ وہ بنی عبد الاشہل سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ان کے جد اعلیٰ کی طرف نسبت کر دی اور اسے تبدیل کر کے عبد الاشہلی کر دیا۔

۱۳۱۳ (ز) جابر بن عیاش

ابو نعیم فرماتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ انہوں نے ان کا اسی طرح مختصر تذکرہ کیا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں، جبکہ انہیں وہم ہوا ہے: ابو نعیم نے تو جابر بن یاسر بن غویس (جو عیاش کے دادا ہیں) کے سوانح کے دوران کہا، جابر بن عیاش بن جابر۔ نہ ان کا تذکرہ مشہور ہے اور نہ روایت۔ ابن الاثیر یہ سمجھے کہ انہوں نے جابر بن عیاش کو سابقہ ذکر کردہ ناموں پر عطف کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ انہوں نے تو ان کے بھائی عیاش پر عطف کیا۔ اور جابر بن عیاش مصریوں میں صفاریہ تابعین کے طبقہ سے مشہور ہیں۔

۱۳۱۴ (ز) جابر بن نعمان

فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسکین کو دینا (بڑی موت سے محفوظ رکھتا ہے)۔“ میں نے فوائد ابی العباس احمد بن علی التمار میں ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ فرمایا: ہم سے علی بن ہاشم نے بحوالہ ابن فدیك، محمد بن عثمان سے وہ اپنے والد سے وہ جابر بن نعمان سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔ میں نے سلفی کے طریق سے ایک صحیح نسخہ میں ایسا ہی پایا ہے۔ مجھے کوئی مؤرخ ایسا نظر نہ آیا جس نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہو، حالانکہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہیں پہلے میں یہ بات جائز قرار دیتا تھا کہ وہ جابر بن نعمان ہلوی انصار کے حلیف ہوں جن کا ذکر قسم اول میں گزرا ہے۔ بعد میں مجھے حسن بن سفیان، طبرانی اور ابو نعیم کے ہاں حلیہ میں حارث بن نعمان انصاری کے سوانح میں یہ حدیث مل گئی۔ قسم اول میں ان کے سوانح نہیں آئے گی۔

۱۳۱۵ (ز) جابر بن عبد المنذر

درست خارج جفاء نقطہ والی ہے، آ رہا ہے۔

۱۳۱۶ (ز) جابر بن عمرو

بن المومثل ان شاء اللہ تعالیٰ خواتین کے حصہ میں حرف جیم میں ذکر ہوگا۔

۱۳۱۷ (ز) جابر بن قعیس الطائی

درست حارث یائے بے نقطہ سے ہے، ذکر آئے گا۔

باب الجیم جس کے بعد باء ہے

۱۳۱۸ (ز) جبیر بن اوس از بنی ذریق

بدری صحابی ہیں۔ البتہ ان سے زیادہ احادیث مروی نہیں، ایسا ہی ابن حبان نے ذکر کیا ہے۔ جزء بن انس کا تذکرہ اور اس میں اختلاف پہلے گزر چکا ہے وہی درست ہے۔

(ن) جبر (بے نسبت)

ابو احمد عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ایک طریق سے بحوالہ عثمان وقاصی زہری سے انہوں نے عبد اللہ بن جبر سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے قراءت کی تو (نماز کے بعد) آپ نے فرمایا: جبر اپنے رب کو سناؤ مجھے نہیں۔“ * سابقہ شخصیت پر اضافہ کرتے ہوئے ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ نام جبر (ہاء کی جگہ ہاء سے) تھا جس طرح کچھ ہی پہلے تذکرہ ہوا ہے۔ ہم نے وہیں اس کے متعلق سب کچھ تحریر کر دیا ہے۔

(ن) جبر بن زید

ابو یونس کے والد عنقریب علیہ بن زید کے سوانح میں وہ بات آئے گی جس سے وہم ہوتا ہے کہ وہ صحابی ہیں اور ان سے روایت ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ صحابی ہونا اور روایت کرنا ان کے بیٹے ابو یونس کو حاصل ہے۔

(ن) جبلة بن ثابت

زید کے بھائی۔ بعض رواۃ کو ان کے متعلق وہم ہوا ہے اور انہوں نے حدیث ابن اسحاق بحوالہ فروہ بن نوفل، جبلة بن زید سے روایت کر دی جبکہ وہ زید بن حارثہ ہیں اور راوی نے انہیں زید بن ثابت سمجھ لیا ان کے بھائی کا بھی یہی نسب بیان کر دیا۔ حدیث جبلة بن حارثہ سے مشہور ہے جیسا کہ قسم اوّل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

(ن) جبلة بن شراحیل * حارثہ کے بھائی

ابن مندہ نے ان کا علیحدہ عنوان قائم کیا ہے جس کی ابو نعیم نے تردید کی ہے کہ وہ یہی پہلے والے جبلة بن حارثہ زید کے بھائی ہیں۔ اور حارثہ ان کے بھائی نہیں بلکہ والد ہیں۔ یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں وہم کی وجہ روایت ہے جو زید بن حارثہ کے قصہ میں ان کی اولاد کے طریق سے مروی ہے۔ حارثہ نے کہا: اے بیٹے! میں تمہیں اپنی طرف سے تسلی دیتا ہوں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ پس حارثہ بن شراحیل ایمان لے آئے اور باقی لوگوں نے انکار کر دیا اور واپس جنگل میں آ گئے۔ پھر ان کا بھائی جبلة واپس گیا اور نبی ﷺ پر ایمان لے آیا۔ تو ابن مندہ نے اخاہ (ان کے بھائی) کی ضمیر حارثہ کی طرف راجع کی اس لیے کہ وہ قریبی لفظ ہے جس کا ذکر ہوا اور ابو نعیم نے زید کی طرف لوٹائی اس لئے کہ انہی کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے۔ جبکہ دونوں کا احتمال ہے الہتہ ابو نعیم کا قول راجح اور وزنی ہے۔ کیونکہ جبلة بن حارثہ صحابہ میں اپنی صحابیت اور نام کے حوالہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ بخلاف ان کے چچا زید کے، اس واسطے کہ ان کا صرف اسی روایت میں نام لیا گیا ہے جو قابل احتمال ہے۔ فاللہ اعلم
پھر ساتھ ساتھ یہ روایت اس مشہور حدیث کے مخالف اور شاذ ہے کہ زید بن حارثہ نے جب رسول اللہ ﷺ کو پسند کر لیا تو

ان کے والد اور چچا کا جی خوش ہو گیا اور وہ انہیں چھوڑ کر واپس چلے گئے۔ ایسا ہی اہل سیرت نے ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں بکبی کے طریق سے بحوالہ ابوصالح، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

۱۳۲۳ جبکہ (بے نسبت)

ابن شاہین نے ان میں اور جبکہ بن حارث میں فرق کیا ہے حالانکہ یہ وہی ہیں۔ اور جو حدیث انہوں نے درج کی وہ بھی انہی کی ہے۔ وہ ابن اسحاق کی حدیث بحوالہ ایک شخص جبکہ سے ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (سورۃ الکافرون: ۱) کی سونے کے وقت قراءت کے بارے میں مروی ہے۔ اسے ابن مندہ نے شریک کی روایت سے بحوالہ ابن اسحاق فردہ بن نوفل سے انہوں نے جبکہ بن حارث سے نقل کیا ہے۔

۱۳۲۴ جبیر بن حارث

درست حبیب (باؤں سے ہے) پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۲۵ جبیر بن حارث اعرابی

آشہری نے اپنے سفرنامہ کے فوائد میں امیر ابوالکلام عبدالکریم ابن الامیر نصر دہلی تک ایک لمبی سند سے ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: میں امام ناصر عباسی کی خدمت میں تھا ایک دفعہ وہ شکار کی غرض سے باہر نکلے۔ شکار کے پیچھے گھوڑے کو ایڑ لگائی، ان کے پیچھے کچھ خواص بھی چل پڑے۔ آخر کار ہم ایک دیران زمین میں جا پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں کچھ عرب ہیں ان کے بوڑھے آگے بڑھے وہ خلیفہ کو پہچان کر زمین بوس ہونے لگے اور جو میسر ہوا وہ کھانا پیش کر کے کہنے لگے: امیر المؤمنین! ہمارے پاس ایک تھکے ہوئے ہم آپ کو دینا چاہتے ہیں۔ فرمایا: وہ کیا ہے؟ ہم سب ایک شخص کی اولاد ہیں اور ابھی تک زندہ کھاتے پیتے ہیں۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا ہے اور خندق کی کھودائی میں آپ کے ساتھ حاضر تھے۔ خلیفہ نے کہا ان کا نام؟ وہ بولے جبیر بن حارث۔ خلیفہ نے کہا: مجھے ان کی زیارت کراؤ۔ تو انہوں نے انہیں بچہ کی طرح ایک پنگھوڑے میں ڈالا پھر رتن ہندی جیسا قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: یہ ۵۷۶ھ کی بات ہے۔ لسان المیزان میں، میں نے پورا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۳۲۶ جبیر بن نعمان

بن امیہ انصاری، خوات بن جبیر کے والد۔ سعید بن یعقوب بن السراج نے افراد میں ان کا ذکر کیا ہے اور زید بن اسلم کے طریق سے بحوالہ خوات بن جبیر وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ میں عورتوں کے پاس بیٹھا تو نبی ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے عرض کیا: میرا ایک اونٹ بدک گیا ہے۔ (حدیث) غلطی ہے جو ایک لفظ رہ جانے سے پیدا ہوئی۔ یوں ہے خوات کے بیٹے سے مروی ہے صحابی خوات ہیں اور مذکورہ قصہ انہی سے مشہور ہے۔

اسد الغابۃ (۶۹۰) * ابوداؤد کتاب الادب باب ما یقول عند النوم (۵۰۵۵) ترمذی فی کتاب الدعوات باب منه (۳۴۰۳)

المستدرک (۵۵۶/۱) المعجم الكبير (۲۸۷/۲) الصحیح لابن حبان (۲۳۶۳) الدر المنثور (۴۰۶/۶)

لسان المیزان (۹۷/۲) * اسد الغابۃ (۶۹۹) * اسد الغابۃ (۳۷۰/۱)

باب الجیم جس کے بعد حاء ہے

۱۳۲۷ الجعاف بن حکیم *

بن عاصم بن سباع بن خزاعی بن حارث بن ہلال بن فالح بن ذکوان بن ثعلبہ بن بحدہ بن سلیم سلمیٰ فارسی، عبدالملک بن مروان کے دور میں مشہور واقعات والے ابن الاثیر نے سابقہ شخصیت پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ان اشعار سے استدلال کیا ہے جن میں وہ بنی سلیم کے گھوڑوں کی صفات بیان کرتے ہیں۔ یہ ایسے نشان زدہ گھوڑے ہیں جو نبی ﷺ کے ساتھ جنین میں شریک ہوئے جن کے اطراف خون آلود ہیں۔ *

میں کہتا ہوں: ان اشعار سے ان کے صحابی ہونے کا پتہ تو نہیں چلتا، البتہ انہوں نے اپنی قوم بنی سلیم پر فخر کیا ہے اور غزوہ حنین میں وہ بکثرت تھے۔ اس بارے میں عباس بن مرداس کا قصہ مشہور ہے۔ مجھے ابن الاثیر کے لیے ایک گزشتہ شخصیت مل گئی، لیکن جس نے اس کے رد پر کمر باندھی ہے وہ اس سے زیادہ با علم شخص ہے۔ چنانچہ ابن عساکر، محمد بن سلام نجفی تک صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ ابان اعرج نے مجھے بتایا کہ جعاف نے دور جاہلیت دیکھا ہے میں نے ان سے کہا: آپ ایسا کیوں کہتے ہیں؟ فرمایا: ان کے ان اشعار کی وجہ سے پھر یہ بیت ذکر کی۔ محمد بن سلام فرماتے ہیں: میں نے کہا: انہوں نے تو اپنی قوم بنی سلیم مرادی ہے۔ فرماتے ہیں: بعد میں میں نے یہ بات عاصم بن سری سے ذکر کی، انہوں نے فرمایا: مجھے قیس بن یثیم نے بتایا کہ انہوں نے حکیم بن امیہ کو ایک لونڈی جس سے جعاف ہمارے گھر کے کمرے میں پیدا ہوئے۔ اس سے معلوم ہوا وہ نبی ﷺ سے کافی زمانہ بعد پیدا ہوئے۔ حماسہ میں ابوقحافہ نے یہ گمان ظاہر کیا کہ یہ اشعار کسی اور کے ہیں۔ وہ حریش بن ہلال قرظی ہے۔ فاللہ اعلم

ابن سید الناس نے شعراء صحابہ میں ان کا لکھا ہے: ابن الاثیر نے ابن عبدالبر پر اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے انہی کے قلم سے تحریر کردہ نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ہشام نے ان کا تذکرہ کیا ہے، فرمایا: فتح مکہ کے متعلق ان کے اشعار ہیں۔ میں نے جو سیرت بحوالہ ابن اسحاق دیکھا کہ کسی کہنے والے نے کہا جس کا تعلق بنی جذیمہ سے تھا۔ بقول بعض وہ سلمیٰ نامی کوئی خاتون تھیں۔ پھر اشعار کا ذکر کیا جن کا مطلب یہ ہے:

”اگر ایک قوم کی مسلمان قوم سے بات نہ ہوتی تو سلیم اس دن نگر مارنے والے کے لائق ہوتے۔“

فرماتے ہیں: اسے عباس بن مرداس اور بقول بعض جعاف بن حکیم نے جواب دیا: رہنے دو، گمراہانہ گفتگو بس کرو، ہمیں شب و روز لڑائی کا دنیہ نگر مارنے کے لیے کافی ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ان کے صحابی ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ جیسا پہلے گزر چکا انہوں نے اپنی قوم پر فخر کرتے ہوئے یہ سب کچھ کہا ہے۔

۱۳۲۸ جحش الجہنی

طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے جو خطا پر پڑی ہے اور وہ لفظی غلطی سے پیدا ہوئی۔ اس واسطے کہ انہوں نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابراہیم تمیمی عبد اللہ بن جحش جہنی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک (جانا پچانا) جنگل ہے جہاں میں فروکش ہو کر اس میں نماز پڑھتا ہوں۔ اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس مسجد میں ایک رات نماز پڑھ لوں۔ (آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں رات اترو، چاہے تو نماز پڑھو اور چاہے تھوڑا دو۔ مراد نفل نماز ہے)۔ (الحدیث) انہوں نے ایسا ہی درج کیا ہے، اسے ابوداؤدؒ نے ابن اسحاق کے طریق سے نقل کیا تو انہوں نے کہا: تمیمی سے وہ عبد اللہ بن انیس الجہنی سے وہ اپنے والد سے، یوں اسناد سے لفظ ابن رہ گیا اور جحش انیس سے بدل گیا۔ ابن عبد اللہ کا نام ضررہ ہے جو زہری نے اس حدیث کی روایت کرتے ہوئے بتایا ہے۔

باب الحجیم جس کے بعد ذال ہے

۱۳۲۹ (ن) جذیہ (بے نسبت)

ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے جو غلط ہے۔ اور ذیال بن عبید کے طریق سے بحوالہ حنظلہ بن حنیفہ، جذیہ سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بلوغت کے بعد تمیمی نہیں رہتی“۔ ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں: یہ لفظی غلطی ہے، روایت کی سند تو یوں ہے ان کے دادا سے جن کا نام حنظلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: اپنے مقام پر درست آئے گا، میرے خیال میں صحیح حذیم سے مروی ہے جیسا کہ حاء بے نقطہ میں آئے گا۔

باب الحجیم جس کے بعد را ہے

۱۳۳۰ جردان

ذہبی نے اپنے استدراک میں جرثوم اور جر موز کے درمیان ان کا ذکر کیا ہے جبکہ وہ جردان واؤ سے ہے۔ درست نام گزر چکا ہے۔

۱۳۳۱ جرجیس راہب

باء میں بحیر کے تحت تذکرہ گزرا ہے۔

اسد الغابۃ (۷۰۷) * ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی لیلة القدر (۱۳۸۰)

* ابوداؤد کتاب الوصایا باب ما جاء حتی ینقطع الیتم (۲۸۷۳) السنن الکبریٰ (۵۷/۷) (۳۲۰)

المعجم الصغیر (۹۶/۱) الدر المنثور (۲۸۸/۱) کنز العمال (۱۵۰۵۴) (۹۰۴۹۹) نصب الرایۃ (۲۱۹/۳)

۱۳۳۲) جرہد بن رباح الاسلمی *

کنیت ابو عبد الرحمن، اہل صفہ میں سے تھے۔ ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جرہد بن خویلد اور ان میں فرق کیا حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ صحیح رزاح (زا سے ہے نہ کہ دال سے)۔ ابن سعد * اور ابو عبید نے لکھا ہے جرہد بن رباح اسلمی کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی، شریف النسب تھے۔ بغوی بحوالہ زہری لکھتے ہیں: جرہد بن خویلد اسلمی اور ابن قانع تحریر کرتے ہیں: جرہد بن عبد اللہ بن رباح بن عدی بن سہم۔ یوں ذکر کر کے ان کے آباء کی پوری جماعت ساقط کر دی۔

۱۳۳۳) (ز) جرہد بن جابر

ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام کے شیوخ میں سے ہیں۔ ثقات الثقات میں ابن حبان لکھتے ہیں: مراسیل روایت کرتے تھے۔

۱۳۳۴) جُرَیح بن سَلَامَہ ابوشاہ

ابن شاہین نے ان کا ذکر تو کیا لیکن ان کا نام اور کنیت غلط لکھ دی۔ وہ حدیث (حائے بے نقطہ اور دال سے ہے) اور ان کی کنیت ابوشاہ (شین باء الف اور ثاء سے ہے) حائے بے نقطہ میں صحیح نام آئے گا۔

۱۳۳۵) جریر یا ابو جریر

درست حائے بے نقطہ سے آخر میں زا ہے۔ بغوی اور ابن مندہ نے جیم میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تذکرہ ثابت نہیں۔

باب الجیم جس کے بعد شین ہے

۱۳۳۶) جشیش الکندی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے، درست فاء کے اضافہ سے ہے جیسا پہلے ذکر ہوا۔

باب الجیم جس کے بعد فاء ہے

۱۳۳۷) (ز) جفال

ازدی نے انہیں فائے مشدد سے ذکر کیا ہے، درست جفال ہے، جیسا کہ گزر گیا۔

۱۳۳۸ جفشیش بن اسود الکندی

ذہبی نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان میں اور جفشیش بن نعمان میں فرق کیا ہے حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ یہ جفشیش بن نعمان ہیں۔ بقول بعض ابن اسود بن معد کرب جیسا پہلے گزر گیا۔

باب الجیم جس کے بعد عین ہے

۱۳۳۹ جعفر بن الزبیر

بن عوام قرشی اسدی، ابن مندہ نے ابراہیم بن العلاء کے طریق سے اور ابو نعیم نے حسن بن عرفہ کے طریق سے وہ دونوں ہشام بن عروہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر اور جعفر بن زبیر نے اس وقت رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی جب یہ دونوں سات سال کے تھے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ وہم پر مبنی ہے، درست وہ ہے جو نعمان وغیرہ نے نقل کیا کہ اسماعیل سے اسی سند کے ذریعہ مروی ہے کہ عبد اللہ بن زبیر اور عبد اللہ بن جعفر نے بیعت کی۔

میں کہتا ہوں: اس میں غلطی اسماعیل سے واقع ہوئی ہے۔ اس لیے کہ ابراہیم بن العلاء اس میں متفرد ہیں۔ حق بات وہی ہے جو ابن مندہ نے کہی۔ وجہ یہ ہے کہ جعفر بن زبیر تو نبی ﷺ کی وفات کے کافی عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ عمر میں وہ عروہ سے چھوٹے ہیں۔

۱۳۴۰ (ن) جعفر ابو زمعہ البلوئی

صحابی ہیں، جنہوں نے درخت تلع بیعت کی۔ پھر مصر رہائش اختیار کر لی۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کسی نے جعفر تو کسی نے عبد کہا ہے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں اسی طرح نقل کیا ہے کہ ابو موسیٰ نے عبد نامی لوگوں میں ان کا ذکر کیا لیکن جعفر میں ان کا تذکرہ نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: اس میں ابن الاثیر سے واضح غلطی ہوئی ہے اس لیے کہ ابو موسیٰ نے جو ذکر کیا وہ یہ ہیں: عبد بن زمعہ بلوی سے مروی ہے جو ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت تلع بیعت کی، مصر میں سکونت اختیار کی، ان کے نام میں اختلاف ہے، جعفر نے کہا: بقول بعض عبد ہے۔ لگتا ہے ابن الاثیر والے نسخہ میں قلمی غلطی ہے جو جعفر سے ابو موسیٰ نے نقل کیا وہ مستغفری ہیں اور ابو موسیٰ اپنی کتاب میں ان سے بکثرت نقل کرتے ہیں۔ اسی بنا پر اکثر وہ ان کا نسب بیان نہیں کرتے۔

۱۳۴۱ جعفر العبدی

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے علی بن سعید نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ وہ حسن بن عرفہ سے بحوالہ محروہ لیث سے وہ زید سے وہ جعفر عبدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میری امت میں

التجريد (۲۵/۱) * اسد الغابۃ (۷۵۶) * اسد الغابۃ (۳۲۷/۱) * اسد الغابۃ (۷۵۷)

* اسد الغابۃ (۳۹۱/۱) * اسد الغابۃ (۷۶۰)

الاصول في تفسير الصحاح (جلد ۱) ۵۰۷

سے (دوسروں کو جنتی یا جہنمی کہنے کے لیے) قسمیں کھانے والوں کے لیے خرابی ہے۔* ابو موسیٰ کہتے ہیں: اگر یہ جعفر بن زید عبدی ہیں تو وہ مشہور تابعی ہیں۔ ورنہ، میں انہیں نہیں جانتا۔

میں کہتا ہوں: یہ وہی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے تاریخ میں ان کا ذکر کیا اور معمر کے طریق سے ان کے سوانح میں یہ حدیث ذکر کر کے فرمایا، مرل ہے۔

۱۳۴۲ جعفر بن نسطور رومی

ان جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا جنہوں نے نبی ﷺ کی وفات کے کئی سال بعد صحابی ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ میں نے ابن الاثیر کی کتاب پر استدراک میں مغلطی کے قلم سے لکھا ہوا پڑھا ہے، ایسا ہی ابن دہاغ نے ابن عبد البر کی کتاب پر اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے اور تجرید میں ذہبی* نے بھی اپنے استدراک میں نقل کیا ہے۔ البتہ انہوں نے کہا: اس تک اسناد اندھیر ہی اندھیر ہے۔ اور متون باطل ہیں۔ وہ دجال (انتہائی جھوٹا) ہے یا اس کا وجود ہی نہیں۔ اسے ۳۵۰ھ میں ترک کی زمین فاراب میں دیکھا گیا۔

میں کہتا ہوں: قسم اول میں اس کا ذکر کرنے سے میرا دل خوش نہیں ہوا۔ منصور بن حکم زاہد فرغانی کے طریق سے، ان سے مروی ہمیں ایک نسخہ ملا جن میں سے ایک یہ ہے: مجھ سے جعفر بن نسطور رومی نے بیان کیا کہ میں غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، میں اپنے گھوڑے سے اترا اور کوڑا اٹھا کر آپ ﷺ کو دے دیا۔ آپ ﷺ نے (دعا دیتے ہوئے) فرمایا: ”اللہ تمہاری عمر دراز کرے!“ اس کے بعد میں تین سو بیس* سال زندہ رہا۔

ابو ہریرہ بن ذہبی نے اجازت حدیث میں ہمیں بحوالہ اسحاق بن یحییٰ آمدی، وہ یوسف بن خلیل سے، وہ مسعود جمال سے وہ ابوی حذافہ سے وہ احمد بن محمد بن عمرو واعظ قوسی سے ائماء (بول کر لکھوانا) نقل کرتے ہیں کہ شجاع بن عمرو بن علی عراقی نے بحوالہ منصور بن حکم ہمیں بتایا۔ ان میں سے ایک یہ ہے جو خیبر کی جانب ننگے پاؤں چلا تو گویا وہ جنتی زمین پر چلا۔ (حدیث) نیز میں نے اس کی ایک حدیث سنی ہے، ان کے آخری شیخ شہدہ بنت ابری ہیں۔ نسطور رومی کے سوانح میں اس کا ذکر ہوگا۔

سلفی کہتے ہیں: عبد اللہ بن عمر بن خلف فروی نے ہمیں ۴۹۷ھ مکہ میں بتایا کہ ہمیں علی بن حسین بن اسماعیل کاشغری نے بحوالہ ابوداؤد سلیمان بن نوح بن محمد مرغینانی، انہوں نے منصور بن حکم فقیہ سے نقل کیا پھر اس نسخہ کا ذکر کیا جو گیارہ احادیث پر مشتمل تھا، ان میں سے دو یہی مذکورہ حدیثیں تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ نبی ﷺ کے سامنے بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ نے مسواک کرتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے پھر بائیں ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں تو کوئی نظر نہیں آ رہا۔ آپ کے اشارہ کر رہے ہیں؟ فرمایا: جبرائیل اور میکائیل میرے سامنے تھے۔ میں نے جبرائیل کی طرف اشارہ کیا تو انہوں نے کہا: ”میکائیل کو دیں وہ مجھ سے بڑے ہیں۔“* ایک اور نسخہ سے بھی انہوں نے روایت کی، اور ابوالمظفر میمون بن محمود کے طریق سے بحوالہ شریف عبد الجلیل عمر بن حسین کاشغری وہ ابن نسطور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ عنقریب نوں میں ذکر ہوگا۔

* جامع المسانید (۱۰۱/۳) * التجرید (۲۵/۱) * اللالی المصنوعة (۱۰۱/۱) تذکرة الموضوعات (۱۰۸)

* اللالی المصنوعة (۱۰۲/۱)

(۱۳۲۳) (ز) جعفر بن سعد العشیرہ

از قبیلہ مذرج۔ جن ایام میں نبی ﷺ کا وصال ہوا انہی ایام میں جعفر کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب میں ایسا ہی نقل کیا ہے۔ ابو عمر نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان سے نقل کیا اور ان کا تعاقب نہیں کیا۔ ابن الاثیر لکھتے ہیں: یہ صاحب علم کی عجیب بات ہے۔ اس لیے کہ جعفر بن سعد العشیرہ نبی ﷺ سے پہلے عرصہ ہوا فوت ہو گئے تھے اور جن لوگوں نے ان سے نشست و برخاست رکھی ان میں اور جعفری میں دس سے زیادہ پشتوں کا فاصلہ ہے۔

میں کہتا ہوں: میرے خیال میں انہوں نے مغازی میں وفد جعفر بن سعد العشیرہ از قبیلہ مذرج دیکھا جیسی ان مؤرخین کی عادت ہے کہ وہ شخصیات کے سوانح قبیلوں کے نام سے بیان کرتے ہیں۔ پھر ان لوگوں کے نام ذکر کرتے ہیں جو وفد میں ہوتے ہیں۔ انہیں گمان ہوا کہ وہ وفد میں آئے (جو قافا زبر سمجھ لیا) جس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جعفر بن سعد العشیرہ وافر (یعنی آنے والے) تھے۔ حالانکہ ایسا ہے نہیں، اس لیے کہ انہوں نے اسم کو فعل اور قبیلہ کے نام کو آنے والے کا نام بنا دیا۔ اس سلسلہ میں ابن ابی حاتم سے بڑھ کر ابو عمر زیادہ قابل ملامت ہیں۔

باب الحجیم جس کے بعد لام ہے

(۱۳۲۴) (ز) الجلاح ابو خالد

ذہبی نے سابقہ شخصیت پر زائد اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اسے طبقات ابن سعد کی جانب منسوب کیا ہے حالانکہ لفظی غلطی کی۔ ان کا نام الحجاج (دو جیموں سے ابتداء میں لام سے) ہے جیسا کہ حرف لام میں آئے گا۔

باب الحجیم جس کے بعد میم ہے

(۱۳۲۵) حمد الکندی

ابن مندہ حماد کے طریق سے بحوالہ عاصم روایت کرتے ہیں کہ حمد الکندی نے کہا کہ مجھے ایک پیالہ پیش کیا جائے یہ مجھے بیٹے کی خوشخبری ملنے سے زیادہ پسند ہے۔ آپ ﷺ سے اس بات کا تذکرہ ہوا آپ نے فرمایا: ”وہ تو دل کا پھل ہوتے ہیں“۔ ابو نعیم لکھتے ہیں: مشہور یہ ہے کہ یہ بات اشعث نے کہی تھی، ہو سکتا ہے آپ نے اشعث کی کم جی کو حماد سے تشبیہ دے کر ان کا لقب حماد رکھ دیا ہو۔ میں کہتا ہوں: ایسی بات نہیں۔ بلکہ مشہور یہ ہے کہ اشعث کو حمد الکندی کی بیٹی سے بیٹے کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے یہ کہا جو کچھ کہا۔ حمد ان چار بادشاہوں میں سے ایک ہے جو خلافت صدیقی میں مرتد ہو کر قتل کیے گئے تھے۔ اس کی بیٹی اشعث کے نکاح میں تھی۔

اسد الغابۃ (۷۶۱) الاستیعاب (۳۸۵) اسد الغابۃ (۳۳/۱) الاستیعاب (۳۴۲/۱)

اسد الغابۃ (۷۷۵) المستدرک (۲۳۹/۴) تہذیب تاریخ دمشق (۶۹/۳) جامع المسانید (۱۱۰/۳)

۱۳۳۶ جمیش بن یزید بن مالک نخعی

بقول بعض انہیں خدمت نبوی میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔

میں کہتا ہوں: ذہبیؒ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے یہ بات کہاں سے نقل کی۔ اور نہ مجھے اسد الغابۃ کے باب ۱۴ میں یہ نام ملا ہے۔ دراصل یہ لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو جمیش جیم حاسے تھغیر تھا۔ قسم اول میں گزر چکا ہے۔ ذہبی نے اسے دوبارہ درست ذکر کیا لیکن کہا ہے کہ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الجیم جس کے بعد نون ہے

۱۳۳۷ جندب بن بجیلہ

عبداللہ کے بیٹے ہیں، تذکرہ آئے گا۔

میں کہتا ہوں: تجریدؒ میں ایسا ہی ہے۔ یہ بھی لفظی غلطی ہے۔ بعض طرق میں جندب بن بجیلہ لکھا ہے۔

۱۳۳۸ (ز) جندب بن زہیر العامری

ابن قحطون نے ذیل میں، ان میں اور جندب بن زہیر الانزلی میں فرق کیا ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ وہ عامری (عین وال سے) ہیں نہ کہ عامری (عین اور را سے) اور عامر از د کا بطن ہے۔

۱۳۳۹ جندبؒ ابونا جیہ

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ابراہیم بن ابی داؤد کے طریق سے بحوالہ خول بن ابراہیم، اسرائیل سے وہ مجزأة بن زاہر السی سے وہ ناجیہ بن جندب سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ میں اس وقت نبی ﷺ کے پاس آیا جب آپ نے قربانی کا جانور روک لیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ساتھ قربانی کا جانور بھیج دیجیے۔ (حدیث) ایسا ہی باوردی اور طحاوی نے نقل کیا ہے ابن مندہ فرماتے ہیں: ابو حاتم رازی نے بحوالہ خول ان سے مخالف نقل کیا ہے۔

ابو نعیم لکھتے ہیں: اس میں بعض راویوں کو وہم ہوا ہے انہوں نے مجزأة کی روایت جو بحوالہ ان کے والد، ناجیہ سے بدل دی ہے اور مجزأة سے بحوالہ ناجیہ ان کے والد کردی ہے پھر عمرو بن محمد عسقری کے طریق سے بحوالہ اسرائیل صحیح نقل کی ہے فرماتے ہیں: اثبات کی روایت بحوالہ اسرائیل اس کے موافق ہے۔

میں کہتا ہوں: اسے نسائی نے بروایت عبید اللہ بن موسیٰ، بحوالہ اسرائیل، مجزأة سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں! مجھے ناجیہ بن جندب نے بتایا، لہذا احتمال ہے کہ مجزأة نے ناجیہ سے اور اپنے والد سے بحوالہ ناجیہ سنی ہو۔ رہے جندب تو اسناد میں ان کا کوئی دخل

التجرید (۲۶/۱) * التجرید (۲۶/۱) * اسد الغابۃ (۸۰۲) * اسد الغابۃ (۸۰۹)

مسند احمد (۳۳۴/۴) المستدرک (۶۱۲/۳) کنز العمال (۱۲۷۱۹)

نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

۱۳۵۰ جنید بن سمیع المزنی

عقلی نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے ایسا ہی تجرید* میں ہے حالانکہ وہ جنید بن سمیع ہیں جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے۔

۱۳۵۱ جنیفة النہدی

عقلی نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور تجرید* میں بھی ایسا ہے جبکہ یہ لفظی غلطی پر مبنی ہے حالانکہ یہ نام جنیفة (قانون سے پہلے) ہے جیسا کہ گزر گیا۔

باب الجیم جس کے بعد ہاء ہے

۱۳۵۲ الجہدمہ* (بے نسبت)

ابن شاپین نے حرف جیم کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے اور منصور بن ابی الاسود کے طریق سے بحوالہ جناب، ایاد سے وہ جہدمہ سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو اس وقت دیکھا جب آپ نماز کے لئے باہر تشریف لائے آپ کے سر پر مہندی کی خوشبو تھی۔* میں نے بعض حفاظ کے قلم سے اس پر حاشیہ لکھا دیکھا ہے: جہدمہ عورت ہے جو شیر بن خصاصیہ کی بیوی ہے۔ مصنف نے نساء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ لیکن قسم اول بحوالہ تجرید* ذہبی گزر چکا ہے کہ جہدمہ حائے بے نقط سے ہے نہ کہ ہاء سے۔ اور یہ بھی ذکر کیا کہ بروایت ابو جناب، ایاد بن لقیط ان سے مروی ایک حدیث ہے۔ پھر کہا: بقول بعض: وہ ابورمہ او مجھے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جس نے ابورمہ کا یہ نام لیا ہو۔ کنتوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۵۳ جہم الاسلامی*

ابن مندہ نے ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ یونس بن یزید، ابواسحاق سے انہوں نے محمد بن طلحہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے معاویہ بن جہم اسلامی سے، انہوں نے جہم سے نقل کیا ہے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر عرض کی: میرا جہاد کا ارادہ ہے..... (حدیث)*

میں کہتا ہوں: یہ غلط ہے اس میں ابن لہیعہ سے لفظی خطا ہوئی ہے۔ یوں ان کا نام اور نسبت غلط ہوگئی وہ تو جاہلہ سلمیٰ ہیں جیسا کہ پہلے صحیح گزر چکا ہے۔

* التجرید (۲۶/۱) * التجرید ایضاً * اسد الغابہ (۸۱۹)

* مجمع الزوائد (۱۶۲/۵) جامع المسانید (۱۶۶/۳)

* التجرید (۲۷/۱) * اسد الغابہ (۸۲۱)

* نسائی کتاب الجہاد باب الرخصة فی التخلف لمن له والدہ (۳۱۰۴)

ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الرجل یغزو وله ابوان (۲۷۸) مسند احمد (۴۲۹/۳) المعجم الكبير (۲۲۰۲/۲)

باب الحجیم جس کے بعد واو ہے

۱۳۵۳ جون بن قتادہ *

بن عمرو بن ساعدہ بن عوف بن کعب بن عبد شمس بن زید مناة بن حمیم بنی تالمی ہیں۔ کسی راوی کو وہم ہوا اور ان سے موصولا حدیث روایت کر دی جس میں صحابی کا نام ساقط کر دیا ہے اسی غلطی کی بنا پر بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ان کے والد صحابی ہیں۔ جن کا اپنے مقام پر ذکر آئے گا۔ بغوی کہتے ہیں: ہمیں میرے دادا احمد بن منیع اور شجاع بن مخلد نے بتایا کہ ہمیں ہشیم نے بیان کیا۔ اور ابن قانع نے حسن بن عرفہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔ ابن مندہ نے یحییٰ بن ایوب کے طریق سے دونوں نے بحوالہ ہشیم، منصور سے وہ حسن سے وہ جون بن قتادہ بنی سے فرمایا: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ کا کوئی صحابی لکھے مشکیزے کے پاس سے گزرا جس میں پانی تھا اس نے پانی پینا چاہا مشکیزے والے نے کہا: یہ مردار کی کھال کا مشکیزہ ہے لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا پانی پی لو کیونکہ دباغت (چڑے کو پختہ کرنا) ہی اس کی پاکی کا ذریعہ ہے۔ *
بغوی لکھتے ہیں: ایسا ہی اسے ہشیم نے بیان کیا اور جون بن قتادہ سے آگے تہاؤز نہیں کیا۔ جون صحابی نہیں۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اس میں ہشیم کو وہم ہوا ہے۔ جون کو نہ شرف صحابیت حاصل ہے اور نہ روایت (دیدار) فرماتے ہیں: اسی روایت کو قتادہ نے بحوالہ حسن، جون سے انہوں نے سلمہ بن محقق سے روایت کیا ہے۔ ابونعیم تحریر کرتے ہیں: اسے ذکر یا بن یحییٰ زحمویہ نے بحوالہ ہشیم روایت کیا۔ اور اسناد میں سلمہ بن محقق کا ذکر کیا پھر ان کے طریق سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: اسے زحمویہ نے بہترین انداز سے روایت کیا ہے۔ ان سے روایت کنندہ اسلم بن سہیل واسطی ہیں جو اہل واسطہ کے اکابر حفاظ علماء میں سے ہیں۔ اب ظاہر ہو گیا کہ وہم میں مبتلا ہونے والے ہشیم کے علاوہ کوئی ہیں۔ حزی نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: کہ ابن مندہ کی بات درست ہے کہ وہم ہشیم سے ہوا ہے اور زحمویہ کی روایت شاذ ہے۔

میں کہتا ہوں: کہ احتمال ہے کہ ہشیم نے وہم کی بنا پر کنی بار اور درست ایک بار روایت کیا اور ابو محمد بن حزم کو ہشیم کی ظاہری اسناد سے دھوکا ہوا اور انہوں نے طبری کے طریق سے بحوالہ محمد بن حاتم، ہشیم سے روایت کر کے اسے ذکر کر دیا۔ جیسا کہ احمد بن منیع اور ان کے پیروکاروں نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: یہ صحیح حدیث ہے۔ جون کی صحابیت صحیح ہے۔ ابوبکر بن معوز نے ان کا تعاقب کر کے کہا: یہ غلطی ہے جون ایک نامعلوم تابعی ہیں جن سے صرف حسن نے روایت کی ہے اور اس حدیث کی ان کی طرف یہی روایت ہے جو سلمہ بن محقق سے مروی ہے۔ اس میں محمد بن حاتم سے غلطی ہوئی ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے اس سلسلہ میں محمد بن حاتم کی طرف غلطی کی نسبت کرنے میں صحیح اقدام نہیں کیا۔ ان کا یہ کہنا: کہ جون مجہول شخصیت ہے یہی بات ابوطالب اور اثرم نے بحوالہ امام احمد بن حنبل کہی ہے۔ ابوالحسن بن براء بحوالہ علی بن المدائنی فرماتے ہیں: جون معروف شخصیت ہے اگرچہ ان سے صرف حسن نے روایت لی ہے دوسرے مقام میں انہیں حسن کے مجہول (نامعلوم) شیوخ میں شمار کیا ہے۔ جون بن قتادہ نے زہیر بن عوام بنی شحو سے بھی روایت کی ہے۔

حرف حاء

القسم الاول از حرف حاء

باب حاء کے بعد الف

۱۳۵۵ حابس بن دغثہ الکلبی

نبوت کی نشانیوں کے بارے میں ان کی ایک روایت ہے۔ شرف صحابیت رکھتے ہیں۔ ابو عمر نے اسی طرح مختصر ان کا تذکرہ کیا ہے۔ مذکورہ روایت ہشام بن کلثی نے حدیث عدی بن حاتم لعل کی ہے کہ میرا ملازم جس کا کلب سے تعلق تھا اور اسے حابس بن دغثہ کہا جاتا تھا ایک دفعہ میں اپنے صحن میں بیٹھا ہوا تھا وہ ہانپتا کانپتا میرے پاس آیا، کہنے لگا: اپنے اونٹ سنبھالے! میں نے کہا: ہوا کیا ہے؟ کہنے لگا: میں وادی میں تھا اچانک پہاڑ کی گھاٹی سے بوزھا شخص میری جانب بڑھا اس کا سر بالکل سفید تھا وہ زمین پر عقاب کی طرح بغیر کسی جنبش کے نرمی سے اترا، یہاں تک کہ اس کے پاؤں میدان پر ٹک گئے۔ مجھے جو کچھ نظر آ رہا تھا میں اسے عظیم سمجھ رہا تھا۔ پھر اس نے کہا:

حابس بن دغثہ! اوسو سے تیرا دل ہرگز نہ موڑیں، روشنی اس کے ہاتھ سے ظاہر ہو چکی جس کے پاس چنگاری ہے۔ حق کی جانب مائل ہو جاؤ اور خود کو دھوکے میں نہ ڈالو، پھر وہ غائب ہو گیا۔ میں نے شام کو اونٹ لیے اور صبح کسی اور وادی میں چھوڑ دیئے اور لیٹ گیا ایک سوار مجھے پاؤں کی ٹھوکر سے بیدار کر دیتا تو وہ وہی شخص تھا کہنے لگا:

حابس! میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اسے سنو ہدایت پاؤ گے۔ گمراہ اور پریشان دجیران ہدایت یافتہ کی طرح نہیں ہوتا، سیدھے راستے کی روش کو ہرگز نہ چھوڑنا دین احمد کی وجہ سے سارے مذاہب منسوخ ہو گئے۔ تو میں بے ہوش ہو گیا پھر تھوڑی دیر بعد مجھے آفاقہ ہوا، اس کے بعد بقیہ واقعہ ذکر کیا۔ اس کے آخر میں ہے، حابس نے کہا: عدی اللہ نے میرے دل کو اسلام کے لیے منتخب فرمایا ہے، پھر وہ مجھ سے جدا ہو گیا یہ اس کے ساتھ میری آخری گفتگو تھی۔

۱۳۵۶ حابس بن ربیعہ

التیمی، بقول ابن حبان: حابس تمیمی صحابی ہیں۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا حنیہ روایت کرتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا! ”نظر (کا لگنا) حق ہے“ اسے امام، ترمذی، ابن خزیمہ اور امام بخاری نے

اسد القابۃ (۸۳۴) استیعاب (۳۸۸) اسد القابۃ (۸۳۵) استیعاب (۳۹۰)

ترمذی کتاب الطب باب ما جاء ان العین حق حدیث (۲۱۴۰) مسند احمد (۳۱۹/۲) بخاری فی تاریخہ (۱۰۸/۳)

اپنی تاریخ اور الادب المفرد میں سب نے بطریق یحییٰ بن ابی کثیر عن حیدر نقل کیا ہے۔ اور شبان فرماتے ہیں عن یحییٰ عن حیدر عن ابی ہریرۃ، پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: بقول بعض: صحابی ہیں، یحییٰ بن ابی کثیر سے آگے راویوں میں اختلاف ہے ہمیں یہ روایت انجی کے طریق سے ملی ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: ان کی صرف یہی حدیث معلوم ہے۔ ابن عبدالبر کا قول ہے: ان کی حدیث کی اسناد میں اضطراب ہے۔ اور ان کے والد کا نام ربیعہ بتایا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس کے کسی طریق میں ہے حیدر بن حابس یا عابس۔ اس میں جو اختلاف ہے وہ ابن ابی عاصم نے اور ابویعلیٰ نے ایک اور طریق عن یحییٰ بن ابی کثیر نقل کیا ہے کہ مجھ سے حیدر بن حابس نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا..... حدیث۔ اس میں سے عن ابیہ کے الفاظ رہ گئے۔ ابوموسیٰ نے حرف حاء کے آخر میں ان کا ذکر کیا ہے لکھتے ہیں: ”حیدر“ اور اس میں وہم کی طرف اشارہ کر دیا کہ درست عن حیدر عن ابیہ عن النبی ﷺ ہے۔

۱۳۵۷) حابس بن ربیعہ الیمانی

بقول ابن حبان صحابی ہیں۔ باوردی کا قول ہے: امیر معاویہ کی طرفداری میں صفین میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے بطریق عبدالواحد بن ابی عون روایت کی ہے حضرت علی جنگ صفین میں حابس کے پاس سے گزرے پھر ایک واقعہ نقل کیا یہ عبادت گزاروں میں شمار ہوتے تھے۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۳۵۸) حابس بن سعد

بن المذہب بن ربیعہ بن سعد بن یشربلی طائی۔ ابن سعد اور ابو زرعہ دمشقی نے شام فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور ابن سیع نے صحابہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں: دور نبوی پایا ہے۔ امام احمدؒ نے عبداللہ بن عابر کے طریق سے روایت کیا ہے۔ حابس بن سعد سحری کے وقت مسجد میں داخل ہوئے، انہوں نے نبی ﷺ کا زمانہ پایا تھا لوگوں کو دیکھا کہ وہ مسجد کے چبوترے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ فرمایا: ”دکھلاوا کر رہے ہیں۔ انہیں دھمکاؤ! فرشتے سحری کے وقت مسجد کے اگلے حصہ میں نماز پڑھتے ہیں۔“ یہ حدیث موقوف ہے اگرچہ اس کی سند صحیح ہے، ابن اسکن فرماتے ہیں: کسی نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں گمان کیا: کہ وہ صحابی ہیں۔ ابن ابی حاتمؒ خلیفہ اور کئی ایک حضرات نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ گویا وہ ان کے نزدیک پہلے شخص ہیں۔ لیکن باوردی وغیرہ نے دونوں میں فرق کیا ہے۔

ابن عبدالبر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اہل شام میں یمانی سے مشہور تھے تاریخ سے واقف کسی شخص نے ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: میں تمہیں حمص کا قاضی بنانا چاہتا ہوں اور ان کے خواب میں چاند سورج کی لڑائی والا قصہ ذکر کیا کہ وہ چاند کے ساتھ تھے حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم ختم ہونے والی نشانی کے ساتھ تھے تم میرے کسی کام کے ذمہ دار نہیں بن سکتے۔

۱) اسد الغابہ (۸۳۶) الاستیعاب (۳۸۹) ۲) التاریخ الکبیر (۱۰۸/۱) ۳) مسند احمد (۱۰۵/۴ - ۱۰۹)

۴) الجرح والتعديل (۲۹۲/۳) ۵) جامع المسانید (۱۷۵، ۱۷۴/۳)

۱۳۵۹ حابس بن سعد یمانی

عبدالصمد بن سعید تمیمی نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ کے نام میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حمص اترے (کچھ عرصہ رہ کر) پھر وہاں سے کوچ کر گئے یہ بات انہوں نے محمد بن عوف وغیرہ کے حوالہ سے نقل کی ہے ان میں اور سابقہ حابس بن سعد کے درمیان فرق کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں کیونکہ سعد اور سعید قریب قریب (نام) ہیں۔

۱۳۶۰ حاجب بن ذرارہ

بن عذس بن زید بن عبداللہ بن ذارم دارمی تمیمی، عطارو کے والد۔ حرف صاد بے نقطہ میں صفوان بن اسید کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ اسی میں ان کے مسلمان ہونے کا قصہ ہے اور یہ کہ نبی ﷺ نے انہیں بنی قسیم کی زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ قسیم ثالث میں اسلم بن صلی کے حالات میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے اور خالد بن مالک کے سوانح میں ذکر ہوگا۔ مرزبانی لکھتے ہیں: وہ کئی مقامات پر بنی قسیم کے سردار رہے انہی نے بہت زیادہ مال کے بدلے میں کسریٰ کے پاس اپنی کمان رکھوائی تھی اور اس نے وہ مال انہیں ادا کیا تھا اور اسی کے بارے میں اشعار میں فخر کرتے ہیں۔

”ہم میں سے بنی ماء المزن اور محرق کا بیٹا ہے اور پھر ان میں ہجیر اور حاجب ظاہر ہوئے تین بادشاہ جو ہماری گود میں پلے بڑھے اور ہمیں میں سے وہ فخر ہے جو جمونا نہیں“

۱۳۶۱ حاجب بن زید

بن تیم بن امیہ ابن خفاف بن یحاضہ انصاری اوی ثم یحاضی، طبری نے ذکر کیا کہ وہ احد میں شریک تھے ایسا ہی ابن شاپین نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے ابو عمر نے ان کی روایت اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۶۲ حاجب

بن زید یا زید انصاری اہلبی بقل بعض از دھوۃ میں سے ان کے حلیف ہیں۔ جب یمامہ کے روز شہید ہوئے ایسا ہی تجرید میں (ذہبی نے) ذکر کیا ہے سیف نے جب یمامہ میں بنی عبداللہ اہلبی کے شہداء میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایک جماعت کا تذکرہ کرنے کے بعد فرماتے ہیں: حاجب بن زید اس پر اضافہ نہیں کیا۔

حارث نامی حضرات کا تذکرہ

۱۳۶۳ حارث بن اسد

بن عبدالعزیٰ بن جعونہ بن عمرو بن القیس بن رزاح بن عمرو بن سعد بن کعب خزاعی۔ ہشام بن کلثوم فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔

اسد الغابۃ (۸۳۹) الاستیعاب (۳۹۲) * الاستیعاب (۳۴۵/۱)

اسد الغابۃ (۸۴۰) الاستیعاب (۳۹۱) * اسد الغابۃ (۸۴۲)

ابن فہون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا، ابن ماکولانے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔ چھرو میں ان کا ذکر ہے۔

۱۳۶۳ (ز) الحارث بن اقیس

قاف شین سے قصیر سے بقول بعض وقیش عکلی ثم عونی، انصار کے حلیف۔ انیس حارث بن زہیر بن اقیس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن ماجہ نے شفاعت میں صحیح سند سے ان کی حدیث روایت کی ہے، ان کی ایک اور حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کے تین بچے فوت ہو گئے۔ ابن خزیمہ نے دوسری حدیث کے ساتھ جمع کر کے نقل کی ہے، بغوی میں نبی ﷺ سے ان کی سماعت کی تصریح موجود ہے۔

۱۳۶۵ (ز) الحارث بن الاسلت ابوقیس، اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں ذکر آئے گا۔

۱۳۶۶ الحارث بن اشیم حارث بن اوس میں ذکر ہوگا۔

۱۳۶۷ الحارث بن انس

بن رافع انصاری۔ ابن اسحاق نے شرکاء بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن شاپین نے شریک بن ابی الحمسر کے سوانح میں لکھا ہے کہ ابو الحمسر کا نام انس بن رافع بن امری القیس بن زید بن عبدالاشہل ہے۔ حارث بن انس بن شاکھ کے بھائی جو بدر میں شریک ہوئے، شریک اور ان کا بیٹا عبداللہ ان کے ساتھ احد میں شریک تھا۔ یہ بات ہمیں محمد نے بحوالہ محمد بن یزید ان کے رجال سے روایت کی ہے۔

۱۳۶۸ حارث بن انس بن مالک

ابن عبید بن کعب انصاری، ازبنی النضیث لون کا زیر باء کا زیر اس کے بعد یا ساکن ہے پھرتا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں: مجھے خدشہ ہے یہ حارث بن انس بن رافع نہ ہوں۔ میں کہتا ہوں: بلکہ یہ ان کے علاوہ کوئی شخصیت ہے جیسا کہ بعد والے عنوان میں بیان کروں گا۔

۱۳۶۹ (ز) حارث بن انیس

ابو عبد الرحمن القہری، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا بقول بعض یہ حارث بن یزید ہیں۔

۱۳۷۰ (ز) حارث بن اہبان

حارث بن وہبان میں ذکر ہوگا۔

۱۳۷۱) حارث بن اوس

بن رافع بن امرئ القیس بن زید بن عبد الاشمل انصاری اوی غم الاشمل۔ ابو معشر نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ ان کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: حارث بن اوس لیکن ان کے دادا کا نام نہیں لیا۔ اور ابن لہیعہ نے بحوالہ ابوالاسود ان کا ذکر کیا مگر یوں کہا: حارث بن اشم۔ طبرانی نے ان کی حدیث نقل کی ہے، ان کے متعلق بعض کا قول ہے: حارث بن انس بن رافع۔

۱۳۷۲) حارث بن اوس

بن عتیک بن عمرو عبد العلم بن عامر بن زعمراء بن جشم بن حارث بن خزرج انصاری۔ قذاح نے نسب الانصار میں ان کا ذکر کیا اور ابن سعد نے کہا: وہ احد اور بعد کے غزوات میں شریک رہے، جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

۱۳۷۳) حارث بن اوس

بن معاذ بن نعمان انصاری غم الاوی اوس کے سردار سعد بن معاذ کے بھتیجے۔ ایک صحیح حدیث میں ان کا تذکرہ آیا ہے جسے امام احمد رحمہ اللہ نے علقمہ بن وقاص کے طریق سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: خندق کے روز میں باہر نکلے تو میں نے ایک آہٹ سنی، کیا دیکھتی ہوں کہ سعد بن معاذ ہیں اور ان کے ساتھ ان کا بھتیجا ذوالحال اٹھائے ہے۔ (حدیث) ابن حبان نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں: بدر میں شرکت کی اور احد میں شہید ہوئے، اس وقت ان کی عمر اٹھائیس (۲۸) برس تھی۔ میں کہتا ہوں: اس سلسلہ میں انہوں نے ابن کلبی کی خوشہ چینی کی جو وہم پر مبنی ہے بعض اہل نسب نے ان کا تعاقب کیا کہ مجھے شہداء احد میں ان کا نام نہیں ملا۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال بھی ہے کہ احد میں کوئی اور شہید ہوا ہو، اس لئے کہ احد، خندق سے بہت مدت پہلے واقع ہوا ہے۔ اور ابن اسحاق نے شہدائے احد میں حارث بن اوس بن معاذ کا ذکر کیا لیکن انہوں نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا بھتیجا نہیں کہا تو وہ کوئی اور ہیں۔ رہے سعد کے بھتیجے تو وہ کعب بن اشرف کے قتل میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ عتق رب ابونا نملہ کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا جو کتبوں میں حرف نوں کا حصہ ہے کہ سعد بن معاذ نے ان سے فرمایا: اپنے ساتھ میرے بھتیجے حارث بن اوس کو لے جاؤ۔ بخاری میں یہ روایت ثابت ہے۔ حدیث جابر ہے کہ محمد بن سلمہ اپنے ساتھ دو شخص ابوقیس بن جابر اور حارث بن اوس، لائے اور وہ یہی ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۷۴) حارث بن اوس

بن المصلیٰ بن لوذان ابوسعید، کتبوں میں ذکر آئے گا۔

اسد الغابۃ (۸۵۲) * المعجم الکبیر (۳/۲۳۲۲) * اسد الغابۃ (۸۴۹) الاستیعاب (۳۹۳)

مسند احمد (۱۴۱/۶)

۱۳۷۵) حارث بن اوس ثقفی *

ابن سعد لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ان میں اور حارث بن عبد اللہ بن اوس میں فرق کیا ہے، یہی فرق ابو حاتم اور ابن حبان نے کیا ہے، بقول بعض دونوں ایک ہیں۔

۱۳۷۶) حارث بن بلال قسم اخیر میں ذکر ہوگا۔

۱۳۷۷) حارث بن برصاء ابن مالک ہیں، برصاء ان کی والدہ کا نام ہے، تذکرہ ہوگا۔

۱۳۷۸) حارث بن بلال مرزی *

سیف نے فتوح میں اپنے شیوخ سے ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک صحابہ۔ جب آپ سے تقسیم کا کہا تو آپ نے انہیں ثنی بن حارث کے ساتھ چھوڑ دیا۔ دوسرے مقام پر ذکر کرتے ہیں کہ وہ بنی طے کے آدھے قبیلے کے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے عامل (گورنر) تھے۔ یہ ان حارث بن بلال مرزی کے علاوہ ہیں جو قسم رابع میں آ رہے ہیں۔

۱۳۷۹) حارث بن تبیع رعینی *

عبد الحئی بن سعید نے بحوالہ ابوسعید بن یونس ذکر کیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ بعد میں فتح مصر میں بھی شریک رہے۔ لفظ تبیع تصغیر ہے۔ بقول بعض بردزن عظیم ہے۔ *

۱۳۸۰) (ز) حارث بن تمیم حارث بن ابی وجزہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۸۱) (ز) حارث بن ثابت *

بن سعید بن عدی بن امرئ القیس بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج النزاری۔ ابن شاہین نے اپنے شیوخ کے حوالہ سے ذکر کیا کہ وہ أحد میں شہید ہوئے۔ ابن عبد البر * نے ان کا ذکر کیا تو ان کے دادا کا نام سعید کی بجائے سفیان لیا۔ واللہ اعلم

۱۳۸۲) حارث بن ثابت

بن عبد اللہ بن سعد بن عمرو بن قیس بن عمرو بن امرئ القیس بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج۔ ابن شاہین نے اپنے شیوخ سے نقل کیا ہے کہ یہ بھی أحد میں شہید ہوئے۔ ادھر ابن الاثیر نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ پہلے والے شخص ہیں، لیکن درست نہیں۔ اس واسطے کہ دونوں نسبوں میں اختلاف کی وجہ سے دوسری شخصیت ہے۔

* اسد الغابۃ (۸۴۷) الاستیعاب (۴۲۷) * اسد الغابۃ (۸۵۵)

* اسد الغابۃ (۸۵۶) الاستیعاب (۴۰۱) * اسد الغابۃ (۳۶۴/۱) الاستیعاب (۳۴۸/۱)

* اسد الغابۃ (۸۵۷) الاستیعاب (۴۰۲) * الاستیعاب (۳۴۸/۱)

۱۳۸۳) حارث بن جَمَاز *

بن مالک ابن ثعلبہ بن عقیان۔ بنی ساعدہ کے حلیف۔ طبری نے شرکاءِ اُحد میں، ایسا ہی ابن شاپین نے بحوالہ اپنے شیوخ ذکر کیا کہ یہ کعب بن جَمَاز کے بھائی ہیں۔

۱۳۸۴) حارث بن جندب عبیدی

وفد عبدالقیس کے ایک فرد۔ ابن سعد نے ان کا تذکرہ کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ صحابہ بن عباس کے سوانح میں ان کا ذکر آئے گا۔ وہ وفد کے ساتھ آئے اور اسلام قبول کر کے گئے۔

۱۳۸۵) (ز) حارث بن جنید عبیدی

اسلمی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ایسی سند بیان کی ہے جس میں علی بن قرین سے بحوالہ سعد بن عمرو طائی فرمایا کہ میں نے بنی عمر کے حارث بن عصر نامی شخص کو کہتے سنا: میں نے حارث بن جنید کو فرماتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”تم لوگ (بحث و مباحثہ میں) جھگڑے سے بچنا اس لیے کہ جھگڑنا بھلائی نہیں بھاتا“۔ (حدیث) علی (بن قرین) کو ناسدین نے منہم بالکذب قرار دیا ہے۔

۱۳۸۶) حارث بن حارث اشعری شامی *

صحابی ہیں، جن سے روایت کرنے میں ابوسلام منفرد ہیں۔ یہ ازدی کا قول ہے۔ ان کی کنیت ابوما لک ہے۔ کئی لوگوں نے وہم کی وجہ سے انہیں ابوما لک اشعری سے ملا دیا ہے جبکہ ابوما لک اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے نیز ان کی وفات ان سے پہلے ہوئی۔ اور ان کی شہرت اپنے نام سے ہے اور ان کی وفات اتنے عرصہ بعد ہوئی کہ ابوسلام نے ان سے سماع کیا۔ تہذیب التہذیب میں میں نے ان کے حالات کی وضاحت کر دی ہے۔

۱۳۸۷) حارث بن حارث ازدی *

زا کے سکون سے کبھی سین سے بدل جاتی ہے۔ باوردی اور طبری وغیرہ نے عبادہ بن نسی کے طریق سے بحوالہ عدی بن ہلال سلمی، حارث بن حارث ازدی سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا، آپ ﷺ کھانے سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَطَعَمْتَ وَ سَقَيْتَ وَ اَرَوَيْتَ لَكَ الْحَمْدُ.

”اے اللہ! تیرے لیے ہی سب تعریفیں ہیں، تو نے (ہمیں) کھلایا پلایا اور سیراب کر دیا تو ہی تعریفوں کے لائق ہے۔“ (حدیث) *

* اسد الغابۃ (۸۵۹) * اسد الغابۃ (۸۶۱) الاستیعاب (۴۰۵) * اسد الغابۃ (۸۶۰) الاستیعاب (۴۰۶)

* المعجم الکبیر (۳/۴۰۳) المصنف لعبد الرزاق (۲۸۴۲) کنز العمال (۱۶۷۱۱) (۱۸۱۸۰) تحف السادة المتقين (۱۷۴/۷، ۱۷۵)

۱۳۸۸ حارث بن حارث غامدی

ابو حارث کنیت رکھتے تھے۔ بقول ابن السکن اہل حص میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں، ابو زرعد مشقی، بقوی، ابن ابی عاصم اور طبرانی نے ولید بن عبد الرحمن جرشی کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: مجھ سے حارث بن حارث غامدی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم لوگ منیٰ میں تھے میں نے اپنے والد سے کہا: یہ لوگوں کی کیسی بھیڑ ہے؟ انہوں نے کہا: یہ لوگ اپنے ایک بے دین شخص کے پاس جمع ہیں۔ میں نے جھانک کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف بلا رہے ہیں اور وہ آپ ﷺ کی تردید کر رہے ہیں۔ (حدیث) اسی طرح امام بخاری اور ابن السکن نے شریح بن عبید کے طریق سے بحوالہ حارث بن حارث اور کثیر بن مرہ وغیرہ سے ”سردار قریش سے ہوں“ نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے خالد بن معدان نے حارث بن حارث غامدی سے نقل کیا ہے اور ابن السکن نے سلیم بن عامر کے طریق سے بحوالہ حارث بن حارث غامدی روایت کیا ہے۔ انہوں نے دو نبوی پایا ہے اور آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابو القاسم بن عیسیٰ نے طبقات حصین میں بحوالہ محمد بن عوف نقل کیا، فرمایا: ان کے لائق نہیں کہ وہ اہل حص سے ہوں۔ پھر یہ ذکر کیا کہ ان سے سلیم بن عامر خالد بن معدان اور شریح بن عبید روایت کرتے ہیں، ان کا کسی چشمہ پر کھجوروں کا ایک باغ تھا، اور وہ جنگ رملہ میں شہید ہوئے۔

۱۳۸۹ حارث بن حارث

بن قیس بن عدی بن سعد سہم قرشی سبکی ابو الاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے اجنادین میں ان کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی ابو حذیفہ بخاری نے مبتدائیں اور ابن اسحاق اور دیگر کئی لوگوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ سیف کی کتاب فوج میں لکھا ہے کہ وہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ بلاذری فرماتے ہیں: ”بعض نے ذکر کیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے گئے“۔ فرماتے ہیں: ان کی ہجرت ثابت نہیں، ان کے والد کا تذکرہ ہوگا۔

۱۳۹۰ حارث بن حارث

بن کلدہ بن عمرو بن علاج ثقفی۔ ابن عبد البر نے فرمایا: تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ جہاں تک ان کے والد کا تعلق ہے تو ان کا مسلمان ہونا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں: اس کی تردید حارث بن کلدہ کے حالات میں آئے گی۔

۱۳۹۱ حارث بن ابی حارثہ

ابن فتون نے بحوالہ طبری ذکر کیا کہ نبی ﷺ نے ان کی بیٹی جرہ بنت حارث کے لئے نکاح کا پیام بھیجا، انہوں نے کہہ دیا کہ اسے کوئی بیماری ہے حالانکہ کچھ بھی نہ تھا۔ واپس آ کر دیکھا تو اسے برص کی بیماری لگ چکی تھی۔

اسد الغابۃ (۸۶۲) الاستیعاب (۴۰۷) المعجم الکبیر (۳۲۷۳/۳) اسد الغابۃ (۸۶۳) الاستیعاب (۴۰۳)

اسد الغابۃ (۳۶۷/۱) الاستیعاب (۳۴۸/۱) اسد الغابۃ (۸۶۴) الاستیعاب (۴۰۴) الاستیعاب (۳۴۸/۱)

۱۳۹۲ حارث بن حاطب

بن حارث بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی نجی۔ ان کے والد نے حبشہ ہجرت کی جہاں ان کے ہاں حارث اور محمد پیدا ہوئے۔ یہ زہری کا قول ہے اور مصعب کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ حارث ہجرت حبشہ سے پہلے پیدا ہوئے۔ اور وہاں جو پیدا ہوئے وہ ان کے بھائی محمد تھے۔ ابن مندہ سے نا دانستہ غلطی ہوئی اور انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق یہ نقل کر دیا: حبشہ ہجرت کرنے والوں میں حارث بن حاطب ہیں۔ مغازی ابن اسحاق اور اس کے اختصار میں جو ابن ہشام کی ہے یہ بات لکھی ہے کہ وہ حاطب بن حارث تھے۔ حارث بن حاطب کو نبی ﷺ سے روایت کرنا حاصل ہے ان کی روایت ابو داؤد ^{۱۳۹۲} اور نسائی میں ہے ان سے حسین بن حارث جدلی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ مصعب زہری نے لکھا ہے کہ مروان نے انہیں مدینہ میں زکوٰۃ کی وصولیابی پر مقرر کیا اور وہ مکہ میں ان کے بیٹے عبد الملک کے گورنر رہے۔ رہے ابن حبان تو انہوں نے انہیں تابعین میں ذکر کر کے وہم کیا ہے، اس لیے کہ ان کی حدیث کی نص یہ ہے: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے وصیت فرمائی۔

۱۳۹۳ حارث بن حاطب

بن عمرو بن عبید بن امیہ بن زید انصاری اوسی، ثعلبہ بن حاطب کے بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا۔ انہی نے اور ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور ابولہب کو مقام روحاء سے واپس کر دیا تھا اور ان کا حصہ اور اجر مقرر فرمایا۔ ادھر ابن مندہ سے بھول ہوئی اور انہوں نے یہ بات سابقہ شخصیت کے ذیل میں ذکر کر دی۔ طبرانی ^{۱۳۹۳} نے ایک ضعیف سند سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے کے لیے جنگ صفین میں شریک ہوئے۔

۱۳۹۴ حارث بن حباب

بن ارقم بن عوف بن وہب انصاری ابو معاذ القاری۔ حارث بن نعمان کے ماں شریک بھائی۔ غزوہ بدر میں ان کا ذکر کیا۔ ابی عبیدہ کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بات ابن شایبہ نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے اور ابن اسکن نے کہا: وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔

۱۳۹۵ حارث بن حباب

بن ربیعہ بن دحبل بن انس بن جبہ بن مالک بن سلامان بن اسلم اسلمی۔ ابن کلبی نے شرکاء حدیبیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن جریر اور ابن شایبہ نے ان کی پیروی کی ہے۔

۱۳۹۶ (ن) حارث بن حبیب

بن خزیمہ بن مالک بن حنبل بن عامر بن لوی قرشی عامری۔ خلیفہ بن خیاط نے مصر فرود کش ہونے والے صحابہ میں ان کا تذکرہ

اسد الغابۃ (۸۶۵) الاستیعاب (۴۰۹) ^{۱۳۹۵} ابوداؤد کتاب الصیام (۲۳۳۸) ^{۱۳۹۶} اسد الغابۃ (۸۶۶) الاستیعاب (۴۰۸)

المعجم الكبير (۳/۴۰۳) ^{۱۳۹۶} اسد الغابۃ (۸۶۷) ^{۱۳۹۶} اسد الغابۃ (۸۶۸)

کیا کہ وہ معبد بن عباس بن عبدالمطلب کی رفاقت میں افریقہ میں شہید ہوئے۔ ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۹۷) حارث بن حسان

انہیں ابن یزید الکبری الذہلی بھی کہا جاتا ہے بقول بعض ان کا نام حریت ہے شاید یہ تصغیر ہے۔ امام احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے ان کی روایت نقل کی، ان کی حدیث کے بعض طُرُق میں ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان سے ابوواکل، سماک بن حرب اور ایاد بن لقیط روایت کرتے ہیں۔ بغوی فرماتے ہیں: وہ دیہات میں رہتے تھے۔ طبرانی نے سماک بن حرب کے طریق سے روایت کیا کہ حارث بن حسان نے شادی بھی کی اور وہ صحابی ہیں۔ اس وقت ایسا ہوتا کہ جب کسی کی شادی ہوتی تو وہ چند ایام پردے میں رہتا، اس کے متعلق ان سے کہا گیا تو فرمایا: اللہ کی قسم! وہ ایک بری عورت ہے جو مجھے نماز فجر باجماعت ادا کرنے سے منع کرے۔

ان کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اس وقت نبی ﷺ کے پاس آئے جب آپ ﷺ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو غزوہ سلاسل میں بھیج رہے تھے۔ مجھے فتوح سے پتہ چلا ہے کہ جب اخف نے خراسان فتح کیا تو حارث بن حسان کو سرخس بھیجا شاید وہ یہی ہیں۔

۱۳۹۸) (ن) حارث بن ابی حیسر

حارث بن انس بن رافع پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۳۹۹) حارث بن خالد

بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن حمیم بن مرہ قرشی تمیمی ابن اسحاق وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عائد نے عطاء خراسانی کے طریق سے بحوالہ مکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حبشہ ہجرت کرنے والوں میں جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حارث بن خالد بن صخر بھی تھے۔ اور ابن ابی شیبہ نے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے محمد بن ابراہیم بن حارث روایت کیا ان کے دادا مہاجرین میں سے تھے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: ان کی بیوی رطلہ بنت حارث بن جبلہ بن عامر بن کعب سے حبشہ میں موسیٰ اور عائشہ زینب اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ اور جب مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے بنت عبد یزید بن ہاشم بن مطلب سے ان کی شادی کر دی۔ بقول بعض جب وہ حبشہ سے نکلے تو ان کی اولاد ان کے ساتھ تھی، راستے میں ان لوگوں نے پانی پیا تو حارث کے سوا سب فوت ہو گئے۔ ابن عبد البر نے بحوالہ مصعب زبیری ان کا ذکر کیا تو زینب کی جگہ ابراہیم کا تذکرہ کیا۔ اور ابراہیم بن حارث کے متعلق (فوت ہونے یا نہ ہونے کی) تفصیل پہلے (۵) میں گزر چکی ہے۔

اسد الغابۃ (۸۶۹) الاستیعاب (۴۱۰)

ترمذی کتاب التفسیر باب من سورة الذاریات (۳۲۷۳) (۳۲۷۴)

ابن ماجہ کتاب الجہاد باب الریات واللوایۃ (۲۸۱۶) مسند احمد (۴۸۱/۳)

اسد الغابۃ (۸۷۲) الاستیعاب (۴۱۱)

السیرۃ النبویہ (۲۵۸/۱) الاستیعاب (۳۵۱/۱)

۱۳۰۰ (ن) حارث بن خالد قرشی

ابن منندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ہشیم بن عبدالرحمن عدوی، بحوالہ موسیٰ بن الاصفہ روایت کرتے ہیں کہ قریش کے حارث بن خالد نامی شخص ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے۔ وضو کا پانی لایا گیا تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ (حدیث) ابن الاثیر نے یہ امکان ظاہر کیا ہے کہ یہ پہلے والی شخصیت ہو سکتی ہے۔

۱۳۰۱ (ن) حارث بن خزیمہ (خاء کے زیر اور زائے)

ابن عدی بن ابی غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج النزاری، موسیٰ بن عقبہ نے شراکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ایسا ہی ابو الاسود نے بحوالہ عروہ روایت کیا ہے۔ طبری لکھتے ہیں: وہ بدر اور باقی غزوات میں شریک ہوئے اور ۴۰ھ مدینہ میں سرسٹھ (۶۷) سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابن منندہ نے ضعیف سند سے حارث بن خزیمہ سے نقل کیا ہے، فرمایا: نبی ﷺ سوموار کے روز مبعوث ہوئے۔ ابن ابی داؤد کتاب المصاحف میں ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن عبادہ اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن خزیمہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ دوا تیتیں ”تمہیں میں سے تمہارے پاس ایک رسول آیا“۔ (سورۃ التوبہ: ۱۲۸) اختتام سورۃ تک لے کر آئے۔ طبرانی فرماتے ہیں: وہ کوہ ینا تھے اور بنی عبدالاشمل کے مخالف تھے۔ کنیت ابو بکر تھی رسول اللہ ﷺ نے ان میں اور یاس بن بکیر میں رشہ اخوت قائم فرمایا۔

۱۳۰۲ (ن) حارث بن حضرامہ الضبی یا الہلالی ۷ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۰۳ (ن) حارث بن خفاف

ابن ایماء بن رخصہ غفاری۔ بخاری کی روایت سے پتہ چلتا ہے یہ صحابی ہیں۔ پھر انہوں نے اسلم کے طریق سے بحوالہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، فرمایا: میں نے اس کے باپ کو دیکھا ہے، مراد بنت خفاف ہے اور اس کا بھائی ایک عرصہ تک قلعہ کے پاس تھا۔ (حدیث) مؤرخین نے عطلہ کے سوا خفاف کی کسی اولاد کا ذکر نہیں کیا۔ حارث اور عطلہ مشہور تابعی ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گفتگو صرف حارث کے بارے میں تھی۔ واللہ اعلم

۱۳۰۴ (ن) حارث بن راشد الناجی

ان کا اور ان کے بھائی منجاب بن راشد کا تذکرہ ابوالحسن مدائنی اور سید بن عمر نے ان لوگوں میں کیا جو خلافت عثمانی میں فارس کے ضلعوں کے گورنر بنائے گئے۔ جن کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی اور آپ ﷺ پر ایمان لائے۔ دو عثمانی تھے، رہے حارث تو انہوں نے زمین پر فساد برپا کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی جانب ایک دستہ بھیجا جنہوں نے بنی ناجیہ پر حملہ کیا، پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔ اور فوج میں ذکر کیا ہے کہ وہ قبیلہ عبدالقیس کے امیر تھے۔ جب اہل عمان مرتد ہو گئے تھے۔ ان کے ساتھ یحییٰ بن صوحان تھے۔

اسد الغابۃ (۸۷۳) جامع المسانید (۲۱۳/۳) اسد الغابۃ (۸۷۴) الاستیعاب (۴۱۲)

مسند احمد (۱۹۹/۱) جامع المسانید (۲۱۵/۳)

۱۳۰۵ حارث بن رافع

عبدان مروزی نے فرمایا: میں نے احمد بن یسار سے بحوالہ حارث بن رافع فرماتے سنا: وہ صحابی رسول تھے اور ان لوگوں میں سے ہیں جو اُحد میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔ * ابو موسیٰ نے اپنے اس دراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۰۶ حارث بن ربیع

ابوقادہ انصاری۔ کتبوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۰۷ حارث بن ربیع

بن زیادہ بن سفیان بن عبد اللہ بن ناشب بن ہدم بن عوذ بن وطیہ بن عس عسی (باء سے)۔ ابن شاپین نے ہشام بن کبھی کے طریق سے بحوالہ ابوالشعب عسی نقل کیا ہے کہ بنی عس کے نو آدمی وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ان میں سے ایک حارث بن ربیع بن زیاد تھے۔ *
میں کہتا ہوں: یہ بات پہلے بشر بن حارث کے حالات میں گزر چکی ہے۔ ان کے والد وہ شخص ہیں جن کا نعمان بن منہہ کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا۔ ان کے اور بھی واقعات ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں وہ عرب کے معزز افراد سے تعلق رکھتے تھے۔

۱۳۰۸ حارث بن ابی ربیعہ

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخروم مخزومی۔ ابن منہہ نے قاسم جری کے طریق سے بحوالہ ثوری، اسمعیل بن ابراہیم بن ابی ربیعہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے تیس ہزار (درہم کا اسلحہ) قرض لیا جب آپ مکہ تشریف لائے۔ (حدیث) * یہ حدیث ان کے بھائی عبد اللہ بن ابی ربیعہ سے مشہور ہے۔ ایسا ہی ابن المبارک نے بحوالہ ثوری اس سند سے روایت کیا ہے۔ اور حاتم بن اسمعیل نے اسے بحوالہ اسمعیل بن ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی ربیعہ روایت کیا وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں۔ اور ابن ابی عاصم نے ابن ابی فدیہ کے طریق سے بحوالہ موسیٰ اور اسمعیل جو دونوں ابراہیم کے صاحبزادے ہیں، نقل کیا وہ اپنے والد عبد اللہ بن ابی ربیعہ سے روایت کرتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ مذکورہ حدیث عبد اللہ اور حارث دونوں سے مروی ہو۔ واللہ اعلم

۱۳۰۹ حارث بن زہیر

ابن اقیش الحکلی۔ ابن شاپین نے حارث بن یزید عکلی کے طریق سے بحوالہ قبیلہ کے شیوخ وہ حارث بن اقیش سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے اور ان کی قوم کے لیے ایک تحریر لکھوائی جس کی عبارت یہ تھی:

* اسد الغابۃ (۸۷۸) * اسد الغابۃ (۳۷۳/۱) * اسد الغابۃ (۸۸۰) * اسد الغابۃ (۳۷۳/۱) * (۸۸۱)

* ابن ماجہ مکتب الصدقات باب حسن القضاء (۲۴۲۴) السنن الکبریٰ (۳۵۵/۵) الترغیب والترہیب (۵۶۶/۲)

جامع المسانید (۷۱۷/۳) * اسد الغابۃ (۸۸۲)

الْاَثَرُ الْفَرَسِي فِي تَرْغِيْبِ الْاَعْمَالِ (جلد ۱) ۵۲۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ یہ خط محمد نبی رسول اللہ کی طرف سے بنی اقیش کے لیے ہے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد... (حدیث) *
ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر کا گمان ہے کہ یہ وہی حارث بن اقیش ہیں جن کا ذکر پہلے ہوا ہے، جبکہ ایسا نہیں جیسا وہ سمجھے ہیں۔

۱۳۱۰) حارث بن زیاد انصاری ساعدی *

ابن ابی شیبہ اور طبرانی * نے سعید بن المزدکر کے طریق سے بحوالہ حمزہ بن ابی اسید حارث بن زید سے نقل کیا اور ان کا تعلق اصحاب بدر سے ہے۔ امام احمد * اور ابوداؤد نے فضائل انصار میں، ابن ابی شیبہ، امام بخاری نے تاریخ میں اور بغوی وغیرہ عبد الرحمن بن شعیب کے طریق سے بحوالہ حمزہ بن ابی اسید سے روایت کیا۔ اور ان کے والد بدر بن صحابی تھے۔ وہ حارث بن زیاد ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس خندق کے روز آئے آپ لوگوں سے ہجرت پر بیعت لے رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ان سے بھی ہجرت پر بیعت لیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کون ہیں؟“ میں نے عرض کیا: حوط بن یزید، میرے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے جماعت انصار! تم کسی کی طرف ہجرت نہیں کرو گے بلکہ لوگ (تم میں رسول اللہ ﷺ ہونے کی وجہ سے) تمہاری طرف ہجرت کریں گے۔“ ابن قانع نے یہ سمجھ لیا کہ یہ براء بن عازب کے ماموں ہیں، جبکہ ان سے ٹوک ہوئی، وہ تو حارث بن عمرو ہیں۔

۱۳۱۱) (ز) حارث بن زید بن ابی ایسہ عامری، حارث بن یزید میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۱۲) حارث بن زید *

بن حارث بن معاویہ بن ثعلبہ بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن عوف بن انمار، کنیت ابو عتاب تھی، عبدان مروزی نے لکھا ہے کہ میں نے احمد بن یسار کو فرماتے سنا: وہ صحابی ہیں۔ ۲۱ھ میں ان کی شہادت ہوئی۔ ابوموسیٰ نے ان کا ذکر اپنے استدراک میں کیا ہے۔ *

۱۳۱۳) حارث بن زید *

بن عطف بن ضعیف بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی ابن مندہ اور ابو نعیم نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۴) (ز) حارث بن زید

بن نیدہ حارث بن یزید میں ذکر ہوگا۔

۱۳۱۵) حارث بن ابی سبرہ جعفی

سبرہ بن ابی سبرہ کے بھائی۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سبرہ وہی حارث بن ابی سبرہ ہیں، اپنے دادا کی طرف منسوب کیے

* مسند احمد (۷۷/۵) مکنز العمال (۲۴۶۳/۰) جامع المسانید (۲۱۸/۳) * اسد الغابہ (۸۸۳) الاستیعاب (۴۱۵)
* المعجم الكبير (۲۹۹/۳) * مسند احمد (۴۲۹/۲) * اسد الغابہ (۸۸۵) * اسد الغابہ (۳۷۵/۱) * اسد الغابہ (۸۸۶)

جاتے ہیں۔ ابوسبرہ کا نام یزید ہے جس کا بیان سبرہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

۱۳۱۶) حارث بن سراقہ

بن حارث انصاری بخاری۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شہدائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول بعض درست حارث بن سراقہ ہے جیسا کہ آئے گا۔ ہو سکتا ہے حارث نامی ان کا بھائی ہو۔

۱۳۱۷) حارث بن سعید

بن قیس بن حارث بن شیبان بن فامک بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابن شاپین نے اپنی سند سے بحوالہ ابن کلبی نبی ﷺ کے پاس آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی طبری اور ابن ماکولہ وغیرہ نے نقل کیا ہے۔

۱۳۱۸) حارث بن سفیان

بن عبدالاسد مخزومی ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بیٹے۔ زبیر بن بکار نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۹) حارث بن سفیان

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی سہمی۔ اپنے والد کے ہمراہ ہجرت حبشہ سے آئے۔ ابن عبدالبر نے ان کے والد کے سوانح میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۲۰) حارث بن سلمہ عجلانی

ابن اسحاق نے شرکاءِ اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۱۳۲۱) حارث بن سلیم

بن ثعلبہ بن کعب بن حارث۔ نسب انصار میں عدوی لکھتے ہیں: بدر میں شریک اور اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیر نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۲۲) حارث بن سهل

بن ابی مصعب انصاری۔ نفیلی نے ان کا تذکرہ بحوالہ محمد بن سلمہ ابن اسحاق سے نقل کرتے ہوئے جنگ طائف کے شہداء میں کیا ہے۔ بقول بعض درست حارث کی جگہ حباب ہے ممکن ہے دونوں بھائی ہوں۔

۱۳۲۳) حارث بن سہم نضری

اسد الغابۃ (۸۹۰) * اسد الغابۃ (۸۹۲) * اسد الغابۃ (۸۹۳) * اسد الغابۃ (۳۷۷/۱)

اسد الغابۃ (۸۹۴) * السیرۃ النبویۃ (۹۷/۳) * اسد الغابۃ (۸۹۵)

اسد الغابۃ (۸۹۶) الاستیعاب (۴۴۹) * السیرۃ النبویۃ (۱۰۲/۴)

۱۳۲۴ (ز) حارث بن سواد انصاری

ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شریک بدر میں ان کا ذکر کیا اور طبرانی نے اسے نقل کیا ہے۔

۱۳۲۵ حارث بن سوید

بن الصامت انصاری اسی، ان کے بھائی جلاس کا تذکرہ پہلے جیم میں ہو چکا ہے۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ انہوں نے مجذوب بن زیاد کو قتل کیا تھا جس کے بدلہ میں آپ ﷺ نے انہیں قتل کرنے کا حکم دیا۔ ابن الاثیر کے اعتماد میں تامل ہے۔ اس واسطے کہ عدوی، ابن کلیب اور قاسم بن سلام نے یہ یقین دہانی کی ہے کہ مذکورہ قصہ ان کے بھائی جلاس کے ساتھ پیش آیا ہے۔ لیکن مشہور یہ ہو گیا کہ حارث کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے۔

عبدالرزاق نے اپنی تفسیر اور مسدد نے اپنی مسند میں بحوالہ جعفر بن سلیمان روایت کیا۔ باوردی اور ابن مندہ نے جعفر کے طریق سے بحوالہ حمید الاعرج مجاہد سے نقل کیا کہ حارث بن سوید مسلمان آدی تھے بعد میں مرتد ہو کر کفار سے جاملے جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے جنہوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا“۔ (آل عمران: ۸۶) کسی شخص نے یہ آیت لے جا کر ان کے سامنے پڑھی، تو حارث بول اٹھے: ”اللہ کی قسم! تم سچے ہو اور اللہ تعالیٰ تو سب سے بڑھ کر سچا ہے۔“ پھر اسلام لے آئے۔

عبد بن حمید اور فریابی ابن ابی نجیح کے طریق سے بحوالہ مجاہد اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے ایک شخص کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور بطریق سدی مروی ہے کہ حارث بن سوید کے بارے میں نازل ہوئی جو بنی عمرو بن عوف کے ایک فرد ہیں۔ نسائی، ابن حبان اور حاکم نے داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ عکرمہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، ایک شخص تھا جو پہلے مسلمان تھا پھر مرتد ہو گیا پھر اسی جیسی حکایت ذکر کی۔ اور ان صاحب کا نام نہیں لیا۔ طبری نے اس روایت کو داؤد کے طریق سے موصول اور مرسل دونوں طرح روایت کیا ہے۔

احمد بن منیع کے ہاں علی بن عاصم سے بحوالہ داؤد ان الفاظ میں منقول ہے: ایک انصاری شخص مرتد ہو گیا۔ پھر موصول حدیث ذکر کی۔ ان کی مجذوب کو قتل کرنے کی یہ وجہ بنی کہ مجذوب نے جاہلیت میں ان کے والد سوید بن صامت کو قتل کیا تھا۔ تو حارث نے اُحد کے روز دھوکے سے قتل کر دیا اور بھاگ کھڑے ہوئے جس کے متعلق حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”اے حارث! کیا تو اپنوں کی نیند کی غفلت و اونگھ میں تھا یا تو جبرائیل سے دھوکے میں تھا تیرا ناس ہو، یا جس

وقت تو اے ابن زیاد! اسے دھوکے سے قتل کر رہا تھا زمین کی نامعلوم فضا میں تھا۔“

ابن عبدالبر کے ہاں حارث بن سوید نے لکھا ہے، بقول بعض ابن مسلم مخزومی، مرتد ہو کر کفار سے مل گئے جس پر آیت:

”کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ اس قوم کو ہدایت دے“ (آل عمران: ۸۶) نازل ہوئی۔

میں کہتا ہوں: مشہور یہ ہے کہ وہ انصاری ہیں۔

۱۳۲۶) حارث بن شریح

بن ذؤیب بن ربیعہ بن حارث بن نمیر بن عامر نمیری۔ امام بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے وہ بنی نمیر کے وفد میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ باوردی اور یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن راشد کے طریق سے بحوالہ دلم بن دہشم، عائد بن ربیعہ قرظی سے وہ قرہ بن دعوون سے وہ حارث بن شریح سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس.... پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ * یزید بن عیسر کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔ قیس بن حفص بحوالہ دلم بن دہشم، قرہ سے کہ وہ بھی وفد میں تھے پھر اسی مفہوم کی حدیث نقل کی۔ قاف میں آئے گی۔ حکیم ترمذی نے عائد بن ربیعہ کے طریق سے نقل کیا، فرمایا: میں نے حارث بن شریح سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے ماعون کے متعلق کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا: ”پتھر، لوہا اور پانی“۔ * ابن اسکن نے اسے طویل طور پر روایت کیا ہے۔ عمر بن شہبہ کے ہاں شریح بن حارث لکھا ہے جوالث ہے۔

۱۳۲۷) (ز) حارث بن شعیب العبدی

نوی نے شرح مسلم میں تجرید کے مصنف کے حوالہ سے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ وہ از جملہ وفد عبد القیس سے تھے۔ یہ بات تامل کی محتاج ہے، حارث بن عس عس عس کا ذکر آئے گا۔

۱۳۲۸) حارث بن الصمہ (صاد کے زیر اور نیم کی تشدید سے)

ابن عمرو بن عتیک بن عمرو بن عامر بن مالک بن النجار ابو جہیم کے والد۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق * وغیرہ نے اہل بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لوگوں نے ذکر کیا کہ وہ مقام روجاء میں شکست سے دوچار ہوئے تو آپ نے انہیں واپس کر دیا اور ان کا حصہ مقرر کیا۔ وہی ان اشعار کے قائل ہیں:

”اے رب! حارث بن صمہ اپنے اہم کاموں میں آگے بڑھا۔ وہ اُمت کے ہادی رسول کا حدی خواں ہے۔“ *

ابن اسحاق نے مغازی میں روایت کی ہے کہ وہ بڑھوٹے کے روز شہید ہوئے۔ ایسا ہی ان کا ذکر ابوالاسود نے بحوالہ عروہ کیا ہے۔ ابن شاہین فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے ان کے اور صہیب بن سنان کے درمیان رضیہ اخوت قائم فرمایا۔ طبرانی * نے عاصم بن عمرو کے طریق سے بحوالہ محمود بن لبید نقل کیا کہ حارث بن صمہ نے فرمایا: اُحد کے روز گھائی میں مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: عبد الرحمن بن عوف کس طرف ہے؟ میں نے عرض کیا: میں نے انہیں پہاڑ کی جانب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی معیت میں فرشتے جنگ کر رہے ہیں۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: جس نے یہ سمجھا کہ یہ ابو جہیم ہیں، جیسا کہ مسلم نے نکتوں میں اور ان کے قبیعین نے سمجھا ہے، تو اسے وہم ہوا ہے۔ درست یہ ہے کہ ابو جہیم ان کا بیٹا ہے۔

* اسد الغابۃ (۹۰۰) الاستیعاب (۴۵۱) * اسد الغابۃ (۳۷۸/۱) * الدر المنثور (۴۰۰/۶)

* اسد الغابۃ (۹۰۳) الاستیعاب (۴۲۳) * السیرۃ النبویۃ (۱۳۱/۳)

* الابیات فی الاستیعاب (۲۹۳/۱) السیرۃ النبویۃ (۱۳۱/۳) * المعجم الکبیر (۳۳۸/۲) (۳۳۸/۲)

۱۳۲۹) حارث بن ابی ضرار

بن حبیب بن حارث بن عائد بن مالک بن المصطلق، ابو مالک خزاعی ثم مصطلقی۔ ام المومنین جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد گرامی ابن اسحاقؒ نے مغازی میں ذکر کیا کہ وہ مدینہ آئے تو ان کے ساتھ اپنی بیٹی کو چھڑانے کا فدیہ تھا۔ جبکہ وہ قید ہو کر نبی ﷺ منسوب ہو چکی تھیں۔ فرماتے ہیں: جب وہ وادی یثیق میں پہنچے تو اپنے اونٹوں پر نظر پڑی جن میں سے دو اونٹ انہیں بھلے گئے اور انہیں گھاٹی میں غائب کر دیا۔ بقیہ اونٹ نبی ﷺ کے پاس لا کر کہنے لگے: محمد (ﷺ)! یہ میری بیٹی کا فدیہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ دو اونٹ کہاں ہیں جنہیں تم نے وادی یثیق میں غائب کر دیا ہے؟“ تو حارث بولے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ کی قسم! ان کے ہارے میں اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں۔

فرماتے ہیں: جب وہ مسلمان ہوئے تو ان کے دونوں بیٹے اور ساتھ آئے ہوئے ان کی قوم کے لوگ بھی اسلام لے آئے۔ یہ بات ابن عائد نے مغازی میں بحوالہ محمد بن شعیب، عبد اللہ بن زیاد سے منقطع نقل کیا ہے۔ امام احمد، طبرانی، مطین، ابن اسکن اور ابن مردویہ نے یحییٰ بن دینار مؤذن کے طریق سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حارث بن ابی ضرار کو فرماتے سنا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں حلقۂ اسلام میں داخل ہو گیا، پھر لمبی حدیث ذکر کی جس میں ولید بن عقبہ کا قصہ ہے۔ جب وہ ان کے پاس زکوٰۃ وصول کرنے آئے۔ اور اس آیت: ”اے ایمان والو! جب تمہارے فاسق شخص کوئی اطلاع لائیں تو اس کی چھان بین کر لیا کرو“۔ (الحجرات: ۶) کا شان نزول ذکر کیا۔

۱۳۳۰) (ن) حارث بن طفیل

بن عمرو الدوسی۔ ان کے والد کا تذکرہ ہوگا ابوالفرج اصبہانی نے ذکر کیا طفیل اور ان کے گھرانے کے افراد اسلام لے آئے۔ طفیل شاعر اور شہسوار تھے۔ ان کے اشعار بھی درج کیے جو انہوں نے قبیلہ دوس اور بنی حارث بن یثغر کے مابین جنگ کے موقع پر زمانہ جاہلیت میں کہے تھے۔

۱۳۳۱) حارث بن ظالم

بقول بعض ابوالاعور بن حارث یہی ہیں۔

۱۳۳۲) حارث بن عبد اللہ

بن اوس ثقفی طائف کے رہائشی تھے۔ اپنے دادا کی طرف نسبت کیے جاتے ہیں۔ بقول بعض (نہیں بلکہ) دو شخص ہیں۔ ان کی حدیث ابوداؤد، نسائی اور ترمذیؒ نے کتاب الحج میں روایت کی جس کی سند صحیح ہے۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت

اسد الغابۃ (۹۰۵) الاستیعاب (۴۲۴) السیرۃ النبویۃ (۳۲۲/۳)

اسد الغابۃ (۹۱۰) الاستیعاب (۴۲۷)

ابوداؤد کتاب المناسک باب الحائض تخرج بعد الافاضۃ (۲۰۰۴)

ترمذی کتاب الحج باب من حج لواعتمر فلیکن آخر عہدہ بالبيت (۹۴۶)

ماصل ہے جبکہ ان سے عمرو بن اوس اور ولید بن عبدالرحمن جرشی روایت کرتے ہیں۔

۱۳۳۳ (ز) حارث بن عبداللہ الجہنی

ان کی حدیث ابن سعدؒ وغیرہ نے روایت کی، جو سعید بن خالد جہنی کے طریق سے مروی ہے۔ فرمایا: مجھے ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ جہنی کے پاس بھیجا۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ اگر مجھے گمان بھی ہوتا کہ آپ فوت ہو جائیں گے میں آپ سے جدا نہ ہوتا۔ فرماتے ہیں: میں چلا گیا، میرے پاس ایک یہودی عالم آ کر کہنے لگا: محمد (ﷺ) فوت ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میری حالت یہ ہو رہی تھی کہ میں قتل کرنے والا تھا کہ اتنے میں میرے پاس اس بارے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا خط آ گیا۔ بعد میں میں نے اس عالم کو بلایا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا؟ اس نے کہا: ہماری کتاب میں آپ کا ذکر ہے۔ میں نے کہا: اب ان کے بعد کیا ہوگا؟ وہ کہنے لگے: بیستیس (۳۵) سال تک تم میں (خلافت کی) چکی چلتی رہے گی۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ ابوموسیٰ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ درست نام جریر بن عبداللہ بجلی ہے۔ جبکہ اس میں تاثر ہے اس لیے کہ دونوں قصے مختلف ہیں۔ چنانچہ حضرت جریر کا قصہ بخاری میں آتا ہے جس میں یہ سیاق نہیں۔ اور حارث کا یہ قصہ ہے جس کی سند میں حماد بن عمرو متروک راوی ہے۔

۱۳۳۴ (ز) حارث بن عبداللہ

بن سائب بن مطلب بن اسد بن عبدالحزی بن قصی قرشی اسدی۔ ابن شاپین نے ابن ابی داؤد سے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی داؤد کے سیاق سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کنیت ابوالخارث ہے۔ چنانچہ ان کی جو حدیث انہوں نے ابومعشر کے طریق سے بحوالہ سعید المقبری روایت کی ہے وہ ابوحارث سے مروی ہے۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

۱۳۳۵ (ز) حارث بن عبداللہ

بن سعد بن عمرو بن قیس بن امرئ القیس بن مالک الاغز بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری۔ ابوعمرؒ فرماتے ہیں: اُحد کے روز شہید ہوئے۔ بقول بعض ان کا نام حارث بن ثابت بن عبداللہ بن سعد ہے جس سے یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ ان کے چچا ہوں۔

۱۳۳۶ (ز) حارث بن عبداللہ

انہیں ابن عبید ازدی ابوعلکۃ بھی کہا جاتا ہے۔ کئیوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۳۷ (ز) حارث بن عبداللہ

بن کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول انصاری اوسی۔ عدویٰ فرماتے ہیں: حدیبیہ اور بعد کے غزوات میں شریک تھے۔

اسد الغابۃ (۹۱۱) الطبقات الکبریٰ (۱۸/۵) اسد الغابۃ (۹۱۳)

المصنف لعبدالرزاق (۱۹۸۹۳) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۷/۱۲) کنز العمال (۳۳۸۴۶)

اسد الغابۃ (۹۱۴) الاستیعاب (۴۲۵) الاستیعاب (۳۵۷/۱) اسد الغابۃ (۹۱۶)

الکتاب فی منہج الفتح (جلد اول) (۵۳۰)

حرفہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ ابن فتحون وغیرہ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ذہبی نے یہ بات ابو عمر کی جانب منسوب کی ہے۔ جس سے یہ مخالف ہوتا ہے کہ انہوں نے ان کا عنوان قائم کیا ہے حالانکہ واقعہ یہ نہیں۔ ابن الاثیرؒ نے تو جب ان کا استدراک میں ذکر کیا یہ کہا ہے: ابو عمر نے انہی کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۳۸) حارث بن عبداللہؒ

بن وہب دوستی، ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ پھر ایک ضعیف سند سے روایت کیا جو مغراء بن عیاض بن حارث بن عبداللہ بن وہب دوستی سے مروی ہے۔ حارث اپنے والد کے ہمراہ نبی ﷺ کے پاس ان ستر آدمیوں سمیت آئے جو دوس سے چلے تھے۔ حارث نے کچھ ایام نبی ﷺ کے پاس قیام کیا جبکہ ان کے والد سرداروں کی طرف لوٹ آئے ان کے بہت سے پھلدار درخت تھے۔ ان کے والد عبداللہ بن وہب کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

۱۳۳۹) حارث بن عبد شمسؒ خثعمی

امام بخاریؒ اور ابن حبان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کا شمار اہل شام میں ہے۔ پھر ایک غریب سند سے بحوالہ حمیری بن حارث بن عبد شمس وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کی طرف نکلے۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی۔ اور ان کے لئے اور ان کے ساتھیوں کے لئے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک کا علاقہ (استعمال کے لیے) مباح قرار دیا۔ (حدیث)

۱۳۴۰) حارث بن عبدالعزیؒ

بن رفاعہ بن ملآن بن ناصرہ بن قصبہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن سعدی، حلیمہ سعدیہ نبی ﷺ کی رضاعی والدہ کے خاوند۔ ابن سعد فرماتے ہیں: ان کی کنیت ابو دؤب ہے۔ ابن اسحاق نے سیرۃ میں ذکر کیا: مجھے میرے والد نے بنی سعد کے رجال کے حوالہ سے بتایا، وہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے رضاعی والد الحارث کہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ لوگ ان سے کہنے لگے: تم نے سنا ہے تمہارا (رضاعی) بیٹا کیا کہتا ہے؟ کہ موت کے بعد لوگوں کو اٹھایا جائے گا۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! یہ تم کیا بات کہتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں! جب قیامت کے روز ایسا ہوا تو میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر اس دن آپ کو یہ بات یاد دلاؤں گا۔“ بعد میں حارث اسلام لے آئے اور پختہ اسلام شخص بن گئے۔ فرمایا کرتے تھے: ”اگر میرے بیٹے نے میرا ہاتھ پکڑ لیا تو مجھے جنت پہنچا کر ہی چھوڑے گا۔“

میں کہتا ہوں: ابن سعدؒ کے ہاں دوسری حدیث ہے جو مرسل ہے کہ یہ واقعہ حارث کے بیٹے کے ساتھ پیش آیا۔ چنانچہ یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے بحوالہ اسحاق بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک رضاعی بھائی تھے۔ انہوں نے نبوت کے بعد نبی ﷺ سے کہا: آپ کا کیا خیال ہے کہ بعثت ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں

اسد الغابۃ (۳۸۳/۱) * اسد الغابۃ (۹۱۷) الاستیعاب (۴۶۶) * اسد الغابۃ (۹۱۹)

التواریخ الحکیم (۲۶۱/۲) * اسد الغابۃ (۹۲۰) * جامع المسانید (۲۲۸/۳)

الطبقات الکبریٰ (۷۱/۱)

الاصطلاح فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

میری جان ہے۔ قیامت کے دن میں ضرور تمہارا ہاتھ تھام کر تمہیں یاد دلاؤں گا۔“ فرماتے ہیں: بعد میں جب وہ نبی ﷺ پر ایمان لے آئے تو بیٹھ کر رویا کرتے تھے، فرماتے: مجھے پوری امید ہے کہ نبی ﷺ قیامت کے روز میرا ہاتھ پکڑیں گے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ واقعہ باپ بیٹے دونوں کے ساتھ پیش آیا ہو۔

بعض نے ان کا نام عبداللہ بتایا اور انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ یہی نام ابن سعد نے ذکر کیا جب اولاد حلیمہ کا ذکر کیا، عتقریب عورتوں کے ناموں میں حرف شین میں شیماء کے ذیل میں تذکرہ ہوگا۔ ابوداؤد * نے عمر بن حارث کے طریق سے بحوالہ عمر بن سائب نقل کیا کہ انہیں یہ روایت پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے کہ اتنے میں ان کے رضاعی والد تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنی چادر کا کچھ حصہ ان کے لئے بچھایا جس پر وہ بیٹھ گئے۔ (حدیث) ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ انہیں یہ بات پہنچی ہے کہ حارث نبی ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے۔ واللہ اعلم بقول بعض: وہ نبی ﷺ کو کود لینے والے ابو کھٹ ہیں جن کا ذکر کئیوں میں آئے گا۔

(۱۳۴۱) حارث بن عبد قیس *

بن لقیط بن عامر بن امیہ بن الظرب بن حارث بن قہر قرشی قہری۔ انہیں حارث بن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ ابن اسحاق اور ابن دأب نے مہاجرین حبشہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ بلاذری نے کہا: واقدی نے ان لوگوں میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۳۴۲) حارث بن عبد کلال *

بن نصر بن ہبل بن عرب بن عبد کلال بن عبید بن فہر بن زید الحمیری (بہمن کے ایک رئیس) نبی ﷺ نے ان کی طرف خط بھیجا جیسا کہ ان کے بھائی شریہیل وغیرہ کے سوانح میں آئے گا۔ انساب میں ہمدانی نے لکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حارث اور ان کے بھائی کو خط لکھا اور اپنے قاصد کو حکم دیا کہ ان کے سامنے سورہ ”الم یکن“ پڑھنا۔ حارث آپ کے پاس آ کر مسلمان ہو گئے آپ ﷺ نے ان سے معاف کر دیا اور ان کی خاطر اپنی چادر بچھائی۔ ان کی آمد سے پہلے آپ ﷺ نے فرمایا: ”اس راستے (بہمن کی طرف اشارہ تھا) سے تمہارے پاس معزز دوھیال اور نخیال والا ایک شخص آئے گا۔ جس کے رخسار گورے مائل بزرگی ہوں گے۔“ * تو وہ ایسے ہی تھے۔

زیادہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے اسلام لانے کا پیام بھیجا تھا۔ اور بہمن میں مقیم ہو گئے تھے۔ ابن اسحاق * جو کہ نبی ﷺ کی واپسی کے موقع پر حمیر کے بڑے بڑے بادشاہوں نے اپنے اسلام لانے کی اطلاع بھیجی۔ ان میں سے حارث بن عبد کلال بھی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف مہاجر بن ابی امیہ کو بھیجا تھا تو وہ (ان کی تبلیغ پر) اسلام لے آئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں یہ اشعار لکھ کر بھیجے: ”آپ ﷺ کا دین برحق ہے جس میں پاکیزگی ہے اور جس کا آپ حکم دیتے ہیں۔“ یوں ہی دارقطنی نے نے نافع کے طریق سے بحوالہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے۔ اسی طرح ابوالحسن مدائنی نے ”رسل النبی ﷺ“ (نبی ﷺ کے

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی بر الوالدین (۵۱۴۵) * اسد الغابۃ (۹۲۱) الاستیعاب (۴۴۰)

* اسد الغابۃ (۹۲۲) * مسند احمد (۳۶۰/۴) الطبقات الکبریٰ (۶۱/۶) * السیرۃ النبویۃ (۱۷۹/۴)

قاصدین) نامی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۴۳ حارث بن عبد مناف

عبدان محمد بن عمرو کے طریق سے بحوالہ شریک بن ابی نمر، حارث بن عبد مناف سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بھونچے اور خالہ کی میراث کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان دونوں کا میراث (یعنی بھانجے بھانچی اور جھینجا جھینچی کے مال) میں کوئی حق نہیں۔“ اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں محمد بن عمر کے طریق سے نقل کیا ہے۔ لیکن مستدرک کے نسخہ میں صرف حارث بن عبد مکھاش ہے۔ واللہ اعلم۔
ذہبی * لکھتے ہیں: اگر یہ بات صحیح ہے تو یہ روایت مرسل ہے۔

۱۳۴۴ حارث بن عبید

بن رزاح بن کعب انصاری ظفری۔ ابو عمر: انہیں اور ان کے بیٹے نصر بن حارث کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

۱۳۴۵ (ن) حارث بن عبید ازدی

حارث بن عبد اللہ میں ذکر ہوا ہے۔

۱۳۴۶ (ن) حارث بن عبیدہ

بن حارث بن عبد المطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی، بلاذری اور دیگر نسب دانوں نے انہیں عبیدہ کی اولاد میں ذکر کیا ہے۔ عبیدہ تو بدر میں شہید ہو چکے تھے اس لئے ان کے یہ بیٹے صحابی ہوں گے۔ شاید نبی ﷺ کی حیات میں ہی ان کی وفات ہوئی ہو۔

۱۳۴۷ حارث بن عتیک

بن قیس بن ہشہ بن حارث بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عمرو بن عوف انصاری جبر (جو عتیک بن عتیک کے والد ہیں) ان کے بھائی۔ عدوی: شرکاء بدر میں۔ ابن شاپین: اپنے رجال سے ان کا ذکر تو کیا لیکن ان کے والد کا نام عتیک لکھا ہے کہ وہ ان کے والد اور چچا بدر میں شریک ہوئے تھے۔
ابن سعد بحوالہ واقدی بدری صحابہ میں اور ابن عمارہ نے یوں ذکر کیا ہے: حارث بن قیس بن حنیہ بدر میں شریک ہوئے۔

۱۳۴۸ حارث بن عتیک

بن نعمان بن عمرو بن عتیک بن عمرو بن مہذول انصاری بخاری، کنیت ابواحزم تھی، احد اور دیگر غزوات میں شریک ہوئے۔ بقول واقدی جبر ابی عبیدہ میں شہادت پائی۔

اسد الغابہ (۹۲۳) * المستدرک (۳۴۲/۴) * تجرید (۳۰) * اسد الغابہ (۹۲۴)

اسد الغابہ (۹۲۶) * اسد الغابہ (۹۲۷) * استیعاب (۴۳۸)

۱۳۴۹) حارث بن عدی

بن خرش بن امیہ بن عامر بن عکلمہ انصاری عظمیٰ۔ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابو عمرؒ نے ابن کلبی کے اتباع میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۵۰) حارث بن عدی

بن مالک بن خزام بن خدیج بن معاویہ انصاری معاوی۔ عدوی: اُحد میں شریک ہوئے۔ موسیٰ بن عقبہ: جسر ابی عبید میں ۱۵ھ میں شہید ہوئے۔

۱۳۵۱) حارث بن عرفجہ

بن حارث بن مالک بن کعب انصاری اوسی۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ: بدری صحابہ ہیں۔ ابو عمر کا گمان ہے کہ: ”ابن اسحاق نے ان کا ذکر چھوڑ دیا ہے“۔ جبکہ ان کا گمان غلط ہے۔ ابن قحون اس پر متنبہ کر چکے ہیں کہ ابن اسحاق نے حارث بن عرفجہ کو شریک بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن ہشام نے ان کا یوں نسب بیان کیا ہے: ابن کعب بن الحجار بن کعب۔

۱۳۵۲) حارث بن عقیف الکندی

ابن مندہ: امام بخاری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ابن غطفیہ ہوں جن کا تذکرہ آ رہا ہے۔

۱۳۵۳) حارث بن عقبہ

بن قابوس المزنی۔ مغازی میں واقعی ذکر کرتے ہیں کہ وہ اور ان کے چچا وہب بن قابوس اپنی بکریاں لے کر مدینہ پہنچے تو مدینہ کو خالی پایا۔ وہاں سے سیدھے اُحد پہنچے اور اسلام لانے کے بعد مشرکین سے جنگ میں شریک ہو گئے۔ بالآخر دونوں شہید ہو گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ”مجھے ان دو مزیوں کی موت پر رشک آتا ہے۔“

۱۳۵۴) حارث بن عمرو

بن حرام بن عمرو بن زید بن نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن سعدؒ نے ذکر کیا کہ وہ اور ان کے بھائی اُحد میں شریک ہوئے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ دونوں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اور ابن سعد کا قول ہے کہ کوفہ شہر میں سعد کی اولاد ہے۔ اور عمرو بن حرام جو چاہر بن عبداللہ بن حرام کے دادا ہیں۔ ان کے والد نہیں بلکہ وہ دوسری شخصیت ہیں وہ تو ابن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن حرام ہیں۔

۱۳۵۵) حارث بن عمرو بن غزیه

بن ثعلبہ بن خضاء بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن تیم اللہ بن ثعلبہ بن عمرو بن خزرج انصاری خزرجی۔ ابن السکن

اسد الغابۃ (۹۲۹) استیعاب (۴۳۶) استیعاب (۳۶۱/۱) اسد الغابۃ (۹۳۰) استیعاب (۴۴۱)

اسد الغابۃ (۹۳۲) استیعاب (۹۳۷) الطبقات الحکبری (۴۶/۵)

نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ حجاج، سعید اور عبدالرحمن کے بھائی ہیں جن کا ذکر آ رہا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: میرے خیال میں یہ حارث بن غزیہ ہیں یعنی جن کا ذکر آ رہا ہے۔ فرماتے ہیں: بظاہر وہ اور ہیں۔ ابن قانع نے انہی حارث بن عمرو بن غزیہ کا عنوان قائم کر کے حارث کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ یوں دونوں کو ایک شخصیت قرار دیا ہے۔

۱۳۵۶ حارث بن عمرو

بن مسطل بن حبیب بن حمیم بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لؤی بن غالب قرشی عدوی، ابو عمر نے لکھا ہے: یہ ان ستر لوگوں میں سے ایک ہیں جنہوں نے خیبر کے سال مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

۱۳۵۷ (ن) حارث بن عمرو الطائی

ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے ہیں اور ارمینیا کی جنگ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ وہ لشکر کے سپہ سالار بھی تھے۔

۱۳۵۸ حارث بن عمرو انصاری

براء بن عازب کے چچا بقول بعض ان کے ماموں ہیں۔ امام احمد * نے اصح بن سوار کے طریق سے بحوالہ عدی بن ثابت، براء سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: حارث بن عمرو گزرے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک جھنڈا بنا کر دیا تھا۔ تو میں نے پوچھا: چچا جان! کہاں کا ارادہ ہے؟ فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کی گردن اتارنے بھیجا ہے جس نے اپنے والد کی بیوی سے شادی کی ہے۔

ابن السکن نے اسی سند سے نقل کر کے لکھا ہے: میرے چچا حارث بن عمرو میرے پاس سے گزرے۔ عبدالرزاق نے اس روایت کو اپنے طریق سے نقل کیا تو لکھا: ”میری اپنے چچا سے ملاقات ہوئی“۔ اس میں ان کا نام نہیں لیا۔ اور دوسری سند سے روایت کیا کہ اصح سے مروی ہے، فرمایا: میں اپنے ماموں سے ملا۔ ایسا ہی ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

ایک جماعت نے یہ روایت عدی بن ثابت سے نقل کی ہے لیکن اس کی سند میں ان سے اوپر اختلاف ہے۔ بعض نے ان کے حوالہ سے کہا: میں نے براء سے سنا، بعض نے کہا: ان سے وہ یزید بن براء سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ یہ روایت ابو مریم عبدالغفار بن قیس بن عدی بن قیس سے بحوالہ یزید وہ اپنے والد سے فرمایا: میں اپنے ماموں سے ملا، ان کے پاس ایک جھنڈا تھا۔ میں نے عرض کیا: کہاں کا ارادہ ہے؟ پھر حدیث ذکر کی اور ان کا نام نہیں لیا۔

۱۳۵۹ حارث بن عمرو بن ثعلبہ *

بقول بعض حارث بن عمرو بن حارث بن ایاس بن عمرو بن سہم بن نعلہ بن غنم بن ثعلبہ بن معن بن مالک بن اعصر ہاشمی۔ ابو منقبہ (میم پر زبر سین ساکن، قاف پر زبر اور پھر باء ہے) جیسا کہ میں نے مغطائی کے قلم سے لکھا، پڑھا ہے کہ ”کمال“

* اسد الغابۃ (۹۳۴) استیعاب (۴۳۱) * مسند احمد (۲۹۰/۴) * اسد الغابۃ (۹۳۵) استیعاب (۴۲۹)

الاصول فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

کے مصنف نے یہ نام غلط لکھا ہے اور مزی نے بھی ان کا اتباع کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے: البوسفینہ بصرہ میں فروکش ہوئے۔ انہوں نے ایک حدیث روایت کی جو امام بخاری رحمہ اللہ نے الادب المفرد میں اور ابوداؤد، نسائی وغیرہ نے نقل کی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا۔ بعض نے اسے زرارہ بن کریم بن حارث بن عمرو کے طریق سے طویل ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس منیٰ یا عرفات میں آیا، لوگوں نے آپ ﷺ کے گرد گھیرا بنا رکھا تھا...“ (حدیث) اور یحییٰ بن زرارہ کے طریق سے ہے مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے دادا حارث بتایا، اور بغوی نے یہ حدیث یحییٰ بن حارث کے طریق سے نقل کی، فرمایا: مجھے میرے والد نے اپنے دادا حارث کے حوالہ سے بتایا انہوں نے دور جاہلیت اور اسلام پایا تھا۔ پھر استغفار، بتوں کے لیے سرکی چوٹی اور ان کے نام ذبح کی جانے والی بکری کے متعلق کوئی حدیث نقل کی۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ بن حارث اور پوتا زرارہ بن کریم بن حارث روایت کرتا ہے۔ حرف کاف میں کریم کے سواغ میں ان کا کچھ تذکرہ ہوگا۔

۱۳۶۰ (ن) حارث بن عمرو اسدی

ابولمکت، کنیت سے شہرت رکھتے ہیں۔ ابن ماکولانے مرزبانی کے اتباع میں ان کا یہی نام لیا ہے۔ جبکہ ابن قانع اور ابن مندہ وغیرہ نے ان کا نام عرفطہ بن نعلہ لیا ہے۔ یہی زیادہ مشہور ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کنتوں میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۳۶۱ حارث بن عمیر ازدی

ثم الھمی لام کے زیر اور حا کے سکون سے۔ واقعہ نے عمرو بن حکم سے نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنا خط دے کر بصری کے بادشاہ کی طرف بھیجا تھا۔ جب یہ مویہ فروکش ہوئے تو شریل بن عمرو غسانی راستے میں مل گیا، اس نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی گردن اتار دی۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ کا کوئی قاصد قتل نہیں ہوا۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے مویہؓ ایک مہم روانہ فرمائی۔ ابن شاہین نے عمرو بن یزید کے طریق سے بحوالہ اپنے رجال اس واقعہ کے بغیر ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۳۶۲ حارث بن عوف

بن ابی حارث مزی، جاہلیت کے مشہور شہسوار۔ ابو عبید نے کتاب الدبیاج میں ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لے آئے تھے۔ ایسا ہی دوسرے لوگوں نے نقل کیا ہے۔ ابو عبید لکھتے ہیں: عرب کی تین جنگیں زیادہ لمبے عرصے کی تھیں۔ قبیلہ کے دونوں بیٹوں اوس اور خزرج کی لڑائی، حراش اور غمراء کی جنگ جو بنی عس اور فزارہ کے درمیان ہوئی۔ اور وائل کے دو بیٹوں بکر اور تغلب کی جنگ، پھر دو اٹھانے والوں نے ان کے خون اٹھائے۔ وہ خارجہ بن سنان اور حارث بن عوف تھے۔ انہی ایام میں اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو مبعوث فرمایا، لیکن ابھی حارث بن عوف پر ان کے خون کا کچھ حصہ دینا باقی تھا جسے اسلام میں ہنذر (ضائع) قرار دیا گیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاں ان کی بیٹی کے لیے پیام نکاح بھیجا جس پر وہ کہنے لگے: چونکہ اس میں ایک عیب ہے اس لئے میں اسے آپ کے لیے پسند نہیں کرتا، حالانکہ کوئی عیب نہ تھا۔ جب واپس آ کر دیکھا تو اسے برص کی بیماری ہو چکی تھی۔ جس سے اس کے

ابوداؤد کتاب المناسک باب من المواقیف حدیث (۱۷۴۲) المستدرک (۲۲۷/۴)

اسد الغابہ (۹۳۹) استیعاب (۱۹۰) الطبقات الکبریٰ (۲۵۵/۴) اسد الغابہ (۹۴۱) استیعاب (۹۳۴)

چچا زاد یزید بن جرہ نے شادی کر لی تو ان کے ہاں شعیب پیدا ہوا جو ابن برصاء نام سے مشہور ہوا۔ برصاء کا نام قرصافہ تھا، یہ رشاطی کا بیان ہے۔

ان کے علاوہ کسی نے ذکر کیا ہے کہ اس کے والد نے کہا: اس کے سفیدی ہے اور عرب اس سے برص مراد لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سوائے ہی ہو“۔ چنانچہ وہ اسی وقت برص والی ہو گئی۔ واقفی کا قول ہے: مجھے عبدالرحمن بن ابراہیم مدنی نے بحوالہ اپنے شیوخ بیان کیا۔ بنی مرہ کا تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد نبی ﷺ کے پاس آیا جس کا سردار حارث بن عوف تھا۔ اس وقت آپ ﷺ تبوک سے واپس تشریف لائے تھے۔ یہ لوگ بنت حارث کے گھر فروکش ہوئے اور پھر مسجد میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حارث کہنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی قوم اور آپ کے رشتہ دار ہیں، لوی بن غالب کی اولاد ہیں، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

زبیر لکھتے ہیں: مجھے میرے چچا مصعب نے بتایا کہ حارث بن عوف نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: میرے ساتھ ایسا شخص روانہ فرمائیے جو آپ کے دین کی دعوت دے۔ میں اس کا ذمہ دار ہوں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ انصار کا ایک شخص بھیجا جس سے حارث کے رشتہ داروں نے بغاوت کر کے اسے شہید کر دیا۔ اس پر حضرت حسان بول اٹھے: ”اے حارث! تم میں سے کون اپنے پردی سے بغاوت کرتا ہے، سو محمد (ﷺ) تو کسی سے دھوکا نہیں کرتے“۔ حارث آ کر معذرت کرنے لگے اور انصار کو دیت دی اور کہنے لگے: ”اے محمد (ﷺ)! میں حسان کی زبان سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں“۔

۱۳۶۳ حارث بن عوف

انہیں عوف بن حارث اور حارث بن مالک لیشی ابو واقد بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کے حالات کئیوں میں آئیں گے۔

۱۳۶۴ حارث بن عیسیٰ

بقول بعض باء سے جس عہدی ثم صباچی (صاد کے پیش اس کے بعد باء مخفف ہے) وفد عبدالقیس کے ایک فرد ہیں۔ ابو عبیدہ نے ان میں ذکر کیا ہے۔ ابن الامین اور ابن بکوال نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن قحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۳۶۵ حارث بن غزیہ انصاری

انہیں غزیہ بن حارث بھی کہا جاتا ہے۔ ابن السکن، باوردی اور ابن مندہ کتاب الصحابہ میں اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ (جو مترک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن رافع نقل کیا ہے، انہوں نے بحوالہ حارث بن غزیہ بتایا، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا فتح مکہ کا دن تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”فتح کے بعد ہجرت نہیں رہی“۔ * (حدیث)

۱۳۶۶) حارث بن عطفیف* (غبن سے تصغیر ہے)

سکونی شامی۔ ان کی حدیث معاویہ بن صالح نے بحوالہ یونس بن سیف ان سے نقل کی ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ چنانچہ ابوصالح اور حماد بن خالد فرماتے ہیں، معاویہ سے یہ روایت ہے: ”میں اس بات کو نہیں بھولا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نماز میں بائیں ہاتھ پر دایاں ہاتھ رکھے دیکھا۔“ * اسے بغوی اور ستویہ نے بھی نقل کیا ہے۔ عبدالرحمن بن مہدی اور زید بن حباب بحوالہ معاویہ اسی طرح نقل کرتے ہیں، البتہ انہوں نے شک کی بنا پر کہا: ”عطفیف بن حارث یا حارث بن عطفیف۔“ اسے ابن ابی شیبہ اور ابن السکن نے نقل کیا ہے۔ ابن وہب اور ربیع بن سعد نے بحوالہ معاویہ ابوصالح کی روایت کی طرح بلا شک روایت کی ہے۔ لیکن یونس اور حارث کے درمیان ابوراشد حمرانی کا اضافہ کر دیا۔ ابن مندہ باوردی اور ابن شاپین نے اسے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: ابن راشد نے اس میں اضافہ نقل کیا ہے۔ معین بحوالہ معاویہ فرماتے ہیں: عطفیف بن حارث (ضاد نقطے والا) اسے ابن مندہ نے نقل کر کے کہا: پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔ ابن السکن بحوالہ ابن معین روایت کرتے ہیں: درست نام حارث بن عطفیف ہے۔ ابن السکن فرماتے ہیں: جس نے عطفیف لکھا، اس نے لفظی غلطی کی ہے اس لیے کہ عطفیف بن حارث دوسری شخصیت ہیں جن کی کثیت ابواسماء تھی۔

۱۳۶۷) حارث بن فروہ*

بن شیطان بن خدیج بن امری القیس بن حارث بن معاویہ بن حارث بن معاویہ بن ثور کندی، ابن کلبی، ابن سعد، اور طبری نے ذکر کیا ہے کہ انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ * ابن الاثیر فرماتے ہیں: ابوموسیٰ کے ذیل میں: حارث بن قرہ (قاف سے) لکھا ہے۔ اور جمہرہ میں فروہ فا اور واؤ کے اضافہ سے ہے جو صحیح ہے۔ لکھا ہے کہ ان کے دادا کا نام خولہ صوفی کی وجہ سے ”شیطان“ پڑ گیا تھا۔

۱۳۶۸) (ن) حارث بن ابی قارب قرشی سہمی

موسیٰ بن عقبہ نے جنگ اجنادین میں شہید ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۶۹) حارث بن قیس*

بن حارث بن اسماء بن مزی بن شہاب بن ابی ہریر غسانی، شہسوار و شاعر تھے۔ ابن کلبی نے نبی ﷺ کے پاس بصورت وفد آنے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولانے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور ابن الامین اور ابن فتحون نے بحوالہ ابن دباغ اپنے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۶۰) حارث بن قیس

بن عطلہ انصاری ثم زرقی، کنیت سے مشہور ہیں۔ ابو خالد کنیت تھی، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۶۱) حارث بن قیس

بن عدی تھے۔ ان کے والد حارث کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ رہے یہ تو ابن ابی خيثمه نصر بن مزاحم کے طریق سے بحوالہ معروف بن خربوذ روایت کرتے ہیں، فرمایا: جاہلیت میں شرافت دس قریشی آدمیوں پر ختم تھی، پھر اسلام سے مل گئی۔ پھر ان لوگوں کا تذکرہ کیا، فرمایا: بنی سہم حارث بن قیس، جنہیں حکومت و اموال میسر تھے۔
میں کہتا ہوں: ممکن ہے ان کی اس بات ”پھر اسلام سے مل گئی“ سے مراد ان کی اولاد سے مل گئی ہو۔ اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ صحابی تھے لہذا غور کر لینا چاہیے۔

پھر مجھے ابن عبد البر کی کتاب میں ابن ابی خيثمه جیسی روایت ملی لیکن اس میں اضافہ ہے کہ وہ اسلام لے آئے اور اپنے بیٹوں حارث، بشر اور معمر کے ساتھ حبشہ ہجرت کی۔ ابن الاثیر ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زبیر اور ابن کلبی نے ذکر کیا ہے کہ وہ ان میں یہ اضافہ ہے کہ سوائے ابو عمر کسی نے ان کا اسلام لانا ذکر نہیں کیا۔

میں کہتا ہوں: ابو سعید، مصعب اور طبری وغیرہ نے اسلام لانے والوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ لہذا اس میں کوئی ممانعت نہیں کہ وہ تابع ہو گئے ہوں اور شرف صحابیت حاصل کر کے ہجرت کر لی ہو۔ لہذا دونوں اقوال میں کوئی منافات و تعارض نہیں۔ رہا ارشاد باری تعالیٰ: ”ہم استہزاء و مزاح کرنے والوں سے آپ کی کفایت کرنے والے ہیں“۔ (سورہ الحجر: ۹۵) کسی کی توبہ نہ کرنے میں واضح نہیں ہے، جس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ابن اسحاق نے استہزاء کرنے والوں میں سے ہر ایک کی موت کا ذکر کیا ہے کہ وہ کیسے مرا۔ حارث بن طلائع کی موت کا ذکر کر کے پھر عکرمہ اور سعید بن جبیر کے طریق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: حارث بن عطلہ، رہے عکرمہ تو انہوں نے حارث بن قیس کہا۔ اور ابن اسحاق نے یزید بن رومان سے بحوالہ ان کا نسب خراعی ذکر کیا ہے جو کبھی کے علاوہ ہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۶۲) حارث بن قیس

انہیں قیس بن حارث بھی کہا جاتا ہے، قاف میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۶۳) (ز) حارث بن قیس الفہری

ابن عبد القیس میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۳۶۴) حارث بن کرز

عبد الصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان سے مہاجر بن حبیب روایت

کرتے ہیں۔ تجرید میں اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے، میں نے مغلطائی کے قلم سے لکھا ہوا نقل کیا ہے۔

۱۳۷۵ حارث بن کعب

بقول بعض یہ اسلع کا نام ہے جن کا ذکر ہمزہ میں ہو چکا ہے۔

۱۳۷۶ حارث بن کعب

بن عمرو بن عوف بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن الحجار انصاری، بخاری ثم مازنی۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور یرامہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی عدوی کا قول ہے جس سے تجرید کے قول ”کہ صرف کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے“ کی تردید ہو جاتی ہے۔

۱۳۷۷ حارث بن کلده

بن عمرو بن ابی علاج بن ابی سلمہ بن عبد العزی بن عبیدہ بن عوف بن قصی ثقفی عرب کے طیب، مغازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے ایسے شخص نے بتایا جس پر مجھے کسی قسم کا شبہ نہیں۔ عبد اللہ بن مکرّم سے وہ ثقیف کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ جب اہل طائف مسلمان ہوئے تو ان غلام لوگوں کے بارے میں ایک جماعت نے لب کشائی کی۔ یعنی جو نبی ﷺ کی طرف اتر آئے اور اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ ہیں۔“ ان کے متعلق گفتگو کرنے والے حارث بن کلده بھی تھے۔ ان کے علاوہ کا قول ہے کہ ازرق مولیٰ حارث بھی ان میں شامل تھے۔

ابوداؤد نے ابن ابی نجیح کے طریق سے بحوالہ مجاہد، سعد بن ابی وقاص سے نقل کیا، فرماتے ہیں: میں بیمار ہوا تو نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے، آپ نے فرمایا: ”تمہیں دل کی تکلیف ہے۔ ثقیف کے بھائی حارث بن کلده کے پاس جاؤ کیونکہ وہ علاج معالجہ کرتا ہے اسے کہا کہ سات سمجھو میں لے اور انھیں کوٹ لے۔“ ابن مندہ نے اسمعیل بن محمد بن سعد کے طریق سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: حضرت سعد بیمار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا: ”مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں صحت یاب کرے گا۔“ پھر حارث بن کلده سے فرمایا: ”سعد کی بیماری کا علاج کرو۔“ پھر وہ حدیث ذکر کی۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں ان کے مسلمان ہونے کا واقعہ صحیح نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ذمیوں سے طب و علاج میں امداد لینا جائز ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان کے متعلق ایک روایت ملی ہے، جسے ہم نے امالیٰ حمالیہ کے جزء ۱۱ (نویں) میں روایت کیا ہے اور عسکری کی کتاب ”تحقیف“ میں شریک بن عبد الملک بن عمیر کے طریق سے حارث بن کلده سے مروی ہے جو عرب کے بڑے طیب تھے۔ وہ اپنی ایک سایہ دار جگہ میں بیٹھا کرتے تھے، اس کے متعلق کسی نے ان سے پوچھا، انہوں نے کہا: ”دھوپ ہوا کو آلود کرتی،

۱۳۷۵ اسد الغابۃ (۹۵۱) ۱۳۷۶ اسد الغابۃ (۹۵۴) ۱۳۷۷ السیرۃ النبویۃ (۱۰۱/۴)

۱۳۷۵ ابوداؤد کتاب الطب باب ترمۃ العجوة (۳۸۷۵) السنن الکبریٰ (۱۸/۹) الطبقات الکبریٰ (۱۸/۹)

۱۳۷۶ الجرح والتعديل (۸۷/۳)

کپڑے بوسیدہ کرتی اور چھپی پیاریاں پیدا کرتی ہے۔

طب میں حارث کی باتیں بہت زیادہ ہیں جن میں سے جوہری نے صحاح میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حارث بن کلدہ سے (جو عرب کے طبیب تھے) پوچھا: علاج کیا ہے؟ اس نے کہا: پرہیز۔ پھر مجھے یہ روایت ابراہیم حربی کی کتاب ”غریب الحدیث“ میں ابن ابی شیبہ کے طریق سے ملی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا..... پھر اسے ذکر کیا۔

عبد الملک بن حبیب کی کتاب الطب النبوی میں عروہ بن زبیر کی مرسل روایت بحوالہ عمر رضی اللہ عنہ مروی ہے۔ اور داؤد بن رشید نے بحوالہ عمرو بن معروف روایت کیا ہے: حارث کے آخری وقت لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہا ہمیں کوئی وصیت کرو۔ اس نے کہا: صرف جو ان لڑکی سے شادی کرنا، صرف بکا ہوا پھل کھانا، جب تک کسی کا بدن بیماری برداشت کر سکے ہرگز علاج نہ کرنا، ہر ماہ چونے کا استعمال کرنا، اس سے ملغم ختم ہو جاتی ہے، جو دودھ پر کھانا کھالے وہ سو جائے اور جو رات کا کھانا کھائے اس کے بعد چالیس قدم چلے۔ کسریٰ کے ساتھ اس کا مشہور قصہ ہے جسے ہم بیان کر کے کتاب کو لمبا نہیں کرنا چاہتے۔ بقول بعض اس کی موت کی وجہ یہ بنی کہ اسے ایک سانپ نظر آیا۔ تو کہنے لگا بعض دفعہ عالم کا علم تریاق (زہر کا توڑ) کا سا کام کرتا ہے۔ تو کسی نے اس سے کہہ دیا: ابو اہل! کیا تم اس سانپ کو نہیں پکڑتے؟ تو تکبر نے اسے سانپ پکڑنے پر مجبور کیا۔ ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سانپ نے اپنی فطرت ظاہر کی اور اسے ڈس لیا جس سے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کچھ ہی دیر بعد چل بسا۔

۱۳۶۸ حارث بن مالک

ابو اقدلیش کئیوں میں تذکرہ ہوگا ان کے والد کا نام بھی واقدی نے یہی بتایا ہے۔

۱۳۶۹ حارث بن مالک

بن قیس بن عوذ بن جابر بن عبد مناف بن شہج بن عامر بن لیث بن بکر کنانی لیشی، ابن برصاء سے مشہور ہیں۔ برصاء ان کی والدہ ہیں، بقول بعض ان کی دادی ہیں۔ پہلے مکہ پھر مدینہ رہائش پذیر ہوئے۔ ترمذی اور ابن حبان نے ان کی حدیث نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے اور دارقطنی نے قصصی کے طریق سے بحوالہ ان کے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح مکہ کے موقع پر فرماتے سنا: ”آج کے بعد قیامت تک مکہ پر چڑھائی نہیں ہوگی“۔ اور زبیر بن بکار نے مسور بن عبد الملک یربوعی سے بحوالہ ان کے والد وہ سعید بن السیب سے روایت کرتے ہیں کہ ابن برصاء لیشی مروان بن حکم کے ہمنشیوں میں سے تھے، اس کے ساتھ رات کو بات چیت کرتے ایک رات مال غنیمت کا تذکرہ ہوا، لوگوں نے کہا مال غنیمت تو اللہ تعالیٰ کا مال ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اس کی جگہ صرف کیا اس پر مروان نے کہا: مال غنیمت امیر المؤمنین معاویہ کا مال ہے جہاں چاہیں صرف کریں۔ تو ابن البرصاء وہاں سے چلے گئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص سے ملے اور انہیں ساری بات بتائی۔ سعید فرماتے ہیں: میں مسجد کے ارادے سے جا رہا تھا کہ حضرت سعد سے ملاقات ہوگئی۔ فرمایا: میرے ساتھ آؤ، میں آپ کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ مروان کے پاس جا پہنچے۔ آپ نے اسے

اسد الغابۃ (۹۵۶) استیعاب (۶۱۸)

تومذی مکتب السیر باب ما قال النبی ﷺ یوم فتح مکہ ان هذه لا تغزی ... (حدیث ۱۶۱۱)

الذی یزید بن ابی اسید

خفت ست کہا، پھر قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں کہ مروان نے کہا: آپ نے کب دیکھا؟ یہ بات اس شیخ سے کس نے کی ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن البرصاء نے۔ چنانچہ انہیں لایا گیا۔ ابھی کوڑے مارنے کے لیے ان کے کپڑے اتروائے ہی تھے تو اتنے میں دربان حکیم بن حزام کے لیے اجازت لینے آ گیا۔ مروان نے کہا: اسے اس کے کپڑے واپس دے دو۔ اور باہر نکال دو، ہمارے لیے اس دوسرے بڑے کو نہ بڑھکا دے۔ پھر لہذا قصہ ذکر کیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حارث خلافت معاویہ رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے۔ یہی ان کی نسبت کے متعلق مشہور ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں جب ان کی مرفوع حدیث بحوالہ سفیان نقل کی تو فرمایا وہ خراسانی ہیں۔

۱۳۸۰ حارث بن مالک انصاری

ابن المبارک نے کتاب الزہد میں ان کی حدیث بحوالہ معمر، صالح بن مسار سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: حارث بن مالک! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: ایمان و یقین سے۔ آپ نے فرمایا: ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ عرض کیا: میں نے اپنے آپ کو دنیا سے روکا جس کے نتیجے میں رات بیدار رہا، دن کے وقت پیاسا رہا، گویا مجھے اپنے رب کا عرش نظر آ رہا ہے اور مجھے اس میں اہل جنت ایک دوسرے کی زیارت کرتے نظر آ رہے ہیں۔ اور گویا میں جہنمیوں کا شور سن رہا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”مومن کا دل اللہ تعالیٰ منور کر دیتا ہے“۔ یہ روایت معطل ہے۔

اسی طرح عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ صالح بن مسار اور جعفر بن برقان نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے حارث سے فرمایا، اور اسے تفسیر میں ثوری سے بحوالہ عمرو بن قیس ملائی، زید سلمیٰ سے نقل کیا۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے حارث سے فرمایا: حارث! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: ایمان والوں میں سے؟ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ پھر اسی طرح کے مفہوم کی روایت نقل کی۔ اس کے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے شہادت کی دعا فرمائیے۔ آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی، انہی دنوں مدینہ کے مویشیوں پر حملہ ہوا تو یہ بچاؤ کے لیے نکلے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

دوسرے طریق سے یہ حدیث موصول بھی مروی ہے۔ طبرانی نے سعید بن ابی ہلال کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابی الجهم روایت کی ہے جبکہ ابن مندہ نے سلیمان بن سعید کے طریق سے بحوالہ ربیع بن لوٹ، دونوں حارث بن مالک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ! میں یقیناً ایمان والوں سے ہوں۔ آپ نے فرمایا: دیکھو کیا کہہ رہے ہو؟ (الحدیث) اس کے آخر میں ہے: ”جو کسی ایسے شخص کو دیکھنے کا خواہشمند ہو جس کا دل اللہ تعالیٰ نے منور کر دیا ہے تو وہ حارث بن مالک کو دیکھ لے۔“

ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے زید بن ابی اسید نے عبدالکریم بن حارث سے انہوں نے حارث بن مالک کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ اور جریر بن عقبہ بن عبد الرحمن نے بحوالہ اپنے والد، انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ مسجد میں داخل ہوئے تو وہاں حارث بن مالک تھے، جنہیں آپ ﷺ نے اپنے پاؤں سے حرکت دی۔ پھر وہ حدیث ذکر کی۔

اسد الغابہ (۹۵۷)

المصنف لابن ابی شیبہ (حدیث ۴۲/۱۱) اتحاف السادة المتقين (۲۲۷/۹) کنز العمال (حدیث ۳۶۹۸۹)

المعجم الكبير (۳۳۶۷/۳) کنز العمال (۳۳۲۴۴) اتحاف السادة المتقين (۲۲۷/۹)

اور پہلی نے ”شعب“ میں یوسف بن عطیہ الصغار کے طریق سے (جو بے حد ضعیف راوی ہے) بحوالہ انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی ﷺ کی حارث بن مالک سے ملاقات ہوئی، آپ نے فرمایا: حارث! صبح کیسے ہوئی؟ عرض کیا: میں نے ایمان و یقین کی حالت میں صبح کی ہے۔ حدیث طویل ہے۔ جس کے آخر میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ”حارث! جب تم پہچان گئے تو اسے نہ چھوڑنا“۔ پہلی فرماتے ہیں: یہ روایت منکر ہے، جس میں یوسف کو خط ہو گیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ اس نے حارث کہا اور دوسری بار حارث کہہ دیا۔

ابو عاصم شیش بن اصرم نے اپنی کتاب الاستقامة میں عبد العزیز بن ابان سے بحوالہ مالک بن مغول، فضیل بن غزوان لکھا ہے کہ مدینہ کے موسیٰ بن پر حملہ ہوا، جس کے لیے حارث بن مالک نکلے اور ان کے آٹھ آدمی مار ڈالے پھر خود شہید ہو گئے۔ یہ وہی ہیں جن سے نبی ﷺ نے فرمایا تھا: ”حارث! صبح کیسے ہوئی؟“ ابن ابی شیبہ * نے، ابن نمیر سے بحوالہ مالک بن مغول یہ روایت مرفوع نقل کی ہے جس میں فضیل بن غزوان کا ذکر نہیں کیا۔ ابن صاعد اس روایت کو حسین بن حسن مروزی سے بحوالہ ابن المبارک نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: میرے علم میں صالح بن مسمار نے صرف ایک حدیث مسند انقل کی ہے اور یہ حدیث موصولاً ثابت نہیں۔

۱۳۸۱) حارث بن مخاشن *

ابو عمر فرماتے ہیں: قاضی اسلمیل نے علی بن مدینی کے حوالہ سے مہاجرین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کی قبر بصرہ میں ہے۔

۱۳۸۲) (ن) حارث بن مرہ الجہنی *

سیف نے فتوح میں ذکر کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے خلافت صدیقی میں قضاعہ کا امیر مقرر فرمایا تھا اور اس وقت خود عراق کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ وہ جنگجو صحابہ میں سے تھے۔ ان کی ایک روایت کا بھی ذکر کیا ہے جو ارطاة بن ابی ارطاة نخعی کے ذریعہ ان سے بحوالہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

۱۳۸۳) حارث بن مسعود *

بن عبدہ بن مظہر (میم کے پیش اور ظا کے زیر ہاء مشدود زیر والی ہے) ابن قیس بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری اوسی، موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق نے یوم جسر کے شہداء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۳۸۴) حارث بن مسلم تمیمی *

ان شاء اللہ تعالیٰ مسلم بن حارث میں تذکرہ ہوگا۔

۱۳۸۵) حارث بن مسلم حجازی *

ابو المغیرہ مخزومی، امام بخاری لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ایسا ہی ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد لکھا ہے،

* الزهد الكبير (۹۷۱) * المصنف لابن أبي شيبه حديث (۴۳/۱۱) * اسد الغابة (۹۵۹) استيعاب (۴۱۹)
* استيعاب (۳۵۴/۱) * اسد الغابة (۹۶۱) استيعاب (۴۱۹) * اسد الغابة (۹۶۳) * الجرح والتعديل (۹۰/۳)

ابن دباغ اور ابن فتون نے اپنے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیر کی کتاب میں ان کے دادا کا نام مغیرہ لکھا ہے اور یہ وہم دیا ہے کہ ابن ابی حاتم کی کتاب میں یونہی لکھا ہے، جبکہ ان کے ہاں ابوالغیرہ ہی لکھا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ہاں ہے اس سلسلہ میں ابن عبدالبر نے جو کچھ حارث بن سدید کے حالات میں لکھا ہے، وہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۸۶) حارث بن مضر

بن عبد بن رزاح انصاری۔ بغوی لکھتے ہیں: درخت دالی بیعت میں شریک تھے اور قادیسیہ میں شہید ہوئے، ان کی اولاد ہے، ابن فتون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے حارث بن عبد بن رزاح کا ذکر کیا ہے، شاید وہ یہی ہوں۔

۱۳۸۷) حارث بن معاذ انصاری ظہری

ابو ذرہ۔ کتبوں میں ذکر ہوگا۔

۱۳۸۸) حارث بن معاذ

بن نعمان بن امرئ القیس، بن زید بن عبد الاشہل انصاری اشہلی سعد بن معاذ کے بھائی۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شراکء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے بھتیجے حارث بن اوس بن معاذ کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

۱۳۸۹) (ن) حارث بن معاویہ

السکونی۔ بنی ہاشم کے حلیف، ابن حبان لکھتے ہیں: شرف صحابیت رکھتے ہیں، جب حضرت حسین اور معاویہ رضی اللہ عنہما کی صلح ہوئی اس وقت کوفہ میں انتقال کیا۔

۱۳۹۰) حارث بن معاویہ

بن زمرہ الکندی، ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے ابن مندہ نے کتاب الصحابہ میں اور ابو نعیم نے انہی کے اتباع میں ذکر کیا ہے۔ اور ان کا تعلق مقدم رھاوی کی حدیث سے ذکر کیا ہے جس میں فرماتے ہیں کہ عبادہ بن الصامت، ابودرداء اور حارث بن معاویہ اکٹھے بیٹھے تھے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بولے: تم میں سے کسے یاد ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غنیمت کے ایک اونٹ کو سترہ بنا کر نماز پڑھی تھی؟ تو عبادہ رضی اللہ عنہ بولے: مجھے یاد ہے، پھر حدیث ذکر کی۔

ابو نعیم لکھتے ہیں: اس روایت کو ابوسلام نے مقدم کندی سے نقل کیا تو حارث بن معاویہ کندی نے کہا۔ ابن سعد اور ابوزرہ دمشقی نے شام کے طبقہ اولی کے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوسمر نے ابودرداء رضی اللہ عنہ کے اکابر شاگردوں میں ان کا شمار کیا ہے۔ عیسیٰ لکھتے ہیں: اکابر تابعین سے ہیں۔ امام بخاری، مسلم، ابوحاتم، ابن مسیح اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابودوب کلاعی بحوالہ کحول حارث بن معاویہ کندی سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور ابوجندل بن سہل وضو کر رہے تھے، پھر

۱) إسد الغابة (۹۶۴) ۲) إسد الغابة (۹۶۵) ۳) المعجم الكبير (۳۲۷۹/۳) ۴) إسد الغابة (۹۶۶)

۵) المصنف لابن أبي شيبة (۳۸۵/۱) ۶) جامع المسانيد (۲۳۷/۳) ۷) التاريخ الكبير (۲۸/۲) ۸) الجرح والتعديل (۸۹/۳)

الْأَخْبَارُ فِي سِيَرِ الْأَنْبِيَاءِ وَالرَّسُلِ (جلد ۱)

موزوں پر صبح کرنے کا قصہ ذکر کیا۔

یعقوب بن سفیان سلم بن عامر کے طریق سے بحوالہ حارث بن معاویہ روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے فرمایا: کس وجہ سے آنا ہوا؟ اہل شام کس حالت میں ہیں؟ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ غالب گمان یہ ہے کہ یہ مختصر میں ہیں۔ پہلی حدیث ان کے صحابی ہونے کے متعلق واضح نہیں۔ واللہ اعلم

۱۳۹۱ حارث بن معلی

بقول بعض حارث بن نفیع بن معلی۔ یہ وہی ابوسعید ہیں جو اپنی کنیت سے شہرت رکھتے ہیں کئیوں میں ذکر آئے گا۔

۱۳۹۲ حارث بن معمر (تشدید ہے)

ابن حبیب بن وہب بن حذافہ بن حجاجی حاطب کے والد اور حارث بن حاطب کے دادا جن کا ذکر قریب ہی گزرا ہے۔ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ سب مہاجرین حبشہ کے سلسلہ میں آتے ہیں۔ حارث، ان کے والد حاطب اور ان کے دادا حارث۔

روٹی وہ روایت جو ابن عساکر نے نقل کی اور انہی کے طریق سے ابن مندہ نے اور عطاء خراسانی کی روایت سے بحوالہ ان کے والد ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مہاجرین حبشہ کے بارے میں نقل کی ہے: حارث بن معمر حبشہ میں تھے کہ ان کے ہاں حاطب بن حارث پیدا ہوئے، بالکل غلط ہے۔ وہاں تو ان کے بیٹے حاطب کے ہاں ولادت ہوئی اور پیدا ہونے والے حارث بن حاطب ہیں جیسا گزر گیا اور آئے گا بھی۔

۱۳۹۳ حارث بن کبیہ

انس بن حارث کے والد، انہیں اور ان کے بیٹے کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے بیٹے کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابوعبدالرحمن سلمی نے اصحاب صفہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے ان سے ان کے بیٹے انس ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انس بن حارثؓ میں بھی ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۳۹۴ حارث بن نصر سہمی

یا، حارث بن سہم بصری، زبیر بن بکارج نے مؤلفیات میں محمد بن اسحاق کے طریق سے سفیہ بنی ساعدہ کے قصہ میں انصار کے بارے میں ان کے اشعار ذکر کیے ہیں، جن کا مطلع یہ ہے: میری قوم کے لوگ کم عقلی کی وجہ سے اور لغزش کے انتظار کی وجہ سے اس سے پہلے اللہ اور رسول کی طرف بلانے والے تھے۔ اور اسلام کی باگیں تھے، ہمارے سامنے حکومت والے قریش ہی ہیں۔ اور قریش ہی غلظت ہیں۔“ ویمہ نے ذکر کیا کہ جب خلافت کے بارے میں مہاجرین و انصار کا تنازعہ ہوا تو حارث بن نصر کھڑے ہو کر اپنی قوم سے مخاطب ہوئے جس میں پہلے اور تیسرے شعر کے ساتھ یہ اضافہ ذکر کیا: ”اے اوس و خزرج کی جماعت! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گناہوں کے

انجام سے بچا۔ ان کے دوسرے اشعار کا ذکر بھی کیا جو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے یمامہ میں مرتدوں کے ساتھ جنگ کرنے کے موقع پر امیر مقرر کرنے کے سلسلہ میں کہے تھے۔ یہ بات اس کے خلاف ہے جو زبیر نے ان کے والد اور ان کی نسبت کے متعلق لکھی ہے۔ واللہ اعلم

۱۳۹۵) حارث بن نصر

بن حارث انصاری، عدوی نے ”نسب انصار“ میں لکھا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور قداح نے لکھا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان کے والد صحابی ہیں۔ جیسا کہ آئندہ آئے گا ان کے نام کو قلم بند کرنے میں اختلاف ہے۔

۱۳۹۶) حارث بن نعمان

بن اساف بن نھله بن عبدعوف بن غنم بن مالک بن النجار انصاری نجاری۔ ابن اسحاق * نے شہدائے مؤتہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی ابوالاسود نے بحوالہ عروہ کہا ہے۔ عدوی لکھتے ہیں: وہ بدر و احد اور باقی غزوات میں شریک رہے۔ بالآخر مؤتہ میں شہید ہوئے۔
میں کہتا ہوں: صحیح یہ ہے کہ بدر میں شریک ہونے والے ان کے بعد والے ہیں۔

۱۳۹۷) حارث بن نعمان

بن امیہ بن اسریٰ القیس بن المزک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ ابن سعد * فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق کے علاوہ موسیٰ بن عقبہ، ابن عمارہ، ابو معشر اور واقدی نے بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: کہ ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے عبید اللہ بن ابی رافع کے طریق سے ذکر کیا کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شرکاء صفین میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں۔

۱۳۹۸) حارث بن نعمان

بن خنہ بن ابی خنہ، بقول بعض خزیمہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری اوسی۔ عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔
ان میں اور حارث بن نعمان میں فرق کیا ہے۔

۱۳۹۹) حارث بن نعمان

بن رافع بن ثعلبہ بن جشم اوسی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث سلیمان بن عبید اللہ نے بحوالہ عبید اللہ بن عمرو، عبد الکرم جزری سے انہوں نے حارث بن نعمان کے کسی بیٹے سے انہوں نے اپنے والد سے * نقل کی ہے۔

* اسد الغابہ (۹۷۱) * السیرۃ النبویہ (۲۵/۴) * اسد الغابہ (۹۷۲) استیعاب (۴۲۲) * الطبقات الکبریٰ (۴۴/۳)
* اسد الغابہ (۹۷۳) استیعاب (۴۱۳) * اسد الغابہ (۹۷۴) * السیرۃ النبویہ (۲۵۱/۲)

۱۵۰۰) حارث بن نعمان حارث بن نعمان میں ذکر ہوگا۔

۱۵۰۱) حارث بن نفعیق بقول بعض ابوسعید بن معلی کا نام ہے۔

۱۵۰۲) حارث بن نوفل*

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم ہاشمی۔ عبداللہ جن کا لقب بہہ ہے (دو باؤں سے جن میں سے دوسری مشدہ ہے)۔ ابن حبان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں مکہ کے بعض کاموں کا نگران بنایا تھا۔ ایسا ہی زبیر بن بکر نے کہا ہے۔ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہمیں مصعب نے بتایا کہ حارث بن نوفل صحابی ہیں اور روایت بھی کرتے ہیں۔ نبی ﷺ کے دور میں ان کے ہاں عبداللہ پیدا ہوا جس کا لقب بہہ تھا۔ زبیر بن بکر فرماتے ہیں کہ نوفل اپنے والد کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ ان کا ایک بیٹا حارث تھا جس سے وہ اپنی کنیت رکھتے تھے جو ان کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ امام بخاری نے تاریخ میں عبداللہ بن حارث کے طریق سے نقل کیا کہ ان کا والد مکہ کا گورنر تھا۔ ابن السکن اور طبرانی* عاصم بن عید اللہ کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن حارث بن نوفل وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب مؤذن کی آواز سنتے تو وہی الفاظ دہراتے، جب مؤذن حی علی الصلاة کہتا، آپ ﷺ فرمایا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“* ان کی اور بھی احادیث ہیں۔ نسائی نے ابوجہل کے طریق سے بحوالہ حارث بن نوفل، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، فرماتی ہیں: میں آپ ﷺ کے کپڑوں سے منی کے داغ کھرچ دیا کرتی تھی۔

حزلی نے ذکر کیا کہ وہ بھی حارث ہیں، اور ابن حبان کے ہاں وہ کوئی اور ہیں۔ اس واسطے کہ انہوں نے حارث بن نوفل بن حارث کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ یہی زیادہ ظاہر ہے۔ ابن کلبی لکھتے ہیں یہی اس آیت کا سبب نزول ہے: ”اللہ ایسا نہیں کہ آپ کے ان میں ہوتے ہوئے انہیں عذاب دے“۔ (الانفال: ۳۳) ابو حاتم* فرماتے ہیں: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور بصرہ میں فوت ہوئے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: مجھے علی بن عیسیٰ بن عبداللہ بن حارث نے بتایا کہ حارث نبی ﷺ کے صحابی ہیں۔ آپ نے انہیں مکہ میں کسی کام پر مقرر فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی پر برقرار رکھا۔ پھر وہ بصرہ منتقل ہو گئے، وہاں ایک حوٹلی بنائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں وہیں فوت ہوئے۔ ان کے علاوہ ان کے گھرانے کے کسی شخص نے بتایا: امیر معاویہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے ساتھ مشابہت رکھتے تھے۔ رہے زبیر بن بکر تو یہ آخری بات ان کے بھائی عبداللہ بن نوفل کے سوانح میں ذکر کی ہے۔

۱۵۰۳) حارث بن ابی ہالہ

ہند بن ابی ہالہ، پروردہ نبی ﷺ۔ ان کا نسب ان کے بھائی کے حالات میں آئے گا۔ ابن کلبی اور ابن حزم نے ذکر کیا ہے

* اسد الغابۃ (۹۷۶) استیعاب (۴۶۱) * الفات (۹۱/۳) * المعجم الکبیر (۳/۳۶۶۵)

* بخاری کتاب الاذان باب ما یقول اذا سمع المنادی (حدیث ۶۱۳) المعجم الکبیر (حدیث ۲۹۱/۱۳)

الدر المنثور (۲۲۳/۴) کنز العمال (۱۷۷۱) التاریخ الکبیر (۱۰۰/۱)

* الجرح والتعذیل (۹۱/۳)

۱۵۰۴ حارث بن ہانی ❁

١٥٠٥ حارث بن هشام

١٥٠٦ حارث بن هشام

”جوبات تو کہہ رہی ہے اگر تو جھوٹی ہے تو تجھے ایسے ہی نجات ملے جیسے حارث بن ہشام نے نجات پائی۔ وہ اس طرح کہ اس نے اپنے ساتھیوں کے سامنے لڑنا ترک کر دیا اور تیز رفتار گھوڑے کی لگام تھامے بچ نکلا۔“

ابن ماجه كتاب النكاح باب متى يستحب البناء بالنساء (١٩٩١) ❀ ديولون حسان (٣٦٦) مختصر تاريخ دمشق (١٧٠/٦)

حارث نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:-

”اللہ جانتا ہے کہ میں نے جنگ نہیں چھوڑی تھی۔ یہاں تک مد مقابل گروہ نے میرے گھوڑے پر سرخ جھاگ والے نیزے برسائے۔ میں بھانپ گیا اگر اکیلا لڑا تو مارا جاؤں گا اور میری شرکت کی وجہ سے میرا دشمن نہیں روئے گا اس لئے میں وہاں سے بھاگ نکلا اگرچہ میرے ساتھی ان میں تھے۔ اس امید پر کہ اس کے بدلہ ایک خون خرابے اور فساد والا دن ہوگا۔“

بقول بعض بھانسنے کی معذوری کے لیے سب سے بہترین اشعار ہیں۔ زیر لکھتے ہیں: اُحد میں مشرکانہ حالت میں شریک ہوئے بالآخر فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو گئے۔ پھر اسلام خوب سنوارا، زیر لکھتے ہیں کہ مجھے میرے چچا نے بتایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حارث اپنے اہل و عیال اور مال لے کر مکہ سے شام چلے گئے، اہل مکہ نے ان کا پچھا کیا تو انہوں نے فرمایا: اگر میں تمہارے گھر سے گھر بدل بھی لوں تو مجھے وہ بدل عوض پسند نہیں۔ میرا مقصد تو اللہ تعالیٰ کی طرف منتقل ہونا ہے تو وہ شام میں مہاجر ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا خاتمہ خیر پر فرمایا۔

سمیل بن عمرو کے حالات میں بھی ان کا ذکر آتا ہے۔ واقعہ یہ کہتے ہیں ہمارے اہل سیرت علماء کے ہاں یہ بات مسلم ہے کہ حارث بن ہشام طاعون عمواس میں فوت ہوئے تھے۔ مدائنی لکھتے ہیں: جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے ذکر کیا ہے۔ رہی وہ روایت جو ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے بحوالہ زہری، انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے نقل کی ہے کہ حارث بن ہشام نے اپنے ایک غلام سے عقد مکاتبہ کیا، پھر اس کا قصہ ذکر کیا، جس میں ہے: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاں مقدمہ پیش ہوا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حارث خلافت عثمان تک زندہ رہے۔ لیکن ابن لہیعہ ضعیف راوی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ فیصلہ حارث کی وفات کے بعد ہوا ہو۔

زیر لکھتے ہیں: کہ حارث نے صرف اپنا بیٹا عبد الرحمن چھوڑا پھر اہل خرد انہیں اور ناجیہ بنت عتبہ بن سہل بن عمرو کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لا کر کہنے لگے: باقی ماندہ کی باقی ماندہ سے شادی کرو و امید ہے اللہ تعالیٰ ان سے نسل پھیلانے۔ چنانچہ ان سے بہت اولاد ہوئی۔ حارث سرداری کی ضرب المثل بن گئے تھے چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے:-

جب تو نے مجھے گالی دی تو یہ سمجھا شاید تیرا باپ حارث بن ہشام کی طرح عزت والا ہے جو قریش اخلاق اور عطاء میں بلند تھا جاہلیت میں رہا تب بھی اور اسلام لایا تب بھی۔ موفقیات میں زیر محمد بن اسحاق کے طریق سے سیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں لکھتے ہیں: حارث بن ہشام اٹھے جو ان دنوں بنی مخزوم کے سردار تھے۔ اس وقت کھڑے ہو کر کہنے لگے اس کی برابری صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سبقت کرنے والے تھے، پھر فرمایا: اللہ کی قسم! اگر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نہ ہوتا ”امام قریش سے ہوں“ تو انصار اس سے دور نہ تھے کہ وہ اس کے اہل ہوتے لیکن یہ ایسی بات ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں۔ اللہ کی قسم! اگر قریش کا صرف ایک مرد رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے یہ چیز عطا کر دے گا۔ حارث کفار کی لڑائی میں حملہ کرتے وقت یہ اشعار پڑھتے تھے۔

”میرا اپنے رب اور نبی ﷺ پر ایمان ہے اور مر کر مجی اٹھنے پر میرا یقین ہے اس کا براہ جو زندگی کو وطن بنائے۔“

(۱۵۰۷) (ز) حارث بن ابی وجزہ

بن ابی عمرو بن امیہ بن عبد شمس بن امیہ اموی، بلاذری لکھتے ہیں: ابو وجزہ کا نام تمیم تھا انہوں نے لمبی عمر پائی۔
واقعی اور زہیر نے ذکر کیا کہ وہ بدر میں مشرکین کے ساتھ تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے انہیں گرفتار کر لیا۔
ابو حاتم بھائی نے کتاب السمرین میں لکھا ہے: لوگ کہتے ہیں کہ حارث سخت طبیعت گندم گوں، لمبے آدی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ نے یہ آیت پڑھی ”گویا وہ سہارا دی ہوئی لکڑیاں ہیں۔“ کہنے لگے:
میرا والد ابن خطاب سے معرض ہوا ہے میں تمہارے پیچھے کبھی نماز نہیں پڑھوں گا۔ مرزبانی نے معجم الشعراء میں ان کی اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ ان کے پاؤں بے کار ہو گئے۔ اسی کے متعلق وہ کہتے ہیں: میں اتنا بوڑھا ہو گیا کہ زمانے نے مجھے جتلا کر دیا۔ جتنا میں زندہ رہا اگر کوئی رہے تو وہ وسواسی اور اپانچ ہو جائے گا، اور جیسے میری انتہاء ہوئی ہے۔ اگرچہ میں مزید بیس سال زندہ رہوں۔ فناء ہے۔ زمانہ کسی کو ہمیشہ رہنے والا نہیں رکھتا۔ بلاذری نے ذکر کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا کہ حارث بن ابی وجزہ خالد بن ولید کی مدح کر رہے ہیں آپ نے انہیں منع فرمایا، اور ارشاد فرمایا: فخر کی محبت دین کے لیے فساد کا ذریعہ ہے۔

میں کہتا ہوں: مجھے ان حارث کے بارے میں صحابہ پر لکھی گئی کسی کتاب میں ذکر نہیں ملا، اگرچہ یہ ان کی شرط کے مطابق ہے۔
اس لئے کہ وہ نبی ﷺ کے دور میں جوان مرد تھے۔ اور خلافت فاروقی تک زندہ رہے۔ اور جیسا پہلے گزر چکا ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی کافر نہیں رہا۔ بلکہ سب حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ موجود تھے جیسا کہ ابن عبد البر نے اس کی وضاحت کی ہے۔

(۱۵۰۸) (ز) حارث بن وحشی

بن مالک الجنبی البظطیان اور حصین بن جندب کے دادا، جندب بن حارث میں ان کا تذکرہ ہو چکا ہے۔

(۱۵۰۹) (ز) حارث بن وہب

انہیں وہبان از بنی عدی بن ذل بھی کہا جاتا ہے۔ وفد میں آنے کا شرف حاصل ہے جو اسید بن ابی ایاس کے سوانح میں حرف حمزہ میں گزر چکا ہے، حارث بن وہب کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ پیش آمدہ ایک قصہ بھی ہے جسے زیر نے موفقیات میں بچی بن محمد بن عبد اللہ بن ثوبان سے بحوالہ حمز بن جعفر مولیٰ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو معزول کیا ان کے ساتھ یہ لوگ بھی تھے۔ قدامہ بن مظعون، ابو ہریرہ، حارث بن وہب جو بنی لیث بن بکر کے ایک فرد ہیں۔ اور ان کا آدھا مال تقسیم کر لیا۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اس میں ہے آپ نے حارث سے فرمایا: میں کیا عبادت کروں تم نے اونٹیاں سود پنا کی بیچ ڈالیں؟ انہوں نے کہا میں اپنے ساتھ جو خرچ لے گیا تھا اس میں تجارت کی تھی آپ نے فرمایا: ہم نے تمہیں

الکتاب فی التفسیر والحدیث (جلد ۵۵۰)

مسلمانوں کے مال میں تجارت کرنے نہیں بھجواتھا۔ پھر انہیں حکم دیا کہ اس پر سوار ہوں اور کہنے لگے: اللہ کی قسم! آئندہ تمہارا کوئی کام نہیں کروں گا۔ آپ نے فرمایا: اب تبدیل ہو جاؤ تاکہ میں تمہیں کوئی کام سونپوں۔*

۱۵۱۰ حارث بن یزید*

بن ابیہ، ابن ابیہ بھی کہا جاتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے ابن ابی ابیہ از بنی معیض بن عامر بن لؤی قرشی عامری ہیں۔ ابن اسحاق نے سیرت میں عبدالرحمن بن عمار بن عیاش کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے قاسم بن محمد نے کہا: یہ آیت ”کسی مومن کے لیے جائز نہیں کہ وہ جان بوجھ کر کسی ایماندار کو قتل کرے“ ہاں غلطی سے ہو جائے تو اور بات* ہے۔ تمہارے دادا عیاش بن ابی ربیعہ اور حارث بن زید بنی معیض بن عامر کے بھائی ہیں کے بارے میں نازل ہوئی۔ مکہ میں جب وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتے تھے جب ان کے ساتھیوں نے ہجرت کر لی تو حارث مسلمان ہو گئے، لیکن انہیں ان کے اسلام لانے کا پتہ نہ تھا۔ اور ہجرت کر کے چل پڑے۔ ابھی حرہ کے میدان میں ہی پہنچے تھے کہ عیاش بن ابی ربیعہ کی ان سے ملاقات ہو گئی وہ انہیں ابھی تک مشرک ہی سمجھ رہے تھے اور تلوار بڑھا کر انہیں شہید کر دیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اسے بلا ذری، ابو یعلیٰ، حارث بن ابی اسامہ اور ابو مسلم الکعبی نے نقل کیا ہے سب حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں۔ لیکن عبدالرحمن بن قاسم نے بحوالہ اپنے والد ان کا نام حارث بن یزید بن ابی ابیہ بتایا اور ان کے متعلق فرماتے ہیں: حارث نے عیاش بن ابی ربیعہ کو باندھنے میں (ابو جہل کی) مدد کی تھی تو انہوں نے قسم کھالی اگر مجھے اس پر دسترس حاصل ہو گئی تو اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ اسی قصہ کو کلبی نے اپنی تفسیر میں طویل انداز سے لکھا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عیاش سے ملے بغیر نبی ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر آ گئے تھے۔ اور ابن جریر نے ابن جریج کے طریق سے بحوالہ عیاش وہ عکرمہ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کہ حارث بن یزید بن ابی ابیہ ابو جہل کے ساتھ عیاش بن ابی ربیعہ کو سزا دیتا تھا..... پھر اسی سے ملتا جلتا قصہ نقل کیا۔ ابن ابی حاتم نے تفسیر میں سعید بن جبیر کے طریق سے نقل کیا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور حارث بن یزید مولیٰ بنی عامر بن لؤی کو قتل کریں گے..... پھر اسی جیسا واقعہ نقل کیا ہے۔

طبرانی نے سدی کے طریق سے یہ قصہ طویل ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا۔ اور مجاہد کے طریق سے بھی نام ذکر نہیں کیا۔ جس کے بیان سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ اسلام لانے کے بعد نبی ﷺ سے ملے تھے پھر جب وہاں سے نکلے تو عیاش نے انہیں قتل کر دیا۔ واللہ اعلم

اس بنا پر ان کا صحابی ہونا صحیح ہے ”جرح و تعدیل“ میں* ابن ابی حاتم لکھتے ہیں: حارث بن یزید بن ابی ابیہ وہی ہیں جنہیں جنگ احد کے بعد مدینہ آ جانے کے بعد قہج میں عیاش بن ابی ربیعہ نے قتل کر دیا تھا۔ اسے ابن عبدالبر* نے دو جگہ لکھا ہے جن میں سے ایک جگہ ان کے والد کا نام زید اور دوسری میں یزید لکھا ہے انہوں نے سمجھا شاید دو شخصیتیں ہیں۔ حالانکہ دونوں ایک

* کنز العمال (حدیث ۳۶۸۲۳) * اسد الغابۃ: (۹۸۲) استیعاب (۴۵۵) * سورة النساء ۹۲

* الجرح والتعديل (۹۳/۳) * استیعاب (۳۶۷/۱)

ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۱۱) حارث بن یزید عامری* (دوسرے ہیں)

نبی ﷺ کے بعد فتوحات میں شریک ہوئے۔ سیف نے ان کا ذکر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کی طرف پیام بھیجا کہ وہیب قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لیے جو لشکر جا رہا ہے اس کے اگلے دستہ میں عمرو بن مالک بن عتبہ بن وہیب کو شامل کر لیں چنانچہ عمرو نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ اور آدھے لشکر کا نگران حارث بن یزید عامری کو مقرر کر دیا۔ پھر وہ قریسیہ کی طرف پیش قدمی کرنے لگے اس کے بعد وہ قصہ ذکر کیا۔
میں کہتا ہوں: یہ پہلے بھی گزر چکا ہے کہ صرف صحابہ کو امیر بنایا جاتا تھا۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۱۲) حارث بن یزید جہنی*

عبدان فرماتے ہیں: میں نے احمد بن سیار کو فرماتے سنا: ان کی کوئی حدیث مشہور نہیں البتہ حدیث ابی الیسر میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ اور اس روایت کی طرف اشارہ کر دیا جو انہوں نے اور عبدالغنی بن سعید نے مہمات میں ابن وہب کے طریق سے نقل کی ہے۔ جس میں بحوالہ یونس، ابن شہاب سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں: کہ ابوالیسر نے کہا: میرا حارث بن یزید جہنی کے ذمہ کافی مال تھا۔ جسے اس نے بہت عرصہ مجھ سے روکے رکھا۔ حدیث، اس کے رجال (راوی) ثقہ ہیں اگرچہ روایت منقطع ہے۔ اصل صحیح مسلم میں ہے۔* عبادہ بن ولید بن عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ میں اور میرے والد انصار کے اس قبیلہ میں علم طلب کرنے گئے۔ سب سے پہلے ہم ابوالیسر سے ملے تو ابوالیسر نے کہا: میرا قبیلہ حرام کے فلاں شخص کے ذمہ مال تھا۔۔۔۔۔ پھر حدیث ذکر کی۔
میں کہتا ہوں: خزائی حارث سے قلمبند ہے جو انصار کی شاخ ہے۔ احتمال ہے کہ ہوں جہنی لیکن انصار کے حلیف ہوں۔ مجھے ان کی روایت کی ایک حدیث ملی ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جسے ابوموسیٰ نے ذیل میں بشر بن عمارہ کے طریق سے بحوالہ احوص بن حکم، حارث بن زیادہ سے انہوں نے حارث بن یزید جہنی سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے صاف ستھرے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔*

۱۵۱۳) حارث بن یزید البکری: حارث بن حسان میں پہلے تذکرہ ہوا ہے۔

۱۵۱۴) (ن) حارث*

(کسی قبیلہ کی طرف منسوب نہیں ہیں) ابن ابی حاتم* بحوالہ اپنے والد لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ نسائی

* اسد الغابۃ (۹۸۵) استیعاب (۴۵۴) * اسد الغابۃ (۹۸۳)

* مسلم کتاب الزہد باب: حدیث جابر الطویل وقصۃ ابی الیسر (حدیث (۷۴۳۷)

* بخاری کتاب الوضوء باب البول فی الماء الدائم (حدیث (۲۳۹) مسلم کتاب الطہارۃ باب النہی عن البول فی الماء الراکد

(حدیث (۹۴) ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب البول فی الماء الراکد (حدیث (۶۹)

* اسد الغابۃ (۹۸۶) * الجرح والتعديل (۹۴/۳)

الاصالة في تصنيف الرضا (ع) وكتاب فضائل (ع)
 نے حبیب بن سبیحہ کے طریق سے بحوالہ حارث روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص تھا وہاں سے ایک اور شخص گزرا تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اس سے محبت ہے..... حدیث * اور حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ثابت ان سے نقل کیا ہے مبارک بن فضالہ اور حمیس بن واقد وغیرہ ثابت سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۵۱۵ (ن) حارث * (بے نسبت)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ ابن نوفل نہیں تو میں نہیں جانتا کہ کون ہیں۔ ان سے ان کا بیٹا عبداللہ روایت کرتا ہے۔ ابن عبدالبر لکھتے ہیں! ابو عبداللہ حارث نبی ﷺ سے نماز جنازہ روایت کرتے ہیں ان سے علقمہ بن مرہ عبداللہ بن حارث بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: وہ حارث بن نوفل ہیں جن کی ابو عمر نے بلا فائدہ تکرار کی ہے۔ اس پر اعتماد کرنا کہ وہ ابن نوفل ہیں عجیب بات ہے۔ کیونکہ حدیث بغوی ابن شاپین، باوردی اور طبرانی * وغیرہ کے ہاں جن طرق سے مروی ہے ان کا مدار لیث بن ابی سلیم پر ہے جو بحوالہ علقمہ، عبداللہ بن حارث، ان کے والد سے مروی ہے۔ کسی روایت میں یہ نہیں آیا ہے کہ وہ حارث بن نوفل ہیں۔ لیکن مؤرخین نے انہیں حارث بن نوفل کے حالات میں شامل کر دیا ہے جو احتمال پر مبنی ہے مگر اس پر اعتماد و یقین نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے ابن عبدالبر پر کسی قسم کا قدغن نہیں۔ *

۱۵۱۶ حارث ملیکی *

ابن عبدالبر * نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک روایت سعید بن ستان کے طریق سے بحوالہ یزید بن عبداللہ بن حارث ملیکی وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ”گھوڑوں کی پیشانیوں میں خیر و برکت پیوست کر دی گئی ہے۔“

میں کہتا ہوں: مجھے خدشہ ہے کہ ان سے لفظی غلطی نہ ہوئی ہو کیونکہ طبرانی * نے اسی حدیث کو اسی سند سے نقل کیا ہے۔ جس میں فرماتے ہیں: یزید بن عبداللہ بن غریب سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، بالکل برابر برابر ان کا ذکر کیا ہے۔ میں نے آخری قسم میں ان کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ یہ احتمال تھا کہ راوی کے ہاں دونوں سندوں سے ہو۔

۱۵۱۷ (ز) حارث النہمی عین میں ”عریان“ میں ذکر ہوگا۔

۱۵۱۸ (ز) حارث طائفی

ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ان کے بیٹے حکیم بن حارث کے سوانح میں آئے گا۔

۱۵۱۹ حارث غامدی

ان کے حالات ان کے بیٹے حارث بن حارث کے سوانح میں گزر چکے ہیں شاید یہ حارث بن یزید ہیں جن کا قریب ہی

* ابوداؤد کتاب الادب باب اخبار الرجل، الرجل بمحبته ایاء (حدیث ۵۱۲۵) المستدرک (حدیث ۱۷۱/۴)

* اسد الغابۃ (۹۸۶) * المعجم الکبیر (حدیث: ۲۶۸/۳) * استیعاب (۳۵۵/۱) * اسد الغابۃ (۹۶۹) استیعاب (۴۵۶)

* استیعاب (۳۶۸/۱) * المعجم الکبیر حدیث (۳۸۵/۲)

ذکر ہوا ہے۔

حارثہ نامی حضرات

www.KitaboSunnat.com

۱۵۲۰ حارثہ بن اضبیط

انہیں حارثہؓ ضبط سلسلی بھی کہا جاتا ہے حمزہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۱۵۲۱ (ن) حارثہ بن جابر عبدی

از عبد القیس، وفد میں شامل تھے جس کا ذکر ان شاء اللہ تعالیٰ صحابہ بن عباس عبدی کے حالات میں آئے گا۔

۱۵۲۲ حارثہ بن جبلةؓ

بن حارثہ ابن شریل کلبی۔ جیم میں ان کے والد کا ذکر گزر چکا ہے یہ تو عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابو موسیٰ نے بھی ان کی اتباع کر کے یونہی ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۳ حارثہ بن حمیر اشجعیؓ

بنی سلمہ کے حلیف، موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ اور یونس بن بکیر نے بحوالہ ابن اسحاقؓ بدری صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابراہیم بن سعد لکھتے ہیں۔ خارجہ خا پھر جیم سے ہے ان کے والد کا نام قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ پہلے لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حمیرہ جیم سے تغیر ہے اور طبری لکھتے ہیں: حاء سے تغیر تشدید والی بلا حاء ہے۔ ابو موسیٰ نے ابن ابی حاتم سے نقل کیا کہ وہ جیم اور زاء سے ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۵۲۴ حارثہ بن ربیع انصاریؓ

عبدان اور ابو بکر بن علی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں۔ لیکن مجھے خدشہ ہے کہ یہ کہیں حارثہ بن سراقہ نہ ہوں جن کا ذکر ان کے بعد ہوگا۔ اپنی والدہ کی طرف نسبت کر دی گئی۔ جو بیچ ہیں جیسا کہ آئے گا۔

۱۵۲۵ (ن) حارثہ بن زیدؓ

بن ابی زہیر بن امری القیس انصاری خزرجی۔ مسنی نے محمد بن قلیح سے بحوالہ موسیٰ بن عقبہ شرکائے بدر میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ اور ابراہیم بن منذر نے بحوالہ محمد بن قلیح ان کے خلاف نقل کر کے کہا: خارجہ (خانقہ والی اور جیم سے ہے)۔

۱۵۲۶ (ن) حارثہ بن سراقہؓ

بن حارث بن عدی بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار انصاری نجاری۔ ان کی والدہ ربیع بنت نصرانس بن مالک کی

اسد الغابۃ (۹۸۸) * اسد الغابۃ (۹۹۰) استیعاب (۴۶۵) * السیرۃ النبویۃ (۲۵۷/۲)

اسد الغابۃ (۹۹۱) * اسد الغابۃ (۹۹۲) * اسد الغابۃ (۹۹۳) استیعاب (۴۵۹)

الْأَشْهُارُ فِي تَقْدِيرِ الْقَضَاءِ وَالْإِيمَانِ (جلد ۱) ۵۵۲

پہنچی ہوتی ہیں۔ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ امام احمدؒ اور طبرانیؒ نے حماد بن سلمہ کے طریق سے بحوالہ ثابت بن انس اور امام بخاریؒ اور نسائیؒ نے کسی اور سند سے بحوالہ حمید، حضرت انس سے جبکہ ترمذیؒ نے سعید کے طریق سے بحوالہ قتادہ حضرت انس سے نقل کیا ہے سب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بدر میں شہید ہوئے۔ ثابت کی روایت میں ہے کہ وہ تحقیقات کرنے نکلے تو شہید کر دیے گئے۔ ان کی والدہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کو معلوم ہے کہ مجھے اپنے بیٹے حارث سے کس قدر پیار ہے..... حدیث۔ اسی میں ہے کہ وہ جنت الفردوس میں ہے۔ ایسا ہی ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابوالاسود نے شمر کائے بدر اور وہاں شہید ہونے والے مسلمانوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس میں اہل مغازی کا کوئی اختلاف نہیں۔ ابن مندہ نے اس بات پر بھروسہ کیا ہے جو حماد بن سلمہ کی روایت میں آئی ہے۔ فرمایا وہ اُحد کے روز شہید ہوئے۔ جس کا ابوصہم نے انکار کیا اور اپنی عادت کے مطابق مبالغے سے کام لیا ہے۔ طبرانی کی روایت میں بحوالہ حماد اور یحوی کی روایت میں بحوالہ حمید کے طریق سے مروی ہے کہ وہ اُحد میں شہید ہوئے۔ واللہ اعلم۔ پہلی بات زیادہ قابل اعتماد ہے۔

۱۵۲۷) حارثہ بن سہلؒ

بن حارثہ بن قیس بن عامر بن مالک بن لوذان بن عمرو بن عوف انصاری، طبری ابن شاپین اور ابن القدراس نے شہدائے اُحد میں ان کا ذکر کیا ہے۔ باوردی فرماتے ہیں: اس میں تو کسی کا اختلاف نہیں کہ وہ احد میں شریک تھے۔ ابوموسیٰ اور ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۲۸) حارثہ بن شراحیلؒ

بن کعب بن عبد العزیٰ بن زید بن امری القیس بن عامر بن نعمان بن عبدو بن زید املات بن رفیدہ بن ثور بن کلب بن وبرکلی، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے والد اور اسامہ بن زید کے دادا، ان کے پوتے حارثہ بن جبلة بن حارثہ کا تذکرہ قریب ہی گزرا ہے۔ ابن مندہ اور حاکمؒ نے یحییٰ بن ایوب بن ابی عقیال کے طریق سے بحوالہ ان کے چچا زید وہ اپنے والد ابوعقیال وہب بن زید سے وہ اپنے والد زید بن حسن سے وہ اپنے والد اسامہ بن زید سے وہ اپنے والد زید بن حارثہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد حارثہ بن شراحیل کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گئے۔

ابن مندہ کہتے ہیں: غریب روایت ہے صرف اسی سند سے پہچانی جاتی ہے اسی روایت کو ہم نے فوائد تمام میں تقریباً دو درتوں میں روایت کیا ہے اس کی سند کے راوی یحییٰ سے زید بن حسن بن اسامہ تک مبہول ہیں۔ کتبوں میں جو محفوظ سند سے بات ملی ہے وہ یہ ہے کہ حارثہ اپنے بیٹے زید کی تلاش میں مکہ آئے تو نبی ﷺ نے حضرت زید کو اختیار دیا تو انہوں نے نبی ﷺ کا ساتھ پسند کیا: جس کا ذکر زید رضی اللہ عنہ کے سوانح میں آئے گا۔ مجھے حارثہ کے اسلام لانے کا ذکر صرف اسی سند میں ملا ہے۔

مسند احمد (۲/۲۶۴) * المعجم الكبير (۳/۳۲۳۴) * بخاری مکتب المغازی باب فضل من شہد بدرا (۳۹۸۲)

ترمذی مکتب التفسیر باب و من سورة المؤمنون (۴/۳۶) * اسد الغابۃ (۹۹۴)

اسد الغابۃ (۹۹۵) * المستدرک (۳/۲۶۴)

۱۵۲۹ حارثہ بن عدی

بن امیہ بن الضنیب جذامی ضعیفی (ضاد باء سے تصغیر ہے) ابن ابی * حاتم کا بحوالہ اپنے والد قول ہے: انہیں شرف صحابیت مل ہے ایسا ہی ابن ماکولا * نے کہا ہے۔ ابو بشر دولاہی اور ابن مندہ ان کے بیٹے کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں: **روایا:** میں اور میرا بھائی وفد میں تھے پھر حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے ”اے اللہ حارثہ کے کھانے میں برکت پیدا فرما“ * ان کے بھائی کی تحریر کے سوانح میں یہ حدیث آئے گی۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: مجھول ہیں مشہور نہیں، بخاری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۳۰ حارثہ بن عمرو انصاری

الساعدی، أحد میں شہید ہوئے۔ ابو عمر * نے ان کا مختصر ذکر کیا ہے احتمال ہے کہ یہ خارجہ بن عمرو بن جن کا ذکر خاء نقطے والی میں آ رہا ہے۔

۱۵۳۱ حارثہ بن قطن

بن زابر بن حصن بن کعب بن عکیم بن جناب کلبی، ابن شایہ نے ہشام بن کلبی کے طریق سے ان کی سند سے روایت کیا ہے کہ حصن اور حارثہ فرزند ابن قطن بنی تاملہ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے لیے ایک پروانہ لکھوایا، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اس میں ہے کہ حصن نے یہ اشعار کہے: اے ساری مخلوق سے بہترین شخص میں نے دیکھا کہ آپ نے کعب کی شاخ میں بڑی عزت سے پرورش پائی ہے۔

ابن سعد نے ہشام بن کلبی سے دوسری سند سے ایک قصہ نقل کیا ہے۔ جس میں مذکورہ حارثہ کے آنے کا ذکر ہے جس کی سند ان شاء اللہ تعالیٰ حمل بن سعد کے حالات میں آئے گی کہ وہ کلبی ہیں۔ اس میں ہے کہ آپ نے حارثہ بن قطن کے لئے ایک پروانہ لکھوایا: یہ تحریر محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے دومۃ الجندل والوں اور ان کے نزدیک کلب کے قبیلوں کے لئے ہے جو حارثہ بن قطن کے پاس ہے۔ ہمارے لئے شور مچاتے نچر اور تمہارے لئے خاموش کھجوریں مل والی زمین میں عشر اور آباد زمین میں نصف عشر ہے۔ * پھر تحریر کا ذکر کیا۔

۱۵۳۲ (ن) حارثہ بن قعین

بن جلید بن حدید طائی از بنی طریف بن مالک، ابن شایہ نے زید الخلیل کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے اور اپنی سند سے بحوالہ ہشام بن کلبی نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا تذکرہ زید کے ساتھ آنے والوں میں کیا ہے۔ ابن شایہ کے ایک پرانے نسخہ میں، میں نے یہ نام جیم سے لکھا دیکھا ہے درست حائے بے نقطہ سے ہے۔

* اسد الغابۃ (۹۹۷) استیعاب (۶۷۴) الجرح والتعديل (۲/۲۵۴) * الاكمال (۱۱۳/۱)

* لسان المیزان (۷۱۳/۲) کنز العمال (۲/۳۷۰۰۲) * الاستیعاب (۱/۳۷۱) * اسد الغابۃ (۹۹۸) استیعاب (۶۷۱)

* استیعاب (۱/۳۷۱) * اسد الغابۃ (۹۹۹) استیعاب (۶۷۲) * الطبقات الکبریٰ (۱/۶۹)

(ن) حارثہ بن مالک : حارث بن مالک میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۵۳۳ حارثہ بن نعمان *

بن نفع ابن زید بن عبید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن نجار انصاری، موسیٰ بن عقبہ اور ابن سعد * نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے ابن اسحاق نے بھی ان کا تذکرہ تو کیا لیکن ان کے دادا کا نام رافع لیا ہے۔ بقول ابن سعد ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ نسائی نے زہری کے طریق سے بحوالہ عروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد روایت کیا ہے: ”میں جنت میں گیا تو مجھے قراءت کی آواز آئی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ مجھے کہا گیا: حارث بن نعمان، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نیک شخص ایسا ہی ہوتا ہے۔“ وہ اپنی والدہ سے اچھا برتاؤ کرتے تھے۔ یہی روایت امام احمد کی کتاب میں عمر کے طریق سے بحوالہ زہری عروہ یا کسی اور سے مروی ہے اس کے الفاظ ہیں: ”وہ اپنی والدہ سے سب سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرتے تھے“ اس کی سند صحیح ہے۔ امام احمد * اور طبرانی * نے زہری کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ، حارث بن نعمان سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: میرا نبی ﷺ کے پاس سے گزر ہوا آپ کے ساتھ جبرائیل بھی تھے۔ آپ نشستوں پر تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا، جب میں واپس آیا تو آپ نے پوچھا: کیا تم نے اس شخص کو دیکھا تھا جو میرے ساتھ تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، فرمایا: ”وہ جبرائیل تھے انہوں نے تمہارے سلام کا جواب دیا ہے۔“ اس کی سند بھی صحیح ہے۔ ابن شاہین مسعودی کے طریق سے بحوالہ حکم، قاسم سے روایت کیا کہ حارث نبی ﷺ کے پاس آئے آپ کسی شخص سے سرگوشی کر رہے تھے۔ وہ آ کر بیٹھ گئے اور سلام نہیں کیا۔ جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے: اگر یہ ہمیں سلام کرتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا: کیا آپ اسے پہچانتے ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں یہ ان اسی (۸۰) افراد میں سے ہیں جنہوں نے حنین کے روز ثابت قدمی دکھائی جس کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں اور ان کی اولاد کو جنت عطا کی ہے۔

حارث نے اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے جو مسعودی سے بحوالہ قاسم، حارث بن نعمان سے ایسا ہی کہا ہے۔ اور طبرانی * نے ابن ابی لیلیٰ کے طریق سے بحوالہ حکم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ ان کی امام احمد وغیرہ کے ہاں ایک اور حدیث بھی ہے۔ اور بخاری نے تاریخ میں ثابت کے طریق سے بحوالہ عبد اللہ بن رباح روایت کیا ہے کہ حارث بن نعمان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو بچانے کے لئے لڑ پڑیں۔ مقسم بن سعد نے کہا: انہوں نے خلافت معاویہ کا زمانہ پایا ہے اور اسی میں جب ان کی نظر چلی گئی وفات پائی۔ طبرانی * اور حسن بن سفیان نے محمد بن ابی فدیك کے طریق سے بحوالہ محمد بن عثمان، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا ہے: کہ حارث بن نعمان اور ایک روایت میں ہے حارث بن نعمان سے مروی ہے: ان کی نظر چلی گئی تھی۔ تو انہوں نے اپنے حجرے سے نماز کی جگہ تک ایک دھاگہ باندھ رکھا تھا تو کوئی مسکین آتا تو ان کی زنجیل میں رکھی کوئی چیز لے کر ان کی ڈوری بھی لے جاتا، ان کے گھر والے ان سے کہتے کہ ہم آپ کی کفایت کر دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے ”مسکین کو دینا بری موت سے بچاتا ہے۔“

* اسد الغابۃ (۱۰۰۳) * الطبقات الکبریٰ (۵۱/۳) * مسند احمد (۱۵۲/۶) * المعجم الکبیر (۳۲۲۶/۳)

* المعجم الکبیر (۳۲۲۵/۳) * المعجم الکبیر (۲۵۸/۳)

۱۵۳۵) حارثہ بن وہب خزاعی *

ان کی والدہ ام کلثوم بنت جریول بن مالک خزاعیہ ہیں اور وہ خود عبید اللہ بن عمر کے ماں شریک بھائی ہیں اور انہیں نبی ﷺ حضرت حصہ بنت عمر وغیرہ سے روایت کرنا حاصل ہے۔ صحیحین میں ان کی چار احادیث ہیں۔ ان میں ایک یہ کہ نبی ﷺ نے ”ہمیں منیٰ میں دو رکعتیں پڑھائیں جب تک لوگ تھے“۔ ان سے ابواسحاق سمیعی اور معبد بن خالد وغیرہ نے روایت کی ہے۔

حرف حاء کے باقی ناموں کا ذکر

۱۵۳۶) حازم بن حرمہ *

بن مسعود غفاری ان کی زیادہ ”لاحول ولا قوۃ“ پڑھنے کی ایک حدیث ہے۔ ان سے ان کے مولیٰ ابو زینب روایت کرتے ہیں۔ جسے ابن ماجہ * اور ابن ابی عاصم نے وحدان میں اور طبرانی * وغیرہ نے نقل کیا ہے سب نے یہ نام حاء بے نقط سے لکھا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے۔ ابن قانع نے حاء بے نقط میں ذکر کر کے غلطی کی ہے۔

۱۵۳۷) حازم بن حرام جذامی *

شام کے دیہات والے۔ باوردی، دولابی اور عقیلی نے سلیمان بن عقبہ بن حمیب بن حازم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے وہ اپنے والد حازم سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس اردن سے ایک شکار کر کے لایا اور اسے آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ نے اسے قبول فرمایا اور مجھے عدن کا عمامہ باندھنے کے لئے دیا۔ مجھ سے فرمانے لگے: تمہارا نام؟ میں نے عرض کیا! حازم، آپ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم مطعم ہو“۔ * اسے بعض نے مختصر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام میں اختلاف ہے بقول بعض حاورا سے ہے اور کسی نے شروع کا زیر پھر ز لکھی ہے۔ اس پر البتہ اتفاق ہے کہ وہ جذامی ہیں۔ (جیم کے پیش پھر ذال نقطہ والی)۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: خزاعی حاء کے پیش پھر ز سے، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

۱۵۳۸) حازم * (بے نسبت)

عبدان اور انہی کے طریق سے ابو موسیٰ نے بروایت محمد سعدی۔ جو عطیہ کے بھائی ہیں۔ حاصم بصری سے انہوں نے حازم سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ”روزہ دار کو لغویات اور فضولیات سے پاک کرنے کے لیے صدقہ فطر مقرر کیا ہے۔“ *

* اسد الغابۃ (۱۰۰۵) استیعاب (۴۶۰) * اسد الغابۃ (۱۰۰۸) استیعاب (۴۶۶)

* ابن ماجہ مکتب الادب باب ما جاء من قول لاحول ولا قوۃ (حدیث ۳۸۲۴ - ۳۸۲۵)

* المعجم الكبير (۴۲۱/۱۹) * اسد الغابۃ (۱۰۰۹) استیعاب (۴۶۷)

* کنز العمال (۳۶۹۸۴) جامع المسانید والسنن (۲۴۹/۳) * استیعاب (۳۷۳/۱)

* اسد الغابۃ (۱۰۱۰) * الترغیب والترہیب (۱۵۱/۲) نصب الرایۃ (۴۱/۲)

(ن) حاصر (جن)

نصیبین کے وفد کے ایک فرد ارقم جن کے حالات میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

حاطب بن ابی بلتعہ

ابن عمرو بن عیسر بن سلمہ بن صعب بن سہل نجی، بنی اسد بن عبد العزی کے حلیف، بقول بعض انہوں نے زبیر سے عہد کیا تھا۔ کسی نے کہا وہ عبید اللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسد کے غلام تھے ان سے مکاتبت کر کے مال ادا کر دیا۔ مؤرخین اس پر اتفاق کرتے ہیں کہ وہ بدر میں شریک تھے۔ جس کا ثبوت صحیحین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ملتا ہے جو حاطب رضی اللہ عنہ کی اہل مکہ سے خط و کتابت کر کے انہیں نبی ﷺ کی ان کی طرف روانگی کے متعلق آگاہی کے بارے میں ہے۔ جس کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی کوشش نہ کرو“۔ جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول اٹھے مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اتار دوں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ بدر میں شریک ہو چکا ہے۔ حضرت حاطب نے یہ معذرت کی کہ ان کا مکہ میں کوئی رشتہ دار نہ تھا جو ان کے گھرانے والوں کا دفاع کرتا“ آپ نے ان کا یہ عذر قبول فرمایا:

ابن مردویہ نے ان کا قصہ بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مفہوم میں نقل کیا ہے جس میں ہے ”آپ ﷺ نے فرمایا: حاطب تم نے ایسا کس وجہ سے کیا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے گھر والے وہاں تھے میں نے ایسا خط لکھا جس میں اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی کی کوئی چیز شامل نہ تھی۔“

ابن شاہین، باوردی طبرانی اور سمویہ نے زہری کے طریق سے بحوالہ عروہ، عبد الرحمن بن حاطب بن ابی بلتعہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: حاطب ایک یمنی آدمی تھے جنہوں نے زبیر سے عہد و پیمان کیا تھا صحابی رسول تھے اور بدر میں بھی شریک ہو چکے تھے ان کے بیٹے اور بھائی مکہ میں تھے تو حاطب نے مدینہ سے سرداران مکہ سے خیر خواہی کے طور پر ایک خط لکھ دیا“ پھر حدیث ذکر کی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث جیسی ہے۔ اس کے آخر میں ہے: حاطب نے کہا: اللہ کی قسم! جب سے میں مسلمان ہوا اللہ تعالیٰ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا واقعہ یہ ہے کہ میں ایک اجنبی شخص تھا اور مکہ میں میرے بھائی بیٹے تھے..... حدیث۔ اس نے آخر میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ”اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست بنانے کی کوشش نہ کرنا۔“

ابن مردویہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس میں آیت کے نازل ہونے کا ذکر ہے۔ اور ابن شاہین حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے قوی سند کے ذریعہ نقل کی ہے۔ امام مسلم وغیرہ نے ابو زبیر کے طریق سے بحوالہ جابر روایت کی ہے کہ حاطب کا ایک غلام حاطب کی شکایت کر کے کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! حاطب تو ضرور جہنم میں جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، وہ بدر و حدیبیہ

بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدر (حدیث ۳۹۸۳)

مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل حاطب بن ابی بلتعہ و اہل بدر (حدیث ۶۳۵۱)

سورة الممتحنة : ۱ الدر المنثور (۲۰۳/۶) اتحاف السادة المتقين (۱۲۷/۷) سورة الممتحنة : ۱

میں شریک ہو چکا ہے۔*

ابن اسکن نے محمد بن عبد الرحمن بن حاطب کے طریق سے بحوالہ اپنے والد وہ حاطب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسلمان مرد جنت میں بہتر عورتوں سے شادی کرے گا جن میں سے ستر جنتی ہوں گی اور دو دنیا کی عورتیں ہوں گی۔“ ابو عمر نے بہت انوکھی بات کی ہے کہ مجھے ان کی ایک حدیث کے علاوہ کسی حدیث کا علم نہیں جو یہ ہے ”جس نے مجھے میری وفات کے بعد دیکھا۔“* (حدیث)

میں کہتا ہوں: مجھے اس کے علاوہ جیسا کہ تم دیکھو گے ان کی حدیث مل گئی۔ اس کے علاوہ ان کی تین اور احادیث بھی مجھے ملی ہیں۔ اول: کو ابن شاپہن نے یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کے پاس بھیجا، میں آپ کا خط لے کر اس کے پاس گیا۔ (حدیث) دوم: کو ابن مندہ نے اسی سند سے مرفوع روایت کیا ہے: ”جس نے جمعہ کے روز غسل کیا۔“* سوم: کو حاکم نے صفوان بن سلیم کے طریق سے بحوالہ انس، حاطب بن ابی بلتعہ سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ نے مجھے جھانک کر دیکھا، آپ انتہائی تکلیف میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی جس میں پانی تھا۔“ (حدیث) موطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے ان کا اپنے دوست کے ساتھ خلافت فاروقی میں پیش آمدہ ایک قصہ لکھا ہے۔ مرزبان بن معجم الشعراء میں لکھتے ہیں: وہ جاہلیت کے شہسوار اور شاعر تھے۔ ابن ابی خنیسہ بحوالہ مدائنی لکھتے ہیں: حاطب کا انتقال ۳۰ھ خلافت عثمانی میں ہوا۔ ان کی عمر پینسٹھ (۶۵) سال تھی۔ ایسا ہی طبرانی نے بحوالہ یحییٰ بن کثیر نقل کیا ہے۔

۱۵۳۱ حاطب بن حارث*

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی ثم لکھی۔ ابن اسحاق* نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یونس بن کثیر نے اکیلے اپنی روایت میں ان کے دادا کا نام مغیرہ بتایا ہے۔ دیگر مؤرخین نے اسے غلط کہا ہے۔ واقدی وغیرہ نے ان کا ذکر کر کے کہا: انہوں نے حبشہ کی طرف دوسری ہجرت کی اور وہیں وفات پائی۔ طبرانی نے حبشہ وفات پانے والوں میں ان کا اور ان کے بھائی حطاب* کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۳۲ حاطب بن عبد العزی*

بن ابی قیس بن عبد وڈ بن نصر بن مالک، جبل بن عامر بن لوی قرشی عامری بعد والی شخصیت (حاطب بن عمرو بن عبد شمس) کے چچا زاد بھائی۔ ابوموسیٰ نے ذیل میں ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن جلیح بحوالہ اپنے والد، بشر بن تیم وغیرہ سے روایت کر کے انہیں

* مسلم کتاب فضائل الصحابة باب من فضائل اهل بدر (۶۲۵۳)

ترمذی کتاب المناقب باب فیہن سب اصحاب النبی ﷺ (حدیث ۳۸۶۴)

* کنز العمال (۳۹۳۷۶) الدر المنثور (۳۹/۱) * المعجم الكبير (۴۲/۴) السنن الكبرى (۸۶/۱۰) کنز العمال (۱۴۶۹۰)

* ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی الغسل يوم الجمعة (۳۴۳) مسند احمد (۱۹۸/۵) * اسد الغابۃ (۱۰۱۲)

* السيرة النبوية (۶/۴) * الاکمال (۲۵۲/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۱۳)

مؤلفۃ القلوب (جن کی تالیف قلب کی گئی ان) میں شمار کیا ہے۔

۱۵۳۳ حاطب بن عمرو

بن عبد شمس بن عبد ود قرشی ثم عامری، سہیل کے بھائی۔ حاطب سائقین میں سے تھے، بقول بعض حبشہ سب سے پہلے ہجرت کی، جس پر زہری نے اعتماد کیا ہے۔ اور اس سے تو سب متفق ہیں کہ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ اور کسی نے کہا: جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے سب سے آخر میں نکلے۔ بلاذری کہتے ہیں: یہ غلط ہے مؤرخین نے یہ بات لکھی ہے کہ انہوں نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی ﷺ سے کیا تھا جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مدینہ ہجرت سے پہلے حبشہ سے آچکے تھے۔

۱۵۳۴ حاطب بن عمرو

بن عتیک بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک انصاری پھر اوسی۔ بقول ابو عمر بدر میں شریک ہوئے جبکہ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں: نہ مجھے ان کے علاوہ کسی اور کے ہاں یہ نام اس طرح ملا بلکہ سب کے ہاں قارث بن حاطب ہے جیسے گزر چکا۔ البتہ ان کے دادا کا نام عبید ہے نہ کہ عتیک شاید یہاں غلطی ہوئی ہے۔ قالہ عالم۔ حاطب صحابی ہیں یا نہیں؟

۱۵۳۵ حامد الصائدی

ازدی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے سوائے ابو اسحاق کسی نے روایت نہیں کی۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ صحابی ہیں۔ رہے ابن ابی حاتم تو وہ کہتے ہیں: حامد الصائدی، انہیں شاکری بھی کہا جاتا ہے جو ہمدان کا ایک قبیلہ ہے وہ سعد بن ابی وقاص سے اور ان سے ابو اسحاق سمعی روایت کرتے ہیں۔ ابن مدینی فرماتے ہیں: سعد رضی اللہ عنہ سے سماع کیا ہے لیکن ہمیں ان کا حال معلوم نہیں۔ تجرید میں فرماتے ہیں: حضرت سعد سے سماع تو کیا ہے لیکن معروف نہیں۔ اور میزان میں اس بنا پر ان کا ذکر کیا ہے کہ تابعی ہیں۔

۱۵۳۶ (ن) حامیہ بن سبیح اسدی

کتاب الرذۃ میں واقدی نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی قوم کی زکوٰۃ کی وصولی پر انہیں مقرر فرمایا تھا۔

اسد الغابۃ (۱۰۱۴) استیعاب (۴۷۰) الطبقات الکبریٰ (۲۹۹/۳) السیرۃ النبویۃ (۲۵۰/۲) (۵/۴)

اسد الغابۃ (۱۰۱۵) استیعاب (۴۶۹) استیعاب (۳۷۳/۱) اسد الغابۃ (۱۰۱۶)

التاریخ الکبیر (۱۲۴/۱) الجرح والتعديل (۳۰۰/۳) میزان الاعتدال (۴۴۷/۱)

باب الحاء جس کے بعد باء ہے

۱۵۴۶ حباب

ابن جبیر، بنی امیہ کے حلیف، ان کے بیٹے عرفط ہیں۔ طائف کی جنگ میں شہید ہوئے۔ صرف ابو عمرؒ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری نے ان کے والد کا نام حبیب بتایا ہے اور ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: ابن عبد مناف بن سعد بن حارث بن کنانہ بن خزیمہ اور ازد تک ان کا نسب بیان کیا۔ شہدائے جنگ طائف میں ان کے بیٹے عرفط کے سواغ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن فحون نے ”اوہام استیعاب“ میں ذکر کیا ہے کہ ابو عمرؒ نے کہا: وہ قادیہ میں شہید ہوئے۔ اور عرفط کے حالات میں لکھا ہے: وہ حباب بن حبیب کے بیٹے ہیں اور موسیٰ بن عقبہ کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے۔ اسی طرح ابن فحون نے ان کے نام میں اختلاف ذکر کیا ہے کہ وہ حائے مضمومہ بے نقط سے ہے یا نقطے والی مفتوحہ ہے جس کے ساتھ باء مشدود ہے؟ جسے میں نے حاء نقطہ والی میں بیان کیا ہے۔

۱۵۴۸ حباب بن جزو

بن عمرو بن عامر بن عبد رزاح بن ظفر انصاری ثم طغری۔ ابن ماکولاؒ کا بیان ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاپین اور طبری نے شرکاء احد اور شہدائے یمامہ میں ان کا ذکر کیا ہے ابن القدرح نے ان کے والد کا نام جزوی بتایا ہے۔

۱۵۴۹ حباب بن زید

بن تیم بن امیہ بن خفاف بن یحییٰ بن خفاف بن سعد بن مرہ بن مالک بن اوس انصاری۔ ابن شاپین کا بیان ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے یہ نقل نہیں کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۵۰ حباب بن عبد اللہ

بن ابی بن سلول عبد اللہ نامی لوگوں میں ذکر آئے گا۔

۱۵۵۱ (ن) حباب بن عبد الفزازی

بغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اور ابراہیم حربی نے عبد اللہ بن حاجب کے طریق سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کا دور پایا ہے کہ حباب بن عبد نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: آپ مجھے کس بات کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام لاؤ اور پھر ہجرت کرو“۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اپنے اہل و عیال اور مال کے پاس آئے اور لے کر ہجرت کر گئے۔

۱۵۵۲ (ن) حباب بن عمرو انصاری

ابوالیسر کے بھائی اور عبد الرحمن کے والد نبی ﷺ کے عہد میں فوت ہوئے۔ امام احمدؒ، ابو داؤد، دارقطنی اور طبرانیؒ نے

اسد الغابۃ (۱۰۱۷) استیعاب (۴۷۷) * استیعاب (۳۷۸/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۱۸) استیعاب (۴۷۶) * الاحکام (۹۲/۲)
اسد الغابۃ (۱۰۱۹) استیعاب (۴۷۵) * اسد الغابۃ (۱۰۲۱) * مسند احمد (۳۸۰/۶) * المعجم الكبير (۳۵۹۶/۴)

ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ خطاب بن صالح وہ اپنے والد سے وہ سلامہ بنت معقل سے جو قیس عیلان کی ایک خاتون ہیں، روایت کرتی ہیں، فرمایا: جاہلیت میں مجھے میرے چچا لائے اور مجھے حباب بن عمرو کے ہاتھ بیچ دیا۔ انہوں نے مجھے اپنی خوابگاہ کے لیے مخصوص کر لیا، تو میرے ہاں ان سے عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ اور وہ خود فوت ہو گئے۔ ان پر قرض تھا، مجھے ان کی بیوی کہنے لگی، تمہیں ان کے قرضے میں فروخت کر دیا جائے گا۔ میں نے نبی ﷺ کے پاس آ کر ساری بات بتا دی۔ آپ ﷺ نے ابوالیسر سے فرمایا: ”اسے آزاد کر دو، جب تم کسی غلام لوٹری کے متعلق سنو کہ وہ میرے پاس آئی ہے تو مجھ سے اس کا عوض لے لیا کرو۔“ انہوں نے ایسے ہی کیا، آپ ﷺ نے انہیں ایک لڑکا دیا اور فرمایا: ”یہ اپنے بچے کے لئے لے لو۔“

تنبیہ: دارقطنی نے ذکر کیا کہ انہوں نے ان حباب بن عمرہ کو علی بن مدینی کی کتاب میں شروع کے پیش اور دو تاؤں سے لکھا دیکھا ہے جبکہ مشہور یہ ہے کہ وہ دو باؤں سے ہے۔

۱۵۵۳ حباب بن قیظی

بن ہبل بن عمرو ہبل انصاری ثم الاشجلی، موسیٰ بن عقبہ نے شرکاء بدر میں اور ابن اسحاق نے بھی ان میں ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں: بقول بعض ابن اسحاق سے جیم مفتوحہ پھر نون منقول ہے یعنی جناب جبکہ محفوظ بے نقطہی حاء ہے۔

میں کہتا ہوں: ابونمر نے ان کا ذکر حاء بے نقطہی میں کرنے کے بعد حاء بے نقطہ میں کیا ہے، ابوموسیٰ نے نقطے والی میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ان سے وہم میں ہو گیا ہے اس لیے کہ ابن مندہ نے بے نقطہی میں ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۵۵۴ حباب بن منذر

بن الجوح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی ثم سلسی۔ ابن سعد وغیرہ نے لکھا ہے: بدر میں شریک ہوئے۔ ان کی کنیت ابو عمر تھی یہ وہی ہیں جنہوں نے سقیفہ کے روز کہا تھا: ”میں تجربہ کار اور واقف کار ہوں۔“ اسے عبدالرزاق نے معمر سے بحوالہ زہری، عروہ سے روایت کیا ہے۔ سیرت میں ابن اسحاق نے فرمایا: مجھے یزید بن رومان نے بحوالہ عروہ وغیرہ بدر کا قصہ بیان کیا اور پھر حباب کا قول نقل کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس جگہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتارا ہے تاکہ ہم اس سے آگے نہ بڑھیں یا اس میں رائے کو دخل ہے اور جنگ ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں رائے کو دخل ہے اور جنگ ہے۔ تو حباب عرض کرنے لگے: تو پھر یہ پڑاؤ کا مقام نہیں، آپ ﷺ نے ان کا مشورہ قبول کیا۔

ابن شاہین نے ضعیف سند سے بطریق ابوالطفیل روایت کیا ہے کہ مجھے حباب بن منذر نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دو مشورے دیے، آپ نے دونوں قبول فرمالیے۔ غزوہ بدر میں آپ کے ساتھ نکلا۔ پھر سابقہ واقعہ کی طرح ایک قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: وفات کے وقت آپ کو اختیار دیا گیا، آپ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا سب نے کہا: آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ مجھ

اسد الغابہ (۱۰۲۲) استیعاب (۷۴) السیرۃ النبویہ (۹۶/۳) الاحکام (۷۵/۷) استیعاب (۳۷۸/۱)

اسد الغابہ (۱۰۲۳) استیعاب (۷۴) الطبقات (۵۶۸/۳) مسند احمد (۵۶/۱) المعجم الكبير (۳۵۹۷/۴)

المصنف لعبد الرزاق (۹۷۵۸) السیرۃ النبویہ (۱۹۷/۲) (۱۹۸/۲)

سے مشورہ لیا تو میں نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! جیسا آپ کا رب پسند کرتا ہے ویسا کریں، آپ نے یہ بات قبول کر لی۔“ ابن سعد لکھتے ہیں: خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ عمر پچاس سال سے زائد تھی۔ مندرجہ ذیل حباب بن منذر کے اشعار ہیں: ”تمہارے باپ کا بھلا ہو کیا تم دونوں کو معلوم نہیں کہ لوگ مادر زاد اندھے اور آنکھ والے ہوتے ہیں۔ میں اور نبی محمد (ﷺ) کے دشمن شیر جو دھاڑتے رہتے ہیں۔ ہم نے نبی ﷺ کی اس وقت مدد کی اور آپ ﷺ کو ٹھکانہ دیا جب دونوں ملتوں میں سے کوئی بھی آپ کا مددگار نہ تھا۔“

۱۵۵۵ حباب (بے نسبت)

عبداللہ نامی لوگوں کے اخیر میں ان کا ذکر ہوگا، بقول بعض وہ ابن عبدالبر ہیں۔

۱۵۵۶ (ز) حبان

ابن مقفد بن عمرو بن عطیہ بن خضاء بن مہذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن النخار انصاری خزرجی، امام احمد، امام شافعی، ابن خزیمہ، ابن جارود، حاکم اور دارقطنی نے ابن اسحاق کے طریق سے بحوالہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حبان بن مقفد ایک کمزور آدمی تھے ان کے سر میں ایک چوٹ لگی تھی جس کی وجہ سے نبی ﷺ نے انہیں خریداری میں تین دن کا اختیار دیا تھا۔ نیز ان کی زبان بوجھل ہو گئی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: سامان بیچ کر کہا کرو: ”دھوکا نہ ہو“۔ فرماتے ہیں: میں ان سے سنتا تھا تو وہ کہتے: ”لا خیابة ولا خیانة“ صحیح میں یہ حدیث حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے دوسری سند سے مروی ہے جس میں حبان کا نام نہیں لیا گیا۔

دارقطنی نے ابن اسحاق کے طریق سے یہ اضافہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: مجھے محمد بن یحییٰ بن حبان نے بتایا کہ وہ میرے دادا تھے ان کے سر میں چوٹ لگی تھی پھر حدیث کا ذکر کیا۔ اور امام بخاری نے ابن اسحاق کے طریق سے اپنی تاریخ میں اسے نقل کیا ہے، انہوں نے فرمایا: ”وہ میرے دادا ہیں مقفد بن عمرو“ اور حسن بن سفیان نے اپنی سند میں دوسری سند سے بحوالہ ابن اسحاق نقل کیا، فرماتے ہیں: محمد بن یحییٰ بن حبان اپنے چچا واسع بن حبان کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے دادا مقفد بن عمرو کی عمر ایک سو تیس (۱۳۰) سال تھی۔ وہ جب سودا کرتے نقصان اٹھاتے، جس کا نبی ﷺ سے ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تم سودا کیا کرو تو یوں کہا کرو: نقصان نہ ہو اور تین دن تک تمہیں اختیار ہے۔“

ابن شاپین نے عبداللہ بن یوسف کے طریق سے بحوالہ ابن ابیہ، حبان بن واسع بن حبان سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ان کی نظر کمزور تھی تو نبی ﷺ نے انہیں تین دن کا اختیار دیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے: لوگو! مجھے تمہاری سوداگری میں اس جیسا کوئی شخص نہیں ملتا جیسا نبی ﷺ نے حبان بن مقفد کے لیے اختیار دیا ہے۔ اسے طبرانی نے اوسط میں اور دارقطنی

الطبقات الكبرى (۱۰۹/۳) * اسد الغابہ (۱۰۲۵) استیعاب (۴۸۲) * مسند احمد (۶۱/۲)

السنن الكبرى (۵۵/۳) * بخاری کتاب البیوع باب ما یکره الخداع فی البیع حدیث (۲۱۱۷)

ابوداؤد کتاب الاجارة باب الرجل یقول فی البیع لا خلاب (۳۵۰۰) دارقطنی فی سننہ (۵۵/۳)

الْأَخْبَارُ فِي سِيَرَةِ النَّبِيِّ ﷺ (جلد ۱) ۵۶۳

نے یحییٰ بن کثیر کے طریق سے بحوالہ ابن لہیعہ نقل کیا ہے، فرماتے ہیں مجھے حبان بن واسع نے بحوالہ محمد بن طلحہ بن یزید بن رکانہ بتایا کہ انہوں نے خرید و فروخت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی پھر اس کا ذکر کر کے کہا: یہ روایت صرف محمد سے مروی ہے۔ اصحاب السنن نے سعید کی روایت سے بحوالہ قتادہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص خرید و فروخت کرتا تھا یا اپنے والد کے لئے ایسا کرتا تھا۔ اس کی دماغی قوت میں کچھ کمی تھی۔ (حدیث) لیکن اس میں نام نہیں لیا گیا۔

خلاصہ یہ ہوا کہ قصہ میں اختلاف ہے کہ وہ حبان بن معقد بن عمرو کے ساتھ مجھے حبان کی ایک اور حدیث میں روایت ملی ہے جو طبرانی نے وشدین کے طریق سے بحوالہ قرہ، ابن شہاب سے انہوں نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے انہوں نے اپنے والد سے وہ حبان بن معقد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ سے عرض کرنے لگا: ”میں اپنی دعا کا تہائی حصہ آپ کے لیے مقرر کرنا چاہتا ہوں۔“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ٹھیک ہے اگر تم چاہو۔“ (حدیث) مؤرخین لکھتے ہیں: حبان کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا۔

۱۵۵۷ جَبَان

(حاک کے زیر سے مشہور ہے بقول بعض زبر ہے جو با سے بقول بعض تا سے ہے) ابن رخ (باء کے پیش اس کے بعد حاشد یاد والی ہے) ان کی حدیث بخوی ابن ابی شیبہ، باوردی اور طبرانی نے ابن لہیعہ کے طریق سے بحوالہ بکر بن سوادہ، زیاد بن نعیم سے انہوں نے حبان بن رخ صحابی رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے، فرمایا: میری قوم مسلمان ہو چکی تھی۔ مجھے اطلاع ملی کہ آپ ان کی طرف ایک فوج بھیج رہے ہیں، میں نے خدمت میں آ کر عرض کیا: میری قوم مسلمان ہے۔ پھر حدیث ذکر کی، جس میں آپ کی اجازت اور آپ کی انگلیوں سے پانی پھوٹنے کا ذکر ہے اور اسی میں ہے: ”امیر و گورنر بننے میں مسلمان کے لیے بہتری نہیں۔“ نیز ہے صدقہ (کا کھایا ہوا مال) سر میں درد اور پیٹ میں آگ ہے۔“ طبرانی نے اسی سند سے ان کی ایک اور حدیث نقل کی ہے اور ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔ لیکن مجھے ان کے اصول میں یہ بات نہیں ملی، البتہ ابن عبد البر نے کہا ہے وہ مصر فردش ہونے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔

۱۵۵۸ حَبَان بن حَكَم سلمی

ابراہیم بن منذر نے محمود بن لبید کے طریق سے نقل کیا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا تھا: بنی سلیم! تمہارا جھنڈا کس کے پاس ہوگا؟ لوگوں نے عرض کیا: حبان بن حکم فرار کو دے دیں۔ آپ کو ان کی یہ بات خزار (بھگوڑا) اچھی نہ لگی اس کے بعد آپ نے انہیں جھنڈا دے دیا لیکن پھر واپس لے کر یزید بن اخص کو عطا کر دیا۔ وہ حنین میں بھی شریک ہوئے وہ الحکم کے بیٹے معاویہ اور علی کے بھائی ہیں۔ ابو علی عثمانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

- المعجم الكبير (۴/۴۲) * اسد الغابة (۱، ۲۶) استيعاب (۴۸۰) * المعجم الكبير (۴۲/۴)
مسند احمد (۱۷۵۴۴) المعجم الكبير (۴۲/۴) مكنز العمال (۱۶۵۴۹) * اسد الغابة (۱/۱۳۷)
استيعاب (۱/۳۷۹) * اسد الغابة (۱۰۲۷) * اسد الغابة (۱/۱۶۶)

۱۵۵۹ حبیب

بقول بعض دو باؤں سے مشہور دو نام ہیں، جیسا کہ آئے گا۔

۱۵۶۰ حبشی (حارث کا پیش باساکن پھر شین پھر یاء)

نسب کی صورت میں نام ہے۔ ابن جنادہ بن نصر بن امامہ بن حارث بن معیط بن عمرو بن جندل بن مرہ بن صعدہ سلولی (سین کا زبر لام مخفف پیش والا) سلولی کی طرف نسبت ہے جو بنی مرہ بن صعدہ کی والدہ ہیں۔ صحابی ہیں حجۃ الوداع کے موقع پر موجود تھے۔ پھر کوفہ فروکش ہوئے ابو الجہوب کنیت تھی (جنوب جیم کے زبر نون مخفف پیش والا آخر میں باء ہے)۔ نسائی اور ترمذی نے ان کی حدیث نقل کی ہے اور صحیح کہا ہے ان سے ابو اسحاق سمیعی اور عامر شعبی روایت کرتے ہیں۔ اور نبی ﷺ سے ان کے سماع کی صراحت کی ہے۔ عسکری فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی جنگوں میں شریک ہوئے۔

۱۵۶۱ حبیلہ بن مالک داری جیم میں ذکر ہوا ہے۔

۱۵۶۲ حبہ (باء سے) ابن بعکک بقول بعض ابونائل کا نام ہے۔

۱۵۶۳ (ن) حبہ بن جویین قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

۱۵۶۴ حبہ بن خالد خزاعی

بقول بعض عامری، سواء بن خالد کے بھائی، صحابی ہیں جو کوفہ میں فروکش ہوئے۔ ابن ماجہ نے صحیح سند سے ان کی حدیث نقل کی ہے جو بطریق اعمش ابو شریحیل سے بحوالہ حبہ اور سواء صاحبزادگان خالد مروی ہے، فرماتے ہیں: ”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ کوئی چیز درست کر رہے تھے“۔ (حدیث)

حبیب (بروزن عظیم) نامی حضرات کا تذکرہ

۱۵۶۵ حبیب بن اسلم انصاری

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر کیا کہ بدری ہیں اور اپنے والد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ مجھے ان کے بارے معلومات ہیں۔ ابو عمر حبیب مولیٰ انصار کے حالات میں لکھتے ہیں: دیگر حضرات کا کہنا ہے: وہ حبیب بن اسلم، چشم بن خزرج کے مولیٰ ہیں۔

۱۵۶۶ حبیب بن اسود خاء نقطے والی میں ذکر ہوگا۔

☆ اسد الغابۃ (۱۰۲۹) استیعاب (۵۹۰) ترمذی کتاب الزکاة باب ماجاء من لا یحل الصدقة (۶۵۲)

☆ اسد الغابۃ (۱۰۲۳) استیعاب (۴۸۴) ابن ماجہ کتاب الزہد باب التوسکل والیقین (۴۱۶۵)

۱۵۶۶ حبیب بن اسید* (زبر سے)

بن جاریہ (جیم سے) ثقفی، بنی زہرہ کے حلیف، بنی نصر کے بھائی۔ ابو عمر* نے ان کا ذکر کیا ہے، پیامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۶۸ (ز) حبیب بن اوس

بنیاء، ابن ابی اوس ثقفی۔ ابن یونس نے شرکاء فتح مصر میں ان کا ذکر کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں زمانہ نبوی حاصل ہے۔ حجة الوداع کے موقع پر کوئی بھی ثقیف کا شخص کافر نہیں رہا۔ بلکہ مسلمان ہو کر اس میں حاضر ہوا۔ اس بناء پر یہ صحابی ہوئے۔ ابن حبان* نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۶۹ حبیب بن بَدیل*

بن ورقاء خزاعی۔ انہیں، ان کے والد اور ان کے بھائی عبد اللہ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن عقدہ نے کتاب الموالاتہ میں ضعیف سند سے بروایت ابو مریم، زر بن حبیش سے نقل کیا ہے، فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے یہاں کوئی ہے؟ تو بارہ آدمی کھڑے ہوئے۔ ان میں قیس بن ثابت اور حبیب بن بدیل بن ورقاء بھی تھے۔ انہوں نے گواہی دی کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرما رہے تھے: ”جس کا میں دوست اس کا علی دوست ہے۔“*

۱۵۷۰ (ز) حبیب بن بغیض

حبیب بن حبیب میں ذکر ہوگا۔

۱۵۷۱ حبیب بن تیم انصاری

ابن ابی حاتم* نے ذکر کیا ہے کہ وہ احد میں شہید ہوئے۔ عنقریب حبیب بن زید بن تیم کا ذکر ہوگا شاید وہ یہی ہوں۔

۱۵۷۲ (ز) حبیب بن جندب

نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”چاند کی بعض شکلیں بعض سے بڑی ہوں گی۔“ سعید بن سکین نے اس کا ذکر کیا ہے، ایسا ہی میں نے مسودہ میں دیکھا ہے، ابن السکین کی ”الصحابة“ کی مراجعت کی تو اس میں مجھے یہ نام نہیں ملا۔

۱۵۷۳ حبیب بن حارث*

ان کا نسب مذکور نہیں، ابن مندہ نے محمد بن عبد الرحمن طفاوی کے طریق سے بحوالہ عاص بن عمرو طفاوی، حبیب بن حارث

* اسد الغابۃ (۱۰۳۷) الاستیعاب (۴۸۹) * اسد الغابۃ (۱۰۳۷) الاستیعاب (۴۸۲/۱)

* الثقات (۱۳۹/۴) * اسد الغابۃ (۱۰۳۸) * المستدرک (۱۱۰/۲) المعجم الكبير (۱۹۹/۳) کنز العمال (۳۶۴۲)

* الجرح والتعديل (۹۷/۳) * اسد الغابۃ (۱۰۳۹) استیعاب (۴۹۴)

الاصحاب في قبة الصفا (جلد اول)

۵۶۷

اور ابو الغادیہ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں: ہم لوگ ہجرت کے لیے نکلے، ہمارے ساتھ ابو الغادیہ کی والدہ تھیں۔ پھر یہ لوگ اسلام لے آئے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ فرمایا: ”کان کی بری بات (سننے سنانے) سے بچنا۔“ *
ابو نعیم نے دوسری سند سے طفاوی سے بحوالہ عاص بن عمرو نقل کیا، فرماتے ہیں: وہ نکلے... پھر مرسل روایت ذکر کی۔ عاص مجہول راوی ہے۔ حبیب بن حارث کا ذکر مجھے ایک اور روایت میں ملا ہے۔ اسامعی نے اپنے مجموعہ میں حدیث یحییٰ بن سعید انصاری، حسن جعفری کے طریق سے بحوالہ یحییٰ سعید بن المسیب سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمیر بن سعد کو شخص کا گورنر بنا کر بھیجا۔ پھر لباقصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے: پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حبیب بن حارث نامی ایک قاصد وہاں روانہ فرمایا۔ ابو نعیم نے ”حلیہ“ میں اسے دوسری سند سے نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: آپ نے حارث نامی ایک شخص وہاں بھیجا۔ واللہ اعلم

۱۵۷۴ حبیب بن حباشہ *

بن حویرث بن عبید بن عنان بن عمر بن حنظلہ انصاری اوی ثم مخطمی ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا ہے۔ عبدان نے کہا ہے: ان کے ایک زخم آیا تھا جس سے فوت ہوئے تھے۔ رات کے وقت دفن کر دیے گئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کی قبر پر جنازہ پڑھا۔ ”النصحیف“ میں عسکری نے لکھا ہے: یہ نام حبیب خاء نقطے والی سے تصغیر ہے، لیکن کسی نے ان کی متابعت نہیں کی۔

۱۵۷۵ حبیب بن حبیب

بن مروان بن عامر بن صہاری بن حبیثہ بن خرقوص بن مالک بن مازن بن عمرو بن تمیم تميمی ثم مازنی، ابن کلبی فرماتے ہیں: انہیں حبیب بن یغیض بھی کہا جاتا ہے، نبی ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم حبیب بن حبیب ہو“۔ رشاطی لکھتے ہیں: ابو عمر اور ابن فتحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔
میں کہتا ہوں: ان کے علاوہ کسی نے بحوالہ ہشام بن کلبی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے والد کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہ دونوں آئے تھے۔

۱۵۷۶ (ز) حبیب بن حبیب

شاید یہ پہلے والے ہیں۔ حاکم * نے عمرو بن زیاد کے طریق سے بحوالہ غالب بن عبد اللہ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا، آپ نے حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: ”ابو بکر کی شان میں کچھ کہو“۔ (حدیث) حاکم فرماتے ہیں: غالب کے دادا کا نام حبیب بن حبیب ہے۔
میں کہتا ہوں: غالب سے روایت کرنے والا شخص متروک ہے۔ عقلی فرماتے ہیں: اس کی اکثر سند مجہول ہے۔

۱۵۷۷ حبیب بن حماز اسدی *

ابو موسیٰ بحوالہ عبدان فرماتے ہیں: یہ صحابی رسول ہیں۔ آپ کے ساتھ اسفار میں شریک رہے۔ پھر بطریق اعمش ان کی

* مسند احمد (۷/۴) مجمع الزوائد * اسد الغابہ (۱۰۷۰) * مستدرک (۶۴/۳) * اسد الغابہ (۱۰۷۱)

الاصول في طبقات الصحابة (جلد ۱) ۵۶۸

ایک روایت بحوالہ عمرو بن مرہ، عبداللہ بن حارث انہوں نے حبیب بن حمزہ سے نقل کی ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے ایک جگہ آپ نے (مدینہ کے قریب) پڑاؤ کیا (کوچ کے وقت) لوگوں نے مدینہ پہنچنے کے لئے جلدی کی.... (حدیث) اوروں نے اسی سند سے نقل کی تو کہا: حبیب نے ابوذر سے نقل کیا ہے اور ان حبیب کو تابعین میں بخاری، ابوحاتم، دارقطنی اور ابن حبان وغیرہ نے شمار کیا ہے۔ خالد بن عوفہ جن کا ذکر آئے گا ان کے حالات میں بھی ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۵۷۸ حبیب بن حمامہ

انہیں ابن ابی حمامہ، ابن حمامہ سلمی شاعر بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا ذکر ایک حدیث میں آتا ہے جس میں ہے: ابن حمامہ سلمی نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنے رب کی تعریف کی ہے.... (الحدیث) ابوموسیٰ بحوالہ عبدان لکھتے ہیں: ان کا نام حبیب تھا۔ واللہ اعلم

۱۵۷۹ حبیب بن خراش العصری

بقول ابن مندہ: ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے اور ایک متروک سند سے بطریق محمد بن حبیب بن خراش، بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”مسلمان بھائی بھائی ہیں“۔ (حدیث)

۱۵۸۰ حبیب بن خراش

بن حریش بن الصامت بن کلباس (کاف کا پیش با مخفف) بن جعفر بن ثعلبہ بن یربوع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن تمیم حنظلی۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے کہ وہ اپنے مولیٰ صامت کے ساتھ بدر میں شریک ہوئے انصار سے بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ ابن سعد، طبری اور ابن شاذان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۵۸۱ حبیب بن خماشہ

اسلمی۔ حارث بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں ایسی سند سے روایت کیا ہے جس میں واقعہ ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے عرفہ میں نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”عرفہ سارے کا سارا موقف ہے“۔ ابو جعفر کے دادا حبیب بن عمیر بن خماشہ کا ذکر آئے گا شاید وہ یہی ہیں جو اپنے دادا کی نسبت سے مشہور ہیں۔ اس پر ابو عمر نے بھروسہ کیا۔ قریب ہی حبیب بن حباشہ کا ذکر ہوا ہے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ اس لئے کہ ان کا انتقال نبی ﷺ کے عہد میں ہوا تھا۔

المستدرک (۴/۴۲۶) * التاريخ الكبير (۲/۳۱۵) * الجرح والتعديل (۳/۳۷۶) * الثقات (۴/۱۹۱)

اسد الغابۃ (۱۰۴۲) * اسد الغابۃ (۱۰۴۵)

المستدرک (۱/۱۹۳) * المعجم الكبير (۴/۳۰) * مجمع الزوائد (۸/۴۸) * الدر المنثور (۳/۹۹) * كنز العمال (۷۴۳)

اسد الغابۃ (۱۰۴۴) * اسد الغابۃ (۱۰۴۶) * استيعاب (۴۹۶)

ترمذی کتاب الحج باب عرفۃ کلہا موقف (حدیث ۸۸۵) ابن ماجہ کتاب المناسک باب الموقف بعرفات (حدیث ۳۰۱۰)

المعجم الكبير (حدیث ۱۱/۴۹) السنن الكبيری (۵/۱۱۵)

۱۵۸۲ حبیب بن ربیعہ (تشدید سے) سلمیٰ

ابو عبد الرحمن کے والد۔ ابن حبان فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن مندہ اور خطیب نے ذہب کے طریق سے بحوالہ زہیر بن معاویہ، ابواسحاق سے نقل کیا ہے عبد اللہ بن حبیب ابو عبد الرحمن نے کہا: میرے والد صحابی رسول ﷺ تھے اور آپ کے ساتھ تھے۔ خطیب اور ابونعیم نے عطاء بن سائب کے طریق سے بحوالہ ابو عبد الرحمن روایت کی ہے، فرمایا: میں نے حذیفہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا: ”آج میدان ہے اور کل مقابلہ ہوگا۔“ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے پوچھا کیا آپ مقابلہ میں لوگوں کے ساتھ شریک ہوں گے؟ فرمایا: ”اعمال میں مقابلہ مراد ہے۔“

۱۵۸۳ حبیب بن ربیعہ

بن عمرو ثقفی۔ ابوعلی جہانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ حمرانی عیدہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۸۴ (ز) حبیب بن ریاب سلمیٰ

ان کا ذکر ان کے بھائی وائل کے حالات میں آئے گا۔

۱۵۸۵ حبیب بن زید

بن تمیم بن اسید بن خفاف انصاری بکاسی، ابن شاپین نے بحوالہ اپنے رجال نقل کیا ہے کہ وہ غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے ابوموسیٰ نے ان کا ذکر اپنے استدراک میں کیا ہے۔

۱۵۸۶ حبیب بن زید

بن عاصم بن عمرو انصاری مازنی عبد اللہ بن زید کے بھائی۔ ابن اسحاق * نے بیعت عقبہ میں شریک انصار میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہی نے مسیلمہ کو پکڑ کر قتل کیا تھا۔ پھر اس قصہ کی سند یوں بیان کی، محمد بن یحییٰ بن حبان وغیرہ سے مروی ہے۔ ابن سعد * فرماتے ہیں: حبیب احد، خندق اور باقی معرکوں میں شریک کار رہے۔ ابن ابی شیبہ عبد اللہ بن ادریس سے بحوالہ محمد بن عمارہ، ابوبکر بن محمد یعنی ابن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حبیب بن زید کو مسیلمہ کذاب نے قتل کیا تھا پھر جب جنگ یمامہ ہوئی تو ان کے بھائی عبد اللہ بن زید اور ان کی والدہ اس جنگ میں نکلیں۔ انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب تک مسیلمہ قتل نہیں ہو جاتا وہ غسل نہیں کریں گی۔

۱۵۸۷ حبیب بن زید کنندی

ابوموسیٰ فرماتے ہیں: علی بن سعید عسکری وغیرہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے، پھر علی بن قرین (جو ایک متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ حسین بن زید کنندی روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے عبد اللہ بن حبیب سے بحوالہ ان کے والد فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ جب عورت کا خاوند مر جائے تو اس کے لیے کیا (میراث) ہے؟ آپ نے فرمایا: اگر اولاد نہ ہو تو اس

* اسد الغابۃ (۱۰۴۷) * اسد الغابۃ (۱۰۴۸) * استیعاب (۴۸۶) * اسد الغابۃ (۹۰۴۹) * استیعاب (۴۸۷)

* السیرۃ النبویۃ (۸۳/۲) * الطبقات الکبریٰ (۱۱۱/۴) * اسد الغابۃ (۱۰۵۰)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱) ۵۷۰

کا چوتھائی حصہ بنتا ہے۔* اسے اسمعیلی نے نقل کیا ہے اور عبدالرحمن بن عمرو بن جہلہ (جو ایک متروک راوی ہے) کے طریق سے بحوالہ حسین بن زید اسی سند سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے وضو کے متعلق پوچھا..... (حدیث)

۱۵۸۸ حبیب بن سعد*

انصار کے مولیٰ۔ سوئی بن عقیقہ نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کے علاوہ کا قول ہے: حبیب بن اسود بن سعد اور بقول بعض حبیب بن اسلم، مولیٰ چشم بن خزرج، لہذا مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا یہ ایک شخصیت ہے یا دو شخصیتیں ہیں؟

۱۵۸۹ حبیب بن ضحاک الجہنی*

بقول بعض الجعفی۔ ابونعیم، عبدالعزیز عقی کے طریق سے بحوالہ مسلمہ بن خالد ان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل آ کر کہنے لگے: مجھے رشتہ داری عرش باری کے ساتھ چمپی ہوئی نظر آئی، جو اسے توڑنے والوں کے لیے بددعا کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: کتنے تک؟ انہوں نے کہا: ”پندرہ پشتوں تک۔“* اس کی سند مجھوں نے میرے خیال میں یہ مرسل روایت ہے۔

۱۵۹۰ (ز) حبیب بن عبد اللہ انصاری

ومیمہ نے ردۃ میں ذکر کیا ہے وہ مسیلہ کذاب اور بنی ضیفہ کے درمیان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قاصد تھے، وہ انہیں اسلام کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے ان کے سامنے خط پڑھ کر انہیں بڑے احسن انداز سے نصیحت کی لیکن مردود مسیلہ نے انہیں قتل کر دیا۔

میں کہتا ہوں: اسی قصہ جیسا قصہ حبیب بن زید جو عبد اللہ کے بھائی ہیں اور جن کا ذکر گزر چکا ہے، ان کے متعلق بھی آتا ہے شاید وہ دوسرے ہوں۔

۱۵۹۱ (ز) حبیب بن عبد شمس

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، ولید کے بھائی، ومیمہ نے ذکر کیا ہے کہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۵۹۲ حبیب بن عمرو*

بن عمر بن عوف بن غیرہ ابن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابن جریر نے عکرمہ کے طریق سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق نقل کیا ہے:

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سو دو کا باقی معاملہ چھوڑ دو“۔ (سورۃ البقرہ: ۲۷۸)

فرماتے ہیں: یہ آیت ثقیف کے بارے میں نازل ہوئی جن میں سے مسعود، حبیب، ربیعہ اور عبد یالیل بنی عمرو بن عیسر تھے۔

* جامع المسانید (۲/۲۶۲) * اسد الغابہ (۱۰۵۲) استیعاب (۴۸۵) * اسد الغابہ (۱۰۵۵)

* لسان المیزان (۳/۲۴۸) میزان الاعتدال (۳۳۹۱) * اسد الغابہ (۱۰۵۸)

ایسا ہی امام قتاتل نے اپنی تفسیر میں روایت کی ہے جسے ابن مندہ نے بطریق کلی، ابوصالح سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے۔

۱۵۹۳ (ز) حبیب بن عمرو

بن حصن بن عمرو بن عتیک بن مبدول انصاری۔ ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جس کی پیروی ابو عمرؒ نے بھی کی ہے، اور فرماتے ہیں: وہ یمامہ جاتے ہوئے شہید ہوئے۔

۱۵۹۴ حبیب بن عمرو السلامانی

ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن السکن کا قول ہے: اپنی قوم کے قریب رہتے تھے۔ ان کا تعلق بنی سلامان بن سعد بن زید بن لیث بن سود بن اسلم بن قضاعہ سے تھا۔ واقدی فرماتے ہیں: مجھے محمد بن یحییٰ بن سہل نے بتایا کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کی لکھی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ حبیب بن عمرو سلامانی بیان کرتے تھے: سلامان کا وفد بنا کر ہم لوگ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم سات افراد تھے۔ مسجد کے دروازے کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ سے آمنا سامنا ہوا۔ آپ ﷺ مسجد سے باہر ایک جنازے میں شرکت کے لیے جا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی کہا: اللہ کے رسول! السلام علیک... پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے آپ ﷺ نے ثوبان بنی اشعث کو حکم دیا کہ مہمانوں کو ٹھہرائیں۔ چنانچہ انہوں نے انہیں رملہ بنت حارث کی حویلی میں ٹھہرایا۔ جب ظہر کی اذان سنی تو مسجد میں نماز پڑھنے آئے۔ آپ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے کے بعد آپ ﷺ سے پوچھا: ”سب سے افضل عمل کونسا ہے؟“ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”بروقت نماز پڑھنا۔“ نیز انہوں نے آپ سے آنکھ لگنے کی حجاز پھونک کی اجازت مانگی، آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر یہی حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: عبد الجبار بن سعید، محمد بن صدوق سے بحوالہ محمد بن یحییٰ بن سہل وہ اپنے والد سے وہ حبیب بن عمرو سلامانی سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔

میں کہتا ہوں: یہ روایت اسی سند سے ابن السکن نے طویل ذکر کی ہے۔ اور بطریق واقدی روایت کی ہے کہ ان کی آمد ہجرت کے دسویں سال شوال میں ہوئی تھی۔

۱۵۹۵ (ز) حبیب بن عمرو الطائی ثم الاعمی

رشاطی نے علی بن حرب عراقی سے کتاب التیجان میں بحوالہ ابوالمہدی رہشام بن کلی، جمیل بن مرثد سے نقل کیا ہے کہ اصحابین کا ایک شخص جس کا نام حبیب بن عمرو تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ آپ نے اس کے لیے ایک تحریر لکھوائی: ”محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف سے یہ تحریر بنی اجماع کے ایک فرد حبیب بن عمرو اور اس کے ساتھ مسلمان ہونے والے اس کی قوم کے لوگوں کے لیے، نماز قائم کریں، زکوٰۃ ادا کریں۔ اس کا پانی اور مال محفوظ ہے۔“ (حدیث)

اسد الغابۃ (۱۰۵۹) استیعاب (۴۹۰) * استیعاب (۳۸۵/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۵۷) استیعاب (۴۹۸)

* بخاری کتاب موافقت الصلاة باب فضل الصلاة لوقتها (حدیث ۵۰۴)

مسلم کتاب الایمان باب بیان کون الایمان بالله تعالیٰ افضل الاعمال (حدیث ۲۴۸)

ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل (حدیث ۱۷۳) جامع المسانید (۲۹۷/۱)

۱۵۹۶ (ن) حبیب بن عمرو

ان کا نسب مذکور نہیں۔ عبدان نے علاء بن عبد الجبار کے طریق سے بحوالہ بن حماد بن سلمہ ابو جعفر عطشی سے، انہوں نے حبیب بن عمرو سے نقل کیا انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی تھی۔ وہ حبیب بھی کسی قوم سے گزرتے تو کہتے السلام علیکم اس روایت کے رجال ثقہ ہیں۔ ابوسوی لکھتے ہیں: احتمال ہے کہ وہ حبیب بن عمیر، ابو جعفر کے دادا ہوں یعنی بعد والی شخصیت۔

۱۵۹۷ حبیب بن عمیر

بن خماشہ عطشی انصاری۔ عبدان نے عبد الصمد بن عبد الوارث کے طریق سے، حماد بن سلمہ سے بحوالہ ابو جعفر عطشی وہ اپنے دادا حبیب بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور بے وقوفوں کی مجلس اختیار نہ کرنا۔“ (حدیث)

۱۵۹۸ حبیب بن فویک (ناواؤ سے تصغیر ہے)

بقول بعض واؤ کی جگہ دال اور بعض کا قول ہے کہ راہے۔ بغوی اور ابن السکن وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی شیبہ وغیرہ نے عبد العزیز بن عمر کے طریق سے بحوالہ بنی سلمان کے ایک شخص سے وہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے ماموں حبیب بن فویک نے ان سے بیان کیا کہ ان کے والد انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی دونوں آنکھیں سفید ہو چکی تھیں جن سے کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا: ”میں اپنا اونٹ سدھار ہاتھ کا ایک سانپ کے انڈوں پر میرا پاؤں پڑا جس سے میری نظر چلی گئی۔“ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب لگایا تو وہ دینا ہو گئے۔ فرماتے ہیں: میں دیکھتا کہ وہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے جبکہ ان کی عمر اسی سال تھی اور آنکھیں سفید تھیں۔ ابن السکن کہتے ہیں: اسے محمد بن بشر کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا اور نہ مجھے حبیب کی کوئی روایت معلوم ہے۔

میں کہتا ہوں: ابن مندہ نے عبد العزیز بن عمر کے طریق سے بھی بحوالہ عیسیٰ سلامانی، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا حبیب بن فویک بن عمرو سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کے سامنے آنکھ لگنے سے بچاؤ کی جھاڑ پھونک پیش کی تو آپ نے انہیں اجازت مرحمت فرمادی اور ان کے لیے دعائے برکت کی۔ تو یہ دوسری حدیث ہے لیکن یہ معلوم ہو گیا کہ یہ وہی حبیب بن عمرو سلامانی ہیں جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے شاید وہاں اپنے دادا کی طرف نسبت کی ہو۔ واللہ اعلم

۱۵۹۹ حبیب بن مخنف غامدی

ابن مندہ فرماتے ہیں: ان کی حدیث ابن جریج نے بحوالہ عبد الکرم، حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں عرفہ کے روز نبی ﷺ کے پاس پہنچا..... (حدیث) صحیح روایت وہ ہے جو عبد الرزاق وغیرہ نے ابن جریج سے بحوالہ عبد الکرم

اسد الغابۃ (۱۰۶۱) * اسد الغابۃ (۴۲۳/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۶۳) استیعاب (۴۹۳)

المصنف لابن ابی شیبہ (۴۰۲/۷) * اسد الغابۃ (۱۰۶۵) استیعاب (۴۹۷) * المصنف لعبد الرزاق (۸۰۰۱)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱) ۵۷۳

حبیب بن خفف سے روایت کی ہے وہ اپنے والد سے جو خفف بن سلیم نہیں۔ جن کا تذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ حرف بیہم میں آئے گا۔

۱۶۰۰ حبیب بن ابی مرثیہ *

عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ان سے مروی ہے: نبی ﷺ اخیر میں فروکش ہوئے، کسی نے عرض کیا: یہاں سے کسی اور مقام پر پڑاؤ کریں یہاں دباؤ پھیلی ہوئی ہے۔ * (حدیث) عبدان لکھتے ہیں: ان کا صحابی ہونا مشہور نہیں۔ میں کہتا ہوں: ابو موسیٰ نے اپنی سند سے بیان نہیں کیا۔ اور تجرید میں لکھتے ہیں: یہ مکرر روایت ہے۔

۱۶۰۱ حبیب بن مروان تميمی * ثم العازنی

ان کا نام بغض تھا آپ ﷺ نے ان کا تبدیل کر کے حبیب کر دیا۔ اس کا تذکرہ ان کے بیٹے حبیب کے سوانح میں ہو چکا ہے۔

۱۶۰۲ حبیب بن مسلمہ *

بن مالک بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر ابو عبد الرحمن اللہری الحجازی، شام میں فروکش ہوئے۔ امام بخاری * فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مصعب زبیری فرماتے ہیں: انہیں حبیب الروم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ زیادہ تر ان سے جہاد میں مصروف رہے ہیں۔ ابن سعد بحوالہ واقدی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر بارہ سال تھی اور ابن معین کا قول ہے: اہل شام انہیں صحابی بتاتے ہیں جبکہ اہل مدینہ انہیں صحابی شمار نہیں کرتے۔ زبیر لکھتے ہیں: دہرے بدن کے آدمی تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا: تم بہترین نوجوان ہو۔ طبرانی * نے ابن ہبیرہ کے طریق سے بحوالہ حبیب بن مسلمہ روایت کیا ہے وہ مستجاب الدعوات تھے۔ سعید بن عبد العزیز فرماتے ہیں: ان کی دعا قبول ہوتی تھی جس قصیدے میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ * نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مرثیہ کہا ہے اس میں ان کا ذکر کیا ہے۔

اگر عفان کے بیٹوں کی حویلی خالی ہو جائے تو ایک دروازہ بند ہوگا اور ایک ٹوٹا ہوا ویران ہوگا۔ بسا اوقات خیر کے طلبگار کی اس میں ضرورت پوری ہو جاتی اور یہاں ذکر و حسب آکر پناہ لیتے تھے۔ لوگو! اپنے آپ کو ظاہر کرو اللہ تعالیٰ کے ہاں سچ اور جھوٹ برابر نہیں، اگر تم اللہ کے حکم کے لیے رجوع نہیں کرو گے تو ایسی جماعتوں کا اعتراف کرنا پڑے گا جنہوں نے پٹیاں باندھ رکھی ہوں گی اس میں حبیب بھی ہوگا جو جنگ کا ستارہ ہے وہ ان کی سپہ سالاری کرے گا وہ یوں نمایاں ہوگا کہ اس کے چہرے کا غصہ صاف نظر آئے۔ ابن حبیب فرماتے ہیں: وہ حبیب بن مسلمہ نہیں جنہوں نے ارمینہ فتح کیا تھا۔ ابن سعد کا قول ہے: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ رہے پھر انہیں ارمینہ کا حاکم بنا کر بھیجا جہاں ۲۳ھ میں پچاس سال سے کم عمر میں فوت ہوئے۔ ابو داؤد ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں نفل (جنگی انعام) * کے متعلق ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔

* اسد الغابۃ (۱۰۶۶) * اسد الغابۃ (۲۵/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۶۷) * اسد الغابۃ (۱۰۶۸) استیعاب (۴۸۸)

* التاريخ الكبير (۱۱/۲) * المعجم الكبير (۳۵۲۹) * دیوان حسان (۲۲)

* ابو داؤد کتاب الجہاد باب فیمن قال الخمس قبل النفل (حدیث ۲۷۴۹) ابن ماجہ کتاب الجہاد باب النفل حدیث (۲۸۵۳)

ابن حبان فی صحیحہ (۴۸۳۵)

الاصحاب في الحديث النبوي (جلد ۱)

ان کا ذکر صحیح بخاری میں دو فیصلہ کرنے والوں کے قصہ میں آتا ہے۔ جب حضرت معادیہ رضی اللہ عنہما گفتگو کرنے لگے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے چاہا کہ میں کہوں اس کا اہل وہ شخص ہے جس نے تم سے اور تمہارے والد سے اسلام پر سوتے ہوئے جنگ کی تھی لیکن مجھے خدشہ ہوا کہ میں کوئی ایسا بات نہ کہہ دوں جس سے جمعیت تفرقہ میں پڑ جائے۔ تو حبیب بن سلمہ نے ان سے کہا: اس وجہ سے آپ محفوظ و مامون رہے۔

۱۶۰۳ حبیب بن ملة الكنانی

اسید بن ابی الیاس کے سوانح میں ذکر ہوا ہے۔

۱۶۰۴ (ز) حبیب بن یزید انصاری

ازہبی عمرو بن مہزول، دشمنہ نے ذکر کیا کہ وہ یمامہ میں شہید ہوئے۔

۱۶۰۵ (ز) حبیب بن ابی الیسر

بن عمرو انصاری، ابوعلی الجبائی لکھتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ۷۰ھ میں شہید ہوئے اسی طرح ابن الامین نے اپنے استدراک میں اور ابن فتحون دونوں نے بحوالہ عدوی ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۰۶ (ز) حبیب السملی

عبدالرحمن کے والد۔ حبیب بن ربیعہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

۱۶۰۷ (ز) حبیب العنزی

عبدان نے صحابہ میں شمار کیا ہے اور یونس بن خباب کے طریق سے بحوالہ طلق بن حبیب وہ اپنے والد سے ان کی ایک روایت نقل کی کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہیں بندش تھی تو آپ نے انہیں یہ پڑھنے کا حکم دیا ”ربنا اللہ الذی فی السماء...“ (حدیث) فرماتے ہیں: اسے شعبہ نے یونس سے بحوالہ طلق، بواسطہ ایک شامی آدمی کے روایت کیا ہے جو اپنے والد سے نقل کرتا ہے، یہی زیادہ صحیح ہے۔

۱۶۰۸ حبیب کلاعی

ابوضرہ، ابن السکن نے عبدالعزیز بن ضمرہ بن حبیب کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، ان کے دادا سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”باجامعت نماز ایک اکیلے آدمی کی نماز سے پچیس درجے زیادہ (ثواب رکھتی) ہے۔“ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: مجھے حبیب کا ذکر صرف اسی روایت کے حوالہ سے ملا ہے۔ ابوعلی جیبائی اور ابن فتحون نے ان کا استدراک کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۰۶۲) * ابوداؤد کتاب الطب باب کیف الرقی (حدیث ۳۸۹۲) المستدرک (حدیث ۳۴۴/۱) کنز العمال (۲۸۴۱۲)

اسد الغابۃ (۱۰۵۶) * مسند احمد (۱۰۲/۲) البدایہ والنہایہ (۵۲/۱)

۱۶۰۹ حبیش الاشعر *

انہیں ابن الاشعر بھی کہا جاتا ہے، اشعر لقب۔ نام حبیش بن خالد بن سعد بن معاذ بن ربيعہ بن اسرم بن خثیم ابن حرام بن خثیمہ بن کعب بن عمرو خزاعی۔ کنیت ابو صحرشی۔ ام معبد کے بھائی ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ وغیرہ کا قول ہے کہ فتح مکہ کے روز شہید ہوئے۔ امام بخاری بطریق ہشام بن عروہ بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ حبیش بن اشعر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح مکہ کے روز لڑتے لڑتے شہید ہوئے جس کا ذکر کر بن جابر رضی اللہ عنہ کے حالات میں آئے گا۔

بغوی، ابن شاپین، ابن السکن، طبرانی اور ابن مندہ بحوالہ حبیش روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب مکہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کے ارادے سے نکلے، پھر ام معبد کا لمبا قبضہ ذکر کیا۔ امام احمد بحوالہ ہشام بن حبیش روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میرے دادا فتح مکہ کے روز نبی ﷺ کے ساتھ تھے اسے ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔

۱۶۱۰ (ن) حبیش بن یعلیٰ بن امیہ

نسب یونہی ہے۔ ابن کلی اور یثیم بن عدی نے مثالب (عیوب) میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ ابن کلی باب السرقة کے بیان میں لکھتے ہیں: ام عمرو بنت سفیان بن عبدالاسد مخزومی رات کے وقت نکل کر مدینہ کے اطراف میں ایک قافلہ میں جا گھسیں... پھر ان کے ہاتھ کاٹنے کا واقعہ ذکر کیا۔ تو ابن یعلیٰ بن امیہ جو بنی نفل کے حلیف تھے جن کا تعلق بنی حنظلہ اور پھر تمیم سے تھا اس کے متعلق کہا: رات کے وقت وہ ان کے صندوق اپنے ہاتھ سے کھینچنے لگی۔ یہاں تک کہ پوروں والی کے علاوہ نے اقرار کر لیا۔ پھر وہ ایک غلام کے قریب ہوئے اور تمہارے باپ کی پیروی کی۔ اے بنی سفیان! متکبرانہ چال چھوڑ دو۔ اس قصے اور ان اشعار کو ابن سعد نے طبقات میں فاطمہ بنت اسد بن عبدالاسد کے سوانح میں لکھا ہے وہ ابو عمرو بن سفیان کی چچا زاد ہیں۔ جن کے متعلق حبیش بن یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں پھر ان کے اشعار ذکر کیے اور یہ بھی ذکر کیا کہ یہ حیدہ الوداع کا موقع تھا۔

ابن کلی کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب ان کا ہاتھ کٹا تو وہ اسید بن حضیر کے گھر داخل ہو گئیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مدینہ میں پیش آیا۔ یعلیٰ بن امیہ مشہور صحابی ہیں۔ اور اس قصہ سے ان کے بیٹے کا صحابی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن مجھے نظر نہیں آیا کہ کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہو حالانکہ وہ ان کی شرط کے مطابق ہیں اور انہوں نے ان جیسوں کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۶۱۱ حبیش بن شریح الحبشی ابو حصہ قسم اخیر میں ذکر ہوگا۔

۱۶۱۲ حبیلہ بن عامر تھوڑی دیر بعد ذکر ہوگا۔

۱۶۱۳ حبشی *

یہ لفظ حبشی، حبشی اور حبشی تینوں طرح ہے۔ ابن جاریہ (جیم یا سے بقول بعض حا اور تشدید سے) پہلا نام زیادہ صحیح ہے۔ ابن

* اسد الغابۃ (۱۰۷۵) استیعاب (۵۸۹) * جامع المسانید (۲۷۶/۳)

* اسد الغابۃ (۱۰۷۳) استیعاب (۵۸۸)

اسحاق اور واعدی وغیرہ نے شہدائے یمامہ میں اور طبری نے مسلمانانِ فتح مکہ میں ذکر کیا ہے، جیسے میں نے لکھا اسی طرح ابن ماکولا* نے درج کیا ہے البتہ اس کے خلاف بھی نقل کیا ہے۔

حاجس کے بعد تا ہے

۱۹۱۳ خات

ابن زید بن علقمہ بن حوی بن سفیان بن جاشع بن دارم تمیمی مجاشعی۔ ابن اسحاق* اور ابن کلبی نے بنی تمیم کے ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو بنی نضیر کے پاس وفد میں آئے اور اسلام قبول کیا۔ ابن ہشام لکھتے ہیں: وہی یہ اشعار کہنے والے ہیں: تیرے باپ کی زندگی کی قسم! تم ہرگز جھوٹ نہ بولنا۔ اس لئے کہ بھلائی تھوڑی بہت کے علاوہ اکثر ختم ہو چکی ہے، لوگوں کو دین میں فتنے پڑے ہیں۔ اور ابن عوفان نے لمبا شر چھوڑ دیا ہے۔

دارقطنی نے مؤلف میں اور انہی کے طریق سے ابو عمر نے نصر بن علی کی روایت سے بحوالہ اصمعی، حارث بن عمیر سے انہوں نے ایوب سے نقل کیا ہے کہ خات مجاشعی، حارث بن قدامہ اور اخف ایک جنگ میں نکلے جن میں سے خات واپس آ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے آپ نے جلانے والے اور ساتھ چھوڑنے والے کو میرے مقابلہ میں فضیلت دی ہے۔ امیر معاویہ نے فرمایا: میں نے ان کی ذمہ داری مول لی ہے۔ خات بولے: میری ذمہ داری بھی خرید لو۔ نصر کا بیان ہے کہ جلانے والے سے ان کی مراد حارث بن قدامہ تھی جنہوں نے بصرہ میں دارالامارہ چلا یا تھا اور ساتھ چھوڑنے والے سے مراد اخف تھے کیونکہ انہیں نے جنگ جمل میں حضرت عائشہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ابن عبد البر* لکھتے ہیں: ابن اسحاق، ابن کلبی، اور ابن ہشام نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے امیر معاویہ اور خات کے درمیان رشتہ اخوت قائم فرمایا تھا۔ پھر جب خات کا انتقال امیر معاویہ کی خلافت میں ہوا تو معاویہ رضی اللہ عنہ بھائی چارے کی وجہ سے اس کے وارث بنے، جس کے متعلق فرزدق نے آئندہ یہ دو اشعار کہے ہیں۔ ابن ہشام فرماتے ہیں یہ اشعار ان کے قصیدے میں ہیں مدائی فرماتے ہیں: خات امیر معاویہ کی جنگوں میں ان کے ساتھ تھے ایک دفعہ ان کی خلافت میں ان کے پاس آئے تو ان کے لئے تحائف لائے گئے۔ پھر خات نے وہیں قیام کر لیا۔ بالآخر وفات پائی تو امیر معاویہ نے ان کے مال پر قبضہ کر لیا۔ فرزدق کو معلوم ہوا تو وہ ان کے ہاں جا کر کہنے لگے اس وقت وہ نوجوان لڑکے تھے۔

معاویہ! آپ کے والد اور میرے چچا نے میراث چھوڑی ہے جسے اس کے رشتہ دار جمع کر رہے ہیں۔ خات کی میراث کا کیا ہوا جسے آپ نے کھا لیا اور حرب کی میراث کی کچھ لاہٹ* آپ کے لئے منجھد ہے۔

تو آپ نے اسے اس کی میراث دے دی: ابو عمر* کہتے ہیں کہ خات کے عبداللہ اور عبدالملک وغیرہ بیٹے بھی تھے، خات کی اولاد بنی امیہ کے حکمرانوں پر فائز رہی ہے۔ دیکھا جائے تو اسے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کا ان کی میراث جمع کرنے والا واقعہ کیسے سمجھا گیا جاسکتا ہے؟

* الاصحاح (۲۳۲/۱) * اسد الغابۃ (۱۰۷۸) الاستیعاب (۶۰۵) * السیرۃ النبویۃ عن ابن اسحاق (۱۵۷/۴)

* استیعاب (۴۵۹/۱) * السیرۃ النبویۃ (۱۵۸/۴) * السیرۃ النبویۃ (۱۵۸/۴) * استیعاب (۴۵۹/۱)

۱۶۱۵) حنات بن عمرو انصاری ابوالیسر کے بھائی۔ حباب میں ذکر گزر چکا ہے۔

باب حاء جس کے بعد ثاء ہے

۱۶۱۶) حثیلہ بن عامر حیلہ میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

باب حاء جس کے بعد جیم ہے

۱۶۱۷) (ز) حجاج بن حارث*

بن قیس بن عدی بن سہم قرشی سہمی، سائب، عبداللہ اور ابوقیس کے بھائی اور عبداللہ بن حذافہ کے چچا زاد بھائی۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق* وغیرہ نے مہاجرین حبشہ میں ان کا ذکر کر کے (ماسوائے ابن سعد*) اور سیف نے کہا ہے: جنگ اجنادین میں شہید ہوئے، وہ دونوں فرماتے ہیں: ۱۵ھ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ اور ابن کلبی نے ان کی ہجرت تک کا انکار کیا ہے اور لکھا ہے ابھی تک وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے ایسا زبیر بن بکارت نے کہا ہے کہ بدر میں وہ قید ہوئے تھے بعد میں اسلام لائے تھے۔

۱۶۱۸) حجاج بن خلی سلفی

ابن یونس فرماتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے: صحابی ہیں لیکن مجھے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں۔ تجرید میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۱۹) حجاج بن ذی عُنُق احمسی

ابن اسکن بطریق طارق بن شہاب، قیس بن ابی حازم سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں کہ وہ اپنی قوم کے جتھے میں نبی ﷺ کے پاس آئے۔ فتوح میں سیف نے لکھا ہے کہ وہ ان حاضرین میں سے ایک تھے جو اس عہد میں تھے جسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ۱۲ھ عراق میں لکھا تھا اور جرہ کے بعض مقامات پر وہ حضرت خالد کی طرف سے مامور بھی تھے۔

۱۶۲۰) حجاج بن سفیان

بن نبیرہ قرشی۔ زبیر بن معاویہ نمیری کے حالات میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۱) حجاج بن عامر ثمالی*

اہل حمص میں ان کا شمار ہوتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ ابن عبداللہ شام فروکش ہوئے اور انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام احمد بن محمد بن علی حمصی تاریخ حمصین میں لکھتے ہیں: حجاج بن عامر صحابی ہیں، یہ بات مجھے ان لوگوں نے بتائی جنہوں نے حمص میں ان کی اولاد دیکھی تھی۔

* اسد الغابۃ (۱۰۸۰)، استیعاب (۴۹۹)، المعجم الكبير (۳/۳۲۲)، مجمع الزوائد (۵/۱۶۷)، السيرة النبوية (۵/۳)

* الطبقات الكبير (۴/۱۴۴)، اسد الغابۃ (۱۰۸۱)، استیعاب (۵۰۲)

الاصحاب في حياة النبي ﷺ (جلد ۱) ۵۷۸

طبرانی نے خالد بن معدان کے طریق سے بحوالہ حجاج بن عامر ثمالی (جو صحابی رسول اللہ ﷺ تھے) اور عبد اللہ بن عامر ثمالی (وہ بھی صحابی رسول اللہ ﷺ ہیں) روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سورۃ الشقاق پڑھی جس میں سجدہ تلاوت فرمایا۔ بغوی، ابن السکن، باوردی اور طبرانی رحمہم اللہ اسلعل بن عیاش کے طریق سے بحوالہ شریح بن مسلم روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے صحابی رسول حجاج بن عامر سے سنا، پھر ایک حدیث کا ذکر کیا۔

ابن ابی حاتم، بیہقی رحمہم اللہ اور ابو نعیم نے اسی طرح اسلعل کے طریق سے بحوالہ شریح بن مسلم نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: میں نے پانچ اصحاب رسول ﷺ کو دیکھا جو اپنی مونچھیں کاٹتے تھے۔ (حدیث) پھر ان کا بھی اُن میں ذکر کیا۔

۱۶۲۲) حجاج بن عبد اللہ نضری

ابن عیسیٰ تاریخ حمص میں لکھتے ہیں: انہوں نے نبی ﷺ کا دیدار کیا ہے، ان سے ابوسلام الاسود روایت کرتے ہیں۔ بغوی، باوردی، حسن بن سفیان اور ابن ابی شیبہ بطریق کھول روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حجاج بن عبد اللہ نے بتایا: مجاہدین کے لیے زائد انعام مقرر کرنا جائز ہے۔ آپ ﷺ نے انعام مقرر کیا ہے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ابو زرہ سے کسی نے پوچھا: کیا حجاج بن عبد اللہ نضری صحابی ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: مجھے ان کے بارے میں معلومات نہیں۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کو فرماتے سنا: وہ تابعی ہیں۔ اور ابن ابی حاتم سفیان بن عیینہ میں لکھتے ہیں: حجاج بن عبد اللہ صحابی ہیں۔ ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے جبکہ انہیں صحابہ میں بھی ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ مطین اور محمد بن عثمان بن ابی شیبہ وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۳) حجاج بن عبد اللہ

بقول بعض ابن عبد یا ابن عتیک ثقفی۔ خلیفہ بن خیاط نے بصرہ اور پھر کوفہ میں فردکس ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حذیفہ اسحاق بن بشر نے ”مبتدا“ میں ذکر کیا ہے کہ وہ ام جہیل ہلالیہ کے خاوند تھے، جو انہیں بیوہ چھوڑ مرے تھے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ان کے ہاں آنا جانا تھا جس پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ٹوکا۔ پھر ان کے خلاف گواہی دینے کا جو واقعہ ہوا، یہ واقعہ کا واقعہ ہے۔

عمر بن شبہ نے اخبار بصرہ میں اپنی سند سے لکھا ہے، جس عورت کی مغیرہ بن شعبہ پر تہمت لگی وہ ام جہیل بنت عمرو اہم ہلالیہ تھی۔ کہا جاتا ہے اصلاً اس کے والد ثقیف تھے۔ فرماتے ہیں: ان کے (پہلے) خاوند کا نام حجاج بن عتیک بن حارث بن عوف بن وہب بن عمرو جشمی تھا۔ جو عقبہ بن غزو ان کے دور میں بصرہ آئے اور زیاد کے دور حکومت میں مسجد نبی ﷺ کے قریبی باغ کے مگران مقرر ہوئے۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ پیش آیا اس کی وجہ سے وہ اپنی بیوی سمیت کوفہ کوچ کر گئے۔ پھر ابوموسیٰ کے دور گورنری میں واپس آ گئے انہوں نے انہیں کسی کام پر مقرر کر دیا۔

المعجم الكبير (۳/۳۱۹۸) * المعجم الكبير (۳/۳۱۹۷) * السنن الكبرى (۱/۱۵۱)
 اسد الغابة (۱/۸۲) * جامع المسانيد (۳/۲۸۴) * الجرح والتعديل (۳/۱۶۳) * الثقات (۳/۸۷)

۱۶۳۳ حجاج بن علاط

ابن خالد بن ثورہ ابن ہلال بن عبید بن ظفر بن سعد سلمی ثم الغبری کنیت ابو کلاب اور بقول بعض ابو محمد یا ابو عبد اللہ تھی۔ ابن سعد لکھتے ہیں: نبی ﷺ کی خیر موجودگی میں آ کر اسلام لائے۔ مدینہ منورہ کے رہائشی تھے، وہیب اپنی حویلی اور مسجد بنائی۔ عبدالرزاق فرماتے ہیں: ہمیں معمر، ثابت سے بحوالہ انس بن مالک روایت کرتے ہیں: جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو حجاج بن علاط نے نبی ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مکہ میں میرے اہل و عیال اور میرا مال ہے میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ میں اگر آپ کے متعلق کوئی ایسی ویسی بات کہہ دوں تو مجھے اجازت ہے؟ آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ حدیث لمبی ہے۔ اسے احمد اور ابواسحاق نے عبدالرزاق سے اور نسائی نے اسحاق سے جبکہ ابویعلیٰ، طبرانی اور ابن مندہ نے عبدالرزاق کے طریق سے روایت کیا ہے۔

ابن اسحاق * نے سیرت میں فرمایا: مجھے مدینہ کے کسی شخص نے بتایا: جب حجاج بن علاط اسلام لے آئے تو نبی ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے۔ پھر حضرت انس بن مالک کی حدیث جیسا لمبا قصہ ذکر کیا۔ ابن ابی دنیا نے ہواتف الجان (جنات کے غیبی پیغامات) میں واثلہ بن اسقع کے طریق سے نقل کیا کہ حجاج بن علاط کے مسلمان ہونے کی وجہ یہ بنی کہ وہ اپنی قوم کے قافلہ میں مکہ کی جانب روانہ ہوئے۔ رات ہوئی تو وحشت محسوس کر کے اپنے ساتھیوں کی نگرانی کرنے لگے۔ ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ”میں اور میرا قافلہ سلامتی کے ساتھ لوٹ نہیں جاتے جب تک میں اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو پناہ میں دیتا ہوں۔“ * تو انہوں نے کسی کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا: ”اے گروہ جن و انس! اگر تم آسمان و زمین کے کناروں سے نکل سکتے ہو تو نکل جاؤ۔“ (سورۃ الرحمن: ۳۳) جب مکہ آئے تو قریش کو بتایا وہ کہنے لگے: یہ وہ کلام ہے جس کے بارے محمد (ﷺ) کا گمان ہے کہ ان پر نازل ہوتا ہے، فرماتے ہیں: انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق پوچھا پتہ چلا کہ آپ * مدینہ میں ہیں۔ چنانچہ وہ مدینہ آ کر مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام سنوڑ گیا۔

موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب ذکر کیا ہے: یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے بنی سلیم کی کان سے رسول اللہ ﷺ کی طرف زکوٰۃ بھیجی۔ بقول ابن اسکن حجاج بن علاط حمص فردکش ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے عبید اللہ بن حجاج کو حمص کا گورنر بنا دیا۔ اور بطریق مجاہد شععی سے نقل کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل شام کو لکھا: اپنا معزز ترین شخص میری طرف بھیجو تو انہوں نے حجاج بن علاط کو روانہ کیا۔ ابو الاور سلمیٰ کے سوانح میں ان کا ذکر ہوگا۔ ابن حبان * لکھتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن شبیبہ بطریق جریر بن حازم روایت کرتے ہیں کہ معرض بن علاط جنگ جمل میں شہید ہوئے تو ان کے بھائی حجاج بن علاط نے ان کے مرثیہ میں اشعار کہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت علی رضی اللہ عنہ تک زندہ رہے لیکن ان کے بیٹے نصر بن حجاج کے سوانح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خلافت فاروقی میں فوت ہوئے۔ دارقطنی نے لکھا ہے کہ جنگ جمل میں قتل ہونے والے ان کے بیٹے معرض بن حجاج تھے

* اسد الغابۃ (۱: ۸۲) استیعاب (۵۰۰) طبقات (۱۶/۴) المستدرک (۴۸۳/۱) السنن الکبریٰ (۳۲۰/۵)
* السیرۃ النبویۃ (۳۶۷/۳) مختصر تاریخ دمشق (۱۹۷/۶) جامع المسانید (۷۸۰/۳) الثقات (۸۶/۳)

الْأَكْبَرُ فِي تَسْبِيحِ الْحَمْدِ (جلد ۱) ۵۸۰

اور مرثیہ کہنے والے مقتول کے بھائی نصر تھے۔ یہ بات زیادہ درست لگتی ہے۔ حجاج بن علاط کا صالح نامی ایک بھائی تھا میرے خیال میں وہ جاہلیت میں فوت ہو گیا تھا۔ حضرت حسان بن علیؓ نے اپنے قصیدہ طاسیہ میں اس کا ذکر کیا ہے: ”ایسا چنگبر اگھوڑا گویا وہ پیٹ کا خون ہے جو سلاخہ انطا سے چھوڑا گیا۔ پھر انہیں اس نوجوان نے جمع کر لیا جو ان کے لیے مال بے قدر کر دیتا ہے۔ اور میں صالح بن علاط کا ہم مجلس رہا۔“ مرزبانی نے ہجم الشعراء میں ان کے وہ اشعار لکھے ہیں جن میں جنگ جمل کے موقع پر حضرت علیؓ کی مدح سرائی کرتے ہیں: ”تیری کوار خوریزی میں بلند ہوئی جب تک وہ سیراب نہیں ہو جیتی تو اسے پیام میں ڈالے والا نہیں۔“

۱۶۲۵) حجاج بن عمرو

بن غزیز بن ثعلبہ بن خضاء بن مبذول بن غنم بن یازن بن نجار انصاری خزرجی۔ اصحاب السنن نے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں نبی علیہ السلام سے حج کے موقع پر ان کے سامع کی صراحت ہے، ابن المدینی لکھتے ہیں: یہ وہی ہیں جنہوں نے مروان کو مارا تھا جس سے وہ گر پڑے تھے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: جنگ صفین میں حضرت علیؓ کا ساتھ دیا۔ ان سے ضمرہ بن سعید عبد اللہ بن رافع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ جبکہ بخاری، ابن البرقی اور ابن سعدؒ نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۶) حجاج بن عمرو

انہیں حجاج بن مالک بن عیمر، بقول بعض عویمر بن ابی اسید بن رفاعہ بن ثعلبہ کہا جاتا ہے۔ کنیت ابو حدرتھی۔ ابن سعدؒ نے صحابہ میں ان کا ذکر کر کے کہا: ابن عمرو ان کے علاوہ کسی کا قول ہے: ابن مالک، ان سے ان کا بیٹا حجاج عروہ روایت کرتے ہیں۔ تین اصحاب سنن نے رضاع میں ان کی حدیث روایت کی ہے جس میں انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا ہے۔

۱۶۲۷) حجاج بن مالک اسلمی سابقہ عنوان میں ذکر ہوا ہے۔

۱۶۲۸) حجاج بن منبہ

بن حجاج بن حذیفہ بن عامر بن سعد بن سہم قرشی سہمی۔ دارقطنی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کے والد اُحد میں کفر پر مارے گئے۔ ابن قانع نے احمد بن ابراہیم کریمی کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن منبہ بن حجاج سلمیٰ انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جسے تم دیکھو کہ وہ ابوبکر و عمرؓ کی برائی کرتا ہے تو وہ (اپنے دین سے) اسلام سے مرتد ہو کر ہی ایسا کرے گا۔“ اس کی سند میں کئی ایک مجہول راوی ہیں۔ ابن الاثیر نے بحوالہ غسانی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

❖ الابیات فی دیوانہ (۲۳۵) ❖ اسد الغابہ (۱۰۸۴) استیعاب (۵۰۱) ❖ تاریخ الثقات (۱۰۸)

❖ الطبقات الکبریٰ (۱۹۷/۵) ❖ اسد الغابہ (۱۰۸۷) استیعاب (۵۰۳) ❖ الطبقات الکبریٰ (۱۴۷/۴)

❖ ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرضخ عند الفصال (۲۰۶۴) ترمذی فی کتاب الرضاع باب ماجاء ما یذهب مذمۃ الرضاع (۱۱۵۳)

نسائی کتاب النکاح باب حق الرضاع و حرمة حدیث (۳۳۳۹)

❖ اسد الغابہ (۱۰۷۷) ❖ جامع المسانید (۲۸۷/۳) اسد الغابہ (۴۳۶/۱)

۱۶۲۹ حجاج باہلی

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کی سند سے پتہ چلتا ہے کہ یہ صحابی ہیں، امام احمد رحمہ اللہ نے بطریق شعبہ روایت کیا ہے میں نے حجاج بن حجاج باہلی سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا تھا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اور بخاری اور یورپی وغیرہ کی روایت میں اسی سند سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ وہ صحابی ہیں۔ ابن السکون فرماتے ہیں: مجھے نبی ﷺ سے ان کی کوئی روایت نہیں ملی۔

۱۶۳۰ (ز) حُجْر بن حَنْظَلَه

بقول بعض و عمیل کا نام ہے جن کا تذکرہ وال میں ہوگا۔

۱۶۳۱ حُجْر ابن عدی

بن معاویہ بن جبلة بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکبر بن الکندی، المعروف حجر بن ادبر، حجر الخیر، ابن سعد اور مصعب زبیری نے حاکم کی ان سے روایت کو ذکر کیا ہے کہ وہ اور ان کا بھائی ہانی بن عدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اور حجر بن عدی جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ اس کے بعد جنگ جمل وصفین میں شریک ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا اور وہ آپ کے مددگاروں میں سے تھے۔ تقدیر کا نوشتہ دیکھیں جس علاقہ مرج عذراء کو انہوں نے فتح کیا تھا وہیں حجر امیر معاویہ کے حکم سے قتل ہوئے۔ اس سب کا ابن کلبی نے ذکر کیا ہے۔ اور یعقوب بن سفیان نے صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکون وغیرہ ابراہیم بن اشتر کے طرق سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ مقام ربذہ میں وہ اور حجر بن ادبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر حاضر تھے۔ البتہ امام بخاری، ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد، خلیفہ بن خیاط اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے کوفہ کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ تو شاید یہ ان کے گمان میں دوسرے شخص ہیں یا ان سے جھوک ہو گئی ہے۔

ابن قانع نے ان کے سوانح میں شعیب بن حرب کے طریق سے بحوالہ شعبہ، ابوبکر بن حفص سے انہوں نے صحابی رسول حجر بن عدی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ”ایک گروہ ایسا ہوگا کہ شراب کا نام بدل کر اسے پیئے گا۔“ امام احمد رحمہ اللہ نے ”زبد“ میں اور حاکم نے مستدرک میں ابن سیرین کے طریق سے نقل کیا ہے، فرمایا: ایک دفعہ زیاد نے خطبہ لبا کر دیا تو حجر نے اس سے کہا: نماز کا وقت نکل رہا ہے۔ لیکن اس نے خطبہ جاری رکھا۔ جس پر حجر اور ان کے ساتھ دوسرے لوگوں نے اسے کنکریاں ماریں۔ زیاد منبر سے اتر آیا اور امیر معاویہ کو لکھا آپ نے لکھا کہ اسے میری طرف بھیج دیا جائے۔ جب وہ ان کے سامنے ہوئے تو یوں گویا ہوئے: ”السلام علیک امیر المؤمنین!“ انہوں نے فرمایا: کیا میں امیر المؤمنین ہوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ پھر ان کے قتل کیے جانے کا حکم دے دیا۔ تو حجر فرمانے لگے: نہ مجھ سے لوہا دور کرنا اور نہ خون دھونا، اس لئے کہ میں (قیامت میں) راستے کے درمیان معاویہ سے ملوں گا اور مقدمہ (برگاہ الہی) پیش کروں گا۔

اسد الغابۃ (۱۰۹۳) الاستیعاب (۵۰۵) الطبقات (۱۵۶/۶) البحر والتعمیل (۲۶۶/۳)

النفات (۱۷۶/۴) الطبقات الکبریٰ (۱۵۱/۶)

رویائی، طبرانی اور حاکم ابواسحاق کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حجر بن عدی کو کہتے دیکھا: سنو! میں اپنی بیعت پہ قائم ہوں نہ اسے توڑوں گا اور نہ اسے توڑنے کا مطالبہ کروں گا۔ ابن ابی الدنیا، حاکم اور عمر بن شہد ابن عوف کے طریق سے بحوالہ نافع روایت کرتے ہیں کہ جب حجر بن عدی کو حکومت کے بندے لے گئے بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہما ان کی پوچھ گچھ کرتے رہتے تھے۔ وہ بازار میں احتباء باندھے بیٹھے تھے کہ ان کے قتل کیے جانے کی خبر ملی۔ انہوں نے احتباء (پٹکا) کھولا اور روتے ہوئے واپس ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں ابوالاسود کے حوالہ سے نقل کیا ہے فرمایا: جب معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو آپ نے انہیں حجر اور ان کے ساتھیوں کو قتل کرنے کے بارے میں ڈانٹ پلائی۔ اور فرمانے لگیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے: ”میرے بعد ایسے لوگ قتل کیے جائیں گے جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اور آسمان والے ناراض ہوں گے۔“ اس کی سند میں انقطاع ہے۔ ابراہیم بن جبید نے کتاب الاولیاء میں منقطع سند سے روایت کیا ہے: کہ حجر بن عدی اور ان کے ساتھیوں کو غسل واجب کی ضرورت پیش آئی تو انہوں نے داروغہ سے کہا: ہمیں غسل کے لیے پانی دے دو، کل کچھ نہ دینا، وہ کہنے لگا: مجھے ڈر ہے کہ تم پیاس سے نہ مر جاؤ اور معاویہ مجھے قتل کر ڈالیں گے۔ فرماتے ہیں: انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو پانی کا بھرا بادل گھر آیا جس سے انہوں نے اپنی ضرورت کا پانی جمع کر لیا۔ ان کے ساتھی کہنے لگے: اللہ تعالیٰ سے رہائی کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ! ہمارے توجہ پسند فرمائے! فرماتے ہیں: پھر وہ اور ان کے ساتھی قتل کر دیئے گئے۔ خلیفہ، ابو عبید اور کئی لوگوں کا کہنا ہے وہ اکادون (۵۱ھ) میں قتل ہوئے۔ جبکہ یعقوب بن ابراہیم بن سعد کا قول ہے: کہ وہ ترین (۵۳ھ) میں قتل ہوئے۔ بقول ابن کلبی: حجر بن عدی کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمن تھے جو مختار کے ساتھ اس وقت قتل ہوئے جب مصعب کا اس پر غلبہ ہوا، ان کا چچا زاد بھائی معاذ بن ہانی بن عدی شام بھاگ گئے۔ جبکہ ان کا چچا زاد بھائی ہانی بن جعد بن عدی کوفہ کا معزز شخص تھا۔

۱۶۳۲ حجر بن نعمان *

بن عمرو بن عرفیہ بن عاتک بن امرئ القیس بن ذعل بن معاویہ بن حارث الاکبر الکندی ابن کلبی نے لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اسے ابن السکن نے نقل کیا اور ابو موسیٰ و امین الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۳ حجر بن یزید *

بن سلمہ بن مرہ ابن حجر بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین کندی۔ ابن سعد نے جو تھے طبقہ میں لکھا ہے نبی ﷺ کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ صاحب شرافت انسان تھے ان کا لقب حجر شمر اس وجہ سے تھا کہ سابقہ حجر بن ادرج حجر الخیر کہلاتے تھے تاکہ دونوں میں فرق ہو جائے۔ حجر بن یزید صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور حکمیں کے ایک گواہ تھے پھر حضرت معاویہ سے جا ملے انہوں نے انہیں ارمینہ کا گورنر بنا دیا۔ یعقوب بن سفیان نے جبکہ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امراء میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بحوالہ ابن شایبہ اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا۔ اور ابن الاثیر و امین الامین نے بحوالہ ابن کلبی ذکر کیا ہے: جمہرہ میں

* کنز العمال (۳/۱۱۹۲) * اسد الغابہ (۱/۹۶)

* اسد الغابہ (۱/۹۷) استیعاب (۵/۵) * اسد الغابہ (۱/۴۳۸)

الْاِسْمَاءُ فِي تَسْمِيَةِ الرِّجَالِ وَالْمَرْءِ (۱۶۳۲)

اکثر ان کی وہی تعریف کی گئی ہے جو یہاں ہے۔ لیکن وہ کہتے ہیں: یہ حجر بن یزید شریعت تھے یوں انہوں نے دونوں ناموں میں فرق کرنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ ان کا وہ قصہ بھی ذکر کیا جو عمارہ بن عقبہ ابن ابی معیط کے ساتھ کوفہ میں پیش آیا تھا۔

۱۶۳۲ حجر بن یزید

بن معدی کرب بن سلمہ بن مالک بن حارث کنندی، بنی ہند کی چوتھائی غنیمت وصول کرنے والی شخصیت، طبری نے ان کا ذکر کر کے کہا: وہ اور ان کے بھائی ابوالاسود نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ابن فختون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۵ حجر (بے نسبت) : عبد اللہ کے والد، حرف جیم میں جھر میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۶۳۶ حجر والد مخشی : حجر میں ذکر ہوگا۔

۱۶۳۷ حجن

ابن المرقع بن سعد بن عبد الحارث ازدی غامدی ابن کلبی کا ذکر ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے ابن ماکولانے ان کا نام قلمبند کیا ہے اور ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۳۸ حجیر (تصغیر ہے)

ابن ابی احباب بن عزیز (بروزن عظیم) تميمی بنی نوفل بن عبد مناف کے حلیف۔ ابن ابی حاتم اور ابن حبان کا قول ہے: کہ صحابی ہیں، فاکہی نے کتاب مکہ میں عبد اللہ بن عظیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حجیر ابی احباب سے مروی ہے فرمایا: میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا اور میں یوانہ نامی بت کے پاس تھا وہ سورج کے ڈھلنے کا انتظار کر رہے تھے جب سورج ڈھل گیا تو کعبہ رخ ہو کر ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے پھر کہنے لگے: میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ ابراہیم کا قبلہ ہے اور مرتے دم تک اسے نہیں چھوڑوں گا۔ ابو عمر کہتے ہیں ان سے ان کی آزاد کردہ باندی ماریہ روایت کرتی ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ اس ام یحییٰ کے بھائی ہیں جس سے عقبہ بن حارث بن نوفل نے شادی کی تھی۔ ان کی حدیث صحیح بخاری میں اس خاتون کے قصہ میں آتی ہے۔

۱۶۳۹ حجیر بن بیان

باوردی اور ابو عمرو نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور قتی بن مخلد نے اپنی مسند میں ان کی حدیث داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ ابو فرج، حجیر بن بیان سے نقل کی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ یہ آیت ”جو لوگ نکل کرتے ہیں“ یاء سے پڑھی۔

۱۶۹۸ اسد الغابۃ (۱۰۹۹) استیعاب (۵۰۷) الجرح والتعديل (۲۹۰/۳)

۹۶/۳ اسد الغابۃ (۱۱۰۰) استیعاب (۵۰۹) ال عمران (۱۸۰)

ترمذی کتاب تفسیر القرآن باب و من سورة ال عمران (حدیث ۳۰۱۲)

نسائی کتاب الزکاة باب التغلیظ فی حبس الزکاة (حدیث ۲۴۴۰)

ابن ماجہ کتاب الزکاة باب ماجاء فی منع الزکاة (۱۷۸۴)

الاصابة في تبيين الصحاح (الشيخ محمد بن حبيب بن جابر) (جلد ۵۸۲)

ابو عمر لکھتے ہیں: اہل عراق میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو قزعة ان سے ایک مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں جس میں رشتہ دار سے زکوٰۃ روکنے کے بارے میں سختی ہے۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، اسے کسی نے ذکر کر دیا ورنہ صحیح نہیں ہے ابن ابی حاتم * فرماتے ہیں: حجیر بن بیان وہ ربیع سے اور ان سے ان کا بیٹا ابو قزعة سوید بن حجیر روایت کرتا ہے۔

میں کہتا ہوں: اس سے یہ فائدہ ہوا کہ وہ ذہلی ہیں اس واسطے کہ ابو قزعة ذہلی تابعی ثقہ ہیں۔

۱۶۳۰) حجیر بن ابی حجیر ہلالی * یا حنفی

انہیں حجیر بھی کہا جاتا ہے۔ طبرانی * نے عکرمہ بن عمار کے طریق سے بحوالہ خشعی بن حجیر انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: ”تمہارے (باہمی) خون، مال اور تمہاری عزتیں (آپس میں محرم ہیں ان میں خون ریزی، لوٹ کھسوٹ اور جنگ) حرام ہیں۔ (حدیث) اسے اسی سند سے جو صحیح ہے ابن مندہ نے روایت کیا ہے۔ عبدان نے اس کا ذکر کر کے کہا: حجیر خشعی کے والد جسے بلا تفسیر ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ابن مندہ کی کتاب استدراک میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ استدراک کی کوئی وجہ نہیں بنتی اس واسطے کہ انہوں نے ان کا ذکر کیا اور ان کی حدیث بھی نقل کی اور کہا: کہ یہ غریب روایت ہے۔

باب جاء جس کے بعد وال ہے

۱۶۳۱) خذر جان بن مالک ازدی : ان کے بھائی اسود کے سوانح میں ان کا ذکر ہوا ہے۔

۱۶۳۲) حذر بن ابی حذرہ *

بن غیر اسلمی کنیت ابو خراش مدنی، ابو داؤد * نے عمران ابن ابی انس بحوالہ ان کے ایک حدیث ہجرت (قطع تعلقی) کے متعلق روایت کی ہے۔ جسے امام بخاری نے الادب المفرد میں اور حارث بن ابی اسامہ، اور ابن مندہ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ لیکن بعض کے ہاں نام نہیں لکھا گیا۔

۱۶۳۳) حذیر *

تفسیر ابو قزعة اسلمی بقول بعض سلمیٰ یہی زیادہ درست ہے کسی نے کنیت ابو قزعة بتائی ہے جو وہم پرستی ہے ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت نے صحابہ میں ذکر کیا ہے جبکہ ابن خبان * نے تابعین میں تذکرہ کیا ہے ابن وہب بحوالہ معاویہ بن صالح، ابو عمر ازدی وہ بشیر مولیٰ معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا سامع کیا ہے ان میں سے ایک ابو قزعة حدیر ہیں یہ لوگ جب ہلال (نیا چاند) دیکھتے تو فرماتے اللہم بارک لنا حدیث *۔

اسے ابن مندہ نے بطریق عثمان بن ابی العاتکہ روایت کیا ہے کہ مجھے میرے زیاد نامی بھائی نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ہلال

* الجرح والتعديل (۲۹۰/۳) * اسد الغابہ (۱۱۰۱) استيعاب (۵۰۸) * المعجم الكبير (۳۵۷۲/۴)

* اسد الغابہ (۱۱۰۴) استيعاب (۲۹۲) * ابو داؤد کتاب الادب باب فيمن يهجر اخاه المسلم (حدیث ۴۹۱۵)

* اسد الغابہ (۱۱۰۶) الثقات (۱۸۳/۴) * تهذيب تاريخ دمشق (۹۳/۴) كنز العمال (۴۹۴۴)

دیکھتے تو فرماتے: پھر وہ حدیث ذکر کی * اس دعا پر چھ صحابہ اور ساتویں حدیر ابو فوزہ سلمی کا عمل ہے۔ امام بخاری اپنی تاریخ میں اور ابن عساکر مغازی میں بطریق یونس بن میسرہ، بحوالہ ابو فوزہ حدیر سلمی سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں حضرت عثمان کی خلافت کے آخری دور میں حاضر ہوا پھر ایک قصہ ذکر کیا۔

۱۶۳۴) **حدیر** * (دوسرے ہیں)

کسی قبیلہ کی طرف نسبت نہیں رکھتے۔ ابن مندہ بطریق مغیرہ بن مقطب، بحوالہ عبدالعزیز بن ابی رواد، نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا جس میں حدیر * نامی ایک شخص تھا پھر حدیث ذکر کی۔

باب حاء جس کے بعد ذال ہے

۱۶۳۵) **خداۃ بن نصر**

بن غانم بن عامر ابن عبد اللہ بن عبید بن عوج بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب قرشی عدوی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ زبیر بن بکار قریش کے نسب میں فرماتے ہیں: نصر بن عاصم کے ہاں پھر ان کا نسب بیان کیا: صحریا صحیر اور خداۃ پیدا ہوئے جو سارے کے سارے طاعون عمواس میں فوت ہو گئے۔ اس بنا پر وہ صحابہ ٹھہرے اس واسطے کہ فتح مکہ کے بعد ہر قریشی مسلمان ہو کر حجۃ الوداع میں شریک ہوا خصوصاً عدی بن کعب کا خاندان۔

۱۶۳۶) **حذیفہ بن اسید** * (زبر سے)

بقول بعض امیہ بن اسید بن خالد بن افوز بن واقعہ بن حرام بن غفار غفاری ابو سرحہ بروزن عجیبہ کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں۔ حدیبیہ میں شریک ہوئے اور درخت تلے بیعت کرنے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ پھر کوفہ فروکش ہوئے۔ * کئی احادیث کی روایت کی ہے امام مسلم اور اصحاب السنن نے ان کی روایات درج کی ہیں۔ حضرت ابوبکر، ابوذر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرنا حاصل ہے۔ ان سے حضرت ابوالطفیل اور تابعین میں سے شعبی وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابوسلمان مؤذن کا قول ہے جب یہ فوت ہوئے تو حضرت زید بن ارقم نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ اور بقول ابن حبان: * بیالیس (۵۳۲) میں فوت ہوئے۔

۱۶۳۷) **حذیفہ بن اوس** *

ابن شاپین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبد اللہ بن ابان بن عثمان کے طریق سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مجھ سے میرے والد، ان سے ان کے والد نے بیان کیا وہ اپنے دادا حذیفہ بن اوس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”جس کے لیے بھلائی کا کوئی دروازہ کھل جائے تو وہ اس کے لیے تیار ہو جائے اس واسطے کہ اسے معلوم نہیں کہ کب بند ہو جائے۔“ *

* السنۃ لابن ابی عاصم (۱/۱۶۵) * اسد الغابۃ (۱۱/۵) * اسد الغابۃ (۱/۴۳۹)

* اسد الغابۃ (۱۱/۸) استیعاب (۵۱۱) * الطبقات الکبریٰ (۶/۱۵) * الثقات (۱۱/۳)

* اسد الغابۃ (۱۱/۹) * کنز العمال (۴۳۱۳۴) موارد الظمان (۳۸) المغنی عن حمل الاسفار (۳/۳۲۹)

فرماتے ہیں: اس اسناد سے کئی احادیث ہیں۔ ابو موسیٰ نے اپنے استاد راک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حذیفہ بن مخصن قلعانی

۱۶۳۸

حذیفہ کا قول ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں عمان کا گورنر بنایا جب وہاں سے عکرمہ کو معزول کر دیا تھا۔ ایسا ہی ابوعمر کا قول ہے البتہ انہوں نے یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک وہیں رہے۔ ابوعبیدہ نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اہل عمان کو اسلام کی دعوت دی تو سوائے اہل دبا کے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ فوج میں سیف نے کھل بن یوسف سے بحوالہ قاسم بن محمد نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قنہ ارتداد میں انہیں امیر مقرر کیا تھا۔ عمر بن شبہ کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں یمامہ کا گورنر بنایا تھا۔ "المشور" میں ابن درید نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن غزوہ ان کو ان الفاظ میں وصیت کی کہ میں نے علاء بن حضری کو حکم دیا ہے کہ وہ عمر بن حرمہ کے ذریعہ تمہاری کمک کرے اس لیے کہ وہ دشمن کا مقابلہ اور مجاہدہ کرنے والا شخص ہے۔ ایسا ہی ابن کلبی اور قلعانی نے ذکر کیا ہے۔ ابن الاثیرؒ لکھتے ہیں: ابو عمر نے ان کا نام قاف، لام اور عین سے قلمبند کیا ہے جبکہ طبری نے غلفانی عین لام اور فاء سے لکھا ہے۔ واللہ اعلم

حذیفہ بن یمان غبسی

۱۶۳۹

اکابر صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا نسب ان کے والد حسل کے سوانح میں عنقریب ہی آئے گا۔ ان کے والد سے ایک قتل ہو گیا تھا تو وہ مدینہ بھاگ آئے۔ جہاں بنی عبدالمطلب سے عہد و پیمان کیا۔ یمانوں سے معاہدہ کرنے کی وجہ سے ان کی قوم انہیں یمانی کہنے لگی تھی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی والدہ سے شادی کر لی جن کی ولادت مدینہ میں ہی ہوئی۔ حضرت حذیفہ اور ان کے والد دونوں اسلام لے آئے تھے۔ بدر میں شرکت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے انہیں منع کر دیا، البتہ دونوں اُحد میں شریک ہوئے اور وہیں حضرت یمان شہید ہو گئے۔ ان کی اُحد میں شرکت اور وہاں شہید ہونے کی حدیث امام بخاری نے روایت کی ہے۔ حضرت حذیفہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے جس میں ان کا اچھا تذکرہ ہے۔ اور بعد کے مشاہد میں بھی ان کی شرکت ہوئی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت لیتے ہیں ان سے جابر، جندب، عبد اللہ بن یزید اور ابو طفیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جبکہ تابعین میں سے ان کا بیٹا بلال، ربیع بن خراش، زید بن وہب، زُر بن حبیش اور ابو داؤد وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

عجلی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں مدائن کا گورنر بنایا جس پر وہ تازیت قائم رہے بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فوت ہوئے۔ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کے چالیس روز بھی گزر چکے تھے۔

میں کہتا ہوں: یہ چھتیس (۳۶) کا واقعہ ہے۔ علی بن یزید، سعید بن المسیب سے بحوالہ حذیفہ روایت کرتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے ہجرت و نصرت میں اختیار دیا تو میں نے نصرت کو اختیار کیا۔ امام مسلم عبد اللہ بن یزید محطی سے بحوالہ حذیفہ رضی اللہ عنہ

اسد الغابۃ (۱۱۱۲) استیعاب (۵۱۲) اسد الغابۃ (۴۴۲/۱)

اسد الغابۃ (۱۱۱۳) استیعاب (۵۱۲) جامع المسانید (۳۹۳/۳)

روایت کرتے ہیں: مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے جو باتیں ہو گئیں یا جو ہوئی ہیں قیامت تک سب بتا دی ہیں۔ * صحیحین * میں ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ سے کہا: کیا تم میں وہ بھیدی شخص نہیں جس بھید کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا؟ مراد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تھے۔ صحیحین ہی میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے فتنہ کے متعلق پوچھا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ عراقی فتوحات میں شریک ہوئے جن میں ان کے اچھے کارنامے ہیں۔

(ن) حذیفہ بن یمان ازدی (۱۶۵۰)

ابن سعد * کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں ازد سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا تھا جس کا لہا قصہ ہے۔ واقندی نے کتاب الردۃ میں دبا کے اس وفد میں ذکر کیا ہے جو اسلام کا اقرار کرتے تھے۔ تو نبی ﷺ نے ان کی طرف حذیفہ بن یمان ازدی کو زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے بھیجا۔ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو یہ لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عکرمہ بن ابی جہل کو بھیجا، وہاں ازدیوں کا سردار لقیط بن مالک تھا۔ یہ سب لوگ شکست کھا گئے۔ حضرت حذیفہ اور ان کے ساتھی مضبوط ہو گئے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے ان کی ایک جماعت گرفتار کر لی اور ایک جماعت کو قتل کرنے کے بعد قیدیوں کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کر دیا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ مقیم رہے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا۔

(۱۶۵۱) حذیفہ ازدی باریقی قسم ثالث میں، میں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(ن) حذیم بن حارث (۱۶۵۲)

بن اقرم، بن عامر بن مناف بن کنانہ کے ایک فرد، فتح کے غزوہ میں ان کا ذکر ملتا ہے جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو نبی حذیفہ کی جانب بھیجا۔ آپ نے ان سے فرمایا: اسلام لے آؤ! وہ کہنے لگے: ہم مسلمان ہیں، آپ نے فرمایا: ہتھیار اتار دو، تو حذیم بن حارث نے ان سے کہا: ایسا نہ کرنا، ہتھیار اتارنے کے بعد تو قتل ہی ہوتا ہے۔ یوں ایک جماعت ان کے زیر نگین آ گئی اور ایک جماعت نے بات نہ مانی تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی، جس کی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عمر اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع کیا تھا۔

(۱۶۵۳) حذیم بن حنیمة حنفی

بقول بعض مالکی، حظلہ کے والد، ان کا ذکر ان کے بیٹے حظلہ کے سوانح میں ہوگا۔

(ن) حذیم بن عمر سعدی (۱۶۵۴)

زیاد کے والد، ان کی حدیث نسائی اور ابن حبان اپنی صحیح میں موسیٰ بن زیاد بن حذیم کے طریق سے بحوالہ ان کے والد وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر عرفہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا:

* دلائل النبوة (۳۱۲/۶) بخاری کتاب الفضائل باب مناقب عمار و حذیفہ رضی اللہ عنہما، حدیث (۳۷۴۳)

* الطبقات الکبریٰ (۸/۶) اسد الغابۃ (۱۱۳۶) استیعاب (۵۱۳)

”بے شک تمہارے خون، اسوال باہمی طور پر حرام و محترم ہیں۔“ (حدیث) ابو عمر نے یہ نکتہ نکالا کہ وہ تمہی ہیں اور بصرہ میں رہتے تھے۔

باب حاء کے بعد راء

(ن) حوام * انصاری

ایک صحیح حدیث میں ان کا ذکر آتا ہے جسے نسائی، ابویعلیٰ اور ابن اسکن نے عبدالعزیز بن صہیب کے طریق سے بحوالہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اپنی قوم کی امامت کرتے تھے، حرام مسجد میں داخل ہوئے۔ ان کا ارادہ تھا کہ اپنے نفلستان کو سیراب کریں۔ لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز لمبی کر دی تو وہ اپنی نماز مختصر کر کے نفلستان چلے گئے۔ (حدیث) اسی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(اے معاذ!) کیا تم لوگوں کو فتنہ میں ڈالتے ہو، انہیں لمبی نماز نہ پڑھایا کرو؟“ خطیب اور ان کا اتباع کرنے والوں نے اس پر اعتماد کیا ہے کہ یہ حرام دہی ابن ملحان ہیں جن کا ذکر اس کے بعد ہوتا ہے لیکن مجھے اس کے جتنے طرز بھی ملے سب میں انہی کا نام ہے، ان کے والد کا نام مذکور نہیں۔ اس واسطے مجھے تو یہ شبہ ہے کہ یہ دوسری شخصیت ہیں۔ ابو عمر نے حزم بن کعب کے سوانح میں تاریخ بخاری سے ان کا قصہ نقل کرنے کے بعد ذکر کیا ہے، اس روایت کے علاوہ میں حضرت معاذ والے شخص کا نام حرام بن ابی کعب ہے، یوں کہنے کے بعد وہ حرام کے سوانح میں لکھتے ہیں: عبدالعزیز بن صہیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حرام بن ابی کعب، وہ جیسا پہلے بھی گزر چکا ہے کہ عبدالعزیز کی روایت میں ان کے والد کا نام درج نہیں۔

ادھر ابوداؤد * نے حدیث جابر سے بحوالہ حزم بن ابی کعب روایت کیا ہے کہ وہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں سے گزرے پھر اسی قصہ کے قریب قریب ایک واقعہ ذکر کیا۔ لہذا احتمال ہے کہ قصہ ایک ہو اور ایک ہی شخص کا دوسرا نام غلط لکھ دیا گیا ہو۔

(۲۱۵۶) حرام بن ملحان انصاری *

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے ماموں۔ ام سلیم کے سوانح میں ان کا نسب آئے گا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ بطریق ثمامہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت حرام بن ملحان جو حضرت انس کے ماموں ہوتے ہیں۔ جب بیر معونہ کے موقع پر انہیں نیزہ لگا، تو فرمایا: فزت و رب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا)۔ (حدیث) طبرانی * نے اسی سند سے یہ روایت طویل ذکر کی ہے اور امام مسلم نے بھی ثابت بن انس کے طریق سے طویل روایت ذکر کی ہے۔ اہل مغازی کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ بیر معونہ میں شہید ہوئے۔ ابو عمر * نے کسی مؤرخ کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیر معونہ سے فنی حالت میں لائے گئے

* مسند احمد (۴۰/۵) السنن الکبریٰ (۱۶۶/۵) تہذیب تاریخ دمشق (۵۸/۶) الدر المنثور (۲۲۶/۱)

* اسد الغابۃ (۱۱۲۲) استیعاب (۵۱۶) * فتح الباری (۱۹۵/۲) جمع الجوامع (۳۶۷۳) کنز العمال (۲۰۴۴۵)

* ابوداؤد کتاب الصلاة باب فی تخفیف * اسد الغابۃ (۱۱۲۴) استیعاب (۵۱۵)

* بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع (۴۰۹۲) * المعجم الکبیر (۳۶۰۷/۴)

* استیعاب (۳۹۵/۱)

تھے۔ حجاج بن سفیان کلابی، جو غظیہ طور پر مسلمان تھے، نے اپنی قوم کی ایک عورت سے کہا: کیا تمہیں ایسے شخص کے بارے میں کوئی رغبت ہے جو تندرست ہو جائے تو بہترین نگران ثابت ہو؟ اس نے ہامی بھری اور انہیں اپنے پاس ٹھہرا لیا اور ان کا علاج معالجہ کرنے لگی۔ ایک دفعہ اس نے انہیں یہ اشعار کہتے سنا: ”اے عامر! تو ہم سے محبت کی امید رکھتا ہے، عامر تو ایک غافل دشمن ہے۔ اگر ہم واپس لوٹے تو ہماری تلواروں اور نیزوں سے عامر کے بارے میں جنگ نہیں ہوگی۔“ تو گھر کے افراد ان پر ٹوٹ پڑے اور شہید کر دیا۔

(۱۶۵۷) (ن) حرام الجہنی یا مرنی، حلال میں ذکر ہوگا۔

(۱۶۵۸) (ن) حرب بن حارث محارب

طبرانی اور ابویہم وغیرہ نے یعلیٰ بن حارث محارب سے بحوالہ ربیع بن زیاد محارب، حرب بن حارث سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے جمعہ کے روز نبی ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا: ہمیں عورتوں کے متعلق رنگ لگانے کا حکم ہے۔ امام بخاری نے تاریخ میں لکھا ہے: حرب بن حارث نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ یہ قول ان سے ربیع بن زیاد نے نقل کیا ہے لہذا اس سلسلہ میں غور کر لینا چاہیے جو یہاں لکھا ہے۔ شاید متوفی روایت اس مرفوع کے علاوہ ہو۔

(۱۶۵۹) حرب (بے نسبت)

بقول بعض ابوالورد کا نام ہے، ایک قول یہ ہے کہ ان کا نام عبید بن قیس ہے۔

(۱۶۶۰) حرب (بے نسبت)

موطا میں امام مالک رحمہ اللہ نے یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک دودھیا اونٹنی کے متعلق فرمایا: اسے کون دوہے گا؟ ایک شخص اٹھا: آپ ﷺ نے پوچھا: تمہارا نام؟ اس نے کہا: حرب۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ ایک اور صاحب اٹھے، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام؟ اس نے عرض کیا: یحیٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دودھ دھو۔ اس روایت کا ایک طریق خاء میں غلدہ کے سوانح میں بھی ہے جو دوسری سند سے مروی ہے کہ اس پہلے شخص نے حرب کی جگہ اپنا نام جمرہ بتایا تھا۔ واللہ اعلم

(۱۶۶۱) حرب بن ریطہ

بن عمرو بن مازن ابن وہب بن ربیع بن حارث بن کعب از بنی ساسہ بن لوی اپنے رشتہ داروں کے ایک جتنے سمیت نبی ﷺ کے پاس چھ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام پر آئے، جن میں سے بعض فوت ہو گئے اور بعض بیمار پڑ گئے، جس سے ان لوگوں نے نحوست کا وہم کیا پھر وہ اپنے علاقوں کی طرف واپس چلے گئے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان کے متعلق اشعار کہے تو حرب بن ریطہ نے ان اشعار میں جواب دیا۔ تم دونوں میری طرف سے رسول محمد (ﷺ) کو پہنچا دو، اس شخص کا پیام جو آپ ﷺ کی صحبت و معیت کا دلدادہ ہو گیا ہے۔ مجھے ان اونٹنیوں کے رب کی قسم! جو کھلے میدان سے قفس کرتی ہوئی شام کے وقت نکلیں جسے وہ راستہ سمجھ

اسد الغابۃ (۱۱۲۵) استیعاب (۵۹۵) المعجم الکبیر (۳۸/۴) التاریخ الکبیر (۶۰/۱)

موطا مالک کتاب الاستیذان باب ما یکرہ من الاسماء (۱۸۱۹)

الاصول في تفسير القرآن الكريم (جلد ۱) ۵۹۰

رہی تھیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے نبی محمد (ﷺ) کو حق اور ہدایت کا ایسا نشان دے کر مبعوث فرمایا ہے جس سے غم دور ہو جاتا ہے۔ یہ اشعار میں نے ابن سید الناس کی کتاب ”فتح منح الممدح“ سے نقل کیے ہیں۔

۱۶۶۲ (ز) حوثان بن عامر

بن عمیلہ قضاعی۔ ابن فتحون نے ذیل میں مغازی اموی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ انہوں نے بحوالہ ابن اسحاق ان کا ذکر شرکاء بدر میں کیا ہے۔

۱۶۶۳ حرقوص بن زہیر سعدی

فوحات عراق میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابو عمر کا گمان ہے کہ یہی ذوالخویصرہ تھیں خوارج کا سردار ہے جو نہروان میں قتل ہوا تھا۔ اس کے سوانح میں ان لوگوں کا قول آئے گا جو اس کے قاتل ہیں۔ طبری نے ذکر کیا کہ عقبہ بن غزوہ ان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا: کمک بھیجیں، انہوں نے حرقوص بن زہیر کو روانہ فرمایا جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ تو جب تک غالب رہے انہیں جنگ کا امیر بنایا بالآخر اسواڑ کا بازار فتح ہو گیا۔ یثیم بن عدی کا بیان ہے کہ خوارج کا گمان ہے کہ حرقوص بن زہیر صحابی رسول ﷺ ہیں جو ان (خوارج) کے ساتھ نہروان میں قتل ہوئے۔ لکھتے ہیں: میں نے اس کے متعلق کئی لوگوں سے پوچھا تو مجھے کوئی بھی ایسا نہ ملا جو اسے جانتا ہو۔ معجزات پر کسی نے کتاب لکھی ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”شرکاء حدیبیہ میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا“۔ اور وہ حرقوص بن زہیر ہوئے۔ واللہ اعلم

۱۶۶۴ حرملة بن ایاس

بقول بعض ابن اوس، ابن عبد اللہ میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۶۵ حرملة بن خالد

بن ہوذہ بن خالد بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ الحامری، عداء بن خالد کے بھائی۔ ابو عمر لکھتے ہیں: امام اصمعی کا قول ہے کہ عداء، ان کے بھائی حرملة اور ان کے والد اسلام لائے تھے۔ دونوں بھائی اپنی قوم کے سردار تھے۔ ابن کلبی نے مؤلفۃ القلوب (جن کی تالیف قلیبی کی گئی ان) میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۶۶ حرملة بن زید انصاری

نبی خارش کے ایک فرد ہیں۔ طبرانی نے حدیث ابن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا تھا اتنے میں حرملة بن زید انصاری آ کر کہنے لگے: یا نبی اللہ! ایمان یہاں ہے اور اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا: نفاق یہاں ہوتا ہے اور اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا: ”اللہ! حرملة کی زبان کو سچا بنا دے“۔ (حدیث) اس کی سند میں کوئی حرج والی بات

اسد الغابہ (۱۱۲۷) فتح الباری (۴۴۳/۷) اسد الغابہ (۱۱۳۴) استیعاب (۵۱۷)

استیعاب (۳۹۷/۱) کنز العمال (۱۰۳۷۲)

ہیں۔ اسے ابن مندہ نے بھی نقل کیا ہے۔ ہم نے فوائد ہشام بن عمار میں احمد بن سلیمان بن زبان کی روایت سے حدیث ابی درداء سے ایسا ہی نقل کیا ہے۔

۱۶۶۶ حرملہ بن سلمیٰ

سیف اور طبریؒ کا قول ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب ۱۲ھ عراق میں داخل ہوئے تو انہیں امیر بنایا۔ ان کے اور مثنیٰ بن حارثہ، مذکور بن عدی اور سلمیٰ بن قیس کے ساتھ آٹھ ہزار (۸۰۰۰) اور حضرت خالد کے ساتھ دس ہزار (۱۰۰۰۰) سپاہی تھے۔ یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ امراء صرف صحابہ ہی بنائے جاتے تھے۔

۱۶۶۸ حرملہ بن عبد اللہ

بن ایاس بقول بعض ابن اوس غیری، بصرہ فروکش ہوئے۔ ابو حاتمؒ لکھتے ہیں: صحابی ہیں ان سے ان کے بیٹے بلیبہ روایت کرتے ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: حرملہ بن ایاس صحابی ہیں۔ اہل بصرہ میں شمار ہوتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کی الادب المفرد، مسند ابوداؤد طیالسی وغیرہ میں ان کی حدیث صحیح سند سے منقول ہے۔ بعض دفعہ نسب میں دادا کی طرف منسوب لکھے جاتے ہیں تو اس وقت انہیں حرملہ بن ایاس کہا جاتا ہے۔ بعض لوگوں نے جیسے بغوی وغیرہ نے ان میں فرق کیا ہے جس کی ذہبیؒ نے تردید کی ہے، بغوی کئی میں لکھتے ہیں: ابو علیہ عمر بصرہ رہائش پذیر رہے۔ اور اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حرملہ ان نمازیوں میں سے ایک تھے جن کی مخصوص جگہ تھی اور لمبے قیام کی وجہ سے ان کے پاؤں کے وہاں نشان پڑ گئے تھے۔

۱۶۶۹ حرملہ بن عمرو

بن سہ اسلمی۔ ابن السکن فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ اور بیع میں فروکش ہوئے۔ طبرانیؒ نے عبدالرحمن بن حرملہ کے طریق سے روایت نقل کی ہے، فرمایا: مجھ سے یحییٰ بن ہند وہ میرے والد حرملہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرفہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، مجھے میرے بچانے اپنے پیچھے سواری پر بٹھا رکھا تھا۔ آپ ﷺ کو نزدیک سے دیکھا تو آپ نے اپنی ایک انگلی پر دوسری انگلی رکھی تھی۔

میں کہتا ہوں: ان کے بچا کا نام شان بن سہ ہے، جس کا ذکر دروردی وغیرہ کی روایت میں صراحت سے ہے۔ یہ روایت اسی سند سے خلیفہ نے روایت کی ہے جس میں ہے: میں نے حجۃ الوداع میں شرکت کی، میں اپنے والد کے پیچھے سواری پر سوار تھا۔

۱۶۷۰ حرملہ بن مریطہ تمیمی

طبریؒ نے ذکر کیا کہ وہ بصرہ میں عتبہ بن غزو ان کے ساتھ تھے۔ تو انہوں نے ۱۷ھ میں انہیں اہل فارس سے جنگ کرنے کے لیے میدان بھیج دیا وہ صحابی بھی ہیں۔ اور نبی ﷺ کی طرف ہجرت کا شرف بھی حاصل ہے۔ عتبہ نے ان کے ساتھ سلمیٰ بن

اسد الغابۃ (۱۱۳۹) تاریخ طبری (۴۹۴/۲) اسد الغابۃ (۱۱۳۰) استیعاب (۵۱۸)

الجرح والتعديل (۲۷۳/۲) تجرید (۳۷) اسد الغابۃ (۱۱۳۱) استیعاب (۵۲۰)

المعجم الكبير (۳۴۷۳/۴) (۳۴۷۴/۴) اسد الغابۃ (۱۱۳۳) تاریخ الامم والملوک (۴۹۴/۲)

تین جو مہاجر صحابی ہیں۔ دونوں حضرات حمیم و رباب کی چار ہزار نفری میں تھے۔

میں کہتا ہوں: حرمہ بن سلمیٰ کے بارے میں قریب ہی اس سے ملتا جلتا تذکرہ گزرا ہے، احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں۔

(۱۶۴۱) (ن) حرمہ بن معن ہذلی

معن بن حرمہ میں ذکر ہوگا۔

(۱۶۴۲) حرمہ بن نعمان

ابن قایم نے ان کا ذکر کر کے محمد بن سوہ، میمون بن ابی شیبہ بحوالہ حرمہ بن نعمان روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اولاد والی محبت کرنے والی عورت اللہ تعالیٰ کے ہاں بانجھ عورت سے زیادہ بہتر ہے، میں تمہاری وجہ سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا۔“ * دارقطنی نے ان کا ذکر کیا اور ابن قتیون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۴۳) حرمہ بن ہوذہ

بن خالد العامری۔ عذاء بن خالد کے چچا، ابن شاپین نے محمد بن یزید سے بحوالہ ان کے رجال نقل کیا ہے کہ انہیں وفد میں آنے کی سعادت حاصل ہے۔ حرمہ بن خالد میں ان کا ذکر ہوا ہے۔ ابن کلیبی فرماتے ہیں: خالد اور حرمہ، ہوذہ بن خالد بن ربیعہ بن عمرو کے بیٹے ہیں جو دونوں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے خزاعہ کی طرف ایک خط لکھوایا جس میں انہیں ان دونوں کے اسلام کی خوشخبری دی۔

(۱۶۴۴) حرمہ بن ولید

بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم، مخزومی، سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی۔ ابن عساکر فرماتے ہیں: ابو حسین رازی نے بحوالہ ابراہیم بن محمد بن صالح ذکر کیا ہے کہ دمشق میں دیر البقر کے پاس دو عبادت خانے ہیں، ان میں سے ایک خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جو انہیں ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے نامزد کر دیا تھا۔ دوسرا ان کے بھائی حرمہ بن ولید کا ہے جو گاؤں کی قرعہ زمین غوطہ میں عبادت خانہ حرمہ کے نام سے مشہور ہے جس کے متعلق ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خط و کتابت کر کے اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی۔

(۱۶۴۵) حرمہ مذلجی * ابو عبد اللہ

ابن سعد * کا قول ہے وہ بیع فروش ہوئے، نبی ﷺ سے حدیث سنی ان سے اس کی روایت کی جاتی ہے۔ لوگوں کا کہنا

* ابوداؤد کتاب النکاح باب النہی عن تزویج من یلد من النساء (۲۰۵۰)

نسائی کتاب النکاح باب کراهیة تزویج العقیم (۳۲۲۷) المعجم الكبير (۲۲۹/۱۰)

الصحيح لابن حبان (۱۸۵۸) تهذيب تاريخ دمشق (۲۹۳/۴)

* اسد الغابہ (۱۱۳۲) استيعاب (۵۱۹) تجريد (۱۲۷/۱) * الطبقات الكبرى (۸۸/۳)

ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں کئی اسفار کیے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن حرمہ کے سوانح میں بھی ان کا ذکر آئے گا۔ نیز ان کے پوتے خالد بن عبداللہ بن حرمہ کا تذکرہ آئے گا۔

(ن) **حرمی بن عمرو واقفی** ان شاء اللہ تعالیٰ ہری ہاء میں تذکرہ ہوگا۔

(ن) **حریث بن ابی حریث** وہ ابن عمرو ہیں، ان کا تذکرہ آگے آئے گا۔

(ن) **حریث بن حسان بکری** وہی حارث جن کا تذکرہ ہو گیا ہے۔

(ن) **حریث بن زید**

بن ثعلبہ بن عبد ربہ بن زید بن حارث غزرجی موسیٰ بن عقبہ نے بحوالہ ابن شہاب اور ابوالاسود نے بحوالہ عروہ شریک بدر میں ذکر کیا ہے۔ ابن شہاب فرماتے ہیں: یہ ان عبداللہ بن زید بن ثعلبہ کے بھائی ہیں جنہیں خواب میں اذان کی تعلیم دکھائی دی۔ محمد بن زید نے بحوالہ اپنے رجال لکھا ہے بدر و احد میں شریک ہوئے۔ ابو عمر * لکھتے ہیں: سب کا اتفاق ہے کہ وہ احد میں شریک ہوئے تھے۔ ابو عمر نے عبد ربہ کو ثعلبہ سے مقدم ذکر کیا باوجودیکہ وہ ان عبداللہ کے بھائی ہیں جنہیں اذان کا خواب دکھائی دیا۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

(ن) **حریث بن زید**

الخیل بن مہلہ الطائی۔ دارقطنی فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے اور ہشام بن کلثوم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: زید الخیل کے دو بیٹے تھے: حلیف اور حریث، دونوں مسلمان اور صحابی رسول ﷺ ہیں۔ قتیہ ارتد کے خلاف جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ واقدی نے اپنی اسناد سے لکھا ہے یہی حریث بن زید الخیل ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے قاصد بنا کر زبیر کے علاقہ مجہ اور اہل ایلہ کی طرف بھیجا تھا۔ بقول مرزبانی: جعفری ہیں نبی ﷺ کا ساتھ نصیب ہوا اور مردوں سے جنگ میں شریک ہوئے، انہی کے یہ اشعار ہیں: میں حریث ہوں، جو زید الخیل کا بیٹا ہے، نہ جھکنے والا اور نہ کمزور دل ہوں۔ واقدی نے قتیہ ارتد او میں ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں: خبردار! بنی اسد کے پورے قبیلے اور مجھ سے پہلے غطفان کے اس قبیلہ کو یہ پیام پہنچا دو کہ طیحہ کذاب اللہ کا دشمن اور راہ سے برگشتہ ہو گیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ان کا ایک قصہ بھی ہے جو اوس بن خالد طائی کے حالات میں گزر چکا ہے۔ بقول بعض عبید اللہ بن حریص نے اس جنگ میں جو مصعب بن زبیر کی جانب سے ان کے درمیان تھی اس میں مبارزت (مقابلہ کے لئے میدان میں بلانے) کے دوران انہیں شہید کر دیا تھا۔

(ن) **حریث بن سلمہ**

بن سلامہ ابن ویش بن زعربہ بن زعوراء بن عبدالاشہل انصاری اشہلی، ان سے محمود بن لبید روایت کرتے ہیں۔

* اسد الغابۃ (۱۱۳۶) استیعاب (۵۲۱) * استیعاب (۳۹۸/۱)

* اسد الغابۃ (۱۱۳۷) * اسد الغابۃ (۱۱۳۸) استیعاب (۵۲۴)

ابو عمرو نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۸۲) حریث بن عمرو

بن عثمان بن عبد اللہ بن عمرو بن مخزوم قرشی مخزومی، سعید اور عمرو کے والد، ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں ان کی حدیث جعفر بن عمرو بن حریث کے طریق سے بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے نقل کی ہے، فرمایا: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پانی کی تلاش میں نکلے۔ (حدیث) اور ابن ابی خثیمہ، فطر بن خلیفہ کے طریق سے بحوالہ ان کے والد، عمرو بن حریث سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے میرے والد نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئے آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ (حدیث) اسے ابو داؤد نے مختصر روایت کیا ہے۔ مسدد نے اپنی مسند میں عطاء بن سائب کے طریق سے بحوالہ عمرو بن حریث وہ اپنے والد سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”کھنسی من کی قسم ہے۔“ ابن اسکن کا قول ہے: شاید عبدالوارث سے اس میں غلطی ہوئی ہے۔ ادھر دارقطنی ”افراد“ میں لکھتے ہیں: اس میں عبدالوارث متفرد ہے۔ حریث کے متعلق صحابی ہونے اور روایت کرنے کا کچھ علم نہیں، اس روایت کو تو عمرو بن حریث نے سعید بن زید سے نقل کیا ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں: حدیث سعیدی درست ہے۔ میں کہتا ہوں: پہلی اور دوسری حدیث کی بنا پر ان کے صحابی ہونے پر اعتماد ہے۔

۱۶۸۳) حریث بن عوف

ان کے بھائی حمزہ کے حالات میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۶۸۴) (ز) حریث بن غانم شیبانی

طبری نے ان کا ذکر کیا اور ان کی ایسی حدیث نقل کی جو پہلی شخصیت حریث بن حسان کی حدیث کے عین مشابہ ہے اس واسطے احتمال ہے کہ دونوں ایک ہوں۔

۱۶۸۵) (ز) حریث بن یاسر عبسی

عمار بن یاسر کے بھائی۔ طبری اور ابوبکر بن درید نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ”جمہرہ“ میں ابن کلبی لکھتے ہیں: مکہ کے بنی دکل نے انہیں قتل کیا تھا۔

۱۶۸۶) (ز) حریث اسدی

ابن فتون بحوالہ واقدی لکھتے ہیں کہ یہ ۹ھ میں خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔

اسد الغابۃ (۱۳۸) استیعاب (۵۲۴)

اسد الغابۃ (۱۱۴۱)

مسلم کتاب الاشربة باب فضل الکماة و مداواة العین بها (۱۵۷) مسند احمد (۱۸۷/۱)

المعجم الكبير (۳۴۷/۳) السنن الکبریٰ (۲۴۵/۹)

(ن) حریت عذری

ابن عساکر فرماتے ہیں: صحابی ہیں اور بطریق واقندی روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب حضرت اسامہ بن زید خلافت صدیقی میں وادی قرنی میں فروکش ہوئے تو بنی عذرہ سے ایک جاسوس حریت نامی روانہ کیا، پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اور ابن قانع بطریق ابن بطاس بحوالہ اپنے والد عمرو بن حریت عذری سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ وفد کی صورت میں نبی ﷺ کے پاس گئے آپ ﷺ سے میں نے سنا آپ فرما رہے تھے: ”ساتھ بکریوں پر زکوٰۃ ہے۔“ (حدیث)

تاریخ میں امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مسلم بن ابراہیم، وہب، اسماعیل یعنی ابن امیہ ان کے سلسلہ سند میں ابو عمرو بن حریت سے وہ اپنے دادا حریت سے وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ابن عیینہ وغیرہ ان کے برخلاف روایت کرتے ہیں۔ وہ اسماعیل، ابو عمر، بحوالہ ان کے دادا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو صحیح سند ہے۔

میں کہتا ہوں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے والے صحابہ عنوان کے علاوہ کوئی شخص ہیں میں نے ان کا ذکر اس لئے کیا ہے تاکہ انہیں ایک نہ سمجھ لیا جائے۔

(۱۶۸۸) حریت ابوسلمی داعی

کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

(۱۶۸۹) حریز

بن شریل کنڈی۔ ان کے متعلق اختلاف ہے، ابن مندہ لکھتے ہیں: ولید بن مسلم، عمرو بن قیس سکونی، حریز بن شریل ان کے سلسلہ سند میں ایک صاحب سے بحوالہ نبی ﷺ مروی ہے، ابو زرعد دمشقی کا قول ہے: یہی زیادہ صحیح سلسلہ سند ہے۔ ابن ماکولا * فرماتے ہیں: وہ جنگ خازر میں ۶۲ھ میں قتل ہوئے۔

(۱۶۹۰) حریز

یا ابو حریز۔ کسی قبیلہ کی جانب منسوب نہیں۔ عبدالغنی بن سعید نے حاء بے نقط سے جبکہ ابن مندہ نے جیم سے ذکر کر کے ابوسعید رازی کا حوالہ دیا ہے۔ طبرانی نے اس میں دونوں صورتیں لکھی ہیں۔ بغوی اور طبرانی * نے قیس بن ربیع کے طریق سے بحوالہ عثمان بن مغیرہ، ابولیلی کنڈی سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے اس گھروالے حریز یا ابو حریز نے بتایا کہ میں نبی ﷺ کے پاس گیا، آپ خطبہ دے رہے تھے۔ میں نے اپنا ہاتھ آپ کے پاؤں پر رکھ دیا۔ آپ کے پاؤں دھرنے کی جگہ جلد والا اون تھا۔ بغوی اس کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اسے کئیوں میں درج کیا ہے اور ابن مندہ نے حرف جیم سے کئیوں میں لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں۔

۱۶۹۱ حریش

سابقہ نام کے وزن پر البتہ اس کے آخر میں شین ہے عبدان اور خطیب نے ”موتلف“ میں ابو بکر بن عیاش کے طریق سے بحوالہ حبیب بن خذّره، حریش سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں اس وقت والد کے ساتھ تھا جب نبی ﷺ نے معز بن عقیل کو سنگسار کیا۔ جب انہیں پتھر لگنا شروع ہوئے تو مجھ پر کچکی طاری ہو گئی۔ آپ ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا آپ کا پسینہ خوشبو کی طرح، مجھ پر بہہ پڑا تھا۔

۱۶۹۲ (ز) حریش تمیمی عنبری

ان کی حدیث ابوالشیخ اور عمر بن شبہ دونوں نے ملقاً بن تلب کے طریق سے کتاب النکاح میں روایت کی ہے، تلب نے ان سے بیان کیا کہ جب بلعمر کے قیدی لائے گئے تو ان میں ایک خوبرو عورت تھی۔ آپ ﷺ نے اسے شادی کی پیشکش کی لیکن اس نے ٹھکرا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کا خاوند سیاه قام ٹھگنے قد والا بھی آ گیا جس کا نام حریش تھا، پھر حدیث ذکر کی۔ اسی میں ہے مسلمانوں نے اس پر لعن طعن کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ وہ اس کا چچا زاد اور اس سے پاکیزہ محبت کرنے والا ہے۔ اس عورت کا نام نعامہ تھا، محمد بن علی بن حمدان وراق نے اپنی روایت میں اس حدیث کو اسی سند سے بیان کرتے ہوئے بتایا ہے۔

۱۶۹۳ (ز) الحرّ بن خضرامہ

ضمی ابوالہلالی۔ ابن شاپین نے سیف بن عمر کے طریق سے بحوالہ مصعب بن ہلال ضمی انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حارث بن خضرامہ جو بنی عس کے حلیف تھے۔ بکریاں اور غلام لے کر مدینہ میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں کفن اور خوشبو عطا فرمائی۔ کچھ ہی دنوں بعد وہ فوت ہو گئے ان کے ورثاء آئے، انہیں بکریاں دیں اور آپ ﷺ نے غلاموں کو مدینہ میں فروخت کر کے انہیں ان کی مالیت دینے کا حکم دیا۔ ابو موسیٰ مدائنی فرماتے ہیں: دارقطنی سے بحوالہ ابن شاپین کے شیخ سے مروی ہے ان کے متعلق فرمایا: حارث بن خضرامہ۔ واللہ اعلم

۱۶۹۴ (ز) الحرّ بن قیس

بن حصن ابن حذیفہ بن بدر الغزالی عیینہ بن حصن کے بھتیجے۔ ابن اسکن نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا اور ابن شاپین نے ابن ابی ذئب سے بحوالہ عبد اللہ بن محمد بن عمر بن حاطب، ابو جزہ سلمیٰ سے روایت کی ہے، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے لوٹے تو آپ ﷺ کے پاس بنی فزارہ کے دس (۱۰) سے زائد افراد پر مشتمل ایک وفد آیا۔ ان میں خارجہ بن حصن حارث بن قیس، عیینہ بن حصن کے بھتیجے جو سب سے کم عمر تھے شامل تھے۔ پھر حدیث ذکر کی۔

امام بخاری بطریق زہری، عبد اللہ بن عبد اللہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں، فرمایا: عیینہ بن حصن آئے تو

اسد الغابۃ (۱۱۴۵) جامع المسانید (۴۵۴/۳) الاکمال (۱۲۸/۳) اسد الغابۃ (۱۱۷۷)

اسد الغابۃ (۱۱۱۸) استیعاب (۵۸۶) اسد الغابۃ (۴۴۵/۱)

بخاری کتاب العلم باب ما ذکر فی ذہاب موسیٰ علیہ السلام (۷۴) (۱۲۲)

اپنے بھتیجے ۷ بن قیس کے پاس ٹھہرے، وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روانہ فرمایا تھا۔ (حدیث) شیخین نے اسی سند سے یہ روایت نقل کر کے کہا: ابن عباس اور حبر بن قیس کا موسیٰ علیہ السلام سے ملنے والی شخصیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا، ان کے پاس سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ گزرے۔ (حدیث) امام مالک نے عتیبہ میں فرمایا: عیینہ بن حصن مدینہ آئے تو اپنے نابینے بھتیجے کے ہاں فروکش ہوئے تو وہ رات کے وقت نماز پڑھنے لگے۔ صبح ہوئی تو مسجد چلے گئے۔ اس پر عیینہ نے کہا: ”میں نے قریش سے بڑھ کر کوئی قوم زیادہ مرتبے والی نہیں دیکھی، میرا بھتیجا چالیس میرے پاس رہا، میری بات نہیں مانتا تھا۔“ *

باب حاء جس کے بعد زاء ہے

۱۶۹۵ حُزَابِه *

ابن نعیم بن عمرو بن مالک بن ضمیمہ ضبابی۔ بقول ابو عمر: تبوک کے سال اسلام لائے۔ اسحاق ربلی نے ”کتاب الافراد“ میں لکھا ہے: شام کی دیہاتی احادیث سے بطریق معروف بن طریف وہ اپنے والد وہ اپنے دادا حزابہ سے مرفوع روایت کرتے ہیں کہ ”دار الحرب میں سوائے کھڑے کھجور کے درخت، بہتے چشمے اور آباد کنوئیں کے کسی کو کسی کے خلاف جگہ کی حد بندی کرنا جائز نہیں۔“ ابن مندہ بطریق نعیم بن طریف بن معروف بن عمرو بن حزابہ وہ اپنے والد سے وہ معروف سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا حزابہ روایت کرتے ہیں میں نبی ﷺ کے پاس تبوک میں ایک جماعت کے ساتھ آیا، آپ پڑاؤ کرنے والے تھے۔ آپ نے فرمایا: ”اپنے مگران (ناظم) مقرر کرو اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو دین زکوٰۃ دینے سے ہی (قائم رہتا) ہے۔“ * اس پر ابو یزید لقیطی نے کہا: یا رسول اللہ! کس کس کی زکوٰۃ؟ آپ نے فرمایا: ”سواری کے جانوروں اور اموال کی زکوٰۃ۔“ اس کی سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۱۶۹۶ (ز) حُزَابِه سَلَمی ابوقطن *

یحییٰ بن سعید اموی نے مغازی میں بنی سلیم کے وفد میں ان کا ذکر اور عباس بن مرداس کے اشعار کا ذکر کیا ہے، ان کا ذکر اس جماعت میں کیا ہے جو حنین * کے دن آنے والوں کے بارے میں انہوں نے کہے:

”اس وفد جیسا کوئی وفد نہیں جس نے محمد ﷺ کی ایسی سی سی بانہ دی ہے جو نوٹنے والی نہیں۔ ایک وفد جس میں ابوقطن حزابہ ہے اور ابن غیوث، واسع اور مشعہ ہیں۔“

۱۶۹۷ (ز) حُزَامِ بن عوف *

از بنی جعل، محمد بن عبید اللہ بن ربیع حیزی نے مصر فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن عفیر سے مروی

* بخاری کتاب العلم باب سابق حدیث (۶۶۷۳) (۴۷۲۷) مسلم کتاب الفضائل باب فضائل الخضر (۱۱۱۸)

* بخاری کتاب الاحارۃ (۲۲۶۷) مسلم کتاب الفضائل فضائل الخضر (۱۱۱۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۴۷) استیعاب (۵۸۱) * کنز العمال (۱۵۷۸۷) * کنز العمال (۱۵۷۸۷)

* السیرۃ النبویۃ (۹۷/۴) * اسد الغابۃ (۱۱۴۸)

الکتاب فی فضائل الصحابة (جلد ۱) ۵۹۸

ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ درخت تلے بیعت کی تھی۔ تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”نہ صحر ہے اور نہ جبل تم سب اللہ کے بندے کے بیٹے ہو!“ ابن قحون نے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۹۸ (بے نسبت) حزام (بے نسبت)

عبدان، ہارون بن سلمان مولیٰ عمرو بن حریت کے طریق سے بحوالہ حکیم بن حزام وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ سے ہمیشہ کے روزے کا مسئلہ پوچھا۔ (حدیث) ابو موسیٰ لکھتے ہیں اسی طرح علی بن یزید صدیقی نے روایت کی ہے جو غلط ہے جبکہ ابو نعیم وغیرہ نے ہارون، مسلم بن عبید اللہ، بحوالہ ان کے والد نقل کیا، فرمایا: میں نے پوچھا۔ جو درست ہے۔ میں کہتا ہوں: اس کا احتمال ہے۔ ابن الاثیر انہیں حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد کے والد سمجھ بیٹھے اور استدراک میں ان کا عنوان قائم کر دیا جس کا ذہبی نے تعاقب کرتے لکھا ہے، فرمایا: اس شخص سے غلطی ہوئی ہے جس نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

۱۶۹۹ (ن) حزام (بے نسبت)

قبیلہ بنت مخرمہ کے حالات میں ان کا ذکر آتا ہے جو ان کی والدہ ہیں میں نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ﷺ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔

۱۷۰۰ (ن) حزم (بے نسبت)

بن عبد عمرو شمی، بقول بغوی حزم بن عبد میرے گمان میں مدنی ہیں لیکن مجھے ان کے صحابی ہونے یا نہ ہونے کا علم نہیں؟ بغوی، طبرانی اور ابن شاذین نے موسیٰ بن عبیدہ کے طریق سے بحوالہ ابوسہل بن مالک، حزم بن عبد عمرو سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: خلیفہ کی بات سنتا اور اسے ماننا لوگوں پر لازم ہے۔ (حدیث) ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۱۷۰۱ حزم بن عمرو واقفی

ابومشتر نے انہیں ان بے حدروں میں شمار کیا ہے جن کے متعلق یہ آیت: ”جب وہ جانے لگے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں بہہ رہی تھیں“ (توبہ: ۹۲) نازل ہوئی، اسے ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا لیکن مجھے نہ ہی تجربہ میں اور نہ ہی اس کی اصل میں اس کا سراغ ملا ہے۔

۱۷۰۲ حزم بن ابی کعب انصاری

ابوداؤد طیالسی نے موسیٰ بن اسماعیل سے بحوالہ طالب بن حبیب روایت کی ہے کہ میں نے عبد الرحمن بن جابر سے بحوالہ حزم بن ابی کعب کے بارے میں بیان کرتے سنا کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ اپنی قوم کی امامت کر رہے تھے۔ پھر

ابوداؤد کتاب الصیام (۲۴۳۲) ترمذی کتاب الصوم (۷۴۸) کنز العمال (۲۴۲۱۵) الترمذی والتروہیب (۱۲۷/۲)

اسد الغابۃ (۱۱۵۰) الجرح والتعديل (۲۹۳/۳) الشقائق (۱۸۷/۴) اسد الغابۃ (۱۱۵۱) استيعاب (۵۸۳)

ابوداؤد کتاب الصلاة (۷۹۰) جامع المسانید (۴۵۶/۳)

حدیث ذکر کی، جس میں ان کے لمبی نماز پڑھانے اور نبی ﷺ کا انہیں تخفیف کرنے کا ذکر ہے۔ اسی روایت کو بخاری نے طحاوی کے طریق سے بحوالہ طالب، ابن جابر انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، یہی زیادہ مناسب ہے۔ پرانے لوگوں میں سے سوائے ابن حبان کے * انہوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ کسی نے حزم بن کعب کا عنوان قائم نہیں کیا۔ پھر انہیں تابعین ثقات میں بھی ذکر کیا ہے شاید کوئی اور تابعی ہیں جن کے والد کا نام ان کے والد کے نام جیسا ہو۔ ورنہ قصہ سے ان کا صحابی ہونا ظاہر ہے۔ ابن مندہ والوفیم نے ان کا ذکر کیا ہے ابن عبد البر کا کلام ان کے متعلق ”حازم“ میں گزر چکا ہے۔

۱۷۴۳ (حزن)

ابن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم۔ سعید بن المسیب کے دادا۔ امام بخاری * اور ابوداؤد * نے زہری کے طریق سے بحوالہ سعید بن المسیب وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، آپ نے پوچھا: تمہارا نام؟ عرض کیا: حزن۔ آپ نے فرمایا: تم سہل ہو۔ (حدیث) حزن فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور جنگ یمامہ میں شریک ہوئے۔ ان کی اس روایت کے ماسوا جوان سے ان کا بیٹا کرتا ہے کوئی اور روایت مشہور نہیں۔ زبیر بن بکار نے ”موقوفیات“ میں محمد بن اسحاق کے طریق سے لکھا ہے: جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔ پھر سقیفہ کا لمبا قصہ ذکر کیا، جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت ہونے کا ذکر ہے۔ اسی میں ہے: پھر حزن بن وہب اٹھے یہ وہی ہیں جن کا نام نبی کریم ﷺ نے سہل رکھا تھا۔ جب انہوں نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا خطبہ سنا تو اس کے متعلق اشعار کہے:

”قریش کے بہت سے مرد کھڑے ہوئے لیکن خالد کی طرح کوئی نہ اٹھا، اے خالد تمہارا اس (سقیفہ) میں کھڑے ہونا لوئی بن غالب کی عدم موجودگی کا احساس نہ دلانے جب پتھر پھینکے جا رہے ہیں۔ تمہیں ولید بن مغیرہ نے اپنی عزت کا لباس پہنایا ہے اور دو بوڑھوں نے تمہیں سروں کے پچھلے حصوں پر ضرب لگانا سکھائی ہے۔ تم مخزوم بن یثرب کی ڈھال ہو، ایسا ہی اس میں تمہارا نام عزت والا اور عزت والے کے بیٹے کی طرح ہے۔“

۱۷۴۴ (ن) حزن

بقول ابن حبان: سہل بن سعد ساعدی کا نام حزن تھا، آپ نے ان کا نام سہل رکھ دیا تھا۔

باب حاء جس کے بعد سین ہے

۱۷۴۵ (حسان بن اسعد حَجْرِي)

ابن یونس کا بیان ہے کہ صحابی ہیں اور فتح مصر میں شریک ہوئے تھے۔

* الثقات (۱۸۷/۴) * اسد الغابۃ (۱۱۵۲) استیعاب (۵۷۷) * بخاری کتاب الادب (۶۱۹۰) (۶۱۹۳)

* ابوداؤد کتاب الادب (۴۹۵۶)

حسان بن ثابتؓ

بن منذر بن حرام بن عمرو بن زید مناة بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار النصارى خزرجی ثم نجاری، شاعر رسول ﷺ، ان کی والدہ فزینہ بنت خالد بن حوش بن لؤذان وہ بھی خزرجیہ ہیں انہوں نے اسلام کا زمانہ پایا تو مشرف باسلام ہوئیں اور بیعت سے سرفراز ہوئیں۔ بقول بعض وہ خالد کی بہن ہیں نہ کہ بیٹی۔ حضرت حسان کی کنیت زیادہ مشہور تو ابوالولید تھی لیکن ابوالمضرّب، ابوالحسام اور ابو عبد الرحمن بھی تھی۔ نبی ﷺ سے کئی ایک احادیث روایت کی ہیں جبکہ ان سے روایت لینے والوں میں سعید بن المسیب، ابوسلمہ بن عبد الرحمن اور عروہ بن زبیر شامل ہیں۔ ابو عبیدہ لکھتے ہیں: حضرت حسان کو دوسرے شعراء کے مقابلہ میں تین وجوہات سے فضیلت حاصل ہے، جاہلیت میں وہ انصار کے شاعر تھے اور دو نبوت میں نبی ﷺ کے شاعر رہے اور جب سے مسلمان ہوئے پورے یمن کے شاعر بن گئے۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ کمزور دل انسان تھے۔

صحیحین میں سعید بن المسیب کے طریق سے مروی ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو حضرت حسان مسجد میں اشعار سنارہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں گھورنے لگے، جس پر حضرت حسان کہنے لگے: میں اس وقت بھی اسی مسجد میں اشعار سناتا تھا جب اس میں تم سے بہترین شخصیت موجود تھیں پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے: ابو ہریرہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، بتاؤ تم نے نبی ﷺ کو یہ الفاظ فرماتے نہیں سنا: ”میری طرف سے جواب دو! اے اللہ! روح القدس ہے اس کی امداد فرما۔“ اور امام احمد رحمہ اللہ نے یحییٰ بن عبد الرحمن بن حاطب کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا گزر حسان رضی اللہ عنہ سے ہوا تو وہ مسجد میں اشعار سنارہے تھے۔ فرمانے لگے: کیا تم مسجد نبوی میں بیٹھ کر اشعار سنارہے ہو؟ حضرت حسان نے جوابا کہا: میں اس وقت بھی اشعار سناتا تھا جب اس میں تم سے بہترین شخصیت ہوتی تھی۔

صحیحین میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے حسان سے فرمایا: ”ان مشرکین کی بھوکرو، جبرائیل تمہارے ساتھ ہے۔“ ابوداؤدؒ فرماتے ہیں: لوی، ابن ابی زناد، بحوالہ ان کے والد ہشام بن عروہ، ان کے سلسلہ سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر وہ کھڑے ہوتے اور ان لوگوں کی بھوپیان کرتے جو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخانہ کلمات کہتے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”روح القدس حسان کے ساتھ ہے جب تک وہ اللہ کے رسول کا دفاع کرتا رہے گا۔“ مغازی میں ابن اسحاق نے روایت کی ہے، یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر وہ اپنے والد سے، فرمایا کہ صفیہ بنت عبد المطلب حسان بن ثابت والے قلعہ کی اونچائی پر تھیں، فرماتی ہیں: حسان بن ثابت ہمارے ساتھ تھے اس قلعہ میں بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ وہاں سے ایک یہودی گزرا جو قلعہ کے پاس گشت کرنے لگا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسان سے کہا: مجھے اس یہودی سے اطمینان نہیں کہ یہ ہمارے خفیہ ٹھکانے کا کسی کو بتادے، اتر کر اسے موت کے گھاڑ اتار دو۔ حضرت حسان نے کہا:

اسد الغابۃ (۱۱۵۳) استیعاب (۵۲۵)

بخاری کتاب الصلاة (۴۵۳) (۳۲۱۲) کتاب الادب (۶۱۵۲) مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۳۳۴)

بخاری کتاب الادب (۶۱۵۳) مسلم فضائل الصحابة (۱۵۳)

ابوداؤد کتاب الادب باب ما جاء فی الشعر (۵۰۱۵)

عبدالطلب کی بیٹی! اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے تمہیں معلوم ہے کہ یہ میرے بس کا کام نہیں۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ان کی یہ بات سن کر میں نے ایک کھوٹا لیا اور قلعہ سے اتر کر اس یہودی کا کام تمام کر دیا۔ دوبارہ انہوں نے حضرت حسان سے کہا: اس کے کپڑے اور ہتھیار اتار لو تو وہ بولے: مجھے اس کے سلب و سامان کی ضرورت نہیں۔

بقول خلیفہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا انتقال ۴۰ھ سے پہلے ہوا، ایک قول چالیس کا ایک پچاس ایک ۵۲ھ کا ہے۔ یہ ابن ہشام کا قول ہے جو ان سے ابن البرقی نے نقل کیا ہے اور یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ ان کی عمر ایک سو بیس (۱۲۰) سال یا اس کے لگ بھگ ہوگی۔ ابن اسحاق کا بیان ہے: جب نبی ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حسان کی عمر ساٹھ سال تھی۔

میں کہتا ہوں: شاید یہ اس قول کی بنا پر ہو جو کسی نے اختیار کیا ہے کہ ان کا انتقال چالیس ہجری میں ہوا اور سو سے کم عمر تک پہنچے ہوں یا پچاس میں ایک سو دس سال کی عمر میں، یا چون ہجری میں ایک سو چودہ سال کی عمر میں۔ جمہور کا قول یہ ہے کہ وہ ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے جس پر ابن ابی خثیمہ نے بحوالہ مدائنی اعتماد کیا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ساٹھ سال جاہلیت کے دور میں اور ساٹھ سال حالت اسلام میں گزرے، یوں مجموعی طور پر ایک سو بیس سال کا عرصہ زندہ رہے۔

۱۷۷۷ حسان بن جابر

بقول بعض ابن ابی جابر سلمی، ابن اسکن فرماتے ہیں: اس کی سند میں تامل ہے۔ یہ مشہور نہیں ہیں۔ انہوں نے اور حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں اور ابن ابی عاصم نے ”الآحاد“ میں سعید بن ابی ایہیم بن ابی العطف کے طریق سے روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں ابو یوسف نے بیان کیا، انہوں نے دور نبوی پایا تھا، فرماتے ہیں ہم اصحر میں تھے، ہمارے پاس ایک صحابی رسول ﷺ تشریف لائے جنہیں حسان بن ابی جابر سلمی کہا جاتا تھا۔ میں نے ان سے سنا، فرماتے تھے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طواف کر رہے تھے آپ نے مڑ کر جو دیکھا تو کچھ لوگوں نے زرد خضاب داڑھیوں پہ لگا رکھا تھا اور کچھ لوگوں نے سرخ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”سرخ اور زرد رنگ لگانے والوں کو خوش آمدید۔“

۱۷۷۸ حسان بن خوط

بن مسعر بن عثو بن مالک بن اعر بن ذیل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر شیبانی یہ ابن کلی کا بیان کردہ نسب ہے۔ فرماتے ہیں وہ اپنی قوم کے صاحب شرافت انسان تھے اور بکر بن وائل کی طرف سے نبی ﷺ کی خدمت میں قاصد بن کر آئے تھے۔ اتنا عرصہ زندہ رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ جمل میں اپنے دونوں بیٹوں حارث و بشر اور بھائی بشر بن خوط اور دیگر رشتہ داروں سمیت شرکت کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا حسین بن محمد ورج بن بشر بن خوط کے پاس تھا وہ قتل ہوئے تو ان کے بھائی حذیفہ نے لے لیا وہ قتل ہوئے تو ان کے چچا اسود بن بشر بن خوط نے سنبھال لیا وہ قتل ہوئے تو عمنس بن حارث بن حسان بن خوط نے جا پکڑا وہ قتل ہوئے تو دہیب بن عمرو بن خوط نے لے لیا وہ قتل ہوئے تو بشر بن حسان نے کہا: میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں جو

السيرة النبوية (۱۸۰/۳) * اسد الغابة (۱۱۵۴) استيعاب (۵۲۶)

الاحاد والمثنائ (۱۶/۳) * اسد الغابة (۱۱۵۶) استيعاب (۵۲۷)

الاصحاب في قبة الصخرة (جلد ۲)

پورے بکر قبیلہ کی جانب سے نبی ﷺ کی خدمت میں قاصد بنا تھا۔ * عمر بن شہب نے ”وقعة الجمل“ میں قتادہ کے طریق سے ایک روایت نقل کی ہے کہ بکر بن وائل کا جنڈا بنی ذہل میں حارث بن حسان کے پاس تھا وہ قتل ہوئے ان کے ساتھ ان کا بیٹا اور پانچ بھائی بھی قتل ہوئے۔ حارث کہتے تھے: ”میں رئیس حارث بن حسان ہوں جو آل ذہل اور آل شیبان کا سردار ہے۔“ *

۱۷۰۹ (ز) حسان بن دحداح / دحداحہ

میرے گمان کے مطابق یہ ابن دحداح ہیں جن کا تذکرہ مبہمات میں آئے گا اور ان کی وفات نبی ﷺ کی حیات میں ہوئی تھی۔

۱۷۸۱۰ حسان بن شداد *

بن شہاب بن زہیر بقول بعض اس کے برعکس ہے۔ ابن ربیعہ بن ابی سود تمیمی، ثم طہوی۔ طبرانی * اور ابن قانع وغیرہ نے بطریق یعقوب بن عقیقہ ابن عفاص ابن حسان بن شداد روایت کی ہے، فرمایا: مجھے میرے والد نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے دادا حسان کے حوالہ سے بیان کیا کہ ان کی والدہ انہیں نبی ﷺ کے پاس لے گئیں۔ کہنے لگیں: یا رسول اللہ! میں آپ کے پاس اپنا یہ بیٹا اس لیے لائی ہوں تاکہ آپ اس کے لئے برکت کی دعا کریں۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا باقی ماندہ پانی ان کے چہرے پر مل کر فرمایا: ”اللہ! اس بچہ کو اس عورت کے حق میں برکت والا بنا دے“۔ اسے ابن مندہ نے بطریق یعقوب نقل کیا تو اسناد میں ایک اور شخص کا اضافہ کیا جو نہ مل سکا ہے جسے عفاص اور حسان کے درمیان شامل کر دیا۔ ان کے ہاں عفاص سین کے بجائے صاف سے لکھا ہے۔ علائی ”الوشی المعلم“ میں لکھتے ہیں: اس کی سند میں ایک اعرابی ہے جس کی روایت کا کسی تاریخی کتاب میں ذکر نہیں ہے۔

۱۸۱۱ حسان بن قیس

بن ابوسود، تمیمی کنیت ابوسود تمیمی، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۱۲ حسان بن یزید عبدی

ثم الحارثی۔ ابو عبیدہ نے وفد عبدالقیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان میں عباد بن نوفل بن خراش، ان کے بیٹے عبدالرحمن اور عبدالکحیم دونوں حبان کے بیٹے ہیں۔ عبدالرحمن بن ارقم، فضالہ بن سعد، حسان بن یزید، عبداللہ اور عبدالرحمن فرزند ان ہمام، اور حکیم بن عامر شامل تھے۔ یہ لوگ عبدالقیس کے سردار معزز اور شہسوار افراد تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن قحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۷۱۳ حسان الاسلمی

طبری نے ان کا ذکر کیا کہ وہ اور خالد بن یسار غفاری نبی ﷺ کی سواری چلاتے تھے، ابن قحون نے اپنے استدراک میں

* اسد الغابۃ (۱۰/۲) * الکامل لابن الاثیر (۱۲۹/۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۵۸) * المعجم الكبير (۳۵۹۶/۶)

ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۱۳ حسان جن

نہیں جن کے جنات میں سے ایک، ارقم کے حالات میں تذکرہ مکررا ہے۔

۱۷۱۵ حسحاس

ابن بکر بن عوف بن عدی بن عمرو بن مازن ازدی۔ ابن ماکولا * نے ان کا نسب بیان کر کے لکھا ہے: صحابی ہیں۔ ان کے فرزند ابوالفیض بن حسحاس بن بکر بن حسحاس بن بکر ہیں۔ ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ان کی ایک حدیث نقل کی ہے۔ جو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے متعلق ہے۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر حاء بے نقط میں جبکہ دیگر حضرات نے حاء میں کیا ہے۔ اس صورت میں وہ غبری ہوئے۔ اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ حاء میں ان کا تذکرہ وہم پر مبنی ہے، کیونکہ یہ ان کی حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں: عبدالن نے نقطے والی حاء میں ان کا ذکر کیا ہے جو وہم ہے۔ ابن ماکولا نے ان کی تحقیق کی ہے، ابوموسیٰ نے عجیب کام کیا کہ ان حسحاس ازدی اور دوسرے حسحاس بے نسبت میں فرق کر کے دوسرے سوانح میں بقیہ کے طریق سے بحوالہ یونس بن زهران، حسحاس سے جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے، ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”جو پانچ کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگا جہنم سے بچا کر جنت میں داخل کیا جائے گا وہ کلمات یہ ہیں: سبحان اللہ والحمد للہ“۔ (حدیث) * درست یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شخصیت ہیں۔ سواس حدیث کے راوی وہی ہیں جن کا ابن ابی حاتم * نے بحوالہ اپنے والد ذکر کیا ہے، تعجب کی بات ہے کہ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر ابن ابی حاتم کے طریق سے ان کی سند سے جو بقیہ تک ہے کیا ہے۔ لہذا ظاہر ہوا دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔ باوردی نے حاء بے نقط کے اخیر میں ان کا تذکرہ کیا ہے اور حدیث یونس بن زهران کے طریق سے بیان کی ہے۔

۱۷۱۶ حسحاس بن قفیل

بن عائد الخطلی، ابواسحاق بن ثابت نے تاریخ ہرات میں ان کا ذکر کیا اور بطریق حسان بن قتیہ بن حسحاس بن عیسیٰ بن حسحاس ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے ہر ایک کے دو ٹھکانے ہیں، ایک ٹھکانہ جنت میں دوسرا جہنم میں“۔ * (حدیث) اس کی سند کے رجال مجہول ہیں اور یہ خالد بن ہیان متروک راوی کی روایت ہے۔

۱۷۱۷ (ن) حسکۃ حنفلی

سیف فرماتے ہیں: خلافت صدیقی میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حجرہ کے بعض نواحی علاقوں کے گورنر تھے۔

اسد الغابۃ (۱/۱۶۲) استیعاب (۶۰۷) تجرید (۱/۱۲) * الاکمال (۱/۲۵) * الجرح والتعديل (۳/۳۱۳) *
 استیعاب (۱/۴۶۰) * کنز العمال (۴/۳۹۴) * الجرح والتعديل (۳/۳۲۷) * کنز العمال (۴/۳۹۴) *
 استیعاب (۱/۴۶۰) * کنز العمال (۴/۳۹۴) * الجرح والتعديل (۳/۳۲۷) * کنز العمال (۴/۳۹۴) *

میں کہتا ہوں: یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ اس وقت صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۶۱۸ (ن) حسل

ابن جابر عیسیٰ حضرت حذیفہ کے والد، حسل میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۱۹ حسل بن خارجہ اشجعی

ان کا بھی حسل تصغیر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۰ (ن) حسل

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ عجمی کا نام ہے جو ابن حبان نے لیا ہے۔ یہ اپنی کنیت سے مشہور ہیں، کنیتوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۲۱ حسن بن علی

بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف الهاشمی، نو اسد رسول ﷺ۔ آپ ﷺ کے پھول امیر المؤمنین ابو محمد۔ ہجرت کے تیسرے سال رمضان کے وسط میں ولادت ہوئی۔ یہ ابن سعد اور ابن البرقی وغیرہ کئی ایک کا قول ہے۔ بقول بعض شعبان میں ایک قول ہے، ہجرت کے چوتھے سال ایک قول ہے، پانچویں سال پہلا ثابت ہے۔ آپ ﷺ سے جو احادیث روایت کی ہیں انہیں یاد ہیں۔ ان میں سے سنن اربعہ کی ایک حدیث ہے، فرمایا: ”مجھے رسول اللہ ﷺ نے وتر میں پڑھے جانے والے کلمات سکھائے۔“ (حدیث) ایک روایت ابوالخوار سے مروی ہے، فرمایا: میں نے حضرت حسن سے پوچھا آپ کو رسول اللہ ﷺ کی کوئی بات یاد ہے؟ فرمایا: ”ایک دفعہ میں نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال لی تو آپ ﷺ نے اسے لعاب سمیت نکال لیا۔“ اسی قصہ کو اصحاب الصحیح نے حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، اسی طرح حضرت حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد، اپنے بھائی حسین اور اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ اُن سے اُن کا بیٹا، حسن، ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، ان کے بھتیجے علی بن حسین اور ان کے دونوں بیٹے عبداللہ اور باقر، عکرمہ، ابن سیرین، جبیر بن نفیر، ابو حوراء (جن کا نام ربیعہ بن شیبان ہے) ابوجحز، سمیرہ بن ربیعہ، بروزن عظیم اور سفیان بن اللیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رضی اللہ عنہ نے حدیث اسامہ بن زید سے روایت کی ہے، فرمایا: میں رات رسول اللہ ﷺ کے ہاں کسی کام سے آیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ دونوں میرے بیٹے ہیں، میری بیٹی کے لخت جگر ہیں۔ اے اللہ! میں ان سے محبت کرتا ہوں آپ بھی ان سے

اسد الغابۃ (۱۱۶۵) استیعاب (۵۷۲) اسد الغابۃ (۱۳/۱)

ترمذی کتاب الصلاة باب ما جاء فی صلاة القنوت فی الوتر (۴۶۴)

مسند احمد (۲۰۰/۱) المعجم الكبير (۲۷۱/۳) المصنف لعبد الرزاق (۴۹۸۴)

ترمذی کتاب المناقب (۳۷۶۸)

بخاری میں ابن ابی ملیکہ، بحوالہ عقبہ بن حارث مروی ہے، فرمایا: ہمیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی، باہر نکلے تو حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو کھینچے دیکھا تو انہیں اٹھا کر اپنے کندھے پر بٹھالیا اور فرمانے لگے: ”میرے والد قربان ہوں، تو نبی ﷺ کے مشابہ ہے علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں۔“ حضرت علی رضی اللہ عنہ دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ مسند میں زمرہ بن صالح کے طریق سے بحوالہ ابن ابی ملیکہ مروی ہے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حسن رضی اللہ عنہ سے لاڈ پیار کرتے وقت اسی طرح کہتی تھیں۔ زبیر بحوالہ اپنے چچا روایت کرتے ہیں کہ بھی سے یہ بات ذکر کرتے ہیں کہ ہم لوگ اس بات کا تذکرہ کر رہے تھے کہ نبی ﷺ کے گھرانے سے ان کا زیادہ مشابہ کون ہے؟ اتنے میں ہمارے پاس عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آگئے، فرمانے لگے: میں نہیں جانتا ہوں کہ نبی ﷺ کے زیادہ مشابہ اور انہیں زیادہ کون محبوب تھا۔ وہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما تھے۔ میں دیکھتا کہ وہ آتے اور نبی ﷺ کے بعدے میں ہوتے تو گردن پر سوار ہو جاتے یا پیچھے پر (راوی کو شک ہے)۔ آپ ﷺ انہیں نہ اتارتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اتر جاتے۔ میں دیکھتا کہ وہ آتے اور نبی ﷺ کو رخ میں ہوتے تو آپ ﷺ ہاتھیں نکالیں کشادہ کر لیتے تاکہ وہ دوسری جانب سے نکل جائیں (جیسے عموماً بچے کرتے ہیں)۔ ابن سعد نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ جو زبیر بن ابی زیاد کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بھی مولیٰ زبیر مروی ہے۔ طبرانی فرماتے ہیں: عبدان، قتیبہ، حاتم بن اسلمیل معاویہ ابن ابی حزر وہ اپنے والد سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا، آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے حسن یا حسین کو اٹھایا ہوا تھا، ان کے قدم آپ ﷺ کے قدموں پر تھے۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: حَوْفَةُ حَوْفَةِ تَوْفِ عَيْنِ بَقَّةٍ (پستہ قد! پستہ قد! چھڑکی نظر کا دم کر دے)۔ یوں بچے کو نظر بد کا دم کرتے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے قدم رسول اللہ ﷺ کے سینہ پر رکھ دیتے۔ پھر آپ ﷺ فرماتے: کھولو! پھر انہیں چومتے پھر فرماتے: ”اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے!“

اسی روایت کا مفہوم ضمیمہ نے ابراہیم بن ابی عقیس سے بحوالہ جعفر بن عون، معاویہ سے نقل کیا ہے۔ اور امام احمد کے ہاں زہیر بن اقرع کے طریق سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن خطاب کر رہے تھے کہ ازد کا ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ ﷺ نے انہیں اپنی لکھ پر اٹھا کر فرمایا: ”جیسے مجھ سے محبت ہے وہ اس

❁ بخاری کتاب المناقب (۳۵۴۳) مسلم کتاب الفضائل (۶۰۳۴) ترمذی (۳۷۷۷) ترمذی (۳۷۷۴)

❁ ترمذی (۳۷۷۴) ❁ المصنف لعبد الوزاق (۲۰۹۸۴) ❁ المعجم الكبير (۳۹/۳) السنن الكبرى (۲۳۳/۱۰)

✻ المعجم الكبير (٤٣/٣) ✻ مسند احمد (٣٦٦/٥)

سے محبت رکھے! حاضر غائب تک پہنچا دے۔ اور عبدالرحمن بن مسعود کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ کے ساتھ حسین بھی ایک اس کندھے پہ دوسرا اس کندھے پہ، آپ ﷺ کبھی اسے چومتے اور کبھی اسے چومتے یہاں تک کہ ہمارے قریب پہنچ گئے۔ فرمایا: ”جسے ان دونوں سے محبت ہوگی وہ مجھ سے بھی محبت کرے گا اور جسے ان دونوں سے بغض ہوگا اسے مجھ سے بھی بغض ہوگا۔“ ابو یعلیٰ کے ہاں عاصم کے طریق سے بحوالہ زر، عبد اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے جب سجدے میں جاتے تو حسین آپ ﷺ کی پشت پہ بیٹھ جاتے، لوگ انہیں منع کرنے لگتے تو آپ ﷺ اشارہ سے روک دیتے کہ انہیں کہنے دو۔ جب نماز پڑھ لیتے تو انہیں گود لے لیتے، فرماتے: ”جسے مجھ سے محبت کا دم ہے وہ ان دونوں سے محبت رکھے۔“

سنن اور صحیح ابن خزیمہ میں اس روایت کا شاید بحوالہ بریدہ موجود ہے اور معجم بغوی میں اسی سے ملتا جلتا مفہوم صحیح سند سے شداد بن الہادی سے مروی ہے۔ سند میں حدیث ام سلمہ سے روایت ہے کہ حضرت علی، فاطمہ اور حسین تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے بچوں کو اپنی گود میں بٹھالیا، ایک بازو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تھام کر سب پر منقش کالی چادر ڈال کر فرمائے گئے: ”اے اللہ! تیری طرف رجوع کرتے ہیں نہ کہ جہنم کی طرف۔“ اس روایت کے کئی طرق ہیں، بعض میں مطلق چادر ہے اس کی اصل مسلم میں ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث سے روایت ہے: ”حسن اور حسین نو جوان جنتیوں کے سردار ہیں۔“ اس کے بھی کئی طرق ہیں۔ اس باب میں حضرت علی، جابر، بریدہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو منبر پر دیکھا آپ کے ساتھ حسن بن علی تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی ان کی طرف۔ پھر فرمائے گئے: ”میرا یہ بیٹا سردار ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے دو گروں میں صلح کرائے گا۔“ امام احمد فرماتے ہیں: ہاشم بن قاسم نے ہمیں بحوالہ مبارک بن فضالہ، حسن بن ابی حسن سے بحوالہ ابوبکرہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ کرتے تو وہ آپ ﷺ کی پشت پر چڑھ جاتے۔ ایسا کئی بار کیا۔ لوگ آپ ﷺ سے عرض کرنے لگے: آپ اس بچے سے وہ رعایت کرتے ہیں جو کسی سے نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔ فرماتے ہیں: جب وہ والی مقرر ہوئے تو اپنی خلافت میں کسی کا خون نہیں کیا۔

اسماعیل خطمی بطریق حماد بن زید، علی بن زید اور ہشام سے بحوالہ حسن اسی مفہوم کی روایت نقل کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف دیکھا کہ وہ پیازوں کی طرح لوہے (تکوار، نیزے، برچھوں اور تیروں) سے لیس ہیں۔ فرمایا: کیا میں انہیں دنیا کی بادشاہت کے لئے آپس میں لڑا دوں؟ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ عباس دوری فرماتے ہیں: علی بن حسن بن شقیق، حسین بن واقد، ان کے سلسلہ سند میں عبد اللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ فرمایا: آج میں آپ کو

❖ مسند احمد (۲/۲۸۸) ❖ السنن الکبریٰ (۲/۲۶۳) ❖ الصحيح لابن خزیمہ (۸۸۷) ❖ المطالب العالیہ (۳۹۹)

❖ المعجم الکبیر (۳/۴۸) ❖ المصنف (لابن ابی شیبہ) (۱۲/۷۳)

❖ بخاری کتاب الصلح باب قول النبی ﷺ للحسن بن علی رضی اللہ عنہما (۲۷۰۴) ❖ مسند احمد (۵/۴۴)

ایسا تختہ دوں گا جو نہ آپ سے پہلے کسی کو دیا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دوں گا، پھر انہیں چار لاکھ دینار دیے۔ ابن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ہارون بن معروف نے ہمیں بحوالہ ضرہ، ابن شاذب سے نقل کر کے بتایا کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے تو حضرت حسن اہل عراق کے ساتھ اور امیر معاویہ اہل شام کے ساتھ روانہ ہوئے۔ دونوں لشکر آسنے سامنے ہو گئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے جنگ کو مناسب نہ سمجھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اس شرط کے ساتھ بیعت کر لی کہ وہ اپنے بعد انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ بعد میں حضرت حسن کے ساتھی آپ کو کہتے امیر المومنین کے لیے عار! فرماتے عار نار! (جہنم) سے بہتر ہے۔

ابن سعد بطریق جالہ شععی وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اہل عراق نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد حسن بن علی سے بیعت کی۔ اور اہل شام کی جانب چل پڑے آپ کے لشکر کے آگے قیس بن سعد بارہ ہزار کی نفری میں تھے ان لوگوں کو لشکر کے پولیس والے کہا جاتا تھا۔ قیس، انبار کے ایک علاقہ میں اترے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن میں پڑاؤ کیا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایک منادی نے اعلان کیا کہ قیس بن سعد قتل ہو گئے ہیں تو حضرت حسن کے لشکر میں لوٹ کھسوٹ شروع ہو گئی حتیٰ کہ بنی اسد کے ایک کم بخت نے آپ کو خنجر سے زخمی بھی کر دیا آپ کے خیمے میں بھی لوٹ ماری پہنچ گئے۔ آپ نے عمرو بن سلمہ ارجی کو بلایا اور انہیں امیر معاویہ کے پاس شرائط طے کرنے کے لیے روانہ فرمایا۔ ادھر سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن بن سرہ اور عبداللہ بن عامر کو بھیجا جنہوں نے حضرت حسن کو حسب مراد چیزیں عطا کیں۔ پھر امیر معاویہ ان کے لیے بیچ سے مسکن کی طرف آئے دونوں کوفہ میں داخل ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ محل میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نخیلہ میں اترے۔ حضرت معاویہ نے ان کے لئے ہر ماہ دس لاکھ درہم جاری کیے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اس کے بعد دس ماہ زندہ رہے۔

ابن سعد لکھتے ہیں: عبداللہ بن سہمی، حاتم بن ابی صفیرہ، ان کے سلسلہ سند میں عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ حسن رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ فتنے کو ناپسند کرتے ہیں، ان سے خط و کتابت کی اور آپس میں صلح کر لی اور یہ معاہدہ کر لیا کہ اگر حسن کے جیتے جی معاویہ فوت ہو گئے تو انہیں ولی عہد بنائیں گے۔ فرماتے ہیں: عبداللہ بن جعفر نے کہا: حضرت حسن نے فرمایا: میری ایک رائے ہے اگر اس سلسلہ میں میری بات مانو تو کہوں؟ میں نے عرض کیا: فرمائیے! فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ مدینہ فروکش ہو کہ حکومت معاویہ رضی اللہ عنہ کو سوئپ دوں، کیونکہ فتنہ کافی طویل ہو گیا جس کی وجہ سے خوزینیاں ہوئیں اور رہزनियाں ہوئیں۔ فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو امت محمدیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جزائے خیر عطا فرمائے پھر انہوں نے حضرت حسین کی طرف پیام بھیجا اور ان سے اس کا ذکر کیا وہ فرمانے لگے: میں تمہیں اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں (کہ تم ایسا کام کرو) خیر کئی بار کے اصرار سے وہ راضی ہو گئے۔

یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں: ہمیں سعید بن منصور نے بحوالہ عون بن موسیٰ بتایا کہ میں نے حلال بن خیاب سے سنا: کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے مدائن کے اس محل میں اہل عراق کے سرداروں کو جمع کیا اور ان سے فرمایا: کہ تم نے مجھ سے اس بات پر بیعت کی ہے کہ جس سے میں صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو گے اور جس سے میں جنگ کروں گا تم بھی اس سے لڑو گے سو میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ہے تم لوگ ان کی بات سنو اور ان کا کہا مانو! واقتدی فرماتے ہیں: ہمیں داؤد بن سنان سے بحوالہ

الْكَذِّبَانِ فِي مَبْنَى الْفَصْحَاءِ (شَوَّابُ مَعْنَى (أَرْو)) جلد ۱

۶۰۸

ثعلبہ بن ابی مالک بیان کیا کہ جس دن حضرت حسن فوت ہوئے میں اس دن موجود تھا وہ بیچ میں دفن ہوئے لوگوں کی اتنی بھیڑ تھی کہ اگر سوئی بھی گرتی تو وہ کسی نہ کسی کے سر پر گرتی۔ واقعی فرماتے ہیں: وہ انچاس (۳۹ھ) میں فوت ہوئے، مدائنی کا قول ہے۔ انچاس (۵۰ھ) میں فوت ہوئے بقول بعض اکاون (۵۱ھ) میں بیستم بن عدی فرماتے ہیں: چوالیس (۴۳ھ) میں، ابن مندہ کا قول ہے سینتالیس (۴۷ھ) میں ایک قول اٹھاون (۵۸ھ) کا ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہیں زہر دیا گیا۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ہمیں اسماعیل بن ابراہیم نے بحوالہ ابن عون، عمیر بن اسحاق سے نقل کر کے بتایا فرمایا: میں اور میرا ایک دوست حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، آپ فرمانے لگے: میں نے اپنے جگر سے ایک ٹکڑے کو پھینکا ہے اور مجھے کئی بار زہر پلایا گیا لیکن اب کی بار جیسا پہلے نہیں پلایا گیا، حسین بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے پوچھا بتائیے کس نے پلایا ہے؟ تو انہوں نے بتانے سے انکار کر دیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کرے۔ (آمین)

۱۶۲۲ حُصَیْل

ابن جابر بن ربیعہ بن فروہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عس، ایمان عسی کے نام سے مشہور ہیں۔ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے والد، نبی کریم ﷺ کی حیات میں ہی شہید ہو گئے تھے صحیح مسلم میں بطریق ابو یوسف، بحوالہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ان کا ذکر آتا ہے فرمایا: غزوہ بدر میں شرکت کرنے سے میرے لیے یہ رکاوٹ بنی کہ میں اپنے والد حُصَیْل کے ہمراہ نکلا کہ کفار قریش نے ہمیں آ لیا وہ کہنے لگے تم لوگ محمد (ﷺ) کے پاس جانا چاہتے ہو، ہم نے کہا: ہمارا تو کوئی ایسا ارادہ نہیں۔ چنانچہ انہوں نے ہم سے اللہ تعالیٰ کا عہد و پیمان لیا کہ تم لوگ ضرور مدینہ لوٹ جاؤ گے اور آپ کی معیت میں نہیں لڑو گے، ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے آپ کو ساری بات بتائی، آپ نے فرمایا: واپس چلے جاؤ..... الحدیث۔ غازی میں ابن اسحاق فرماتے ہیں: عامر بن عمرو بحوالہ محمود بن لبید مروی ہے: جب نبی کریم ﷺ احد کی جانب نکلے تو ٹیلیوں پر سے حسیل بن جابر والد حذیفہ بن یمان اور ثابت بن قیس عمری کے ساتھ نظر آئے۔ حدیث۔ امام بخاری فرماتے ہیں: اس قصہ کا کچھ حصہ ہشام بن عروہ کے طریق سے بحوالہ اپنے والد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث میں نقل کیا ہے جس کی ابتداء میں ہے: غزوہ احد کے روز جب مشرکین کو ہزیمت ہوئی تو ابلیس نے ایک چیخ لگائی: اللہ کے بندو! پیچھے پلٹو! حضرت حذیفہ نے جب دیکھا تو بے ساختہ بول اٹھے: اللہ کے بندو! میرے والد، میرے والد ہیں، اللہ کی قسم! وہ نہ رکے یہاں تک کہ انہیں (غلطی سے) قتل کر دیا گیا۔ حضرت حذیفہ فرمانے لگے: اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے۔ عروہ فرماتے ہیں: اس کی وجہ سے حضرت حذیفہ میں ہمیشہ بھلائی رہی یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔

سراج نے اپنی تاریخ میں بطریق عکرمہ روایت کی ہے کہ حضرت حذیفہ بن یمان کے والد غزوہ احد میں ایک مسلمان شخص کے ہاتھوں (غلطی سے) قتل ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں خون بہا دیا۔ اگرچہ روایت مرسل ہے لیکن اس کے رجال ثقہ ہیں۔ اس کا ایک شاہد بھی ہے جسے ابواسحاق فزاری نے کتاب السیر میں اوزاعی سے بحوالہ زہری نقل کیا ہے: کہ احد میں مسلمانوں نے غلطی

جامع المسانید (۴۷۲/۳) * اسد الغابۃ (۱۱۶۶) الاستیعاب (۵۲۸) * مسلم کتاب الجہاد (۹۸)

* السیرۃ النبویۃ (۹۶/۳) * بخاری کتاب فضائل المدینۃ باب: المدینۃ تنفی الخبث (۱۸۸۴)

سے حذیفہ بن یشجبہ کے والد کو قتل کر دیا تھا۔ جس پر حذیفہ بن یشجبہ بولے: تمہیں اللہ معاف کرے وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ نبی ﷺ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ کے ہاں ان کی قدر و منزلت اور بھی بڑھ گئی اور آپ نے اپنی طرف سے انہیں خون بہا عطا کیا۔

۱۴۲۳ حسیل ابن خارجہ

بقول بعض ابن ثور یہ اشجعی ابن مندہ نے نقل کیا ہے کہ انہیں حسین (ن) سے بھی کہا جاتا ہے بظاہر لگتا ہے وہ اور ہیں۔ جیسا کہ قسم ثالث میں آئے گا۔ طبرانی * وغیرہ نے ابراہیم بن حویصہ حارثی کے طریق سے بحوالہ ان کے ماموں معن بن حویصہ حسیل بن خارجہ اشجعی سے نقل کیا ہے فرمایا: میں مدینہ سامان تجارت (بخاری کے طور پر) بیچنے کے لیے لایا۔ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا: حسیل! کیا تم میرے ساتھیوں کو اس شرط پر خیر کارستہ بتاؤ گے کہ میں تمہیں بیس ساع کھجوروں کے دوں؟ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور آپ نے حسب وعدہ مجھے کھجوریں دیں۔ پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں پھر میں نے اسلام قبول کر لیا۔ ابن مندہ اسی طریق سے بحوالہ ان کے روایت کرتے ہیں: فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوا آپ نے گھوڑے کے لئے دو حصے اور گھوڑے والے کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا: اور عمر بن شبہ نے ان کے حوالہ سے اسی طریق سے نقل کیا ہے کہ فدک کے یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس شرط پر امان طلب کی کہ وہ باغ آپ کا ہے۔ آپ نے ان کی طرف حویصہ کو قبضہ کرنے کے لئے بھیجا، تو وہ خاص کر آپ کے لئے تھا۔

۱۴۲۴ (ز) حسیل بن عرفطہ *

بن نعلہ ابن الاشتر بن جو ان بن فقص اسدی ثم الفقصی، ابن شاہین بحوالہ ابن عقدہ، داؤد بن محمد بن عبد الملک بن حبیب بن تمام بن حسین بن عرفطہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا: ان کا نام حسیل تھا آپ ﷺ نے تبدیل کر کے حسین رکھ دیا۔ دارقطنی نے بواسطہ ابن عقدہ اسی سند سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: جب تم نماز شروع کرو تو اس طرح کہا کرو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یہاں تک کہ سورت ختم کر دو *..... (حدیث) اس سند کے راوی غیر معروف ہیں۔

۱۴۲۵ حسین بن عرفطہ سابقہ شخصیت ہے۔

۱۴۲۶ حسین بن علی * رضی اللہ عنہما شہید کربلا

بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمی ابو عبد اللہ قواسمہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے پھول۔ زبیر وغیرہ کا قول ہے چار (۴) شعبان میں پیدا ہوئے۔ بقول بعض چھ (۶) اور ایک بے حد کمزور قول سات (۷) کا ہے۔ جعفر بن محمد فرماتے ہیں: حضرت حسن بن علی کی ولادت کے بعد اور حضرت حسین بن علی کے حمل ٹھہرنے میں صرف ایک طہر (پاکی) گزرا ہے۔ میں کہتا ہوں: جب رمضان میں حضرت حسن پیدا ہوئے اور شعبان میں حضرت حسین کی ولادت ہوئی تو یہ احتمال ہے کہ

* اسد الغابہ (۱۱۶۷) استیعاب (۵۲۸) * المعجم الکبیر (۳۵۸/۴)

* اسد الغابہ (۱۱۷۲) * کنز العمال (۱۹۶۸۷) * اسد الغابہ (۱۱۷۳) استیعاب (۵۷۴)

الْاَصْلُ الثَّانِي فِي تَسْوِئَةِ النَّبِيِّ ﷺ (مَدْلُومِ)

۶۱۰

ان کی ولادت ۹ ماہ میں ہوئی ہوگی۔ اور نفاس سے طہارت دو ماہ بعد ہی ہوئی ہوگی۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی نبی ﷺ کی باتیں یاد رکھی ہیں اور ان کی روایت کی ہے۔ اصحاب السنن نے ان کی چند ایک حدیثیں نقل کی ہیں۔ ابویعلیٰؒ اور ابن ماجہؒ ان سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اگرچہ اس کا کافی وقت گزر گیا ہو لیکن یاد آنے پر وہ از سر نو کلمہ استرجاعیہ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) کہہ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کا ثواب عطا کرتے ہیں“ مگر اس سند میں ضعف ہے۔

اپنے والد، والدہ، ماموں، ہند بن ابی ہالہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں ان کے بھائی حضرت حسن اور ان کے بیٹے علی بن زین العابدین، فاطمہ، سکینہ، آپ کے پوتے باقر، شعی، مکرّم، سنان، دوّلی اور کرزجی اور کئی دیگر افراد شامل ہیں۔ ابویعلیٰ محمد بن زیاد کے طریق سے بحوالہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: کہ حضرات حسین بنی مکیؑ کے سامنے کشتی لڑ رہے تھے، آپ علیہ السلام فرما رہے تھے شاباش حسین، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: آپ نے حسن کیوں نہیں کہا؟ آپ نے فرمایا: جبرائیل کہہ رہے تھے شاباش حسین۔

صحیح بخاریؒ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب آپ سے ایک شخص نے بھڑکے خون کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”یہ دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں“ بعض حسن اور حسین رضی اللہ عنہما اور ابن سیرین کی حدیث سے بحوالہ انس رضی اللہ عنہ مروی ہے: کہ حسن اور حسین سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔ یحییٰ بن سعید انصاری بحوالہ عبید بن حنین فرماتے ہیں: مجھ سے حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں بچپن میں مسجد نبوی میں آیا حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے میں منبر کے پاس پہنچ کر کہنے لگا: میرے نانا کے منبر سے اترو اور اپنے ابا کے منبر پر جاؤ، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میرے ابا کا منبر نہیں۔ پھر انہوں نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا اور میں اپنے سامنے رکھی کنکریوں سے کھیلنے لگا۔ منبر سے اتر کر وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور فرمانے لگے: یہ بات کس نے سکھائی ہے؟ میں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے کسی نے نہیں سکھائی، فرمایا: مہری جان! تم جب چاہو ہمارے پاس آ جایا کرو، فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں ایک دن ان کے پاس گیا تو وہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے تنہائی میں کوئی بات کر رہے تھے اور ابن عمر دروازے پر تھے۔ ابن عمر واپس ہوئے تو میں بھی لوٹ آیا۔ بعد میں مجھ سے ملاقات ہوئی، کہنے لگے: میں نے تمہیں نہیں دیکھا؟ میں نے کہا: امیر المومنین! میں آیا تھا لیکن آپ معاویہ کے ساتھ محو گفتگو تھے۔ میں ابن عمر کے ساتھ واپس آ گیا، فرمایا: تم ابن عمر سے بڑھ کر اجازت کے مستحق ہو۔ جو کچھ تم ہمارے سروں پر دیکھ رہے ہو اسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور پھر تم لوگوں نے قائم رکھا ہے۔ اس کی سند صحیح ہے جو خطیب کے ہاں موجود ہے۔

یونس بن ابوالاسحاق بحوالہ عیزار بن حریش روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دفعہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے کہ اچانک حسین رضی اللہ عنہ آ گئے آپ نے فرمایا: اس وقت یہ تمام زمین والوں میں سے آسمان والوں کے ہاں پسندیدہ شخصیت ہے۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا قیام مدینہ ہی رہا۔ پھر اپنے والد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے اور جنگ جمل وصفین میں پھر خوارج سے قتال کرنے میں شریک رہے۔ اور ان کی شہادت تک ان کے ساتھ رہے پھر اپنے بھائی کے ساتھ رہے یہاں تک کہ انہوں نے حکومت

الْاَكْبَرُ فِي تَقْرِيرِ الصَّحَابَةِ (جلد اول)

۶۱۱

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دے دی تو اپنے بھائی کے ساتھ مدینہ منتقل ہو گئے اور امیر معاویہ کی وفات تک وہیں رہے۔ اس کے بعد مکہ روانہ ہوئے جہاں آپ کی طرف امیر معاویہ کی وفات کے بعد اہل عراق کے بیعت کرنے کے متعلق خطوط آنے لگے آپ نے اپنے عم زاد مسلم بن عقیل بن ابی طالب کو ان کی طرف روانہ کیا جنہوں نے ان سے بیعت لی، اور عراقیوں کی طرف پیام بھیجا کہ میں آ رہا ہوں پھر ان کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

عمار بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ابو جعفر محمد بن علی بن حسن سے کہا: حضرت حسین کی شہادت کا واقعہ میرے سامنے ایسے بیان کرو جیسے میں اس میں حاضر ہوں۔ فرمایا: جب امیر معاویہ کا انتقال ہوا تو مدینہ کا گورنر ولید بن خثیمہ بن ابی سفیان تھا تو اس نے حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف راتوں رات بیعت لینے کا پیام بھیجا، اس نے مہلت مانگی اس نے نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے وقت دے دیا۔ آپ مکہ چلے گئے جہاں کوفیوں کے خط آنے لگے کہ ہم نے آپ کی وجہ سے اپنے آپ کو روک رکھا۔ حکمران کے ساتھ جمعہ میں شرکت نہیں کرتے، لہذا آپ ہمارے پاس تشریف لائیں۔ فرماتے ہیں کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر تھے۔ حضرت حسین نے ان کی طرف مسلم بن عقیل کو بھیجا کہ کوفہ جاؤ اور جو کچھ انہوں نے مجھے لکھا ہے اس کا جائزہ لے کر آؤ اگر سچ ہوا تو میں بھی آ جاؤں گا۔ مسلم وہاں سے نکل کر مدینہ آئے اور وہاں سے دور رہنا لپے جو انہیں لے کر جنگل کی طرف سے نکلے راستے میں انہیں سخت پیاس لگی جس کی وجہ سے ایک رہنما جاں بحق ہو گیا، مسلم کوفہ پہنچے اور عجمی نامی شخص کے ہاں ٹھہرے۔ کوفیوں کو جب آپ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ آپ کے پاس پہنچنا شروع ہو گئے جن میں سے بارہ ہزار نے بیعت کی۔ جو شخص یزید بن معاویہ کو چاہتا تھا وہ نعمان بن بشیر کے پاس جا کر کہنے لگا: آپ کمزور اور ناتواں ہیں۔ جبکہ شہروں میں فتنہ و فساد برپا ہو چکا ہے، تو نعمان نے اس سے کہا: اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہتے ہوئے میں کمزور رہوں یہ مجھے اس کی نافرمانی میں طاقتور بننے سے زیادہ پسند ہے۔ میں کسی کی پردہ دری اور ہنگام نہیں کر سکتا۔

اس شخص نے یہ بات یزید کو لکھی یزید نے اپنا غلام سرحدی نامی بلایا اس سے مشورہ کیا وہ کہنے لگا کوفہ کے لیے عبید اللہ بن زیاد ہی جتنا ہے حالانکہ یزید عبید اللہ بن زیاد سے ناراض تھا کیونکہ اس نے یزید کو بصرہ سے معزول کرنے کی مہم چلائی تھی۔ پھر بھی یزید نے اپنی رضامندی کا پروانہ لکھ بھیجا اور اسے کوفہ سوہنپ دیا اور حکم دیا کہ مسلم بن عقیل کو تلاش کرے جو نبی کامیابی ہو اسے قتل کر دے۔ عبید اللہ بن زیاد اہل بصرہ کے سربراہ اور وہ لوگوں کے ساتھ چل نکلا اور قناب ڈالے کوفہ آ گیا، وہ سلام کرتے ہوئے جس مجمع سے گزرتا لوگ اسے کہتے تم پر سلام ہواے نواسہ رسول! لوگ سمجھ رہے تھے کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ جب عبید اللہ محل میں اترتا تو اپنے غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور کہا: جاؤ! اس شخص کے متعلق لوگوں سے پوچھو جو ان سے بیعت لیتا پھرتا ہے اس کے پاس پہنچ کر اپنے آپ کو اہل محض سے ہونا ظاہر کرنا اور مال اسے دے کر اس سے بیعت کر لیتا۔ وہ غلام مسلسل چھپتا پھرتا رہا بالآخر لوگوں نے اسے ایک بوڑھے شخص کا پتہ بتایا جو بیعت لیتا ہے۔ اس نے اپنا حال کہہ سنایا۔ اس نے کہا: مجھے اس سے بڑی خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی اور اس سے پریشانی ہوئی کہ ہمارا کام ابھی مستحکم نہیں ہوا۔ پھر مسلم بن عقیل اسے اندر لے گئے اور اس سے بیعت لی۔ اور اس نے آپ کو وہ مال دے دیا۔ وہ شخص وہاں سے نکل کر عبید اللہ کے پاس پہنچا اسے اطلاع دی اتنے میں کہ عبید اللہ پہنچتا مسلم اس حویلی سے دوسری جگہ منتقل ہو چکے تھے وہ ہانی بن عروہ مرادی کے ہاں جا ٹھہرے۔ عبید اللہ نے اہل کوفہ سے

الْأَنْبَاءُ فِي قِتَابِ الْقِيَامَةِ (الْأَنْبَاءُ فِي قِتَابِ الْقِيَامَةِ)

کہہ رکھا تھا کہ ہانی بن عروہ کو کیا ہوا کہ وہ ہمارے پاس نہیں آتا؟ تو محمد بن اشعث چند کوفیوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگا: گورنر نے تمہیں یاد کیا ہے اور تمہاری تاخیر کا ذکر بھی کیا ہے لہذا ان کے پاس چلو۔ چنانچہ وہ سوار ہو کر عبید اللہ بن زیاد کے پاس پہنچا وہاں قاضی شریح موجود تھے۔ جب اسے دیکھا تو عبید اللہ نے قاضی شریح سے کہا: ہلاک ہونے والا خود چل کر تمہارے پاس آ گیا۔ جب اس نے عبید اللہ کو سلام کیا تو اس نے پوچھا: ہانی مسلم بن عقیل کہاں ہے؟ وہ کہنے لگا: مجھے کچھ پتہ نہیں، تو اس نے وہ غلام باہر نکالا جس نے مسلم کو دراہم دیئے تھے۔ اسے دیکھا تو بڑا شرمندہ ہوا کہنے لگا: امیر اللہ کی قسم! میں نے اسے اپنے گھر نہیں بلایا تھا وہ خود ہی میرے سر پر گیا۔ عبید اللہ نے کہا: جاؤ اسے لے آؤ تو وہ ہچکچایا، کہا اسے میرے قریب کر دو لوگوں نے اسے نزدیک کیا اسے لاشی مار کر قید کرنے کا حکم دے دیا۔ لوگوں کو معلوم ہوا انہوں نے محل کے دروازے پر جھنگھٹا بٹالیا، عبید اللہ نے شور کی آواز سن کر قاضی شریح سے کہا: جاؤ انہیں بتاؤ کہ میں نے اسے صرف مسلم بن عقیل کے متعلق پوچھنے کے واسطے قید کیا ہے باقی اسے کوئی خطرہ نہیں یوں وہ لوگ منتشر ہو گئے۔ مسلم بن عقیل کو جب اپنے بارے میں ان اقدامات کی خبر ہوئی تو آپ نے اعلان کیا اور چالیس ہزار کوئی آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ سوار ہو گئے۔ ادھر عبید اللہ نے کوفہ کے بڑے لوگوں کو محل میں جمع کیا اور ہر ایک کو یہ حکم دیا کہ اپنے رشتہ داروں کی نگرانی کریں اور انہیں جواب دیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا یوں لوگ آہستہ آہستہ کھسکا شروع ہو گئے۔ شام ہوئی تو مسلم بن عقیل کے ساتھ معمولی سی نفری تھی۔ تاریکی چھائی تو وہ بھی غائب ہو گئے جب اکیلے رہ گئے تو رات گلیوں میں بھٹکنے لگے ایک عورت کے دروازے پر آئے اس سے پانی مانگا، اس نے پانی پلایا تو سیدھے کھڑے ہوئے۔ وہ کہنے لگی: بندہ خدا! تم تو مجھے خوفزدہ لگتے ہو کیا بات ہے؟ فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں: کہا تمہارے پاس کوئی ٹھکانہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آ جائیں۔ اندر چلے گئے۔ اس کا بیٹا محمد بن اشعث کا غلام تھا اس نے فوراً اسے جانتا یا، اچانک اس وقت مسلم کو پتہ چلا جب سارا گھر گھیرے میں آ چکا تھا۔ آپ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اپنا پتہ بدلنے کے لیے اپنی تلوار سونٹے باہر نکلے۔ محمد بن اشعث نے امان کا جھانسہ دے کر گرفتار کر کے عبید اللہ کے حوالے کر دیا۔ محل لے جا کر وہاں شہید کر دیئے گئے۔ ہانی بن عروہ بھی قتل ہو گیا۔ پھر دونوں کو سولی چڑھا دیا۔ اس کے متعلق ان کا ایک شاعر کہتا ہے:

”اگر تو نے کبھی موت نہیں دیکھی تو آ، آ کر دیکھ لے بازار میں ہانی اور ابن عقیل کی لاشیں موت کی علامت ہیں۔“

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو مطلقاً اس کی اطلاع نہ ہوئی کیونکہ قادیہ اور آپ کے مقام کا درمیانی فاصلہ تین میل بنتا تھا حرم بن یزید تیمی آپ سے ملا اس نے کہا: خدا را واپس چلیے! میں نے وہاں آپ کے لئے کوئی بھلائی نہیں چھوڑی اور آپ کو سارا داغہ بتایا۔ آپ نے پلٹنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن مسلم کے بھائی کہنے لگے: جب تک ہم بدلہ نہیں لے لیتے یا قتل نہیں ہو جاتے واپس نہیں جائیں گے۔ چنانچہ یہ لوگ چل پڑے۔ عبید اللہ نے ان سے مدد بھڑکے لئے ایک لشکر چوس کر رکھا تھا۔ مقام کر بلا پر آنا سامنا ہوا آپ نے وہاں پڑاؤ کیا آپ کے ساتھ چیتا لیس گھڑ سوار اور سو کے قریب پیدل افراد تھے۔ حضرت حسین نے ان سے ملاقات کی ان کا امیر عمر بن سعد بن ابی وقاص تھا عبید اللہ نے اسے ری کا والی بنایا ہوا تھا اور ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ حسین سے جنگ پر کامیابی کے بعد اسے اسی عہدہ پر برقرار رکھا جائے گا۔ آپ نبی اللہ نے جب اس سے ملاقات کی فرمایا: میری تین باتوں میں سے ایک بات مان لو! یا کسی سرحد پر چلا جاؤں۔ یا مدینہ لوٹ جاؤں یا یزید بن معاویہ سے بیعت کر لوں۔ عمر نے آپ کی یہ بات تسلیم کر لی۔ اور عبید اللہ کو ساری صورتحال

لکھ بھیجی۔ تو جواب اس نے کہا: جب تک وہ مجھ سے بیعت نہیں کر لیتے میں ان کی کوئی شرط ماننے کے لیے تیار نہیں۔ ادھر حضرت حسین اس کی بیعت کرنے سے باز رہے جس کی بناء پر انہوں نے آپ سے جنگ کی اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ جس میں آپ کے گھرانے کے سترہ نوجوان بھی شامل تھے۔ پہلے یہ لوگ فرداً فرداً شہید ہوئے۔ آخر میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کا سر عبید اللہ کے پاس لایا گیا۔ تو اس نے آپ کا سر مبارک اور آپ کے باقی ماندہ اہل خانہ کو یزید کی طرف روانہ کر دیا۔ زندہ رہ جانے والوں میں علی بن حسین تھے جو اس وقت بیمار تھے اور ان کی پھوپھی زینب تھیں۔ جب یزید کے پاس آئے تو اس نے اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچا دیا پھر انہیں ساز و سامان کے ساتھ مدینہ بھجوا دیا۔

میں کہتا ہوں: سابقہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے شہادت حسین پر کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جن میں سچ جھوٹ، صحیح غلط سب کچھ شامل ہے اور جو قصہ میں نے لکھا ہے اس میں ایسی چیزوں سے بچاؤ ہے۔ ابراہیم نخعی سے یہ صحیح قول ثابت ہے کہ اگر میں (نعوذ باللہ) قاتلین حسین میں شامل ہوتا اور پھر جنت بھی داخل ہو جاتا پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کی طرف دیکھنے سے شرم آتی (کس منہ سے آپ کا سامنا کرتا)۔

حماد بن سلمہ، عمار بن ابی عمار سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: میں نے دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ کے بال بکھرے اور غبار آلود ہیں آپ کے ہاتھ میں خون کی ایک شیشی ہے، میں نے فوراً پوچھا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر تر بان! آپ کے ہاتھ میں یہ کیا ہے؟ فرمایا: ”یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے یہ میں اس دن سے جمع کر رہا ہوں۔“ تو یہ وہی دن تھا جس دن آپ شہید ہوئے۔ عمار، ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: میں نے جنوں کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق نوحہ کرتے سنا ہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے: حضرت حسین رضی اللہ عنہ دس محرم اکٹھ (۱۱ھ) میں شہید ہوئے یہی جمہور کا قول ہے اس کے علاوہ جس نے کوئی قول اختیار کیا ہے، تو اس کی اپنی رائے ہے۔

باب حاء جس کے بعد شین ہے

۱۶۲۷ خَشْرَج (بے نسبت)

بروزن جعفر آخر میں چیم ہے۔ بغوی وغیرہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے ابن ابی خیشمہ فرماتے ہیں: ہمیں ترجمانی نے بحوالہ ابوالخارث مولیٰ بن ہمار بتایا ہے کہ میں نے صحابی رسول ﷺ کو دیکھا نبی ﷺ نے انہیں گود لیا اور ان کے حق میں دعائے برکت فرمائی تھی۔

باب حاء جس کے بعد صاد ہے

۱۶۲۸ حصن : ابن قطن، حارث بن قطن میں ذکر ہوا ہے۔

مستدرک (۳۹۸/۴) المعجم الكبير (۱۸۵/۱۲) مشکاة المصابيح (۶۱۷۲)

اسد الغابة (۱۱۷۴) استیعاب (۶۸۱)

۱۶۲۹ (ز) حصن بن ابی قیس

بن اسلم انصاری۔ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی بیوی سے شادی کر لی تھی جس پر یہ آیت ”ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ دادوں نے نکاح کیا ہو“^۱ ابن فحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: ثعلبی نے لمبا قصہ ذکر کیا ہے جسے مفسرین کی طرف بغیر سند ہی منسوب کیا ہے اور واقعہ دی نے بھی بلا سند اس واقعہ کو لکھا ہے۔ دونوں کی روایتوں میں آتا ہے کہ وہ عورت کبھو بنت معن تھی۔ اور حرف قاف میں آئے گا کہ ان کا نام قیس تھا۔ واللہ اعلم۔

۱۶۳۰ حُصَيْن

بن اوس، بقول بعض ابن اویس ایک قول ابن قیس بن حجر بن بکر بن صخر بن ہشمل بن دارم کا ہے۔ خلیفہ اور عسکری کا قول ہے: ابن اوس بن صخر بن طلق بن بکر، باقی سب اسی طرح ہے۔ کنیت ابو زیاد۔ ان کی حدیث نسائی^۲ نے بطریق غسان بن اعربن حصین ہشملی روایت کی ہے فرمایا: مجھ سے میرے چچا زیاد بن حصین نے بحوالہ اپنے والد بیان کیا کہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے آپ نے فرمایا: میرے قریب آ جاؤ! قریب ہوئے آپ نے ان کے بالوں پر ہاتھ رکھا اور دعا دی۔ طبرانی^۳ نے دوسری سند سے بحوالہ غسان بن اعر نقل کیا فرمایا: کہ مجھے میرے چچا زیاد بن حصین نے بحوالہ حصین بن قیس بتایا پھر وہ روایت ذکر کی۔ اور عبد اللہ بن معاویہ نجی کے طریق سے بحوالہ نعیم بن حصین سدوسی وہ اپنے چچا زیاد سے وہ اپنے دادا سے اسی جیسا قصہ نقل کرتے ہیں جس کے الفاظ یوں ہیں: میں مدینہ آیا، نبی ﷺ بھی وہیں تھے۔ میرے پاس میرے اونٹ تھے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! باہر کے لوگوں سے فرمائیے کہ میرے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور میری مدد کریں۔ فرماتے ہیں: وہ لوگ میرے ساتھ چل پڑے، جب اونٹ بکے تو میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”قریب ہو جاؤ“۔ آپ ﷺ نے میری پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور مجھے تین بار دعا دی۔ اوسط میں طبرانی لکھتے ہیں: نعیم بن حصین سے اس روایت کو صرف عبد اللہ بن معاویہ نے (جو نعیم بن فلاں بن حصین ہے) نقل کیا ہے۔ ان کے دادا حصین سدوسی ہیں۔ چونکہ نسبت اور حوالے دونوں مختلف ہیں اس لئے احتمال ہے کہ یہ اور شخص ہوں۔ اختلاف ان کے والد کے نام میں ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۶۳۱ حُصَيْن بن بدر تمیمی : وہی زبرقان ہیں زائیں تذکرہ ہوگا۔

۱۶۳۲ حُصَيْن بن جندب

ابو جندب ابن مندہ بطریق عبد اللہ بن حارث لیشی بحوالہ عبد اللہ بن عبد الرحمن روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں کوفہ میں ان سے ملا وہ جندب بن حصین سے بحوالہ اپنے والد حصین بن جندب روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے کہ ایک

۱ سورۃ النساء : ۲۲ ۲ اسد الغابۃ (۱۱۷۷) استیعاب (۵۳۴) ۳ نسائی کتاب الزینۃ (۵۰۸۰)

۴ المعجم الكبير (۳۵۵۸/۴) ۵ اسد الغابۃ (۱۱۷۹)

گروہ نے آکر آپ سے شکایت کی کہ ہم لوگ سوتے رہ گئے اور سورج طلوع ہو گیا آپ نے انہیں اذان و اقامت * کہہ کر نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اس سند میں غیر معروف راوی ہیں۔

۱۷۳۳ حصین بن حارث *

بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی مطلبی عبیدہ کے بھائی۔ ابن اسحاق * نے شرکائے بدر میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبد الغنی بن سعید ثقفی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ یہ آیت ”بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے اور نماز قائم کرتے ہیں“ * ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک قول ہے کہ یہ آیت ”جسے اپنے رب سے ملنے کا یقین ہو“ * ان کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو عمر فرماتے ہیں بقول بعض تینتیس (۳۳) میں اور ایک قول ہے اس سے پہلے فوت ہوئے۔ طبرانی نے بطریق عبید اللہ بن ابی رافع نقل کیا ہے کہ وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ جبکہ عبید اللہ تک کی سند ضعیف ہے۔ میری اس کتاب میں ان کا ذکر بہت آیا ہے۔ ان حصین کا ایک بیٹا بھی ہے جس کا مرزبانی نے بمعجم الشعراء میں تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۳۴ (ز) حصین بن ابی الحر *

خلافت صدیقی رضی اللہ عنہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی طرف سے حمہ کے کسی علاقے کے گورنر تھے۔ سیف اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں کہ حصین بن ابی الحر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی جانب سے ميسان کے گورنر تھے وہ حجاج کے دور حکومت تک زندہ رہے۔ میں کہتا ہوں: اور یہ بات کئی بار گزر چکی ہے کہ امیر صرف صحابہ ہی بنائے جاتے تھے۔

۱۷۳۵ حصین بن حمام *

ابن ربیعہ بن منجاب ابن حرام بن واثلہ بن سہم بن مرہ بن عوف مزی شاعر مشہور ہیں۔ کنیت ابو معیہ تھی۔ بقول بعض تصغیر ہے۔ ابن ماکولا * فرماتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابو عمر * نے لکھا ہے: یہ انصاری ہیں جبکہ ابن الاثیر نے اس کی تردید کی اور کہا وہ مری ہیں۔ میں کہتا ہوں: شاید انہوں نے انصار سے معاہدہ کیا ہو ان کا ایک بھائی معیہ نامی اور دو بیٹے معیہ اور یزید تھے۔ یزید کا معیہ نامی بیٹا ہے سب کا بنی مرہ کے شعراء میں تذکرہ آتا ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں وہ وفادار سردار تھے۔ ابو عبیدہ فرماتے ہیں: مؤرخین کا اس پر اتفاق ہے کہ جاہلیت کے سب سے کم شعر کہنے والے تین افراد تھے۔ مسیب بن علس، حصین بن حمام اور حنظل، ابو عبیدہ شرح الامثال میں لکھتے ہیں انہوں نے اسلام کا دور پایا ہے اور ان کے مندرجہ ذیل اشعار کو بطور دلیل ان کے مسلمان ہونے کے بارے میں پیش کیا ہے۔

”میں رسوائی کی باتوں سے اپنے رب کی پناہ چاہتا ہوں۔ جس دن سب اپنے اعمال دیکھیں گے کافروں کو ترازو لے چکیں گے اور زمین میں سخت زلزلہ آئے گا۔“

* کنز العمال (۲۲۶۸۳) جامع المسانید (۵۲۱/۳) * اسد الغابہ (۱۱۸۰) استیعاب (۵۳۰)

* السيرة النبوية (۲/۲۶۴) * سورة فاطر: ۲۹ * سورة الكهف: ۱۱۰ * اسد الغابہ (۱۱۸۲) استیعاب (۵۳۸)

* الاكمال (۲۱۹/۱) * استیعاب (۴۱۰/۱)

مرزبانی نے نجم الشعراء میں مشہور اشعار لکھے ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

”ہم ایسے مردوں کی کھوپڑیاں پھاڑتے ہیں، جو اگر ہم پر غالب آ جاتے تو حد سے زیادہ ظالم اور نافرمان ہوتے۔“

یہی اشعار یزید نے اس وقت کہے تھے جب اسے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی ابو الفرج اصمہانیؒ نے لکھا ہے: کہ وہ اپنے ایک سفر میں فوت ہوئے ایک رات ان کی قوم نے انہیں یہ اشعار پڑھتے سنا:

”سنو! شیریں کلام اور ساتھ رہنے والا ہلال ہو چلا، جس کی گرہ احتیاط، ارادہ اور پہنچ ہوتی تھی۔“

ان کے بھائی نے سن لیا تو چونک کر بولے: اللہ رے! حصین فوت ہو گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور ان کا مرثیہ کہا جس میں چند

اشعار یہ ہیں:

”اے حصین تو دور نہ ہو۔ اس لیے کہ ہر زندہ کسی نہ کسی وقت زمانے کی گردش سے دو چار ہوتا ہے۔ حصین پر

رونے والیوں کی عمر کی قسم! ہمارے لیے اس کی وفات بہت بڑی مصیبت ہے۔ ان کا ایک اور مرثیہ بھی ہے جو

معیہ میں مذکور ہے۔“

۱۶۳۶ حصین بن ربیعہؒ

بن عامر بن ازور حمسی ابوارطاة، کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ مسلمؒ نے جریر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ذوالخلفہ سے راحت نہیں پہنچاتے؟ تو میں حمس کے ایک سو پچاس (۱۵۰) گھڑ سواروں کے ساتھ چلا وہ گھوڑوں والے تھے۔ ہم نے جا کر اسے آگ لگا دی۔ جریر اور ابوارطاة نبی ﷺ کے پاس خوشخبری لے کر آئے، عرض کرنے لگے: جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم نے اسے یوں کر چھوڑا ہے جیسے خارش اٹھتا ہے۔

امام بخاریؒ نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا نام نہیں لیا البتہ یوں کہا: انہیں ابوارطاة کہا جاتا ہے مسلم کے بعض نسخوں میں حصین ہے جو غلط ہے۔ ابن السکن نے ذکر کیا کہ انہیں ربیعہ بن حصین کہا جاتا ہے۔ شاید یہ قلب ہے یہ پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں ارطاة بھی کہا جاتا ہے۔

۱۶۳۷ حصین بن عبیدؒ

بن خلف خزاعی عمران کے والد، ان کے مسلمان ہونے میں اختلاف ہے چنانچہ امام احمدؒ اور نسائیؒ صحیح سند سے ربی سے بحوالہ عمران بن حصین روایت کرتے ہیں: کہ حصین نبی ﷺ کے پاس آئے جب وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ حدیث۔ اسی میں ہے پھر حصین اسلام لے آئے۔ نسائی دوسری سند کے ذریعہ بحوالہ ربیعہ عمران بن حصین سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد! عبدالمطلب تمہاری قوم کے لئے تم سے زیادہ بہتر تھے۔ جب جانے لگے تو کہا: میں کیا کہا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہا کرو: اے اللہ! مجھے میری جان کے شر سے بچا اور میرے درست کام کا فیصلہ فرما..... پھر وہ چلے گئے۔ اس

الاعانی (۱/۱۴) * اسد الغابۃ (۱۱۸۳) استیعاب (۵۳۵) * مسلم کتاب فضائل الصحابة (۶۳۱۵)

بخاری کتاب الجہاد (۳۰۷) * اسد الغابۃ (۱۱۸۵) استیعاب (۵۳۲) * مسند احمد (۴۴۲/۴)

نسائی فی عمل الیوم واللیلۃ حدیث (۹۹۳)

وقت نہیں بعد میں مسلمان ہوئے۔ پھر عرض کیا: یا رسول اللہ! اب جب کہ میں اسلام لے آیا ہوں اب کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: کہا کرو: اے اللہ! مجھے میری جان کے شر سے بچائے رکھنا میرے کام میں سے سیدھے طریقے پر چلائے رکھنا، اے اللہ! میری وہ خطائیں معاف فرماتا جو میں نے پوشیدہ طور پر کیں یا بظاہر کیں غلطی سے کیں یا جان بوجھ کر کیں، مجھے ان کا علم تھا تب یا میں ان سے ناواقف تھا تب بھی تو میری مغفرت فرما۔

اَللّٰهُمَّ فِئْسِيْ شَرًّا نَفْسِيْ وَ اَعِزِّمْ لِيْ عَلٰی اَرْشِدِ اَمْرِئِيْ ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا اَسْرَرْتُ وَ مَا اَعْلَنْتُ وَ مَا اَخْطَاْتُ وَ مَا عَمِدْتُ وَ مَا جَهِلْتُ .

نسائی کی روایت میں ہے اب جبکہ میں مسلمان ہوں تو کیا کہا کروں؟ دونوں طریق سے اس کی سند صحیح ہے۔ ابن اسکن اور طبرانی نے داؤد بن ابی حند کے طریق سے بحوالہ عباس بن ذریج، عمران بن حصین سے نقل کیا ہے کہ میرے والد حصین بن عبید بنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگے: اے محمد! ایک شخص صلہ رحمی کرتا ہے مہمان نوازی اور دوسرے نیکی کے کام کرتا ہے لیکن آپ سے نہیں ملتا (یعنی اسلام نہیں لاتا) کیا اسے کوئی فائدہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، حدیث۔ اسی میں ہے کہ ابھی میں روز نہیں گزرے تھے کہ وہ حالت شرک پر ہی مر گئے۔

طبرانی لکھتے ہیں صحیح یہ ہے کہ حصین اسلام لائے تھے۔ ابن خزیمہ فرماتے ہیں: کہ ہمیں رجاء العذری نے بحوالہ عمران بن خالد بن طلح بن محمد بن عمران بن حصین نے بحوالہ اپنے والد انہوں نے اپنے والد اپنے دادا سے نقل کر کے بتایا۔ قریش حصین کے پاس آئے ان کی تعظیم کرتے تھے کہنے لگے: ہماری طرف سے اس شخص (مراد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے بات کرو۔ کیونکہ یہ ہمارے مشکل کشاؤں کا نام لیتا اور انہیں برا بھلا کہتا ہے۔ چنانچہ یہ لوگ اس کے ساتھ آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے قریب بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بوڑھے کو جگہ دو!“ عمران اور ان کے ساتھی بہت زیادہ تھے۔ حصین کہنے لگے: ہمیں آپ کے متعلق یہ خبر ملی ہے کہ ہمارے مشکل کشاؤں کو آپ برا بھلا کہتے ہیں جب کہ آپ کے والد پناہ گاہ اور بہتر تھے، آپ نے فرمایا: حصین! میرا اور تمہارا باپ جنہی ہے، حصین کتنے معبودوں کی عبادت کرتے ہو؟ کہنے لگے سات زمین میں اور ایک آسمان میں، فرمایا جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کسے پکارتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کو۔ فرمایا: جب مال ہلاک ہوتا ہے تو کسے پکارتے ہو؟ کہنے لگے: آسمان والے کو۔ فرمایا: تمہاری دعا تو ایک قبول کرتا ہے دوسرے خواہ مخواہ اس کے شریک بناتے ہو۔ کیا تم شکر میں اس سے راضی ہو یا اس کے غلبہ سے ڈرتے ہو؟ انہوں نے کہا: ان میں سے کوئی بات نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں میں اس طرح کی بات نہیں کرتا۔ آپ نے فرمایا: حصین! اسلام لے آؤ سلا متی مل جائے گی۔ کہنے لگے: میری قوم اور خاندان ہے تو میں کیا کہا کروں؟ فرمایا: کہا کرو: ”اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین کی سیدھی راہ کے لیے رہنمائی طلب کرتا ہوں۔ اور مجھے ایسے علم سے نواز جو مجھے فائدہ دے۔“ حصین نے یہ کلمات کہے۔ ابھی اٹھے بھی نہیں تھے کہ اسلام قبول کر لیا۔ حضرت عمران جھٹ سے اٹھے اور ان کا سر چوما تھا پاؤں پر بوسہ دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ منظر دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: مجھے عمران کے اس سلوک پر رونا آ گیا۔ حصین جب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے تو عمران ان کی خدمت کے لیے نہیں اٹھے اور نہ اس طرف توجہ دی۔ جب وہ اسلام لے آئے تو ان کا حق ادا کر دیا اس وجہ سے مجھ پر ایسی کیفیت

طاری ہو گئی۔“ جب حصین جانے لگے، آپ نے اپنے صحابہ سے فرمایا: انہیں رخصت کرو اور گھر تک پہنچا آؤ، جب دروازے سے باہر نکلے قریش دیکھتے ہی کہنے لگے: لو یہ بھی بے دین ہو گیا اور سب ادھر ادھر چلے گئے۔

۱۴۳۸ حصین بن عوف خثعمی *

امام بخاری اور ابوحاتم لکھتے ہیں: صحابی ہیں ابن ماجہ * محمد بن کریب کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: میرے والد پر حج لازم ہے لیکن وہ حج کر نہیں سکتے۔ حدیث۔ احمد بن منیع، حارث بن ابی اسامہ حسن بن سفیان اور طبرانی * موسیٰ بن عبیدہ وہ اپنے بھائی عبداللہ سے وہ حصین بن عوف سے اسی مفہوم کی روایت کرتے ہیں۔

۱۴۳۹ حصین بن عوف البجلي

بقول بعض یہ ابوحازم کا نام ہے جو قیس کے والد ہیں، کئیوں میں ذکر آئے گا۔

۱۴۴۰ (ز) حصین بن مالک

بن ابی عوف بکلی، جنگ قادسیہ میں بجلہ کے سردار تھے، قسم ثالث میں ذکر آئے گا۔

۱۴۴۱ حصین بن مخضن

بن نعمان بن عبدکعب بن عبدالاشہلی انصاری، ثم الاشہلی، ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نسب بیان کیا ہے۔ البتہ ان کے سوانح میں حدیث کسی اور کی نقل کر دی ہے۔ عبدان فرماتے ہیں: میں نے احمد بن یسار سے سنا، فرماتے ہیں: یہ صحابی ہیں۔ ابوحامد عسکری نے بھی ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔

۱۴۴۲ حصین بن محصن

بن عامر بن ابی قیس بن اسلم انصاری اشہلی۔ خلیفہ بن خیاط نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ابن فقیون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ لکھا ہے ان کے والد کے چچا حصین کا ذکر گزر چکا ہے۔

۱۴۴۳ حصین بن محصن انصاری خطمی *

ان کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے۔ عبدان، ابن شاپین، عسکری اور طبرانی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن السکن کہتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ صحابی ہیں البتہ ان کی روایت اپنی پھوپھی سے ہے نبی ﷺ سے نہیں۔ میں کہتا ہوں: مذکورہ لوگوں نے پہلے اس روایت کو نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: حصین بن محصن سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی

* اسد الغابۃ (۱۱۸۸)، استیعاب (۵۳۳) * ابن ماجہ کتاب الحج (۲۹۰۸)

* المعجم الكبير (۳/۴۹۹) * اسد الغابۃ (۱۱۹۰)

نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ نسائی نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے جیسے ابن السکن نے کہا: یہی صحیح ہے۔ جبکہ امام بخاری * ابن ابی حاتم * اور ابن حبان نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۴۴ حصین بن مروان *

بن انجس۔ یہی انسود بن معد کرب بن خلیفہ بن ہشام بن معاویہ بن سوار بن عامر بن ذہل بن حشم حشمی ہیں۔ ہشام بن کلبی کا بیان ہے کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور مدینہ میں قیام کیا۔ ابن شاپین نے اس کا ذکر کیا اور ابن فتحون نے اپنے استاد راک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۷۴۵ حصین بن مُثَمَّت *

شداد بن زہیر۔ ابن حبان * وغیرہ کا قول ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ امام بخاری * نے اپنی تاریخ میں ابن ابی عاصم حسن بن سفیان ابن شاپین اور طبرانی نے محرز بن ورد بن عمران بن شعیت ابن عاصم بن حصین بن مَثَمَّت کے طریق سے کہ مجھ سے میرے والد نے ان سے ان کے والد نے ان سے ان کے والد شعیت نے ان سے ان کے والد عاصم نے ان سے ان کے والد حصین نے بیان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے بیعت اسلام کی، اور آپ کی خدمت میں اپنے مال کی زکوٰۃ پیش کی۔ آپ ﷺ نے انہیں اس شرط پر قطعہ ارض دیا کہ وہ نہ کسی کو پانی سے روکیں اور نہ زائد چیز سے منع کریں گے۔ اسی کے متعلق زہیر بن حصن کہتے ہیں۔

میرے شہر اتنے ہموار نہیں جہاں قلم سانسوں کی لکیر کھینچے۔ اس (نبی ﷺ) کی طرف سے جو لوگوں کو عطا کرتا ہے اور کوئی شک و شبہ کی چیز نہیں چھوڑی۔ اس کے اکثر راوی غیر معروف ہیں لیکن ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے اور ضیاء نے مختارہ میں نقل کیا ہے۔

۱۷۴۶ حصین بن معلی *

بن ربیعہ بن عقیل عقیلی، ابن شاپین بطریق مدائنی اپنے رجال سے بحوالہ ابو معشر یزید بن رومان سے نقل کرتے ہیں کہ حصین بن معلی نبی ﷺ کے پاس آ کر مسلمان ہوئے۔

۱۷۴۷ حصین نضله اسدی *

ابن مندہ نے قتیق بن عبد الرحمن کے طریق سے بحوالہ عبد الملک بن ابی بکر بن خزیمہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے دادا عمرو بن خزیمہ سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ نے حصین بن نضله اسدی کے لئے یہ تحریر لکھوائی کہ ان کے لئے بازو اور پناہ گاہ ہوگی جس میں کوئی ان کا حصہ دار نہیں ہوگا اور یہ تحریر مغیرہ ثقفی نے قلمبند کی۔ ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت صرف اسی سند سے معروف ہے۔

* التاریخ الكبير (۵/۱) الجرح والتعديل (۱۹۷/۳) * النقات (۵۷/۴) * اسد الغابۃ (۱۱۹۱)

* اسد الغابۃ (۱۱۹۲) استيعاب (۵۳۷) * النقات (۸۹/۳) * التاریخ الكبير (۲/۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۹۳) * اسد الغابۃ (۱۱۹۴)

میں کہتا ہوں: جہمہ میں ابن کلبی نے خزامہ کے نسب میں حصین بن نھلہ بن زید کا ذکر کر کے کہا: وہ اپنے وقت کے سردار تھے، اسلام سے پہلے فوت ہو گئے۔

۱۷۴۸ حصین بن نمیر انصاری

ابن اسحاق نے مغازی میں غزوہ تبوک میں ان کا ذکر کیا ہے، فرماتے ہیں: جب منافقین نے حنیۃ الوداع مقام پر رسول اللہ ﷺ سے محاسن کرنا چاہی اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے اس داؤ سے خبردار کر دیا۔۔۔ پھر آپ ﷺ کی ان کے حق میں دعا اور انہیں ان کی قلبی باتوں سے خبردار کرنے اور ان میں سے بعض کا اعتراف کر لینے کے متعلق حدیث ذکر کی۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا: حصین بن نمیر کو بلاؤ۔ انہوں نے ہی زکوٰۃ کی کھجوروں پر حملہ کر کے چلے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ارے ناداں! تمہیں اس بات کی کیسے جرأت ہوئی؟“ کہنے لگے: میں نے یہ سمجھتے ہوئے ایسا کیا کہ اللہ آپ کو اس سے خبردار نہیں کرے گا تو اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا اور آپ کو معلوم ہو گیا تو میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ میں یقیناً اس گھڑی سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان نہیں لایا تھا۔ آپ ﷺ نے ان کا عذر قبول فرما کر انہیں معاف کر دیا۔ اس روایت کو بیہقی نے ”دلائل“ اور ”السنن الکبریٰ“ میں ذکر کیا ہے۔ ان کا تذکرہ بعد والے عنوان میں بھی ہے۔

۱۷۴۹ حصین بن نمیر (دوسرے)

مجھے معلوم نہیں یہ پہلے والے شخص ہیں یا دوسرے۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اردن پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گورنر تھے اور ہم پہلے کئی بار بتا چکے ہیں کہ کسی ذمہ داری پر صحابہ ہی مقرر کیے جاتے تھے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یزید بن حصین کے طریق سے بحوالہ ان کے والد روایت نقل کی ہے، فرمایا: میں بلال کے پاس تھا، جب انہوں نے ان کے بھائی سے رشتہ مانگا تو انہوں نے ایک عربی خاتون سے ان کی شادی کرادی۔ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح نہیں۔

حافظ ابن عساکر نے ان کے سوانح، حصین بن نمیر سکونی کے ساتھ ملا دیئے ہیں جو یزید بن معاویہ کی طرف سے اہل مکہ سے جنگ کرنے کا امیر مقرر تھا۔ بظاہر وہ اور ہیں۔ واللہ اعلم

ابوعلی بن مسکویہ نے ”تجارب الامم“ میں لکھا ہے: حصین بن نمیر نبی ﷺ کے کاتبین میں سے تھے۔ ایسا ہی عباس بن محمد اندلیسی نے تاریخ کی اس کتاب میں لکھا ہے جو انہوں نے مقتسم بن صنادح کے لئے جمع کی ہے۔ لکھتے ہیں: مغیرہ بن شعبہ اور حصین آپ ﷺ کی ضروری چیزیں تحریر فرماتے۔ اسی طرح متاخرین کی ایک جماعت نے ذکر کیا ہے جن میں سے ایک قرطبی مفسر ہیں، انہوں نے ”مولد نبوی“ اور قطب حلبی نے شرح السیرۃ میں لکھا ہے اور اس طرف اشارہ کر دیا کہ اصل میں یہ قضای کی کتاب ”کاتبین النبی ﷺ“ سے ماخوذ ہے اس میں ہے کہ وہ دونوں قرضہ جات اور معاملات تحریر کرتے تھے۔ مجھے معلوم نہیں ان کی مراد ان سے ہے یا سابقہ شخصیت؟ لگتا ہے انہوں نے سابقہ شخصیت مراد لی ہے اور جو یزید بن معاویہ کے گورنر تھے۔ ان کا نسب ابن کلبی نے یوں بیان کیا ہے حصین بن نمیر بن فاکک بن لبید بن جعفر بن حارث بن سلمہ بن شکامہ۔ لکھتے ہیں: وہ حمص میں صاحب شرافت تھے، اسی طرح ان کا

یثا یزید اور ان کا پوتا معاویہ بن یزید دونوں حص کے گورنر رہے ہیں۔

۱۶۵۰ (ز) حصین بن نیار

نبی ﷺ کے گورنر، سیف اور طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن قحون نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۶۵۱ حصین بن وُحُوح

بروزن جعفر، انصاری۔ امام بخاری * اور ابن ابی حاتم * لکھتے ہیں: صحابی ہیں۔ ابن حبان فرماتے ہیں: بقول بعض صحابی ہیں۔ ابن السکن کا قول ہے کہ وہ لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ عذیب مقام پر قتل ہو گئے تھے۔
میں کہتا ہوں: یہی محمدرہ میں ابن کلبی کا قول ہے اور کہا ہے کہ وہ واقعہ قادسیہ تھا ان کے ساتھ ان کے بھائی حصن بھی قتل ہوئے۔ دونوں کا نسب میں نے حصن کے سوانح میں لکھا ہے۔

ابوداؤد * ابن ابی حاتم اور ابن ابی خثیمہ نے عروہ بن سعید انصاری کے طریق سے وہ اپنے والد سے وہ حصین بن وُحُوح سے روایت کرتے ہیں کہ طلحہ بن براء پیار ہوئے تو نبی ﷺ ان کی عیادت کرنے آئے۔ (حدیث) جسے میں نے طلحہ بن براء کے سوانح میں طوالت کے ساتھ لکھا ہے۔ ابن کلبی کے بیان کے مطابق یہ حدیث مرسل بنتی ہے، اس واسطے کہ عروہ کے والد سعد نے قادسیہ کا دور نہیں پایا ہے یا پھر یہ حصین بن وُحُوح کوئی اور ہیں جنہوں نے سعید کو دیکھا ہو اور یا یہ بھی احتمال ہے جیسا کہ ابن کلبی کا قول ہے کہ وہ قادسیہ میں قتل نہیں ہوئے۔

۱۶۵۲ حصین بن یزید

بن جزی بن قطن کلبی، ابورجاء کیت تھی، طبری نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کوئی حدیث نقل نہیں کی۔ جبکہ ابن قانع نے جبرہ اسود حبشی مولیٰ حصین بن یزید کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ان کی عمر ایک سو چونتیس (۱۳۴) سال ہو گئی تھی۔ بحوالہ ابورجاء حصین بن یزید کلبی روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میں نے جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھا مسکراتے دیکھا، آپ ﷺ کبھی کھل کر نہیں ہنسے۔“ *

۱۶۵۳ حصین بن یزید

بن شداد بن قحان بن سلمہ بن وہب بن عبداللہ بن ربیعہ بن حارث بن کعب حارثی ذو عَصَہ۔ مؤتلف میں دارقطنی لکھتے ہیں: نبی ﷺ کے * پاس آئے، ایسا ہی ابن کلبی نے لکھا ہے۔ ان کا یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ ان کے گلے میں پرندے کے پوٹے کی طرح ایک گھڑ سا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی حارث بن کعب کی سوسال سرداری کی۔ ان کے بیٹے قیس بن حصین کا ذکر آئے گا۔

* اسد الغابۃ (۱۱۹۵) استیعاب (۵۳۶) * التاریخ الکبیر (۱/۱) * الجرح والتعديل (۱۹۸/۳)

* ابوداؤد کتاب الجنائز (۳۱۵۹) * اسد الغابۃ (۱۱۹۶) * جامع المسانید (۵۳۰/۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۹۷) استیعاب (۵۳۹) * السیرۃ النبویۃ (۱۸۳/۴)

۱۴۵۳ (ز) حصین بن یعفر عبسی *

بنی عبس * کے ان نو (۹) دود میں سے ایک جو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ ابو عبیدہ، باوردی، طبری اور دارقطنی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن الاثیر نے بحوالہ اشیری ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۴۵۵ (ز) حصین

بلج بن عبد اللہ عظمیٰ کے دادا۔ خوبصورتی کی وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔ ان شاء اللہ مبہمات میں ان کی حدیث آئے گی۔

۱۴۵۶ حصین انصاری سالمی

انہیں ابو الحصین بھی کہا جاتا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کئیوں میں تذکرہ ہوگا۔

۱۴۵۷ حصین سدوسی

حصین بن اوس میں ذکر ہوا ہے۔

۱۴۵۸ حصین عرجی

ابو عمر * ابو غوث کے حالات میں لکھتے ہیں: ان کے والد حصین فوت ہوئے تو ان پر حج لازم تھا آپ ﷺ نے انہیں اپنے والد کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔ ان کا ذکر (ابو عمر نے) نہیں کیا۔ البتہ ابن الاثیر نے ان کی کتاب پر اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۴۵۹ (ز) حصین * (بے نسبت)

ابن مندہ نے منقطع سند کے ذریعہ بحوالہ حارث بن محمد، حصین سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا: ”ہر خاندان کا والی قیامت کے روز طوق پہنے عذاب میں مبتلا یا بخشا ہوا آئے گا“ *۔

۱۴۶۰ (ز) حصین انصاری (بے نسبت)

ابوداؤد نے ناخ و منسوخ میں اسباط بن نصر کے طریق سے بحوالہ سدی اور انہوں نے اوپر تک مستدیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”وین میں کوئی سختی نہیں“ * کے متعلق نقل کرتے ہیں: انصار کے حصین نامی ایک شخص کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ شام سے تاجر آئے جنہوں نے ان دونوں کو نصرانیت قبول کرنے کی دعوت دی پھر آئندہ حدیث ذکر کی جس میں ابو الحصین نامی کئیوں کا ذکر کیا ہے۔ طبری اور قاضی اسماعیل بن اسحاق نے کتاب ”احکام القرآن“ میں اسے درج کیا ہے۔ دونوں بطریق سدی روایت کرتے ہیں کہ ابو حصین انصاری کے دو بیٹے تھے۔ (حدیث)

* اسد الغابۃ (۱۶۹۸) * اسد الغابۃ (۳۲/۲) * التہجد (۳۸۵/۱) * اسد الغابۃ (۱۶۹۹)

* کنز العمال (۱۴۷۲۸) المغنی عن حمل الاسفار (۳۱۵/۳) اتحاف السادة المتقين (۳۱۴/۸) * سورة البقرہ (۲۵۶)

واحدی نے ”اسباب النزول“ میں مسروق کے طریق سے روایت کی ہے کہ انصار میں سے بنی سالم بن عوف کے قبیلہ کے ایک شخص کے دو بیٹے تھے جو نبی ﷺ کی بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے تھے۔ بعد میں انصار کے ایک گروہ کے ساتھ مدینہ منورہ آنا ج لائے۔ ان کے والد ان کے پاس پہنچے اور ان کے پیچھے لگے رہے کہ اللہ کی قسم! تم جب تک مسلمان نہیں ہو جاتے میں تم سے جدا نہیں ہوں گا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ نبی ﷺ کے سامنے فیصلہ کے لئے گئے، ان کے والد کہنے لگے: یا رسول اللہ! کیا میری اولاد جہنم میں جائے اور میں دیکھتا ہوں؟ جس پر یہ آیت نازل ہوئی: ”کسی کو زبردستی مسلمان بنانا دین میں ضروری نہیں“۔ اسی روایت کو عبد بن حمید نے رزق بن عبادہ سے بحوالہ موسیٰ بن عبیدہ، عبد اللہ بن عبیدہ سے نقل کیا ہے۔ انصار کے قبیلے بنی سالم بن عوف کی شاخ میں ایک شخص تھا جس کے دو بیٹے تھے جو بعثت سے پہلے نصرانی ہو گئے تھے۔ پھر اسی کا مفہوم ذکر کیا۔ موسیٰ ضعیف راوی ہے۔ اس روایت کو طبری نے تفسیر میں محمد بن اسحاق مغازی والے کے طریق سے بحوالہ محمد بن ابی حمزہ، سعید بن جبیر یا عکرمہ سے بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے: ”دین میں کوئی سختی نہیں“۔ یہ آیت انصار کے سالم بن عوف کے حصین نامی شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس کے دو بیٹے تھے اور دونوں نصرانی تھے۔ وہ خود مسلمان تھے۔ نبی ﷺ سے عرض کرنے لگے: انہوں نے نصرانیت قبول کر لی ہے، کیا میں ان دونوں پر سختی نہ کروں؟ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اس کا کچھ حصہ ان شاء اللہ کنیتوں میں آئے گا جس سے اس عنوان کی تکمیل ہو جائے گی۔

باب حاء جس کے بعد ضا و نقطے والا ہے

۱۶۱۱) **حضر بن عامر**

بن نجیح بن مزلہ ابن حُمام بن ضہبہ بن کعب بن قیس بن مالک بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی۔ ابو کدیم کنیت تھی۔ ابن شایین وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ابویعلیٰ وابن قانع نے محفوظ بن علقمہ کے طریق سے بحوالہ حضری بن عامر اسدی جو صحابی ہیں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی ہوا کے رخ پیشاب نہ کرے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔“

ابن شایین بطریق مدائنی ابو معشر، یزید بن رومان، محمد بن کعب، سعید المقبری ان کے سلسلہ سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سلمہ بن محارب، داؤد، بحوالہ قسحی اور کئی اسانید ہیں، فرماتے ہیں: بنی اسد بن خزیمہ نے حضری بن عامر ضرار بن ازور، سلمہ بن حوش، قتادہ بن قائف اور ابو مکتع کو وفد کی صورت میں بھیجا۔ پھر ان کے اسلام لانے کی حدیث ذکر کی ہے۔ نبی ﷺ نے ان کے لئے ایک تحریر لکھوائی، فرماتے ہیں: حضری بن عامر نے سورہ عبس و قولی سیکھی۔ اس کی قراءت کرتے کرتے اس میں اضافہ کر دیا اور یوں یہ الفاظ بڑھا دیئے: ”والذی انعم علی الحبلی فاخرج منها سمة تسعی“۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس میں اضافہ نہ کرنا۔“ اور اسے منجاب بن حارث کے طریق سے نقل کیا ہے جس میں ہے: وہ سورہ سَبَّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى

تھی۔ ہشام بن کلثی اور شرقی بن قحطامی کے طریق سے اسی قصہ کا مفہوم مروی ہے۔ عمر بن شبہ نے ابو دائل تک صحیح سند سے نقل کیا ہے۔ بخاری نے تو حنی بن حنفیہؓ نے ان سے فرمایا: تم کس قبیلے کے لوگ ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم بنو زغیہ (آخری بچہ) گھوڑوں کے ٹاٹ والے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم بنو زغیہ ہو۔ وہ کہنے لگے: ہم اپنے باپ کا نام چھوڑ نہیں سکتے، پھر لبا قصہ ذکر کیا۔ فتوح میں سیف نے ابو ماجہ اسدی کے طریق سے بحوالہ حضری بن عامر روایت کی ہے، فرمایا: ہمیں نبی ﷺ کی بیماری اور یمامہ پر مسیلہ کذاب کے قبضہ کی خبر ملی۔ پھر ارداد کا کچھ واقعہ ذکر کیا۔ مرزبانی نے اپنی محکم میں لکھا ہے ان کی کنیت ابو کدام تھی، جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان سے عجمیوں کی جنگ میں کہے گئے اشعار کے متعلق پوچھا تو انہوں نے اس سلسلہ میں عمدہ اشعار سنائے۔

ابو علی القالیؒ نے ابن کلثی کے طریق سے روایت کی ہے کہ حضری بن عامر اپنے بھائیوں میں سے دسویں تھے، وہ سب فوت ہوئے تو یہ ان کے وارث ٹھہرے۔ اس کے متعلق ان کا حم زاد جزء بن مالک کہتا ہے: ”اے حضری! تجھ جیسا کون ہو سکتا ہے۔“ نو بھائیوں کا وارث ہو کے تو خوش عیش ہو گیا ہے۔“ تو حضری نے جواباً یہ اشعار کہے: ”اے جزء! اگر تم نے مجھے یہ بات جھوٹا سمجھتے کی ہے تو (میری دعا ہے کہ) تو بھی بہت جلد ایسی صورت حال سے دوچار ہو۔“

خدا کی کرنی دیکھیں! جزء لوگ بھی دس بھائی تھے ایک دفعہ یہ سب ایک کنویں کے کنارے بیٹھے تھے، کنواں زمین میں ڈھنس گیا، سوائے جزء کے سب ہلاک ہو گئے۔ حضری کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے تقدیر کے موافق اور حسد کو برقرار رکھنے والی بات کہی۔

حاع کے بعد طاء

۱۶۲۲ جطاب بن حارثؒ

بن معمر بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جح قرشی ثقی۔ موسیٰ بن عقبہ نے مہاجر بن حبشہ میں ایسا ہی ابن اسحاق اور ذیل میں طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۶۲۳ جطآن تمیمی یربوعی

ابن فتحوں نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سعید بن یحییٰ اموی فرماتے ہیں: ہمیں ہمارے والد نے بحوالہ اس شخص کے جس نے حمص بن عبد الرحمن سے سنا کہ مجھ سے عمرو بن میمون اودی نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے دوسری صف میں کھڑا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور میرے درمیان صرف ابن عباس رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ پھر آپ کے قتل کے جانے کا قصہ بیان کیا، فرماتے ہیں جب اسے ایک مہاجر شخص جطآن تمیمی یربوعی نے دیکھا تو اس پر کنٹوپ ڈال دیا۔ اس بدحواسی میں ابو لؤلؤ کو جب یقین ہو گیا کہ وہ مارا جائے گا تو اس نے اسی خنجر سے اپنی گردن کاٹ دی۔

سورة الاعلیٰ (۱) جامع المسانید (۵۳۲/۳) الامالی (۶۷/۱)

اسد الغابۃ (۱۲۰/۱) استیعاب (۵۷۶)

میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیح بخاری میں حطان کے نام کے بغیر ہے۔ جبکہ دوسرے قصہ میں ہے کہ جس نے اس پر کنٹوپ ڈالا تھا وہ ہاشم بن عقبہ تھے اور دیگر ایک واقعہ کے مطابق وہ عبداللہ بن عوف تھے۔ واللہ اعلم

حاء کے بعد فاء

www.KitaboSunnat.com

۱۷۶۴ جحفیش

جیم میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۶۵ (ز) حفص بن حلیمہ سعدیہ (جنہوں نے نبی ﷺ کو دودھ پلایا تھا)

نبی ﷺ کے رضاعی بھائی۔ مجھے ان کی بحوالہ ان کی والدہ ایک روایت بطریق محمد بن عثمان لخمی، محمد بن اسحاق سے، جیم بن ابی جیم سے عبداللہ بن جعفر سے حفص بن حلیمہ سے وہ اپنی والدہ سے وہ آمنہ بنت وہب مادر بزرگوار نبی ﷺ سے آپ ﷺ کی ولادت کے قصہ میں ملی ہے۔

۱۷۶۶ حفص بن سائب

ابن شاپین محمد بن جعفر طبری کے طریق سے بحوالہ ہارون بن حفص بن سائب وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ ”نبی ﷺ نے میرا نام حفص رکھا۔“

۱۷۶۷ حفص بن ابی العاص

بن بشر بن عبد بن دہمان بن عبداللہ بن أبان ثقفی، مشہور صحابی عثمان بن ابی العاص کے بھائی۔ ابن سعد نے چھوٹے طبقہ میں بصرہ فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور کبریٰ میں لکھتے ہیں: ہم نے انہیں ان کے بھائی عثمان اور حکم کے ساتھ لکھا تو ہے لیکن ہمیں ان کے صحابی ہونے کے بارے میں علم نہیں۔ جبکہ خلیفہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: بارہا یہ گزر چکا ہے کہ حجة الوداع سے پہلے قریش اور ثقیف کا جو شخص بھی بچا تھا وہ اسلام لے آیا تھا اور سب کے سب حجة الوداع میں شریک ہوئے تھے۔ اتنا ان کے صحابی ہونے کے لئے کافی ہے۔ بلاذری نے ایک بے تنقید سند سے نقل کیا ہے کہ حفص بن ابی العاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کھانے میں شریک ہوتے تھے۔ (حدیث)

۱۷۶۸ حفص بن مغیرہ

ابو عمرو مخزومی۔ بقول بعض فاطمہ بنت قیس کے شوہر، ایک قول ہے ان کا نام عمرو بن حفص بن مغیرہ، کنیت ابو حفص ہے۔ کتبوں میں حرف عین میں عنوان آئے گا۔

باب حاء کے بعد کاف

(۱۶۶۹) (ز) **الحکم ابن اقرع** ابن عمرو ہیں، تذکرہ ہوگا۔

(۱۶۷۰) (ز) **حکم بن ایوب** بعد والے عنوان میں آ رہا ہے۔

(۱۶۷۱) **حکم بن حارث سلمیٰ**

انہیں حکم بن ایوب بھی کہا جاتا ہے۔ امام بخاریؒ اور ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں: حکم بن حارث صحابی ہیں جن سے عطیہ الدعاء روایت کرتے ہیں۔ ابن حبانؒ کتاب الصحابہ میں لکھتے ہیں: حکم بن حارث سلمیٰ صحابی ہیں، پھر فرماتے ہیں: حکم بن ایوب سلمیٰ اور عطیہ الدعاء کے طریق سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں نے حکم بن ایوب سلمیٰ سے سنا، فرمایا: میں لوگوں کے اگلے حصہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک میری اونٹنی سست رفتار ہو گئی، آپ ﷺ نے اسے جھڑکا تو وہ سب سے آگے نکل گئی۔ حدیث اسی طرح ہے جسے حسن بن سفیان، ابن ابی عامر اور بغوی نے عطیہ الدعاء سے بحوالہ حکم بن حارث سلمیٰ نقل کیا ہے اسی طرح طبرانیؒ بطریق عطیہ حکم سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کی معیت میں تین غزوات کیں۔ اور انہوں نے انہیں وصیت کی کہ جب میری وفات ہو جائے تو دفنانے کے بعد میری قبر پر پانی چھڑکنا اور قبلہ رخ ہو کر میرے لیے دعا کرنا۔ اسے ابن اسکن نے بطریق عطیہ انہی سے ایک دوسری حدیث میں نقل کیا ہے۔

(۱۶۷۲) **حکم بن حزن کُلفی**

ابن ابی کلفہ بن حنظلہ بن مالک بن زید مناة بن نسیم، یہ نسب بقول امام بخاریؒ ہے۔ ایک قول ہے بنی کلفہ بن عوف بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن، اور دوسرے لوگوں کے ساتھ خلیفہ کا قول ہے۔ ان کی حدیث امام ابوداؤد اور ابویعلیٰ وغیرہ نے بطریق شعیب بن زریق طامی نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں: میں حکم بن حزن کُلفی کے پاس بیٹھا تھا جنہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ فرماتے ہیں: میں چھ یا آٹھ آدمیوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس اس لئے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔ (حدیث) ابویعلیٰ کے الفاظ ہیں، مسلم فرماتے ہیں: ان سے صرف شعیب نے روایت لی ہے۔

(۱۶۷۳) **حکم بن ابی حکم اموی**

ابن ابی حاتمؒ نے ان کا ذکر کیا کہ مسلمہ بن علقمہ نے داؤد بن ہند سے بحوالہ شععی قیس بن جہران سے روایت کی ہے کہ ہم

اسد الغابۃ (۱۲۰۸) استیعاب (۵۵۱) التاریخ الکبیر (۳۳۱/۲) الجرح والتعديل (۱۱۵/۳)

النفات (۸۵/۳) مجمع الزوائد (۱۱/۹) المعجم الکبیر (۳۱۷۰/۳) اسد الغابۃ (۱۲۰۹) استیعاب (۵۵۰)

ابوداؤد کتاب الصلاة باب الرجل یخطب علی القوس (۱۰۹۶) مسند احمد (۲۱۲/۴) الجرح والتعديل (۱۱۵/۳)

نے آپس میں عہد کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ..... (حدیث) طبرانی اور ابن مندہ نے اسی سند سے قیس سے روایت کی ہے کہ حکم کی بیٹی حکم سے کہنے لگی: ”اے بنی امیہ! میں نے تم سے زیادہ بڑی رائے اور رسول اللہ ﷺ کے کام میں ست قوم نہیں دیکھی۔“ اس پر وہ بولے: بیٹا! مجھے کیوں کوستی ہو، میں نے جو دیکھا تم سے وہی بیان کروں گا۔ پھر یہ بات ذکر کی۔ (لیکن) اس میں ان کے مسلمان ہونے کی تو وضاحت نہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں معتبر یہی ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی قریشی غیر مسلم نہیں رہا بلکہ مسلمان ہو کر حجۃ الوداع ﷻ میں شریک ہوا۔ اس حدیث کو عسکری نے اسی طرح روایت کیا ہے۔ پھر فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں، اس حدیث میں حکم بن ابی العاصی یعنی حضرت عثمان کے چچا ہیں جن کا ذکر آئے گا، جہاں تک ابو عمر ہیں تو انہوں نے اس پر یقین کیا ہے کہ وہ اور ہیں۔ وہ لکھتے ہیں: مجھوں میں، مجھے ان کے متعلق اس حدیث سے زیادہ کسی بات کا علم نہیں، جبکہ ابن الاثیر نے عسکری کی بات کو درست قرار دیا ہے۔

۱۷۷۴ حکم بن ابی الحکم انصاری

غزوہ تبوک میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ عنقریب کعب بن خزرج کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا کہ وہ غزوہ تبوک میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔

۱۷۷۵ (ن) حکم بن حیان عبدی ثم تجاری

مؤرخین نے ان کا اور ان کے بھائی عبدالرحمن کا ذکر وفد عبدالقیس میں کیا ہے۔

۱۷۷۶ الحکم بن ربیع

بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ مسعود کے والد۔ عنقریب ان کے بیٹے مسعود کا تذکرہ ان لوگوں میں آئے گا جنہیں دیدار نصیب ہے اور ان کی ولادت عہد نبوت میں ہوئی تھی۔ انہی حکم کی ایک روایت ہے جسے ابن مندہ نے میمون بن یحییٰ سے بحوالہ مخرمہ بن بکیر، انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، فرمایا: میں نے سلیمان بن یسار سے سنا، انہوں نے ابن الحکم زرقی جو مسعود ہیں ان سے سنا فرماتے ہیں، مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ وہ منیٰ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: اس سند سے درست روایت ابن وہب کی بحوالہ مخرمہ ہے جو سلیمان سے بحوالہ حکم ہے۔ فرماتے ہیں: مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا۔

میں کہتا ہوں: نسائی نے فرمایا، مجھے معلوم نہیں کہ کسی نے مخرمہ کی ”حکم“ کہنے میں متابعت کی ہو۔ درست مسعود بن حکم ہے۔ اسی طرح نسائی نے یہ روایت بطریق ابن وہب، عمرو بن حارث، بکیر بن حج، سلیمان بن یسار، مسعود بن حکم سے انہوں نے اپنی والدہ سے نقل کی ہے۔ اور اسی روایت کو حکیم بن حکیم اور عبداللہ بن ابی سلمہ کے طریق سے ان دونوں نے مسعود بن حکم سے انہوں نے اپنی دادی سے نقل کیا ہے اور یوسف بن مسعود بن حکم کے طریق سے بحوالہ اپنی دادی یہی محفوظ روایت کی ہے۔

۱۷۷۷ حکم بن رافع

بن سنان انصاری۔ ابو نعیم عبدالحکم بن صہیب کے طریق سے بحوالہ جعفر بن عبد اللہ بن حکم روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں جب بچہ تھا تو مجھے حکم نے دیکھا کہ میں برتن میں ادھر ادھر سے ہاتھ مار کر کھا رہا ہوں، کہنے لگے: لڑکے! اس طرح شیطان کھاتا ہے آپ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنے سامنے کی جگہ سے ہاتھ نہ بڑھاتے تھے۔ اس کی سند ضعیف ہے۔

۱۷۷۸ (ن) حکم بن سعید طائفی

امام طبرانی نے ابوامیہ بن یعلیٰ طائفی کے طریق سے انہوں نے اپنے دادا سے انہوں نے حکم بن سعید سے روایت کی ہے، فرمایا: میں نبی ﷺ کے پاس بیعت کرنے آیا۔ آپ نے پوچھا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کی: حکم۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عبد اللہ ہو“۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے حکم بن سعید بن عاص جن کا تذکرہ ان کے بعد آ رہا ہے ان کے سوانح میں ان کا ذکر درج کیا ہے۔ میرے نزدیک وہ اور ہیں۔ اگر یہ طریق محفوظ ہے تو جیسی نامی تبدیلی ان کے متعلق واقع ہوئی ان کے ہنام کے بارے میں بھی پیش آئی ہے، جس کی دلیل یہ ہے کہ ابوامیہ بن یعلیٰ ثقفی ہیں اور ان کے دادا بھی ثقفی اور ان کے دادا کے چچا دونوں ثقفی ہوئے۔ ثقفی، اموی کے علاوہ خاندان ہے۔ ایک ہی قصہ کئی بار واقع ہو یہ بعید امر نہیں ہے۔ خصوصاً جب حوالوں میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

۱۷۷۹ حکم بن سعید

بن عاص بن امیہ اموی، خالد اور ان کے بھائیوں کے والد، ان کی والدہ ہند بنت مغیرہ مخزومیہ ہیں۔ مسلم مدنی صحابہ میں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ امام بخاری نے تاریخ میں سعید بن عمرو بن عاص کے طریق سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: مجھے حکم بن سعید نے بتایا: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا: تمہارا نام؟ میں نے عرض کی: حکم، فرمایا: ”نہیں بلکہ تم عبد اللہ ہو“۔ اسے ابن ابی عاصم، ابن شاہین، طبرانی اور دارقطنی نے افراد میں سب کے سب سعید بن عبد الرحمن بصری کے طریق سے بحوالہ عمرو بن یحییٰ بن سعید بن عمرو بن عاص وہ اپنے دادا سعید سے یہی روایت کرتے ہیں۔

بعض کے ہاں حکم بن سعید بن عاص لکھا ہے۔ ترمذی نے تعلیق میں حکم بن سعید سے روایت کی ہے اور زیر نسب قریش میں لکھتے ہیں: عبد اللہ بن سعید بن عاص ان کا نام حکم تھا۔ نبی ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ وہ کاتب تھے، آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ مدینہ میں کتابت سکھائیں۔ بدر کے روز شہید ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ابن اسحاق اور موسیٰ بن عقبہ نے بدر میں ان کا ذکر نہیں کیا۔ خلیفہ نے کہا: وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق کا قول ہے: غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ سعید بن عمرو کی ان سے حدیث روایت کرنے کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی وفات تاخیر سے ہوئی ہے کیونکہ وہ زیادہ قدیمی شیخ ہیں جن سے سعید بن عمرو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سماع کیا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۲۱۲) * کنز العمال (۱۸۱۷۵) جامع المسانید (۵۴/۳) * المعجم الكبير (۱۰/۲)

اسد الغابۃ (۱۲۱۳) * التاريخ الكبير (۲۳۱/۲) * المعجم الكبير (۳۱۶/۳)

یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مراثت کسی راوی کے وہم پر مبنی ہو۔ یہ معصن (بالواسطہ) روایت ہے اور ہے بھی منقطع۔ واللہ اعلم
ابو الحسن بن کعب نے شام فروکش ہونے والے صحابہ میں سے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ سراج اپنی مسند میں لکھتے ہیں:
ابوساب، ابراہیم بن یوسف بن معمر بن حمزہ بن عمر بن سعد بن ابی وقاص، خالد بن سعید بن عمرو بن سعید۔ ان سلسلہ سند میں ان کے
والد سے روایت ہے کہ ان کے چچا خالد اور ان کے والد عمرو، سعید کی اولاد ہیں۔ یہ سب لوگ نبی ﷺ کی وفات کے بعد اپنی اپنی ذمہ
داریوں سے استغناء دے کر واپس آ گئے۔ نبی ﷺ کے علاوہ یہ لوگ کسی اور کے لیے کوئی حکومتی کام نہیں کرتے۔ سب کے سب شام
جہاد میں نکلے اور سب شہید ہو گئے۔ اسی میں ہے کہ حکم حکمت سکھاتے تھے۔

۱۶۸۰ حکم بن سفیان

بن عثمان بن عامر بن مکیب بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابو زرہ اور ابراہیم حربی کا قول ہے کہ
صحابی ہیں۔ اصحاب السنن نے ان کی حدیث وضو کے بعد چمڑ کاؤ کے بارے میں روایت کی ہے۔ اس روایت میں مجاہد سے آگے
اختلاف ہے۔ بقول بعض ایسے ہی ہے، ایک قول ہے کہ اس کے علاوہ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام احمد فرماتے ہیں کہ حکم صحابی
نہیں۔ ابن الدینی، بخاری اور ابو حاتم فرماتے ہیں: صحیح سند حکم بن سفیان بحوالہ اپنے والد ہے۔

۱۶۸۱ حکم بن صلت

بن خرمہ بن مطلب بن عبد مناف۔ بقول بعض حکیم۔ ایک قول ہے: صلت بن حکیم۔ ابن وہب، حرمہ بن عمران سے
عبد العزیز بن حبان سے وہ حکم بن صلت سے مرفوع روایت کرتے ہیں: ”اپنی نمازوں اور جنازوں میں بے وقوفوں کو آگے نہ کیا
کرو۔“ اسے ابو موسیٰ نے بحوالہ عبدان نقل کیا ہے بقول بعض وہ خیبر میں شریک ہوئے تھے، محمد بن ابی حذیفہ جب عریش گئے تو مصر
میں انہیں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے وہ قریش کے پیادوں میں سے تھے۔

۱۶۸۲ حکم بن ابی عاص

بن بشر ابن عبد بن وہمان ثقفی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص کے بھائی، ان کے بھائی حفص کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن سعد
فرماتے ہیں: بقول بعض انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ان کے بھائی حضرت عثمان بن ابی العاص نے انہیں بحرین کا والی مقرر کیا تو
انہوں نے بہت سی فتوحات کیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ان کے بھائی طائف کے گورنر تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا: آؤ اور
اپنے بھائی کی نیابت کرو۔ انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے جبکہ ان سے معاویہ بن قرہ روایت کرتے ہیں، وہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ کے پاس ”شہرک“ کے قیدی لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان بن ابی العاص سے فرمایا: ان کے رشتے کرو، ابو صفرة
مہلب کے والد بھی موجود تھے۔ وہ کہنے لگے: میں انہی جیسا ہوں۔ تو وہ اگرچہ بوڑھے تھے ان کا رشتہ کرا دیا۔ ان کی بیوی کا ختنہ کیا
گیا، اگرچہ وہ بڑھیا تھی۔ اس کے متعلق زیاد بن اہم نے اشعار کہے ہیں۔

اسد الغابۃ (۱۲۱۴) استیعاب (۵۴۹) ابوداؤد کتاب الطہارۃ (۱۶۶) نسائی کتاب الطہارۃ (۱۳۴)

ابن ماجہ کتاب الطہارۃ (۴۶۱) تاریخ الکبیر (۳۲۹/۲) الجرح والتعديل (۱۱۶/۲)

اسد الغابۃ (۱۲۱۶) استیعاب (۵۴۲) کنز العمال (۲۰۳۸۹) اسد الغابۃ (۱۲۱۸) استیعاب (۵۴۴)

۱۷۸۲ حکم بن ابی العاص

بن امیہ بن عبد شمس قرشی اموی، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے چچا اور مروان رضی اللہ عنہ کے والد۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اسلام لائے، اور مدینہ سکونت رکھی۔ پھر نبی ﷺ نے انہیں طائف کی طرف جلا وطن کر دیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مدینہ لوٹا دیئے گئے اور وہیں انتقال کیا۔ ابن اسکن کا قول ہے لوگوں کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے لیے بددعا کی تھی لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ فاکہی بطریق حماد بن سلمہ، بحوالہ ابونسان، زہری اور عطاء خراسانی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ کے پاس آئے تو آپ حکم بن ابی عاص پر لعنت کر رہے تھے۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اس کا کیا قصور ہے؟ فرمایا: ”میں اپنی فلاں اہلیہ سے مشغول تھا یہ دیوار کے شکاف سے آیا اور مجھے چونکا دیا۔“ انہوں نے عرض کیا: کیا ہم بھی اس پر لعنت نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے یوں نظر آ رہا ہے کہ اس کی اولاد میرے منبر پر چڑھ رہی اور اتر رہی ہے۔“ لوگوں نے عرض کی: کیا ہم انہیں پکڑ نہ لیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں۔“ اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں جلا وطن کر دیا۔

طبرانیؒ نے حدیث حذیفہ سے روایت کی ہے جب ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حکم کے متعلق گفتگو ہوئی کہ مدینہ لوٹا لیا جائے۔ آپ نے فرمایا: ”جو گرہ رسول اللہ ﷺ نے لگائی ہے میں اسے کھولنے کا نہیں۔“ اسی طرح حدیث عبدالرحمن بن ابی بکر سے مروی ہے، فرمایا کہ حکم نبی ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے آپ جب گفتگو کرتے تو وہ اپنے پیچھے پھڑکاتے، آپ نے دیکھ لیا تو فرمایا: ”خدا ایسا ہی کرے۔“ چنانچہ وہ مرتے دم تک ایسے ہی کرتے رہے۔ اس کی سند میں تامل ہے۔ اسی روایت کو بیہقیؒ نے دلائل میں اسی سند سے لکھا ہے۔ اس میں ضرار بن صرد رافضیت کی طرف منسوب ہے۔ اسی طرح مالک بن دینار کے طریق سے بحوالہ ہند جو زوجہ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بیٹے ہیں روایت کی ہے کہ نبی ﷺ حکم کے پاس سے گزرے تو وہ آپ کی طرف انگلی سے اشارہ کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے جھٹ سے دیکھ کر فرمایا: ”اے اللہ! اسے لنگڑا بنا دے۔“ تو وہ اسی جگہ گر گئے۔ بشم بن عدی، صالح بن حسان سے روایت کرتے ہیں کہ احف نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: مروان کے لیے یہ کیسی عاجزی پائی جاتی ہے تو انہوں نے فرمایا: کہ حکم ان لوگوں میں سے تھے جو میری بہن ام حبیبہ کی رخصتی کے وقت نبی ﷺ کے پاس آئے تھے۔ ان کے پاس ان کے جوتوں کی ذمہ داری تھی۔ تو رسول اللہ ﷺ انہیں گھورنے لگے۔ کسی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! آپ حکم کو گھور رہے ہیں؟ فرمایا: ابن الحخر ومیہ اس کی اولاد جس وقت تیس یا چالیس سال کی ہوگی حکمران بن جائے گی۔ ہم نے ابن نجیب کے جزء میں زہیر بن محمد کے طریق سے بحوالہ صالح بن ابی صالح، نافع بن جبیر بن مطعم، بحوالہ ان کے والد روایت کی ہے، فرمایا: ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، وہاں سے حکم بن ابی عاص کا گزر ہوا، تو نبی ﷺ نے فرمایا: ”اس کی اولاد سے میری امت کے لیے خرابی ہے۔“

ابن ابی شیبہ نے حدیث عائشہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے مروان سے فرمایا: (یہ اس وقت کی بات ہے جب عبدالرحمن

اسد الغابۃ (۱۲۱۷) استیعاب (۵۴۷) الطبقات (۲۳۰/۵)

الطبقات الکبریٰ لابن سعد (۴۴۷/۵) التاریخ الکبیر (۳۳۱/۲)

المعجم الکبیر (۳۱۶۶/۳) دلائل النبوة (۲۳۹/۲) اسد الغابۃ (۲۷/۲)

مجمع الزوائد (۲۴۱/۵) کنز العمال (۳۱۰۶۶) علل الحدیث (۲۷۵۱)

الکتاب فی فضائل الصحابة (جلد ۱) ۶۳۱

یزید بن معاویہ کی بیعت سے باز رہے تھے) جہاں تک مروان تمہارا تعلق ہے تو میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب تمہارے والد پر لعنت بھیجی تھی اس وقت تمہاری پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی۔

میں کہتا ہوں: اس قصہ کی اصل بخاری میں اس اضافہ کے علاوہ موجود ہے۔ ابو عمر نے ان کے جلاوطن ہونے کا ایک اور سبب لکھا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا راز افشاء کرتے تھے، بقول بعض وہ نبی ﷺ کی چال کی نقل اتارتے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب انہیں مدینہ لوٹا لیا تو یہ عذر پیش کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے حکم کے بارے اجازت مانگی تھی۔ فرماتے ہیں: میں نے ان کے متعلق سفارش کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھ سے انہیں لوٹانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ ابن سعد نے بحوالہ واقدی انہوں نے ثعلبہ بن ابی مالک تک اپنی سند سے نقل کیا ہے، حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ہوا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی قبر کی جگہ سخت گرمی کے دن خیمہ لگوا دیا جس پر لوگوں نے چمی گویاں کیں۔ آپ نے فرمایا: عہد فاروقی میں نسیب بنت جحش کی قبر پہ بھی تو خیمہ تاق تھا۔ اس قوت تمہیں کوئی معترض اور نکتہ چینی کرنے والا نظر آیا تھا؟ حکم کا انتقال خلافت عثمانی میں ۳۲ھ میں ہوا۔

۱۷۸۴ حکم بن عبد اللہ ثقفی

ابن مندہ نے بطریق اسرائیل، حکم بن عمرو سے بحوالہ یعلیٰ بن مرہ، حکم بن عبد اللہ ثقفی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کسی سفر کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں ایک عورت آپ کے پاس اپنا بچہ لا کر کہنے لگی: ”یا رسول اللہ! اسے باری کا بخار ہو جاتا ہے۔“ پھر حدیث ذکر کی۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: کئی سندوں سے مروی ہے جو یعلیٰ بن مرہ سے ہے جس میں حکم بن عبد اللہ کا ذکر نہیں اور نہ یہ اضافہ صحیح ہے۔

۱۷۸۵ حکم بن عمرو بن شریذ

بغوی فرماتے ہیں: بخاری نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے، لیکن ان کی کسی حدیث کا ذکر نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث حسن بن سفیان نے بطریق عبد الحمید بن جعفر، بحوالہ اپنے والد، ابن شریذ سے نقل کی ہے کہ میں نے نبی ﷺ کی افتاء میں نماز پڑھی، ایک شخص چھینکا تو میں نے ”یوحکمک اللہ“ کہہ دیا۔ حسن بن سفیان فرماتے ہیں: محمد بن ایشی فرماتے ہیں: ان ابن شریذ کا نام حکم ہے۔

۱۷۸۶ حکم بن عمرو بن مجدع

بن جریم بن حارث بن نعلیہ بن ملیل بن ضمرہ بن بکر بن عبد منافہ بن کنانہ، ابو عمرو غفاری، رافع کے بھائی، انہیں حکم بن اقرع بھی کہا جاتا ہے۔ غفاری کی طرف ان کی نسبت اس وجہ سے ہے کہ نعلیہ بن ملیل، غفار کے بھائی ہیں۔ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں ان کی حدیث بخاری اور بقیہ چار کتب میں ہے۔ ان سے ابو شعفاء ابو حجاب، عبد اللہ بن صامت، حسن اور ابن سیرین وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد لکھتے ہیں: وہ تامرگ نبی ﷺ کے ساتھ رہے۔ پھر بصرہ فروکش ہو گئے۔ زیاد نے انہیں خراسان کا والی بنا

اسد الغابۃ (۱۲۱۹) جامع المسانید (۵۴۹/۳) اسد الغابۃ (۱۷۲۲)

جامع المسانید (۵۵۰/۳) اسد الغابۃ (۱۷۲۳) استیعاب (۵۴۳)

الکتاب فی التعلیق (جلد ۱) ۲۳۲

دیا جہاں ان کی وفات ہوئی۔ اوس بن عبداللہ بن بریدہ سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کسی بات پر ان سے ناراض ہوئے، دوسرا گورنر بھیج کر انہیں بیڑیاں ڈال دیں اور اسی حالت میں ان کا ۵۵ھ میں انتقال ہوا۔ مدائنی فرماتے ہیں: ۵۰ھ میں اور عسکری کا قول ہے کہ ۵۵ھ میں فوت ہوئے تھے۔ *

میں کہتا ہوں: کہ جب ان کے پاس زیادہ کی طرف سے ناراضگی کا خط پہنچا تو انہوں نے اپنے لیے موت کی دعا کی اور فوت ہو گئے۔ اور ابو عمر نے زیادہ کی ولایت کے قصہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ ان کے ارادے سے نہ تھی بلکہ ہوا یوں تھا جب ان کی وفات ہونے لگی تو انہوں نے اپنے کام کا نگران انس بن ابی ایاس کو بنا دیا تھا۔

۱۷۸۷ حکم بن عمرو بن معتب *

بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف ثقفی۔ ابو عمر کا قول * ہے: اس وفد کے ایک فرد ہیں جو عبد یاسیل کے ساتھ ثقیف کے مسلمان ہونے کی خبر لائے تھے۔

۱۷۸۸ (ن) حکم بن عمرو ثعلبی

فتوح میں ان کا ذکر ہے، انہوں نے ہی مکران کا محاصرہ کر کے اس کے بادشاہ کو شکست دی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف فتح کی خوشخبری بھیجی تھی، جس کا لمبا قصہ ہے۔

۱۷۸۹ حکم بن عمیر الثمالی

ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد فرماتے ہیں: ان کی طرف نبی علیہ السلام کی ایسی احادیث مروی ہیں جو منکر کا درجہ رکھتی ہیں، جنہیں عیسیٰ بن ابراہیم جو ضعیف راوی ہے، روایت کرتا ہے وہ موسیٰ بن ابی حبیب سے جو ضعیف راوی ہے وہ اپنے چچا حکم سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک حدیث ابن ابی عاصم * نے بقیہ کے طریق سے بحوالہ عیسیٰ اسی سند سے نقل کی ہے اس میں فرماتے ہیں: حکم سے مروی ہے جو صحابی رسول ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: بقیہ نے اسی سند سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ابن ابی خضیمہ نے بحوالہ حوطی، بقیہ سے روایت کی ہے متن کے الفاظ ہیں: دویا ان سے زیادہ افراد جماعت کا حکم رکھتے ہیں۔ بقیہ فرماتے ہیں: میں نے یہ روایت سفیان کے سامنے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ مجھے اس روایت کا راوی موسیٰ کے علاوہ مل گیا۔ ابراہیم بن دیزیل اپنی کتاب صفین میں علاء بن جریر کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں طائف کے بزرگ نے بتایا جس کی عمر اسی سال تھی کہ حکم بن عمیر ثمالی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ

* جامع المسانید (۵۵۱/۳) * اسد الغابۃ (۱۲۲۴) استیعاب (۵۵۲) * استیعاب (۵۴۳)

* اسد الغابۃ (۱۲۲۵) استیعاب (۵۴۵) * السنۃ لابن ابی عاصم (۲۱/۱)

الْأَكْبَرُ فِي تَرْغِيبِ الرِّجَالِ (جلد ۱) ۲۳۳

نے فرمایا: ”ابو بکر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم حکومت کے والی بنو گے؟“ پھر بقیہ حدیث ذکر کی۔ موسیٰ سے ان کی روایت میں مجھے عیسیٰ کا متابع بھی مل گیا جو روایت حکم سے مروی ہے۔ اسے ابن اسکن نے نقل کیا ہے اور ابو نعیم نے دوسری سند سے موسیٰ سے بحوالہ حکم بن عیسر روایت کی ہے کہ وہ بدری تھے۔ ابو عمر لکھتے ہیں: حکم بن عیسر نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ”دو یا ان سے زیادہ افراد جماعت کہلاتے ہیں۔“

ان کی حدیث اہل شام سے ملتی ہے پھر فرماتے ہیں حکم بن عمرو ثمالی، ثمالہ ازد کی شاخ ہے۔ وہ بدر میں شریک ہوئے۔ اہل شام نے ان کی طرف سے ایسی منکر احادیث روایت کی ہیں جو صحیح نہیں۔ یوں انہوں نے ایک کی دو شخصیتیں بنادیں۔ وہ ثمالی جن کی نسبت سے منکر احادیث مروی ہیں وہ حکم بن عیسر ہیں، شاید ان کے والد کا نام عمرو تھا لیکن مشہور عیسر ہو گیا۔

(۱۶۹۰) حکم بن کیسان

ہشام بن مغیرہ مخزومی، ابو جہل کے والد کے غلام، نبی ﷺ نے مدینہ سے جو پہلی مہم بھیجی اس میں گرفتار ہو گئے اس سرے کے امیر عبداللہ بن جحش تھے۔ چنانچہ گرفتاری کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ سیرت ابن اسحاق میں یہ قصہ مشہور ہے۔ واقدی اپنی سند سے، مقداد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ہی حکم کو قید کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں قتل کرنا چاہتے تھے لیکن بعد میں وہ نبی ﷺ کے سامنے ایمان لے آئے۔ اور بڑے معونہ میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی ابن اسحاق وغیرہ کا بیان ہے۔ یثیم بن عدی، یونس سے بحوالہ زہری اور ابن عباس اور ابو بکر بن ابی جہم سے روایت ہے، دونوں فرماتے ہیں: حکم بن کیسان موسیٰ بنی مخزوم (جو بچھے، بیگی لگانے کا کام کرتے تھے) نے حضرت عثمان بن عفان کی بہن آمنہ بنت عفان (جو جاہلیت میں ماماتھیں) ان سے شادی کر لی تھی۔

(۱۶۹۱) (ن) حکم بن مرہ

ابن مندہ: ان کے صحابی ہونے اور ان کی روایت میں تاثر ہے، حکم بن فضیل، شیبہ بن مساور بحوالہ حکم بن مرہ صحابی رسول ﷺ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو برے طریقے سے نماز پڑھتے دیکھا۔ (حدیث)

(۱۶۹۲) (ن) حکم بن مسعود

بن عمرو ثقفی۔ ابو سعید کے بھائی جگ۔ جسر میں اپنے بھائی کے ساتھ شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ کشتوں میں ان کے بھائی کے حالات میں ان کا ذکر آئے گا۔

تذویر الشریعۃ لابن عراق (۲۱۸) الموضوعات لابن الجوزی (۲/۲۷)

ابن ماجہ کتاب لقامۃ الصلاۃ والسنن فیہا (۹۷۲) السنن الکبریٰ (۶۹/۳) لسان المیزان (۱۱۹۳/۴)

اسد الغابۃ (۱۲۲۶) استیعاب (۵۴۰)

اسد الغابۃ (۱۲۲۷)

مکنز العمال (۱۹۰۶۹) جامع المسانید (۵۶۶/۳)

۱۷۹۳ حکم بن مسلم عقیلی

بقول ابوجہر عسکری: صحابی ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت لیتے ہیں۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۷۹۴ حکم بن منہال

یا ابن مینا ابو یعلیٰ بطریق حورث روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حکم بن منہال سے سنا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”میرے لیے قریشیوں کو جمع کرو“۔ (حدیث) اسی میں ہے: ”بھانجا قوم میں شامل ہے“۔ ایسا ہی ابن الاثیر نے بطریق ابو یعلیٰ نقل کیا ہے اور بطریق ابن ابی عامرؒ مقدمی سے جو ابو یعلیٰ کے شیخ ہیں ان سے روایت کیا ہے اس میں ہے حکم بن مینا نے کہا: ابو یعلیٰ کی دوسری مستند سند کے نسخہ میں ایسا ہی ہے شاید وہ بعد والے ہوں۔

۱۷۹۵ حکم بن مینا انصاری

ان کے مولیٰ ہیں۔ ابن سعدؒ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی اولاد کہتی ہے: ابو عامر راہب جو حظلہ غسبل ملائکہ کے والد تھے انہوں نے ابوسفیان بن حرب کو مینا دیا، انہوں نے آگے عباس رضی اللہ عنہ کو بہہ کر دیا۔ آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ مینا نبی ﷺ کے ہمراہ تبوک میں شریک ہوئے۔ رہے حکم جو ان کے بیٹے ہیں، تو امام بخاریؒ تاریخ میں اور دارقطنیؒ افراد میں بطریق حمیث بن حکم بن مینا بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ میں دمشق جامع مسجد کے دروازے پر بلال حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام اور ابو جندل کے ساتھ وضو کر رہا تھا تو اچانک ہم نے مسیح علی الخنین (موزوں پر مسح) کا تذکرہ کیا۔ پھر حدیث ذکر کی۔ ابن مندہ بطریق عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم، حمیث بن حکم سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص اسلام لایا تو وہ زخمی ہو گیا۔ آپ ﷺ نے اسے دم کیا۔ ایسا ہی ان کے ہاں حمیث بغیر تصغیر لکھا ہے۔

۱۷۹۶ حکم زرقی ابن ربیع، تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۹۷ حکم ابوشبیبہ ابن مینا، تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۷۹۸ حکم انصاری

مطبع کے دادا، مسعود بن حکم زرقی کے چچاؤں میں سے ایک ہیں۔ بغوی، ابن سکن وغیرہ نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے ابو عبد اللہ کنیت بتائی ہے اور بطریق محمد بن قاسم، مطبع ابوبکر انصاری (جو عابد زاہد شخص تھے) سے ان کی حدیث نقل کی

ابوداؤد کتاب الادب (۵۱۲۲) مسند احمد (۱۷۱/۳) المعجم الكبير (۱۴۲/۲) المصنف لعبد الرزاق (۱۹۸۹۷)

کنز العمال (۳۰۳۷۶) (۵۶۴۴) الدر المنثور (۳۱۸۳)

الاحاد والمثنائ (۲۵۱/۵) اسد الغابۃ (۱۲۳۰) الطبقات الکبریٰ (۲۲۸/۵)

التاریخ الكبير (۳۴۳/۲) اسد الغابۃ (۱۲۲۰)

ہے۔ فرمایا: ”مجھ سے میرے والد بحوالہ میرے دادا روایت کی ہے کہ نبی ﷺ جمعہ کے دن منبر پر کھڑے ہوتے تو ہماری طرف رخ انور فرماتے۔“ محمد بن قاسم فرماتے ہیں: مجھے ایک محدث نے بتایا یہ مطیع بن فلاں بن حکم، مسعود بن حکم کے عم زاد ہیں۔ حکم اُحد میں شریک رہے تھے۔

حکیم (حارث برکاف کے نیچے زیر) نامی حضرات

حکیم بن اشرف (۱۷۹۹)

مقاتل بن سلیمان نے اس آیت ”جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں اور اپنی بیویاں بیوہ چھوڑ جاتے ہیں تو ان کی ازواج کے لئے وصیت ہے“ کی تفسیر میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حکیم بن امیہ (۱۸۰۰)

بن حارث بن اقص سُلَی بنی امیہ کے حلیف۔ ابن ہشام نے ان کے وہ اشعار ذکر کیے ہیں جن میں بنی امیہ کو نبی ﷺ سے عداوت رکھنے سے روکتے ہیں۔ حکیم حارث بن امیہ کی اولاد میں سے اپنے دادا کے مشابہ تھے۔ بعثت سے پہلے قریش کے اتفاق سے ان کی تادیب و تربیت کیا کرتے تھے جس کے متعلق ایک شاعر کہتا ہے: ”میں روزانہ بطحا کا چکر اس خوف سے لگاتا ہوں کہ حکیم مجھے لوب سکھا دے۔“ فاکہی نے کتاب مکہ میں بحوالہ ابوثابت زہری اس کا ذکر کیا ہے، ابن الاثیر نے بحوالہ اشیری اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا اور اسے ابن ہشام اور ابن اسحاق کی طرف منسوب کیا کہ وہ بہت پہلے مکہ میں اسلام لا چکے تھے۔

(ن) حکیم بن حارث طائفی (۱۸۰۱)

شامی نے اپنی تفسیر میں بحوالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی اور بچوں سمیت ہجرت کی تھی۔ انہی کے متعلق یہ آیت: ”جو لوگ تم میں سے فوت ہو جاتے اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں“ نازل ہوئی۔ ابن نعوان نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے یہ قصہ ابن اسحاق سے اپنی تفسیر میں روایت کیا ہے، فرمایا: مجھے بحوالہ مقاتل بن حیان اس آیت کی تفسیر میں بتایا گیا کہ ایک شخص جو طائف کا رہنے والا تھا مدینہ آیا، اس کی زینہ اور مادینہ اولاد تھی۔ اس کے ساتھ اس کے والدین اور اہلیہ بھی تھی۔ مدینہ میں اس کا انتقال ہو گیا، جس کا مقدمہ نبی ﷺ کے حضور پیش ہوا تو آپ ﷺ نے والدین اور اولاد کو دستور کے موافق حصہ تو دیا لیکن بیوی کو محروم رکھا۔ البتہ انہیں یہ حکم دیا کہ وہ سال بھر تک بیوی کو مرحوم خاوند کے ترکہ میں سے خرچ دیں۔

حکیم بن حزام (۱۸۰۲)

بن خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی اسدی، زوجہ رسول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے، ان کی والدہ صفیہ ہیں۔ بقول

الجامع الكبير (۲/۲۷۵) * سورة البقرة (۲۳۴) * اسد الغابة (۱۲۳۱)

* سورة البقرة (۲۳۴) * اسد الغابة (۱۲۳۴) * استيعاب (۵۵۳)

الکتاب النبی فی التفسیر (جلد ۱) ۲۳۶

بعض فاختہ، ایک قول ہے کہ زینب بنت زبیر بن حارث بن اسید بن عبد العزی ہیں۔ کنیت ابو خالد تھی، کتب ستہ میں ان کی حدیث ہے۔ ان سے ان کا عبد اللہ بن حارث بن نوفل، سعید بن المسیب، موسیٰ بن طلحہ اور عروہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ موسیٰ بن عقبہ بحوالہ ابو حبیہ موسیٰ زبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حکیم بن حزام کو فرماتے سنا: میں واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے پیدا ہوا، اور جب عبد المطلب نے عبد اللہ کو ذبح کرنا چاہا تو اس وقت میں سمجھدار بچہ تھا۔ واقدی نے ایسا ہی نقل کیا ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے: نبی ﷺ کی ولادت سے پانچ سال پہلے، ان کے والد حرب فارحس میں یہ بھی شریک تھے، قتل ہو گئے تھے۔ زبیر بن بکار کا بیان ہے کہ حکیم بن حزام کعبہ میں پیدا ہوئے، قریش کے سردار تھے اور بخت سے پہلے ہی نبی ﷺ کے دوست تھے اور بخت کے بعد بھی انہوں نے اپنی سابقہ دوستی، محبت میں کوئی کمی نہ آنے دی، لیکن (تعب کی بات ہے) اسلام تاخیر سے قبول کیا حتیٰ کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے۔

سیرت کی کتابوں میں یہ روایت ثابت ہے اور صحیح بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ”جو حکیم بن حزام کی حویلی میں داخل ہو گیا وہ مامون و محفوظ ہے۔“ * تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ جنین میں شریک ہوئے جس کی غنیمت میں سے انہیں سوانح ملے۔ پھر ان کا اسلام سنور گیا۔ اور یہ بھی بدر میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور فتح جانے والوں میں یہ بھی فتح لکھے، جب تاکید کے لیے قسم کھاتے تو فرماتے: اس ذات کی قسم جس نے مجھے بدر سے بچا لیا تھا۔ زبیر فرماتے ہیں، اسلام کا ظہور ہوا تو (رفادہ) مرہم پٹی کی ذمہ داری ان کے پاس تھی۔ وہ نیکی کے کام کرتے اور صلہ رحمی کرتے تھے۔

صحیح میں ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے پوچھا کہ میں جاہلیت میں جو نیکی کے کام کرتا تھا کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم نیکی کے سابقہ کاموں سمیت مسلمان ہوئے۔“ دارالندوہ ان کی ملکیت میں تھا جسے انہوں نے بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ایک لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ جس پر عبد اللہ بن زبیر نے انہیں ملامت کی تو فرمانے لگے: بھتیجے! میں نے اس کے بدلہ جنت میں ایک گھر خرید لیا ہے اور تمام درہم کو صدقہ کر دیا۔ وہ قریش کے نسب و واقعات کے عالم تھے۔

۵۵۰ھ بقول بعض ۵۴۲ھ، ایک قول ہے ۵۵۸ھ، کسی کا قول ہے ۶۰ھ میں فوت ہوئے۔ ایک سو بیس سال زندہ رہنے والوں میں سے ہیں۔ آدھا عرصہ جاہلیت میں اور آدھا اسلام میں گزارا۔ تاریخ میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ۶۰ھ میں عمر ۱۲۰ سال فوت ہوئے۔ یہ ابراہیم بن منذر کا قول ہے جسے بطریق عمر بن عبد اللہ بن عروہ، بحوالہ عروہ مستند ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ کی خلافت کے دس سال گزرنے کے بعد انتقال فرمایا۔

۱۸۰۳ حکیم بن حزن *

بن ابی وہب بن عمرو بن عائد بن عمران بن مخزوم، سعید بن المسیب (مشہور تابعی) کے چچا، بقول ابن اسحاق، عروہ اور ابو معشر: جنگ یرامہ میں شہید ہوئے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: فتح مکہ کے روز اپنے والد اور والدہ فاطمہ بنت سائب مخزومیہ کے ساتھ

* تہذیب تاریخ دمشق (۴/۴۲۰)

* بخاری کتاب الزکاة من تصدق فی الشرک ثم اسلم (۱۳۶۹) مسلم کتاب الایمان بیان حکم الکافر اذا اسلم بعدہ (۱۳۱۹)

* التاریخ الکبیر (۱۱/۳) * اسد الغایہ (۱۲۳۵) استیعاب (۵۵۵)

مسلمان ہوئے۔ ابن مندہ کا بیان ہے: ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔

۱۸۰۳ حکیم بن ظلیق

بن سفیان بن امیہ بن عبد شمس اموی۔ ہشام بن کلثوم کا قول ہے: تالیف قلبی والوں میں تھے۔ آپ علیہ السلام نے انہیں سواونٹ عطا کیے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں رہی۔ ابو سعید فرماتے ہیں: ان کا ایک مہاجر نامی بیٹا تھا اور ایک بیٹی تھی جس سے زیادہ بن امیہ نے شادی کی تھی۔

۱۸۰۵ حکیم بن عامر عبدی ثم محاربی

ابو سعید نے ولید عبدالقیس کے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ رشاطی فرماتے ہیں: ابو عمر اور ابن قحون نے ان کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۰۶ حکیم بن معاویہ نمیری

باوردی بحوالہ بخاری فرماتے ہیں: ان کے صحابی ہونے میں تامل ہے۔ اہل حمص سے ان کی حدیث ملتی ہے۔ ابن ابی حاتم بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اور تاریخ میں ہے کہ ان کے صحابی ہونے میں تردد ہے۔ میں کہتا ہوں: ان کی حدیث کا مدار اسعلیل بن عیاش پر ہے جسے سلیمان بن سلیم سے بحوالہ یحییٰ بن جابر، معاویہ بن حکیم سے وہ اپنے چچا حکیم بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگے: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کیا دے کر بھیجا ہے؟ (حدیث) یہ ترمذی کی روایت ہے۔ بقول بعض، حکیم بن معاویہ سے بحوالہ ان کے چچا محمد بن معاویہ بھی ابن ماجہ کی روایت ہے، جسے عقبہ نے سلیمان سے بحوالہ یحییٰ، معاویہ اور حکیم سے بحوالہ ان کے والد نقل کیا ہے اور ابن ابی عامر نے اپنے طریق سے روایت کی ہے، جبکہ ابن ابی خثیمہ نے بطریق سعید بن سنان، یحییٰ بن جابر سے یونہی روایت کرتے ہیں۔ یہ زیادہ بہتر ہے اس لیے کہ پہلی روایت سے یہ لازم آتا ہے کہ حکیم ان کے والد اور چچا کا نام ہو۔ ابو عمر کا قول ہے: جس نے بھی صحابہ کے متعلق کوئی کتاب لکھی ہے اس نے ان میں اس شخصیت کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۰۷ حکیم والد معاویہ

ابن ابی خثیمہ نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے جو میرے نزدیک غلط ہے۔ ان کے علاوہ کسی نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ اور جو حدیث ان کے خوالہ سے ذکر کی ہے وہ بہترین حکیم بحوالہ ان کے والد ان کے دادا سے ہے۔ ان کے دادا معاویہ بن حیدہ ہیں۔ ایسا ہی علامہ ابن عبدالبر نے ذکر کیا ہے۔ پھر بطریق ابن ابی خثیمہ حوطی سے، بقیہ، بحوالہ سعید بن سنان، یحییٰ بن جابر سے، بحوالہ معاویہ بن حکیم وہ اپنے والد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (اللہ تعالیٰ) ہمارے رب نے آپ کو کیا احکام دے کر بھیجا

اسد الغابۃ (۱۲۳۶) استیعاب (۵۵۴) اسد الغابۃ (۱۲۳۸) استیعاب (۵۶۶) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳)

ترمذی کتاب الایمان حدیث (۲۶۱۶) ابن ماجہ کتاب الفتن (۳۹۷۳) الاحاد والمثنان (۱۴۹/۳)

الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) الجرح والتعديل (۲۰۷/۳) اسد الغابۃ (۱۲۳۹) استیعاب (۵۵۷)

ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے حرمت والا ہے۔ یہی تمہارا دین ہے جہاں بھی تم رہو تمہارے لیے (اس پر عمل) کافی ہے۔“

پھر بطریق عبدالوارث، بحوالہ بہز بن حکیم، ان کے والد ان کے دادا سے روایت درج کی ہے کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس آنے سے پہلے میں نے کئی بار نہ آنے کی قسم کھائی پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ اس میں بھی سابقہ مضمون ہے۔ ابو عمر نے اس بات پر بنیاد رکھی ہے کہ راوی کا نام بدل گیا ہے۔ وہ حکیم بن معاویہ تھے نہ معاویہ بن حکیم۔ جبکہ حکیم بن معاویہ مشہور تابعی ہیں۔ اس لیے وہ پورے وثوق سے کہہ گئے کہ یہ غلط ہے۔ لیکن یہ احتمال پھر بھی باقی ہے کہ وہ کوئی اور ہوں۔ اور اس میں کوئی بعد نہیں کہ دونوں نے ایک جیسا سوال کیا ہو۔ خصوصاً جب حوالہ مختلف ہے ابن ابی عاصم نے وہدان میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث نقل کی ہے جو عبدالوہاب بن نجدہ وہی حوطی سے مروی ہے جو اس میں ابن ابی غنیمہ کے شاگرد ہیں۔

حکیم اشعری

۱۸۰۸

مجھے ان کی اس حدیث کے علاوہ کوئی روایت معلوم نہیں جو صحیحین میں حدیث ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے اشعری رفقہ کی قرآن پڑھنے کی آوازوں کی پہچان ہے جب وہ رات ہوتے ہی اسے شروع کرتے ہیں (یعنی مساجد میں)۔ ان میں سے حکیم ہے جب وہ لشکر سے مقابلہ کرتا ہے۔“ پھر حدیث ذکر کی۔ ابوبلی غسانی نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن التین اور دیگر شراح بخاری کا گمان ہے کہ آپ کا یہ ارشاد ”ان میں سے ایک حکیم ہے۔“ ان میں سے کسی غیر معروف شخص کی صفت ہے۔ ایسا ہی عیاض نے اپنے شیخ ابوبلی صدنی سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم

باب حاء کے بعد لام

(ن) خلل (بے نسبت)

۱۸۰۹

جہنی، بقول بعض مرئی۔ امام احمد بطریق سفیان ثوری، ابواسحاق سے وہ بحوالہ جہینہ یا مزینہ کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو ”یا حرام یا حرام“ پکارتے سنا، جو ان کا شعار تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یا حلال یا حلال!“

(ن) خلنس

۱۸۱۰

بروزن بخفہ۔ بقول بعض تصغیر ہے۔ بے نسبت۔ ابن مندہ نے بطریق نصر بن علقمہ، اپنے بھائی محفوظ سے انہوں نے ابن عائد سے بحوالہ حلوس نقل کیا کہ نبی ﷺ نے اپنی ازواج کو یہ حکم دیا تھا کہ جب کوئی سونے لگے تو تینتیس (۳۳) بار الحمد للہ، تینتیس (۳۳) بار سبحان اللہ اور تینتیس (۳۳) بار اور ایک روایت کے مطابق چونتیس (۳۴) بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرے۔

اسد الغابۃ (۴۷/۲) ✽ ترمذی کتاب الایمان (۲۶۱۶) الدر المنثور (۵۷۸/۱)

اسد الغابۃ (۱۲۳۱) ✽ کنز العمال (۱۸۲۵۷)

۱۸۱۱ حُلَیْس

تغیر ہے۔ حسن بن سفیان نے اپنی مسند میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابو زہریرہ حلّیس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قریش کو وہ صفات حاصل ہیں جو دوسرے لوگوں کو نہیں ملیں۔“ (حدیث) اسے ابو نعیم نے سابقہ شخصیت کے سوانح میں درج کیا ہے اور فرمایا: اہل حص میں ان کا شمار ہوتا ہے، مجھے تو لگتا ہے وہ اور ہیں۔ تاریخ جنس میں جو ہیں ان سے ابن عائد روایت کرتے ہیں اور وہ پہلے والے ہیں، یہ نہیں۔

۱۸۱۲ حُلَیْس

یہ بھی تغیر ہے۔ ابن زید بن صفوان بن صباح بن طریف بن زید بن عامر بن ربیعہ بن کعب بن ربیعہ بن ثعلبہ بن سعد بن ضبہ ضبی۔ ابن شاپن نے ان کا ذکر کیا ہے اور سیف بن عمر کے طریق سے اپنی مسند سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے بھائی حارث بن صفوان کی وفات کے بعد نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا دی۔ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میں مظلوم ہوں، کیا میں بدلہ لے سکتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی ظلم کیا جائے درگزر اس کی زیادہ مستحق ہے۔“ (حدیث)

۱۸۱۳ (ن) جَلِیْنہ بن جُنَادہ

بن سوید بن عمرو بن عرطلہ بن نافذ بن مرہ بن تیم بن سعد بن کعب بن عمرو خزاعی۔ ابن کلیبی نے ”جمہرہ“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیعت کی۔ اسی طرح میں نے ایک صحیح شدہ نسخہ میں حاء بے نقط، لام اور یاء سے لکھا دیکھا ہے۔

حاء کے بعد میم

۱۸۱۴ حَمَاد

ان کا ذکر اس حدیث میں آتا ہے جسے ابو موسیٰ نے بطریق یقظان بن عمار بن یاسر جو ایک ضعیف راوی ہے۔ زہری سے بحوالہ ابوسلمہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ فرمایا: ایک دفعہ نبی ﷺ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک بوڑھا شخص لائمی ٹپکتے ٹپکتے آگیا۔ اس نے نبی ﷺ کو سلام کیا جواباً تمام حاضرین نے سلام کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حماد! بیٹھے! آپ خیر پر کاربند ہیں۔“ پھر انہوں نے اس کے متعلق آپ ﷺ سے پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”آدی جب چالیس برس کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے عن آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔“ (ابن ابی حدیث ہے۔)

اسد الغابہ (۱۲۴۱) استیعاب (۶۰۶) مکنز العمال (۳۳۸۰۵) جامع المسانید (۵۹۱/۳)

اسد الغابہ (۱۲۴۰) جامع المسانید (۵۹۰/۳) اسد الغابہ (۱۲۴۲)

مکنز العمال (۴۲۶۵۹) اللالی المصنوعہ (۷۲/۱) تاریخ بغداد (۷۱/۲)

۱۸۱۵ جمار

مشہور جانور کے نام پر یہ نام ہے جس کی وجہ کوئی حماقت نادانی نہیں سمجھتا اور ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ بطریق زید بن اسلم وہ اپنے والد سے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ نامی ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنساتا اور خوش کرتا تھا۔ اس کا لقب جمار تھا۔ (حدیث) اسی میں ہے، اس کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اس پر لعنت نہ کرو کیونکہ اسے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے۔“
واقعی کا بیان ہے ان کا یہ قصہ غزوہ خیبر میں پیش آیا۔ ابو یعلیٰ دوسری سند سے بحوالہ زید بن اسلم اسی سلسلہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی یا شہد کا ڈبہ دیے میں بھیجا کرتے تھے۔ پھر اس کا مالک لے کر آتا تو فرماتے: انہیں گئی دو۔
میں کہتا ہوں: ایسا ہی واقعہ نعمان کے ساتھ پیش آیا جو زبیر بن بکار ”کتاب الفکاہة والمواہح“ نے ذکر کیا ہے۔ ابوبکر مروزی اپنی مسند ابوبکر میں بطریق زید بن اسلم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ جو جمار کے نام سے مشہور تھے، انہوں نے عہد فاروقی میں شراب پی لی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر اور عثمان کو حکم دیا کہ انہیں کوڑے لگائیں۔ (حدیث)

۱۸۱۶ حماس

ابن قیس بقول بعض ابن خالد بن قیس بن مالک دہلی، ابن اسحاق اور واقعی کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر یہ مکہ میں تھے۔ اسلحہ تیار کر کے اپنی بیوی سے کہنے لگے میں ان کے مقابلہ میں جاتا ہوں تمہیں ویسے بھی خادم کی ضرورت ہے باہر نکل کر مسلمانوں کا کڑوہ دیکھا تو اٹلے واپس گھر آ گئے۔ بیوی سے کہاری: اور واہ بند کر لے۔ وہ کہنے لگی: تاس ہوا خادم لینے گئے تھے، کیا ہے؟ اور انہیں ملامت کرنے لگی تو اس موقع پر یہ اشعار کہے:

”اگر تم جنگ کے روز ہوتی تو دیکھتی جب صفوان اور عکرمہ بھاگ نکلے تھے، اور مسلمانوں نے تلواریں لیے ہمیں آلیا۔ ایسی تلواریں جو مد مقابل کے ہر کندھے اور کھوپڑی کو کاٹ کے رکھ دیتیں۔ وہ ان سے ایسا وار کرتے جس سے صرف شور سنائی دیتا۔ تو ملامت کا لفظ بھی منہ سے نہ نکالتی۔“

ابو عمر رحمہ اللہ نے یہی قصہ صفوان بن امیہ کے حالات میں ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے ان کا نام خناس بن قیس لیا۔ بہر کیف پہلا نام زیادہ صحیح ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے بھی مغازی میں یہ قصہ نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: جب بنو بکر کو شکست ہوئی تو قبیلہ ہذیل کا ایک شخص اپنی بیوی کے پاس آیا پھر وہ قصہ ذکر کیا جس کے آخر میں ہے، ابن شہاب نے کہا: یہ اشعار حماس، بنی سعد بن لیث کے (بھائی) رشتہ دار نے کہے ہیں۔

۱۸۱۷ حماس (بے نسبت)

ابن قانع بطریق حماد بن سلمہ، ابو جعفر عسلی، حمید بن حماس، بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے، ہم لوگ سوچے تھے، آپ نے فرمایا: ”بنی حماس! نیکی کا حکم کرتے رہنا اور برائی سے روکتے رہنا۔“

اسد الغابۃ (۹۲۳) بخاری کتاب الحدود (۲۷۸۰) اسد الغابۃ (۱۲۴۴) استیعاب (۶۰۴)

اسد الغابۃ (۴۵۹/۱) السنن الکبریٰ (۹۳/۱۰) حلیۃ الاولیاء (۲۸۷/۸)

۱۸۱۸ (ز) حمال بن مالك

بن حمال الاسدي فتوح میں سیف نے لکھا ہے کہ حضرت سعد نے جب عراق کا رخ کیا تو انہیں پیادہ فوج کا امیر مقرر کیا۔

۱۸۱۹ حمام بن عمر اسلمی

طبرانی * بطریق یزید بن نعیم روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اسلم کا ایک شخص عبید بن عویم نامی کا بیان ہے کہ زمانہ جاہلیت میں میرے چچا نے ایک باندی سے مقاربت کر لی جس سے اس کے پاؤں بھاری ہو گئے اور اس کے حمام نامی لڑکا ہوا۔ وہ نبی ﷺ کے پاس اپنے بیٹے کی بات کرنے آئے، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”اپنا بیٹا لے جاؤ“ تھوڑی دیر میں باندی کا آقا بھی آ گیا۔ آپ نے اس کے سامنے دو غلام پیش کیے اور فرمایا: ”ان میں سے جو من بھائے وہ لے لو اور اس شخص کا بیٹا چھوڑ دو“ تو اس شخص نے رافع نامی غلام لے لیا اور اس کا بیٹا چھوڑ دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے بھی اپنا بیٹا پہچان لیا اور اسے اپنے قبضہ میں (کسی بھی طریقے سے) لے لیا تو اس کی آزادی ایک غلام آزاد کرنا ہے۔“ اس کی سند حسن ہے۔ اسے باوردی حمی بن خالد اور طبرانی نے تہذیب الآثار میں اسی سند سے ان الفاظ میں نقل کیا ہے: قبیلہ اسلم کا ایک شخص عمر نامی قبیلہ اسلم ہی کے ایک شخص عبید کے ساتھ ہوا۔ پھر اس عمر نے ایک رنڈی باندی سے مقاربت کر لی جس سے حمام نامی ایک لڑکا ہوا۔ یہ سب جاہلیت کی بات ہے، پھر وہ عمر نبی ﷺ کے پاس آئے اس کے بعد وہ حدیث ذکر کی۔

۱۸۲۰ (ز) حمام اسلمی

دوسرے ہیں سمجات میں ابن حمامہ کے ذیل میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۸۲۱ حمام بن الجحوج

بن زید انصاری۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ابن الاثیر نے اپنے استدرک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۲۲ حمران بن جابر یمامی

ابن مندہ بطریق محمد بن جابر، عبد اللہ بن بدر، وہ اپنی دادی ام سالم سے وہ ابوسالم حمران بن جابر سے جو وفد کے ایک فرد تھے، روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بنی امیہ کے لئے ہلاکت ہے۔“ * تین بار یہ کلمات فرمائے (مراد جو اسلام نہیں لائے)۔

۱۸۲۳ حمران بن حارثہ اسلمی

اسماء کے بھائی۔ بغوی بعض اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ لوگ آٹھ بھائی تھے۔ سب اسلام لائے اور صحابہ میں شامل ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں: (۱) اسماء (۲) حمران (۳) خراش (۴) ذویب (۵) سلمہ (۶) فضالہ (۷) مالک (۸) ہند۔ ان میں

* اسد الغابۃ (۱۲۴۵) * المعجم الکبیر (۳۵۹۹/۴) * اسد الغابۃ (۱۲۴۶)
* اسد الغابۃ (۱۲۴۸) استیعاب (۵۸۵) * کنز العمال (۳۱۰۵۹) * اسد الغابۃ (۱۲۴۹)

الاصحاب في قسطنطينية (الاصحاب في قسطنطينية)

سے حمران کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ ابن الامین نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔
 میں کہتا ہوں: طبرانی نے یہ روایت بھی کی ہے کہ آٹھوں کے آٹھ بیعت رضوان میں شریک تھے جس کا کچھ تذکرہ مالک
 بن حارث کے حالات میں آئے گا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کر کے کہا: فزاری ہیں، اسلمی نہیں کہا۔ جو واضح غلطی ہے۔

۱۸۲۳ حمزہ

مالک * بن ذی شاعر بن مالک بن معبد بن سلمہ بن مالک بن عدی بن سعد بن رافع بن مالک بن حشم بن حاشد بن حشم
 بن حیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی۔ ابن سعد * بحوالہ اپنے رجال مدائنی سے نقل کرتے ہیں کہ ہمدان کا وفد نبی ﷺ کی خدمت میں
 حاضر ہوا، ان میں حمزہ بن مالک بن ذی شاعر بھی تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہمدان اچھا قبیلہ ہے۔“ (حدیث) بعض روایات میں حمیرہ
 بن مالک لکھا ہے، شاید کسی نے تصغیر بنا دی ہو۔ ابن کلبی کا قول ہے: یہ کل تین سو عرب یا تین سو عرب کے گھرانے تھے جنہوں نے آپ
 سے دوستی کا اقرار کیا۔

۱۸۲۵ حمزہ بن ابی اسید

اسمعیلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے والد کا نام قلمبند کیا ہے۔ یہ بات خطیب نے ”مؤتلف“ میں رشیدی کے
 حالات میں لکھی ہے اور علی بن معبد، محمد بن سلمہ، محمد بن اسحاق، زہری، محمد بن خالد انصاری ان کے سلسلہ سند میں حمزہ بن ابی اسید کے
 حوالہ سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ بقیع میں ایک جنازہ کے لیے باہر تشریف لائے، تو راستے میں ایک بھیڑیا بازو پھیلائے بیٹھا تھا۔
 پھر حدیث ذکر کی۔ خطیب فرماتے ہیں: یہی لگتا ہے کہ وہ حمزہ بن ابی اسید انصاری ہوں۔ ان کے والد کا نام حمزہ کے پیش سے ہے۔
 میں کہتا ہوں: قسم ثانی میں تذکرہ ہوا ہے۔

۱۸۲۶ حمزہ بن حمیر

بنی عبید بن عدی انصاری کے حلیف، واقدی نے ان کا یہی نام لیا ہے۔ البتہ ابن اسحاق فرماتے ہیں: خارجہ بن حمیر۔ یہ بھی
 احتمال ہے کہ دونوں بھائی ہوں۔ حمیر اسی طرح قلمبند کیا گیا ہے، بقول بعض: حمیر جیم سے تصغیر بلا تشدید ہے۔

۱۸۲۷ حمزہ بن عامر

بن مالک بن خضاء بن مہذول انصاری بقول ابن سعد: احد میں وہ اور ان کے بھائی سعد شریک ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے
 کہ ان کے والد کا نام عمار تھا۔ کبھی دادا کی طرف نسبت کر کے حمزہ بن مالک بھی کہا جاتا ہے۔

۱۸۲۸ حمزہ بن عبدالمطلب

نام ونسب: بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی۔ ابو عمارہ، نبی ﷺ کے چچا اور آپ ﷺ کے رضاعی بھائی، دونوں کو ثویبہ باندی ابولہب

* اسد الغابۃ (۱۲۵۶) اس میں حمزہ کی جگہ حمزہ ہے۔ * الطبقات الکبریٰ (۷۶/۲)

* اسد الغابۃ (۱۲۵۰) استیعاب (۵۶۱) * اسد الغابۃ (۱۲۵۱) استیعاب (۵۵۹)

الْاَكْبَرُ فِي تَبَيُّنِ الصَّحَابَةِ وَالْاَوَّلِينَ (ازدو) جلد ۱

نے دودھ پلایا تھا جس کا ثبوت صحیحین میں ہے۔ والدہ کی طرف سے آپ کے قریبی رشتہ دار بھی بنتے ہیں، وہ اس طرح کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت ابیہب بن عبد مناف بن زہرہ، حضرت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف (والدہ محترمہ نبی ﷺ) کی چچا زاد بہن لگتی ہیں۔

ولادت: آپ ﷺ سے دو سال، بقول بعض چار سال پہلے پیدا ہوئے۔

اسلام: آپ بعثت کے دوسرے سال مشرف باسلام ہوئے اور آپ ﷺ کے ساتھ یوں جڑ گئے کہ بس آپ کے حامی و ناصر بن گئے۔ آپ کے ساتھ ہی ہجرت فرمائی۔ ابن اسحاق* نے ان کے اسلام لانے کا طویل قصہ ذکر کیا ہے۔

مواخاۃ: کارشتہ حضرت زید بن حارثہ سے قائم ہوا۔

غزوات میں شرکت: بدر میں شریک ہوئے اور خوب جوہر دکھائے۔ شیبہ بن ربیعہ کو ایک ہی وار میں دودھت کر دیا پھر عقبہ بن ربیعہ کے قتل میں شریک ہوئے یا اس کے برعکس صورت حال پیش آئی۔ طعیمہ بن عدی آپ کے ہاتھوں ہی موت کے گھاٹ اُترا۔

اسلام میں پہلا پرچم: بقول مدائنی رسول اللہ ﷺ نے انہیں جھنڈا باندھ کر دیا اور انہیں ایک مہم پر روانہ فرمایا۔ یہ اسلام کا پہلا جھنڈا تھا۔

شہادت: اُحد میں شہادت سے سرفراز ہوئے۔ امام بخاری* نے حدیث وحشی سے ان کے قتل کیے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے، جو ہجرت کے تیسرے سال نصف شوال میں پیش آیا۔

عمر: آپ نے ساٹھ سے کم سال کی عمر پائی ہے۔

نبوی القب: ”اسد اللہ“ تھا۔ آپ ﷺ نے انہیں سید الشہداء کا نام عطا کیا۔ ایک قول کے مطابق شہادت سے پہلے انہوں نے تیس (۳۰) سے زائد سوراخوں کو تیر تیر کیا تھا۔

جنازے میں اعزاز: بخاری کی روایت ہے کہ نبی ﷺ شہداء اُحد کو ایک قبر میں دو آدمیوں کو دفن کرتے تھے۔ (حدیث) (حضرت حمزہ کی میت دھری رہتی اور دوسرے حضرات کے جنازے لائے جاتے تو جتنی بار دوسروں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی حضرت حمزہ کی بھی ساتھ نماز جنازہ پڑھی جاتی تھی)۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ دونوں ایک قبر میں دفن کئے گئے۔ غیلانیات میں ہم نے حدیث ابو ہریرہ روایت کی ہے کہ شہادت کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو غور سے دیکھنے لگے، چونکہ آپ کا مشلہ کیا گیا تھا جس سے آپ ﷺ کو شدید صدمہ پہنچا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”چچا جان! اللہ کی رحمت ہو آپ پر آپ بڑے لفسار اور کار خیر میں بڑے تیز رفتار تھے“۔ نیز غیلانیات میں عمر بن شہید کی روایت سے سری بن عیاض بن معقد، معقد بن سلمیٰ بن مالک سے وہ اپنے نانا ابو ہریرہ سے وہ حلیفہ سے وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب سے آپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ دعائے چھوڑنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَ رِضْوَانِکَ الْاَکْبَرِ* (حدیث)

”اے اللہ! میں آپ سے آپ کے سب سے بڑے نام کے ذریعہ اور آپ کی عظیم رضا کے واسطے سے سوال کرتا ہوں۔“

* السیرۃ النبویۃ (۲۳۴/۱، ۲۳۴) بخاری باب الصلوۃ علی الشہید حدیث (۱۳۴۳)

* المعجم الکبیر (۱۶۶/۳) کنز العمال (۳۲۱۷)

کعب بن مالک نے مندرجہ ذیل اشعار میں آپ کا مرثیہ کہا ہے:

”میرنی آنکھ روئے اور اسے رونے کا حق ہے۔ لیکن اس صبح اللہ کے شیر پر رونے اور واویلا کرنے سے کیا حاصل جب لوگوں نے یہ کہا کہ یہ حمزہ شہید ہو گئے۔“

فوائد ابی طاہر میں بطریق حمزہ بن زید، ابوہریرہ سے بحوالہ جابر مروی ہے، فرمایا: ”ہم اس دن اپنے احد میں شہید ہونے والے لوگوں پر روئے جس دن معادیہ نے نہر کھدوائی تھی، ہم نے دیکھا ان کی لاشیں تروتازہ ہیں، ایک شخص کی پھاوڑی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگ گئی جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔“

۱۸۲۹ حمزہ بن عمر

بادردی ان کا ذکر کر کے کہتے ہیں: ان کا صحابی ہونا صحیح نہیں۔ فرماتے ہیں: مطین، منجاب، شریک، ہشام بن عمرو ان کے سلسلہ سند میں ان کے والد سے وہ حمزہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا، آپ ﷺ فرمانے لگے: ”وائیں ہاتھ سے اور بسم اللہ پڑھ کر۔“

منجاب فرماتے ہیں: اس میں شریک کو وہم ہوا ہے، درست وہ روایت ہے جو ہمیں علی بن مسہر نے بحوالہ ہشام انہوں نے اپنے والد کے حوالہ سے نقل کی ہے کہ عمر بن ابی سلمہ سے یہ روایت مروی ہے۔

میں کہتا ہوں: عمرو بن ابی سلمہ والا طریق، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں درج ہے جو ہشام سے مروی طرق سے منقول ہے۔ ترمذی فرماتے ہیں: اس میں ہشام سے آگے اختلاف ہے۔

ابو نعیم نے یہی عنوان قائم کیا ہے جسے بواسطہ طبرانی مطین سے پورے کا پورا نقل کیا ہے اور ابو موسیٰ نے انہی کے طریق سے درج کیا ہے، فرماتے ہیں: اگرچہ اس میں وہم واقع ہوا ہے پھر بھی ابو نعیم کو اس میں وہم ہوا ہے۔ وہ اس طرح کہ طبرانی نے یہ نام حمزہ بن عمرو سلمیٰ کے حالات میں لکھا ہے علیحدہ عنوان نہیں قائم کیا۔ تو ابو نعیم کو یوں وہم ہوا کہ انہوں نے عمرو سے داؤ کم کر کے علیحدہ عنوان دے دیا۔ اسی طرح انہیں دو خطاؤں میں الجھنا پڑا۔

میں پھر کہتا ہوں: اصل میں غلطی ابو نعیم سے نہیں بلکہ طبرانی سے ہوئی کیونکہ انہوں نے اس نام کو حمزہ بن عمرو کے حالات کے آخر میں درج کیا، جسے ان سے مطین نے بیان کیا ہے جس کا صحیح گواہ بادردی کی موافقت ہے جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں۔ انہوں نے کہا: حمزہ بن عمر انہوں نے خود واؤ استعمال نہیں کیا۔ اگرچہ منجاب نے اس بات کو دو ثوق سے لکھا ہے کہ اس میں وہم شریک سے ہوا ہے لیکن اس کا احتمال ہے۔ اس میں کیا رکاوٹ ہے کہ سارا اختلاف ہشام سے آگے ہو، اگر ایسی بات نہ ہوتی تو میں قسم آخر میں ان کا ذکر کرتا۔ یہ ان ناموں میں سے ہے جن کے بارے میں میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا ہے۔

۱۸۳۰ حمزہ بن عمار

بن مالک، حمزہ بن عمار میں تذکرہ ہو چکا ہے یہاں ابن دباغ نے ذکر کیا ہے۔

۱۸۳۱) حَمَظُ بْنُ شَرِيْقٍ

بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عوث بن عدی بن کعب قرشی ثم عدوی۔ زیر کتاب نسب میں لکھتے ہیں: فتوحات میں شریک رہے اور طاعون غمّاس میں فوت ہوئے۔ ابن عساکر نے ان کا ذکر کیا اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ *

۱۸۳۲) حَمَلٌ

ابن سعدان بن حارث بن مَحْمَل بن کعب بن علیم کلبی، ذمّۃ الجندل والے، حارث بن قطن میں پہلے ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ ابن سعد لکھتے ہیں: ہشام بن محمد، ابن ابی صالح جو بنی کنانہ کے ایک شخص ہیں، ان کے سلسلہ سند میں ربیعہ بن ابراہیم سے روایت ہے، فرمایا: حارث بن قطن اور حمل بن سعدان نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ہم سب لوگ اسلام لے آئے۔ آپ نے حمل بن سعدان کے لیے ایک پرچم بنایا۔ اسی پرچم کے ساتھ جنگ صفین میں حضرت معاویہ کا ساتھ دیا۔ رشاطی فرماتے ہیں: حمل بن سعدان حضرت خالد بن ولید کی جنگوں میں شریک رہے۔ ابو محمد اسود غنّی فرماتے ہیں: شاعر کے اس شعر میں وہی مراد ہیں: ”ذرا ٹھہر! ابھی حمل جنگ میں شریک ہونے والا ہے۔“

میں کہتا ہوں: انہی اشعار کو حضرت سعد بن معاذ نے بھی پڑھا ہے۔

۱۸۳۳) حَمَلُ بْنُ مَالِكٍ

بن نابغہ بن جابر بن ربیعہ بن کعب بن حارث بن کبیر بن ہند بن طابخہ بن لحيان بن ہذیل بن مدرکہ ہذلی البونصلہ۔ بصرہ فروکش ہوئے، وہیں ان کا ڈیرہ تھا۔ جنین کے واقعہ میں صحیح کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ان کا ذکر آتا ہے۔ اسی حدیث کو ابوداؤد اور نسائی نے صحیح سند کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پیٹ کے بچہ کی دیت کے متعلق لوگوں سے نبی ﷺ کی حدیث کا مطالبہ کیا۔ جس پر حمل بن مالک کھڑے ہو کر فرمانے لگے... پھر وہ حدیث ذکر کی * جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ خلافت فاروقی تک زندہ رہے۔ اور جو بات عامر بن مرقش کے حالات میں آرہی ہے کہ وہ عہد نبوی میں شہید ہو گئے تھے۔ بے حد کمزور ہے۔ عمران بن عویم کے سوانح میں خود حمل بن مالک کی حدیث سے جنین کا قصہ آ رہا ہے۔ اسی میں ہے کہ آپ ﷺ نے انہیں ہذیل کی زکوٰۃ کی وصولی پر مقرر فرمایا تھا۔

۱۸۳۴) حَمْمَةُ دُوسَى

ابوداؤد * طرابلسی، مسدود اور حارث نے اپنی اپنی مسند میں، ابن ابی شیبہ نے اپنے ”معنیف“ میں اور ابن المبارک نے کتاب الجہاد میں بطریق حمید بن عبد الرحمن حمیری روایت کی ہے کہ ایک صحابی جن کا نام حمہ تھا، انہوں نے دور فاروقی میں اصہبان کے

* اسد الغابۃ (۱۲۵۸) * اسد الغابۃ (۵۵/۲) * اسد الغابۃ (۱۲۵۹) استیعاب (۵۶۳) * اسد الغابۃ (۱۲۶۰) استیعاب (۵۶۲)

* ابوداؤد کتاب الدیات باب دية الجنین (۴۵۷۲) نسائی کتاب القسامۃ باب قتل المرأة بالمرأة (۴۷۵۳)

* اسد الغابۃ (۱۲۶۱) استیعاب (۵۹۴) * ابوداؤد طرابلسی فی مسنده (۵۰۵)

الْأَكْبَلُ فِي مَنَازِلِ الصَّحَابَةِ (جلد اول)

جہاد میں شرکت کی۔ انہوں نے یہ دعا کی: اے اللہ! احمدہ کا گمان ہے کہ وہ تیری ملاقات پسند کرتا ہے۔ اللہ! اگر وہ سچا ہے تو اس کی سچائی کو ثابت کر دے اور اگر جھوٹا ہے تو اسی پر ڈال دے اگرچہ وہ نہ چاہے.... (حدیث) اس میں ہے کہ وہ شہید ہو گئے تو ابو موسیٰ نے فرمایا: ”وہ شہید ہیں۔ امام احمد نے کتاب الزہد میں ہرم بن حیان کے طریق سے روایت کی ہے کہ انہوں نے صحابی رسول حمہ کے قریب رات بسر کی تو دیکھا وہ پوری پوری رات روتے رہتے تھے اور کبھی کبھار دونوں مل بیٹھتے تھے۔“ *

۱۸۴۵) حمٰن بن عوف *

بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ بن کلاب، عبد الرحمن بن عوف کے بھائی۔ زہیر نے نسب قریش میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مسلمان ہونے کے بعد ساٹھ سال زندہ رہے اور تا وفات مکہ ہی قیام رکھا۔ نہ ہجرت کی اور نہ مدینہ میں داخل ہوئے۔
مکّہ میں نے ایسا ہی لکھا دیکھا ہے۔ (ابن) الامین وغیرہ نے یونہی قلم بند کیا ہے۔ اور نسب اللہ پیر میں بھی ایسا ہی ہے۔
فرماتے ہیں، حمٰن کی وفات پر ایک شاعر کہتا ہے: ”تعجب ہو گا کہ اگر بنی عوف کی عورتیں آنسو نہ بہائیں جب حمٰن وفات پا چکا ہے۔“
وزیر ابن مغربی نے اپنی کتاب ”منثور“ میں اسی طرح لکھا ہے، البتہ نون کی جگہ آخر میں زائد لکھ دی، حمزہ کر دیا، اور کہا کہ یہ حمزہ سے مشتق ہے جس کے معنی صعوبت و سختی کے آتے ہیں۔ اور اس میں نون زائد ہے۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے قبیلہ میں سختی اور صلح جو آدمی تھے۔

۱۸۴۶) حمید بن ثور *

بن حزن بن عمرو بن عامر بن ابی ربیعہ بن نہیک بن ہلال بن عامر بن صعصعہ ہلالی ابو العشی۔ بعض نے کچھ اور کنیت بتائی ہے۔ ابن شاہین اور غریب میں خطابی، عقلی، ازدی ضعفاء میں اور طبرانی سب کے سب بطریق یعلیٰ بن اشدق (جو ضعیف راوی ہے)۔ روایت کرتے ہیں کہ حمید بن ثور نے ان سے فرمایا کہ جب وہ مسلمان ہو کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو یہ اشعار کہے: ”میرا دل سلیمانی سے دور ہو گیا خواہ غلطی سے خواہ عمداً۔“

دوسرے اشعار میں فرماتے ہیں:

”بالآخر میں محمد مصطفیٰ کے پاس پہنچ گیا جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت دینے والی کتاب کی آیات تلاوت فرماتے ہیں۔“

ابن شاہین نے سارے اشعار بیان کیے ہیں۔ یعلیٰ ضعیف اور متروک راوی ہے۔ محمد بن سلام نجفی نے اسلامی شعراء کے پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن ابی شیمہ نے نبی ﷺ سے روایت کرنے والے شعراء میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ابراہیم بن منذر فرماتے ہیں: ہمیں محمد بن ابی فضالہ نخعی نے بتایا کہ حضرت عمرو بن لوط نے تمام شعراء کی جانب یہ حکم بھیجا کہ کوئی بھی کسی عورت کے محاسن والے اشعار نہیں کہے گا، تو حمید بن ثور جن کی ایک محبوبہ تھی اس کے متعلق یہ اشعار کہہ دیے:

”اللہ کی قسم! مالک کے طویل درخت تمام درختوں کی شاخوں سے خوبصورت ہیں اگرچہ میں اپنے دل کو سرو سے

بہلاتا رہوں حالانکہ مجھے اس سرو تک جانے کا راستہ معلوم تھا۔“

قاسم نے اسی سند سے دلائل میں ذکر کیا ہے، مرزبانی کا بیان ہے کہ وہ ایک فصیح شاعر تھے، جو میں جو ان سے مقابلہ کرتا یہ اس سے بازی لے جاتے۔ نبی ﷺ کی خدمت میں بھی آئے، خلافت عثمانی تک زندہ رہے۔ زبیر بن بکار کا قول ہے کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ حمید بن ثور کسی اموی خلیفہ کے ہاں گئے، اس نے پوچھا کیسے آتا ہوا؟ انہوں نے جواباً یہ اشعار کہے:

”مجھے تمہارے پاس وہی اللہ لایا ہے جو تم سے بڑھ کر بھلائی پہنچانے والا ہے۔ تم تک میرا وہی رہنما ہے۔“

زبیر نے ان کے یہ اشعار پڑھے ہیں:

”اللہ تعالیٰ جو انی اور ہماری اس بات کو ختم نہ کرے کہ جب ہم بچکانہ حرکات کریں گے تو توبہ کر لیں گے۔“

(ن) حمید بن جمیل (۱۸۳۷)

عبداللہ بن جمیل میں ان کا تذکرہ آئے گا۔ عبدالعزیز بن برزہ نے ان کا یہ نام بتایا ہے۔

(ن) حمید بن خالد (۱۸۳۸)

تہذیب الآثار میں طبرانی بطریق عبداللہ بن ربیعہ، حمید بن خالد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: وہ صحابی رسول ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی۔

(ن) حمید بن زہیر (۱۸۳۹)

بن حارث بن اسد بن عبدالعزی بن قصی قرشی اسدی۔ قاکبی کی کتاب مکہ میں مجھے یہ حوالہ ملا ہے کہ کعبہ کی پچھلی طرف بنی اسد کا ایک گھر تھا جو مسجد کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ حمیدی فرماتے ہیں: میرے دادا حمید بن زہیر نے اپنا یہ گھر صدقہ کر دیا اور اپنی تحریر میں لکھا ہے: میں نے اپنی وہ حویلی جس کا سایہ کعبہ پر اور کعبہ کا سایہ اس پر پڑتا تھا صدقہ کر دی۔

میں کہتا ہوں: زبیر نے نسب قریش میں یہ قصہ عبید اللہ بن حمید کے حوالہ سے، جو انہی کی اولاد میں سے ہیں، نقل کیا ہے۔ دونوں میں کوئی منافات نہیں کیونکہ عین ممکن ہے کہ ہر ایک نے وقف کیا ہو۔

(ن) حمید بن عبدالرحمن (۱۸۴۰)

بن عوف بن خالد بن عقیف بن نجید بن رواحہ بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری ثم رؤاسی، وہ اور ان کے بھائی حمید اور عمرو بن مالک بن عامر نبی ﷺ کے پاس آئے۔ حرف جیم حمید میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

(ن) حمید بن عبد یغوث بکری (۱۸۴۱)

ابن مندہ نے بطریق عبدالرحمن بن عمرو بن جبلة، زیاد بن عبید اللہ سے بحوالہ موسیٰ بن عمرو، حمید بن عبد یغوث سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا: ”ابو بکر میرا اور میں اس کا (اسلامی) بھائی ہوں۔“

میں کہتا ہوں: عبدالرحمن انتہائی ضعیف راوی ہے۔

۱۸۳۲ حمید بن منہب

بن حارثہ الطائی۔ ابو عمرؒ فرماتے ہیں: ان کی طرف صحابی ہونے کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔ البتہ حضرت علی اور عثمان رضی اللہ عنہما سے سماع حاصل ہے۔ ایک جماعت نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ذکر یا بن یحییٰ بن اسکن الطائی کے دادا ہیں جو بخاری کے شیخ ہیں۔ یحییٰ وہی عمر بن حصین بن حمید کے بیٹے ہیں۔ وہ ابن منہب بن حارثہ بن خرم بن اوس ہیں۔ اگر حمید صحابی ہوتے تو یہ چاروں بالترتیب صحابہ بن جاتے۔ لیکن کسی نے بھی حارثہ اور منہب کو صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ اس سے اس شخص کا وہم مزید بڑھ جاتا ہے جس نے حمید کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ حرف الف میں اوس بن حارثہ کا ذکر گزر چکا ہے جس سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ پانچ ہیں۔ لیکن یہ انتہائی بعید بات ہے۔

۱۸۳۳ حمید انصاری

بقول بعض یہ وہی ہیں جن کا زیر غوثؒ سے ترجمہ کی نالی میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ وہ حدیث صحیحینؒ میں بطریق زہری عروہ بن زبیر سے مروی ہے، اس میں ان کا نام نہیں لیا گیا۔ اس میں صرف اتنا ہے کہ ایک انصاری کا زیر غوثؒ سے جھگڑا ہو گیا۔ اسے ابو موسیٰ نے بطریق لیث بحوالہ زہری نقل کیا ہے جس میں ان کا نام حمید لیا ہے۔ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: مجھے ان کا نام صرف اسی طریق میں ملا ہے۔ میں کہتا ہوں: ان پہ پھر اعتراض ہوتا ہے کہ بعض طرق میں ہے کہ وہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ لیکن بدری صحابہ میں حمید نامی کوئی شخصیت نہیں۔ واللہ اعلم

۱۸۳۴ (ز) حمید (دوسرے بے نسبت)

باوردی بطریق عطاء بن سائب، مالک بن حارث سے بحوالہ ایک شخص جبکہ کتاب میں بحوالہ حمید ہے، روایت کرتے ہیں، فرمایا: نبی ﷺ نے ایک شخص کو کسی سریرہ کا امیر بنایا۔ جب وہ واپس آیا آپ نے اس سے پوچھا: امارت کیسی لگی؟ انہوں نے عرض کیا: میں تو اپنے آپ کو عام سا آدمی سمجھتا رہا۔ آپ نے فرمایا: ”بادشاہت والا گھائی کے دروازے پر ہوتا ہے مگر جسے اللہ تعالیٰ بچالے۔“ (حدیث) اسے طبرانیؒ نے اسی سند سے نقل کیا ہے، لیکن حمید بن ثور کے حالات میں لکھی ہے اور دوسری سند سے روایت کی تو حمید کی جگہ ضیہ کہا۔

۱۸۳۵ (ز) ح حمید

ابن عدی القاری خطمی۔ ابن ماکولاؒ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے عبداللہ بن ابی کی باندی معاذہ سے شادی کر لی تھی جن کا ذکر خواتین کے حصے میں آئے گا۔ جن سے ام سعید اور پھر جڑواں حارث اور عدی پیدا ہوئے۔ جس کی وضاحت معاذہ کے حالات میں آئے گی، اور ان کا ذکر بھی آئے گا جو بغیر تشدید حمیر کہتے ہیں۔

اسد الغابۃ (۱۲۶۷) استیعاب (۵۶۵) * استیعاب (۴۳۱/۱) * اسد الغابۃ (۱۲۶۳)

بخاری کتاب المساقاۃ (۲۳۵۹) (۲۳۶۰) مسلم کتاب الفضائل (۶۰۶۵)

المعجم الكبير (۵۵/۴) * اسد الغابۃ (۱۲۶۹) استیعاب (۶۰۰) * الاکمال (۵۱۷/۲)

۱۸۴۶) حمیر (دوسرے) جیسے پہلا نام تھا

اشجعی ہیں اور بنی سلمہ جو انصار کی شاخ ہے اس کے حلیف ہیں۔ پہلے پہل مسجد مزار والوں میں شامل تھے پھر نائب ہو گئے۔ یہ بات ابن ماکولا* نے بحوالہ غلابی نقل کی ہے عنقریب عبداللہ بن حمیر اشجعی اور غشی بن حمیر کا ذکر آئے گا۔ وہاں دیکھ لیا جائے۔

۱۸۴۷) (ن) حمیزہ بن مالک بن سعد حمزہ بغیر تصغیر میں تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۸۴۸) حُمَيْضَةُ ضاد سے تصغیر ہے۔ ابن ابان خاتمہ والی میں بعنوان حُمَيْضَةُ تذکرہ ہوگا۔

۱۸۴۹) حَمِيْضَةُ بن رَقِيْمِ انصاری*

از اوس اللہ، عدوی اور قدح نے انہیں شرکاءِ اُحد میں ذکر کیا ہے اور اوس اللہ کے چار افراد کے علاوہ کوئی مسلمان نہیں ہوا، ان میں سے ایک یہ بھی ہیں۔

۱۸۵۰) (ن) حُمَيْضَةُ بن النعمان

بن حمیضہ البارقی۔ سیف کا بیان ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دستوں کا امیر مقرر کیا تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۱۲ھ کے آغاز میں عراق روانہ کیا تھا۔ طبری نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس دور میں صرف صحابہ ہی امیر مقرر ہوتے تھے۔

۱۸۵۱) حُمَيْلُ (تصغیر ہے)

ابن بصرہ بن ابی بصرہ الغفاری۔ علی بن المدینی کا قول ہے: میں نے بنی غفار کے ایک بوڑھے سے پوچھا: آپ کے قبیلہ میں جمیل بن بصرہ نامی کوئی شخص ہے؟ تو وہ بولا: میاں! تم نے یہ نام بالکل غلط بولا ہے، یہ نام تو حمیل ہے۔ اور اپنے پاس کھڑے ایک لڑکے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: وہ اس لڑکے کے دادا تھے۔ مصعب زبیری کا قول ہے: جمیل، بصرہ اور حمیل کے دادا ابو بصرہ سب کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن السکن کا قول ہے: ان کے دادا ابو بصرہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر میں شریک ہوئے، جمیل کی کنیت بھی ابو بصرہ ہے۔

۱۸۵۲) حُمَيْلَةُ بن عامر

بن اُمَیَّةَ الاشجعی۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ احزاب کے روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرنے والوں میں سے ہیں۔ میں کہتا ہوں: یہ مشہور صحابی نعیم بن مسعود غفاری کے چچا ہیں۔ رشاطی کا قول ہے: ابو عمر اور ابن فتحون نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں حمیلہ کا ذکر نہیں کیا ہے یعنی باوجودیکہ ان کی شرط کے مطابق ہیں۔

میں کہتا ہوں: ان کے نام کو قلمبند کرنے میں اختلاف ہے۔ بقول بعض: جمیم سے حمیلہ اور بقول بعض: حمیلہ، اور پھر دوسرے حرف میں بھی اختلاف ہے بعض نے باء سے اور بعض نے ثاء سے لکھا ہے، ہر ایک طرف پہلے اشارہ ہو چکا ہے۔

باب حاء کے بعد نون

۱۸۵۳ حنبل بن کعب ہبل حرف حاء میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۵۴ احنش ابن عقیل

بنی نضیلہ بن ملیل کے فرد، غفار کے بھائی۔ ان کی ایک طویل حدیث ہے، اسی میں ہے کہ نبی ﷺ نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو وہ اسلام لے آئے۔ ابن الاثیرؒ نے اسی طرح بغیر حوالہ ذکر کیا ہے اور ابن فتحون نے ”ذیل“ میں قاسم کی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ اور ”دلائل“ میں یہ روایت مجھے موسیٰ بن عقبہ کے طریقہ سے بحوالہ مسور بن خرمہ ملی ہے، فرماتے ہیں: ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کے ارادے سے نکلے، جب مقام عرج پر پہنچے تو کسی آواز دینے والے نے راستے سے آواز دی: ٹھہرو! ہم لوگ ٹھہر گئے۔ وہ پوچھنے لگا: کیا تم میں رسول اللہ ﷺ ہیں؟ حضرت عمر نے اس سے کہا: جانتے ہو کیا کہہ رہے ہو؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: وفات پا گئے ہیں۔ اس نے ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا، پھر اس نے کہا: ان کے بعد کون والی بنا؟ آپ نے فرمایا: ابوبکر وہ کہنے لگا کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: وفات پا گئے ہیں۔ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، پھر اس نے کہا: ان کے بعد والی کون بنا؟ آپ نے فرمایا: عمر۔ اس نے کہا: کیا وہ تم میں موجود ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہی ہے جس سے تم مخاطب ہو۔ اس نے کہا: مدد! مدد! آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ اس نے کہا: احنش بن عقیل، بنی نضیلہ بن ملیل کا ایک فرد ہوں۔ میری رسول اللہ ﷺ سے بنی حمال کے کشادہ میدان میں ملاقات ہوئی تھی، آپ ﷺ نے مجھے اسلام کی دعوت دی تو میں مسلمان ہو گیا۔ آپ نے مجھے اپنے بچے ہوئے ستو میں سے پینے کے لیے دیے۔ تو آج تک جب بھی میں پیسا ہوتا ہوں تو اس کی سیرابی اور جب بھوکا ہوتا ہوں تو اس کی سیرابی محسوس کرتا ہوں۔ پھر میں نے سفید پہاڑ کی چوٹی کا قصد کیا جس میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ دس سال تک رہا، روزانہ پانچ وقت نماز پڑھتا، رمضان کے روزے اور دس ذوالحجہ میں قربانی کے لیے جانور ذبح کرتا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایسے ہی سکھایا تھا۔ پھر وہ کہنے لگا: ہمیں قحط سالی کی شکایت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہیں مدد پہنچ چکی ہے۔ آپ نے فرمایا: پانی کے مقام پر مجھ سے ملنا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہاں سے گزر کر جب ہم واپس آئے پانی والے سے اس شخص کے متعلق پوچھا تو اس نے بتایا: یہ اس کی قبر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قبر پر آئے اور اس کے لئے دعا و استغفار کیا۔

۱۸۵۵ حنطب بن حارث

بن عبید بن عمرو بن مخزوم قریشی مخزومی ابو عبد اللہ۔ بقول ابو عمرؒ: فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ باوردی وغیرہ نے بطریق مغیرہ بن عبد الرحمن، مطلب بن عبد اللہ بن حنطب بحوالہ ان کے والدہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”ابوبکر و عمر کی حیثیت اسی ہے جیسے چہرے میں آنکھیں اور کان ہوتے ہیں۔“ ابو عمر فرماتے ہیں: ان کی اس کے علاوہ

اسد الغابۃ (۱۲۷۳) * اسد الغابۃ (۵۹/۱) * اسد الغابۃ (۱۲۷۵) استیعاب (۵۷۷) تجرید (۱۴۱/۱)

استیعاب (۴۴۸/۱) * کنز العمال (۳۲۶۵۵) جامع المسانید (۶۰۱/۳)

کوئی حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں: لیکن اس کی سند میں کافی اختلاف ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ عبد اللہ بن حطب کے سوانح میں آئے گا۔

۱۸۵۶ (ن) حنظلہ بن ثعلبہ

بن سيار۔ نزدیک بن سيار میں ان کا تذکرہ ہوگا۔

۱۸۵۷ حنظلہ بن حذیم*

بن حنیفہ حمی۔ انہیں اسدی، اسد خزیمہ اور مالکی بھی کہا جاتا ہے۔ مالک، بنی اسد بن خزیمہ کا پٹن ہے۔ حمیم تک ان کا نسب ان کے دادا حنیفہ کے حالات میں بیان ہوگا۔ یہ ان کے والد اور دادا، تینوں صحابی ہیں۔ ان کے متعلق عقیلی نے حنظلہ بن حنیفہ بن حذیم کی روایت لکھا ہے اور اول بدل کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بات کسی راوی سے نقل کی ہے۔ امام احمد* نے فرمایا: ابوسعید مولیٰ بنی ہاشم نے ہمیں بحوالہ ذیال بن عبید بتایا، وہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے دادا حنظلہ بن حذیم سے سنا کہ میرے دادا حنیفہ نے حذیم سے فرمایا: میرے بچوں کو اکٹھا کرو۔ پھر انہیں وصیت فرمائی۔ فرمایا: یہ جو یتیم میری گود میں ہے اس کے لیے سوانٹ ہیں۔ اس پر حذیم نے کہا: ابا جان! میں نے آپ کے بیٹوں سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب تک ہمارا باپ زندہ ہے اس کی خوشی کے لئے تو ہم اس کا اقرار کریں گے لیکن جب وہ فوت ہو گیا تو اس سے پھر جائیں گے۔ چنانچہ بارگاہ نبوت میں یہ مقدمہ پیش کیا۔ حنیفہ، حذیم اور ان کے ساتھ حنظلہ جو ابھی لڑکے تھے، اپنے باپ حذیم کے ساتھ سوار تھے آگئے۔ حنیفہ نے نبی ﷺ کے سامنے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ اتنے ناراض ہوئے کہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر فرمانے لگے: نہیں۔ بلکہ صدقہ و احسان پانچ یا دس یا بیس حد ہو گئی تیں، اگر بڑھ جائیں تو چالیس۔ فرمایا: پھر انہوں نے آپ کو الوداع کہا۔ یتیم کے پاس ایک لٹھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ”یتیم کی یہ لٹھ بڑی ہو گئی۔“ حذیم نے عرض کی: میرے بائیں بچے ہیں یہ ان میں سب سے کم سن ہے۔ یعنی حنظلہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا: اللہ تجھے برکت دے یا فرمایا: ”تمہیں برکت مل گئی۔“

ذیال فرماتے ہیں: میں نے خود دیکھا کہ حنظلہ کے پاس ایسا شخص لایا جاتا جس کا چہرہ سو جا ہوتا تھا، آپ اپنے ہاتھوں پر پھونک مارتے اور بسم اللہ پڑھ کر اپنے سر کے اس مقام پر جہاں نبی ﷺ نے اپنا دست مبارک رکھا تھا رکھتے اور پھر ورم والی جگہ پر ہاتھ پھیرتے تو وہ ختم ہو جاتا۔ حسن بن سفیان نے اسے اپنی سند میں دوسری سند سے بحوالہ ذیال روایت کی ہے اور اس میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ یتیم کا نام ضریر بن قطیعہ تھا جو بالغ کے مشابہ تھے۔ طبرانی* نے یہ طویل روایت منقطع نقل کی ہے۔ اور ابویعلیٰ نے اسی سند سے روایت تو کی ہے لیکن مکمل نہیں۔ اسی طرح یعقوب بن سفیان اور محبئی وغیرہ نے اپنی سند میں روایت کی ہے۔ حسن بن سفیان، بادردی اور ابن السکن نے مسلم بن قتیہ کے طریق سے بحوالہ ذیال روایت کی ہے، فرمایا: میں نے اپنے

* اسد الغابۃ (۱۲۷۹) استیعاب (۵۶۸) تجرید (۱۴۱/۱) * مسند احمد (۶۷/۵)

* المعجم الكبير (۳۵۰۲/۴)

اداء حظلہ سے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”بلوغت کے بعد تہی نہیں رہتی اور ماہواری کا خون دیکھنے کے بعد کوئی لڑکی نماز نہ پڑھے۔“

۱۸۵۸) حنظلہ بن ابی حنظلہ انصاری

مسجد قبا کے امام، امام بخاری نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کی ایک موقوف حدیث بطریق جلد بن حمیم روایت کی ہے کہ میں نے حنظلہ انصاری مسجد قبا کے امام کی افتاء میں نماز پڑھی، وہ صحابی رسول ﷺ تھے۔ انہوں نے سورہ مریم کی قرأت کی، جب آیت جبدہ آئی تو جبدہ کیا۔ اس کی سند صحیح ہے۔

۱۸۵۹) حنظلہ بن ابی حنظلہ ثقفی

عبد الصمد بن سعید نے محض فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابن شاہین بطریق ابن عازم، غصیف بن حارث سے بحوالہ قدامہ اور حنظلہ (جو دونوں ثقفی ہیں) روایت کی ہے، فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب دن اچھی طرح ہو جاتا، ہر ایک چلا جاتا اور لوگ گھروں کی طرف لوٹ جاتے تو آپ مسجد تشریف لاتے، دو گانہ ادا فرماتے یا چار رکعتیں پڑھتے۔ دیکھتے کیا کوئی دکھ رہا ہے، پھر لوٹ جاتے۔
ابن السکن فرماتے ہیں: اس کی سند محضی ہے جو مشہور نہیں۔

۱۸۶۰) (ن) حنظلہ بن راہب ابن ابی عامر میں تذکرہ ہوگا۔

۱۸۶۱) حنظلہ بن ربیع

بن صلی بن رباح بن حارث بن مخاشن بن معاویہ بن شریف بن جرودہ بن اسید بن عمرو بن تمیم ابو ربیع، انہیں حنظلہ کا تب بھی کہا جاتا ہے۔ اسلم بن صلی کے بھتیجے ہیں۔ ابن اسحاق کا بیان ہے، نبی ﷺ سے روایت کی اور آپ ﷺ کے کا تب بھی رہے۔ آپ نے انہیں اہل طائف کی جانب سفیر بنا کر بھیجا تھا۔ قادیسیہ میں شریک ہوئے۔ کوفہ فروکش ہوئے تو جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ نہیں دیا۔ قرقیسیہ ذریہ جمایا اور بالآخر امیر معاویہ کی خلافت میں وفات پا گئے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ جنات نے ان کے سوگ میں مرثیہ کہا تھا۔ ان کی بیوی نے ان کے متعلق یہ اشعار کہے تھے:
”حنظلہ کا تب پر آنسو بہاتے بہاتے میری آنکھیں ضائع ہو جائیں گی۔“

ترمذی میں بطریق ابو عثمان نہدی حضرت حنظلہ سے مروی ہے وہ کا تب رسول اللہ ﷺ تھے۔ ان سے عثمان نہدی اور ان کا بھتیجا مرقع بن صلی بن رباح بن ربیع وغیرہ روایت کرتے ہیں۔

اسد الغابۃ (۱۲۷۷) استیعاب (۵۶۹) تاریخ الكبير (۳۷/۱) اسد الغابۃ (۱۲۷۸)

کنز العمال (۲۳۴۴۰) جامع المسانید (۶۱۱/۳)

ترمذی کتاب صفة القيامة والرقائق والورع (۵۹) (۲۵۱۴)

(ن) حنظلہ بن ربیعہ اسدی

۱۸۶۲

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ وہ حمیم کے وفد میں شامل تھے، نبی ﷺ نے انہی سے فرمایا: ”اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا۔“
 غالب گمان یہی ہے وہ پہلے والے ہیں، اس لیے کہ ان کے والد کے نام کے متعلق گزرا ہے کہ وہ ربیعہ ہیں وہ اسدی بھی ہیں شاید ان کی اصل اسیدی ہو۔ نیز حنظلہ کا تب کو اسیدی (تشدید سے) اسید بن عمرو بن تمیم کی طرف نسبت کی وجہ سے کہا جاتا ہے۔

(ن) حنظلہ بن سيار

۱۸۶۳

بن سعد بن جذیرہ بن سعد بن عجل غلی۔ ابو عبیدہ نے کتاب المأثر میں لکھا ہے وہ جاہلیت میں سردار تھے انہی نے ذی قار کے روز قبہ بنایا تھا جس پر بکر بن وائل نے چڑھ کر فارسیوں کو شکست دی تھی۔ آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے بڑی مسرت فرمائی اور ارشاد فرمایا: ”یہ پہلا دن ہے جس میں عرب اہل عجم سے آدھے رہ گئے اور میری وجہ سے ان کی مدد کی گئی۔“
 اس روز حضرت حنظلہ نے غنیمت کا فخر نبی ﷺ کی طرف بھیجا اور آپ ﷺ کو فتح کی خوشخبری دی جبکہ اس سے پہلے چوتھائی حصے کے باج گزار تھے۔ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کو جب یہ آیت معلوم ہوئی:

”تمہیں علم ہونا چاہیے کہ جو مال غنیمت بھی تمہیں حاصل ہو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کا ہے۔“

تو بہت خوش ہوئے۔ اسی کے متعلق وہ فرماتے ہیں: ”ہم نے گھوڑوں کے ساتھ ایک وفد بھیجا جنہیں اونٹنیاں نبی محمد ﷺ کی طرف لے جا رہی تھیں۔ ہرمز اور قوم سے جو سابقہ پڑا کہ انہوں نے کیسے جنگ کی اور جو کچھ گھاٹ پر اترنے کے وقت نعمان سے پیش آیا سب کچھ کہلا بھیجا ہے۔“ نعمان بن زرعہ ثعلبی مراد ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اسلام لائے تھے اس واسطے کہ یہ واقعہ ہجرت کے کافی مدت بعد پیش آیا ہے اور یہ بعید نہیں کہ وہ جیزہ الوداع میں شریک ہوئے ہوں گے۔ معجم الشعراء میں مرزبانی نے ان کا سرسری ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے لکھا ہے: ”حنظلہ بن ثعلبہ بن سیار غلی“ اور ان کے وہ اشعار درج کیے ہیں جن میں وہ عربوں کو فارسیوں سے جنگ کی ترغیب دیتے ہیں:

”میری قوم جنگ سے خوش رہنا، آج ہی وہ دن ہے جس میں فارسیوں کے دامت تو زرد۔“

چند اشعار یہ ہیں:

”ان کی فوجیں اتر آئی ہیں سو بہت کوشش کرو۔ مجھے کیا بیماری ہے جبکہ میں سخت اور مضبوط ہوں، اور کمان کی

تانت ایسی سخت ہے جیسے اونٹ کا بازو یا اس سے بھی زیادہ سخت۔“

ابن ہشام کا قول ہے کہ جنگ ذی قار میں وہ بنی عجل کے سردار تھے البتہ جنہوں نے قبہ لگایا تھا وہ ان کے بیٹے سعد بن حنظلہ

تھے۔ واللہ اعلم

✽ ترمذی کتاب التفسیر باب سورة سبا (۳۲۲۲) المعجم الكبير (۳۲۵/۸)

✽ المعجم الكبير (۳۴/۲) کنز العمال (۳۰۳۰۱)

✽ سورة الانفال: ۴۱

۱۸۶۴ حنظلہ بن طفیل سلمی

فتوحات شام کے ایک امیر۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں بواسطہ عمار سلمہ سے بحوالہ ابن اسحاق ذکر کیا ہے کہ ۱۵ھ میں ابو عبیدہ بن الجراح حنظلہ بن طفیل سلمی کو حص روانہ کیا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ فتح کر دیا۔ میں کہتا ہوں: بارہا گزر چکا ہے کہ ان مواقع میں صحابہ ہی امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۸۶۵ حنظلہ بن ابی عامر*

بن صفی بن مالک بن امیہ بن ضبیہ بن زید بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس انصاری اوسی۔ غسلی (نہلائے) ملائکہ سے مشہور ہیں۔

جاہلیت میں ان کے والد راہب سے جانے پہچانے جاتے تھے۔ ویسے ان کا نام عمرو بقول بعض عہد عمرو تھا۔ وہ بعثت بعد الموت اور دین ابراہیمی کا ذکر کرتے رہتے تھے۔ لیکن جب نبی ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ ﷺ سے حسد و عناد رکھنا شروع کر دیا۔ مدینہ سے نکل کر اُحد میں قریش کا ساتھ دیا۔ پھر انہی کے ساتھ مکہ لوٹ گئے۔ اس کے بعد روم کے لیے پابریکاب ہوئے اور وہیں ۹ھ میں ہلاک ہو گئے۔ ایک قول ہے ۱۰ھ میں یہ واقعہ ہوا۔ ہرقل نے ان کی میراث کنانہ بن عبدیالیل ثقفی کو دے دی۔ (آذر کے گھر ابراہیم) ان کے بیٹے حنظلہ مسلمان ہو گئے ان کا اسلام ایسا سنورا کہ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے جس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

ابن شاپن، ہشام تنک کی ایک اچھی سند سے بحوالہ ان کے والد روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامر اور عبد اللہ بن ابی بن سلول دونوں نے اپنے اپنے باپوں کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے دونوں کو اس سے روک دیا۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بیان کیا اور سراج نے اسی طرح ابن اسحاق* کے طریق سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ بن زبیر نے بحوالہ اپنے دادا اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حنظلہ بن ابی عامر غسلی ثقفی اور ابوسفیان بن حرب آپس میں سخت گتھا تھے جب حنظلہ ابوسفیان پر قتل کرنے کے لیے چڑھے تو شداد بن شحوب نے انہیں دیکھ لیا، تلوار سے حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ورنہ وہ ابوسفیان کو قتل کرنے ہی والے تھے۔ ادھر نبی ﷺ نے فرمایا: ”تمہارے ساتھی (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جا کر اس کی بیوی سے (ماجرا) پوچھنا۔“ انہوں نے جواب دیا کہ جو نبی ان کے کان شور کی آواز پڑی تو وہ جنابت کی حالت میں نکل گئے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسی بنا پر فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں۔“

۱۸۶۶ حنظلہ بن عمرو اسلمی*

حسن بن سفیان نے ان کا صحابہ میں تذکرہ کیا ہے اور حسین بن مہدی سے بحوالہ عبدالرزاق،* ابن جریر، زیاد بن ربیعہ، ابوالزناد، حنظلہ بن علی اسلمی ان کے سلسلہ سند میں حنظلہ بن عمرو اسلمی سے روایت کی ہے، فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مہم روانہ فرمائی۔۔۔ (حدیث) ابو نعیم فرماتے ہیں: اس میں حسن سے وہم ہوا ہے۔ درست یوں ہے: ”حمزہ بن عمرو سے مراد ہے۔“

* اسد الغابہ (۱۲۸۱) استیعاب (۵۶۷) * السیرۃ النبویہ (۶۱/۳)

* اسد الغابہ (۱۲۸۴) تجرید (۱۴۳/۱) * المصنف لعبد الرزاق (۹۴۱۸) عن حمزہ بن عمرو الاسلمی

چنانچہ امام احمد رحمہ اللہ * عبد الرزاق سے اور محمد بن بکر ابن جریج سے اور ابو داؤد و محمد بن حمزہ بن عمرو اسلمی کے طریق سے وہ بحوالہ اپنے والد اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں لیکن اس سے احتمال کی نفی نہیں ہوتی۔

۱۸۶۷ (ن) حنظلہ بن قسامہ *

بن قیس بن عبید بن طریف طائی۔ ابو عمر * نے ان کی بیٹی زینب جو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں کے سوانح میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ آئے تھے۔ جس کی وضاحت زبیر بن بکار کی کتاب النسب کے حوالہ سے ان شاء اللہ تعالیٰ صحیح تفصیل کے ساتھ آئے گی۔

۱۸۶۸ حنظلہ بن قیس *

الحنفی الیمامی۔ بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بطریق دشمن، بحوالہ عمران بن جاریہ انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ ان میں اور ان کے چچا کی اولاد میں سے کسی شخص سے جسے حنظلہ بن قیس کہا جاتا تھا بکریاں چرانے کی جگہ پہ جنگ چھڑ گئی۔ حنظلہ نے جاریہ کا ہاتھ ان کی داہنی کہنی کے درمیان (چھٹ سے) وار کر کے کاٹ دیا، دونوں نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں مقدمہ پیش کیا۔ آپ نے کانٹے والے سے فرمایا: ”اپنا ہاتھ اسے دے دو“۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”پھر دیت دو...“۔ (حدیث) اسی حدیث کو ابن ماجہ * نے حدیث دشمن سے نقل کیا ہے۔ اور جس نے وار کیا اس کا اور جس پر وار ہوا دونوں کے نام خفی رکھے ہیں۔ ابن الاثیر * نے ابن دہان کی کتاب پر اپنے استدراک میں اس کا ذکر کر کے کہا: حنظلہ بن قیس انصاری ظفری کا تعلق بنی حارث بن ظفر سے ہے انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا۔ ان کا انصاری کہنا وہم ہے باوجودیکہ اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہ جاریہ کے عم زاد ہیں۔ اور جاریہ خفی ہیں جیسا کہ ان کے حالات میں پہلے گزر چکا ہے۔

۱۸۶۹ حنظلہ بن نعمان *

بن عامر بن عثمان بن عمرو بن عامر بن زریق انصاری۔ عدوی کا بیان ہے کہ وہ أحد میں شریک ہوئے اور حضرت حمزہ کی اہلیہ خولہ سے شادی کی تھی۔ باوردی اور طبرانی نے حدیث عبد اللہ بن ابی رافع سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے انہیں جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں شمار کیا ہے۔ البتہ انہوں نے یہ بھی کہا ہے: حنظلہ بن نعمان انصاری۔ یہ بھی احتمال ہے کہ عدی نے جن کا ذکر کیا ہو یہ ان کے علاوہ ہوں۔

۱۸۷۰ حنظلہ بن ہوذہ *

بن خالد بن ربیعہ بن عمرو بن عامر بن مصعب۔ عبدان نے ایک منقطع سند سے نقل کیا ہے کہ وہ تالیف قلمی والوں میں تھے۔

* مسند احمد (۴۰۷/۲) * اسد الغابۃ (۱۲۸۵) * استیعاب (۴۳۲/۱) * اسد الغابۃ (۱۲۸۷)

* ابن ماجہ کتاب النبیات (۲۶۳۶) * اسد الغابۃ (۶۴/۲) * اسد الغابۃ (۱۲۹۰) * اسد الغابۃ (۱۲۹۱) * تجرید (۱۴۲)

ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۶۱ حنظلہ عیشی

عسکری نے ان کا ذکر کیا اور بطریق قتادہ، ابوالعالیہ سے بحوالہ صحابی رسول ﷺ حنظلہ عیشی روایت کی ہے: ”جو قوم کسی جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی ہے تو آسمان سے ایک فرشتہ اعلان کرتا ہے، اٹھو (تو) تمہارے گناہ معاف اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا گیا ہے۔“ اس کے سلسلہ سند میں قتادہ تک ضعیف ہے۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۸۶۲ حنیف (تضخیر)

ابن رباب بن حارث بن امیہ بن زید بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف انصاری۔ عدوی اور عسکری کا کہنا ہے: احد میں شریک ہوئے جبکہ مصعب زبیری بحوالہ ابن القدری نقل کرتے ہیں کہ احد اور یحییٰ مہبات میں شریک کار رہے۔ اور ان کے بیٹے رباب بن حنیف بدر میں شریک اور بزمعونہ کے واقعہ میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے عصمہ بن رباب نے بیعت رضوان کی اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ عسکری نے تینوں کا اسی طرح ذکر کیا ہے۔

۱۸۶۳ (ن) حنیفہ

ابن جبیر بن بکر بن سعد بن ثعلبہ بن زید مناة بن قیس تمیمی۔ حنظلہ بن حذیم کے دادا۔ حنظلہ کی سرگزشت میں ان کا تذکرہ گزرا ہے۔

۱۸۶۴ حنیفہ ابوخرہ رقاشی کے چچا

ان کی حدیث ابوداؤد نے قتادہ بن سلمہ بحوالہ علی بن زید، ابوخرہ سے انہوں نے اپنے چچا سے نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کا مال اس کی قلبی رضامندی کے بغیر (استعمال کرنا) جائز نہیں۔ باوردی طبرانی اور کئی دوسرے لوگوں نے اسی پر اعتماد کیا ہے کہ ان کے چچا کا نام حنیفہ ہے۔ بقول بعض: حنیفہ ابوخرہ کا نام ہے۔ ایک قول ہے کہ ابوخرہ کا نام حکیم ہے۔

۱۸۶۵ حنین

عباس بن مطلب کے آزاد کردہ غلام۔ امام بخاری، ابو حاتم، اور ابن حبان کا قول ہے کہ صحابی ہیں۔ سنو یہ ہے ”فوائد“ میں اور امام بخاری نے تاریخ میں وھین بن عبد اللہ بن حنین سے بحوالہ ان کی بیٹی وہ اپنے ماموں سے روایت کرتی ہیں انہیں ابن شاعر کہا جاتا تھا، کہ ان کے دادا نبی ﷺ کے غلام تھے، آپ ﷺ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ہبہ کر دیا، انہوں نے

اسد الغابۃ (۱۱۸۲) تجرید (۱۴۲) جامع المسانید (۱۱۲/۳) اتحاف السادة (۲۷۰)

اسد الغابۃ (۱۲۹۳) الاکمال (۵۵۹/۲) اسد الغابۃ (۱۲۹۵)

مسند احمد (۷۲/۵) مستدرک (۱۹۳/۱) السنن الکبریٰ (۱۰۰/۶) سنن دارقطنی (۲۶/۳) کنز العمال (۳۹۷)

اسد الغابۃ (۱۲۹۶) استیعاب (۶۰۳) التاريخ الكبير (۱۰۴/۱)

الجرح والتعديل (۲۸۵/۳) الفقات (۱۸۶/۴)

الْاِسْتِغْنَاءُ فِي تَسْبِيحِ الرَّسُولِ (جلد ۱) ۲۵۷

نے انہیں آزاد کر دیا۔ وہ نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ جب وضو کر لیتے تو وضو کا بچا پانی اپنے صحابہ کو دے دیتے۔ جنہیں نے وہ پانی باہر نہ نکالا تو صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے اس بات کی شکایت کی، جس پر وہ بولے میں نے پینے کے لیے وہ پانی روک لیا تھا۔ (حدیث)

یعقوب بن شیبہ اپنی مسند میں جراح ابن کثیر کے طریق سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں نے حنیفا عباسی سے سنا: جنگ خیبر میں ہم لوگ تھے تو آپ ﷺ نے غنیموں پر سعد بن ابی وقاص اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو مقرر فرمایا۔ اسی میں ہے: ”سونا برابر سراہر ہونا چاہیے۔“ یہ عبداللہ بن حنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت لینے والوں میں شامل ہیں۔ نسائی بھی نافع کے طریق سے بحوالہ ابراہیم بن عبداللہ بن حنین وہ اپنے والد سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ریشی لباس پہننے کی ممانعت میں ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ بقول بعض اس کی سند یوں ہے: نافع، عبداللہ بن حنین سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ اور ایک قول ہے نافع، حنین سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے۔ بہر کیف پہلی سند زیادہ صحیح ہے۔

باب حاء کے بعد واؤ

۱۸۷۱ حوشب (بے نسبت)

مسند میں امام احمد رحمہ اللہ حسان بن کریب کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک لڑکا حص میں فوت ہو گیا جس کی وجہ سے اس کے باپ کو برا دھچکا لگا۔ (تقریرت کے وقت) صحابی رسول ﷺ حوشب رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ پھر اس شخص کی فضیلت میں حدیث سنائی جس کا کوئی بچہ فوت ہوا ہو۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: اس میں ابن لبیعہ منفرد ہیں، جو ضعیف راوی ہیں۔

۱۸۷۷ حوشب (دوسرے)

حسن بن سفیان نے اپنی ”مسند“ میں اور ترمذی نے ”نوادر“ میں لیف کے طریق سے بحوالہ یزید بن حوشب انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے سنا: ”اگر جرتج فقیہ (دین کی سمجھ بوجھ رکھنے والا) علم والا ہوتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ اپنی ماں کو جواب دینا رب تعالیٰ کی عبادت سے بہتر ہے۔“ ابن مندہ کہتے ہیں: غریب ہے جسے حکم بن ریمان بحوالہ لیف بیان کرنے میں منفرد ہیں۔

دیلمی نے اپنے بخاری کے نسخہ پر حاشیہ میں لکھا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے لیف کی روایت ہے پھر پوری سند سے یہ حدیث نقل کی، پھر لکھتے ہیں: یہ وہی حوشب ہیں ذو ظلم سے مشہور ہیں اور ان کا نسب بیان کیا۔ عجیب بات ہے کیونکہ ذو ظلم صحابی نہیں جیسا کہ قسم ثالث میں آئے گا اور ان کے سماع نبوی کی صراحت موجود ہے۔ ایسی ہی تجویز ذہبی کی ہے کہ صاحب عنوان وہی ذو ظلم ہیں۔ واللہ المستعان

❖ السنن الکبریٰ (۲۷۷/۵) المطالب العالیہ (۱۲۹۴) الدر المنثور (۳۶۸/۱) ❖ اسد الغابہ (۱۲۹۹)

❖ مسند احمد (۴۶۷/۳) ❖ اسد الغابہ (۱۳۰۰) ❖ جامع المسانید (۶۱۷/۳) کنز العمال (۴۵۴۴۱) الدر المنثور (۱۷۴/۴)

۱۸۷۸ حوط بن عبدالعزیٰ *

یحییٰ خثانی، مسدد، بخاری، طبرانی، ابن اسکن اور بغوی نے بطریق عبدالوارث بن سعید، حسین معلم سے بحوالہ بریدہ، حوط بن عبدالعزیٰ جبکہ بغوی کی روایت میں حوط یا حویط سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس سے ایک گروہ گزرا جس میں گھنٹی والے جانور تھے۔ آپ نے انہیں حکم دیا کہ ”گھنٹیاں اتار دو“۔ ابن اسکن کا قول ہے: ابن عبدالوارث نے کہا کہ غلطی کی۔ وہ تو حوط بن عبدالعزیز ہیں جو صحابی ہیں۔ اور جو انہیں صحابی کہتا ہے تو اس نے بے ٹکی ہانگی ہے۔ میں نے اس کے متعلق اپنے والد سے سنا ہے۔ اسی طرح اس سند میں عبدالعزیز ہے شاید اس میں تحریف ہوگئی ہو اس واسطے کہ امام بخاری نے ایک جماعت کی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ وہ حوط ہے۔

۱۸۷۹ حوط بن قرواش *

بن حصین بن ثمامہ بن شعیب بن حدرد۔ ابن مندہ نے حاتم بن فضل بن سالم بن جون بن عثمان بن حوط بن قرواش کے طریق سے نقل کیا، فرماتے ہیں: مجھ سے میرے والد، ان سے ان کے والد نے بحوالہ جون بن غیاث وہ اپنے والد حوط سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں اور بنی عدی کا واقعہ نامی شخص نبی ﷺ کے پاس آئے۔ یہ پہلا واقعہ ہے جب وہ اسلام لائے۔ * اور بنی حدیث ذکر کی۔

۱۸۸۰ حوط بن یزید ساعدی

حارث بن زیاد ساعدی کے چچا زاد بھائی، حارث کے سوانح میں ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۸۸۱ حویرث

بقول بعض آبی اللحم کا نام ہے۔

۱۸۸۲ حویرث *

مالک کے پدر بزرگوار۔ بعض کا کہنا ہے کہ صحابی ہیں۔ طبرانی، عاصم، جدری کے طریق سے بحوالہ ابوقلابہ، مالک بن حویرث سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے والد کو یہ آیت پڑھائی: ”اس دن کوئی اس کے عذاب جیسا عذاب نہیں دے گا۔“ * اسی روایت کو حسن بن سفیان نے خالد الحذاء کے طریق سے بواسطہ ابوقلابہ، مالک بن حویرث سے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ آیت پڑھائی لیکن اپنے والد کا ذکر نہیں کیا۔

۱۸۸۳ حویصہ بن مسعود *

بن کعب بن عاصم بن عدی بن محمد بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس النزاری، احمد و حنفی اور ثباتی

* تجرید (۱۴۴/۱) اسد الغابہ (۱۳۰۱) استیعاب (۵۹۱) * استیعاب (۵۹۱) * اسد الغابہ (۱۳۰۳) تجرید (۱۴۴/۱)
* جامع المسانید (۶۱۸/۳) * اسد الغابہ (۱۳۰۸) * سورة الفجر: ۲۵ * اسد الغابہ (۱۳۰۹) استیعاب (۵۹۷)

غزوات میں شریک ہوئے۔ ابن اسحاق * حدیث مخفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کعب بن اشرف کے قتل ہو جانے کے بعد فرمایا: ”جو یہودی بھی مجھے چڑھے اس کا کام تمام کر دو“۔ چنانچہ ابھی حویصہ اسلام نہیں لائے تھے کہ ایک سن رسیدہ یہودی تاجر پر کوڑ پڑے اور مار مار کر اسے قتل کر دیا۔ صحیحین * میں حدیث ہبل بن ابی خیمہ میں، عبد اللہ بن ہبل کے قتل کے واقعہ میں ان کا ذکر ثابت ہے، اسی میں قسامہ (جس مقتول کے قاتل کا پتہ نہ ہو تو جس جگہ سے لاش ملے گی وہاں کے رہائشی پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے گی کہ نہ ہم نے اسے قتل کیا اور نہ ہمیں قتل کا پتہ) کا ذکر ہے۔ چنانچہ اس موقع پر عبد الرحمن بن ہبل بات کرنے لگے جو کم عمر تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ”بڑے کو موقع دو، بڑے کو بات کرنے دو“۔ تو حویصہ نے گفتگو کی۔ (حدیث)

۱۸۸۴ حویطب بن عبد العزیٰ *

بن ابی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قرشی عامری ابو محمد یا ابوالاصح، فتح مکہ کے سال اسلام لائے اور حنین میں شریک ہوئے۔ تالیف قلبی والوں میں سے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں حدود حرم کی تجدید کی۔ امام بخاری * لکھتے ہیں: ایک سو بیس (۱۲۰) سال زندہ رہے۔ واقدی کا قول ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی حکومت میں ۵۴ھ میں فوت ہوئے۔ ابن معین کا بیان ہے: مجھے حویطب کی نبی ﷺ سے روایت کردہ کوئی حدیث یاد نہیں پڑتی اہ۔ جبکہ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے سائب بن یزید کے طریق سے ان سے بحوالہ مسعودی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عمالہ کے بارے میں ایک حدیث روایت کی ہے وہ سلسلہ وار چار صحابہ ہیں۔ نیز ان سے ان کے بیٹے ابوسفیان اور ابوحج، عبد اللہ بن بریدہ وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ واقدی فرماتے ہیں: ہمیں عبد الرحمن بن عبد العزیز نے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم کے حوالہ سے بتایا کہ حویطب فرماتے تھے: میں صلح حدیبیہ سے پلٹا اور مجھے یقین تھا کہ محمد (ﷺ) غالب رہیں گے۔ پھر لمبا قصہ ذکر کیا۔

ابن سعد * طبقات میں منذر بن جهم وغیرہ کے طریق سے بحوالہ حویطب روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو مجھے سخت خوف دامن گیر ہوا پھر طویل قصہ ذکر کیا۔ اور اپنے اہل خانہ کو ایک محفوظ مقام میں پہنچا کر خود عوف کے باغ میں جا ٹھہرا۔ اتنے میں ابوذر ملے ان سے پہلے سے شناسائی تھی شناسائی و جان پہچان ہمیشہ فائدہ دیتی ہے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ان سے ساری بات ذکر کی۔ وہ کہنے لگے: اپنے گھر والوں کو لے آؤ تمہیں امن ہے۔ انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی جس سے مجھے کافی اطمینان ہو گیا۔ پھر ابوذر مجھ سے کہنے لگے: ابو محمد! کب تک ایسے رہو گے، تم سے کئی بھلائی کے کام رہ گئے جبکہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر اچھا برتاؤ کرنے والے ہیں۔ سب سے بردبار ہیں۔ ان کی شرافت و عزت تمہاری شرافت و عزت ہوگی۔ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ جاتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: یاد رکھنا! جو نبی ﷺ پہ نظر پڑے تو کہنا: السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ۔ چنانچہ میں نے یہ کلمات کہے، آپ نے فرمایا: وعلیک السلام۔ پھر میں نے شہادتین پڑھیں جس سے آپ ﷺ کو بڑی مسرت ہوئی۔ فرمانے لگے: ”اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں ہدایت سے نوازا“۔ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے مجھ سے قرض مال لیا تو میں نے آپ ﷺ کو چالیس ہزار قرض دیا۔ اور آپ ﷺ کے ساتھ حنین میں شریک ہوا۔ وہاں سے مجھے غنیمت میں

* السیرۃ النبویہ (۳/۴۸، ۴۹) * بخاری کتاب الادب باب اکرام الکبیر (۶/۴۳) مسلم کتاب القسامۃ (۴۳۱۸)

* اسد الغابۃ (۱۳۱۰) استیعاب (۵۹۷) * التاریخ الکبیر (۱/۱۲۷) * الطبقات (۵/۳۲۵)

سے حصہ دیا۔ اس کے بعد حویطب مدینہ آگئے اور وفات تک وہیں رہائش پذیر رہے اور اپنے مکہ والے گھر کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہزار دینار میں فروخت کر دیا۔ جنہیں بعض لوگوں نے بہت زیادہ سمجھا۔ تو حویطب بولے: جس کے پانچ عیال ہوں اس کے لیے کچھ بھی نہیں۔

عبدالرزاق، ابویحییٰ کے طریق سے بحوالہ حویطب روایت کرتے ہیں: ایک مالکن عورت اپنی باندی کو کھینچ رہی تھی، اس نے اسے کہا: تجھ سے بیت اللہ کی پناہ اتو اس کا ہاتھ شل ہو گیا۔ اسلام کا ظہور ہوا تو اس کا ہاتھ اسی طرح شل تھا۔ طرانی دوسری سند سے ابن ابی شیبہ کے طریق سے وہ اپنے والد سے وہ حویطب سے روایت کرتے ہیں، لیکن اس میں ہے کہ پناہ مانگنے والی عورت تھی اور کھینچنے والا اس کا خاوند تھا۔

باب حاء کے بعد یاء

۱۸۸۵ حیّان بن ابجر الکنانی

بقول طبری کہا جاتا ہے کہ صحابی ہیں۔ ابن مندہ بطریق عبداللہ بن جبہ بن حیّان بن ابجر، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حیّان سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ایک جگہ پڑاؤ کے دوران میں ہانڈی جس میں مردار کا گوشت تھا آگ جل رہا تھا۔ اتنے میں مردار کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا تو میں نے (بھری) ہنڈیا اٹھ لیں دی۔ ابواحمد حاکم ایک دوسرے طریق سے جو عبداللہ بن سعید بن حیّان بن ابجر تک منتہی ہوتا ہے، روایت کرتے ہیں کہ حیّان بن ابجر صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھے۔ آپ نے ان کی کنیت ابو قحضر رکھی۔

۱۸۸۶ حیّان بن بُحّ

حیّان میں ذکر گزرا ہے۔

۱۸۸۷ حیّان بن قیس

بقول بعض نابذہ جعدی کا نام ہے۔

۱۸۸۸ (ن) حیّان بن کرز بلوی

فتح مصر میں شریک تھے، بقول ابویونس صحابی ہیں۔

۱۸۸۹ حیّان بن ملہ

(انیف بن ملہ کے بھائی)

بقول بعض ان کا نام حسان سین سے ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں: انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں: مجھے جذام کے ایک عالم نے بتایا جس پر مجھے کسی غلط بیانی کی تہمت (کا خدشہ) نہیں کہ حیّان، وحیدہ کلبی کے ساتھ تھے جب وہ قاصد بن کر قیصر روم کی جانب روانہ ہوئے تھے۔ انہوں نے انہیں سورہ فاتحہ سکھائی۔ ان کا تذکرہ ان کے بھائی انیف کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ نیز حکیم بن امیہ اور سعید الدہضمہ کے حالات میں ان کا تذکرہ آئے گا۔

۱۸۹۰) حیان بن نعمہ انصاری *

ابو عمران۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: امام بخاری * نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے صحابی ہونے میں تاثر ہے۔ حسن بن سفیان، بغوی اور طبرانی نے بطریق حمید بن علی، عمران بن حیان سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو خیر میں دیکھا کہ آپ ﷺ لوگوں کو غنیمت کی تقسیم سے پہلے کسی چیز کی فروختگی سے منع کر رہے تھے۔ لمبی حدیث ہے۔ طبرانی نے یہ روایت لکھی ہے۔ ابن السکن ان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ میں نے نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کے والد کا نام مندہ سوائے ابن مندہ کے بتایا ہو۔ رہے دیگر حضرات انہوں نے تو حیان انصاری کہا ہے۔

۱۸۹۱) (ز) حیان بن وہب بقول بعض ابو رمثہ کا نام ہے۔

۱۸۹۲) (ز) حیان (بے نسبت، دوسرے)

ابن مندہ بطریق عبد الملک بن ابجر، حیان سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ”میرے والد مجھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ بیت اللہ کے محن میں تشریف فرما تھے، آپ کے پٹے نما بال تھے جن پر مہندی کی رنگت چڑھی ہوئی تھی۔“ یہ روایت انہوں نے حیان بن ابجر کے حالات میں درج کی ہے، میرے خیال میں وہ اور ہیں۔

۱۸۹۳) حیان

مولیٰ قریش ابن السکن نے ان کا تذکرہ کیا کہ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ اور عبد اللہ بن محمد بن علی نقی کے طریق سے بحوالہ یحییٰ بن عبد اللہ بن انیس، عیسیٰ بن سمرہ بن حیان مولیٰ قریش، وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: نبی ﷺ منبر پر چڑھ کر فرمانے لگے: ”لوگو! سنو! جب تک وضو نہیں ہوگا نماز نہیں ہوگی اور اس شخص کا وضو (کامل) نہیں جس نے بسم اللہ نہیں پڑھی۔“ *

میں کہتا ہوں: ہمیں ان کی یہ حدیث ابن مندہ کی کتاب ”المعرفة“ میں عالی سند سے پہنچی ہے لیکن اس میں ان کا نام مذکور نہیں۔ البتہ کتنوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ابوسبرہ، اور حدیث ابو جعفر عقیلی کے طریق سے بیان کی ہے۔ ایسا ہی ابو نعیم نے بحوالہ طبرانی دوسری سند سے نقل کیا ہے۔ دونوں بطریق نقیلی بیان کرتے ہیں۔ جبکہ فوائد سنو یہ میں ہم نے اسی طرح روایت کی ہے۔ جہاں تک مجھے معلوم پڑتا ہے ان کا نام صرف ابن مندہ کی اس روایت میں لیا گیا ہے۔

۱۸۹۴) حیان ربیع

ان کا ذکر ان کے بیٹے دینار بن حیان کے سوانح میں آئے گا۔

* اسد الغابۃ (۱۳۱۸) * التاريخ الكبير (۵۳/۱)

* ابوداؤد کتاب الطہارۃ باب فی التسمیۃ علی الوضوء (۱۰۱) ترمذی ابواب الطہارۃ (۲۵) ابن ماجہ کتاب الطہارۃ (۳۹۹)

۱۸۹۵ حیدہ بن مخرم

بن مخرمہ بن قرط بن بختاب بن حارث بن حمہ بن عدی بن جندب بن عمر بن عمرو بن قحیم حمی، وردان کے بھائی۔ ہشام کلبی فرماتے ہیں: دونوں بھائی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر مسلمان ہوئے۔ بعینہ ان دونوں کا ذکر طبری اور ابن ماکولاؒ نے کیا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ حرف عین میں عبیدہ بن قرط غزیری کے حالات میں ان کا تذکرہ ہوگا کہ نبی ﷺ نے ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی تھی۔

۱۸۹۶ حیدہ بن معاویہ

بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صحصہ عامری ثم قشیری، انہیں اور ان کے بیٹے معاویہ بن حیدہ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ بلاذری ان کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ثابت نہیں۔ ہشام بن کلبی کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آئے۔ ہشام فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بتایا کہ میں نے خراسان میں انہیں دیکھا تھا وہ فقیہ بہز بن حکیم کے دادا ہوتے ہیں۔ ابو حاتم سجستانی نے معمر بن میں ان کا ذکر کر کے لکھا ہے: ”انہوں نے دور جاہلیت دیکھا ہے اور عراق پر بشر کی حکمرانی تک زندہ رہے جب ان کی وفات ہوئی تو وہ ہزار مردوں اور عورتوں کے چچا تھے۔“

باوردی اور بیہقی نے ”دلائل“ میں داؤد بن ابی ہند کے طریق سے بحوالہ بہز بن حکیم وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا حیدہ بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں وہ عمرہ کرنے روانہ ہوئے۔ مکہ میں بیت اللہ کا طواف کرتے ایک بوڑھا نظر آیا جو یہ اشعار پڑھ رہا تھا: ”اے میرے رب! میرے سوار محمد کو لوٹا دے۔ میرے رب! اسے لوٹا کر مجھ پر احسان فرما۔“ میں نے لوگوں سے کہا: یہ بوڑھا کون ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ قریش کے بزرگ ہیں۔ جن کا نام عبدالمطلب ہے میں نے پوچھا: محمد (ﷺ) ان کا کیا لگتا ہے؟ انہوں نے بتایا: پوتا۔ جو انہیں سب سے زیادہ چہیتا و محبوب ہے۔ فرماتے ہیں: تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ آ گئے۔ اسی سے ملنا جلتا قصہ سعید والد کندی نے بیان کیا ہے۔ ابراہیم حربی بطریق، بہز بن حکیم سے وہ اپنے والد حکیم سے وہ اپنے والد معاویہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حیدہ کے چھوٹے بیٹے تھے۔ جبکہ تھے وہ بے حد مالدار، جسے انہوں نے ایک بیوی کی اولاد کے لئے مخصوص کر دیا، تو ان کے بیٹے معاویہ حضرت عثمان غنیؓ کے پاس آ کر سارا واقعہ بیان کرنے لگے۔ حضرت عثمان غنیؓ نے پیر بزرگ کو یہ اختیار دیا کہ یا تو وہ اپنا مال واپس لے لے یا اپنے بیٹوں میں تقسیم کر دے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا مال واپس لے لیا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو بیٹوں نے اپنے چھوٹے بھائیوں کے لیے وہ مال استعمال کرنا چھوڑ دیا۔

امام مہر فرماتے ہیں: حیدہ لمبا عرصہ زندہ رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسد بن عبد اللہ قسری کا دور دیکھا جب وہ خراسان میں اپنے بھائی خالد بن عبد اللہ قشیری کی جانب سے گورنر مقرر تھا۔

۱۸۹۷ حیدہ (بے نسبت)

ابن السکن، اسمعیلی اور ابن مندہ طلق بن حبیب کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حیدہ کو فرماتے سنا کہ

انہوں نے نبی ﷺ سے سنا ہے: ”تمہیں قیامت کے روز ننگے پیر ننگے بدن اور بے ختنہ اٹھایا جائے گا، سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو پوشاک پہنائی جائے گی۔“ (حدیث) ابن السکن فرماتے ہیں: شاید یہ معاویہ بن حیدہ یعنی پہلے والے کے والد ہوں۔
میں کہتا ہوں: میرے گمان میں طلق اور حیدہ کا درمیانی واسطہ چھوٹ گیا ہے۔ اس واسطے کہ یہ روایت معاویہ بن حیدہ سے معروف ہے جسے ان سے ان کا بیٹا حکیم بن معاویہ، بنجر بن حکیم، بحوالہ اپنے والد کی روایت سے نقل کرتا اور بنجر بن حکیم کی روایت کے بغیر بھی مروی ہے۔ واللہ اعلم

۱۸۹۸ (ز) حیرہ نجرہ اسرائیلی

پہلے یہودی تھے پھر مسلمان ہو گئے۔ حاکم، ابوسعید نے ”شرف المصطفیٰ“ میں اور بیہقی نے ”دلائل“ میں ابوی بن اسعد کے طریق سے (جو ایک ضعیف راوی ہے) اپنی سند سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حیرہ نجرہ نامی ایک یہودی تھا جس کے نبی ﷺ کے ذمہ چند دنیاوی تھے جن کا اس نے آپ ﷺ سے تقاضا کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں۔“ وہ بولا: تب تو میں دنیاوی لیے بغیر یہاں سے نہ ٹلوں گا اور جم کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ کے صحابہ اسے ملامت کرنے لگے جس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے ذی ظلم کرنے سے منع کیا گیا ہے۔“ جب آفتاب بلند ہوا تو وہ یہودی اسلام لے آیا اور اپنا آدھا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ پھر نبی ﷺ کی سیرت میں لمبی حدیث ذکر کی۔
بعض نسخوں میں مجھے یہ نام جرہہ دو جیموں سے تفسیر کی صورت لکھا نظر آیا ہے۔ بہر حال پہلا قابل اعتماد ہے۔ اس واسطے کہ میں نے حافظ زکی الدین برزالی کے قلم سے تاریخ ابن عساکر میں تجوید سے لکھا دیکھا ہے۔

۱۸۹۹ حیسمان

ابن ایاس ابن عبد اللہ بن ایاس بن ضویعہ بن عمرو بن رمان بن عدی بن عمرو بن ربیعہ خزاعی۔ ابن کلبی نے ”نسب“ میں اور ابن سعد نے ”طبقات“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ طبری کی کتاب میں حیسمان بن عبد اللہ بن ایاس تحریر ہے جو انہوں نے عبد اللہ کے اضافہ کے ساتھ ابن اسحاق سے نقل کیا ہے اور نسب بھی اسی اضافہ سمیت بیان کیا ہے اور واقدی سے جالس کا اضافہ حیسمان اور عبد اللہ کے مابین ہے۔ یوں ابن کلبی کے نسب میں دو شخصیتوں کا اضافہ کیا جبکہ باقی ان کے موافق ہے۔
موسیٰ بن عقبہ واقعہ بدر میں لکھتے ہیں: بدر کے روز سب سے پہلے جس کی خوشخبری سنی گئی کہ مشرکین شکست کھا چکے ہیں، وہ حیسمان کھسی تھے جو حسن بن خیلمان کے دادا ہیں۔ ابن شاپین فرماتے ہیں: اپنی قوم میں صاحب شرافت شخص تھے بعد میں اسلام لے آئے اور ان کا اسلام خوب سنورا۔ ابوعبیدہ بن سلام اور طبرانی فرماتے ہیں کہ وہ پہلے شخص ہیں جو قریش مکہ (مشرکین) کے بدر میں مارے جانے کی خبر لائے۔ ابن کلبی کا قول ہے صاحب شرافت انسان تھے۔ *

* بخاری کتاب الرقاق (۶۵۲۷) ترمذی کتاب التفسیر سورة عبس (۲۳۳۲)

حاکم فی المستدرک (۲۵۱/۲) جامع المسانید (۶۲۷/۳)

* دلائل النبوة (۲۸۱/۶) * اسد الغابة (۱۳۲۱) * اسد الغابة (۷۴/۱)

۱۹۰۰ (ز) حنی بن ثعلبہ بن ہون

بشیرہ کے والد جس کے بارے میں جمیل غزلیں کہا کرتا تھا، ابوالفرج اصبہانی کا قول ہے انہیں شرف صحابیت حاصل ہے جسے میں نے مغلطائی کے قلم سے نقل کیا ہے۔

۱۹۰۱ (ح) حنی بن حرام لیثی

ابن یونس نے تاریخ مصر میں ذکر کیا ہے کہ یہ صحابی ہیں۔ ابن اسکن فرماتے ہیں: شرف صحابیت رکھتے ہیں اور مصری صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ جبکہ ان کی حدیث میں تاثر ہے۔ پھر بطریق ابن لہیعہ، ابوتیم جیمانی سے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں: ”حنی لیثی صحابی رسول ﷺ تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب سورج ڈھل جاتا تو اپنے گھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر چل نکلتے، مسجد میں آتے ظہر کی نماز مل جاتی تو ان کے ساتھ بیت نفل (پڑھ لیتے)۔“ خط میں قضای لکھتے ہیں: لوگوں کا کہنا ہے کہ شرف صحابیت رکھتے ہیں۔

قسم ثانی نبی ﷺ کے زمانے میں پیدا ہونے والے وہ لوگ جنہیں دیدار نبوی نصیب ہوا اور ان کے

والدین مسلمان تھے

حاء کے بعد الف

۱۹۰۲ (ز) حارث بن ثابت

بن ثعلبہ بن زید انصاری ابن الحذاع (جو ثعلبہ کا لقب تھا اس) سے مشہور ہیں۔ بقول ابن سعد ثابت جنگ طائف میں شہید ہوئے۔ اور حارث، عبداللہ، ام ایاس اولادیں چھوڑیں۔

۱۹۰۳ (ز) حارث بن حمیر

ان کا تذکرہ ان کی والدہ معاذہ کے حالات میں آئے گا۔

۱۹۰۴ (ز) حارث بن عباس

بن عبدالملک ہاشمی۔ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں شمار ہوتے ہیں۔ ابوعمرؒ فرماتے ہیں کہ عباس رضی اللہ عنہ کے تمام بیٹوں کو دیدار نصیب ہے۔ جن میں سے صحابی صرف فضل اور عبداللہ ہیں۔ ان کی والدہ بچلہ بنت جندب بن ربیع ہلاییہ ہیں۔ بقول بعض ام ولد تھیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان کے والد ان سے ناراض ہوئے تو انہیں گھر سے نکال دیا۔ یہ زبیر کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے آ کر اپنے ماموں عباس سے سفارش کی۔

ہشام بن کلثی اور یثیم بن عدی فرماتے ہیں: عباس نے انہیں شام کی جانب نکال دیا تو وہ مصر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس

جا بھرے۔ اور بعد میں جب زیر انہیں لے کر عباس کے پاس پہنچے، کہنے لگے: تم میرے پاس ابو عقیل کو لے آئے تمہیں رشتہ داری نصیب نہ ہو۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ نابینا ہو گئے تھے۔

۱۹۰۵ حارث بن حنفیل

بن حنفرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھتیجے۔ ان کے والد کے تذکرہ میں ان کا حال بیان ہوگا جمہور نے انہیں تابعین میں جبکہ ابن عبدالبر نے صحابہ میں ذکر کیا ہے، انہیں دیدار حاصل ہے۔

۱۹۰۶ حارث بن عبیدہ

بن حارث بن مطلب بن عبد مناف مطلبی، ان کے والد جنگ بدر میں شہید ہوئے۔ بلاذری نے ان حارث کا ذکر عبیدہ کی اولاد میں کیا ہے اور کہا ہے: ان کی پیچھے اولاد نہیں رہی۔

۱۹۰۷ حارث بن عمر ہذلی

والدی کا بیان ہے۔ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ابن حبان کا قول ہے: حارث بن عمرو، ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے، اور ان کا ذکر تابعین میں کیا ہے۔

۱۹۰۸ (ن) حازم بن عیسیٰ

عبدالرحمن بن عیسیٰ میں ذکر ہوگا۔

باب حاء کے بعد جیم، صاد اور کاف

۱۹۰۹ حجاج بن ایمن بن عبید

ام ایمن ان کی دادی ہیں جو نبی ﷺ کی خادمہ تھیں، ایمن جنگ حنین میں شہید ہوئے۔ یوں ان کے بیٹے حجاج کو دیدار نصیب ہوا ہوگا۔ ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: ان سے اسامہ کے مولیٰ حنظلہ روایت کرتے ہیں۔ بخاری میں بطریق حنظلہ مروی ہے، فرمایا: حجاج بن ایمن مسجد میں آئے۔ جو اسامہ بن زید کے ماں شریک بھائی تھے۔ انہوں نے نماز پڑھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو فرمایا: نماز دہراؤ۔

۱۹۱۰ حُصَيْن بن ام حُصَيْن احمسيہ

ابن مندہ فرماتے ہیں: انہیں دیدار حاصل ہے۔ طبرانی بطریق زہیر بن معاویہ، ابواسحاق سے وہ یحییٰ بن حصین سے وہ اپنی دادی ام حصین سے روایت کرتے ہیں، فرماتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقع پر سواری پر سوار دیکھا جبکہ حصین میری گود

اسد الغابۃ (۹۰۷) استیعاب (۴۱۶) * استیعاب (۳۵۴/۱) * اسد الغابۃ (۹۳۳) استیعاب (۴۴۲)

النفقات (۱۸۱/۸) * النفقات (۲۰۵/۶) * اسد الغابۃ (۱۱۸۱) * المعجم الكبير (۳۷۸/۲۵)

الکتاب فی التبیان فی مناقب ائمة (جلد ۱) ۶۶۶

میں تھا۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: اسے ایک جماعت نے ابو اسحاق سے روایت کیا ہے۔ کسی نے بھی یہ نہیں کہا: ”حصین میری گود میں تھا۔“ صرف زہیر بن معاویہ ان کا نام لینے میں متفرد ہیں۔ ابو عمر کا گمان ہے کہ وہ حصین بن ربیعہ ابو اوطاة ہیں جبکہ یہ غلط ہے اس واسطے کہ حصین بن ربیعہ کو تو جریر بن عقیل نے ذوالخصلہ کی فتح کا قاصد بنا کر نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ وہ بھلا حجۃ الوداع کے موقع پر اتنے چھوٹے کیسے ہو سکتے ہیں کہ اپنی والدہ کی گود میں ہوں۔ ابن الاثیرؒ نے ابن عبدالبر کے قول کو راجح قرار دیا ہے کہ ”یہ اضافہ زہیر بن معاویہ نقل کرنے میں متفرد ہے۔“ درست دونوں میں فرق ہی ہے۔

۱۹۱۱ حکیم بن قیسؒ

بن عاصم تھیں۔ ابن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ انہیں دیدار حاصل ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: بقول بعض وہ نبی ﷺ کے عہد میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں: ان کی بحوالہ اپنے والد امام بخاریؒ کی کتاب الادب المفرد اور سنن نسائی میں ایک روایت، مظرف بن عبداللہ بن شحیر کی روایت سے ان سے مروی ہے۔ ابن حبانؒ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب حاء کے بعد میم

۱۹۱۲ حماس بن عمروؒ

ابو عمرو بن حماس لیشی کے والد واعدی کا بیان ہے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ ہم نے حسن بن علفان کے جزء میں یحییٰ بن سعید کے طریق سے بحوالہ عبداللہ بن ابی سلمہ، ابو عمرو بن حماس سے روایت کی ہے، فرمایا: حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے حماس سے فرمایا: (اور وہ ترکش اور چمڑا بچا کرتے تھے) اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ حدیث موقوف ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ ان حماس دہلی کے علاوہ ہیں جن کا ذکر قسم اول میں گزر چکا ہے۔ ان کے متعلق واعدی کا قول ہے کہ وہ فتح مکہ میں شریک تھے۔

۱۹۱۳ حمزہ بن ابی اسید ساعدیؒ

عہد نبوی میں پیدا ہوئے، ان کی ایک مرسل روایت ہے اپنے والد سے حدیث نقل کرتے ہیں، ان سے زہری اور عبدالرحمن بن سلیمان بن غسیل وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی کنیت ابو مالک تھی۔ ابن حبانؒ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۱۴ (ن) حمزہ انصاری (بے نسبت)

ان کا ذکر اس حدیث میں آیا ہے جسے ہم نے محمد بن مخلد کے جزء میں عمرو بن دینار کے طریق سے، انصار کے ایک شخص

اسد الغابۃ (۲۷/۱) * اسد الغابۃ (۱۲۳۷) * الثقات (۱۶۰/۴) * اسد الغابۃ (۱۲۴۴) استیعاب (۶۰۴)

تعمید (۱۳۶/۱) * الثقات (۱۶۰/۴)

الاصحاب في سيرة النبی ﷺ (جلد ۱) ۲۶۷

سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے، فرمایا: میرے ہاں ایک لڑکے کی ولادت ہوئی، میں اسے نبی ﷺ کے پاس لایا، میں نے عرض کی: میں اس کا کیا نام رکھوں؟ فرمایا: اس شخص کے نام پر اس کا نام رکھو جو مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے: حمزہ۔ * حاکم نے اسے "اکلیل" میں اور مستدرک میں دوسری سند سے عمرو بن دینار سے اسی مفہوم میں مروی ہے۔ ایک اور طریق سے روایت کر کے فرمایا: عمرو بن دینار، جابر سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ پہلا طریق درست ہے۔ حدیث جابر میں انصاری کے بیٹے کا نام عبدالرحمن بتایا گیا ہے جو اس قصہ کے علاوہ ہے۔

۱۹۱۵ حمید بن عمرو

بن اسحاق بن قیس بن ہدم بن روادہ بن حجر بن عبد بن معنیض بن عامر بن لؤی قرشی عامری بنی حمید ابن دژہ ہیں۔ دراصل دژہ ان کی والدہ کا نام ہے جو ہاشم بن عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ہیں۔ زبیر بن بکار نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ایک مرتبہ یوں بیان کیا: حمید بن عمیر۔ یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ امیر معاویہ کے ایام میں شام میں صاحب شرف آدمی تھے۔ میں کہتا ہوں: میں نے ان کے والد کا صحابہ میں کہیں بھی تذکرہ نہیں دیکھا، لگتا ہے وہ فتح مکہ سے پہلے حالت شرک میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ البتہ ان کے اس بیٹے کو دیدار حاصل ہے۔

باب حاء کے بعد نون

۱۹۱۶ حنظلہ بن قیس

بن عمرو بن حصین بن خلدہ انصاری ذرّقی۔ واقدی کا بیان ہے کہ وہ عہد نبوی میں پیدا ہوئے۔ حضرت عمرو عثمان وغیرہ صحابہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے زہری، ربیعہ، یحییٰ بن سعید وغیرہ۔ حضرات روایت کرتے ہیں: واقدی بحوالہ زہری روایت کرتے ہیں، فرمایا: مجھے انصار میں سے حنظلہ بن قیس سے بڑھ کر زیادہ محتاط اور درست رائے والا آدمی نظر نہیں آیا ہے۔ بحوالہ واقدی ابن سعد کا قول ہے: وہ ثقہ اور کم حدیث والے تھے۔ ابن حبان * نے ثقات تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

* المستدرک (۱۹۶/۳) کنز العمال (۴۵۲۳۱) تاریخ بغداد (۷۳/۲)

* الثقات (۱۶۶/۴)

جن لوگوں نے زمانہ نبوت تو پایا لیکن ویدار کرنے سے محروم رہے

۱۹۱۷ (ز) حارث بن ازمع همدانی *

میں کہتا ہوں: ابن سعدؒ نے ان کا یوں نسب بیان کیا ہے: حارث بن ازمع بن ابی ہشیم بن عبداللہ بن مر بن مالک بن حرب بن حارث بن سعد بن عبداللہ بن وڈاع۔ انہیں اہل کوفہ کے پہلے طبقہ کے تابعین میں ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں: امیر معاویہ کے آخری دور میں فوت ہوئے۔ امام بخاریؒ، ابن ابی حاتمؒ، مسلمؒ، ابن حبانؒ اور خلیفہ بن خیاط نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

1918 (ن) حارث بن زهير

بن عبد الشارق بن لفظ بن مط بن عامر بن کثیرہ بن ذیعل ازدی۔ بقول ابن کلبی: صاحب شرافت تھے، جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ عمرو بن اشرف سے سامنا ہوا تو ہر ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔

۱۹۱۹ (ز) حارث بن ربیعہ

بن زین بن عوف بن عامر بن ذہل بن ثعلبہ ذہلی۔ ایک بند کہنے کی وجہ سے ان کا نام کُلح بطور لقب پڑ گیا۔ مرزبان نے ہجوم الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ مخضریٰ ہیں، فتوحات میں شریک رہے۔

۱۹۲۰ (ن) حارث بن سعد

بن ابی ذباب دوسی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی۔ ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوٰۃ کی وصولی کے لئے بھیجا تھا، ان سے یزید بن ہرمل روایت کرتے ہیں۔

❖ اسد الغاية (٨٤١) استيعاب (٣٩٩) ❖ استيعاب (٣٤٨/١) ❖ الطبقات (٨١/٦)

❖ التواريخ الكبير (٢٦٤/٢) ❖ الجرح والتعديل (٦٩/٣) ❖ الثقات (١٢٦/٤)

(ن) حارث بن سلمیٰ (۱۹۲۱)

بن رواحہ بن دالان بن صُعب بن حارث بن مُزہب ہمدانی ثم مرہبی۔ ابن کلیبی کا بیان ہے کہ قادیہ میں شریک ہوئے، وہی یہ اشعار کہتے ہیں: آگے بڑھ مجھے ان کے متعلق تنگنوں کے بارے میں خوف ہے کبھی کبھار دکھائی دینے والے سروں سے نہ گھبرا، تیری مدد تو میدان کی موت نے کر دی، جس کے بعد تو لوٹ جائے گا۔

اس مفہوم کے اشعار بنی قشیر کے کسی آدمی سے بھی منقول ہیں، ان میں ہے: ”اس کے بعد جب میں بوسیدہ ہڈیاں ہو جاؤں گا۔ میں قشیری (بنی ربیعہ) (جو مہاجرین کا بھائی ہوں)۔“ اس میں ہے کہ وہ یہ موک کا موقع تھا۔ اسوارہ انہوں نے رومیوں کو کہا۔ ان کا وہم تھا کہ وہ فارسوں کی طرح ہیں اس واسطے کہ رومیوں کو ”بطارقہ“ کہا جاتا ہے۔

(۱۹۲۲) حارث بن سويد تعمی

ابو عاتشہ۔ بقول بعض: دور جاہلیت پایا ہے اور کوفہ فروکش ہوئے۔ حضرت عمر، ابن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ ان سے ابراہیم بنی اور اشعث بن ابی شعثاء روایت کرتے ہیں۔ ابن معین فرماتے ہیں: ”ابراہیم بنی حارث سے وہ حضرت علی سے“ یہ کوفہ میں ان کی سب سے اچھی سند ہے۔ عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں: میرے والد نے ان کا بڑی تعظیم سے ذکر کیا۔ ابن عیینہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں اونچے درجہ کے لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری دور ۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ ایک جماعت ان کی حدیث روایت کرتی ہے۔

(۱۹۲۳) (ز) حارث بن عبد

بقول بعض: ابن عبدہ الازدی، ابو خثیف نے اپنی سند سے ذکر کیا ہے کہ وہ یہ موک میں شریک ہوئے، فرماتے ہیں: میں لشکر میں تھا۔ ایک رومی مقابلے کے لئے لڑکارنے لگا: میں مقابلہ کے لیے باہر نکلا، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مجھ سے فرمانے لگے، کیا پہلے کسی سے کھلم کھلا مقابلہ کیا ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: واپس ہو جاؤ۔ ابن سعد اور خلیفہ نے صحابہ کے بعد پہلے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور خلیفہ نے جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ فلسطین والوں کی پیادہ فوج کے سالار تھے۔ امیر معاویہ کی خلافت میں فوت ہوئے۔

(۱۹۲۴) (ز) حارث بن عبد عمرو

بن معاذ بن یزید بن عمرو بن الضحیٰ بن نضیل بن عمرو بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن حصصہ کلابی، زفر بن حارث کے والد، دور جاہلیت پایا ہے۔ نبی ﷺ کی وفات کے بعد مسلمان ہوئے۔

(۱۹۲۵) (ز) حارث بن عمیرہ

حارثی زبیدی۔ نبی ﷺ کے عہد میں ہی اسلام لے آئے تھے۔ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے کا موقع ملا اور انہی کے

الکتاب فی سیر الصحۃ (جلد ۱) ۶۷۰

ساتھ نبی ﷺ کی وفات کے بعد یمن سے آئے۔ ابن سعد اور یعقوب بن شیبہ بطریق شہر بن حوشب، عبدالرحمن بن غنم ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ طاعون عمواس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت وہ موجود تھے۔ یعقوب نے ان کی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے کہ معاذ یمن سے تشریف لائے تھے۔ پھر لمبی حدیث ذکر کی۔ ”فتوح“ میں سیف بن خالد داؤد ابن ابی ہند سے وہ شہر سے روایت کرتے ہیں کہ جب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ طاعون میں مبتلا ہوئے تو حارث بن عمیرہ زبیدی یمن کے گاؤں ”زبید“ سے آئے، پھر وہ قصہ ذکر کیا۔ شریک، ابو خلف سے بحوالہ حارث بن عمیرہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن میں فرماتے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ”اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا کہ وہ سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاندان کو سجدہ کرے۔“ اسے ابواحمد حاکم نے ذکر کیا ہے۔ یثیم بن عدی کا قول ہے: انہوں نے یزید بن معاویہ کے دور میں رحلت فرمائی۔

۱۹۲۶ (ز) حارث بن عوف عبدی

عبد نبوت پایا ہے اور علماء بن حضری رضی اللہ عنہ کے ساتھ بحرین میں ربیعہ سے جنگ میں شریک رہے، جس میں ان کے نمایاں کارنامے ہیں بقول بعض: انہوں نے ہی ”حلم“ کو مارا تھا۔ ایک قول ہے: نہیں بلکہ ان کے بھائی حبیب بن عوف نے اسے قتل کیا تھا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شامخ نے اسے موت کے گھاٹ اتارا تھا۔

۱۹۲۷ (ز) حارث بن قنوم بھڑی

دور نبوی حاصل ہے سعد بن ابی وقاص کے ساتھ جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ حضرت سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ان کی شجاعت کی تعریف کرتے ہوئے کہا: میں نے حارث بن قنوم جیسا سوار نہیں دیکھا۔ اس نے اپنے اونٹ پر پالان رکھا اور اسے سر تا پا کپڑا اوڑھا دیا، پھر..... انہیں جدا کر دیا، جب کسی سوار کو دیکھا تو اس پر اتر کر اسے گردن سے دبوچ کر قتل کر دیتا پھر کھڑے کھڑے اپنے اونٹ پر بیٹھ جاتا۔

۱۹۲۸ (ز) حارث بن قیس کندی

دعبل بن علی نے طبقات الشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں اور ان کے قصیدہ تاسیہ میں چند اشعار نقل کیے ہیں۔

۱۹۲۹ (ز) حارث بن قیس

ابو محمد بن حزم نے طبقات القراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دور نبوت تو پایا ہے لیکن نبی ﷺ سے ملاقات نصیب نہیں ہوئی۔

۱۹۳۰ حارث بن کعب

قسم رابع میں ذکر ہوگا۔

۱۹۳۱ (ز) حارث بن لقیط نخعی

حش بن حارث کے والد، دور نبوت میسر ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں: جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے۔ ابن ابی فیثمہ فرماتے ہیں: ہمیں ابو نعیم نے بحوالہ حش بن حارث بیان کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو ذکر کرتے سنا: جب ہم یمن سے آئے تو ہم نے مدینہ میں پڑاؤ کیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے۔ قبیلہ نضج میں گھوم پھر کر انہیں دیکھا بھالایا۔ (حدیث) امام بخاری نے الادب المفرد میں ان کی ایک روایت نقل کی ہے۔

۱۹۳۲ حارث بن مالک طائی

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ وحیمہ نے ذکر کیا یہ ان لوگوں میں سے تھے جو فتنہ ارتداد میں دین اسلام پر ثابت قدم رہے۔ اور عدی بن حاتم کے ساتھ اپنی زکوٰۃ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ادا کی جس کے متعلق ان کے اشعار ہیں جن کا مطلع یہ ہے: ”ہم نے ایسی وفا کی اس جیسی وفا لوگ نہ کر سکے۔ اور عدی بن حاتم نے ہمیں بزرگی و شرافت کی پوشاک پہنائی۔“ ابن قتیون اور ابن الامیر نے ان کا اپنے استدراک میں ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۳ حارث بن مرہ

بن دودان نفیلی دور نبوت پایا ہے۔ کتاب ”الردۃ“ میں وحیمہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی وہ نصیحت ذکر کی ہے جو انہوں نے بنی عامر کو کی تھی: ”اے بنی عامر! اگر تم اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرو گے تو تمہاری مدد ہوگی اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور دین سے دشمنی رکھو گے تو بے یار و مددگار چھوڑ دیے جاؤ گے۔ اور اگر تمہیں شکست ہوئی تو بھاگنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا اور اگر اپنی قوم کے لیے تم ڈبے رہے تو اللہ کی قسم مار دیے جاؤ گے۔“ ابن قتیون اور ابن الامین نے بھی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۴ حارث بن معاویہ کنذی

قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۱۹۳۵ (ز) حارث بن میناء

انہیں دور نبوت نصیب ہوا، ابن اسحاق، محمد بن ابراہیم یحییٰ سے بحوالہ حارث بن میناء روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلسل مجھے بلاتے رہے، پھر ایک قصہ ذکر کیا جس سے پتہ چلا ہے کہ وہ زمانہ نبوی میں پورے مرد تھے۔ اس قصہ کا امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۶ (ز) حارث بن نظام

بن حشم بن عمرو بن مالک بن حشم بن خیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی، دور نبوت پایا ہے، ان کے بیٹے عبدالرحمن وہی

اشی ہمدانی ہیں جو عبدالملک بن مروان کے دور میں مشہور شاعر تھے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۷ (ن) حارث بن نعمان بن قیس۔

۱۹۳۸ (ن) حارث (بے نسبت) قسم اول میں حبیب بن حارث کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۱۹۳۹ (ن) حارثہ بن بدر

بن حصین بن قطن بن مالک بن عذانہ بن یزید بن یزید بن حنظلہ بن زید مناة بن قسیم تميمی غسانی۔ ابو الفرج اصہبانی کا قول ہے کہ وہ احف بن قیس کی ولادت میں موجود تھے۔

میں کہتا ہوں: اگر واقعہ ایسا ہی ہے تو انہوں نے دور نبوت پایا ہے۔ فتوحات میں ان کی بڑی کارکردگیاں ہیں۔ حضرت عمر، حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے بیٹے کی حکومت میں زیادہ وغیرہ کے ساتھ کئی قصبے پیش آئے۔ حاکم نے تاریخ نيساپور میں سلیمان بن احمد لخمی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: لخمی طبرانی ہیں۔ لیکن یہ بات مجھے ان کی ہجرت میں نہیں ملی۔ واللہ اعلم

”کامل“ میں میر ذکر کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن حارث بنہ کی عراق پر حکومت کے دوران ۶۳ھ میں ڈوب کر فوت ہوئے جس کا قصہ یہ ہے کہ وہ خوارج سے جنگ کے امیر تھے۔ انہوں نے انہیں نہر تیزی پر شکست سے دوچار کیا۔ جب خوارج نے انہیں زخمی کر دیا تو یہ اپنے باقی ماندہ ساتھیوں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ رہے تھے کہ اتنے میں ان کے کسی ساتھی نے آواز دی: حارثہ! مجھ جیسا شخص ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ انہوں نے کشتی بان سے کہا: اس کے قریب کرو۔ تو وہ شخص کشتی میں دھرے اسلحہ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ یوں حارثہ اور ان کے ساتھی غرقابی کا شکار ہو گئے۔

۱۹۴۰ (ن) حارثہ بن سفیان بن جلی

دور نبوت میسر ہے اور سلمی بنت جابر احمسیہ کے خاوند ہیں۔ عبداللہ بن مبارک نے کتاب ”البر والصلۃ“ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابان بن عبداللہ بکلی نے بحوالہ فلاں بن ابی حازم ہمیں بتایا کہ سلمی بنت جابر، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگیں: میرے خاوند حارثہ بن سفیان اللہ کو پیارے ہو گئے اور طبرستان میں شہید ہو گئے۔ اب کئی طرف سے پیامات نکاح آ رہے ہیں، میں نے اپنے آپ کو اپنے خاوند کے لیے روک رکھا ہے تاکہ جنت میں اس کی بیوی بن سکوں کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں کہتا ہوں: فلاں شخص کا نام کریم ہے اس کا یہ نام احمد زبیری نے بحوالہ ابان بکلی اپنی روایت میں لیا ہے۔ انہوں نے اپنی روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”میری امت میں سے سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی عورت احس کی ہوگی۔“

۱۹۳۱ (ن) حارثہ بن عبیدہ کلبی

ابو حاتمؒ نے کتاب ”المعمرین“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام کلبی فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن مشب (جو ان کی اولاد سے ہیں) کہنے لگے: میرا جہاں تک اندازہ ہے وہ پانچ سو (۵۰۰) سال زندہ رہے اور ان کے یہ اشعار بھی درج کیے:

”کاش! میں اپنی عمر گزار چکا ہوتا، کیا زمانہ میری آرزو برآری کرے گا۔ زمانے کی گردش نے مجھے موڑ کر رکھ دیا اور حالت یہ ہو گئی کہ میری حیثیت گھر میں پرانے کپڑے کی سی رہ گئی۔ میرے رشتہ دار جب مجھے دیکھتے ہیں تو انہیں اذیت ہوتی ہے کہ میں ابھی تک زندہ ہوں۔ آج میری موت کہاں ہے؟“

ابن ابی حاتم کا قول ہے: ان کی اولاد نے انہیں عرصہ دراز تک چھپائے رکھا۔

۱۹۳۲ (ن) حارثہ بن مضربؒ العبدی

انہیں دور نبوت حاصل ہے اور حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت بھی کرتے ہیں۔ ان سے ابن اسحاق سمعی روایت لیتے ہیں۔ ابن معین وغیرہ ائمہ فہن نے ان کی توثیق کی ہے چونکہ انہوں نے دور نبوت پایا ہے اس لیے ابوموسیٰ نے ”ذیل“ میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۳ (ن) حارثہ بن نمر (ابو اثال)

دور نبوی میسر ہوا۔ اور عہد صدیقی میں جنگ یرموک میں شرکت کی اور محض ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مالک بن قسامہ نے مجھے بتایا کہ جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شاعر نے کہا: ”قبیلہ جذام اور حم کو ہر پڑے ذیل ڈول کی عورت سلام دیتی ہے۔ اور ٹوڈوں والوں کا قتل مضبوط ہو گیا۔“ تو ابو اثال حارثہ بن نمر نے یہ اشعار کہے: ”یرموک میں وہ قوم کیا ہی خوب رہی جس نے روم کے سرکش کی خاندانی شرافت کو پاؤں سے روند ڈالا۔ ان سے وہ گرجے جو شام میں بڑے پتھروں اور سنگ مرمر سے مزین تھے، بے کار ہو کر رہ گئے۔“

۱۹۳۴ (ن) حازم بن ابی حازم احمسی (قیس کے بھائی)

ان کا نسب ان کے والد عوف بن حارث کے حالات میں آئے گا۔ ابو عمر فرماتے ہیں: قیس اور حازم دور نبوی میں مسلمان تھے۔ آپ کے بعد انہوں نے ہجرت کی، ان میں سے حازم جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔

باب حاء کے بعد باء

۱۹۳۵ (ن) حباب بن عمیر سلمیٰ ذکوانی

دور نبوی پایا ہے۔ وحیمہ نے کتاب ”الردۃ“ میں ان کی وہ وصیت ذکر کی ہے جو انہوں نے بنی حنیفہ کو اسلام نہ چھوڑنے کے

الاصالة في تبيين الصحابة (جلد اول)

بارے میں کی تھی۔ اس کے متعلق ان کا خطبہ اور کافی کلام بھی ذکر کیا ہے۔ ابن فتحون نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۳۶ (ن) حبال

ابن طلحہ بن خولید، ان کے والد کا تذکرہ آنے والا ہے۔ رہے وہ، تو جب ان کے والد نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا یہ موجود تھے۔ چنانچہ ابن درید کا بیان ہے کہ طلحہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: (انہیں سخت پیاس لگی تھی) حبال کے راستہ پر چلو، مثالیں بیان کرو تمہیں پانی مل جائے گا، تو جیسا اس نے کہا تھا انہیں پانی مل گیا۔ "ہلال" تھوڑے پانی کو کہتے ہیں۔ جس سے ان کا فتنہ مزید بڑھ گیا۔

۱۹۳۷ حبان

ابن ابی حبلہ تابعی ہیں۔ دور نبوی دیکھا ہے۔ ابن یونس کا قول ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اہل مصر کی جانب دینی سمجھ بوجھ دلانے کے لئے بھیجا تھا۔ ابن حبان ^۱ نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہیں عمرو بن العاص اور کئی اور حضرات سے روایت بھی حاصل ہے۔ ابو العرب نے طبقات اہل القیر وان میں ان کا ذکر کیا کہ احمد بن یحییٰ بن وزیر نے کہا: وہ افریقہ میں فوت ہوئے۔

۱۹۳۸ حَبَّہ

ابن یحییٰ بن علی بن عبدنہم بن مالک بن غانم بن مالک بجلی ثم عری ابو قندامہ۔ بقول طبرانی: کہا جاتا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا تھا۔ ابن عقدہ نے کتاب الموالاة میں انتہائی ضعیف سند سے لکھا ہے کہ حَبَّہ بن جویں سے مروی ہے کہ غدیر خم کے روز نبی ﷺ نے اعلان کیا: "باجماعت نماز تیار ہے"۔ پھر یہ حدیث ذکر کی "جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے"۔ ^۲ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر بلند فرمایا یہاں تک کہ مجھے دونوں کی بغلیں صاف دکھائی دیں (فرماتے ہیں): میں اس وقت تک مشرک تھا۔ ابن الاثیر ^۳ فرماتے ہیں: یہ حدیث نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر بیان فرمائی تھی اور اس دن کوئی مشرک حج کرنے نہیں آیا تھا۔ اگر یہ واقعہ صحیح ہے تو وہ صحابی ہوئے لیکن اس پر اتفاق ہے کہ وہ صحابی نہیں۔

میں کہتا ہوں: اگر یہ واقعہ صحیح ہو جائے تو یہ احتمال ہے کہ حَبَّہ نے بالاتفاق آپ کو دیکھا ہے لیکن حج کا ارادہ نہیں کیا تھا، چونکہ سند ضعیف ہے اس لیے صحیح کہاں ہو سکتا ہے۔ حَبَّہ کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔ صرف عجلی نے ان کی توثیق کی ہے جسے امام احمد نے چلایا ہے۔ صالح جزرہ فرماتے ہیں: درمیانے ہیں۔ اور علامہ ساجی کا قول ہے کہ ان کے ضعیف ہونے کے لئے ان کی یہ بات ہی کافی ہے کہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ اس (۸۰) بدری صحابہ نے دیا۔ حَبَّہ کی حضرت علی، ابن مسعود اور عمار رضی اللہ عنہ سے کئی ایک روایات ہیں۔ ان سے سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہیں جو ان کی دینداری اور عبادت گزاری کے بڑے مداح تھے۔ حکم بن عیینہ اور بہت سے کوئی حضرات روایت لینے میں شامل ہیں۔ حَبَّہ کا انتقال ۷۰ھ کے بعد، بقول بعض ۷۵ھ یا اس سے زائد عرصہ بعد ہوا۔ پھر پہلی حدیث جیسی مجھے ان کی ایک اور حدیث مل گئی۔ چنانچہ ابن مردودہ تفسیر میں ابان بن ثعلبہ کے طریق بحوالہ نفع بن حارث، ابو الحمر، وہ ابو مسلم مٹائی اور حَبَّہ عری سے روایت کرتے ہیں، دونوں فرماتے ہیں: جب نبی ﷺ نے مسجد میں کھلنے والی تمام کھڑکیوں کو

الثقات (۱۸۱/۴) * اسد الغابۃ (۱۰۳۱) * جامع البیہاتید (۲۵۸/۳) * اسد الغابۃ (۴۱۷)

بند کرنے کا حکم دیا تو یہ بات بڑی گراں گزری۔ جب کہتے ہیں: میں نے حمزہ کو دیکھا کہ وہ سرخ چادر اوڑھے آنسو بہا رہے اور کہہ رہے تھے: ”تم نے اپنے چچا کو نکال دیا۔“ (حدیث) ابان تک کی سند ضعیف ہے۔ مسلم ملائی بھی ضعیف ہے۔ جب کہ متعلق جیسا پہلے گزر چکا ہے اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جاتی ہے تو وہ صحابی بن سکتے ہیں۔ لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ اس وقت وہاں موجود تو ہوں لیکن تھے مشرک، جیسا کہ پہلی حدیث میں ہے۔ واللہ اعلم

۱۹۴۹ حبیب بن عاصم مخاری

انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ زبیر بن بکار ہشام بن اسحاق بن کنانہ کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ جب قحط مٹ ہو گیا (جسے عام الرمادہ کہا جاتا تھا) اور خوب بارشیں ہو کر وادیاں بہہ پڑیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عربی گھوڑے پر بیٹھ کر وادی عقیق کی طرف نکلے، وادی کے ایک کونے سے کسی اعرابی نے آپ کو آواز دی ابن عبسہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ وہ کہنے لگا: میں حبیب بن عاصم مخاری ہوں، پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۹۵۰ (ن) حبیب بن عوف عبیدی

ان کا ذکر ان کے بھائی حارث بن عوف کے ساتھ گزر چکا ہے۔

۱۹۵۱ (ن) حبیب اسدی

وفیہ نے کتاب الرزقہ میں ذکر کیا ہے کہ جب بنی اسد میں طلحہ ظاہر ہوا تو وہ انہیں اسلام پر ثابت قدم رہنے کی ترغیب دیتے، طلحہ کی رو برو تکذیب کرتے۔ اس بارے میں ان کے اشعار نقل کیے ہیں، چند اشعار میں سے یہ ایک شعر ہے: ”طلحہ! میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی رب نہیں اور دین صرف دین محمدی ہے۔“ فرماتے ہیں: پھر حبش اور ان کے دونوں بیٹے غسان اور عبدالرحمن اس قبیلہ سے الگ ہو گئے۔ ابن فتحون اور ابن الاثیرؒ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا لیکن کوئی ایسی بات ذکر نہیں کی جس سے پتہ چلے کہ ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو۔

باب حاء کے بعد ثاء

۱۹۵۲ (ن) حنات بن وذیع

بشر میں تذکرہ ہوا ہے۔ مرزبانی کا قول ہے کہ حمرابی عبید میں شہید ہوئے تو ان کے والد نے ان کا مرثیہ کہا: ”میں حنات کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ میں جب تک اللہ تعالیٰ کے سامنے جہدہ ریز ہوں کوئی بھی مجھے اس جیسا جو انہر دکھائی نہیں دیتا۔ حنات کی زندگی تو شہاب ثاقب کی طرح تھی اور ہر شہاب ثاقب مجھے والا ہے۔“

۱۹۵۲) حنیت بن شہاب شامی

دور نبوت میسر ہوا، زیر نگار کا قول ہے: بصرہ میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ عبد اللہ بن عامر نے انہیں بصرہ کی نہر بطور جاگیر دے دی تھی۔

۱۹۵۳) حنیت بن مظہر

بن رماح بن اشتر بن حوٹان بن فقہس کندی ثم الفقہسی، دور نبوی نصیب ہوا۔ اور اتنی عمر پائی یہاں تک کہ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے ساتھ شہید ہوئے۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر ان کے چچا زاد بھائی ربیعہ بن حوط بن رماح کے ساتھ کیا ہے۔ ان شاء اللہ حرف راء میں تذکرہ ہوگا۔

باب حاء کے بعد جیم

۱۹۵۵) حجاج بن عبد یغوث

بن عمرو بن حجاج زبیدی۔ ابو حذیفہ اور امام بخاری نے ذکر کیا ہے کہ وہ یرموک میں شریک تھے، فرماتے ہیں: قبیلہ زبید جو مینہ میں تھا اس کے پاؤں اکھڑنے لگے تو وہ ایک دوسرے کو پکارنے لگے، ان میں حجاج بن عبد یغوث تھے۔ انہوں نے یکبارگی حملہ کیا تو ان لوگوں کو روم کی جانب سے ہٹا دیا گیا۔ ابن کلبی نے اپنی کتاب ”فتوح الشام“ میں ان لوگوں میں ان کا ذکر کیا ہے جو یمن سے خلافت صدیقی میں جہاد کے لئے وند کی صورت میں آئے تھے۔

۱۹۵۶) حجاج بن عبید

انہیں ابن عتیک بھی کہا جاتا ہے۔ دور نبوت پایا ہے۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ وہ ام جہیل ہلالیہ کے خاندان تھے جس کی تہمت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ پر لگی تھی۔

۱۹۵۷) حجار بن ابجر

بن جابر عجمی۔ دور نبوت پایا ہے۔ ابن درید ”اخبار مشہورہ“ میں ابو حاتم سے بحوالہ عبیدہ بن جحل کے شیوخ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: حجار بن ابجر کے والد نصرانی تھے ان سے یہ کہنے لگے: ابا جان! میں نے کئی لوگوں کو دیکھا کہ وہ اسلام لانے کے بعد صاحب شرافت بن گئے۔ میں بھی اس دین میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ وہ کہنے لگے: بیٹا! ذرا صبر کرو! میں خود تمہارے ساتھ عمر کے پاس چل ہوں تا کہ وہ تمہیں مشرف باسلام کرے۔ اس سے بچنا کہ انتہائی منزل سے پہلے کہیں تھک ہار نہ جانا۔ پھر قصہ ذکر کیا۔ اسی میں ہے کہ ابجر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حجار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رسول ہونے کی گواہی دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا: تمہیں کون منع کر رہا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: میری ٹانگیں قبر میں لٹک رہی ہیں۔ مرزبان نے محرم اشہاء میں ذکر کیا ہے کہ ابجر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے نصرانیت پر ہی مرا تھا۔ طبرانی نے المعجم

بن راشد کے طریق سے روایت کی ہے کہ ابجر کا جنازہ عبدالرحمن بن ملجم کے پاس سے گزرا جبکہ حجار بن ابجر ایک طرف مسلمانوں کے ساتھ چل رہے تھے، جنازہ کے ساتھ نصاریٰ تھے جو اسے لے جا رہے تھے، پھر قصہ ذکر کیا۔

۱۹۵۸ حجر بن عدی بن ادبر

قسم اوّل میں ذکر ہوا ہے۔

۱۹۵۹ حجر بن عنبس

انہیں ابن قیس بھی کہا جاتا ہے۔ کنیت ابواسکن بقول بعض ابوالعنس حضری کوئی ہے۔ طبرانی نے صحابہ میں اور ابن حبان نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن معین فرماتے ہیں: کوئی شیخ ہیں جو ثقہ اور مشہور ہیں۔ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت حاصل ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء رفع یدین میں اور ابوداؤد اور ترمذی نے ان کی روایت نقل کی ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں روایت کی ہے کہ انہوں نے جاہلیت میں خون پیا تھا۔ اور طبرانی نے موسیٰ بن قیس کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کے ہاں پیام نکاح بھیجا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: علی کیا تمہیں کچھ رغبت ہے؟

میں کہتا ہوں: اس پر تو علماء کا اتفاق ہے کہ حجر بن عنبس نے نبی ﷺ کی زیارت نہیں کی، لگتا ہے انہوں نے یہ قول کسی صحابی سے سن کر روایت کیا ہے۔

۱۹۶۰ حجر بن مالک

بن حذیفہ بن بدر فزاری عیینہ بن حصن کے چچا زاد بھائی۔ انہیں دور نبوت میسر آیا، مرزبانی نے اپنے معجم میں ان کا ذکر کیا ہے، ان کی والدہ وہی ام قرنہ ہیں جو نبی ﷺ کی حیات میں قتل ہو گئی تھیں۔

۱۹۶۱ (ن) خبضاء بن زئیلہ نہمی

ان کا ذکر ان کے بھائی اصہب کے سوانح میں گزر چکا ہے۔

۱۹۶۲ (ن) حبیل بن قدامہ یزبوعی

مغازی میں اموی نے ذکر کیا ہے کہ مرتدوں سے جنگ کے دوران وہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ مالک بن نویرہ کے قتل میں بھی شریک تھے، وہی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اس کے قتل کی اطلاع لے کر آئے تھے۔

باب حاء کے بعد وال

(ز) حدیر بن علقمہ (۱۹۶۳)

ابن ابی الجون خزاعی سلیمان بن مرد بن ابی الجون مشہور صحابی جن کا ذکر ہوگا، ان کے چچیرے بھائی ہیں۔ اور اسلم بن ابی الجون جن کا تذکرہ گزر چکا ہے ان کے بھتیجے۔ انہیں دور نبوت حاصل تھا ان کا ایک بیٹا تھا جس کا نام میسرہ تھا جس کا کثیر عوہ شاعر خزاعی کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا۔ اسے مخاطب کر کے کثیر کہتا ہے: ”اگر ہم نے قریش سے اپنی رشتہ داری کی شاخ کاٹ ڈالی، تو میسرہ! تو کون سے دراہم سے اس رشتہ داری کو حاصل کرے گا۔“ ابن کلبی نے حمیرہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

باب حاء کے بعد وال

حذیفہ بن عبید مرادی (۱۹۶۴)

انہوں نے دور جاہلیت پایا ہے اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ ان کی کوئی روایت مشہور نہیں۔ یہ ابن یونس کا قول ہے جو ابن مندہ نے نقل کیا ہے۔ مغلطائی فرماتے ہیں: مجھے ابن یونس کی تاریخ میں ان کا تذکرہ نہیں ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے میں ان کا ذکر آتا ہے۔

(ز) حذیفہ باریقی ازدی (۱۹۶۵)

بقول ابن مندہ: دور نبوت پانے والوں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک مقلوب (الٹی) حدیث ذکر کی ہے جس کی طرف میں نے جنادہ کے سوانح میں اشارہ کر دیا ہے۔ بغوی لکھتے ہیں: ان کی صحابیت مشکوک ہے۔

حذیم بن حارث (۱۹۶۶)

بن ارقم۔ بنی عامر بن عبدمنافہ کے فرد۔ سیرت میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

باب حاء کے بعد راء

حرام بن خالد (۱۹۶۷)

بن ربیعہ بن وحید بن کلاب بن ربیعہ عامری ثم وحیدی، انہیں دور نبوت حاصل ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی بیٹی ام البنین سے شادی کی جس سے آپ کی چار اولادیں: عباس، عبداللہ، عثمان اور جعفر ہوئیں۔ سارے کے سارے اپنے بھائی حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ جس کا ذکر ہشام بن کلبی اور زبیر بن بکارت نے کیا ہے۔

۱۹۶۸) حرام بن ربیعہ

بن عامر بن مالک بن جعفر بن کلاب عامری، ثم جعفری، لبید شاعر کے بھائی انہیں دور نبوت ملا ہے۔ ان کے والد اور دادا کا تذکرہ آئے گا۔ ان کا بیٹا مالک سردار ابن کوفہ میں سے تھا۔ جن لوگوں کو مختار بن ابی عبید نے حضرت حسین کے خون کے مطالبہ پر قتل کیا تھا ان میں یہ بھی شامل تھے۔

اکثر ان سے حزام بن ربیعہ بن وحید بن کعب بن کلاب کا اشتباہ ہو جاتا ہے جو ام البنین زوجہ علی کے والد ہیں جن سے عباس اور جعفر وغیرہ پیدا ہوئے۔ اس کے والد بھی اسی قسم میں شامل ہیں۔

۱۹۶۹) حذ بن نعمان

بن قیس بن تیم طائی ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے کہ اسلام میں اہل ارتداد سے جنگ میں انہوں نے خوب خوب جوہر دکھائے، یعنی دور صدیقی میں۔

۱۹۷۰) حذب بن جنادب

بقول ابن عساکر: دور نبوی پایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح دمشق میں شریک ہوئے، وہیں ان کی جائیداد ہے۔

۱۹۷۱) خرقوص العنبری

دور نبوت میسر ہے، ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ فتح شتر میں شریک ہوئے یہ خرقوص بن زہیر سعدی کے علاوہ ہیں۔ ابن ابی داؤد نے ان کا قصہ نقل کرنے کے بعد اس پر یقین کیا ہے کہ وہ ذوالثریہ ہے جبکہ ذوالثریہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ذوالخوہرہ اور ذوالخوہرہ کے بارے مشہور ہے کہ وہی خرقوص ہے۔

۱۹۷۲) (ن) خزملہ بن سلمی

ازہنی قرہ، دور نبوت ملا ہے۔ ابو عمر کندی نے کتاب الخندق میں ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ فتح مصر میں شریک تھے۔

۱۹۷۳) حرملہ بن منذر

بن معد یکرب کندی ابو زبید شاعر، کنیت سے ہی شہرت رکھتے ہیں۔ ”آغانی“ میں ان کے طویل سوانح ذکر ہوئے ہیں۔ مجھے اکثر روایات سے ان کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ نصرانی تھے۔ ابو عبید بکری ”شرح الامالی“ میں لکھتے ہیں: طبری کا گمان ہے کہ وہ اسلام لایا تھا، جس کی دلیل یہ پیش کی کہ اس نے حضرت عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے اور ولید بن عقبہ نے وصیت کی تھی کہ اسے اس کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

میں کہتا ہوں: اس میں ایسی کوئی بات نہیں جس سے پتہ چلے کہ وہ اسلام لے آیا تھا۔

۱۹۷۴) حریث بن محفض مازنی

وہی حریث بن سلمہ بن مرارہ ازہنی مازن بن عمرو بن نعیم ہیں۔ مرزبانی لکھتے ہیں: مخضری ہیں۔ جاہلیت کے دور میں ان کے

بہت سے اشعار ہیں اور حجاج کے دور تک زندہ رہے۔ اس کے ساتھ ان کا ایک واقعہ بھی پیش آیا۔ وہ یوں کہ انہوں نے حجاج کو منبر پر یہ اشعار پڑھتے سنا:

”بزرگی کے بیٹوں کو ان کی مائیں لے کر نہیں بیٹھی رہیں بلکہ ان کے آباء واجداد ہی سچے تھے، اس لیے وہ شرافت والے ہو گئے۔“

تو یہ کھڑے ہو کر کہنے لگے: امیر! ان کا قائل کون ہے؟ اس وقت بے حد بوڑھے تھے: حجاج نے کہا: حریش بن مخض مازنی۔ بعد میں جب حجاج منبر سے اتر اتوا ان سے کہنے لگا: کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ آپ نے میاں میرا خطبہ رکوا کر یہ سوال کیا؟ تو یہ کہنے لگے: میں ہی حریش بن مخض ہوں۔ آپ نے میرا شعر پڑھا تو میں سردھننے لگا۔ راوی کا بیان ہے: پھر حجاج انہیں علیحدہ لے گیا۔ یہی اشعار امیر معاویہ نے پڑھے جب آپ نے بنی عبد مناف کے نوجوانوں کو دیکھا تھا۔ یہ اشعار بھی کہے گئے ہیں:

”کیا تو نے میری قوم نہیں دیکھی جب انہیں ان کا بھائی بلاتا ہے تو لبیک کہتے ہیں۔ اور اگر وہ تلوار اٹھائے تو یہ بھی اٹھا لیتے ہیں۔“

لفظ مخض میں نے ایک نسخہ میں تشدید سے لکھا دیکھا ہے۔ جبکہ رضی شاطبی نے حاشیہ میں حاء کے سکون اور فاء کے بعد ضاد سے قلمبند کیا ہے۔

(ن) حریش بن عبد الملک (۱۹۷۵)

اکیدر دومہ کے بھائی۔ بلاذری بطریق کلبی روایت کرتے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی تو اکیدر نے زکوٰۃ نہ دی اور جو عہد و پیمان کیا تھا توڑ ڈالا اور دومۃ الجندل سے نکل کر حمیرہ جا ٹھہرا تھا۔ جبکہ حریش اپنی تمام تر ملکیت سمیت مسلمان ہوئے جو بعد میں ان کے پاس سلامت رہی۔ راوی کا بیان ہے کہ انہی حریش کی بیٹی سے یزید بن معاویہ نے شادی کر لی تھی، حمیرہ میں یونہی لکھا ہے۔

باب حاء کے بعد زاء

(ن) حزن بن نصر عدوی (۱۹۷۶)

عدی تميم۔ ان کا ذکر ان کے بھائی قرط کے حالات میں ہوگا۔

باب حاء کے بعد سین اور شین

(ن) حسان بن فائد عیسیٰ (۱۹۷۷)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث سنی، انہیں دور نبوی حاصل ہوا ہے ان سے روایت کرنے والے راوی مجھے صرف ابواسحاق سنہی ملے ہیں۔ ابوحاتمؒ فرماتے ہیں: بزرگ تھے۔ ابن حبانؒ نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۱۹۷۸ (ن) حسان بن کریب

بن یشرح ابن عبدکلال بن کریب بن شریحیل رضی۔ کنیت ابو کریب تھی۔ دور نبوی نصیب رہا۔ ابوسعید بن یونس لکھتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ہجرت کی اور فتح مصر میں شریک ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ جبکہ ان سے ابوالخیر یزنی و ابوبہ معافری، اور کعب بن علقمہ وغیرہ روایت لیتے ہیں۔ پھر بطریق داہب بن عبد اللہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: کیا تم لوگ اپنے اخراجات کا حساب رکھتے ہو؟ پھر ایک حدیث ذکر کی۔ ابن عساکر ان کے حالات میں عیاش بن عباس کے طریق سے ان کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ہم لوگ امیر معاویہ کے دروازے پر تھے، ہمارے ساتھ صحابی رسول ﷺ ابو مسعود بھی تھے۔ پھر ان کا قصہ نقل کیا۔ انہیں حضرت علی، ابوذر اور معاویہ رضی اللہ عنہم سے روایت حدیث کا شرف بھی حاصل ہے۔

۱۹۷۹ حسین بن خارجہ

عبدان نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ احمد بن یسار فرماتے ہیں: لوگوں نے ان کے صحابی ہونے کا ذکر نہیں کیا اگرچہ وہ بڑی عمر کے تھے۔ ابن خزیمہ اور یعقوب بن شیبہ وغیرہ حضرات بطریق نعیم بن ابی ہند، ابو حازم سے بحوالہ حسین بن خارجہ روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے جو یورش وقتہ برپا ہوا مجھے اس کے متعلق بڑی الجھن ہوئی کہ کیا کیا جائے، میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی: یا اللہ! کوئی ایسی راہ بھاجے اختیار کر سکوں۔ پھر ایک لبا قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے اپنا وہ خواب بیان کیا جو حضرت سعد بن ابی وقاص کو سنایا تھا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں دور نبوت ملا تھا۔ یہ جہاں تک مجھے معلوم ہوتا ہے ان حسیل بن خارجہ کے علاوہ کوئی صاحب ہیں جن کا ذکر قسم اول میں ہوا ہے۔

۱۹۸۰ خشرج بن اشہب

بن ورد بن عمرو بن ربیعہ بن جعدہ الجعدی، دور نبوی حاصل ہوا ہے۔ ان کا بیٹا عبد اللہ جو بڑا بہادر اور قابل تعریف شخص تھا۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے دور گورنری میں فارس پر غالب ہوا۔ اسی کے متعلق ”زیادہ اعجم“ کا یہ شعر ہے: ”بزرگی مردا گئی اور سخاوت اس خیمہ میں ہے جو ابن خشرج پر لگایا ہے۔“ اور ”فزدوق“ اپنے شعر میں انہی کو مراد لیتے ہیں۔ انہوں نے جو امام میں مضر کے سرداروں میں لوٹ مار مچائی، ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا تو ان کے وہ اشعار نقل کیے جو سخاوت پر فخریہ انداز میں انہوں نے کہے ہیں۔ زیادہ بن اشہب میں اس کا تذکرہ ہوگا۔

باب حاء کے بعد صاد

(ز) **حُصَيْن بن وَثِرہ** (۱۹۸۱)

بن عدی بن جابر بن حنی بن عمرو بن سلسلہ بن قسیم طائی۔ دو ربیوت نصیب ہوا، ان کے بیٹے نویرہ کا ذکر نجدہ خردی کے زمانہ میں ملتا ہے جس نے یزید بن معاویہ کی موت کے بعد یمامہ میں خروج کیا تھا۔ ابن کلیبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(ز) **حُصَيْن جَدَامِی** حصین میں تذکرہ ہوا ہے۔ (۱۹۸۲)

(ز) **حُصَيْن بن حَارِث** (۱۹۸۳)

بن مسلم بن قیس بن معاویہ جعفی۔ دور نبوی ملا ہے، ان کا بیٹا جراح، عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیروکاروں میں سے تھا جسے انہوں نے وادی القری کا والی بنادیا تھا۔ یہ ابن کلیبی کا بیان ہے۔ ابن زبیر کے وہاں کثیر تعداد میں کھجوروں کے درخت تھے، جراح نے لوگوں کو لوٹ مار کی کھلی چھوٹ دے دی۔ ابن زبیر کو پتہ چلا تو آپ نے اسے معزول کر دیا۔ جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے کوڑے لگائے اور فرمایا: ”میری کھجوریں ہڑپ کر کے میری نافرمانی پر اتر آئے ہو“ یہ بات ضرب الشل کی صورت اختیار کر گئی۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مخالفین اسے بخیل کہا کرتے تھے، اس واقعہ سے انہیں مزید تقویت مل گئی۔

(ز) **حُصَيْن بن حَسَن** (۱۹۸۴)

بن شریک بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ مرزبانی نے ان کے بیٹے جہمہ کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ مختصری ہیں۔

(ز) **حُصَيْن بن حُدَیْر** (۱۹۸۵)

دور نبوی میسر ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا۔ بصرہ فروکش ہوئے، ان سے حسان بن زاہر روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(ز) **حُصَيْن بن سَبْرہ** (۱۹۸۶)

دوری نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع کیا اور کوفہ فروکش ہوئے۔ ان سے ابراہیم بنی روایت کرتے ہیں ان کا بھی امام بخاری نے ذکر کیا ہے۔ ابن سعد فرماتے ہیں، حصین بن سبرہ نے فرمایا: ”ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز فجر پڑھائی جس میں سورہ یوسف پڑھی تھی۔“

(ز) **حُصَيْن بن مَالِك** (۱۹۸۷)

بن ابی عوف بن عوف بن مالک بن دینار بن ثعلبہ بن عمرو بن یحییٰ بن علی بن مالک بن سعد بن بدر بن قمر بجلي قسری۔

انہیں دور نبوت ملا ہے اور جنگ قادسیہ میں شرکت کی۔ اس دن وہ بچیلہ کے امیر تھے یہ ابن کلبی کا بیان تھا۔ یہ عبد شمس بن ابی عوف کے بھتیجے ہوتے ہیں جن کا نام نبی ﷺ نے عبد اللہ رکھ دیا تھا۔ انہیں قسم اول میں شمار کر لینا چاہیے کیونکہ فتوحات میں صرف صحابہ امیر بنائے جاتے تھے۔

۱۹۸۸ حصین بن ہریم تیممی

وہمہ نے کتاب الرزۃ میں ان کا ذکر کیا ہے کہ زبرقان بن بدر نے انہیں حکم بن طفیل کی جانب اسے ارتداد سے باز رہنے کے لیے بھیجا تھا اور اسے اسلام کی طرف لوٹ آنے کی دعوت دینے کے لیے روانہ کیا تھا۔ اور پھر ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔

۱۹۸۹ (ز) حصین ہمدانی

ان کا بھی وہمہ نے ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ان سے اپنی قوم میں کوئی قتل ہو گیا تھا تو یہ بنی سلیم سے جا ملے جب فناء ان لوگوں کو مرتد ہونے کی دعوت دینے آیا تو حصین نے ان کے ہاں رہنا پسند نہ کیا۔ انہوں نے انہیں نصیحت بھی کی اور مرتد ہونے سے منع بھی کیا لیکن انہوں نے ایک نہ مانی، ان میں سے کسی بد بخت نے ان کے طمانچہ بھی مارا تھا، بہر کیف یہ انہیں چھوڑ کر آگئے۔ وہمہ اس سلسلہ میں ان کے اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔

۱۹۹۰ (ز) حصین جذامی

دور نبوت نصیب ہوا۔ وہمہ کا بیان ہے کہ وہ بنی حنیفہ میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ مرتد ہو گئے تو یہ خفیہ طور پر اپنے رب کی عبادت کرتے تھے۔ بالآخر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان پر دسترس حاصل کر لی۔ آپ نے انہیں قتل کرنا چاہا تو کہنے لگے: اگر آپ اپنے دینی مخالف یا آپ سے مقابلہ کرنے والے کو قتل کرتے ہیں تو میں ان دونوں سے بری ہوں اور اگر آپ مجھے بنی حنیفہ کے کفر کی وجہ سے پکڑیں گے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے سبقت قرار دیا ہے ”کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا“۔ وہمہ فرماتے ہیں: آپ نے انہیں بری قرار دے کر انہیں چھوڑ دیا، پھر وہ مدینہ چلے گئے۔ اسی کے متعلق ان کا بھائی حصن جذامی کہتا ہے: ”میرا، حصین اور ابن ابی بجرہ سفیان کا دین اسلام ہے“۔ سفیان ان کے تیسرے بھائی ہیں۔ وہمہ نے تینوں بھائیوں کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے یہ بتاتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی رہے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اس کے بعد انہوں نے انصار سے معاہدہ کر لیا تو ان میں شمار ہونے لگے۔

باب حاء کے بعد طاء

۱۹۹۱ حطان بن حفس

بن محمد ع بن وائش بن عمیر بن عبد شمس بن سعد سعدی، انہیں دور نبوت حاصل رہا اور وہ ان کی رہائش دیہات میں تھی۔

الکلبی فی تفسیر الصحاح (جلد اول)

ان کا ایک بیٹا ہیردان نامی تھا جو عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں چور ہونے کی مشقت اٹھاتا تھا۔ ان کا سہلب کے ساتھ ایک واقعہ بھی پیش آیا جس کو مرزبانی نے عجم الشعراء میں ذکر کیا ہے۔

۱۹۹۲) حطان بن عوف

دور نبوت میسر ہوا اور جابیہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خطبہ میں شریک ہوئے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا۔ ابن عائد نے مغازی میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یزید بن ابی حبیب انصاری نے ان سے سماع حدیث کیا ہے۔

۱۹۹۳) الحطینہ شاعر

نام جردل بن اوس بن مالک بن حویرہ بن مخزوم بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عسحی ہے۔ مشہور شاعر ہے۔ کنیت ابو ملیک تھی۔ ابو الفرج اصبہانی * لکھتے ہیں: وہ نامور، پیشرو اور فصیح شاعر تھا۔ اور شعر کی تمام اصناف مدح، ہجو، فخر، غزل میں اپنا کلام پیش کرتا۔ اور سب میں عمدہ انداز سے اشعار کہتا۔ بڑا شریر اور بے وقوف ثابت ہوا۔ اس کی عادت تھی جب ایک قبیلہ سے ناراض ہوتا تو دوسرے کی طرف منسوب ہو جاتا۔ ایک بار اسے گمان ہوا کہ اس کا تعلق بنی حارث بن سدوس سے ہے اور وہ عمرو بن علقمہ کا بیٹا ہے اور ایک دفعہ ذیل بن ثعلبہ کی جانب اور دوسری بار بنی عوف بن عمرو کی طرف نسبت کر لی۔ اس کے متعلق اس کی کئی باتیں ہیں جو ہر قبیلہ کے ساتھ پیش آئیں اور جو اشعار اس نے کہے وہ اس کے دیوان میں مذکور ہیں۔

وہ اتنا ہجو گوشتا کہ اس نے اپنے والد، والدہ، بیٹی، بیوی اور اپنی جھونک کی ہے۔ مخضری: جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ عہد نبوی میں ہی اسلام لایا تھا لیکن پھر مرتد ہو گیا۔ جب قید و بند کے مراحل سے گزرا تو دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ ٹھکنے پن کی وجہ سے اس کا لقب ”حطینہ“ تھا۔

اشعار کے راوی حماد کا قول ہے: حطینہ کا لقب اس وجہ سے پڑا کہ ایک دفعہ لوگوں میں بیٹھے اس نے زور سے گوز مارا تو کسی نے کہا: یہ کیا کیا؟ اس نے کہا: بوجھ ہلکا کیا ہے۔ تو بس اس کا لقب حطینہ پڑ گیا۔ امام اصمعی فرماتے ہیں: وہ (سوال پر) بڑا اصرار کرتا اور بے حد بخیل تھا۔ کسی شاعر کے شعر میں تمہیں عیب تو مل جائے گا لیکن حطینہ کے اشعار میں کم ہی تمہیں یہ چیز ملے گی۔ اسی سے ملتے جلتے الفاظ ابو عبیدہ کے ہیں۔ زبیر بن بدر کے ساتھ بغض بن عامر بن شاس کے سوانح میں اس کا قصہ پہلے گزر چکا ہے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ میرے چچا نے فرمایا: حطینہ مدینہ آیا تو قریش نے اسے ہدیے، تحفے پیش کیے تاکہ اس کے شر سے بچا جاسکے۔ تو وہ مسجد میں کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا: مجھے جوتے کون پہنائے گا؟ اسحاق موصلی فرماتے ہیں: میرے خیال میں زبیر کے بعد حطینہ سے بڑھ کر کوئی شاعر نہیں گزرا۔ زبیر کی روایت ہے کہ ایک دیہاتی حضرت حسان کے پاس کھڑے ہو کر کہنے لگا: شعر بنیے۔ حضرت حسان نے اس سے فرمایا: تم کیسے سنتے ہو؟ کہنے لگا: میں سن کر بوجھ محسوس کرتا ہوں۔ حضرت حسان غصہ ہو کر فرمانے لگے: تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا: ابو ملیک۔ فرمایا: میرے نزدیک تجھ سے زیادہ ذلیل و کمزور شخص نہیں آیا۔ کیا تمہیں صرف عورت کی کنیت ملی تھی۔ تیرا نام کیا ہے؟ کہنے لگا: حطینہ۔ حضرت حسان نے سر جھکا لیا۔ پھر فرمانے لگے: بھی اپنا راستہ لو۔

ابو عمر بن علاء فرماتے ہیں: عرب شعراء نے حلیہ کے شعر سے بڑھ کر کوئی سچا شعر نہیں کہا: جو نیکی کرے گا اس کے بدلے سے محروم نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ اور لوگوں کے ہاں نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔ ابن ابی الدنیا نے ”اصطلاح المعروف“ میں بحوالہ ضعیفی روایت کیا ہے کہ حلیہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور یہی شعر پڑھا جس پر کعب احبار کہنے لگے: یہی بات اللہ کی قسم! تو رات میں ہے کہ نیکی اللہ تعالیٰ اور مخلوق میں ضائع نہیں ہوتی۔“ محمد بن سلام ”طبقات الشعراء“ میں لکھتے ہیں: کعب بن زہیر نے اپنی موت کے وقت یہ اشعار پڑھے: اب جب کہ کعب قبر کے دھانے پہنچ چکا اور جروں (حلیہ) نے اپنا معاملہ سوپ دیا، ہمارے بعد اشعار کو اوزان پر کون کہے گا۔ ابو حاتم جستانی بحوالہ اصمعی روایت کرتے ہیں: جب حلیہ نے زبرقان کی بجو کی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے استدعا کی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے حسان بن ثابت کو بلا بھیجا، ان سے پوچھا: کیا یہ جھو ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ اس نے اُس پر حملہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قید میں ڈال دیا۔ قید خانہ میں اس نے یہ اشعار کہے: ”ذی مرغ میں جو چوڑے ہیں ان کے بارے تم کیا کہو گے جن کے پوٹے خالی ہیں نہ ان کے پاس پانی ہے اور نہ کوئی درخت، ان کے لیے دوڑ دھوپ کرنے والے کو تم نے اندھیری کوٹھڑی میں لا ڈالا۔ عمر تم پر اللہ کی رحمت و سلامتی ہو اب اسے معاف کر دے۔“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت عمرو بن العاص نے اس کی سفارش بھی کی۔ چنانچہ آپ نے اسے رہا کر دیا۔ حلیہ امیر معاویہ کی خلافت تک زندہ رہا۔ سعید بن العاص وغیرہ کے ساتھ اس کے کئی واقعات پیش آئے۔ پھر مجھے کوئی ایسی روایت مل گئی جس سے پتہ چلتا ہے اس کی وفات تاخیر سے ہوئی۔ چنانچہ ابو الفرج عبد اللہ بن عیاش متوفی کے طریق سے روایت کرتے ہیں: ایک دفعہ ابن عباس (جب وہ ناپید ہو چکے تھے) تشریف فرما تھے آپ کے آس پاس سردارانِ قریش کا جھوم تھا، اتنے میں ایک دیہاتی نے آ کر سلام کیا۔ پھر ایک لمبا واقعہ ذکر کیا جس میں ہے کہ وہ دیہاتی حلیہ شاعر ہی تھا۔

باب حاء کے بعد کاف اور لام

حکم بن عبد الرحمن ۱۹۹۳

بن ابی العصماء ضعیفی ثم فری۔ تمیم بن ورقاء کے سوانح میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

حکم بن مغفل ۱۹۹۵

بن عوف بن عیسٰ بن کلیب بن ذیل بن سیار بن والہ بن دؤل بن سعد بن مناة بن عامر غامدی۔ دور نبوت حاصل ہے۔ یہ سفیان بن عوف بن مغفل بن عوف (جن کا تذکرہ ہوگا) کے چچا ہیں۔ سفیان امیر معاویہ کے ساتھ جبکہ حکم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ جو خوارج کے ساتھ جنگ میں شہید ہو گئے۔ ابن کلیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔

حکیم ۱۹۹۶

ابن جبلة بن حصن بن اسود بن کعب بن عامر بن حارث عبدی۔ بقول ابو عمرؒ انہوں نے نبی ﷺ کو دیکھا ہے۔ لیکن مجھے نہ

ان کی کوئی روایت معلوم ہے اور نہ کوئی ایسی حدیث جس سے پتہ چلے کہ یہ صحابی ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں سندھ بھیجا تھا۔ پھر یہ بصرہ فروکش ہوئے اور وہیں جنگ جمل میں شہید ہو گئے۔ *

۱۹۹۶ حکیم

بن قیسہ بن ضرار بن عمرو رضی اللہ عنہ بشر کے والد۔ مرزبانی نے اپنی معجم میں ان کا ذکر کیا کہ حضرمی ہیں۔ ابن قیسہ کا کہنا ہے: زیادہ، اصمعی سے وہ بحوالہ حارث بن مصرف روایت کرتے ہیں کہ سہلی اور ساحر کے روز شقیق بن جزء بن رباح ہاملی نے حکیم بن قیسہ بن ضرار رضی اللہ عنہ اپنے ہاں سے نکال دیا۔ پھر ایک واقعہ ذکر کیا۔ فرماتے ہیں: مجھے اپنے ساتھیوں میں سے کئی لوگوں نے بتایا کہ شقیق نے اسلام کا زمانہ پایا تو اسلام لے آیا اور جنگ یرموک میں شہادت پائی۔ فرماتے ہیں کسی اور نے مجھ سے بیان کیا کہ حکیم نے اسلام کا دور پایا تو اسلام لے آئے اور امیر معاویہ کے دور تک زندہ رہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تم کس دن کو سخت ترین سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا: جس دن شقیق نے مجھے نکال دیا تھا۔ پوچھا: اور کون سا پسندیدہ دن تھا؟ فرمایا: جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام کی ہدایت عطا فرمائی۔

۱۹۹۸ خلیس بن زیاد

بن غطفان الطائی۔ عدی بن حاتم کے ماں شریک بھائی۔ ملحان میں ان کا تذکرہ ہوگا۔ اور ہم ابوبکر خراطلی کی "مکارم الاخلاق" میں بیثم بن عدی کے طریق سے بحوالہ ملحان بن عسکس سے وہ اپنے والدہ اپنے دادا خلیس بن زیاد طائی سے روایت کرتے ہیں (زیاد نے حاتم طائی کی بیوی نوار سے شادی کر لی تھی)۔ ملحان کہتے ہیں: میں نے نوار سے کہا (یعنی اس کی والدہ سے کہا): مجھے حاتم طائی کی کوئی عجیب بات سناؤ، وہ کہنے لگیں: ان کے سارے کام عجیب تھے۔ ایک دفعہ قحط سالی تھی، ہمیں مرنے کا یقین ہو چکا تھا۔ پھر حاتم کی قربانی دائیہ کا قصہ ذکر کیا کہ انہوں نے سب کچھ قربان کر دیا حتیٰ کہ اپنا گھوڑا بھی ذبح کر ڈالا اور اپنی ایک پڑوس سے کہا: بچوں کو جگاؤ اور گوشت سنبھالو۔ وہ لوگ دوڑے آئے اور گھوڑے کا گوشت بھون کر کھانے لگے۔ حاتم نے حسرت بھری آہ نکال کر کہا: افسوس! تم لوگ تو کھارہے ہو اور محلہ والے بھوکے ہیں۔ ان کے ہاں گئے، انہیں جگایا، وہ لوگ بھی دھڑا دھڑا آ پہنچے اور حاتم خود ایک چادر اوڑھے کونے میں بیٹھ گئے یہاں تک کہ وہ لوگ خوب سیر ہو گئے۔ حاتم نے ان کے ساتھ ایک کھا بھی نہ چکھا۔

باب حاء کے بعد میم

۱۹۹۹ ختامی

ابن جرد بن واسع بن سلمہ بن حاصر ازدی ابوبکر بن درید بخوی کے دادا۔ ابن درید کہتے ہیں: جو خطیب نے اپنی سند کے ذریعہ ان سے روایت کی ہے: میرے دادا، ہمارے اجداد میں سے پہلے مسلمان ہونے والے شخص ہیں۔ اصل میں یہ ان ستر سواروں میں سے تھے جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ عثمان سے مدینہ کے لیے اس وقت نکلے جب انہیں رسول اللہ ﷺ کی وفات کی

اطلاع ملی۔ بالآخر وہ مدینہ پہنچ گئے۔ اسی کے متعلق ان کا شاعر کہتا ہے:

”ہم عمرو کے ساتھ پہنچ گئے جس پر عمر دایا لگ رہا تھا جیسے تیز روی اور عاجزی نے پھینک دیا ہو۔“

(۲۰۰۰) (ن) حُمَزَان بن أَبَان

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام، اصلاً نمیر بن قاسط سے تعلق رکھتے ہیں: ”عین قر“ سے گرفتار ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مسیب بن نجہ سے خرید کر آزاد کر دیا۔ انہیں حضرت عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ وغیرہ سے سماع حاصل ہے۔ ان سے روایت کرنے والے ابوداؤد وغیرہ ہیں۔ ابن سعدؒ فرماتے ہیں: وہ بصرہ فروکش ہوئے، ان کے بیٹے نے تمر بن قاسط میں (ہونے کا) دعویٰ کیا۔

میں کہتا ہوں: ابو عمر نے ”تمہید“ میں ”ہشام بن عروہ“ کے حالات میں ان کا نسب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں: حمران جلیل القدر، رائے اور شرافت والے عالم تھے۔

قائدہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے۔ آپ کو جب آنکھ ہوتی تو وہی لقمہ دیا کرتے تھے۔ بقول ابن معین: اہل مدینہ کے تابعی اور محدث ہو گزرے ہیں۔ خلیفہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گورنروں میں ان کا شمار کیا ہے، جبکہ ابن حبانؒ نے ثقات الثابین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ۷۰ھ کے بعد بصرہ میں بقول بعض ۷۱ھ، ۷۵ھ یا ۷۶ھ میں فوت ہوئے۔

(۲۰۰۱) حُمَرُہ بن أَيْفَع

بن رسیب بن شراحیل بن ربیعہ بن یزید بن حشم بن حاشد بن حشم بن خیوان بن نوف بن ہمدان ہمدانی۔ ابن کلبی کا بیان ہے کہ انہوں نے دور فاروقی میں شام کی طرف ہجرت کی۔ ان کے ساتھ چار ہزار غلام تھے۔ ان سب کو آزاد کر دیا جنہوں نے ہمدان میں ہی نسبتیں قائم کر لیں۔

(۲۰۰۲) (ز) حُمَرُہ

ابن عبد کلال بن عرب ربیعہ، دور جاہلیت دیکھا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سماع حدیث کیا اور اس وقت ان کے ساتھ تھے جب وہ شام کے لیے پابرکاب ہوئے۔ امام بخاریؒ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابوزرہ نے صحابہ سے قریبی پہلے طبقہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ابن یونس نے ان کا ذکر کیا کہ فتح مصر میں شریک تھے۔

(۲۰۰۳) حَمَلہ بن ابی معاویہ کنانی

ان پانچ افراد میں سے ایک ہیں جنہیں حضرت سعد بن ابی وقاص نے یثرب کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے اپنے لشکر سے روانہ کیا تھا۔ سیف نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۳ حملہ بن عبدالرحمن غنّی

انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ ”تشہد کے بغیر نماز نہیں ہوتی“۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۵ حمل بن معاویہ

بن مرداس بن صباح غنّی۔ اشتر غنّی کے خاندان سے ہیں۔ اس وقت اشتر کے ساتھ تھے جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، فتوحات میں شریک رہے۔ اشتر کا ایک گھوڑا ”حسرتہ“ نامی تھا جس سے آگے کوئی نہیں نکل سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اس کے اور اپنے چچا زاد کے بارے کہتے ہیں: ”حسرتہ“ مجھے لے کر لوگوں کی جس جگہ بھی پہنچا تو حمل اس کے لئے تلواریں ثابت ہوا۔ وہ بنی صباح کا ایسا نوجوان ہے جو سخاوت سے خوش ہوتا ہے، خوبصورت چہرے والا ہے، کمینہ اور عاجز نہیں۔ ”ابن کلبی“ نے اپنی کتاب ”فتوح الشام“ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۶ (ن) حمید بن اعور

بن ابی قرہ عقیلی، از بنی عامر بن عقیل۔ مخضری ہیں: مرزبانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۰۷ حمید بن حوراء زبیدی

حوراء ان کی والدہ ہیں، مخضری ہیں۔ ان کا بھی مرزبانی نے ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہیں:

”معدّ کی عورتوں میں سنت کو قائم رکھیے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کے بعد آپ ہی ان کے والی اور امیر ہیں۔“

باب حاء کے بعد نون

۲۰۰۸ خنّص

ابن الاحوص بن ربیعہ بن سلمان بن کعب بن حارث بن سعد بن عمرو بن ذہل بن مروان بن یحییٰ بن سعد العنبرہ بن یحییٰ۔ ابن کلبی فرماتے ہیں: شہسوار تھے، جاہلیت میں جنگیں لڑیں، اسلام کا دور پایا اور مسلمان ہو کر جنگ قادسیہ میں شرکت کی جس کے متعلق ان کی اہلیہ کہتی ہے: ”کاش! میری ساری قوم انہیں کی طرح ہوتی۔“

۲۰۰۹ حنظل

انہیں حنظلہ بن ضرار بن حصین بھی کہا جاتا ہے۔ ابن مندہ حمید بن عبدالرحمن حمیری کے طریق سے بحوالہ حنظل بن ضرار

روایت کرتے ہیں جو جاہلیت کے دور کے تھے پھر اسلام لے آئے۔ پھر ان کا قصہ ذکر کیا۔ بقول جاحظ: ان کی عمر اتنی ہو گئی تھی کہ انہوں نے جنگ جمل کا زمانہ دیکھا ہے جبکہ دولابی فرماتے ہیں: وہ جنگ جمل کے روز سو (۱۰۰) سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ ایسا ہی عمر بن شہب نے بحوالہ مدائنی نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے: جب تک * حنظلہ کی آواز آتی رہی میرا اونٹ اعتدال سے چلتا رہا۔

۲۰۱۰ (ز) حنظلہ بن اوس

بن ہرجمی، مخضری ہیں۔ مرزبانی نے بحوالہ ابن ابی طاہران کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۱۱ (ز) حنظلہ بن جوئیہ کنانی

حافظ ابن عساکر کا بیان ہے کہ نبی ﷺ کا دور پایا ہے اور جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ جبکہ ابو یوسف اپنے والد سے بحوالہ مکہ بن حنظلہ بن جوئیہ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ میسرہ (فوجی دستے کی بانیں جانب) میں تھے، ہمارے پاس سے عربوں کا ایک لشکر گزرا۔ پھر اپنا وہ قصہ ذکر کیا جس میں انہوں نے ایک عیسائی عربی سے مبارزت کر کے اسے قتل کر دیا تھا۔ اسی روایت کو دوسری سند سے ہانی بن عروہ کنانی کے طریق سے بحوالہ ملیک بن حنظلہ اسی مفہوم کی روایت درج کی ہے۔

۲۰۱۲ (ز) حنظلہ بن ربیعہ

بن عبد قیس بن ربیعہ بن کعب بن عبد اللہ بن ابی بکر بن کلاب کلابی، انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ ان کا بیٹا ”سجاج“ کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے محاصرہ میں شریک تھا۔ پھر جرہان کا والی بن گیا اور مروان الحمار کے زمانہ میں قتل ہو گیا۔ ابن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۱۳ (ز) حنظلہ بن شرقی

ابو یحسان قیس شاعر ”ابو عبیدہ بکری“ نے ”شرح الامالی“ * میں ذکر کیا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں زبیر بن عبد المطلب کے (شراب نوشی میں) ہم مجلس تھے۔ پھر اسلام کا دور پایا۔ مرزبانی نے ان کا ذکر یوں کیا ہے: طویل عمر پانے والوں میں سے ایک ہیں۔ انہی کے یہ اشعار ہیں:

و انی من القوم الذین هم هم اذا مات فہم سید قام صاحبه

”میں اس قوم کا فرد ہوں کہ جس کی اتفاق کی یہ شان ہے کہ جب ان کا کوئی سردار داعی اجل کو لبیک کہتا ہے تو دوسرا اس کی جانشینی کر لیتا ہے۔“

اضاءت لهم احسابہم و وجوہم دجی اللیل حتی نظم الجزع ناقہ

”ان کے حسب اور چہروں نے انہیں اتارا روشن کر دیا کہ رات کی تاریکی میں اگر کوئی مہروں میں سوراخ کرنا

چاہے تو آسانی سے کر لے۔“

بقول بعض: دور جاہلیت کی مدح سرائی میں یہ سب سے عمدہ نظم ہے۔ ”جمہرہ“ میں ابو عبیدہ قاسم بن سلام لکھتے ہیں: جاہلی شاعر ہیں۔ ابو محمد بن قتیبہ اپنی کتاب ”کتاب الشعراء“ میں لکھتے ہیں: وہ زبیر بن عبد المطلب کے ہاں قیام کرتے، پھر ان کے وہ اشعار نقل کرتے ہیں جن میں گناہوں مثلاً زنا، شراب خوری، خنزیر کا گوشت کھانے اور چوری چکاری سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔ ابن حمدون کی کتاب ”تذکرہ“ میں لکھا ہے کہ وہ دو سو (۲۰۰) سال تک زندہ رہے۔ یہی بات میں نے ابو مخنف کی کتاب ”المعمرین“ میں دیکھی ہے اور ان کے یہ اشعار نقل کیے ہیں:

حتنی حادثات الدهر حتی کاننی خاتل یدنو نصید

”مجھے حوادث زمانہ نے ایسا توڑ مروڑ دیا، لگتا ہے میں کوئی تاک والا شکاری ہوں جو شکار کے قریب ہو رہا ہوں۔“

قریب الخطو بحسب من رانی ولست مقیدا الی بقید

”جب میں چلتا ہوں تو قریب قریب قدم رکھنے کی وجہ سے دیکھنے والا مجھے پیڑی لگا سمجھتا ہے حالانکہ میں قید نہیں ہوں۔“

۲۰۱۲ (ز) حنظلہ بن طفیل

بن مالک بن جعفر بن کلاب انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کی اہلیہ ام البنین بنت ولید کی والدہ لیلیٰ بنت سہیل بن طفیل کے دادا ہوتے ہیں یہ زبیر بن بکاء کا بیان ہے۔

۲۰۱۵ (ز) حنظلہ بن فاتک اسدی

خریم کے بھائی۔ مرزبان بن نعم اشعراء میں ان کا ذکر کیا ہے کہ مخضری ہیں۔ ان کے گھوڑے کے متعلق ان کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

۲۰۱۶ (ز) حنظلہ بن نعیم غنوی

دور نبوت ملا ہے۔ کئی میں دولابی لکھتے ہیں: ابو موسیٰ غنوی، محمد بن حسن غنوی، ابو عامر وہ اپنے چچا غضبان بن حنظلہ بن نعیم سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں ان لوگوں میں تھا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہ ہم میں سے ہر ایک ایک سے حال دریافت کرنے لگے۔ فرماتے ہیں: پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اسی میں وہ حدیث ہے کہ یہاں ایک قبیلہ ہے یعنی غنہ رہتا ہے جن کے خلاف بغاوت کی جائے گی مگر ان کی جائے گی۔

۲۰۱۷ (ز) حنظلہ

علی کے والد۔ انہیں دور نبوت نصیب ہوا۔ عبد الواحد بن زیاد، شیبانی سے وہ جبلیہ بن سحیحہ سے وہ علی بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں ہم مدینہ میں تھے، ہم نے سمجھا شاید سورج غروب ہو چکا ہے جس کی بنا پر کچھ

لوگوں نے روزہ افطار کر لیا۔ تھوڑی دیر بعد پتہ چلا کہ سورج ابھی غروب نہیں ہوا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے روزہ افطار کیا ہے وہ اس کی جگہ ایک روزہ رکھے۔

(۲۰۱۸) حَنِيفُ بْنُ عُمَيْرٍ يَشْكُرِي

مرزبان نے ان کا ذکر کیا ہے کہ حضری ہیں۔ عمر بن شہب نے ایک روایت کی ہے کہ جنگ یمامہ میں جب محکم بن طفیل قتل ہوئے تو انہوں نے یہ اشعار کہے:

”اے بنت اہل اہل کے نکلتے! میری ران نے مردوں کے قتلہ کو بڑھا دیا۔ اے سعاد! زمانے کی گردش تمہارے لئے دجال کے قتلہ جیسی ہے۔ یہ تم سے کس نے کہہ دیا۔ میرا دین، دین رسول ﷺ ہی ہے اور قوم میں مجھ جیسے لوگ ہدایت پر قائم ہیں۔ قوم نے محکم بن طفیل کو ہلاک کر دیا اور ان لوگوں نے جو ہمارے شمار میں مرد نہیں ہیں، کئی دفعہ ایسے ہوا کہ دل کی بات سے ڈرتا رہا کہ کیا ہوگا لیکن اس کا حل یوں ہو جاتا ہے جیسے گرہ کا کھلنا۔“

(۲۰۱۹) حَنِيفُ بْنُ يَزِيدَ

بن جعوفہ غمری۔ دو نبوت نصیب ہوا۔ جاہل نے ذکر کیا ہے کہ وہ واصل نسابہ کے ہم عمر تھے۔ دونوں عبداللہ بن عامر کے پاس اکٹھے بیٹھے تھے۔ واصل نے ان سے کہا: حنیف تم کیسے سچا کے دام میں پھنس گئے؟ (یعنی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں دعویٰ نبوت کیا تھا، حنیف بھی اس کے قبحین میں شامل ہوئے تھے)۔ کہنے لگے: مجھے اس کا علم نہیں۔ پھر قصہ ذکر کیا۔

باب حاء کے بعد واؤ

(۲۰۲۰) (ز) حَوْشَبُ ذُو ظَلِيمٍ

ابن طُغْيَةَ، بقول بعض: ابن طُغْمَةَ۔ ابن الساعی بن عتبان بن ظلم بن ذی استار وغیرہ بھی ان کے نسب کے متعلق کہا جاتا ہے۔ سیف نے فتوح میں روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جریر بن عبداللہ کو ذی الکلاع اور ذو ظلم کی طرف بھیجا تھا۔ حوشب نے نبی ﷺ کے بعد ہجرت کی اور جنگ یرموک میں شرکت کی۔

ابن السکن، محمد بن عثمان بن حوشب سے وہ اپنے والد سے بحوالہ اپنے دادا روایت کرتے ہیں، فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو رسول بنا کر ظاہر کیا تو میں نے آپ کی طرف عبد شمر کے ساتھ چالیس گھڑ سوار کو بھیجا، یہ لوگ میرا خط لے کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: تمہارا نام؟ وہ کہنے لگے: عبد شمر آپ نے فرمایا: ”نہیں تم عبد خیر ہو“۔ پھر ان سے اسلام کی بیعت لی۔ اور انہیں جواب لکھ کر دیا جو حوشب ذو ظلم کے * پاس پہنچا، حوشب اسلام لے آئے۔

ابو عمر * فرماتے ہیں: اہل سیر کا اس پر اتفاق ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی طرف جریر بن عبداللہ کو بھیجا تھا کہ وہ ذوالکلاع اور

* اسد الغابۃ (۱۲۹۸) استیعاب (۵۹۹) تجرید (۱۴۴/۱) * الجامع الكبير (۳۸۷/۲)

* استیعاب (۴۵۷/۱)

الْاَصْنَافُ فِي تَرْغِيبِ الصَّالِحِينَ وَتَنْهٰئِ الْمُنٰفِقِيْنَ (جلد ۱) ۶۹۲

فیروز اسود کذاب کے مقابلہ میں باہمی مدد کریں۔ حوشب شام فردکش ہو گئے تھے اور جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیا۔ یعقوب بن شیبہ اور خلیفہ نے اس بارے میں ان کے کئی واقعات نقل کیے ہیں۔ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ صفین میں شہید ہوئے۔ چنانچہ یعقوب بن سفیان اور ابراہیم بن یزید نے کتاب صفین میں اور بیہقی وغیرہ نے دلائل میں صحیح سند سے بحوالہ ابوداؤد کی روایت کی ہے کہ عمرو بن شرحبیل نے خواب میں دیکھا کہ وہ جنت میں داخل ہوئے وہاں کچھ قبے بنے دیکھے، کہتے ہیں: میں نے پوچھا: یہ کس کے ہیں۔ بتانے والوں نے کہا: ذوالکلاع اور حوشب کے۔ میں نے کہا: عمار کہاں ہیں؟ وہ کہنے لگے: تمہارے سامنے۔ میں نے کہا: کیسے؟ جبکہ ان لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلہ میں جنگ کی ہے؟ کہنے لگے: جب ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کو وسیع مغفرت والا پایا۔

(۲۰۲۱) حوط بن رثاب اسدی (شاعر)

ابو عبید بکری نے ”شرح الامالی“ میں لکھا ہے کہ حضری ہیں جو ان اشعار کے قائل ہیں:

دببت للمجد والساعون قد بلغوا جَهَنَّمَ النفوس والقوا دونه الا زرا
”مرتبہ حاصل کرنے کے لیے تو ریختی چال چلا جبکہ پوری قوت سے دوڑنے والے پہنچ چکے اور اتنی تیزی سے دوڑے کہ اس سے پہلے ہی اپنے ازار پھینک آئے۔“

مرزبانی نے ان کا یہ شعر نقل کیا ہے:

يعيش الفتى بالفقر يوما وبلاغنى وكلّ كان لم يلق حنين يزامله
”نو جوان کبھی فقر و فاقہ سے تو کبھی مالدار سے جیتا ہے لیکن جب ان سے جدائی ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے اسے کچھ پہنچا ہی نہیں۔“

(۲۰۲۲) حویرث بن رثاب

انہیں دور نبوی حاصل ہوا۔ ان کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا جس کا تقاضا ہے کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قابل اعتماد آدمی تھے۔ ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب ”مرنے کے بعد جو زندہ رہے“ میں لکھا ہے کہ ابوبکر مدائنی، احمد بن منصور، ابن عفر، یحییٰ بن ایوب، ابن البہادی، محمد بن ابراہیم ان کے سلسلہ سند میں حویرث بن رثاب سے مروی ہے، فرمایا: ایک دفعہ میں تھنی جھاڑیوں میں تھا کہ چانک قبر میں سے ایک انسان ہمارے پاس آ گیا جس کے چہرے پر آگ لگی تھی اور اس کا سر لوہے کی زنجیر سے بندھا ہوا تھا۔ آتے ہی وہ کہنے لگا: چھاگل سے مجھے پانی دینا! پانی دینا! اسی کے پیچھے ایک اور آدمی نکلا، وہ فوراً بولا: کافر کو پانی نہ پلانا! کافر کو پانی نہ پلانا! اور آ کر اسے زنجیر سے پکڑا، اپنی طرف کھینچا اور بیڑی ڈال کر گھسیٹا، بالآخر دونوں اس قبر میں داخل ہو گئے۔

حویرث فرماتے ہیں: میں سواری سے اترا، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور سواری کا رخ مدینہ کی طرف کر دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صبح ملاقات ہوئی، ان سے سارا قصہ بیان کیا، فرمانے لگے: مجھے تمہارے متعلق اطمینان ہے لیکن جو بات تم نے بتائی ہے انتہائی

مخت ہے۔ پھر آپ نے اہل صفراء کے ان بوڑھوں کی طرف پیام بھیجا جنہوں نے جاہلیت کا دور دیکھا ہوا تھا، کہ اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا ہے مجھے اس پر کوئی شک نہیں۔ حوریت! جو کچھ تم نے مجھے بتایا ہے، انہیں بھی بتانا۔ میں نے ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! ہم اسے (مرنے والے کو) جانتے ہیں۔ یہ بنی غفار کا ایک شخص تھا جو جاہلیت میں مرا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جب انہوں نے یہ کہا کہ جاہلیت میں مرا ہے، جس سے آپ کو خوشی ہوئی۔ پھر ان سے اس کے متعلق پوچھا، وہ کہنے لگے: وہ جاہلیت کے اچھے لوگوں میں سے تھا، البتہ مہمان کی کما حقہ مہمان نوازی نہیں کرتا تھا۔

باب حاء کے بعد یاء

www.KitaboSunnat.com

۲۰۲۳ حیاض بن قیس

بن اعرور بن قشیر بن کعب قشیری۔ ہشام بن کلثی کا قول ہے: جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ ان کے ہاتھوں کافروں کی خوب درگت بنی۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ انہوں نے ہزار کافر تہ تیغ کیے اور ایسے انہماک سے لڑ رہے تھے کہ خود ان کا پاؤں کٹ گیا، لیکن انہیں خبر تک نہ ہوئی۔ (جب ناگک نیچے نہ لگی) تو اسے تلاش کرنے لگے کہ کہاں گرا ہے۔ جس کے متعلق سوار بن ابی اوفی کہتے ہیں:

”ہمیں سے ابن عقیاب اور اپنے پاؤں کو تلاش کرنے والا ہے اور ہمیں سے وہ شخص ہے جس نے قبیلہ کو حجاب دیا۔“

مرزبانی نے ان کے وہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں اپنا پاؤں کٹ جانے کے بعد اپنے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

”ہذا ما! آگے بڑھ وہ تو عجم ہیں۔ نہ ملنے والے پاؤں سے دھو کا نہ کھانا۔ میں قشیری مہاجرین کا بھائی ہوں جو

تکوار سے کافروں کی گردن قلم کرتا ہے۔“

میں کہتا ہوں: اسی جیسے اشعار حارث بن کعبی ہمدانی کے حالات میں گزر چکے ہیں۔

۲۰۲۴ (ز) حیان بن ویرہ

ابو عثمان مزی۔ انہیں دور نبوی ملا ہے۔ ابوالحسن بن سبیح فرماتے ہیں: انہیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی معیت حاصل ہے، لیکن ان سے کوئی روایت منقول نہیں۔ ابو زرہ دمشقی اپنی تاریخ میں عمرو بن شراحیل عیسیٰ کے طریق سے روایت کرتے ہیں: میں اور عمرو بن شراحیل عیسیٰ بیروت آئے۔ جس کے پراگندہ کپڑے ہیں وہ کیا تھے کھر درے کپڑے کی قمیص جو ان کی آدی پنڈلی تک لمبی تھی۔ انہیں حیان بن ویرہ کہا جاتا تھا۔ میں نے عمیر سے پوچھا: کیا یہ صحابی رسول ﷺ ہیں؟ وہ کہنے لگے: نہیں۔ البتہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ساتھ نصیب ہوا ہے۔ ابن البرقی نے اسی روایت کو اپنی تاریخ میں اسی سند سے نقل کیا ہے، جس پر ان الفاظ کا اضافہ ہے: عمرو فرماتے ہیں: میں نے سنا کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث کرتا ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ضرور سنا ہوگا۔ (عاصم بن قیس)

جبکہ دولابی نے یہ روایت اسی سند سے کئی میں معنی نقل کی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ حسان نامی حضرات میں کیا ہے۔ حافظ ابن عساکر نے ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھا ہے: وہ حیان ہی ہیں، فرماتے ہیں: امام مسلم نے اس سلسلہ میں امام

الاصحاب في تبيين الصحاح (جلد ۱) ۲۹۲

بخاری رحمہ اللہ کا اتباع کر کے غلطی کی ہے۔ انہیں اہل شام دوسروں کی ہنسبت اچھی طرح جانتے ہیں۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ اپنے والد روایت کرتے ہیں: عبداللہ بن سنان، حیان بن ویرہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی نبی ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کرنے لگا: مجھے کوئی دعا سکھائیں۔ (حدیث) ابوحاتم فرماتے ہیں: یہ مرسل روایت ہے۔

۲۰۲۵ حیویل بن ناسرہ

بن عبد عامر بن ایم بن حارث کنعی، ابوناشرہ، انہیں دور نبوی نصیب ہوا، وہ قرہ بن عبدالرحمن بن حیویل کے دادا ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ کا زمانہ باسعادت تو دیکھا ہے لیکن آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف نہیں ہو سکے۔ فتح مصر میں شریک ہوئے اور جنگ صفین میں امیر معاویہ کا ساتھ دیا۔ انہیں عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔ یک چشم گل تھے۔ ابن ابی سرح کے ساتھ ۳۱ھ میں دقلہ کے روزان کی آنکھ شہید ہو گئی۔

۲۰۲۶ حیوہ بن جروہ

یا جندل بن احنف بن بسط بن امرئ القیس بن عمرو بن معاویہ بن حارث اکبر کنزی، رجاہ بن حیوہ کے والد، دور نبوی نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن عساکر رجاہ بن حیوہ کے طریق سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے بیٹے سمیت آئے اور ان سے عرض کی: اس بچہ کو قرآن سکھائیے۔ حضرت ابوذر داء رضی اللہ عنہ سے رجاہ رضی اللہ عنہ کا سماع صحیح ہے۔ امرئ القیس بن عابس کے سوانح میں ان کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۰۲۷ (ز) حیوہ بن مرثد تجیبی

ثم الاندائی از اولاد اندی بن عدی بن تجیب۔ انہیں دور نبوی نصیب ہوا۔ ابن یونس لکھتے ہیں: فتح مصر میں شریک تھے لیکن مجھے ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہے۔

قسم رابع از حرف حاء

ان لوگوں کا ذکر جنہیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں ذکر کیا گیا حالانکہ وہ صحابی نہیں اور نہ انہیں دور نبوی نصیب ہوا اور اس ضمن میں غلطی کرنے والوں کی غلطی کا بیان باب الحاء جس کے بعد الف ہے

۲۰۲۸ حاتم * (بے نسبت)

کسی جموٹے نے ان کا نام بنالیا ہے۔ ابواسحاق مستطی اور ابو موسیٰ اپنے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نصر بن

سفیان بن احمد بن نصر سے سنا، میں نے حاتم کو فرماتے سنا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ (۱۸) دینار میں خرید کر آزاد کر دیا پھر چالیس سال تک میں آپ کے ساتھ رہا۔ مستحلیٰ فرماتے ہیں: نصر فرماتے تھے کہ ان کی عمر ایک سو پینسٹھ (۱۶۵) سال* ہے۔

میں کہتا ہوں: ان کے گمان کے مطابق حاتم مذکور دو سو (۲۰۰) سال کے آغاز تک زندہ رہے ہوں گے جو بذات خود محال ہے۔

۲۰۲۹) حاتم بن عدی*

یا عدی بن حاتم حمصی۔ تابعی ہیں جو مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور سالم بن غیلان کے طریق سے بحوالہ سالم بن ابی عثمان، حاتم بن عدی یا عدی بن حاتم سے روایت کرتے ہیں فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میری امت جلد افطاری اور تاخیر سے صبحی کھائے گی اس وقت تک بھلائی میں رہے گی“۔ یہ روایت انہوں نے ایسے ہی نقل کی ہے جس سے صحابی کا نام رہ گیا ہے۔ مسند احمد* میں یہ حدیث اسی سند سے منقول ہے جو حاتم بن عدی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ ابن ابی حاتم* نے اسی حدیث سے بحوالہ اپنے والد ان کا عنوان قائم کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان سے سلیمان بن ابی عثمان روایت کرتے ہیں۔

۲۰۳۰) حارث بن اوس*

بن نعمان انصاری۔ ابن مندہ نے ان میں اور حارث بن اوس بن معاذ بن نعمان میں جو حضرت سعد بن معاذ کے بھتیجے ہوتے ہیں فرق کیا ہے، حالانکہ وہ وہی ہیں، ان کے نسب سے ”معاذ“ رہ گیا ہے۔

۲۰۳۱) حارث بن بَدَل*

انہیں حارث بن سلیم بن بدل اور عبد اللہ بن حارث بن بدل بھی کہا جاتا ہے۔ تابعی ہیں، صحابی نہیں۔ ان سے ایک روایت مروی ہے جو وہم پر مبنی ہے۔ ایک جماعت جیسے بغوی، مطہین، باوردی اور ابن شاپین نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ یہ سب حضرات بطریق معاذ، محمد بن عبد اللہ شعیبی سے بحوالہ حارث بن بدل روایت کرتے ہیں۔ فرمایا: میں حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، آپ ﷺ کے ساتھیوں کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ (حدیث*)

اسی روایت کو بکر بن یحکار نے محمد بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے لیکن انہوں نے کہا: حارث بن سلیم بن بدل اور ایک بار یوں کہا: عبد اللہ بن حارث بن بدل۔ ولید بن مسلم بحوالہ شعیبی، حارث بن بدل سے وہ اپنی قوم کے کسی شخص سے روایت کرتے ہیں۔ صدقہ بن خالد نے ان کی متابعت کی ہے۔ قاسم بن یزید جو صحیح بحوالہ شعیبی، حارث بن بدل سے وہ سہیل ثقفی سے بحوالہ نبی ﷺ علاء ابن عبد البر* فرماتے ہیں: شعیبی کے زیادہ اضطراب کی وجہ سے یہ حدیث سنداً صحیح نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ* اور

* اسد الغابۃ (۳۵۹) جامع المسانید (۱۷۸/۳) * اسد الغابۃ (۸۳۸) تجرید (۹۵/۱) * مسند احمد (۱۷۴/۵)

* الجرح والتعديل (۲۵۸/۳) * اسد الغابۃ (۸۵۰) تجرید (۹۵/۱) * اسد الغابۃ (۸۵۵)

* المعجم الكبير (۳۳۶۸/۳) الاحاد والمثنائ (۱۶۱/۵) مجمع الزوائد (۱۸۱/۶) مختصر تاریخ دمشق (۱۴۷/۶)

جامع المسانید (۱۹۵/۳) التاريخ الكبير (۲۶۵/۱) الاستيعاب (۲۸۳/۱) * أيضًا

ابن ابی حاتم نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: حارث مجہول ہیں۔ امام ضعی کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ ابن ابی حاتمؒ فرماتے ہیں: اس میں بکر بن بکّار نے غلط ملط کر دیا ہے۔ ابن کثیر اور ابوزرعدہ دمشقی نے اہل شام کے تابعین کے تیسرے طبقہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

۲۰۳۲) حارث بن بلال مرقیؒ

ایک تبدیل شدہ سند میں ان کا نام آتا ہے۔ درست بلال بن حارث ہے۔ بغوی، نعیم بن حماد کے طریق سے بحوالہ دراوردی، ربیعہ سے وہ بلال بن حارث بن بلال سے وہ اپنے والد سے حج کی عمرہ میں مسخ کی وجہ سے تبدیلی کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں: اس میں نعیم کو وہم ہوا ہے جبکہ روایت دراوردی سے بحوالہ ربیعہ، حارث بن بلال سے، ان کے والد بلال بن حارث سے مروی ہے۔ اسی طرح ایک جماعت نے ان سے نقل کیا ہے، یہی درست ہے۔

میں کہتا ہوں: اس روایت کو دراوردی نے اپنی سند میں نعیم سے درست نقل کیا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے دو مرتبہ اسے بیان کیا ہو یا بغوی کے شیخ کو وہم ہوا ہو۔ سنن اربعہ میں حدیث دراوردی سے درست منقول ہے۔ اور ابو نعیم یعقوب بن محمد زہری، دراوردی سے، اسی سند کے ذریعہ ایک دوسری حدیث روایت کرتے ہیں۔ وہ بھی تبدیل شدہ ہے جسے طبرانی نے دوسری سند کے ذریعہ درست روایت کیا ہے۔

۲۰۳۳) (ن) حارث بن ثولاء

علامہ ابن عبد البر نے، ابن السکن کی کتاب کے حاشیہ میں اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو وہم پر مبنی ہے جسے عبید اللہ بن معاذ کے طریق سے روایت کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے میرے والد نے بحوالہ محمد بن عبید اللہ بن مہاجر، حارث بن ثولاء سے روایت نقل کی ہے۔ فرمایا: میں حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا۔ (حدیث)

میں کہتا ہوں: درست حارث بن بدل ہے۔ ان کے حالات کی تفصیل اس قسم کی ابتداء میں گزر چکی ہے۔ لگتا ہے ابن عبد البر اسے بھانپ گئے، اسی بنا پر انہوں نے استیعاب میں ان کا ذکر نہیں کیا۔

۲۰۳۴) (ن) حارث بن حارث شامی

مرسل حدیث روایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے بعض حضرات نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ وہ حدیث بروایت شریح بن عبید ان سے قریش میں سے امراء کے متعلق مروی ہے۔ جیسا کہ قسم اول میں گزر چکا ہے انہیں غامدی بھی کہا جاتا ہے۔

۲۰۳۵) حارث بن حکم سلمیؒ

ان کے نام میں تبدیلی بعض راویوں کی کارستانی ہے۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے کہ درست حکم بن حارث ہے۔ میں کہتا ہوں: درست نام پہلے گزر چکا ہے۔

۲۰۳۶) حارث بن حکیم ضبی

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کے طریق سے اور اپنی سند کے ذریعہ بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ ان کا نام عبدالحارث تھا، نبی ﷺ نے ان کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ ابن الاثیر فرماتے ہیں: حارث میں انہیں ذکر کرنے کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ میں کہتا ہوں: ان کے کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ان کا تذکرہ ”عبد اللہ“ میں کرنا چاہیے اور وہیں عبدالحارث کے بارے میں متنبہ کرنا چاہیے۔

۲۰۳۷) حارث بن رافع

ابن مکئیث جہنی ان کی ایک مرسل حدیث ہے جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ ابو موسیٰ ذیل میں بقیہ کے طریق سے بحوالہ عثمان بن زفر، محمد بن خالد بن رافع بن مکئیث وہ اپنے چچا حارث بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”خوش اخلاقی اور بدخلقی بے برکتی کا ذریعہ ہے“۔ اس حدیث کو ابوداؤد * نے حدیث بقیہ سے نقل کیا ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ یہ حارث بن رافع، بحوالہ رافع کی روایت ہے۔ جبکہ حدیث رافع بن مکئیث کے نام سے مشہور ہے جسے عمر نے عثمان بن زفر سے بحوالہ نبی رافع بن مکئیث کے کسی فرد، رافع بن مکئیث سے نقل کیا ہے۔ وہ حدیث میں شریک ہوئے تھے۔ ابن حبان * نے ثقات التابعین میں ان کا ذکر کیا ہے کہ انہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت حاصل ہے۔

۲۰۳۸) حارث بن زیاد شامی

بنغوی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور حسن بن عرفہ نے قتیبہ سے بحوالہ لیث معاویہ بن صالح، یونس بن سیف بحوالہ حارث بن زیاد صحابی رسول ﷺ روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ دعا دی:

اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَبِقِهِ الْعَذَابَ.

”اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن مجید) اور حساب سکھا اور اسے عذاب سے بچا۔“ *

یہ روایت ابن شاہین نے بنغوی سے اسی طرح نقل کی ہے اور ہم نے بھی حسن بن عرفہ کے جزء میں جالی سند سے سنی ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ قتیبہ یا حسن بن عرفہ سے واہم ہوا ہے، پھر اس روایت کو موسیٰ بن ہارون، بحوالہ قتیبہ بیان کیا لیکن اس میں ”صحابی رسول“ نہیں کہا۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح اس روایت کو حسن بن سفیان نے قتیبہ سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسے آدم اور ابوصالح وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ جولیف سے، معاویہ، یونس، بحوالہ حارث، ابورہم، حرباض بن ساریہ سے مروی ہے۔ ایسے ہی یہ روایت عبدالرحمن بن مہدی نے ابن وہب، زید بن حباب اور معن بن عیسیٰ وغیرہ نے معاویہ سے نقل کی ہے۔

* اسد الغابۃ (۸۷/۱) تجرید (۹۸/۱) * اسد الغابۃ (۳۷/۱) * اسد الغابۃ (۸۷۷) تجرید (۹۹/۱)

* ابوداؤد کتاب الادب باب فی حق المملوک (۵۱۶۲) (۵۱۶۳) * الثقات (۱۳۰/۴)

* اسد الغابۃ (۸۸۴) تجرید (۹۹/۱) * المعجم الكبير (۶۲۸/۱۸) الصحيح لابن حبان مناقب الصحابة (۷۲۱۰)

میں کہتا ہوں: ابن مہدی کی حدیث جو صحیح ابن حبان میں ہے وہی درست ہے۔ نیز ابن حبان * نے حارث بن زیاد کو ثقاہ الثابین میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۳۹) حارث بن سعد *

بغوی اور ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے بطریق عثمان بن عمر بحوالہ زہری، ابو خزاعہ سے انہوں نے حارث بن سعد سے روایت کی ہے کہ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! جس دوا سے ہم لوگ علاج معالجہ کرتے ہیں اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟... (حدیث) ابن معین فرماتے ہیں: اس میں عثمان بن عمر سے غلطی ہوئی ہے۔ یہ روایت زہری سے بحوالہ ابو خزاعہ جو بنی حارث بن سعد کے ایک فرد ہیں وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہی درست ہے۔ ابو خزاعہ کے والد کا نام یحییٰ ہے جیسا کہ یاء میں آئے گا۔ اس میں ابن شاہین سے ایک اور وہم ہوا ہے جسے میں نے سعد نامی حضرات کے سوانح میں حرف سین کے تحت ذکر کیا ہے۔

۲۰۴۰) حارث بن سوید تیمی *

ابو عاتشہ کو فی ابن مندہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور حمید اعرج کے طریق سے بحوالہ مجاہد حارث بن سوید کی ایک روایت نقل کی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے پھر اپنی قوم کے ساتھ مرتد ہو کر جا ملے لیکن پھر مسلمان ہو گئے۔ یہ حدیث حارث بن سوید انصاری کی ہے جیسا کہ درست گزر چکی ہے۔

۲۰۴۱) (ن) حارث بن سرار خزاعی

طبرانی کے ہاں یونہی لکھا ہے۔ درست ابن ابی ضرار ہے۔

۲۰۴۲) حارث بن ضرار *

ابن ابی ضرار خزاعی بھی کہا جاتا ہے۔ ابن عبد البر * نے ان میں اور جویریہ کے والد میں فرق کیا ہے جبکہ ابن فحون وغیرہ کا اعتماد اس پر ہے کہ جویریہ کے والد صاحب واقعہ کے علاوہ ہیں۔ سب نے کوئی تحقیقی کام نہیں کیا۔ درست یہ ہے کہ وہ ایک شخص ہی ہیں۔

۲۰۴۳) حارث بن عاصم

نوی نے "اذکار" میں حدیث ابوما لک اشعری "طہارت ایمان کا حصہ ہے" کے دوران ذکر کیا ہے کہ ان کا نام حارث بن عاصم ہے، جو وہم پر مبنی ہے حالانکہ وہ تو کعب بن عاصم یا حارث بن حارث ہیں۔

۲۰۴۴) حارث بن عبد اللہ بجلی *

ابو موسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور عبدان کے طریق سے ان کی سند کے ذریعہ معبد بن خالد جہنی سے روایت کی

* الثقات (۱۳۳/۴) * اسد الغابۃ (۹۹۱) * اسد الغابۃ (۸۹۸) * اسد الغابۃ (۹۰۵)۔ استیعاب (۴۲۴)

* استیعاب (۴۲۴) * اسد الغابۃ (۹۹۱)

ہے۔ فرماتے ہیں: مجھے ضحاک بن قیس نے حارث بن عبداللہ کی طرف بھیجا پھر ان کا وہ قصہ ذکر کیا جس میں یمن جانے کا ذکر ہے۔ وہ قصہ حارث بن عبداللہ کے سوانح میں گزر چکا ہے۔ پھر جہنی کا قصہ ذکر کیا۔ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ درست نقل کیا ہے لہذا ان کے بارے میں استدراک کی کوئی وجہ نہیں۔

۲۰۳۵) حارث بن عبداللہ

ابن ابی ربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، مخزومی۔ ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ بغوی نے ان کا ذکر کیا ہے اور عبدالکریم نے ابوامیہ کے طریق سے بحوالہ ان کے روایت کی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک چور لایا گیا۔ کسی نے کہا: یا رسول اللہ! یہ انصار کے کسی گھرانے کا نوکر ہے، ان کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی خادم نہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔ (حدیث) بغوی فرماتے ہیں کہ ہارون تھمال نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ مجھے ان کے صحابی ہونے کا علم نہیں۔

میں کہتا ہوں: انہیں دیدار بھی نصیب نہیں ہوا اس واسطے کہ ان کے والد حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ابن ابی حاتم فرماتے ہیں: ان کی روایت کردہ حدیث مرسل ہے۔ قباغ سے مشہور تھے۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے انہیں بصرہ کا گورنر بنایا تھا۔ مسلم نے بطریق ابن جریج، عبداللہ بن عبید بن عمیر ان سے بحوالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک حدیث کعبہ کی تغیر کے متعلق نقل کی ہے۔ امام بخاری، ابن سعد اور ابن حبان نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حاکم مستدرک کے حصہ کتاب الجہاد میں ابواسحاق فزاری کے طریق، ابن جریج سے بحوالہ عبداللہ بن ابی امیہ ان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی غزوے میں مزینہ کے کچھ لوگوں کے ہاں سے گزرے تو وہاں کی کسی خاتون کے غلام نے آپ کے ساتھ چلنا شروع کر دیا۔ (حدیث) جس میں آپ نے غلام کو اپنی مالکین سے اجازت مانگ کر آنے کا حکم دیا تھا۔ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔ ان سے یہ بات مخفی رہی کہ حارث صحابی نہیں ہیں۔ اسے بیہقی نے بحوالہ حاکم نقل کیا لیکن اس کے مرسل ہونے پر متنبہ نہیں کیا۔

۲۰۳۶) (ن) حارث بن عبدالمطلب

ابن ابی حاتم نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جن کے والد کا نام عین سے شروع ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں: کہ صحبت نبوی سے مشرف ہوئے آپ ﷺ نے انہیں مکہ کے کسی کام کی ذمہ داری بھی سونپی تھی۔ حضرت ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم نے انہیں مکہ کا والی بنایا تھا۔ پھر وہ بصرہ منتقل ہو گئے۔

میں کہتا ہوں: انہیں اس میں بہت سخت وہم ہوا ہے۔ اس واسطے کہ یہ عنوان تو ان کے پوتے حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم کا ہے جبکہ حارث بن عبدالمطلب تو دور جاہلیت میں وفات پا چکے تھے۔

۲۰۳۷) حارث بن عتبہ

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے اور سوید بن سعید کے طریق سے بحوالہ اسحاق بن ابی فروہ۔ عبید اللہ بن ابی رافع سے ان سے

اسد الغابۃ (۹۱۲) * المصنف لعبدالرزاق (۱۹۸۹۳) المصنف لابن ابی شیبہ (۱۶۷/۱۲) حکنز العمال (۳۳۸۴۶)

الجرح والتعديل (۷۷/۳) * التاريخ الكبير (۲۷۳/۱) * الثقات (۱۲۹/۴) * المستدرک (۱۰۴/۲)

الکتاب فی التفسیر الصحیح (جلد ۴۰۰)

روایت کی ہے، فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا: ”نوح مکہ کے بعد (یہاں کے لوگوں کے لئے) ہجرت (لازم) نہیں رہی۔“ (حدیث) * ابن قتیون نے ان کی پیروی کی ہے جو غلطی پر مبنی ہے۔ درست حارث بن عزیہ ہے۔ ابن قانع نے اس کا ذکر یحییٰ بن حمزہ کی روایت میں بحوالہ اسحاق درست ذکر کرنے کے بعد کیا ہے۔ متن کا سیاق، سدید کے سیاق سے زیادہ مکمل ہے۔

حارث بن عتیق * (۲۰۳۸)

بن قیس انصاری۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ، ان کے والد اور ان کے چچا احد میں شریک ہوئے تھے۔ میں کہتا ہوں: درست نام حارث بن عتیق، پہلے درست نام گزر چکا ہے۔

حارث بن قیس * (۲۰۳۹)

بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری۔ عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ بنی فزارہ کے وفد میں تھے، اور فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ وہ اور ان کے چچا عیینہ بن حصن کے پاس ٹھہرے تھے۔ اور اس گروہ سے ان کا تعلق تھا جنہیں عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے قریب رکھتے تھے۔ میں کہتا ہوں: یہ قصہ صحیحین میں حارث بن قیس کا ہے البتہ اس میں ہے کہ عیینہ اپنے پیچھے حارث کے پاس ٹھہرے۔ یہی درست ہے۔ ادھر حارث بن قیس کے حالات میں روایت کا سیاق اور ان کا بنی فزارہ کے وفد میں آنا گزر چکا ہے۔

حارث بن کعب * (۲۰۵۰)

جابلی دور کے ہیں۔ * عبدان نے ان کا ذکر کیا کہ میں نے احمد بن سیار کو فرماتے سنا: وہ جابلی دور کے ہیں۔ وہ اپنے بارے میں بتاتے ہیں: وہ ایک سو ساٹھ (۱۶۰) سال زندہ رہے۔ انہوں نے اپنی اولاد کو جن اچھی باتوں کی وصیت کی ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ مسلمان تھے۔ میں کہتا ہوں: اس سے ان کا صحابی ہونا لازم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اگرچہ وہ بعثت نبوی سے پہلے اور بعد کے ہیں لیکن صحابیت سے محروم ہیں۔ لہذا انہیں تحضر میں ذکر کرنا چاہیے۔

حارث بن مخلد انصاری زرقی * (۲۰۵۱)

تابعی ہیں جو مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے ابن شاہین نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ اور سبیل بن ابی صالح سے وہ اپنے والد سے وہ حارث بن مخلد سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے عورتوں سے مقعد کے مقام سے صحبت کی اللہ تعالیٰ اس کی طرف (نظر رحمت سے) نہیں دیکھے گا۔“ * اس حدیث کو اصحاب السنن وغیرہ نے کئی طرق سے بحوالہ سبیل، حارث بن مخلد انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ حدیث تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مشہور ہے اور حارث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

* المعجم الكبير (۲۶۲/۱۸) مجمع الزوائد (۲۵۰/۵) کنز العمال (۱۵۰۵۴) * اسد الغابۃ (۹۲۵)

* اسد الغابۃ (۹۴۶) * اسد الغابۃ (۹۵۳) * اسد الغابۃ (۹۶۰) * جامع المسانید (۲۳۵/۳)

کے شاگردوں میں سے ہیں۔

تابعین میں انہیں امام بخاری اور ابن حبان وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ یزید فرماتے ہیں: یہ مشہور نہیں۔ عبدان سعید بن سمعان کے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا ہے، آپ نے حارث بن عجلہ سے فرمایا: ”حارث! اگر مر سکتے ہو تو مر جاؤ“۔ پھر ایک قصہ ذکر کیا۔ اس وجہ سے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا، جو روایت انہوں نے نقل کی ہے اس میں تو ان کے صحابی ہونے کے بارے میں کوئی بات نہیں پائی جارہی۔

۲۰۵۲ حارث بن وہب

طبرانی نے ان کا ذکر کیا اور اشعث، ابواسحاق، حارث بن وہب یا وہب بن حارث سے نقل کیا، فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور منیٰ میں دور کھتیں پڑھیں۔ (حدیث) اشعث نے ان کا نام یاد نہیں رکھا، وہ حارث بن وہب ہیں۔ کئی طرق سے صحیح روایت میں بحوالہ ابن ابی اسحاق یہ نام مروی ہے۔

۲۰۵۳ حارث بن وہب (دوسرے)

اصنافی سے روایت کرنے والے مشہور تابعی ہیں۔ مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے طبرانی نے ان کا ذکر صحابہ میں کر دیا اور ان کی وہ حدیث نقل کی جو کسی اور نے ان کے طریق سے بحوالہ اصنافی نقل کی ہے، وہی درست ہے۔

۲۰۵۴ حارثہ بن حزام

عبدان نے ان کا ذکر کیا اور ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے طریق سے اپنی سند سے روایت کی ہے کہ ان کی نبی ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے نبی ﷺ کو ایک عسکر ہدیہ میں دیا جسے آپ ﷺ نے قبول فرمایا۔ (حدیث) درست حازم بن حرام ہے اس قصہ کو ابن مندہ نے بالکل درست نقل کیا ہے، لہذا وہم کی وجہ سے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۵۵ حارثہ بن ظفر

ابن شہین نے اسی حرف کے تحت ان کا ذکر کیا جس میں ابو موسیٰ ان کے نقش قدم پر چلے۔ جبکہ ان دونوں کے علاوہ لوگوں نے حرف جیم میں عورتوں کے حالات میں ان کا تذکرہ کیا ہے، جو درست ہے۔

۲۰۵۶ حارثہ بن عمرو

بن مؤمل خواتین کے حصہ میں جیم میں ذکر ہوگا۔

۲۰۵۷ حارثہ بن مالک

بن غضب بن حشم بن خزرج۔ پھر از بنی مخلمہ بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ واقدی نے شرکاء بدر میں ان کا ذکر کیا ہے

اس میں ابن عبد البر سے جو وہم ہوا وہ یہ ہے کہ ان کا نسب خزرج تک بیان کیا۔ پھر فرماتے ہیں: از بنی مخلفہ اور مخلفہ وہی ابن عامر بن زریق بن عبد حارثہ بن مالک بن غضب بن جشم بن خزرج ہیں جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔ بھلا جید اعلیٰ اپنے بیٹوں کی اولاد میں سے کیسے ہو سکتا ہے؟ واللہ الموفق

❁ اسد الغابة (٤٠٦/١) ❁ استيعاب (٣٧١/١)

باب حاء کے بعد یاء

۲۰۵۸ حباب ابو عقیل

طبرانی کے ہاں اسی طرح لکھا ہے۔ درست حجاب ہے، قسم اوّل میں صحیح طور پر گزر چکا ہے۔

۲۰۵۹ حبان بن زید ابو خذّاش

کئیوں میں ذکر ہوگا۔

۲۰۶۰ خبّہ بن حابس تمیمی

ابن ابی عامرؒ نے ان کا ذکر کیا ہے اور یحییٰ بن ابی کثیر کے طریق سے ان کی ایک روایت نقل کی ہے کہ مجھ سے خبّہ بن حابس نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ”کھوپڑی میں کوئی چیز نہیں ہوتی، البتہ آنکھ کا لگنا برحق ہے۔“ اس میں دو جگہ غلطی ہوئی ہے۔ اوّل تو یہ نام جیہ یا سے ہے نہ کہ با سے۔ دوم یہ کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے والد کے واسطے سے نقل کی ہے اسی طرح یہ روایت امام احمد، ترمذیؒ اور ابن خزیمہ نے کئی طرق سے بحوالہ یحییٰ بن ابی کثیر نقل کی ہے، جو درست ہے۔

۲۰۶۱ خبّہ بن مسلم

عبدان نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ وہ تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جسے عبدان نے عبد الحمید بن ابی رؤاد کے طریق سے نقل کیا ہے اس کا ذکر عبد الملک بن حبیب نے بھی کیا ہے۔ دونوں بحوالہ اسد بن موسیٰ، ابن جریر سے فرمایا جبہ بن سلیم نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص شطرنج کھیلے اس پر لعنت ہے۔“ اسے ابن حزم نے نقل کیا، فرمایا جبہ بھول شخص ہیں۔ اور سند منقطع ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں: جبہ نام معلوم فرد ہیں۔ فرماتے ہیں: بعض کا کہنا ہے: ان کا نسب یوں ہے: جبہ بن سلمہ، شقیق بن سلمہ کے بھائی، وہ بھی غیر معروف شخصیت ہیں۔

۲۰۶۲ حبیب بن اساف انصاری خوزجی

طبرانیؒ اور ابن عبد البر نے حرف حاء میں ان کا ذکر کیا ہے جو لفظی غلطی ہے۔ یہ نام تو خاء سے تصغیر کے ساتھ خُیب ہے۔ خاء میں عبدان نے بھی ذکر کیا ہے کہ خُیب بن اساف قدیم بدری صحابی ہیں۔

❖ الاحاد والمثنائی (۳۹۰/۲)

❖ ترمذی مکتاب الطب باب ما جاء ان العين حق (۲۰۶۱)

❖ کنز العمال (۴۰۶۳۶) جامع المسانید (۲۶۰/۳)

❖ المعجم الكبير (۲۴/۴)

❖ اسد الغابۃ (۱۰۳۲)

❖ مسند احمد (۶۷/۴) مجمع الزوائد (۱۰۶/۵)

❖ اسد الغابۃ (۱۰۳۴) تجرید (۱۱۶/۱)

❖ اسد الغابۃ (۱۰۳۵) تجرید (۱۱۶/۱)

۲۰۶۳ حبیب بن تميم

احد میں شہید ہوئے۔ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ اسی طرح ذہبی نے اپنے سے پیشرو لوگوں کی کتابوں سے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے۔ استدراک میں ذکر کرنے کی کوئی وجہ تھی تو نہیں، کیونکہ یہی حبیب بن زید بن تمیم ہیں جو اپنے دادا کی جانب نسبت کر کے بنائے جاتے ہیں۔ اپنے مقام پر ان کا صحیح ذکر ہوا ہے۔

۲۰۶۴ حبیب بن حمار اسدی

تابعی ہیں جنہوں نے ایک مرسل حدیث روایت کی ہے جس کی وجہ سے انہیں بھی عبدان نے صحابہ میں ذکر کر دیا۔ لکھتے ہیں: صحابی رسول ﷺ ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ سفر میں شریک رہے۔ پھر بطریق زائدہ، اعمش سے، بحوالہ عبد اللہ بن حارث، عمرو بن مرہ سے حبیب بن حمزہ یہ روایت بیان کی ہے۔ فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، لوگوں نے جلدی کی۔ (حدیث) زائدہ کے علاوہ دیگر لوگوں نے اسی سند کے ذریعہ بحوالہ اعمش اس روایت کو نقل کیا ہے تو اس میں حبیب سے بحوالہ ابو ذر مروی ہے، فرمایا: ہم سفر میں تھے پھر وہ حدیث ذکر کی۔ امام بخاری، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور دارقطنی وغیرہ نے حبیب کو تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۰۶۵ حبیب بن شريح

اس میں اخیر دور کے صفائی کو غلطی لگی ہے حالانکہ یہ حوش بن شریح ہیں، آگے تذکرہ ہوگا۔

۲۰۶۶ حبیب العنزی

بصرہ کے عابد طلق کے والد۔ عبدان نے ان کا صحابہ میں ذکر کیا ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ یہ وہم ہے۔ چنانچہ یونس بن حباب کی روایت طلق بن حبیب سے بحوالہ اپنے والد نقل کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، انہیں پیشاب کی بندش کی تکلیف تھی آپ ﷺ نے انہیں یہ کلمات پڑھنے کی تلقین فرمائی: ((وَبُنَا اللَّهُ الْإِنْفِي فِي السَّمَاءِ))۔ (حدیث) عبدان لکھتے ہیں: صحیح وہ روایت ہے جسے شعبہ نے یونس سے بواسطہ طلق ایک شاہی شخص سے اس نے اپنے والد سے نقل کیا ہے۔

۲۰۶۷ حبیب الفهري

بعض نے ان کا حبیب بن مسلمہ فہری سے علیحدہ ذکر کیا ہے۔ حالانکہ وہ یہی ہیں۔ چنانچہ بخاری بطریق داؤد عطار، ابن جریر سے بواسطہ ابن ابی ملیکہ حبیب فہری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آئے۔ اسنے میں ان کے والد بھی آچنبھے، کہنے لگے: اللہ کے نبی ﷺ! میرا بیٹا میرا دست و بازو ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان کے ساتھ لوٹ جاؤ لگتا ہے یہ فوت ہو جائیں

الجرح والتعديل (۹۷/۳) * التجريد (۳۴) * اسد الغابہ (۱۰۴۱) * تجريد (۱۱۷/۱)

مسند احمد (۱۴۴/۵) مستدرک (۴۲۶/۴) * التاريخ الكبير (۳۱۵/۱)

الجرح والتعديل (۵۶۱/۳) * اسد الغابہ (۱۰۶۲) * ابوداؤد کتاب الطب باب كيف الرقي (۳۸۹۲)

جئے۔^{*} فرماتے ہیں: بعد میں وہ اسی سال وفات پا گئے۔ بغوی کہتے ہیں: میرے نزدیک یہ حبیب بن مسلمہ کے علاوہ ہیں۔ ابن مندہ لکھتے ہیں: بغوی نے ان کا ذکر کیا جو مجھے وہم لگتا ہے۔ ابو نعیم نے دو طریق سے ان کا ذکر بحوالہ ابن جریج کیا ہے۔ جس میں لکھتے ہیں: حبیب بن مسلمہ آئے تو ان کے والد بھی آپہنچے۔ پھر یہ طویل روایت ذکر کی جس سے ظاہر ہوا وہ یہی ہیں۔

۲۰۶۸ حبیب بن مخنف خامدی^{*}

ان کی حدیث ابن جریج نے بواسطہ عبدالکریم، حبیب بن مخنف سے روایت کی ہے فرمایا: میں عرفہ کے روز نبی ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: کیا تم اس دن کو پہچانتے ہو۔^{*} (حدیث) ابن مندہ فرماتے ہیں: بعض کا کہنا ہے کہ یہ وہم پر مبنی ہے۔ ابو نعیم فرماتے ہیں: یہ وہم ہے وہ تو حبیب بن مخنف سے بحوالہ ان کے والد مروی ہے۔ فرماتے ہیں: عبدالرزاق یہ روایت ایک بار عجا کر کرتے ہیں اور ایک بار ”عن ابیہ“ کے الفاظ بیان نہیں فرماتے۔

ابن عبدالبر^{*} فرماتے ہیں: ”حبیب بن مخنف غری“ یوں فرمانے کے بعد لکھتے ہیں: ان کی حدیث عبدالکریم بن ابی الحارث نے روایت کی ہے جو صحیح نہیں البتہ عبدالرزاق نے کہا: مجھے معلوم نہیں کہ ان کے والد سے مروی ہے یا نہیں۔^{*}

میں کہتا ہوں: یہ عبدالرزاق سے تیسری سند ہے۔ فرماتے ہیں: یہ حدیث ابن عون سے بحوالہ ابوہریرہ، مخنف بن سلیم مروی ہے۔ میں کہتا ہوں: یہ مشہور روایت امام احمد^{*} اور سنن اربعہ کے مصنفین نے اس شخص کی روایت سے نقل کی ہے جس نے کہا: حبیب بن مخنف سے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں۔ قسم اول میں بعید احتمال کے ساتھ ذکر پہلے ہوا ہے۔ بغوی فرماتے ہیں: اس میں عبدالکریم، ابن جریج کے شیخ ہیں وہ ابن ابی الحارث ہیں۔ ابوامیہ معلم بصری کی حدیث میں کمزوری ہوتی ہے۔

۲۰۶۹ حبیب بن ابی مرزئیہ^{*}

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے کہ ان کی صحابیت مشہور نہیں۔ صرف ان سے یہ حدیث اس طرح منقول ہے کہ نبی ﷺ ایک دہائی مقام پر فردکش ہوئے تو حبیب نے آپ ﷺ سے عرض کی: اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم یہاں سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں۔

۲۰۷۰ حنیس بن حذافہ

معر، زہری سے بحوالہ سالم وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ حبش بن حذافہ سہمی کے بعد بیوہ ہو گئیں۔ (حدیث) حمیدی فرماتے ہیں: معمر نے اس نام کو حواء اور با سے پھر شین سے ذکر کیا ہے۔ درست خا، نون اور سین ہے۔ میں کہتا ہوں: صحیحین میں ایسے ہی ہے جو درست ہے۔

۲۰۷۱ حنیس بن شریح حبشی^{*}

ابو حفصہ۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: اسحاق بن سويد رلی نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے جبکہ موسیٰ بن کهل نے تابعین میں ان کا

^{*} تہذیب تاریخ دمشق (۳۸/۴) الطبقات (۱۳۰/۷) جامع المسانید (۲۷۲/۳)

^{*} اسد الغابۃ (۱۰۶۵) استیعاب (۴۹۷) تجرید (۱۱۹/۱) مجمع الزوائد (۱۹/۴) استیعاب (۳۸۴/۱)

^{*} المصنف لعبدالرزاق (۸۱۵۹) (۸۰۰۱) مسند احمد (۷۶/۵) اسد الغابۃ (۱۰۶۶) اسد الغابۃ (۱۰۷۶)

تذکرہ کیا اور اسحاق بن سدید کے طریق سے حسان بن ابی معن تک ان کی سند سے، ابو حصہ حبشی سے جن کا نام حبش تھا۔ روایت کی ہے فرمایا: میں اور تیس صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہوئے۔ پھر ان لوگوں نے اذان کہہ کر نماز قائم کی تو میں نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ (حدیث) اس میں کوئی ایسی بات نہیں جس سے ان کا صحابی ہونا ثابت ہو۔ ادھر امام بخاری، ابن ابی حاتمؒ اور ابن حبانؒ وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ مشہور بھی ہیں جو حضرت عبادہ بن الصامتؓ سے روایت کرتے ہیں۔ صنعانی نے ”مختلف فیہ“ صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن نام یوں لیا ہے: ”حبیب بن شرح“، جو وہم ہے۔

حبیب بن حباشہ (۲۰۷۲)

بن اوس بن بلال اسدی زُر کے والد ہیں۔ ابوالقاسم بن ابی عبداللہ بن مندہ نے ”تذکرہ“ پر مستخرج نامی کتاب میں ان کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے جنہوں نے حدیث لیلیۃ القدر کی روایت کی ہے۔ جس میں لفظی غلطی کی وجہ سے انہیں وہم ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ انہوں نے یہ حدیث زُر بن حبش کے طریق سے لکھی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے اُنکی نے بیان کیا، جو ابی بن کعب ہیں۔ جسے ابوالقاسم نے بغیر تشدید کے ابی سمجھ کر پڑھ لیا۔ جو کھلی غلطی ہے۔ قسم اول میں حبش اسدی کا ذکر گزر چکا ہے۔ میرے خیال میں یہ ان کے علاوہ ہیں۔

باب الحاء جس کے بعد جیم ہے

حجاج بن حجاج اسلمی (۲۰۷۳)

ابن حبانؒ فرماتے ہیں: جو یہ سمجھتا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے، اسے وہم ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں: امام بخاریؒ وغیرہ علماء نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔

حجاج بن عمرو اسلمی (۲۰۷۴)

ان سے عروہ روایت کرتے ہیں۔ ابن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے اور ذہبی نے بھی اپنے سابقہ لوگوں کی کتابوں پر اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے جبکہ ان کے متعلق استدراک کی کوئی معقول وجہ نہیں بنتی۔ اس واسطے کہ علماء نے حجاج بن مالک بن عوف اسلمی کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کے والد کے نام کے بارے میں درست روایت ہے۔

حجاج بن قیس (۲۰۷۵)

بن عدی سہمی۔ ابن مندہ نے ان میں اور حجاج بن حارث بن قیس میں فرق کیا ہے جبکہ وہ یہی ہیں۔ بعض روایات سے ان کے والد کا ذکر کر رہا گیا ہے جس پر ابن الاثیرؒ نے متنبہ کیا ہے۔

❖ التاريخ الكبير (۱/۱۲۳) ❖ الجرح والتعديل (۳/۳۰۰) ❖ الثقات (۴/۱۹۰)

❖ الثقات (۶/۲۰۷) ❖ التاريخ (۲/۳۷۷) ❖ اسد الغابۃ (۱/۱۰۸) ❖ اسد الغابۃ (۱/۴۳۴)

۲۰۷۶ حجاج بن مسعود*

ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق ابوداؤد طیالسی، شعبہ سے بحوالہ حجاج بن حجاج اسلمی انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ایک صحابی سے میرے گمان میں وہ حجاج بن مسعود تھے ان کی ایک حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب گرمی بڑھ جائے تو نماز کو کھنڈے وقت میں پڑھا کرو اس واسطے کہ گرمی کی تیزی جہنم کی گرمائش کا حصہ ہے۔“ * انہوں نے یونہی یہ حدیث درج کی ہے۔ ابوداؤد طیالسی نے اپنی مسند میں یہ روایت اسی سند سے نقل تو کی ہے لیکن اس میں فرماتے ہیں: جنہیں حجاج بن مسعود سمجھ رہے تھے، یہی درست ہے کیونکہ محسب کا قائل حجاج اسلمی ہے اور ابن منصوب مفعول ہونے کی بنا پر ہے جس سے مراد عبد اللہ بن مسعود بنی ثعلبہ ہیں۔ حجاج بن مسعود نامی شخص کا سرے سے وجود ہی نہیں۔

یہی حدیث امام احمد * نے بواسطہ غندر، شعبہ سے نقل کی ہے، فرمایا: میں نے حجاج بن حجاج کو فرماتے سنا وہ ان کے امام بھی تھے۔ میرے والد نے فرمایا: انہوں نے نبی ﷺ کے ساتھ حج کیا تھا وہ ایک صحابی رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں۔ حجاج فرماتے ہیں: میرے خیال میں وہ عبد اللہ بن مسعود تھے۔ اسی طرح یہ روایت ابو نعیم نے قواریری کے طریق سے بحوالہ غندر نقل کی ہے، یہی درست ہے۔

۲۰۷۷ حجاج بن قابوس*

ابن قانع نے غلطی سے ان کا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ قابوس کی کنیت ہے۔ قابوس کے والد کا نام تو مخارق ہے۔ پھر ابن قانع ہی سہاک بن حرب کے طریق سے بحوالہ قابوس بن حجاج وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کہنے لگا: یا رسول اللہ ﷺ! ایک شخص میرے مال پر قبضہ کر لیتا ہے، آپ کی رائے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ * (حدیث) جس کی وجہ سے ان کے ہاں لفظی غلطی ہو گئی، درست یوں ہے: قابوس ابوالحجاج سے مروی ہے۔

۲۰۷۸ حجر بن ربیعہ*

بن وائل۔ علامہ ابن عبد البر * نے ان کا ذکر کیا ہے جو حجاج بن ارطاة کی روایت پر بواسطہ عبد الجبار بن وائل بن حجر موقوف ہے۔ وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو پیشانی اور ناک پر بجدہ کرتے دیکھا۔ مسدد نے اپنی مسند میں اسی سند سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابو عمر * فرماتے ہیں: اگر ان کی یہ بات ”وہ اپنے دادا سے“ وہم نہیں تو حجر صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔

میں کہتا ہوں: یہ احتمال بھی تو ہو سکتا ہے کہ اصل میں ”ابن عبد الجبار بن وائل سے وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے“ ہو۔ واللہ اعلم۔

اسد الغابۃ (۱۰۸۸) تجرید (۱/۱۲۲) * المعجم الكبير (۳/۳۲۲) مجمع الزوائد (۱) www.KitaboSunnat.com

مسند احمد (۵/۳۶۸) * اسد الغابۃ (۱۰۸۵) * المعجم الكبير (۲۰/۷۴۸)

اسد الغابۃ (۱۰۹۰) استیعاب (۵/۵) * استیعاب (۱/۳۸۹) * ایضاً

۲۰۷۹ حجر العدوی

ذیل میں موسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور ترمذی کے طریق سے ان کی سند کے ذریعہ بواسطہ حکم بن مجل، حجر عدوی سے نقل کیا کہ نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”ہم نے عباس کی زکوٰۃ وصول کر لی ہے۔“
میں کہتا ہوں: اس میں ابوسوی سے وہم ہوا ہے۔ لگتا ہے ان کے نسخہ سے ”عن علی“ کا لفظ رہ گیا۔ یوں انہوں نے حجر کو صحابی سمجھ لیا۔ جبکہ ترمذی کی روایت یوں ہے: حجر العدوی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس کے باوجود سند میں اس علت کے علاوہ اور علل بھی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۸۰ حجر المدری

ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے قتی بن مخلد نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے جو وہم ہے۔ اس واسطے کہ یہ تو مشہور ہیں جو حضرت علی اور زید بن ثابت وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ علیؑ فرماتے ہیں: تابعین کے بہترین لوگوں میں سے قابل اعتماد تابعی ہیں۔

باب حاء کے بعد وال

۲۰۸۱ جذیم (خطلہ کے دادا)

نبی ﷺ کے پاس آئے۔ ان کی کنیت ابو حذیم تھی۔ انہیں اور ان کے والد کو شرف صحابیت حاصل ہے۔ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ کیا ہے، ان میں جذیم بن حنیفہ میں فرق کیا ہے۔ ابن الاثیرؒ فرماتے ہیں کہ ابن مندہ نے جب ان کے نسب میں تقدیم و تاخیر کا اختلاف دیکھا تو سمجھا یہ دو شخص ہیں۔

میں کہتا ہوں: مجھے یہ بات تو ابن مندہ کی کتاب میں نہیں ملی۔ ابو نعیم نے بھی ان کی بیرونی میں ایسا کیا ہے۔ اس میں وہم ابن الاثیر کو ہوا ہے۔ جس کا پتہ ان کی اس بات سے چلتا ہے کہ ان کی کنیت ابو حذیم ہے۔ اس واسطے کہ ابن مندہ نے یہ بات صرف ابن حنیفہ کے بارے میں کی ہے۔ اگر ایسا ہوتا جیسا ابن الاثیر نے کہا ہے تو ان کی کنیت اور نام ایک ہوتا۔

تخرید میں ذہبی لکھتے ہیں، بقول بعض: حذیم، ان کے والد، بیٹے اور پوتے صحابی ہیں۔ جو غلط ہے اس لیے کہ انہوں نے یہ بات اس بنا پر کہی کہ یہ حنیفہ کے والد ہیں۔ جب ابن الاثیر نے کہا کہ وہ خطلہ کے دادا ہیں، حالانکہ ایسا نہیں۔ اور حنیفہ کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ ان کے والد کا نام جبر بقول بعض بنجر ہے۔ ان کی حدیث کے سیاق میں درست کا واضح پتہ چلتا ہے۔ واللہ اعلم

اسد الغابہ (۱۰۹۲) تجرید (۱۲۳/۱) ترمذی کتاب الزکاة تعجیل الزکاة (۶۷۹)

تاریخ النقات (۱۱۰) اسد الغابہ (۱۱۱۴) استیعاب (۵۱۳) اسد الغابہ (۴۴۴/۱)

تجرید (۳۶)

باب حاء کے بعد راء اور زاء

۲۰۸۲ حراش بن امیہ کعبیؓ

ابوموسیٰ نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے کہ ابن طرخان نے حامی ان کا ذکر کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: یہ لفظی غلطی ہے یہ نام تو خاء سے ہے۔ ابن مندہ نے درست نام ذکر کر دیا ہے اس لئے استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۸۳ حرام بن معاویہ انصاریؓ

بقول بعض عسی، دمشق میں فروکش ہو گئے تھے۔ ایک مرسل حدیث نقل کرتے ہیں جس کی وجہ سے عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ابن ابی حاتمؒ کہتے ہیں، اور امام بخاری، دارقطنی اور ابن حبانؒ کا قول ہے: ان کی احادیث مرسل ہیں۔ ان سے زید بن ریح روایت کرتے ہیں۔ خطیب کا گمان ہے کہ یہ حرام بن معاویہ ہیں جو حرام بن حکیم کہلاتے اور اپنے چچا عبد اللہ بن سعد سے روایت کرتے ہیں۔ اصحاب سنن نے ان کی احادیث نقل کی ہیں۔ امام بخاری، دارقطنی اور عسکری وغیرہ نے دونوں میں فرق بیان کیا ہے۔ بہر حال وہ تابعی ہی ہیں۔ واللہ اعلم

۲۰۸۴ حرب بن ابی حطب ثقفیؓ

بقول بعض ان کے والد کا نام بلال ہے۔ تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ یوں عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور بطریق عطاء بن سائب بحوالہ ان کے نبی ﷺ سے مروی ہے کہ ”مسلمانوں پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا۔“ (حدیث) اسی روایت کو ثوری نے مذکورہ شخصیت عطاء سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں: حرب اپنے ماموں جو بنی بکر بن وائل کے ایک فرد تھے ان سے روایت کرتے ہیں۔ جریر لکھتے ہیں: عطاء حرب سے وہ ابوامیہ جو بنی ثعلبہ کے ایک شخص ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔
میں کہتا ہوں: بنی ثعلبہ، بنی بکر بن وائل ہی کی شاخ ہے۔ واللہ اعلم

۲۰۸۵ حرب سلمیؓ

حریث میں تذکرہ ہوگا۔

۲۰۸۶ (ز) حرّ خثعمیؓ

تابعی ہیں جو ایک مرسل حدیث کی روایت کرتے ہیں، جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا ہے۔ بلاذری عبد الملک

اسد الغابۃ (۱۱۲۰) * اسد الغابۃ (۱۱۲۳) تجرید (۱۲۵/۱) * الجرح والتعديل (۲۸۲/۳)

الثقات (۱۸۵/۴) * التاویغ الحکبیر (۱۰۲/۳) * اسد الغابۃ (۱۱۲۶) تجرید (۱۲۶/۱)

ترمذی کتاب الزکاة باب ما جاء لیس علی المسلمین جزیة (۶۳۴) جامع المسانید (۴۴۵/۳)

در الکتاب فی مناقب النبی ﷺ (جلد ۱) ۷۱۰

بن وہب کے طریق سے بحوالہ حرمی روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے نکلے تو آپ ﷺ کا گزر عاتکہ بنت خالد جوام معبد تھیں سے گزر ہوا پھر ان کی حدیث نقل کی۔

۲۰۸۷) حرث بن شیبان

بکر بن وائل کے والد۔ ان کا بھی عبدالان نے ذکر کیا اور ابوسوی نے اپنے استدراک میں ان کا تذکرہ کیا ہے، حالانکہ یہ حرث بن حسان ہیں جیسا کہ یہ نام صحیح طرح سے گزر چکا ہے۔ اسی نام سے ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا لہذا استدراک کی ضرورت نہیں۔

۲۰۸۸) (ن) حرث ابو فزہ سلمیٰ

عبدالصمد بن سعید نے حمص فروکش ہونے والے صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کی کنیت اور نام دونوں غلط لکھ دیئے۔ یہ حدیر ابو فزہ جیسا کہ پہلے درست نام گزر چکا ہے۔ (۲۰۶۳) میں نے مغلطائی کے قلم سے حرب لکھا دیکھا ہے وہ بھی غلط ہے۔

۲۰۸۹) حرث

بن ہلال تیمی قرہی۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور دلیل میں ابوتمام نے حماسہ میں جو ان کے اشعار نقل کیے ہیں انہیں پیش نظر رکھا ہے: ”نبی ﷺ کے ساتھ غزوہ حنین میں نشان زدہ گھوڑے شریک ہوئے جن کے پاؤں خون آلود تھے۔“

میں کہتا ہوں: ان میں تو کوئی ایسی بات نہیں کہ وہ صحابی تھے۔ جبکہ بخاف سلمیٰ کے سوانح میں پہلے گزر چکا ہے کہ انہیں شرف صحابیت حاصل ہے۔ اس سے بھی ان کے صحابی ہونے کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ تو انہوں نے اپنی قوم کے فخر میں کہہ دیئے تھے۔ قسم اول میں حرث تیمی کا ذکر گزر چکا ہے۔ میرے خیال میں وہ ان کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ وہ غزیری ہیں جبکہ یہ قرہی ہیں۔ اگرچہ دونوں کا تعلق بنی جمیم سے ہے۔ ابوالحجاج اعلم نے یہ اشعار شرح حماسہ میں بخاف بن غزہ کی طرف منسوب کیے ہیں۔ عباس بن مرداس کے حوالہ سے بھی نقل کیے جاتے ہیں۔

۲۰۹۰) حزام بن حویلد

بن اسد بن عبد العزی۔ حضرت خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے بھائی اور حکیم کے والد۔ ابن الاثیر نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے ان کے متعلق قسم اول میں گفتگو گزر چکی ہے۔ (۱۶۹۸) (ذہبی لکھتے ہیں: جو انہیں صحابہ میں شمار کرتا ہے اس سے بھول ہوئی ہے)۔

اسد الغابۃ (۱۱۴۰) * اسد الغابۃ (۱۱۳۹) * اسد الغابۃ (۱۱۴۶)

اسد الغابۃ (۴۵۳/۱) * شرح دیوان حماسہ (۱۳۵، ۱۳۴/۱)

اسد الغابۃ (۱۱۴۸) تجرید (۱۲۹/۱) * اسد الغابۃ (۵/۲)

باب حاء کے بعد سین

(ن) **حسان بن ابی سنان بصری** *

ایک عابد زاہد مشہور تابعی ہیں۔ ان کی ایک مرسل حدیث کی وجہ سے علی بن سعید عسکری نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور بطریق ابو جاعم غلطی، حسان بن ابی سنان روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جاہلوں میں علم کا طالب ایسے ہے جیسے مردوں میں زندہ“۔ * ابن حبان نے ثقات میں ان کا ذکر کیا ہے کہ یہ حکایات نقل کرتے ہیں مجھے ان کی کسی مسند حدیث کا علم نہیں۔ میں کہتا ہوں: سلیمان ضعی نے جو صفار تبع تابعین سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا زمانہ پایا ہے۔

(۲۰۹۲) **حسان بن عبدالرحمن ضبعی** *

تابعی ہیں، جنہوں نے مرسل حدیث کی روایت کی جس کی وجہ سے عسکری نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ بطریق امام، تادہ سے بحوالہ ان کے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اگر تم لوگوں کو غدی کی وجہ سے غسل کرنا پڑتا تو تمہیں حیض سے زیادہ دشوار لگتی“۔ امام بخاری، * ابن ابی حاتم * اور ابن حبان * فرماتے ہیں، ان کی حدیث مرسل ہے۔

(۲۰۹۳) **حسان بن قیس** *

ابن قانع کا گمان ہے کہ یہ ابو مسعود حمیمی کا نام ہے جس کی بابت کئیوں میں میں نے ان کی غلطی کی نشاندہی کر دی ہے۔

(۲۰۹۴) **حسان بن ہلال اسلمی**

”انہیں شرف صحابیت حاصل ہے“ یہ بات عبد الغنی نے ”کمال“ میں ذکر کی ہے جس پر مرزی نے متنبہ کیا کہ یہ لفظی غلطی ہے۔ فرماتے ہیں: درست ابن ہلال ہے یعنی حاء کی جگہ باء۔ نیز یہ اسلمی نہیں ہیں۔

(۲۰۹۵) (ن) **حسان بن ویرہ**

حیان میں، قسم اول کے ذیل میں یہ نام درست گزر چکا ہے۔

(۲۰۹۶) **حساس** * (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ذیل میں حساس بن بکر کے عنوان کے بعد ان کا ذکر کیا ہے۔ پھر ان کی حدیث نقل کی: ”جو پانچ اعمال کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوا تو وہ آگ سے بچ جائے گا“۔ (حدیث) * ابن ماکولا * نے بھی حساس بن بکر کے حالات میں ان

* اسد الغابۃ (۱۱۵۷) * جامع المسانید (۴/۶۶۶) * کنز العمال (۲۸۷۲۶) * الثقات (۶/۲۲۳)

* اسد الغابۃ (۱۱۵۹) * تجرید (۱/۱۳) * التاريخ الكبير (۲/۳۱۷) * الجرح والتعديل (۳/۲۳۶)

* الثقات (۴/۱۶۶) * اسد الغابۃ (۱۱۶۰) * اسد الغابۃ (۱۱۶۲) * استيعاب (۶۰۷)

* جامع المسانید (۳/۶۶۹) * الاحکام (۱/۲۵۰)

کا ذکر کیا ہے اور ابن ابی حاتمؒ نے بھی ایسا ہی کیا ہے، حالانکہ یہ ایک ہی شخص ہے۔

۲۰۹۷ حسیل بن نویرہ اشجعیؒ

ابن شاپین نے ان کا تذکرہ صحابہ میں کیا ہے، فرماتے ہیں: یہ خیر جانے کے لیے نبی ﷺ کے گائیڈ (رہنما) تھے۔ ابو موسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا جو وہم ہے۔ اس لیے کہ ابن مندہ نے ان کا تذکرہ حسیل بن خارجہ میں کیا ہے۔ انہیں حسیل بن نویرہ بھی کہا جاتا ہے، حالانکہ شخصیت ایک ہے۔

۲۰۹۸ حسین بن ربیعہ احمسیؒ

ابو رطاة جریر بن عبد اللہ بکلی کے قاصد۔ اسی طرح مند ابی عمر عدنی میں تحریر ہے جبکہ درست حسین صادق سے ہے نہ کہ سین سے جیسا کہ مسلم میں ہے۔

۲۰۹۹ حسین بن سائبؒ

ابن ابی لبابہ انصاری اصغر تابعین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ایک مرسل حدیث روایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے حسن بن سفیان وغیرہ نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا۔ ابن مندہ رفاعہ بن حجاج کے طریق سے بحوالہ ان کے والد حسین بن سائب سے ان کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: بیعت عقبہ یا بدر کی رات تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ”تم لوگ کیسے جنگ کرو گے؟“ جس پر عاصم بن ثابت کھڑے ہوئے، پھر حدیث کا ذکر کیا۔ یہ حسین ابن سائب، ان کی روایت مشہور نہیں چہ جائیکہ یہ صحابیت سے مشرف ہوں۔

میں کہتا ہوں: اسی طرح ان کے والد سائب بھی صحابی نہیں ہیں۔ بعض نے ان کے متعلق روایت و دیدار کا قول اختیار کیا ہے۔ ابن حبانؒ نے ثقات میں تذکرہ کیا ہے۔

باب حاء کے بعد صاد اور طاء

۲۱۰۰ حُصَيْبؒ

ابو عمرؒ نے ”افراد“ میں حاء میں ان کا تذکرہ کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”اللہ تعالیٰ کی ذات (ازل سے) تھی اس کے سوا کوئی نہ تھا اس کا عرش پانی پہ تھا اور اس نے لوح محفوظ میں ہر چیز لکھ دی پھر سات آسمان پیدا فرمائے۔“ پھر میرے پاس ایک شخص آ کر کہنے لگا: ”تمہاری اونٹنی کل مٹی تو میں اس کی تلاش میں نکل پڑا، دور سے سراپ چمکتا دکھائی دے رہا تھا کاش! میں آپ کی باقی بات بھی سن لیتا اور اونٹنی کو تلاش کرنا چھوڑ دیتا۔“ پھر ابو عمر فرماتے ہیں: مجھے اس کے علاوہ ان کی کوئی حدیث

الجرح والتعديل (۳/۳۱۳) * اسد الغابۃ (۱/۱۶۸) استيعاب (۵۲۹) تجريد (۱/۱۲۰)

اسد الغابۃ (۱/۱۷۰) * اسد الغابۃ (۱/۱۷۱) تجريد (۱/۱۳۳) * الثقات (۴/۱۵۵)

اسد الغابۃ (۱/۱۷۵) استيعاب (۵۹۸) * استيعاب (۱/۴۵۷)

معلوم نہیں۔ اور نہ مجھے ان کا نسب ہی معلوم ہے۔

ادھر ابن فتحون ان کا تعاقب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: غسانی کا قول ہے: حصیب (باء سے) کو میں نہیں جانتا۔ اور یہ حدیث تو عمران بن حصین سے مشہور ہے۔ وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے راوی نے اس میں لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے کہ حصین کو حصیب لکھ دیا۔

میں کہتا ہوں: عمران کے کسی طریق میں یہ نہیں کہ انہوں نے یہ حدیث اپنے والد سے روایت کی ہے اس میں بھی لفظی غلطی ہوئی ہے اور ایسا اضافہ شامل ہو گیا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں۔ ابن الاثیرؒ نے بھی ان کا تعاقب کیا ہے، فرماتے ہیں: ابو عمرؒ کا وہم ہے۔ کیونکہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں یہ حدیث عمران بن حصیب سے نقل کی ہے، فرمایا: ”میں آیا“ پھر وہ حدیث بیان کی۔ پھر فرمایا: شاید کسی راوی نے غلطی سے حصین کی بجائے حصیب لکھ دیا ہو۔ ”عن ابیہ“ الفاظ سے متنبہ کرنے میں ان سے غفلت ہو گئی۔ یہی حدیث مسند احمدؒ، ترمذی اور نسائی وغیرہ میں عمران سے مروی ہے جس میں ”عن ابیہ“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

(۲۱۰۱) حصین بن محمد ساعی

ایک مرسل حدیث کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے جو ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ جبکہ امام بخاریؒ، ابن ابی حاتمؒ اور ابن حبانؒ نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔ ان کی حدیث صحیحین میں بروایت زہری، محمود بن ربیع کی حدیث کے بعد بحوالہ عثمان مروی ہے، فرمایا: میں نے حصین بن محمد سے پوچھا آپ نے اس کی تصدیق کی۔ ابو حاتم رازی لکھتے ہیں: وہ حدیث حصین کی روایت سے بحوالہ عثمان بن مالک مروی ہے۔

(۲۱۰۲) حطیم حدانیؒ

بقول بعض باء سے ہے۔ تابعی ہیں جو ایک مرسل روایت نقل کرتے ہیں، جس کی بنا پر عبدان وغیرہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ ابو موسیٰ نے بطریق خالد بن یزید البہادی، اصف حدانی سے انہوں نے حطیم حدانی سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مساجد کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے روز نور کامل کی خوشخبری سنا دو“۔

باب حاء جس کے بعد فاء ہے

(۲۱۰۳) حفص بن ابی جبلةؒ

تابعی ہیں جو مرسل حدیث روایت کرتے ہیں۔ تو عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا اور یسار بن مزاحم تنسی بحوالہ حفص

اسد الغابۃ (۲/۲۶) استیعاب (۱/۴۵۷) بخاری بدء الخلق (۳۱۹۱) مسند احمد (۴/۴۳۶)

التاریخ الکبیر (۷/۷۱) الجرح والتعديل (۳/۱۹۶) الثقات (۴/۱۵۹) اسد الغابۃ (۱۲/۳)

۱۰۰۴ الادب مکتب الصلاة (۵۶۱) ترمذی مکتب ابواب الصلاة (۲۳۳) اسد الغابۃ (۱۲/۵) تجرید (۱/۱۳۳)

الْحَكِيمُ بْنُ جَبَلَةَ الْكَلْبِيِّ (رضی اللہ عنہ) (جلد ۱) ۷۱۳

بن ابی جبلہ جو ان کے مولیٰ ہیں، نبی ﷺ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: ”اے رسولو! پاک چیزیں کھایا کرو۔“ کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں، فرمایا: یہ عیسیٰ ابن مریم تھے، جو اپنی والدہ کی کات سے کھایا کرتے تھے۔

باب حاء کے بعد کاف

۲۱۰۳ حکم بن ابی الحکم

تجرید میں ان میں اور حکم اموی میں فرق بتایا گیا ہے، حالانکہ دونوں ایک ہی ہے۔

۲۱۰۵ حکم بن عمرو ثمالی

ابن عبداللہ نے ان کا ذکر کیا اور ان میں اور حکم بن عیسٰی میں فرق کیا ہے، جبکہ وہ یہی ہیں جیسا کہ گزر گیا۔

۲۱۰۶ حکیم بن جبلة العبدی

ابن عبداللہ نے حاء کے زیر سے ذکر کیا ہے جبکہ یہ حاء کے پیش سے تھغیر ہے۔ پہلے بھی تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۰۷ حکیم بن عیاش کلبی الاعور

بنی امیہ کے شاعر تھے۔ ابن فتحون نے ذیل میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کے وہ اشعار سند سے بیان کیے ہیں جن میں بنی تمیم کی بھوک تھی، ان میں ”مناج“ بھی شامل تھی جس نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جبکہ اس میں ابن فتحون کو وہم ہوا ہے اس لئے کہ جو حکیم مذکور جیسا شخص ہو بھلا وہ اپنے زمانے اور اپنے سے پہلے دور کے لوگوں کی بھوک کر سکتا ہے۔ جن لوگوں نے شعراء پر کتابیں لکھی ہیں انہوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے وہ لکھتے ہیں، وہ مصریوں کی برائی بیان کرتے اور یمانیہ کی مدد کرتے، کمیت بن زید و مصنف غیرہ کے شعراء نے ان کی تردید اور مقابلہ کیا۔ کوئی اپنے فوائد میں اپنی سند سے لکھتے ہیں: ایک شخص حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آکر عرض کرنے لگا: حکیم بن عیاش کوفہ میں آپ لوگوں کی بھوک رہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کی کوئی بات یاد ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں!

”ہم نے تمہارے لئے زید کو بھوک کے تھے پر سولی دی، میں نے تھے پر کسی ہدایت یافتہ کو سولی چڑھتے نہیں دیکھا۔ تم

لوگوں نے بے وقوفی سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عثمان بنی امیہ پر قیاس کیا، حالانکہ عثمان، علی سے بہتر اور زیادہ پاکیزہ ہیں۔“

راوی کا بیان ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الہی میں التجا کی کہ اے اللہ! اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اپنا

کتا مسلط کر دے۔ ایک دفعہ حکیم شہر سے باہر جا رہے تھے تو شیر نے انہیں لقمہ بنا لیا۔

میں کہتا ہوں: کہ زید بن علی ۲۳ھ میں قتل ہوئے تھے، جس سے پتہ چلتا ہے حکیم بعد تک زندہ رہے اور لگتا ہے انہیں دور

نبوی نصیب ہوا ہے۔ واللہ اعلم

سورة المؤمنون (۵۱) اسد الغابۃ (۱۲۱۱) استیعاب (۵۴۵) استیعاب (۳۶)

اسد الغابۃ (۱۲۳۳) استیعاب (۵۵۸) استیعاب (۴۱۱/۱)

۲۱۰۸ حکیم بن معاویہ نمیری

بقول امام بخاری رحمہ اللہ سے حدیث سنی ہے۔ ایسا ہی تجرید میں لکھا ہے قول اول میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے، مگر اس لیے کہ ان کا گمان ہے کہ شاید امام بخاری رحمہ اللہ کا قول مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ان کے اس قول ”ان کے صحابی ہونے میں تاثر ہے“ کے متضاد ہو۔ پہلا قول ابو عمر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے شاید انہوں نے امام بخاری کی کتاب ”الاصحاب“ سے لیا ہو۔ دوسرا قول امام بخاری رحمہ اللہ کی ”التاریخ“ میں ہے۔ اور جس تاثر کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے شاید وہ سند میں ہو کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

باب حاء کے بعد میم

۲۱۰۹ حمزہ بن عمرو (بے نسبت)

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا اور بطریق شریک ہشام سے وہ بحوالہ اپنے والد حمزہ بن عمرو سے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا، آپ نے فرمایا: ”دائیں ہاتھ سے کھاؤ“۔ (حدیث) رحمہ اللہ یہ شریک کے جملہ ادہام میں سے ایک وہم ہے اس روایت میں قلب (الٹ پلٹ) ہوا ہے، روایت تو ہشام سے بحوالہ ان کے والد، انہوں نے عمرو بن سلمہ سے نقل کی ہے ایسا ہی اسے حفاظ نے ہشام سے روایت کیا ہے۔ طبرانی رحمہ اللہ نے ظاہری روش میں یہ حدیث حمزہ بن عمرو اسلمی کے سوانح میں ذکر کر دی جو وہم ہے۔ حمزہ بن عمر کے حالات میں قسم اول کے دوران پہلے ذکر ہوا ہے۔ واللہ اعلم

۲۱۱۰ حمزہ بن عوف

ابن الاثیر رحمہ اللہ نے اپنے استدراک میں اور ابن عبدالبر نے ان کے بیٹے کے حالات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یزید فرماتے ہیں: وہ دونوں آئے، وہاں علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ حرف جم میں ان کا صحیح تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۱۱ حمزہ بن مالک

بن ذی شہار۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر زاء سے کیا ہے جو لفظی غلطی ہے حالانکہ یہ نام تو حمزہ (پیش اور راء سے) ہے، ابن ماکولانے ابن حبیب سے نقل کیا ہے صحیح پہلے گزر چکا ہے۔

۲۱۱۲ حمزہ بن نعمان عذری

ابن شاپین نے ان کا تذکرہ اور ابن مشکوٰل نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن دونوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ نام جم اور راء سے ہے۔ دارقطنی نے اور جمہور نے اسے ہی قلمبند کیا ہے۔ یہی درست ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا ہے۔

۲۱۱۳ حمید بن منہب قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۲۳۸) استیعاب (۵۵۶) تجرید (۱۲۷/۱) رحمہ اللہ اسد الغابۃ (۱۲/۱) رحمہ اللہ استیعاب (۴۱۹/۱)

اسد الغابۃ (۱۲۵۳) رحمہ اللہ مکنز العمال (۴۱۷/۲) رحمہ اللہ المعجم الکبیر (۲۹۹۸/۳)

اسد الغابۃ (۱۲۵۵) رحمہ اللہ اسد الغابۃ (۵۴/۲) رحمہ اللہ اسد الغابۃ (۱۲۵۶) رحمہ اللہ اسد الغابۃ (۱۲۵۷)

۲۱۱۳ حمیری بن کرائہ * الربیع

تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں جس کی بنا پر کسی نے صحابہ میں ان کا ذکر کر دیا۔ ابن ابی حاتم * بحوالہ والد نقل کرتے ہیں: یہ صحابی نہیں ہیں۔

باب حاء کے بعد ثون

۲۱۱۵ حنبل * حنبل

ابن خارجہ۔ ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے معن بن حوئیہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں غزوہ حنین میں نبی ﷺ کے ساتھ شریک تھا۔ آپ نے گھوڑے کے دو حصے اور گھوڑے کے مالک کے لیے ایک حصہ مقرر کیا۔ ابن ماکولا * نے حوئیہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔
اس میں ابن الاثیر نے فحش غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ نام تو حلیل ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ انہوں نے بعینہ یہ حدیث ان کے سوانح میں صحیح درج کی صرف نام تصغیر کے ساتھ حلیل کہا ہے۔

۲۱۱۶ حنبل بن معتمر * حنبل بن معتمر

بقول بعض ابن ربیعہ ابو معتمر کنانی۔ کوفہ کے تابعی ہیں، ان سے ایک مرسل روایت منقول ہے جس کی وجہ سے ابن مندہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ پھر لکھا: ان کا صحابی ہونا صحیح ثابت نہیں۔ غلی وغیرہ نے تابعین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ امام نسائی اور ایک جماعت نے انہیں ضعیف لکھا ہے اور بعض نے انہیں ثقہ کہا ہے۔

۲۱۱۷ حنظلہ بن علی اسلمی * حنظلہ بن علی اسلمی

تابعی ہیں جو مرسل روایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے ابن مندہ نے صحابہ رضی اللہ عنہم میں ان کا تذکرہ کر دیا۔ اور بطریق حسین معتم، عبداللہ بن بریدہ سے بحوالہ حنظلہ بن علی اسلمی روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے: ”اے اللہ! مجھے گھبراہٹ میں اس عطا فرما اور میری پردہ پوشی فرما“۔ * (حدیث) امام بخاری، * ابن حبان * اور غلی * نے انہیں تابعین میں شمار کیا ہے۔

۲۱۱۸ حنظلہ بن عمرو اسلمی

قسم اول میں تذکرہ ہوا ہے۔

۲۱۱۹ حنظلہ بن قیس

عبدان نے ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان کے والد کے نام اور انہیں صحابی قرار دینے میں غلطی کی ہے۔ چنانچہ بطریق زہری، حنظلہ بن قیس سے بحوالہ نبی ﷺ روایت نقل کرتے ہیں: "لا زنا ابن مریم حج وعمرہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں گے"۔ (حدیث) ابو موسیٰ لکھتے ہیں: درست زہری سے بحوالہ حنظلہ بن علی اسلمی، ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ ایسا ہی مسلم میں ہے۔

۲۱۲۰ حنظلہ بن قیس انصاری

قسم اول میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

۲۱۲۱ حنظلہ (بے نسبت)

ابن الدباغ، ابن فہون اور ابن الاثیر نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے اور جو روایت ابن قانع نے بطریق ذیال بن عبید حنظلہ سے نقل کی ہے۔ اس پر سب نے بھروسہ کیا ہے کہ نبی ﷺ کو یہ بات پسند تھی کہ آدمی کو اس نام سے بلایا جائے جو اسے زیادہ پسندیدہ ہو۔

میں کہتا ہوں: ان کے استدراک کے بارے میں انہیں وہم ہوا، اس لیے کہ یہی وہ حنظلہ بن حذیم ہیں جن کا ذکر قسم اول میں پہلے ہو چکا ہے۔ جبکہ ذیال ان کا پوتا ہے جس کی ان سے روایت کردہ احادیث مشہور ہیں۔ یہ حدیث بھی انہی میں سے ایک ہے۔

باب حاء کے بعد واؤ

۲۱۲۲ (ز) حوشب تابعی

ایک مرسل حدیث کی روایت کرتے ہیں جس کی وجہ سے کسی نے صحابہ میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ چنانچہ ابن ابی الدنیا نے بطریق حوشب ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دعاؤں میں فرمایا کرتے تھے: "اے اللہ! میں ایسی دنیا سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں جو آخرت کی بھلائی سے روکے"۔ (حدیث) اسی طرح ابن ابی الدنیا نے عبد اللہ بن مبارک کے طریق سے، عمر بن مغیرہ

اسد الغابۃ (۱۲۹۲) * مسلم کتاب الحج باب اہلال النبی ﷺ (۳۰۲۰)

اسد الغابۃ (۱۲۹۲) * کتاب الزہد للإمام احمد (۵۷/۱) اتحاف السادة المتفین (۲۴۰/۱۰)

الاصالة في تفسير الصحاح (جلد ۱) ۷۱۸

معانی سے بواسطہ حوشب بحوالہ حسن بصری دوسرے حدیثیں روایت کی ہیں، ایک یہ کہ ”لوگ رات کے بخار میں گزشتہ گناہوں کے لیے کفارہ سمجھتے تھے۔“

(۲۱۲۳) حویزہ العصریؒ

ابوموسیٰ نے بحوالہ ابن ابی علی اپنے استدراک میں ان کا ذکر کیا ہے جو ایک غلطی ہے جو لفظی تبدیلی سے پیدا ہوئی۔ درست جویرہ جیم سے تفسیر ہے۔ ابن مندہ نے درست اندراج کیا ہے۔

(۲۱۲۴) حوط العبدیؒ

عبدان فرماتے ہیں: ہمارے بعض احباب نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن مجھے ان کی روایت کا علم نہیں جو انہوں نے نبی ﷺ سے نقل کی ہو، البتہ انہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت حاصل ہے۔

(۲۱۲۵) حوط بن مرہؒ

بن علقمہ الاحزابی۔ ابوموسیٰ نے اپنے استدراک میں ان کا ذکر تو کیا لیکن اس میں غلطی ہو گئی ہے۔ اس لئے کہ ان کا تذکرہ ایک موضوع طریق کے سوا کسی اور طریق سے نہیں آتا۔ ابو عبدالرحمن سلمیٰ نے اپنی ”کتاب الاطعمہ“ میں بواسطہ احمد بن نصر ذارع (جو ایک کذاب راوی ہے) روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو بکر فرج کے غلام سے سنا وہ یاسین بن حسن بن یاسین سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: میں نے ۲۳۰ھ میں حج کیا، پھر ایک حدیث ذکر کی۔ اس میں ہے میں نے جنگل میں حوط بن مرہ بن علقمہ نامی ایک دیہاتی دیکھا، میں نے اس سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے بھی کچھ سن رکھا ہے؟ وہ کہنے لگے: ہاں! میں محمد ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوا تھا۔ کسی نے آپ سے پوچھا کیا آپ کے پاس جنت کا کوئی کھانا آیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ابھی جبرائیل میرے پاس جنت کا کھجور گھی کا بنا حلوہ لائے تھے، جسے میں نے تناول کیا ہے۔*

(۲۱۲۶) حولیؒ

ابوالفتح ازدی نے یکنامی صحابہ میں ان کا ذکر تو کیا ہے لیکن ان سے غلطی ہوئی ہے، اس واسطے کہ وہ ابن حوالہ ہیں ان کا نام عبداللہ ہے پھر ازدی بطریق وکیع، سعید بن عبدالعزیز، ربیعہ بن یزید سے وہ حولی نامی ایک شخص سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم لوگ لشکروں پر لشکر تیار کرو گے۔“ (حدیث)*

حافظ ابن عساکر اپنی تاریخ کے مقدمہ میں رقمطراز ہیں: اس میں وکیع کو وہم ہوا اور انہوں نے ایک شخص کو درمیان سے ساقط کر دیا اور صحابی کا نام غلط لکھا ہے۔ پھر بطریق ابوسمیر، بواسطہ ربیعہ، بحوالہ ابو ادريس خولانی عبداللہ بن حوالہ سے

* اسد الغابہ (۱۲۹۷) * اسد الغابہ (۱۳۰۲)

* اسد الغابہ (۱۳۰۴) * تحاف السادة المتقين (۳۰۹/۵) لسان الميزان (۸۳۸/۶)

* اسد الغابہ (۱۳۰۶) * دلائل النبوة (۳۲۶/۶) کنز العمال (۳۸۱۹۶)

روایت کی اور اثناء حدیث میں فرمایا: ”حولی نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے لیے کوئی مقام پسند فرمائیں۔“ (حدیث) ایسے ہی طبرانی نے ابوسہر کے طریق سے روایت کی اور ولید بن مسلم نے بحوالہ سعید بن عبد العزیز ابن ابی حاتم سے ان کی متابعت کی ہے۔ لگتا ہے یہی لفظی غلطی کا سبب بنا ہے۔ انہوں نے حوالی کو دیکھا جس کا الف رہ گیا تو اسے ان کا نام سمجھ لیا۔ حالانکہ یہ تو ان کے والد کی طرف نسبت ہے جو واؤ کی تخفیف سے ہے۔ اس میں ابن شاہین کو ایک اور وہم ہوا ہے جس کا تذکرہ ان شاء اللہ العزیز میں حرف خاء میں کروں گا۔

باب حاء کے بعد یاء

۲۱۲۶ حیّان

الاعرج تابعی، کسی راوی نے ان سے ایک مرسل حدیث نقل کی ہے جس کی وجہ سے بعض کو وہم ہوا اور انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا۔ داری بطریق محمد بن یزید خراسانی، حیان اعرج سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے انہیں بحرین کی طرف بھیجا تھا۔ ابن مندہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے، درست سند یوں ہے۔ محمد بن یزید سے وہ حیان اعرج سے وہ علاء بن حضرمی سے روایت کرتے ہیں۔ حیان اعرج کو امام بخاری ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے تابعین میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۲۸ حیان بن ابی جبلة

وہم سے عبدان نے انہیں صحابہ میں ذکر کر دیا ہے۔ یہ تو مشہور تابعی ہیں۔ عبدان نے ان کا نام بھی غلط لیا ہے جو حاء کے زیر سے ہے اس کے بعد باء ہے۔ قسم ثالث میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

۲۱۲۹ حیّان بن صفور سلمیٰ

ابن شاہین نے صحابہ میں ان کا ذکر کیا ہے اور بطریق شریل بن سعد بحوالہ ان کے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”ہمیں اپنی پوشیدہ باتوں کی تشہیر سے روکا گیا ہے۔“ ابو موسیٰ فرماتے ہیں: درست جبار بن صخر ہیں یعنی جیم با اور آخر میں راء سے ہے۔ واقعی یہ نام اسی طرح ہے جنہوں نے حیان لکھا ہے انہوں نے لفظی غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ عبدان کی کتاب میں اس حدیث میں یعنیم حیان بن ضمیر لکھا ہے یوں ان کے والد کے نام میں بھی غلطی کی ہے۔ سلمیٰ سین اور لام کے زیر سے ہے اس لیے کہ وہ انصار سے ہیں نہ کہ بنی سلیم سے۔

۲۱۳۰ حیہ بن حابس

بقول بعض عابس۔ قسم اول کے حابس نامی عنوان میں تذکرہ ہو چکا ہے۔

اسد الغابۃ (۱۳۱۲) الجرح والتعديل (۲۴۶/۳) اسد الغابۃ (۱۳۱۴)

اسد الغابۃ (۱۳۱۵) تخرید (۱۴۵/۱) الکامل فی الضعفاء (۱۰۷۸/۳) جامع المسانید (۶۲۴/۳)



۲۱۳۱) حنی بن حارثہ ثقفی

حلیف بنی زہرہ۔ اموی نے بحوالہ ابن اسحاق (حی تصغیر کے ساتھ) ان کا ذکر کیا ہے۔ ایسا ہی واقندی نے لکھا ہے، البتہ ان کے والد کا نام حارثہ کی جگہ جاریہ بتایا ہے۔ طبری نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے ہی لکھا ہے اس بات سے سب نے اتفاق کیا ہے کہ وہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ ابن الاثیرؒ نے ان لوگوں کی کتابوں سے ان کا نام قلمبند کیا ہے جبکہ ان کی کتب میں ان کا لکھا ہوا نام حروف سے نہیں۔ اس میں سب سے درست یہ ہے کہ یہ نام تھی (حا کے پیش یا مشدود آخر میں یا) سے ہے اور ان کے والد کا نام جیم اور یا سے ہے۔ ایسا ہی ابن ماکولاؒ نے تحریر کیا ہے۔

www.KitaboSunnat.com





